

# نزہۃ المتقین

اُردو مشرح

## رایض الصالحین

امام محمد بن الدین ابو زکریا یحییٰ بن شرف النورانی دمشقی

دوم

مؤلفین: ڈاکٹر مصطفیٰ سعید محسن۔ ڈاکٹر مصطفیٰ البغا محی الدین مستو۔ علی الشربجی۔ محمد امین لطفی

ترجمہ و فوائد: مولانا شمس الدین نظر ثانی: حافظ محبوب احمد خان



مکتبۃ الاسلام  
۱۸- اردو بازار • لاہور • پاکستان







# ترجمہ اشعار

اردو شرح

## ریاض الصالحین

امام محمد بن ابی الدین ابو زکریا یحییٰ بن شرف الدین ابو شرفی

دوم

مؤلفین، ڈاکٹر مصطفیٰ سعید بخش۔ ڈاکٹر مصطفیٰ البغا محی الدین مستو۔ علی الشربجی محمد امین لطفی

● ترجمہ فوائد : مولانا شمس الدین ● نظر ثانی : حافظ محبوب احمد خان

ناشر

مکتبہ

۱۸- اردو بازار ۰ لاہور ۰ پاکستان

7231788-7211788



جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں۔

نام کتاب ..... نزہۃ المتقین اردو شرح ریاض الصالحین

مؤلفین ..... { ڈاکٹر مصطفیٰ سعید بخش، ڈاکٹر مصطفیٰ البغا  
محی الدین مستوی علی الشربجی، محمد امین لطفی }

ترجمہ فوائد : ..... مولانا شمس الدین

نظر ثانی : ..... حافظ محبوب احمد خان

طابع ..... خالد مقبول

مطبع ..... افضل شریف پرنٹرز

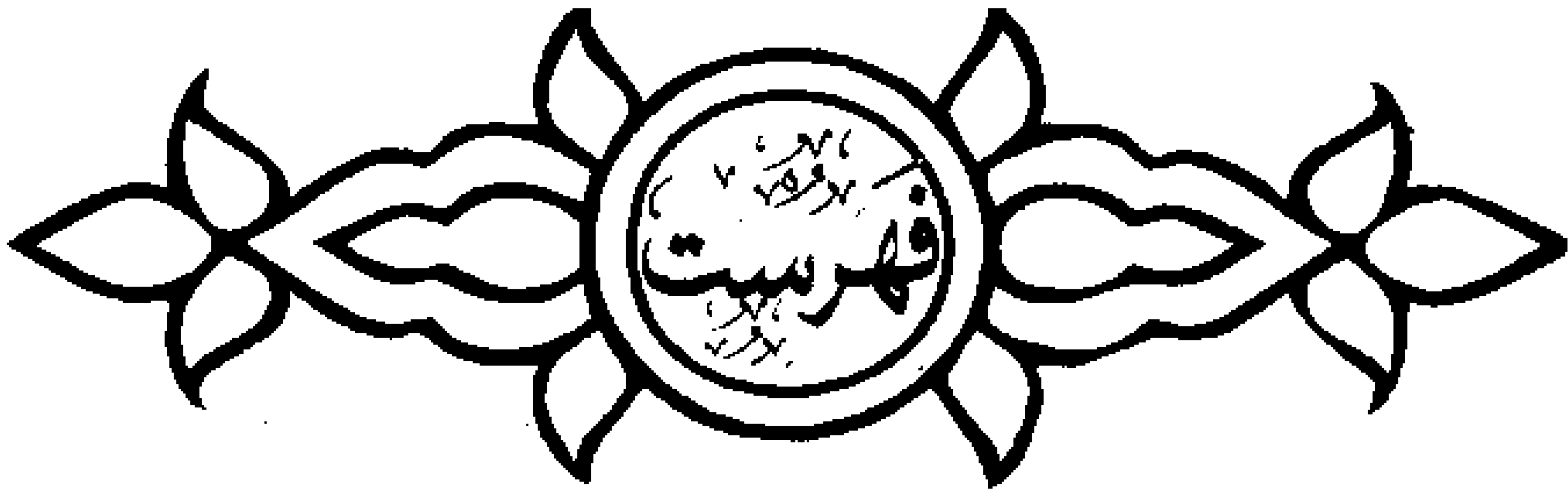


کتاب خانہ رحمانیہ اقراء سینٹر، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور۔ 7224228

کتاب خانہ علوم اسلامیہ اقراء سینٹر، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور۔ 7221395

کتاب خانہ جویریہ 18 اردو بازار لاہور 7211788





### کتاب عیادۃ المریض

مریض کی عیادت کرنا جنازے کے ساتھ جانا اس کی نماز جنازہ ادا کرنا اور اس کے دفن میں شرکت اور دفن کے بعد اس کی قبر پر کچھ دیر رکنا ..... ۱۵

مریض کے لئے دعا کی جائے ..... ۱۸

مریض کے گھر والوں سے مریض کے متعلق پوچھنا مستحب ہے ..... ۲۳

زندگی سے مایوس کیا دعا پڑھے؟ ..... ۲۴

بیمار کے گھر والوں اور خدام کو مریض کے اس احسان ..... ۲۴

اور تکلیفوں پر اس کے صبر کرنے کی نصیحت کرنا اور اس طرح قصاص وغیرہ میں قتل والے کا حکم ..... ۲۵

مریض کو یہ کہنا بغیر کراہت کے جائز ہے کہ میں تکلیف میں ہوں سخت درد یا بخار ہے ہائے میرا سر وغیرہ بشرطیکہ یہ بے صبری اور تقدیر پر ناراضگی کے طور پر نہ ہو ..... ۲۵

فوت ہونے والے کو لا ایلہ الا اللہ کی تلقین کرنا ..... ۲۷

مرنے والے کی آنکھیں بند کرتے وقت کیا کہے؟ ..... ۲۷

میت کے پاس کیا کہا جائے اور میت کے گھر والا کیا

کہے؟ ..... ۲۸

میت پر رونے کا جواز مگر اس میں نوحہ و بین نہ ہو ..... ۳۱

میت کی ناپسندیدہ چیز دیکھ کر زبان کو اس کے بیان سے روکنا میت پر نماز پڑھنا اور اس کے جنازے کے ساتھ چلنا اس کی فضیلت پہلے گزری اور عورتوں کا جنازہ کے ساتھ جانے کی کراہت ..... ۳۲

جنازہ پڑھنے والوں کا زیادہ تعداد میں ہونا مستحب ہے اور ان کی صفوں کا تین یا تین سے زیادہ ہونے کی پسندیدگی - ۳۵

نماز جنازہ میں کیا پڑھا جائے؟ ..... ۳۶

جنازہ کو جلد لے جانا ..... ۴۰

میت کے قرض کی ادائیگی میں جلدی کرنا اور اس کے کفن دفن میں عجلت کرنا مگر یہ کہ اس کی موت اچانک ہوئی ہو تو موت کا یقین ہونے تک چھوڑ دیں گے ..... ۴۱

قبر کے پاس نصیحت ..... ۴۲

دفن کے بعد میت کے لئے دعا کرنا اور اس کی قبر کے پاس دعا و استغفار و قراءت کے لئے کچھ دیر بیٹھنا ..... ۴۳

میت کی طرف سے صدقہ کرنا ..... ۴۴

لوگوں کا میت کی تعریف کرنا ..... ۴۷



- جب کسی مقام پر اترے تو کیا کہے؟ ..... ۶۶
- مسافر کو اپنی ضرورت پوری کر کے جلدی لوٹنا مستحب ہے ..... ۶۷
- اپنے گھر میں سفر سے دن میں واپس لوٹنا چاہئے رات کو بلا ضرورت گھر آنے کی کراہت ..... ۶۸
- جب واپس لوٹے اور شہر کو دیکھے تو کیا پڑھے؟ ..... ۶۸
- سفر سے آنے والے کو قریبی مسجد میں آنا اور اس میں دو رکعت پڑھنے کا استحباب ..... ۶۹
- عورت کے اکیلے سفر کرنے کی حرمت ..... ۶۹

### کتاب الفضائل

- قرآن مجید پڑھنے کی فضیلت ..... ۷۱
- قرآن مجید کی دیکھ بھال کرنے اور بھلا دینے سے ڈرانے کا بیان ..... ۸۶
- قرآن مجید کو خوش آواز پڑھنے کا استحباب اور عمدہ آواز سے قرآن مجید سنانے کی درخواست اور توجہ سے سننا ..... ۷۷
- خاص آیات و سورہ پر آمادہ کرنا ..... ۷۹
- قراءت کے لئے جمع ہونے کا استحباب ..... ۸۷
- وضو کی فضیلت ..... ۸۹
- اذان کی فضیلت ..... ۹۳
- نمازوں کی فضیلت ..... ۹۷
- نماز صبح (فجر) اور عصر کی فضیلت ..... ۱۰۰
- مساجد کی طرف جانے کی فضیلت ..... ۱۰۳

- اس شخص کی فضیلت جس کے چھوٹے بچے فوت ہو جائیں ..... ۴۷
- ظالموں کی قبور اور ان کے تباہ شدہ مقامات سے گزرتے ہوئے رونے اور خوف کی کیفیت اور اس سے غفلت میں مبتلا ہونے سے پرہیز کرنا اور اللہ تعالیٰ کی طرف احتیاج کا اظہار ..... ۴۹

### کتاب آداب السفر

- جمعرات کے دن نکلنا مستحب ہے اور سفر بھی دن کے شروع میں کرنا ..... ۵۰
- رفقاء سفر کا تلاش کرنا اور اپنے میں سے ایک کو امیر سفر مقرر کرنے کا استحباب ..... ۵۱
- سفر میں چلنے سستانے رات گزارنے اور سفر میں سونے کے آداب اور رات کو چلنے اور جانوروں کے ساتھ نرمی کرنے اور ان کے آرام و راحت کا خیال رکھنے کا استحباب اور جب جانور میں طاقت ہو تو پیچھے سواری بٹھا لینے کا جواز اور اس کا معاملہ جو جانور کے حقوق میں کوتاہی کرے ..... ۵۳
- رفیق سفر کی معاونت ..... ۵۷
- سواری پر سوار ہوتے وقت کیا کہے؟ ..... ۵۹
- مسافر کو بلندی پر چڑھتے، تکبیر اور گھائیوں وغیرہ سے اترتے ہوئے تسبیح کرنا اور تکبیر و تسبیح میں آواز کو بلند کرنے کی ممانعت سفر میں دعا کا استحباب ..... ۶۲
- جب لوگوں سے خطرہ ہو تو کیا دعا کرے ..... ۶۵



انتظار نماز کی فضیلت ..... ۱۰۷

باجامعت نماز کی فضیلت ..... ۱۰۸

صبح و عشاء کی جماعت میں حاضری کی ترغیب ..... ۱۱۲

فرض نمازوں کی حفاظت کا حکم اور ان کے چھوڑنے میں سخت

وعید و تاکید ..... ۱۱۳

صف اول کی فضیلت، پہلی صف کے اہتمام کا حکم اور صفوں کی

برابری اور مل کر کھڑے ہونا ..... ۱۱۸

فرائض سمیت سنن راتہ (مؤکدہ) کی فضیلت اور ان میں

سے تھوڑی اور کامل اور جوان کے درمیان ہو اس کا

بیان ..... ۱۲۵

فجر کی دو سنتوں کی تاکید ..... ۱۲۶

فجر کی سنتوں کی تخفیف اور ان کی قراءت اور وقت کا

بیان ..... ۱۲۸

فجر کی دو رکعتوں کے بعد دائیں جانب لیٹنے کا استحباب خواہ

اس نے تہجد پڑھی ہو یا نہ ..... ۱۳۱

ظہر کی سنتیں ..... ۱۳۲

عصر کی سنتیں ..... ۱۳۳

مغرب کے بعد اور پہلے والی سنتیں ..... ۱۳۵

عشاء سے پہلے اور بعد کی سنتیں ..... ۱۳۷

جمعہ کی سنتیں ..... ۱۳۷

سنن راتہ اور غیر راتہ کی گھر میں ادائیگی کا استحباب اور

نوافل کے لئے فرائض کی جگہ بدل لینے یا کلام سے فاصلہ

کرنا ..... ۱۳۸

نماز وتر کی ترغیب اور اس بات کا بیان کہ وہ سنت مؤکدہ ہے

اور وقت کا بیان ..... ۱۴۱

نماز چاشت کی فضیلت اور اس میں قلیل و کثیر اور اوسط کی

وضاحت اور اس کی محافظت پر ترغیب ..... ۱۴۲

چاشت کی نماز سورج کے بلند ہونے سے زوال تک جائز ہے

مگر افضل دھوپ کے تیز ہونے اور خوب دوپہر ہونے کے

وقت ہے ..... ۱۴۳

تحیۃ المسجد دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھنے کے بغیر بیٹھنا مکروہ قرار

دیا گیا خواہ اس نے تحیۃ کی نیت سے پڑھی ہوں یا فرائض و

سنن ادا کئے ہوں ..... ۱۴۵

وضو کے بعد دو رکعتوں کا استحباب ..... ۱۴۵

جمعہ کی فضیلت اور اس کا وجوب اور اس کے لئے غسل کرنا اور

خوشبو لگانا اور جلد ہی جمعہ کے لئے جانا اور جمعہ کے دن دعا اور

پیغمبر ﷺ پر درود اور قبولیت دعا کی گھڑی اور نماز جمعہ کے بعد

کثرت سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا ..... ۱۴۶

ظاہری نعمت کے ملنے یا ظاہری تکلیف کے ازالہ پر سجدہ شکر کا

استحباب ..... ۱۵۳

قیام اللیل کی فضیلت ..... ۱۵۵

قیام رمضان کا استحباب اور وہ تراویح ہے ..... ۱۶۶

لیلۃ القدر کی فضیلت اور اس کا سب سے زیادہ اُمید والی

رات ہونا ..... ۱۶۷



- سوموار اور جمعرات کے روزے کا استحباب ..... ۲۰۴
- ہر مہینے میں تین دن کے روزے کا استحباب ..... ۲۰۵
- جس نے روزے دار کا روزہ افطار کرایا اور اس روزہ دار کی فضیلت جس کے پاس کھایا جائے اور کھانے والے کی اس کے حق میں دعا جس کے پاس کھایا جائے ..... ۲۰۸

### کتاب الاعتکاف

- اعتکاف کا بیان ..... ۲۱۰

### کتاب الحج

- حج کا بیان ..... ۲۱۱

### کتاب الجہاد

- جہاد کی فضیلت ..... ۲۱۸
- آخرت کے ثواب میں شہداء کی ایک جماعت جن کو غسل دیا جائے گا اور ان پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی بخلاف ان لوگوں کے جو کفار کے ساتھ میدان میں قتل ہوں ..... ۲۲۸
- آزادی کی فضیلت ..... ۲۵۰
- غلاموں سے حسن سلوک ..... ۲۵۱
- اس غلام کی فضیلت جو اللہ کا حق اور اپنے آقاؤں کا حق ادا کرے ..... ۲۵۳
- جنگ و جدال اور فتنوں کے زمانے میں عبادت کی فضیلت کا بیان ..... ۲۵۵

- مسواک اور فطرت کے خصائل ..... ۱۷۰
- زکوٰۃ کے فرض ہونے کی تاکید اور اس کی فضیلت اور اس کے متعلقات ..... ۱۷۵
- رمضان کے روزے کی فرضیت اور روزوں کی فضیلت اور اس کے متعلقات کا بیان ..... ۱۸۴
- رمضان المبارک میں سخاوت اور نیک اعمال کی کثرت اور آخری عشرہ میں مرید اضافہ ..... ۱۸۹
- نصف شعبان کے بعد رمضان سے پہلے روزے کی عادت نہ رکھنے والے کو روزے کی ممانعت ..... ۱۹۰
- چاند دیکھنے کی دعا ..... ۱۹۲
- سحری کی فضیلت اور اس کی تاخیر جب تک طلوع فجر کا خطرہ نہ ہو ..... ۱۹۲
- جلد افطار کی فضیلت اور افطار کے بعد کی دعا اور اشیاء افطار ..... ۱۹۴
- روزہ دار کو اپنے اعضاء اور زبان گالی گلوچ اور خلاف شرع باتوں سے روکے رکھنا ..... ۱۹۷
- روزے کے مسائل ..... ۱۹۸
- محرم و شعبان اور حرمت والے مہینوں کے روزے کی فضیلت ..... ۲۰۰
- ذی الحجہ کے پہلے عشرے میں روزے کی فضیلت ..... ۲۰۲
- یوم عرفہ عاشوراء اور نویں محرم کے روزے کی فضیلت .. ۲۰۳
- شوال کے چھ روزوں کا استحباب ..... ۲۰۴



خرید و فروخت لینے دینے میں نرمی اختیار کرنے کی فضیلت اور ادائیگی اور مطالبہ میں اچھا رویہ اختیار کرنے اور ناپ تول میں زیادہ دینے کی فضیلت اور کم دینے سے ممانعت اور مالدار اور تنگدست کو مہلت دینے اور اس کو معاف کر دینے کی فضیلت کا بیان ۲۵۶

### کتاب العلم

علم کی فضیلت ۲۶۱

### کتاب حمد اللہ تعالیٰ وشکرہ

اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کے شکر کا بیان ۲۶۹

### کتاب الصلوٰۃ

رسول اللہ ﷺ پر رود شریف ۲۷۲

### کتاب الاذکار

ذکر کرنے کی فضیلت اور اس پر رغبت دلانے کا ذکر ۲۷۸

□ اللہ تعالیٰ کا ذکر کھڑے ہوئے بیٹھے لیٹے بلا وضو جنابت کی

حالت میں اور حیض کی حالت میں درست ہے مگر تلاوت

قرآن مجید جنبی اور حائضہ کے لئے جائز نہیں ۲۹۵

نیند کے وقت اور اس سے بیداری کی وقت کیا کہے؟ ۲۹۶

ذکر کے حلقوں کو لازم کرنے اور ان سے بلا وجہ جدائی اختیار

کرنے کی ممانعت

صبح اور شام کو اللہ کا ذکر کرنا ۳۰۰

نیند کے وقت کیا کہے؟ ۳۰۲

### کتاب الدعوات

دُعا کی فضیلت ۳۰۸

پس پشت دعا کرنے کی فضیلت ۳۲۱

دعا کے متعلق چند مسائل ۳۲۲

اولیاء اللہ کی کرامات اور ان کی فضیلت ۳۲۵

### کتاب الامور المنہی عنہا

غیبت کی حرمت اور زبان پر پابندی لگانے کا حکم ۳۳۷

غیبت کا سننا حرام ہے اور آدمی غیبت کو سن کر اس کی تردید و

انکار کرے اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو اس مجلس کو حتی

المقدور چھوڑ دے ۳۳۵

□ جو غیبت مباح ہے

چغلی کی حرمت چغلی لوگوں کے درمیان فساد پھیلانے کے

لئے بات کو نقل کرنے کو کہتے ہیں ۳۵۱

لوگوں کی باتوں کو بلا ضرورت بلا فساد انگیزی وغیرہ کے حکام

تک پہنچانے سے ممانعت کا بیان ۳۵۳

منافق کی مذمت ۳۵۴

جھوٹ کی حرمت ۳۵۵

کذب کی قسم جو جائز ہے ۳۶۲

□ قول و حکایت میں بات پر پختگی کی ترغیب ۳۶۳

جھوٹی گواہی کی شدید حرمت ۳۶۵



۳۱۰ ..... اجنبی عورت سے خلوت حرام ہے۔  
 مردوں کو عورتوں کے ساتھ اور عورتوں کو مردوں کے ساتھ  
 لباس اور حرکات و سکنات میں مشابہت حرام ہے۔ ۳۱۲ .....  
 شیطان اور کفار کے ساتھ مشابہت ممنوع ہے۔ ۳۱۳ .....  
 مرد عورت ہر دو کو سیاہ رنگ سے اپنے بالوں کو رنگنے کی  
 ممانعت۔ ۳۱۵ .....  
 سر کے بالوں کو منڈانے سے روکنے کا بیان اور مردوں کے  
 لئے تمام بال منڈانے کی اجازت البتہ عورت کے لئے  
 اجازت نہیں۔ ۳۱۶ .....  
 مصنوعی بال (وگ) اور گوندنا اور دانتوں کا باریک کرانا حرام  
 ہے۔ ۳۱۷ .....  
 مرد کا ڈاڑھی اور سر کے بالوں کا اکھاڑنا، بے ریش کا ڈاڑھی  
 کے بالوں کو اکھاڑنا ممنوع ہے۔ ۳۲۱ .....  
 دائیں ہاتھ سے استنجاء اور شرمگاہ کا بلا عذر چھونا مکروہ  
 ہے۔ ۳۲۲ .....  
 ایک جوتا اور ایک موزہ پہن کر بلا عذر چلنا مکروہ ہے۔ ۳۲۳ .....  
 اور جوتا اور موزہ بلا عذر کھڑے ہو کر پہننا مکروہ ہے۔ ۳۲۴ .....  
 تکلف کی ممانعت، قول جو مشقت سے کیا جائے مگر اس میں  
 مصلحت نہ ہو۔ ۳۲۵ .....  
 میت پر فحشہ کرنا، رخسار پیٹنا، گریبان پھاڑنا، بال نوچنا اور  
 منڈوانا، ہلاکت و تباہی کا وادہ کرنا حرام ہے۔ ۳۲۶ .....  
 کاہنوں، نجومیوں، قیافہ شناسوں، ریلیوں اور کنکریاں اور جو

کسی معین شخص یا جانور کو لعنت کرنا حرام ہے۔ ۳۲۶ .....  
 غیر متعین گناہ کرنے والوں کو لعنت کرنا جائز ہے۔ ۳۲۷ .....  
 مسلمان کو ناحق گالی دینا حرام ہے۔ ۳۲۸ .....  
 بلا کسی حق اور مصلحت شرعی کے مردوں کو گالی دینا حرام  
 ہے۔ ۳۲۹ .....  
 کسی مسلمان کو تکلیف نہ پہنچانا۔ ۳۳۰ .....  
 باہمی بغض، قطع تعلقی اور بے رخی کی ممانعت۔ ۳۳۱ .....  
 حسد کی ممانعت۔ ۳۳۲ .....  
 جاسوسی (ٹوہ) اور اس آدمی کی طرح کہ جو سننے سے روکتا ہو  
 کہ کوئی اس کی بات سنے۔ ۳۳۳ .....  
 بلا ضرورت مسلمانوں کے متعلق بدگمانی کی ممانعت۔ ۳۳۴ .....  
 مسلمانوں کی حقیر قرار دینے کی حرمت۔ ۳۳۵ .....  
 مسلمان کی تکلیف پر خوش ہونے کی ممانعت۔ ۳۳۶ .....  
 ظاہر شرع کے لحاظ سے جو نسب ثابت ہیں ان میں طعن حرام  
 ہے۔ ۳۳۷ .....  
 کھوٹ اور دھوکے سے منع کرنے کا بیان۔ ۳۳۸ .....  
 مالدار سے حق دار کا حق طلب کرنے میں مال دار کا مال مٹول  
 کرنا حرام ہے۔ ۳۳۹ .....  
 جس کسی کو ان چیزوں کے متعلق ریاء کا خیال ہو جائے جو  
 واقعہ میں ریاء نہ ہو۔ ۳۴۰ .....  
 اجنبی عورت اور خوبصورت بے ریش بچے۔ ۳۴۱ .....  
 کی طرف بغیر شرعی ضرورت دیکھنا حرام ہے۔ ۳۴۲ .....



پھینک کر منتر کرنے والوں پرندہ اڑا کر بدشگونی لینے اور اسی طرح کے دیگر لوگوں کے پاس جانے کی ممانعت ..... ۴۳۱

حیوان کی تصویر قالین، پتھر، کپڑے، درہم، پچھونا، دینار یا تیکے وغیرہ پر حرام ہے اور دیوار، چھت، پردے، گچڑی، کپڑے وغیرہ پر تصاویر بنانا حرام ہے۔ ان تمام تصاویر کو مٹانے کا حکم ہے ..... ۴۳۷

کٹار کھنے کی حرمت مگر شکار چوپائے اور کھیتی کی حفاظت کے لئے ..... ۴۴۲

سفر میں اونٹ وغیرہ جانوروں پر گھنٹی باندھنا مکروہ ہے ..... ۴۴۲

اور سفر میں کتے اور گھنٹی کو ساتھ لے جانا بھی مکروہ ہے ..... ۴۴۲

گندگی کھانے والے اونٹ یا اونٹنی پر سواری مکروہ ہے پس اگر وہ پاک چارا کھانے لگے تو اس کا گوشت ستھرا اور کراہت سے پاک ہے ..... ۴۴۳

مسجد میں تھوکنے کی ممانعت اور اس کو دُور کرنے کا حکم جب وہ مسجد میں پایا جائے گندگیوں سے مسجد کو صاف ستھرا رکھنے کا حکم ..... ۴۴۴

مسجد میں جھگڑا اور آواز کا بلند کرنا مکروہ ہے اسی طرح گم شدہ چیز کے لئے اعلان کرنا، خرید و فروخت، اجارہ (مزدوری) وغیرہ کے معاملات بھی مکروہ ہیں ..... ۴۴۶

لہسن پیاز، گندنا (لہسن نما ترکاری) وغیرہ جس کی بدبو ہو اس کو کھانے کے بعد بدبو زائل کرنے سے قبل مسجد میں داخل

ہونا ممنوع ہے مگر کسی خاص ضرورت کی بناء پر ..... ۴۴۸

جمعہ کے دن دوران خطبہ پیٹ کے ساتھ ملا کر بیٹھنے کی کراہت کیونکہ اس سے نیند آئے گی اور خطبہ سننے سے محروم رہ جائے گا اور وضو ٹوٹ جانے کا بھی خدشہ ہوگا ..... ۴۵۰

جو آدمی قربانی کرنا چاہتا ہو اور عشرہ ذی الحجہ آجائے تو اسے اپنے بال و ناخن نہ کٹوانے چاہئیں ..... ۴۵۰

مخلوقات کی قسم جیسے پیغمبر، کعبہ، ملائکہ، آسمان، باپ، دادا، زندگی، روح، سر، بادشاہ کی نعمت اور فلاں فلاں مٹی یا قبر، امانت وغیرہ ممنوع ہے۔ امانت و قبر کی تو ممانعت سب سے بڑھ کر ہے ..... ۴۵۱

جھوٹی قسم جان بوجھ کر کھانے کی شدید ممانعت ..... ۴۵۳

جو آدمی کسی بات پر قسم اٹھائے پھر دوسری صورت ..... ۴۵۳

میں اس سے بہتر پائے تو وہ اختیار کر لے اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دے یہی مستحب ہے ..... ۴۵۵

لغو قسمیں معاف ہیں اور اس پر کوئی کفارہ نہیں ..... ۴۵۵

لغو قسم وہ ہے جو بلا قصد زبان پر جاری ہو مثلاً لَا وَاللّٰهِ بَلٰی وَاللّٰهِ وغیرہ ..... ۴۵۶

خرید و فروخت میں قسمیں اٹھانا مکروہ ہے خواہ وہ سچی ہی کیوں نہ ہو ..... ۴۵۷

اس بات کی کراہت کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کا واسطہ ..... ۴۵۷

دے کر آدمی جنت کے علاوہ اور چیز مانگے اور اس بات کی کراہت کہ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر مانگنے والے کو مسترد کر دیا



انسان کو یہ کہنا مکروہ ہے کہ اے اللہ اگر تُو چاہتا ہے تو مجھے بخش دے بلکہ کہے ضرور بخش دے۔ ۴۶۹

جو اللہ اور فلاں چاہے کہنے کی کراہت۔ ۴۷۰

عشاء کی نماز کے بعد گفتگو کی ممانعت۔ ۴۷۱

جب مرد عورت کو اپنے بستر پر بلائے تو عذر شرعی کے بغیر اس کے نہ جانے کی حرمت۔ ۴۷۲

عورت کو خاوند کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر نقلی روزے رکھنا حرام ہے۔ ۴۷۳

امام سے قبل مقتدی کو اپنا سر سجدہ یا رکوع سے اٹھانے کی حرمت۔ ۴۷۴

نماز میں کوکھ (پہلو) پر ہاتھ رکھنے کی حرمت۔ ۴۷۴

کھانے کی دل میں خواہش ہو تو کھانا آ جانے اور پیشاپ و پاخانہ کی حاجت کے وقت نماز کی کراہت۔ ۴۷۵

نماز میں آسمان کی طرف نظر کرنے کی ممانعت۔ ۴۷۵

نماز میں بلا عذر متوجہ ہونے کی کراہت۔ ۴۷۶

قبور کی طرف نماز کی ممانعت۔ ۴۷۶

نمازی کے سامنے سے گزرنے کی حرمت۔ ۴۷۷

جب مؤذن نماز کی اقامت کہنی شروع کرے۔ ۴۷۷

تو مقتدی کے لئے ہر قسم کے نوافل پڑھنے مکروہ ہیں۔ ۴۷۷

جمعہ کے دن کو روزے کے لئے اور اس کی رات کو قیام کے لئے خاص کرنے کی کراہت۔ ۴۷۸

روزے میں وصال کی حرمت اور وصال یہ ہے کہ دو دن یا

جائے۔ ۴۵۸

کسی سلطان کو شہنشاہ کہنا حرام ہے کیونکہ اس کا معنی بادشاہوں کا بادشاہ ہے اور غیر اللہ میں یہ وصف نہیں پایا جاتا۔ ۴۵۹

کسی فاسق و بدعتی کو سید وغیرہ کے معزز القاب سے مخاطب کرنا ممنوع ہے۔ ۴۶۰

بخار کو گالی دینے کی کراہت۔ ۴۶۰

ہوا کو گالی دینے کی ممانعت اور اس کے چلنے کے وقت کیا کہنا چاہئے؟۔ ۴۶۱

مرغے کو گالی دینے کی کراہت۔ ۴۶۲

یہ کہنا ممنوع ہے کہ فلاں ستارے کی وجہ سے ہم پر بارش ہوئی۔ ۴۶۳

کسی مسلمان کو اے کافر کہنا حرام ہے۔ ۴۶۴

فحش و بدکلامی کی ممانعت۔ ۴۶۴

گفتگو میں بناوٹ کرنا اور باچھیں کھولنا، قدرت کلام ظاہر کرنے کے لئے تکلف کرنا اور غیر مانوس الفاظ اور اعراب کی بازیکیاں وغیرہ سے عوام کو مخاطب کرنے کی کراہت۔ ۴۶۵

میر انفس خبیث ہوا کہنے کی کراہت۔ ۴۶۷

انگور کو کرم کہنے کی کراہت۔ ۴۶۷

کسی آدمی کو کسی عورت کے اوصاف غرض شرعی کے علاوہ بیان کرنے کی ممانعت ہے غرض شرعی نکاح وغیرہ ہے۔ ۴۶۸



اس سے زیادہ دنوں کا روزہ رکھے اور درمیان میں کچھ نہ

کھائے پئے ..... ۴۷۹

قبروں کو چونا گچ کرنے اور ان پر تعمیر کرنے کی

ممانعت ..... ۴۸۱

غلام کے اپنے آقا سے بھاگ جانے میں شدت

حرمت ..... ۴۸۱

لوگوں کے راستے اور سائے اور پانی وغیرہ کے مقامات پر

پاخانہ کرنے کی ممانعت ..... ۴۸۳

کھڑے پانی میں پیشاب وغیرہ کرنے کی ممانعت ..... ۴۸۳

والد کو اپنی اولاد کے سلسلہ میں بہہ میں ایک دوسرے پر

فضیلت دینے کی کراہت ..... ۴۸۴

کسی میت پر تین دن سے زیادہ عورت سوگ نہیں کر سکتی البتہ

اپنے خاوند پر چار ماہ دس دن تک سوگ کرے ..... ۴۸۵

شہری کا دیہاتی کے لئے خریداری کرنا قافلوں کو آگے جا کر

ملنا اور مسلمان بھائی کی بیچ پر بیچ اور اس کی منگنی پر منگنی کرنے

کی حرمت مگر یہ کہ وہ اجازت دے یا رد کرے ..... ۴۸۶

شریعت نے جن مقامات پر مال خرچ کرنے کی اجازت دی

ان کے علاوہ مقامات پر خرچ کر کے مال کو ضائع کرنے کی

ممانعت ..... ۴۸۹

کسی مسلمان کی طرف ہتھیار وغیرہ سے اشارہ کرنے کی

ممانعت خواہ مراحا ہو یا قصداً اور تنگی تلوار لہرانے کی

ممانعت ..... ۴۹۰

مسجد سے اذان کے بعد بغیر فرضی نماز ادا کئے نکلنے کی کراہت

مگر عذر کی وجہ سے جائز ہے ..... ۴۹۲

بلاعذر ریحان (خوشبو) کو مسترد کرنے کی کراہت ..... ۴۹۲

منہ پر تعریف کرنا اُس کے لئے مکروہ ہے جس کے خود پسندی

میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہو جس سے خود پسندی کا خطرہ نہ ہو

اس کے حق میں جائز ہے ..... ۴۹۳

اس شہر سے فرار اختیار کرتے ہوئے نکلنے (کی کراہت)

جہاں وباء واقع ہو جائے اور جہاں پہلے وباء ہو وہاں آنے کی

کراہت ..... ۴۹۵

جادو کی حرمت میں شدت (نختی کا بیان) ..... ۴۹۵

قرآن مجید کو کفار کے علاقوں کی طرف لے کر سفر کرنے کی

ممانعت جبکہ قرآن مجید کا دشمنوں کے ہاتھ لگ جانے کا خطرہ

ہو ..... ۴۹۸

کھانے پینے اور دیگر استعمالات میں سونے اور چاندی کے

برتنوں کو استعمال میں لانے کی حرمت ..... ۴۹۹

مرد کو زعفران سے رنگا ہوا کپڑا پہننے کی حرمت ..... ۵۰۰

دن سے رات تک خاموش رہنے کی ممانعت ..... ۵۰۱

اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف نسبت اور اپنے آقا

کے علاوہ دوسرے کی طرف غلامی کی نسبت کرنے کی

حرمت ..... ۵۰۲



## کتاب الاستغفار

ان چیزوں کا بیان جو اللہ تعالیٰ نے ایمانداروں کے لئے  
جنت میں تیار فرمائی ہیں ..... ۵۵۵

## تعارفِ راویان

خاتمہ کتاب ..... ۶۰۸

جس بات سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ نے منع فرمایا ہو  
اس کے ارتکاب سے بچنا ..... ۵۰۴  
جو کسی ممنوع فعل یا قول کا ارتکاب کرے اس کو کیا کرے اور  
کے ..... ۵۰۵

## کتاب المنثورات



# کِتَابُ عِیَادَةِ الْمَرِیضِ

۱۱۴: بَابُ عِیَادَةِ الْمَرِیضِ

وَتَشِیْعِ الْمِیّتِ وَالصَّلَاةِ عَلَیْهِ

وَحُضُورِ دَفْنِهِ وَالْمَكُثِ عِنْدَ

قَبْرِهِ بَعْدَ دَفْنِهِ

باب : مریض کی عیادت کرنا جنازے کے ساتھ جانا

اس کی نماز جنازہ ادا کرنا

اور اس کے دفن میں شرکت

اور دفن کے بعد اس کی قبر پر کچھ دیر رکنا

۸۹۴: عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ

عَنْهُمَا قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ بِعِیَادَةِ الْمَرِیضِ وَاتِّبَاعِ الْجَنَازَةِ

وَتَشِیْعِ الْمَیِّتِ الْعَاطِسِ، وَابْرَارِ الْمُقْسِمِ، وَنَصْرِ

الْمُظْلُومِ وَاجَابَةِ الدَّاعِي، وَافْشَاءِ السَّلَامِ

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۸۹۴: حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں مریض کی عیادت

کرنے، جنازے کے ساتھ جانے، چھینکنے والے کی چھینک کا

جواب دینے، قسم کو پورا کرنے، مظلوم کی مدد کرنے اور دعوت

دینے والے کی دعوت کو قبول کرنے اور سلام کو پھیلانے کا حکم

فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

تخریج : تقدم شرح و تخریجه فی کتاب السلام رقم ۸۴۷/۳

۸۹۵: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى

الْمُسْلِمِ خَمْسٌ: رَدُّ السَّلَامِ، وَعِیَادَةُ

الْمَرِیضِ، وَاتِّبَاعُ الْجَنَازِ، وَاجَابَةُ الدَّعْوَةِ،

وَتَشِیْعُ الْمَیِّتِ الْعَاطِسِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۸۹۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں: (۱) سلام کا

جواب دینا، (۲) مریض کی عیادت کرنا، (۳) جنازوں کے پیچھے

جانے، (۴) دعوت کا قبول کرنا اور (۵) چھینکنے والے کی چھینک کا

جواب دینا۔

تخریج : تقدم و شرحه فی باب تعظیم حرمت المسلمین رقم ۲۴۰/۱۷

الذَّخَائِرُ : حق المسلم على المسلم خمس : پانچ چیزیں ایسی ہیں کہ ہر مسلمان کو دوسرے مسلمان کے سلسلہ میں جن کا

خیال کرنا چاہئے۔ الدعوة : ولیمہ۔

فوائد : (۱) روایت میں مذکورہ امور کی تاکید کی گئی ہے کہ وہ ہر مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق ہیں۔ (۲) ان حقوق کا خیال کرنے



سے باہمی محبت و الفت بڑھتی ہے اور اخوت و بھائی چارے کے تعلقات مضبوط تر ہوتے ہیں۔ امام مالک رحمۃ اللہ کے نزدیک یہ واجب حقوق ہیں۔

۸۹۶: وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُولُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ: يَا بَنَ آدَمَ مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِي! قَالَ: يَا رَبِّ كَيْفَ أَعُوذُكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ؟ قَالَ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ عَبْدِي فُلَانًا مَرِضَ فَلَمْ تَعُدَّهُ! أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْ عُدْتَهُ لَوْجَدْتَنِي عِنْدَهُ؟ يَا بَنَ آدَمَ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ تَطْعَمَنِي! قَالَ: يَا رَبِّ كَيْفَ أَطْعِمُكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ؟ قَالَ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْ أَطْعَمْتَهُ لَوْجَدْتَهُ عِنْدِي؟ يَا بَنَ آدَمَ اسْتَسْقَيْتَكَ فَلَمْ تَسْقِنِي! قَالَ: يَا رَبِّ كَيْفَ أَسْقِيكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ؟ قَالَ: اسْتَسْقَاكَ عَبْدِي فُلَانٌ فَلَمْ تَسْقِهِ! أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْ سَقَيْتَهُ لَوْجَدْتَهُ ذَلِكَ عِنْدِي! رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۸۹۶: حضرت ابو ہریرہؓ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا۔ اے آدم کے بیٹے! میں بیمار ہوا تو نے میری عیادت نہ کی۔ وہ کہے گا۔ اے میرے رب میں آپ کی کس طرح عیادت کرتا جبکہ آپ رب العالمین ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا۔ تو نے اس کی عیادت نہیں کی۔ اگر تو اس کی عیادت کرتا تو تو مجھے اس کے پاس پاتا۔ اے آدم کے بیٹے! میں نے تجھ سے کھانا مانگا۔ تم نے مجھے کھانا نہ کھلایا، وہ کہے گا۔ اے میرے رب میں تجھے کیسے کھلاتا جبکہ آپ رب العالمین ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کیا تمہیں معلوم نہیں کہ تجھ سے میرے فلاں بندے نے کھانا مانگا تو نے اس کو کھانا نہیں کھلایا۔ اگر تو اسے کھانا کھلاتا تو یقیناً اسے میرے ہاں پالیتا۔ اے آدم کے بیٹے! میں نے تجھ سے پانی طلب کیا تو نے مجھے پانی نہیں پلایا۔ وہ کہے گا۔ اے میرے رب! میں تجھے کیسے پلاتا تو تو تمام جہانوں کا رب ہے؟ اللہ فرمائے گا تجھ سے میرے فلاں فلاں بندے نے پانی مانگا تو نے اس کو پانی نہیں پلایا۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اگر تو اس کو پانی پلاتا تو یقیناً اس کو میرے ہاں پالیتا۔ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب البر و الصلۃ باب فضل عیادۃ المریض

**التغیبات:** ان اللہ عزوجل یقول: یہ حدیث قدسی ہے۔ کیف اعوذک: اللہ سبحانہ و تعالیٰ جب بیماری سے پاک ہیں تو عیادت جو اس پر مرتب ہوتی ہے۔ اس سے خود دراء الواراء ہوئے۔ اما: یہ حرف تنبیہ ہے۔ مخاطب کو مابعد والی بات کی اہمیت دلانے کے لئے لایا جاتا ہے۔ لوحد تنی عندہ: تو مجھے اپنی عیادت کو جاننے والا پاتا پھر میں تمہیں اس پر ثواب دیتا۔ استطعمتک: میں نے اپنے سائل بندے کے لئے تجھ سے کھانا طلب کیا۔ لوجدت ذلک عندی: اس کا کئی گنا اضافی ثواب میرے پاس پالیتا۔ استسقیئتک: میں نے تجھ سے پانی طلب کیا یعنی اپنے بندے کی زبان سے۔

**فوائد:** (۱) مریض کی عیادت کرنے اور مسکین کو کھانا کھلانے اور پیا سے کو پانی پلانے پر آمادہ کیا گیا ہے۔ ایسا کرنے سے اللہ تعالیٰ خود اجر و ثواب کے کفیل بن جاتے ہیں۔ (۲) تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کے لئے بمنزلہ عیال کے ہے۔ اس لئے ان کے ساتھ احسان کرنے والے اور ان کی اعانت کرنے والے کو اجر جزیل اور عطاء عظیم کا حقدار قرار دیا گیا ہے۔



۸۹۷: وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "عُودُوا الْمَرِيضَ وَأَطْعِمُوا الْجَائِعَ ، وَفُكُّوا الْعَائِي" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔ "الْعَائِي" : الْإِسِيرُ۔

۸۹۷: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مریض کی عیادت کرو اور بھوکے کو کھانا کھلاؤ اور قیدی کو رہائی دلاؤ۔" (بخاری)

الْعَائِي: قیدی۔

**تخریج:** اخرجہ البخاری فی کتاب المرضی، باب وجوب عیادة المريض

**اللُّغَاتُ:** ہکوا: گردن آزاد کرو، بعض اوقات العانی سے مراد مقروض بھی ہوتا ہے۔ النہایہ میں علامہ ابن اثیر فرماتے ہیں۔ جس نے عاجزی اور ذلت اختیار کی اور جھکاؤہ عالی ہے۔ یہ باب عنا یعنی فہو عان سے ہے۔

**فوائد:** (۱) گزشتہ فوائد کو ملحوظ رکھا جائے۔ نیز اس روایت میں قیدیوں کو آزاد کرنے، مقروض افراد کے قرضہ جات ادا کرنے اور کسی مصیبت میں مبتلا ہونے والے کو اس سے آزادی حاصل کرنے میں تعاون یہ اہم اسلامی فریضہ ہے۔ (۲) اسلام ایسا دین ہے جو تعاون باہمی کی تعلیم دیتا ہے حدیث کے اندر جتنے امور مذکور ہیں یہ سب تعاون کا ذریعہ ہیں۔ ارشاد الہی ہے۔ تعاونوا علی البر والتقویٰ: "کہ تم نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے سے تعاون کرو۔"

۸۹۸: وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "إِنَّ الْمُسْلِمَ إِذَا عَادَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ لَمْ يَزَلْ فِي خُرْفَةِ الْجَنَّةِ حَتَّى يَرْجَعَ قَبْلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا خُرْفَةُ الْجَنَّةِ؟ قَالَ: "جَنَاهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۸۹۸: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ جب مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرتا ہے۔ وہ واپس لوٹنے تک جنت کے تازہ پھلوں کے چننے میں مصروف رہتا ہے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ بِخُرْفَةِ الْجَنَّةِ کیا چیز ہے؟ تو ارشاد فرمایا: اس کے تازہ پھل چننا!۔ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب البر والصلة، باب فضل عیادة المريض

**اللُّغَاتُ:** اخاه: اسلامی بھائی۔ خرفة: اس پھل کو کہا جاتا ہے جس کو پودے پر لگتے ہی توڑ لیا جائے۔ الجنی: اس پھل کو کہا جاتا ہے جس کو چننا اور توڑا جائے اور وہ تروتازہ حالت میں ہو۔

۸۹۹: وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَعُودُ مُسْلِمًا غَدْوَةً إِلَّا صَلَّى عَلَيْهِ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ حَتَّى يُمِيسَ ، وَإِنْ عَادَهُ عَشِيَّةً إِلَّا صَلَّى عَلَيْهِ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ حَتَّى يُصْبِحَ ، وَكَانَ لَهُ خَرِيفٌ فِي الْجَنَّةِ" رَوَاهُ

۸۹۹: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ مسلمان جب صبح کے وقت مسلمان بھائی کی بیمار پرسی کرتا ہے تو شام تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے دعائے خیر کرتے ہیں اور اگر شام کے وقت اس کی عیادت کرتا تو ستر ہزار فرشتے صبح تک اس کے لئے دعائیں کرتے ہیں اور اس کے لئے جنت میں چنے ہوئے پھل ہوں گے۔ (ترمذی) اور اس نے کہا



الترمذی وقال: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

حدیث حسن ہے۔

”الْخَرِيفُ“ : الْخَمْرُ الْمَخْرُوفُ : آي

الْخَرِيفُ : پنے ہوئے پھل۔

الْمُجْتَنَى۔

**تخریج** : رواه الترمذی فی ابواب الجنائز باب ما جاء فی عیادة المریض۔

**اللَّخَائِذُ** : غَدْوَةٌ : صبح کی نماز اور طلوع آفتاب کے درمیان والا وقت۔ صلی علیہ : استغفار اور رحمت کی دعا کرتے ہیں۔

عشیة : دن کا پچھلا حصہ مراد ان دونوں اوقات سے عمومی وقت ہے۔

**فوائد** : ما قبل والے فوائد پیش نظر رہیں۔ نیز بتلایا کہ مریض کی عیادت بہت بڑی افضل چیز ہے۔ اس کی طرف متوجہ کیا گیا تاکہ زیادہ سے زیادہ ثواب حاصل کیا جاسکے۔

۹۰۰ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی لڑکا

آنحضرت ﷺ کی خدمت کرتا تھا وہ بیمار ہو گیا۔ نبی اکرمؐ اس کی

عیادت کے لئے تشریف لائے اور اس کے سر کے پاس تشریف فرما

ہوئے اور فرمایا ”تو مسلمان ہو جا“ اس نے اپنے باپ کی طر ف

دیکھا جو وہیں موجود تھا۔ اس نے کہہ دیا تو ابو القاسم ﷺ کی بات

مان لے چنانچہ وہ اسلام لے آیا۔ جب آپؐ باہر تشریف لائے تو

آپؐ کی زبان مبارک پر یہ الفاظ تھے : ”تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ

کے لئے ہیں جس نے اس کو آگ سے بچالیا۔“ (بخاری)

۹۰۰ : وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ

غُلَامٌ يَهُودِيٌّ يَخْدُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ فَمَرِضَ فَاتَّاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ يَعُوْدُهُ فَقَعَدَ عِنْدَ رَأْسِهِ فَقَالَ لَهُ :

”أَسْلِمَ“ فَظَنَرَ إِلَى أَبِيهِ وَهُوَ عِنْدَهُ؟ فَقَالَ :

أَطْعَ أَبَا الْقَاسِمِ فَأَسْلَمَ ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُولُ : ”الْحَمْدُ لِلَّهِ

الَّذِي أَنْقَذَهُ مِنَ النَّارِ“ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

**تخریج** : رواه البخاری فی کتاب الجنائز باب اذا اسلم الصبی فمات هل لبصلى عليه۔

**اللَّخَائِذُ** : غُلَامٌ : نابالغ لڑکا۔ مجازی طور پر یہ لفظ بڑے پر استعمال کیا جاتا ہے۔ بعض نے کہا اس کا نام عبدالقدوس تھا۔ انقذه :

اس کو بچایا نجات دی۔

**فوائد** : (۱) کافر کی عیادت کرنا جائز ہے اور مستحب یہ ہے کہ اس کو اسلام کی دعوت پیش کی جائے۔ (۲) آپ ﷺ کی انصافیت

ظاہر ہوتی ہے اور نفوس و قلوب میں آپؐ کے اخلاص و شفقت کی بنا پر اثر پذیر بنائیاں معلوم ہوتی ہے۔ (۳) نیک لوگوں کی صحبت کی

فضیلت اور اس کے ثمرات کا آخرت سے قبل دنیا ہی میں ظہور ثابت ہو رہا ہے۔ (۴) کفار اور فساق و فجار کے متعلق ہمیشہ ہدایت کی طمع

کرتے رہنا چاہئے اور کسی وقت بھی مایوسی کا شکار نہ ہونا چاہئے۔ (۵) والدین کو چاہئے کہ وہ اپنی اولاد کو ہدایت اور اعمال خیر کی طرف

متوجہ کرتے رہیں۔ نہ کہ ان میں سے بعض امور پر خود بھی کار بند ہوں۔

باب : مریض کے لئے دُعا کی جائے

۱۴۵ : بَابُ مَا يُدْعَى بِهِ لِلْمَرِيضِ

۹۰۱ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرمؐ سے

۹۰۱ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ



ﷺ كَانَ إِذَا اشْتَكَى الْإِنْسَانُ الشَّيْءَ مِنْهُ أَوْ كَانَتْ بِهِ قَرْحَةٌ أَوْ جُرْحٌ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَأْصِبُهُ هَكَذَا وَوَضَعَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ الرَّائِي سَبَابَتَهُ بِالْأَرْضِ ثُمَّ رَفَعَهَا وَقَالَ : "بِسْمِ اللَّهِ تَرْبَةُ أَرْضِنَا" بِرِيقَةٍ بَعْضُنَا يُشْفَى بِهِ مَقِيمُنَا بِإِذْنِ رَبِّنَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

جب کوئی بیماری کی شکایت کرتا یا اس کو پھوڑا یا زخم ہوتا تو نبی اکرم اپنی انگلی مبارک سے اس طرح کرتے۔ سفیان بن عیینہ نے اپنی شہادت والی انگلی کو زمین پر رکھا۔ پھر اٹھایا (یعنی عمل کر کے دکھایا) حضور ﷺ فرماتے : "بِسْمِ اللَّهِ تَرْبَةُ أَرْضِنَا" اللہ کے نام سے ہماری زمین کی مٹی ہمارے بعض کے لعاب سے مل کر ہمارے رب کے حکم سے ہمارے مریض کو شفا کا ذریعہ بنے گی۔ (بخاری، مسلم)

**تخریج :** رواہ البخاری فی کتاب الطب، باب رقیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم و مسلم فی کتاب السلام، باب اصحاب الرقیۃ من العین والنملۃ

**التَّخَانُثُ :** اشتکی : یہ شکایت سے باب افعال کا صیغہ ہے اور شکایت مرض کو کہتے ہیں۔ القرحة : پھوڑا، پھنسی یا جلنے کا اثر۔ القرح : زخم کے لئے بھی بولا جاتا ہے۔ قال باصبہ : انگلی سے اس طرح کرتے۔ یہاں فعل کو قول سے تعبیر کیا گیا۔ سفیان : یہ پختہ عالم ہیں، تبع تابعین میں سے ہیں ان کی وفات ۱۹۸ھ میں ہوئی۔ سبابہ : انگشت شہادت۔ قال : نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ تربة : مٹی۔ بریقة : جو تھوک سے ملی ہو۔ مقیمنا : ہمارا بیمار۔

**حوادث :** (۱) آپ ﷺ بیماروں کے لئے شفاء کے امیدوار ہوتے اور اپنے لعاب دہن اور مٹی سے علاج فرماتے۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے شفاء حاصل ہو جاتی۔ یہ آپ ﷺ کے معجزات میں سے ہے اور آپ کی خصوصیت ہے۔ (۲) اسباب یعنی اور یہ کے ساتھ علم والے لوگوں سے دریافت کر کے ہونا چاہئے اور دل میں یہ اعتقاد پختہ ہو کہ شفاء دینے والے اللہ تعالیٰ ہی ہیں۔

۹۰۲ : وَعَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعُودُ بَعْضَ أَهْلِهِ يَمْسَحُ بِيَدِهِ الْيُمْنَى وَيَقُولُ : "اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ اَذْهِبِ الْبَاسَ ، اَشْفِ اَنْتَ الشَّافِي ، لَا شِفَاءَ اِلَّا بِشِفَاؤِكَ ، شِفَاءٌ لَا يَغَادِرُ سَقَمًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۰۲ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ اپنے بعض گھر والوں کی بیمار پرسی کرتے تو اپنا دائیاں ہاتھ اس پر پھیرتے اور یوں فرماتے : "اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ اَذْهِبِ الْبَاسَ" جو لوگوں کا رب ہے تو اس کی تکلیف کو دور فرمایا اور تو اس کو شفا عنایت فرما۔ تو شفا دینے والا ہے تیری ہی شفا اصل شفا ہے۔ ایسی شفا دے جو بیماری کو بالکل ختم کر دے۔ (بخاری، مسلم)

**تخریج :** رواہ البخاری فی کتاب الطب، باب رقیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم و مسلم فی کتاب السلام، باب استحباب رقیۃ المریض۔

**التَّخَانُثُ :** بعض اہلہ : ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن مراد ہیں۔ یمسح : آپ دست اقدس کو مریض کے چہرے پر پھیرتے۔ رب الناس : نعمتوں سے تربیت کرنے والا اور عدم سے ان کو وجود دینے والا۔ الباس : ہر چیز کی سختی اور تکلیف اور باس کا لفظ بھی یہی معنی رکھتا ہے۔ الشافی : شفاء بخشنے والا۔ لا شفاء : شفاء ثابت نہیں ہو سکتی۔ یغادر : وہ ترک کرے۔ سقما : مرض۔



**فوائد :** ریاض الصالحین میں یعود ہے یعنی (عبادت کرتے) لیکن بخاری شریف میں یعود ہے جس کو حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے یرقی کے ہم معنی قرار دیا ہے یعنی دم کرتے۔

مذکورہ روایت سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دم کرنا ثابت ہے اس لئے دم کرنے کے جواز میں کوئی شک نہیں ہے۔

تاہم اس کے لئے یہ بات از حد ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات اور مسنون دعاؤں کے ذریعے سے ہو یا معوذات و سورۃ فاتحہ وغیرہ قرآنی سورتوں اور آیات سے ہو۔

مزید تفصیل اگلی احادیث میں آرہی ہے۔

۹۰۳: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ثابت رحمۃ اللہ سے کہا کیا میں تم کو رسولؐ کا بتایا ہوا دم نہ کروں۔ انہوں نے کہا کیوں نہیں۔ تو حضرت انسؓ نے اس طرح پڑھا: اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ اے اللہ جو لوگوں کا رب ہے دکھ کو دور کرنے والا ہے تو شفا دینے والا ہے۔ شفا عنایت فرما۔ تیرے سوا اور کوئی شفا دینے والا نہیں۔ ایسی شفا دے کہ بیماری کو بالکل ختم کر دے۔ (بخاری)

۹۰۳: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لِفَاتِمَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ: "أَلَا أَرُقِيكَ بِرُقِيَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ بَلَى، قَالَ: اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ مُذِيبَ النَّاسِ اشْفِ أَنْتَ الشَّافِي، لَا شَافِيَ إِلَّا أَنْتَ، شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

**تخریج :** رواہ البخاری فی کتاب الطب، باب رقیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

**اللَّخَائِذُ :** ثابت : یہ ثابت بنانی جلیل القدر تابعی ہیں۔ الا : یہ لفظ گزارش اور استفادہ کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ برقیۃ بتعوذ یا مریض اور آفت زدہ پر جو دم پڑھا جاتا ہے۔ بلی : یہ حرف جواب ہے۔

**فوائد :** (۱) کسی بھی مصیبت کی وجہ سے اگر دم کیا جائے تو وہ تین شرائط کے ساتھ جائز ہے۔ شرط اول قرآن مجید کی کسی آیت سے ہو یا اللہ تعالیٰ کی صفات اور اسماء کے ساتھ کیا جائے۔ شرط دوم۔ عربی زبان میں ہو یا کسی دوسری زبان میں اس کا معنی معلوم و معروف ہو۔ شرط ثالث: اعتقاد یہ ہو کہ بذات خود تعویذ مؤثر نہیں بلکہ اس کا اثر تقدیر باری تعالیٰ سے مرتب ہوگا۔ (۲) مستحب یہ ہے کہ احادیث میں وارد شدہ الفاظ کے ساتھ۔

۹۰۴: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عیادت کے لئے تشریف لائے تو اس طرح فرمایا: اے اللہ! تو سعد کو شفا عطا فرما۔ اے اللہ تو سعد کو شفا عطا فرما۔ اے اللہ! تو سعد کو شفا عطا فرما۔ (مسلم)

۹۰۴: وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: عَادَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: "اَللّٰهُمَّ اشْفِ سَعْدًا، اَللّٰهُمَّ اشْفِ سَعْدًا، اَللّٰهُمَّ اشْفِ سَعْدًا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

**تخریج :** رواہ مسلم فی کتاب الوصیۃ، باب الوصیۃ بالثلث، والبخاری فی کتاب الایمان، باب ما جاء ان الاعمال بالنية والحسبة

**فوائد :** (۱) جس کو دم کیا جا رہا ہو اس کا نام لے کر شفاء طلب کرنا جائز ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خصوصیت ہے۔



۹۰۵: وَعَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عُمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ شَكَاهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَجَعًا يَجِدُهُ فِي جَسَدِهِ ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : "ضَعْ يَدَكَ عَلَى الَّذِي يَأْلَمُ مِنْ جَسَدِكَ وَقُلْ بِسْمِ اللَّهِ ثَلَاثًا - وَقُلْ سَبْعَ مَرَّاتٍ : اَعُوذُ بِعِزَّةِ اللَّهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَأُحَازِرُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۹۰۵: حضرت ابو عبد اللہ عثمان ابن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے جسم میں پائی جانے والی درد کی شکایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کی۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے ہاتھ کو اپنے جسم کے درد والے مقام پر رکھو اور تین مرتبہ بسم اللہ اور سات مرتبہ اَعُوذُ بِعِزَّةِ اللَّهِ ..... پڑھو۔ یعنی میں اللہ تعالیٰ کی عزت اور پناہ میں آتا ہوں۔ اس برائی سے جو میں پاتا اور جس کا خطرہ رکھتا ہوں۔ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب السلام باب استحباب رقیۃ المریض

**اللَّغَاتُ:** یجدہ: محسوس کرتے۔ اعوذ: میں پناہ میں آتا ہوں۔ مضبوطی سے تھامتا ہوں۔ احاذر: احتیاط کرتا ہوں۔ الحذر: خوف والی چیز سے بچنا۔

**فوائد:** (۱) ان کلمات سے اپنے آپ کو دم کرنا مستحب ہے۔

۹۰۶: وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ عَادَ مَرِيضًا لَمْ يَحْضُرْ أَجَلُهُ فَقَالَ عِنْدَهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ : أَسْأَلُ اللَّهَ الْعَظِيمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ أَنْ يَشْفِيكَ : إِلَّا عَافَاهُ اللَّهُ مِنْ ذَلِكَ الْمَرَضِ " رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيثٌ حَسَنٌ ، وَقَالَ الْحَاكِمُ : حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ۔

۹۰۶: حضرت عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی ایسے مریض کی تیمارداری کرے۔ جس کی موت کا وقت نہ آیا ہو۔ اس کے پاس سات مرتبہ یہ کلمات پڑھے: "أَسْأَلُ اللَّهَ الْعَظِيمَ....." میں اللہ سے سوال کرتا ہوں جو عظمتوں والا اور عظمت والے عرش کا مالک ہے کہ وہ تم کو شفا دے۔ ان کلمات کے کہنے سے اللہ تعالیٰ اس مرض سے اُس کو شفا دیں گے۔ (ابوداؤد ترمذی) اور انہوں نے کہا یہ روایت صحیح ہے اور بخاری کی شرط پر ہے۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی کتاب الطب صححہ الحاکم

**اللَّغَاتُ:** ھا یحضر اجلہ: اس کی مدت کا وقت نہیں آتا۔ اور اس کی موت عمر پوری نہیں ہوئی۔ العظیم: وہ ذات جس پر کوئی مقصور مشکل نہیں۔ عافاه اللہ: اللہ تعالیٰ مرض سے شفاء اور صحت عنایت فرمائے گا۔

**فوائد:** (۱) مریض کے پاس دعا کرنا افضل ہے اور اگر یہ دعا سچائی اور بھلائی کو پیش نظر رکھ کر سچے دل سے صادر ہوگی تو یقیناً شفاء حاصل ہوگی۔

۹۰۷: وَعَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۹۰۷: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم



دَخَلَ عَلَى عَرَبِيٍّ يَعُوذُهُ ، وَكَانَ إِذَا دَخَلَ عَلَى مَنْ يَعُوذُهُ قَالَ : لَا بَأْسَ طَهُورٌ إِنْ شَاءَ اللَّهُ“ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

ایک دیہاتی کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ آپؐ جب بھی کسی مریض کی تیمارداری کے لئے جاتے تو فرماتے: ”کوئی بات نہیں اللہ نے چاہا تو یہ بیماری گناہوں سے پاک کرنے والی ہے۔“ (بخاری)

**تخریج :** رواہ البخاری فی کتاب 'المرضى' باب عیادة الاعراب

**اللَّغَاثَاتُ :** طہور : تمہارا یہ مرض تمہارے نفس کے لئے گناہوں سے پاکیزگی کا باعث ہوگا۔

**فوائد :** (۱) مستحب یہ ہے کہ مریض کو ایسی دعا دو جس میں اس کو اجر کی خوشخبری دی گئی ہو اور اس سے گفتگو اس انداز کی ہو۔ کہ جس سے اس کا دل مطمئن ہو کر سرور سے بھر جائے۔

۹۰۸ : وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ جَبْرِيلَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ : يَا مُحَمَّدُ اشْكَيْتَ؟ قَالَ : "نَعَمْ" قَالَ بِسْمِ اللَّهِ أَرْقِيكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيكَ ، وَمِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ أَوْ عَيْنٍ حَاسِدٍ ، اللَّهُ يَشْفِيكَ ، بِسْمِ اللَّهِ أَرْقِيكَ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۹۰۸ : حضرت ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے اور کہا ”اے محمد! کیا آپ بیمار ہیں؟“ آپؐ نے فرمایا: ہاں! جبریل علیہ السلام نے کہا میں تمہیں دم کرتا ہوں اور اس چیز سے جو تمہیں تکلیف دینے والی ہے اور ہر نفس کے شر سے اور ہر حاسد کی آنکھ سے اللہ آپ ﷺ کو شفا دے۔ میں اللہ کا نام لے کر آپ ﷺ کو دم کرتا ہوں۔ (مسلم)

**تخریج :** رواہ مسلم فی کتاب السلام باب الطب والمرض والرقی

**اللَّغَاثَاتُ :** یو ذیک : تمہیں تکلیف پہنچائے۔ کل نفس : سے مراد خبیث برائی کی طرف مائل ہونے والا نفس۔ عین حاسد : وہ لوگ جو تمہارے پاس موجود نعمتوں پر حسد کرنے والے ہوں گے۔

**فوائد :** (۱) مرض سے اکتاہٹ کا اظہار کرنے کے بغیر اس مرض کی اطلاع دینا جائز ہے۔ (۲) ان کلمات سے دم کرنا مستحب ہے۔ (۳) رسول اللہ ﷺ کی بشریت ظاہر ہوتی ہے کہ آپؐ کو وہ چیزیں پیش آتی تھیں جو انسانوں پر آتی ہیں جیسے مرض اور لوگوں کی ایذا سے متاثر: نا حسد کیا جانا۔ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے شفاء و عافیت کی ضرورت تھی۔

۹۰۹ : وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَأَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُمَا شَهِدَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ : "مَنْ قَالَ : لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ ، صَدَقَهُ رَبُّهُ فَقَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا وَأَنَا أَكْبَرُ - وَإِذَا قَالَ : لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ ، قَالَ يَقُولُ :

۹۰۹ : حضرت ابو سعید الخدری اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ دونوں حضور ﷺ کے متعلق گواہی دیتے ہیں آپؐ نے فرمایا کہ جس نے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ کہا تو اس کا رب اس کی تصدیق فرماتے ہوئے کہتا ہے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں میں ہی بڑا ہوں اور جب وہ بندہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ کہتا ہے تو اللہ فرماتے ہیں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں میں اکیلا ہوں۔ میرا کوئی



لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا وَحْدِي لَا شَرِيكَ لِي - وَإِذَا قَال : لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ قَالَ : لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا لِي الْحَمْدُ وَلِي الْمُلْكُ - وَإِذَا قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ قَالَ : لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِي - وَكَانَ يَقُولُ مَنْ قَالَهَا فِي مَرَضِهِ ثُمَّ مَاتَ لَمْ تَطْعَمُهُ النَّارُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ -

شریک نہیں اور جب وہ یوں کہتا ہے : اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اسی کیلئے بادشاہی اور اسی کیلئے ہی تعریفیں ہیں تو اللہ فرماتے ہیں - میرے سوا کوئی معبود نہیں میرے ہی لئے بادشاہی ہے اور میرے ہی لئے تمام تعریفیں - جب بندہ کہتا ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں گناہوں سے ہٹانے اور نیکی کرنے کی طاقت اسی کی مدد سے ہے تو اللہ فرماتے ہیں میرے سوا کوئی معبود نہیں اور گناہوں سے ہٹانا اور نیکی کرنے کی طاقت دینا میرے ہی قبضہ میں ہے - آپؐ فرماتے جس نے بھی بیماری میں یہ کلمات کہہ لئے اور پھر وہ اسی بیماری میں مر گیا تو اس کو جہنم کی آگ نہ کھائے گی - (ترمذی) اور کہا یہ حدیث حسن ہے -

تخریج : أخرجه الترمذی فی ابواب الدعوات ما يقول العبد اذا مرض

اللَّحْنَانِ : لم تطعمه : اس نے نہیں کھایا - یہ عدم دخول جہنم سے کنایہ ہے -

فوائد : (۱) یہ جملے کہنے کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے - اس لئے کہ یہ کلمات اللہ تعالیٰ پر ایمان اس کی توحید، تعظیم اور نعمتوں پر شکر یہ کے خاص ہونے پر دلالت کرتے ہیں - (۲) ہر چیز میں اسی ذات کی پناہ لینی چاہئے اور اس پر کامل بھروسہ کرنا چاہئے - (۳) مریض کو یہ کلمات کہنے اور کثرت سے زبان پر لانے چاہئیں - اگر اس کے بعد موت آگئی تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حسن خاتمہ کی دلیل ہے -

باب : مریض کے گھر والوں سے مریض کے

متعلق پوچھنا مستحب ہے

۱۴۶ : بَابُ اسْتِحْبَابِ سُؤَالِ أَهْلِ

الْمَرِيضِ عَنْ حَالِهِ

۹۱۰ : عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي وَجَعِهِ الَّذِي تُوَفِّي فِيهِ فَقَالَ النَّاسُ : يَا أَبَا الْحَسَنِ كَيْفَ أَصْبَحَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ؟ قَالَ أَصْبَحَ بِحَمْدِ اللَّهِ بَارِئًا - رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ -

۹۱۰ : حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے اس بیماری کے دوران باہر نکلے جس میں آپؐ نے وفات پائی - ان سے لوگوں نے پوچھا اے ابوالحسن رسول اللہ نے کیسی صبح کی؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ آپؐ نے اللہ کے فضل سے تندرستی میں صبح کی - (بخاری)

تخریج : رواه البخاری فی کتاب الاستئذان باب السعانة

اللَّحْنَانِ : باؤبا : یہ ابر سے اسم فاعل ہے - صحت کے قریب کو اپنے گمان سے یا بطور خوش گمانی کے صحت یاب کہا -

فوائد : غلبہ مرض کی وجہ سے جب مریض کی عیادت ممکن نہ ہو تو مریض کے متعلق اس کے متعلقہ لوگوں سے سوال کر لینا



چاہئے۔ (۲) اس سے مریض کو خوشی حاصل ہوگی۔ (۳) جس شخص سے مریض کے متعلق سوال کیا جائے وہ ایسا جواب دے جس سے سائل و مریض کو خوشی حاصل ہو اور دونوں کے دل مطمئن ہوں۔

۱۴۷: بَابُ مَا يَقُولُهُ

باب: زندگی سے مایوسی

مَنْ آيَسَ مِنْ حَيَاتِهِ!

کیا دُعا پڑھے؟

۹۱۱: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ مُسْتَبِدُّ إِلَيَّ يَقُولُ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَالْحَقْنِي بِالرَّفِيقِ الْأَعْلَى مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۱۱: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس حال میں سنا کہ آپ میری طرف سے سہارا لگائے ہوئے تھے: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي کہ اے اللہ مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے رفیقِ اعلیٰ کے ساتھ ملا دے۔ (بخاری، مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب المرضی، باب تمنی المريض للموت، مسلم فی کتاب السلام، باب استحباب رقية المريض

**اللتخانات:** الرفیق الاعلیٰ: بعض نے کہا اللہ تعالیٰ کے ہاں حضوری مراد ہے کیونکہ الرفیق بھی اسماء باری تعالیٰ میں سے ہے۔ بعض نے کہا ملائکہ، مقرب انبیاء، شہداء اور صالحین مراد ہیں جیسا کہ یوسف علیہ السلام کا قول ہے: ﴿وَالْحَقْنِي بِالصَّالِحِينَ﴾

**فوائد:** (۱) جب موت کی علامات ظاہر ہو جائیں تو دل کو دنیاوی تعلقات سے بالکل فارغ کر دینا چاہئے۔ (۲) اللہ تعالیٰ کی ذات سے تعلق کو اس کی رحمت و مغفرت کا امیدوار بن کر طلب کرے اور یہ طلب آپ کے لئے رفع درجات کا سبب تھا نیز اس سے مقصود امت کی تعلیم تھی۔ اس کا معنی آپ کے متعلق گناہ کا وقوع نہیں کیونکہ آپ معصوم تھے۔

۹۱۲: وَعَنْهَا قَالَتْ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ بِالْمَوْتِ عِنْدَهُ قَدْ حَفَّ فِيهِ مَاءٌ وَهُوَ يَدْخُلُ بَدَنَهُ فِي الْقَدَحِ ثُمَّ يَمْسَحُ وَجْهَهُ بِالْمَاءِ ثُمَّ يَقُولُ: "اللَّهُمَّ اَعِنِّي عَلَى غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَسَكَرَاتِ الْمَوْتِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

۹۱۲: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو موت کے وقت دیکھا کہ آپ ﷺ کے پاس ایک پیالہ جس میں پانی تھا۔ اس میں اپنا ہاتھ داخل فرما کر اس پانی کو چہرے پر ملتے اور فرماتے: "اے اللہ! موت کی سختیوں اور بے ہوشیوں میں میری مدد فرما۔" (ترمذی)

**تخریج:** رواہ الترمذی فی ابواب الجنائز، باب ما جاء فی التشدید عند الموت

**اللتخانات:** بالموت: اس کی علامت سے متصل۔ غمرات: جمع عمرة سكرات موت کی شدت کو کہتے ہیں۔ سكرات: جمع سكرة ہے یہ لفظ موت کی اس شدت پر بولا جاتا ہے جو جو اس کو گم کر دے۔

**فوائد:** (۱) انبیاء علیہم السلام کو مرض کی وجہ سے تکلیف پہنچتی ہے۔ تکلیف کی سختی اپنے بارے میں محسوس کرتے ہیں۔ اس میں آپ کی حالت لوگوں جیسی تھی۔ (۲) وہ تکلیف جو آپ کو پہنچی وہ شدید بخار تھا۔ (۳) آپ اس کی گرمی کو کم کرنے کے لئے چہرے پر بار بار ٹھنڈا پانی ملتے تھے۔ (۴) جسم سے روح کی جدائی شدت و تکلیف سے خالی نہیں۔ اس کی آسانی کے لئے دعا کرنا مستحب ہے۔

۱۴۸: بَابُ اسْتِحْبَابِ وَصِيَّةِ

أَهْلِ الْمَرِيضِ وَمَنْ يَخْدُمُهُ

بِالْإِحْسَانِ إِلَيْهِ وَاحْتِمَالِهِ وَالصَّبْرِ  
عَلَى مَا يَشُقُّ مِنْ أَمْرِهِ وَكَذَا الْوَصِيَّةُ  
بِمَنْ قُرْبَ سَبَبُ مَوْتِهِ بِحَدِّ أَوْ  
قِصَاصٍ وَنَحْوِهِمَا۹۱۳: عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُمَا أَنَّ أَمْرًا مِنْ جُهَيْنَةَ أُمِّ النَّبِيِّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ حُبْلَى مِنَ الزَّانَا فَقَالَتْ:  
يَا رَسُولَ اللَّهِ أَصَبْتُ حَدًّا فَأَقِمَّهُ عَلَيَّ، فَدَعَا  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِيَّهَا فَقَالَ:  
"أَحْسِنُ إِلَيْهَا"، فَإِذَا وَضَعَتْ فَاتِنِي بِهَا"  
فَفَعَلَ، فَأَمَرَ بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَسُدَّتْ عَلَيْهَا ثِيَابُهَا ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فُرِجَتْ ثُمَّ  
صَلَّى عَلَيْهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الحدود باب من اعترف علی نفسه بالزنی

الذَّخَائِرُ: من جھینۃ: قبیلہ جہینہ سے۔ اصبت حدًا: یعنی میں نے ایسا گناہ کر لیا جس پر حد لازم آتی ہے اور وہ زنا ہے۔  
ولیہا: وہ قرہی رشتہ دار جو اس کے معاملہ کا ذمہ دار تھا۔ رجعت: سنگسار کی گئی۔فوائد: (۱) امام نووی نے ترجمۃ الباب میں جو لکھا ہے۔ (۲) حاملہ عورت پر حد قائم نہیں کی جائے گی جب تک وضع حمل نہ ہو۔  
(۳) حد لگا دینے سے گناہ بخشے جاتے ہیں اور اس پر جنازہ لازم ہے۔

باب: بیمار کے گھر والوں

اور

خدام کو مریض کے اس احسان

اور

تکلیفوں پر اس کے صبر کرنے کی نصیحت کرنا  
اور اس طرح قصاص وغیرہ میں قتل والے کا حکم۹۱۳: حضرت عمران بن الحصین رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ  
جہینہ قبیلہ کی ایک عورت آپ ﷺ کی خدمت میں اس حالت میں  
حاضر ہوئی کہ وہ زنا سے حاملہ تھی۔ اس نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ میں  
حد کی مستحق ہو چکی ہوں پس وہ مجھ پر قائم فرمائیں۔ اس پر رسول اللہ  
نے اس کے ولی کو بلا کر کہا کہ اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ جب  
وضع حمل ہو جائے تو میرے پاس لے آؤ۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ نبی  
اکرم نے اس عورت کے بارے میں حکم دیا کہ اس کے کپڑوں کو اس  
پر مضبوطی سے باندھ دو پھر اس کی سنگساری کا حکم دیا۔ پس اس کو  
سنگسار کر دیا گیا۔ پھر آپ نے اس پر نماز جنازہ پڑھائی۔ (مسلم)

باب: مریض کو یہ کہنا بغیر کراہت کے جائز ہے

کہ میں تکلیف میں ہوں

سخت درد یا بخار ہے

ہائے میرا سر وغیرہ بشرطیکہ

یہ بے صبری اور تقدیر پر ناراضگی کے طور پر نہ ہو

۹۱۴: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں

۱۴۹: بَابُ جَوَازِ قَوْلِ الْمَرِيضِ:

أَنَا وَجِعٌ، أَوْ شَدِيدُ الْوَجَعِ أَوْ

مَوْعُوكٌ أَوْ "وَأَرَأْسَاهُ" وَنَحْوِ ذَلِكَ

وَبَيَانَ أَنَّهُ لَا كَرَاهَةَ فِي ذَلِكَ إِذَا لَمْ

يَكُنْ عَلَى التَّسَخُّطِ وَإِظْهَارِ الْجَزَعِ

۹۱۴: عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ



دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يُوعَكُ  
فَمَسِسْتُهُ فَقُلْتُ: إِنَّكَ لَتُوعَكُ وَعَكًا شَدِيدًا  
- فَقَالَ: أَجَلُ إِنِّي أُوعَكُ كَمَا يُوعَكُ  
رَجُلَانِ مِنْكُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضور ﷺ کے پاس اس حال میں حاضر ہوا کہ آپ کو بخار تھا۔  
میں نے آپ کے جسم مبارک پر ہاتھ لگایا اور کہا: آپ کو سخت بخار  
ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں مجھے اتنا بخار ہوتا ہے۔ جتنا تم میں سے دو  
آدمیوں کو ہوتا ہے۔ (بخاری، مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب المرضی، باب شہدۃ المرض و مسلم فی البر والصلة والادب، باب ثواب  
المومن فیما لصیبة من مرض واعوذ بک  
**اللَّغَاثَاتُ:** الوعک: بخار کی درد اور تکلیف  
**فوائد:** (۱) سابقہ فوائد ملاحظہ ہوں۔ (۲) انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو تکلیف پہنچتی ہے اور اس کی حکمت یہ ہے کہ رب تعالیٰ کی بارگاہ  
میں اس سے ان کے درجات بڑھتے ہیں۔

۹۱۵: وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُ قَالَ: جَاءَ نَبِيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَعُوْدُنِي  
مِنْ وَجَعٍ اشْتَدَّ بِي، فَقُلْتُ: بَلَغَ بِي مَا تَرَى،  
وَأَنَا ذُو مَالٍ، وَلَا يَرِئُنِي إِلَّا ابْنَتِي، وَذَكَرَ  
الْحَدِيثَ - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۹۱۵: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول  
اللہ ﷺ آپ میرے پاس سخت درد کے موقع پر میری عیادت کے  
لئے تشریف لائے۔ میں نے کہا درد اس حد تک پہنچ گیا ہے۔ جو  
آپ ﷺ دیکھ رہے ہیں اور میں مالدار ہوں اور میری وارث  
صرف میری ایک بیٹی ہے۔ پھر حدیث بیان کی۔ (بخاری، مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب المرضی، باب قول المريض و مسلم فی کتاب الوصیة باب الوصیة  
بالثلث۔

**اللَّغَاثَاتُ:** بلغ بی ماتری: مرض کا شدید حملہ ہے یہاں تک کہ اس کا اختتام کو پہنچنا ہے۔  
**فوائد:** (۱) مریض کو یہ کہنا جائز ہے کہ میرے مرض اور درد میں اضافہ ہو گیا ہے۔ (۲) آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے  
حالات کی کس طرح جانچ پڑتال فرماتے رہتے تھے اور ان کے ساتھ نہایت نرمی کا برتاؤ فرماتے۔ یہ آپ کی ان سے خصوصی شفقت و  
محبت کی علامت ہے۔ (۳) ثلث مال کی وصیت مساکین کے لئے درست ہے اور اس کو کم کرنے کے اشارہ کرنا بھی درست ہے۔  
آپ نے فرمایا: ((الثلث والثلث کثیر)) کہ "تیسرا حصہ اور تیسرا حصہ بہت ہے"۔

۹۱۶: وَعَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: قَالَتْ  
عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: وَارَأَسَاهُ فَقَالَ النَّبِيُّ  
ﷺ "بَلْ أَنَا وَارَأَسَاهُ" وَذَكَرَ الْحَدِيثَ رَوَاهُ  
الْبُخَارِيُّ.

۹۱۶: قاسم بن محمد کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔  
"ہائے! میرے سر کا درد۔" اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے  
فرمایا: بلکہ میں کہتا ہوں۔ "ہائے! میرے سر کا درد۔" اور حدیث ذکر  
کی ہے۔ (بخاری)

**تخریج :** رواہ البخاری فی کتاب المرضی 'باب قول المريض الى وجع او والرأساه

**الْخَنَائِثُ :** وارأساه : یہ الفاظ تکلیف زدہ آدمی سر درد کے وقت کہتا ہے۔

**فوائد :** مریض کو اپنے مرض کا تذکرہ کرنا جائز ہے جبکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے سر درد کی اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے سر درد کی شکایت کی۔

## ۱۵. بَابُ تَلْقِيَنِ الْمُحْتَضِرِّ

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

## باب: فوت ہونے والے کو

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی تلقین کرنا

۹۱۷ : عَنْ مُعَاذِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : "مَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالْحَاكِمُ وَقَالَ : صَحِيحُ الْأَسَانِيدِ

۹۱۷ : حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : جس کا آخری کلام لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (ابوداؤد و حاکم)

یہ صحیح سند کی حامل ہے۔

**تخریج :** رواہ ابو داؤد فی کتاب الجنائز 'باب من التلقين و المستندرك للمحاكم

**فوائد :** (۱) "لا اله الا الله" کی گواہی کی افضلیت کا ذکر اور اس شخص کا جس کا آخری کلام "لا اله الا الله" ہو۔ وہ جنت میں داخل ہوگا خواہ ابتداً داخل ہو یا اپنی غلطیوں کی سزا بھگتنے کے بعد غرضیکہ وہ آگ میں ہمیشہ نہیں رہے گا۔

۹۱۸ : وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : "لَقِنُوا مَوْتَكُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۹۱۸ : حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اپنے مرنے والے کو لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی تلقین کرو۔ (مسلم)

**تخریج :** رواہ مسلم فی کتاب الجنائز 'باب التلقين المولى "لا اله الا الله"

**فوائد :** (۱) مستحب یہ ہے کہ قریب المرگ آدمی کو "لا اله الا الله" کی تلقین کی جائے تاکہ موت سے قبل یہ چیز اس کی زبان پر پختہ ہو جائے۔ (۲) بعض علماء نے فرمایا کہ یہ حدیث اپنے ظاہر پر ہی محمول ہے اس لئے انہوں نے میت کو شہادتین کی تلقین موت کے بعد اور دفن کے بعد سوال کے وقت میں بھی کرنے کا قول کیا ہے۔ (مگر جمہور کا مسلک پہلا ہے)

## ۱۵۱. بَابُ مَا يَقُولُهُ

عِنْدَ تَضَمُّنِ الْمَيِّتِ

## باب: مرنے والے کی

آنکھیں بند کرتے وقت کیا کہے؟

۹۱۹ : وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ : دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى أَبِي سَلَمَةَ وَقَدْ شَقَّ بَصَرُهُ فَأَغْمَضَهُ ثُمَّ قَالَ :

۹۱۹ : حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوسلمہ کے پاس تشریف لائے۔ جبکہ ان کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں کو بند کر دیا۔ پھر



فرمایا: ”جب روح قبض کی جاتی ہے۔ تو نگاہ اس کا پیچھا کرتی ہے۔“ پس ان کے گھر والوں میں سے کچھ لوگ زور سے رونے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اپنے نفوس کے بارے میں خیر کی دعا کرو۔ بے شک فرشتے جو کچھ تم کہتے ہو اس پر آمین کہتے ہیں۔“ پھر فرمایا ”اے اللہ! ابی سلمہ کو بخش دے اور ہدایت والوں میں اس کا درجہ بلند فرما اور پسماندگان میں اس کے پیچھے خلیفہ بن جا اور اے رب العالمین ہمیں اور ان کو بخش دے اور ان کی قبر کو وسیع فرما اور ان کی قبر میں روشنی فرما۔ (مسلم)

”إِنَّ الرُّوحَ إِذَا قُبِضَ تَبِعَهُ الْبَصَرُ“ فَضَجَ نَاسٌ مِّنْ أَهْلِهِ فَقَالَ : لَا تَدْعُوا عَلٰى أَنْفُسِكُمْ إِلَّا بِخَيْرٍ ، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ يَوْمُنُونَ عَلٰى مَا تَقُولُونَ“ ثُمَّ قَالَ : ”اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِأَبِي سَلَمَةَ ، وَارْقُعْ دَرَجَتَهُ فِي الْمُهْدِيْنَ ، وَاخْلُفْهُ فِي عَقِبِهِ فِي الْغَابِرِينَ ، وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهُ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ ، وَافْسَحْ لَهُ فِي قَبْرِهِ وَنُورَ لَهُ فِيهِ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الجنائز، باب فی اغصاص الميت والدعاء اذا حضر

**التَّخْرِيجُ:** شق بصره: آنکھیں پتھر آگئیں۔ ضج الناس من اہله: زور سے روئے اس کے گھر والوں میں سے بعض افراد۔ واخلفه: اس کے لئے خلف بن جا۔ عقبہ: ان میں جو اس کے پیچھے اہل میں سے رہ گئے۔ الغابرین: باقی ماندہ۔ وافسح: وسعت عنایت فرما۔

**فوائد:** (۱) میت کی آنکھیں بند کر دینی چاہئیں تاکہ کھلی نہ رہ جائیں۔ (۲) نگاہ روح کا پیچھا کرتی ہے۔ (۳) اپنے متعلق بددعا کرنا ممنوع ہے جبکہ اپنے اہل و عیال سے کسی کی موت کا صدمہ پیش آئے کیونکہ اس وقت فرشتے اہل میت کے منہ سے نکلنے والے کلمات پر آمین کہہ رہے ہوتے ہیں۔ (۴) اہل فضیلت کو اپنے عزیزوں کی عیادت کے لئے جانا اور ان کے لئے موت کے وقت اور موت کے بعد دعا کرنی چاہئے۔ (۵) قبر میں نعمتیں ملنے اور دعا سے میت کو فائدہ حاصل ہونے کا تذکرہ بھی اس روایت میں ہے۔

**باب: میت کے پاس کیا کہا جائے**

**اور میت کے گھر والا کیا کہے؟**

۹۲۰: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم بیمار یا میت کے پاس جاؤ تو اچھی بات کہو کیونکہ فرشتے جو تم کہتے ہو اس پر آمین کہتے ہیں۔ ام سلمہ کہتی ہیں۔ جب ابو سلمہ فوت ہوئے تو میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ابو سلمہ فوت ہو گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یوں دعا کیا کروں: ”اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِيْ“ کہ اے اللہ مجھے بھی بخش اور اس کو بھی بخش اور مجھے اس سے بہتر بدل عنایت فرما۔ میں یہ کلمات پڑھتی رہی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے بہتر بدل محمد ﷺ

۱۵۲: بَابُ مَا يُقَالُ عِنْدَ الْمَيِّتِ وَمَا

يَقُولُهُ مَنْ مَاتَ لَهُ مَيِّتٌ

۹۲۰: عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”إِذَا حَضَرْتُمُ الْمَرِيضَ أَوِ الْمَيِّتَ فَقُولُوا خَيْرًا فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ يَوْمُنُونَ عَلٰى مَا تَقُولُونَ“ قَالَتْ: فَلَمَّا مَاتَ أَبُو سَلَمَةَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ، إِنَّ أَبَا سَلَمَةَ قَدْ مَاتَ، قَالَ: ”قُولِي: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَلَهُ وَاعْقِبِيْ مِنْهُ عَقِبِيْ حَسَنَةً“ فَقُلْتُ: فَأَعْقَبَنِيْ

اللّٰهُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ لِّىْ مِنْهُ : مُحَمَّدًا ﷺ -  
 رَوَاهُ مُسْلِمٌ هَكَذَا : "اِذَا حَضَرْتُمْ الْمَرِيضَ  
 اَوْ الْمَيِّتَ" عَلَى الشَّكِّ ، وَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ  
 وَغَيْرُهُ . "الْمَيِّتَ" بِلَا شَكِّ .  
 عنایت فرمادیے۔ (مسلم) مسلم نے اس کو اس طرح روایت کیا ہے  
 جب تم مریض یا میت کے پاس جاؤ۔ شک کے الفاظ کے ساتھ  
 روایت کیا اور ابو داؤد نے شک کے الفاظ کے بغیر روایت کی ہے۔  
 "المیت" بلا شک۔

**تخریج :** رواہ مسلم فی کتاب الجنائز، باب ما یقال عند المریض و المیت، ابو داؤد فی کتاب الجنائز ما  
 يستحب انہ یقال عند المیت من الکلام

**الذَّخَائِرُ :** واعقبنی : مجھے عوض اور بدلے میں دیا۔

**فوائد :** (۱) مریض کو اچھی بات کہنی چاہئے اور اس کے اور دوسروں کے لئے دعا کرنی چاہئے اور اس کے پاس سورہ یاسین کی  
 تلاوت بھی ہونی چاہئے۔ (۲) بڑی باتیں اور اپنے متعلق بددعا کے کلمات حرام ہیں کیونکہ فرشتے اس وقت اہل میت کے کلمات پر آمین  
 کہہ رہے ہوتے ہیں۔ (۳) مستحب یہ ہے کہ یہ دعا پڑھے۔ "اللہم اجرنی فی مصیبتی و اخلف لی خیرا منها" : کہ اے  
 اللہ میری اس مصیبت میں مجھے اجر عنایت فرما اور اس سے بہتر ناسب عنایت فرما۔

۹۲۱ : وَعَنْهَا قَالَتْ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ  
 ﷺ يَقُولُ : "مَا مِنْ عَبْدٍ تُصِيبُهُ مُصِيبَةٌ  
 فَيَقُولُ : اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاٰجِعُونَ : اَللّٰهُمَّ  
 اَوْجِرْنِيْ فِيْ مُصِيبَتِيْ وَاخْلُفْ لِيْ خَيْرًا  
 مِنْهَا : اِلَّا اَجَرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی فِيْ مُصِيبَتِهِ  
 وَاخْلَفَ لَهُ خَيْرًا مِنْهَا قَالَتْ : فَلَمَّا تَوَقَّىْ اَبُو  
 سَلَمَةَ قُلْتُ كَمَا اَمَرَنِيْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ  
 فَاَخْلَفَ اللّٰهُ لِيْ خَيْرًا مِنْهُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ  
 رَوَاهُ مُسْلِمٌ .  
 ۹۲۱ : حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول  
 اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جس بندے کو کوئی مصیبت پہنچے اور وہ یوں  
 کہے : اِنَّا لِلّٰهِ کہ بے شک ہم اللہ ہی کے ہیں اور اسی ہی کی طرف  
 لوٹنے والے ہیں۔ اے اللہ میری مصیبت میں مجھے اجر دے اور اس  
 سے بہتر بدل میری مصیبت میں مجھے عنایت فرما۔ اللہ تعالیٰ اس کو اس  
 کی مصیبت میں اجر دیتے ہیں اور اس سے بہتر بدل عنایت فرماتے  
 ہیں۔ ام سلمہ کہتی ہیں جب ابو سلمہ کی وفات ہوئی۔ تو میں نے اسی  
 طرح کہا۔ جیسا رسول اللہ ﷺ نے کہا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے  
 بہتر بدل رسول اللہ ﷺ عنایت فرمادیے۔ (مسلم)

**تخریج :** رواہ مسلم فی کتاب الجنائز، باب ما یقال عند المصیبة

**الذَّخَائِرُ :** اجرنی : مجھے اجر عنایت فرما۔ و اخلف لی : اس سے بہتر عوض عنایت فرمایا۔ الا اجرہ : اللہ تعالیٰ اس کو اجر دیں گے۔

**فوائد :** سابقہ فوائد ملاحظہ ہوں۔ نیز مصیبت میں بہتر بدل ملنے کا وعدہ ہے خواہ وہ بدلہ دنیا میں ملے یا آخرت میں۔

۹۲۲ : وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ  
 رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : اِذَا مَاتَ وَلَدُ الْعَبْدِ  
 قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی لِمَلَائِكَتِهِ : قَبَضْتُمْ وَلَدَ  
 ۹۲۲ : حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : جب کسی بندے کا بیٹا فوت ہوتا ہے  
 تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتے ہیں۔ تم نے میرے بندے کے



عَبْدِي؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ، فَيَقُولُ قَبَضْتُمْ ثَمَرَةَ  
فَوَادِهِ؟ فَيَقُولُونَ نَعَمْ - فَيَقُولُ: فَمَاذَا قَالَ  
عَبْدِي؟ فَيَقُولُونَ: حَمْدَكَ وَاسْتَرْجَعَ  
فَيَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى: ابْنُوا لِعَبْدِي بَيْتًا فِي  
الْجَنَّةِ وَابْنُوا لِعَبْدِي بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَسَمُّوهُ  
بَيْتَ الْحَمْدِ - رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ  
حَسَنٌ.

بیٹے کو قبض کیا۔ تو وہ کہتے ہیں۔ جی ہاں! پھر اللہ فرماتے ہیں۔ تم  
نے اس کے دل کے پھل کو قبض کیا۔ وہ کہتے ہیں۔ جی ہاں!  
اللہ فرماتے ہیں میرے بندے نے کیا کہا؟ وہ کہتے ہیں تیری  
تعریف کی اور اِنَّا لِلّٰہِ کہا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے بندے  
کے لئے ایک گھر بنا دو جنت میں اور اس کا نام ”بیت الحمد“ رکھ  
دو۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

**تخریج:** رواہ الترمذی فی ابواب الجنائز باب فضل المصيبة اذا احتسب

**اللَّحْنَانِ:** قبضتم: تم نے لیا۔ ثمرۃ فوادہ: بول کا پھول ”انا لله وانا اليه راجعون“ کہا۔

**فوائد:** مصیبت کے وقت صبر سے کام لینا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کے فیصلہ رضا و قدر پر راضی ہو جائے تو مناسب ہے۔ (۲) صبر اور  
رضا پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عظیم جزاء اور عمدہ وعدہ کیا گیا ہے۔

۹۲۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول  
اللہ ﷺ نے فرمایا ”اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میرے اس بندے کے  
لئے میرے ہاں ہی بدلہ ہے جس کی میں دنیا کی سب سے زیادہ  
پسندیدہ چیز لے لوں۔ پھر وہ اس پر ثواب کی نیت کر لے کہ میں اس کو  
جنت دوں۔ (بخاری)

۹۲۳: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ  
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى مَا  
لِعَبْدِي الْمُؤْمِنِ عِنْدِي جَزَاءٌ إِذَا قَبَضْتُ  
صَفِيَّةً مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا ثُمَّ احْتَسَبَهُ إِلَّا الْجَنَّةَ  
رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الرقاق باب العمل الذی یتغنی بہ وجہ اللہ

**اللَّحْنَانِ:** صفیہ: مخلص دوست کیونکہ وہ اس سے خالص محبت کرتا ہے۔

**فوائد:** (۱) صبر کی ترغیب دلائی گئی ہے اور مصیبت کے وقت صبر پر اجر کی امید رکھنے کا حکم دیا گیا اور اس پر جنت کا وعدہ کیا گیا۔

۹۲۴: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ  
آپ ﷺ کی بیٹیوں میں سے ایک نے پیغام بھیج کر بلوایا اور آپ  
کو اطلاع دی کہ ان کا بچہ یا بیٹا فوت کی حالت میں ہے۔ آپ ﷺ  
نے پیغام لانے والے کو فرمایا: تم اس کے پاس واپس جاؤ اور ان کو  
یوں کہو: ”اِنَّ لِلّٰہِ تَعَالٰی“..... الاسمہ کہ بے شک اللہ ہی کے لئے ہے  
جو اس نے لیا اور اسی کے لئے ہے جو اس نے دیا۔ ہر ایک چیز کا اسی  
کے ہاں ایک وقت مقررہ ہے پھر اس کو یہ بھی کہہ دو کہ وہ صبر کرے

۹۲۴: وَعَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا  
قَالَ: أَرْسَلْتُ إِحْدَى بَنَاتِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَيْهِ  
تَدْعُوهُ وَتُخْبِرُهُ أَنَّ صَبِيًّا لَهَا - أَوْ ابْنًا - فِي  
الْمَوْتِ فَقَالَ لِلرَّسُولِ: ارْجِعْ إِلَيْهَا فَاخْبِرْهَا  
أَنَّ لِلَّهِ تَعَالَى مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أُعْطِيَ وَكُلُّ شَيْءٍ  
عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُّسَمًّى، فَمَرَّهَا فَلْتَصْبِرْ  
وَالْتَحَسِبْ“ وَذَكَرَ تَمَامَ الْحَدِيثِ مُتَّفَقٌ

اور ثواب کی امید رکھے اور پوری روایت ذکر کی۔ (بخاری و مسلم) علیہ۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الجنائز باب قول الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعذب المیت ببعض بکاء

اہلہ و مسلم فی کتاب الجنائز باب البکاء علی المیت

**اللتخانی:** احدى بنات النبی: وہ نہ نب رضی اللہ عنہا تھیں۔ اجل مسمیٰ بمقررہ وقت وہ ہے جو نہ بڑھتا ہے اور نہ کم ہوتا ہے۔  
**ہواند:** (۱) مصیبت کے وقت مہر کی تلقین مستحب ہے۔ اس روایت کی شرح باب الصبر ۲۹/۵ میں گزر چکی ہے۔

**باب: میت پر رونے کا جواز مگر**

اس میں نوحہ و بین نہ ہو

امام نووی فرماتے ہیں کہ نوحہ حرام ہے۔ کتاب النہی میں باب آئے گا ان شاء اللہ۔ رونے کی ممانعت میں احادیث وارد ہیں اور میت کو اس پر رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔ ایسی روایت کی تاویل کی گئی ہے اور ان کو میت کی پسندیدگی پر محمول کیا۔ واقعہ ممانعت اس رونے کے متعلق ہے جس میں بین یا نوحہ ہو اور رونے کا جواز ان دونوں باتوں سے خالی ہونے کی صورت میں ہے۔ اس پر بہت سی احادیث دلالت کرتی ہیں۔

**۱۵۲: بَابُ جَوَازِ الْبُكَاءِ عَلَى**

**الْمَيِّتِ بِغَيْرِ نَذْبٍ وَلَا نِيَاخَةٍ**

أَمَّا النِّيَاخَةُ حَرَامٌ وَسَيَأْتِي فِيهَا بَابٌ فِي كِتَابِ النَّهْيِ ' إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى - وَأَمَّا الْبُكَاءُ فَجَاءَتْ أَحَادِيثُ بِالنَّهْيِ عَنْهُ وَأَنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ ' وَهِيَ مُتَوَلِّةٌ أَوْ مَحْمُولَةٌ عَلَى مَنْ أَوْصَى بِهِ ' وَالنَّهْيُ إِنَّمَا هُوَ عَنِ الْبُكَاءِ الَّذِي فِيهِ نَذْبٌ أَوْ نِيَاخَةٌ وَالذَّلِيلُ عَلَى جَوَازِ الْبُكَاءِ بِغَيْرِ نَذْبٍ وَلَا نِيَاخَةٍ أَحَادِيثٌ كَثِيرَةٌ مِنْهَا :

۹۲۵: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سعد بن عبادہ کی عیادت کی۔ جب کہ آپ ﷺ کے ساتھ عبدالرحمن بن عوف، سعد بن ابی وقاص، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم تھے پس رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ جب لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے رونے کو دیکھا۔ تو وہ بھی رو دیے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا اچھی طرح سنو۔ بے شک اللہ آنکھ کے آنسو اور دل کے غم سے عذاب نہیں دیتے لیکن اس کی وجہ سے عذاب دیتے یا رحم کرتے ہیں اور اپنی زبان مبارک کی طرف اشارہ فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

۹۲۵: عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَادَ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ وَمَعَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ ' فَلَمَّا رَأَى الْقَوْمُ بُكَاءَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بَكَوْا - فَقَالَ: "أَلَا تَسْمَعُونَ؟ إِنَّ اللَّهَ لَا يُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ وَلَكِنْ يُعَذِّبُ بِهَذَا أَوْ يَرْحَمُ" وَأَشَارَ إِلَى لِسَانِهِ - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الجنائز باب البکاء عند المریض مسلم فی کتاب الجنائز باب البکاء علی



المیت۔

**فوائد :** (۱) میت پر رونا یا غم کرنا یہ دونوں مباح ہیں ان میں کوئی حرج نہیں۔ حرج اس بات میں ہے کہ انسان سے کوئی ایسی چیز صادر ہو جس کو شرع نے حرام قرار دیا ہو مثلاً ندبہ یعنی میت کی اچھائیاں بیان کر کے بن کرنا۔ نوحہ یعنی میت کی اچھائیاں بیان کر کے بلند آواز سے رونا یا رونے کی آواز میں مبالغہ کرنا۔ (۲) اس طرح قضاء و قدر سے ناراضگی اور اکتاہٹ کا اظہار عمل و زبان ہر دو سے حرام ہے۔ (۳) میت سے ندبہ و نوحہ پر تو مواخذہ نہیں کیا جاتا البتہ اگر مرنے سے پہلے اس کو معلوم ہو جائے کہ میرے بعد لوگ نوحہ کریں گے اور اس نے منع نہ کیا تو مجرم ہوگا۔

۹۲۶: وَعَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَفَعَ إِلَيْهِ ابْنُ ابْتِهِ وَهُوَ فِي الْمَوْتِ فَقَاضَتْ عَيْنَا رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ سَعْدُ: مَا هَذَا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: "هَذِهِ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللَّهُ تَعَالَى فِي قُلُوبِ عِبَادِهِ وَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللَّهُ مَنْ عِبَادِهِ الرَّحِمَاءَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

۹۲۶: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آپ ﷺ کا نواسہ لایا گیا جو موت کے قریب تھا۔ پس رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اس پر سعد نے کہا۔ یا رسول اللہ ﷺ یہ کیا معاملہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ رحمت ہے۔ جس کو اللہ نے اپنے بندوں کے دل میں رکھا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے رحم کرنے والوں پر رحم فرماتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج :** رواہ البخاری فی کتاب الجنائز باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعذب المیت ببعض بکاء اہلہ علیہ وسلم فی کتاب الجنائز باب البکاء علی المیت

**التلخیص :** ابن ابنتہ : نہ نب کا بیٹا۔ فاضت عیناہ : آنسو اس قدر زیادہ ہوئے کہ بہنے لگے۔ ماہذا : یہ سوال رونے کے سبب کو دریافت کرنے اور اس کی حکمت کو معلوم کرنے کیلئے ہے۔ ہذہ رحمۃ : میت پر رونا رحمت کے باعث ہے اور دلی شفقت کا نتیجہ ہے۔ **فوائد :** (۱) چیخ و پکار کے بغیر میت پر رونا جائز و درست ہے کیونکہ رونا دل کی رقت اور رحمت کو ظاہر کرنے کا ذریعہ ہے۔

۹۲۷: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ دَخَلَ عَلَى ابْنِ إِبْرَاهِيمَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَهُوَ يَجُودُ بِنَفْسِهِ فَجَعَلَتْ عَيْنَا رَسُولِ اللَّهِ ﷺ تَلْرِفَانِ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ: وَأَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَقَالَ: "يَا ابْنَ عَوْفٍ إِنَّهَا رَحْمَةٌ" ثُمَّ اتَّبَعَهَا بِأُخْرَى فَقَالَ: "إِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبَ يَحْزَنُ" وَلَا نَقُولُ

۹۲۷: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بیٹے ابراہیمؓ کے پاس تشریف لائے۔ جب کہ وہ جاں کنی کی حالت میں تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے تو عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (روتے ہیں)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابن عوف! یہ رحمت ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوسری مرتبہ رو پڑے اور فرمایا: "بے شک آنکھ آنسو بہاتی ہے جس سے دل

غملگین ہوتا ہے اور ہم وہی کہتے ہیں جس سے ہمارا رب راضی ہو۔  
 بے شک تیری جدائی پر اے ابراہیم! ہم غم زدہ ہیں۔ (بخاری) اور  
 مسلم نے اس کا بعض حصہ روایت کیا ہے۔  
 اور اس سلسلے میں بہت سی احادیث صحیح ہیں جو مشہور ہیں۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الجنائز باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم انا بئس لمحزونون۔ و مسلم فی کتاب الفضائل باب رحمۃ اللہ علیہ وسلم الحسبان و المعیل و تواضعہ

**اللغائت:** یجود بنفسہ: اس کو نکال رہا تھا۔ آخری سانس میں تھا۔ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی موت ہجرت کے دسویں سال پیش آئی اس وقت ان کی عمر اٹھارہ ماہ تھی۔ یہ ابراہیم ماریہ قبطیہ کے بطن سے تھے۔ تذر فان: آنکھیں آنسو پکار رہی تھیں۔  
**فوائد:** سابقہ فائدہ ملاحظہ ہوں نیز یہ کہ اللہ تعالیٰ کی قضاء و قدر کے فیصلوں کے سامنے سر تسلیم خم کرنا واجب ہے۔ آنکھ سے رونے اور دل سے غم کرنے میں کوئی حرج نہیں جبکہ کوئی حرکت اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور جزع فزع کو ظاہر کرنے والی نہ ہو۔

**باب: میت کی ناپسندیدہ چیز دیکھ کر**

**زبان کو اس کے بیان سے روکنا**

۹۲۸: حضرت ابو رافع اسلم جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں وہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی میت کو غسل دیا پھر اس کے کسی عیب کو چھپایا تو اللہ تعالیٰ اس کو چالیس مرتبہ معاف فرمائیں گے۔ حاکم نے اس کو روایت کیا ہے اور کہا مسلم کی شرط پر یہ صحیح ہے۔

۱۵۴: **بَابُ الْكَفِّ عَنِ مِمَّا يَرَى مِنَ**

**الْمَيِّتِ مِنْ مَكْرُوهِ**

۹۲۸: عَنْ أَبِي رَافِعٍ أَسْلَمَ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "مَنْ غَسَلَ مَيِّتًا فَكَتَمَ عَلَيْهِ عَفْرَهُ اللَّهُ لَهُ أَرْبَعِينَ مَرَّةً" رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَقَالَ: صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ۔

**تخریج:** رواہ الحاکم فی مستدرکہ و صححہ

**اللغائت:** فکتم علیہ: اس کی کوئی جسمانی کمزوری دیکھ کر اس کو چھپایا اور بیان نہیں کیا۔

**فوائد:** (۱) میت کی پوشیدہ باتوں کو چھپانا ضروری ہے۔ اگر اس نے کوئی چیز دیکھی مثلاً چہرے کی سیاہی یا خلفی بد صورتی وغیرہ۔  
 (۲) اگر میت کا وہ عیب اس نے چھپایا تو اللہ تعالیٰ اس کا بدلہ یہ دیں گے کہ چالیس مرتبہ اس کا وہ گناہ جو بار بار کیا جانے والا ہو معاف کر دیا جائے گا۔

(۳) میت کے حالات کا تذکرہ کرنے میں کوئی حرج نہیں جبکہ وہ فاسق و فاجر ہوتا کہ اس کا فسق و بدعت دوسرے اختیار کرنے سے باز رہیں بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ مثلاً اس کے چہرے کا چمکنا۔

(۴) میت کی خوبیاں۔



۱۵۵: بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْمَيِّتِ  
وَتَشْيِيعِهِ وَحُضُورِ دَفْنِهِ وَكَرَاهَةِ  
اتِّبَاعِ النِّسَاءِ الْجَنَائِزَ  
وَقَدْ سَبَقَ فَضْلُ التَّشْيِيعِ

باب: میت پر نماز پڑھنا اور اس کے جنازے کے ساتھ چلنا  
اس کی فضیلت پہلے گزری اور عورتوں کا جنازہ کے ساتھ جانے  
کی کراہت

جنازہ کے ساتھ چلنے کی فضیلت کا بیان گزر گیا ہے۔

۹۲۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو آدمی جنازے پر اس کی نماز  
پڑھے جانے تک حاضر رہا۔ اس کے لئے ایک قیراط اجر ہے اور جو  
دفن تک موجود رہا اس کے لئے دو قیراط۔“ آپ سے عرض کیا گیا  
قیراط کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”دو بڑے پہاڑوں  
کے برابر۔“ (بخاری، مسلم)

۹۲۹: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”مَنْ شَهِدَ الْجَنَازَةَ  
حَتَّى يُصَلِّيَ عَلَيْهَا فَلَهُ قِيرَاطٌ، وَمَنْ شَهِدَهَا  
حَتَّى تُدْفَنَ فَلَهُ قِيرَاطَانِ“ قِيلَ: وَمَا  
الْقِيرَاطَانِ؟ قَالَ: ”مِثْلُ الْجَبَلَيْنِ الْعَظِيمَيْنِ“  
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الجنائز باب من انتظر حتی تدفن و مسلم فی کتاب الجنائز باب فضل الصلاة  
على الجنائز و اتباعها

الْجَنَائِزُ: قیراط: یہ راتق کا نصف ہوتا ہے اور راتق درہم کا چھٹا حصہ ہوتا۔ درحقیقت انسان قیراط کا استعمال کرتا اور اس کو پہچانتا  
ہے اس کے ذہن کو قریب کرنے کے لئے جو عمل وہ کرتا ہے اس کو اس کے مقابلے میں لاکر مثال دی تاکہ انسان اپنے عمل کو جان لے  
ورنہ قیراط کی تفسیر جیسا کہ حدیث میں آئی ہے وہ بہت بڑی چیز ہے۔

فوائد: (۱) ترغیب دی گئی کہ جنازہ کے ساتھ جانا چاہئے اور میت کو دفن کرنا بڑے ثواب والا عمل ہے۔ نہ فرض کفایہ البتہ حق مسلم میں  
سے ہے۔

۹۳۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے روایت ہے کہ  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جو کسی مسلمان کے جنازے  
کے ساتھ ایمان اور ثواب کی نیت سے جائے گا اور نماز پڑھنے اور  
دفن سے فارغ ہونے تک اس کے ساتھ رہے گا۔ اس کو دو قیراط  
اجر ملے گا۔ ہر قیراط احد کے برابر ہے اور جس نے نماز پڑھی اور  
دفن سے پہلے لوٹ آیا۔ تو وہ ایک قیراط لے کر لوٹا۔ (بخاری)

۹۳۰: وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: ”مَنْ اتَّبَعَ  
جَنَازَةَ مُسْلِمٍ إِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا وَكَانَ مَعَهُ  
حَتَّى يُصَلِّيَ عَلَيْهَا وَيُفْرَغَ مِنْ دَفْنِهَا فَإِنَّهُ  
يَرْجِعُ مِنَ الْأَجْرِ بِقِيرَاطَيْنِ كُلُّ قِيرَاطٍ مِثْلُ  
أَحَدٍ، وَمَنْ صَلَّى عَلَيْهَا ثُمَّ رَجَعَ قَبْلَ أَنْ  
تُدْفَنَ فَإِنَّهُ يَرْجِعُ بِقِيرَاطٍ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الايمان باب اتباع الجنائز من الايمان

الْجَنَائِزُ: ايماناً: اس وعدہ کی تصدیق جو اس کے بارے میں ہے۔ احتساباً: خالص اللہ تعالیٰ کے لئے اور اس کے دین کی

اتباع کرتے ہوئے۔ طلباً اللہواب : فقط ثواب آخرت مقصود ہو۔ کوئی دنیا کی دیگر غرض نہ ہو۔

فوائد : (۱) جنازہ کے ساتھ گھر سے نکلنے سے لے کر دفن تک ساتھ رہے۔ اس میں بہت اجر ہے اور اہل میت کی زیادہ دلجوئی ہے۔

۹۳۱ : وَعَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ :  
نَهَيْنَا عَنْ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا  
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَمَعْنَاهُ : وَلَمْ يُشَدَّدْ فِي النَّهْيِ  
كَمَا يُشَدَّدُ فِي الْمُحَرَّمَاتِ۔  
۹۳۱ : حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہمیں جنازوں  
کے پیچھے جانے سے روکا گیا لیکن ہم پر اس سلسلے میں سختی نہیں کی  
گئی۔ (بخاری مسلم) مراد اس سے یہ ہے کہ یہ ممانعت اس شدت  
سے نہیں کی گئی جس طرح کہ محرمات میں کی جاتی ہے۔

تخریج : رواہ البخاری فی کتاب الجنائز باب اتباع النساء الجنائز و مسلم فی کتاب الجنائز باب نهی النساء  
عن اتباع الجنائز

فوائد : (۱) جمہور علماء کا قول یہ ہے کہ عورتوں کو جنازہ کے ساتھ نہ جانا چاہئے کیونکہ عورتوں کو عدم اختلاط اور ستر لازم ہے اور  
جنازہ کے ہجوم میں اختلاط و بے پردگی کے مواقع ہیں۔ (۲) عورتوں کو جنازہ کے پیچھے جانا مکروہ ہے جبکہ کسی حرام کا ارتکاب نہ ہو ورنہ  
حرام ہے۔

باب : جنازہ پڑھنے والوں کا زیادہ تعداد میں ہونا  
مستحب ہے اور ان کی صفوں کا تین یا تین سے  
زیادہ ہونے کی پسندیدگی

۱۵۶ : بَابُ اسْتِحْبَابِ تَكْثِيرِ  
الْمُصَلِّينَ عَلَى جَنَازَةٍ وَجَعْلِ  
صُفُوفِهِمْ ثَلَاثَةً فَأَكْثَرَ

۹۳۲ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ :  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : "مَا مِنْ مَيِّتٍ يُصَلِّيُ  
عَلَيْهِ أُمَّةٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يَلْفُونَ مِائَةً كُلُّهُمْ  
يَشْفَعُونَ لَهُ إِلَّا شَفَعُوا فِيهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
۹۳۲ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ  
نے فرمایا : "جس مسلمان میت کا مسلمانوں کی اتنی تعداد جو سو تک پہنچ  
جائے۔ وہ نماز ادا کریں اور اس کے لئے سفارش کریں۔ تو ان کی  
سفارش قبول کی جاتی ہے۔ (مسلم)

تخریج : رواہ مسلم فی کتاب الجنائز باب من صلى عليه مائة شفَعوا فيه

اللجنائز : امة : جماعت گروہ۔ شفَعوا : ان کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ شفاعت میت کے لئے طلب مغفرت کو کہتے ہیں۔  
اصل میں یہ شفیع معنی جوڑ لینا۔ ایک کو دوسرے مرتبہ کے ساتھ ملانا کہ مقصد حاصل ہو۔

فوائد : (۱) میت پر نماز جنازہ پڑھنے والوں کی کثرت ہونی چاہئے کیونکہ کثرت دعا کی وجہ سے میت کا اس میں فائدہ ہے۔

۹۳۳ : وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ  
سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : "مَا مِنْ رَجُلٍ  
مُسْلِمٍ يَمُوتُ فَيَقُومُ عَلَى جَنَازَتِهِ أَرْبَعُونَ  
۹۳۳ : حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں  
نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جو مسلمان فوت ہو جائے اور اس  
کے جنازہ پر چالیس آدمی ایسے ہوں جو اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک



رَجُلًا لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا إِلَّا شَفَعَهُمُ اللَّهُ فِيهِ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
 نہ ٹھہراتے ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ ان کی شفاعت اس کے حق میں قبول فرماتے ہیں۔ (مسلم)

**تخریج :** رواد مسلم فی کتاب الجنائز باب من صلی علیہ اربعون شفّعوا فیہ

**فوائد :** (۱) سابقہ فوائد ملاحظہ ہوں۔ (۲) شفاعت ایمان والوں کے لئے ہے کفار کے لئے نہیں کیونکہ سفارشی کا اہل شفاعت میں سے ہونا ضروری ہے۔ اسی طرح جس کے لئے شفاعت کی جائے وہ بھی مستحق سفارش ہو تو کبھی ان کی شفاعت قبول کر لی جاتی ہے۔ عذاب قبر سے نجات کے لئے عذاب آخرت سے نجات کے لئے یا عذاب آخرت سے تخفیف کے لئے۔ واللہ اعلم

۹۳۴: وَعَنْ مَرْثَدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْبَزْزِيِّ قَالَ :  
 كَانَ مَالِكُ بْنُ هُبَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِذَا  
 صَلَّى عَلَى الْجَنَازَةِ فَتَقَالَ النَّاسَ عَلَيْهَا  
 جَزَاءُهَا عَلَيْهَا ثَلَاثَةُ أَجْزَاءٍ ثُمَّ قَالَ : قَالَ  
 رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ”مَنْ صَلَّى عَلَيْهِ ثَلَاثَةٌ  
 صَفُوفٍ فَقَدْ أَرْجَبَ“ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ  
 وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيثٌ حَسَنٌ۔  
 ۹۳۴: حضرت مرثد بن عبد اللہ البززی کہتے ہیں کہ مالک بن  
 ہبیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کسی میت پر نماز ادا کرنے لگتے۔  
 پھر لوگوں کو تھوڑی تعداد میں پاتے تو ان کو تین حصوں میں  
 تقسیم فرماتے۔ پھر کہتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:  
 ”جس شخص کے جنازہ میں تین صفیں بن جائیں تو اس نے خود  
 پر جنت کو واجب کر لیا۔ (ابوداؤد ترمذی)  
 حدیث حسن ہے۔

**تخریج :** رواد ابو داؤد فی کتاب الجنائز باب الصفوف علی الجنائز و الترمذی فی ابواب الجنائز باب ما جاء  
 فی الصلاة علی الجنائز و الشفاعة للمیت  
**اللغزات :** تقال الناس : ان کو قلیل خیال کیا۔ جزاءہم ثلاثة اجزاء : ان کو تین حصوں میں تقسیم کر کے تین صفیں بنادیں۔  
 اوجب : اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔

**فوائد :** (۱) مستحب یہ ہے کہ نماز جنازہ پڑھنے والوں کی تین صفیں ہوں یا زیادہ۔ اگر تھوڑے ہوں تو تین صفیں بنانے سے وہ بھی  
 بارگاہ الہی میں کثیر معلوم ہوں گی اور وہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے شفاعت طلب کریں۔ (۲) وہ احادیث جن میں ایک سویا چالیس کی  
 تعداد مذکور ہے۔ ان میں کوئی منافات نہیں کیونکہ عدد کا مفہوم مقصود نہیں بلکہ مقصود کثرت تعداد ہے۔

۱۵۷: بَابُ مَا يُقْرَأُ فِي صَلَاةِ

الْجَنَازَةِ

باب: نماز جنازہ میں

کیا پڑھا جائے؟

جنازہ میں چار تکبیرات کہے۔ پہلی تکبیر کے بعد اعوذ باللہ پڑھے پھر  
 فاتحہ الكتاب پڑھے۔ پھر دوسری تکبیر کہہ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر  
 درود اس طرح پڑھے: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ

يَكْبِرُ اَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ : يَتَعَوَّذُ بَعْدَ الْاُولَى ، ثُمَّ  
 يَقْرَأُ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ ، ثُمَّ يَكْبِرُ الثَّانِيَةَ ، ثُمَّ  
 يُصَلِّيُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ، فَيَقُولُ : اَللّٰهُمَّ صَلِّ

عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ - وَالْأَفْضَلُ  
 أَنْ يُتِمَّمَهُ بِقَوْلِهِ : كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ -  
 إِلَى قَوْلِهِ - حَمِيدٌ مَجِيدٌ - وَلَا يَقُولُ مَا  
 يَفْعَلُهُ كَثِيرٌ مِنَ الْعَوَامِ مِنْ قِرَاءَةِ نِيَمِهِ إِنَّ اللَّهَ  
 وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ الْآيَةُ - فَإِنَّهُ لَا  
 تَصِحُّ صَلَاتُهُ إِذَا اقْتَصَرَ عَلَيْهِ ، ثُمَّ يُكَبِّرُ  
 الثَّلَاثَةَ وَيَدْعُو لِلْمَيِّتِ وَلِلْمُسْلِمِينَ بِمَا  
 سَنَدُّكَرُهُ مِنَ الْأَحَادِيثِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى  
 ثُمَّ يُكَبِّرُ الرَّابِعَةَ وَيَدْعُو - وَمَنْ أَحْسَنَهُ  
 اللَّهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ ، وَلَا تُفْتِنَا بَعْدَهُ  
 وَاعْفِرْ لَنَا وَلَهُ وَالْمُخْتَارُ أَنَّهُ يُطَوَّلُ الدُّعَاءُ فِي  
 الرَّابِعَةِ خِلَافَ مَا يَعْتَادُهُ أَكْثَرُ النَّاسِ :  
 لِحَدِيثِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى الَّذِي سَنَدُّكَرُهُ إِنْ  
 شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى - وَأَمَّا الْأَدْعِيَةُ الْمَأْثُورَةُ بَعْدَ  
 التَّكْبِيرَةِ الثَّلَاثَةِ فَمِنْهَا :

۹۳۵ : عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَوْفِ بْنِ  
 مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ  
 ﷺ عَلَى جَنَازَةٍ فَحَفِظْتُ مِنْ دُعَائِهِ وَهُوَ  
 يَقُولُ : اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَعَافِهِ وَاعْفُ  
 عَنْهُ ، وَآكِرِمْ نَزْلَهُ ، وَوَسِّعْ مُدْخَلَهُ وَاعْبِسْهُ  
 بِالْمَاءِ وَالنَّارِ وَالْبَرْدِ ، وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا  
 نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَأَبْدِلْهُ  
 دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهِ ، وَأَهْلًا خَيْرًا مِنْ أَهْلِهِ ،  
 وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهِ وَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ ،  
 وَاعِزَّهُ مِنَ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ  
 حَتَّى تَسَيِّتُ أَنْ أَكُونَ أَنَا ذَلِكَ الْمَيِّتُ -

افضل یہ ہے کہ مکمل حمید مجید تک پڑھے اور اس طرح نہ کہے  
 جس طرح عوام کی اکثریت کرتی یعنی إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ  
 عَلَى النَّبِيِّ نہ پڑھے۔ اگر اس نے اس آیت پر اکتفاء کیا تو اس کی  
 نماز صحیح نہ ہوگی۔ پھر تیسری تکبیر کہے اور میت کے لئے دعا کرے اور  
 مسلمانوں کے لئے جس کے سلسلہ کی احادیث ہم عنقریب ذکر کریں  
 گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ پھر چوتھی تکبیر کہے اور یہ دعا کرے۔ بہتر دعا یہ  
 ہے : اللَّهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ ، وَلَا تُفْتِنَا بَعْدَهُ وَاعْفِرْ لَنَا وَلَهُ اور بہتر  
 بات یہ ہے کہ چوتھی تکبیر میں لمبی دعا کرے۔ جیسا کہ حدیث ابن ابی اوفی  
 جو باب میں آرہی ہے ان شاء اللہ ہم اس کو ذکر کریں گے۔ عام لوگوں  
 کی طرح نہ کرے۔ تیسری تکبیر کے بعد مسنون دعائیں جو منقول ہیں۔  
 ان میں سے بعض ہم ذکر کر رہے ہیں۔ (دعا تیسری تکبیر کے بعد ہے نہ  
 کہ چوتھی کے بعد جیسا کہ احادیث آرہی ہیں)۔

۹۳۵ : حضرت ابو عبد الرحمن بن عوف ابن مالک رضی اللہ عنہ سے  
 روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک جنازہ پر نماز پڑھی۔ مجھے  
 آپ کی وہ دعا یاد ہے کہ آپ اسی طرح فرما رہے تھے : اللَّهُمَّ  
 اغْفِرْ لَهُ ..... وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ کہ ”اے اللہ! اس کو بخش دے“  
 اس پر رحم فرما، اس کو عذاب سے امن دے، معاف فرما، اس کی اچھی  
 مہمانی فرما، اس کے داخلے کی جگہ وسیع فرما اور اس کو پانی، برف اور  
 اولوں سے صاف کر دے۔ اس کو غلطیوں سے پاک فرما جس طرح  
 سفید کپڑے کو تو میل کچیل سے صاف کرتا ہے اور اس کے گھر سے بہتر  
 گھر اس کو عنایت فرما اور گھر والوں سے بہتر گھر والے عنایت فرما اور  
 بیوی سے بہتر بیوی عنایت فرما یا اور اس کو جنت میں داخل فرما اور  
 عذاب قبر سے پناہ میں رکھ اور آگ کے عذاب سے بچا۔“ میں نے



یہ تمنا کی کہ میں ہی وہ میت ہوتا۔ (مسلم)

رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

**تخریج :** رواہ مسلم فی کتاب الجنائز باب الدعاء للمیت فی الصلاة

**اللَّغَاثُ :** جنازہ : چارپائی پر جو میت ہو۔ نزله : اس کو مہمانی اور معافی اور اجر سے نواز دے۔ مدخلہ : قبر۔ واغسلہ : اس کے گناہوں کو پانی برف ایلے کے ساتھ دھو ڈال۔ اس سے مقصود گناہوں سے عمومی پاکیزگی ہے جو تیری رحمت و مغفرت کی تمام اقسام کے ساتھ پائی جائے۔ ونقه : اور اس کو پاک کر دے۔ الدنس : میل۔ وابدله : اس کو عوض و بدلہ عنایت فرما۔ اعذه : اس کو بچا اور خلاصی عنایت فرما۔

**فوائد :** (۱) نماز جنازہ فرض ہے اور ان الفاظ مسنونہ سے دعا کرنا سنت ہے کیونکہ یہ دعا خیر کی تمام اقسام کو شامل ہے۔ (۲) دعا سے میت کو فائدہ پہنچتا ہے۔ عذاب قبر اور آرام قبر پر برد و برحق ہیں۔

۹۳۶: حضرت ابو ہریرہ اور ابو قتادہ اور ابو ابراہیم الاشہلی نے اپنے والد سے بیان کیا اور ان کے والد صحابی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنازے پر نماز پڑھی اور یوں دعا کی: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا، وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا، وَذَكَرْنَا وَاُنْثَانَا، وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا، اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَاحْيِهِ عَلٰی الْاِسْلَامِ، وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلٰی الْاِيْمَانِ، اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهُ، وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُ۔ ”اے اللہ ہمارے زندہ اور مردہ کو بخش دے، چھوٹے اور بڑے مرد و عورت، موجود اور غائب، سب کو بخش دے، اے اللہ جس کو تو ہم میں سے زندہ رکھ اس کو اسلام پر زندہ رکھ اور جس کو تو ہم میں سے وفات دے۔ اس کو ایمان پر فوت فرما، اے اللہ ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ فرما اور اس کے بعد آزمائش میں نہ ڈال۔ ترمذی نے ابو ہریرہ اور الاشہلی کی روایت سے اور ابوداؤد نے ابو ہریرہ اور ابو قتادہ کی روایت سے نقل کیا ہے۔ حاکم نے کہا کہ ابو ہریرہ والی روایت بخاری اور مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔ ترمذی نے کہا کہ امام بخاری نے کہا کہ اس حدیث کی صحیح روایت الاشہلی والی ہے اور کہا کہ اس باب میں سب سے زیادہ صحیح حدیث عوف بن مالک کی ہے۔

۹۳۶: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي قَتَادَةَ وَأَبِي إِبْرَاهِيمَ الْأَشْهَلِيِّ عَنْ أَبِيهِ - وَأَبُوهُ صَحَابِيٌّ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ فَقَالَ: "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا، وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا، وَذَكَرْنَا وَاُنْثَانَا، وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا، اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَاحْيِهِ عَلٰی الْاِسْلَامِ، وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلٰی الْاِيْمَانِ، اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهُ، وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ مِنْ رِوَايَةِ أَبِي هُرَيْرَةَ وَالْأَشْهَلِيِّ، وَرَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ مِنْ رِوَايَةِ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي قَتَادَةَ - قَالَ الْحَاكِمُ: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ، قَالَ التِّرْمِذِيُّ: قَالَ الْبُخَارِيُّ: أَصَحُّ رِوَايَاتِ هَذَا الْحَدِيثِ رِوَايَةُ الْأَشْهَلِيِّ - قَالَ الْبُخَارِيُّ: وَأَصَحُّ شَيْءٍ فِي هَذَا الْبَابِ حَدِيثُ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ۔

**تخریج :** رواہ الترمذی فی ابواب الجنائز باب ما یقول فی الصلاة علی المیت ابو داؤد فی کتاب الجنائز باب الدعاء للمیت

**اللَّحَائِثُ** : شاہدنا : موجودین ۔ لا تحرمنا اجرہ : مصیبت پر صبر کے ثواب سے ہمیں محروم نہ فرما۔ لا تفتننا : ہمیں مشقتوں اور مصیبتوں میں مت ڈال۔

**فوائد** : (۱) سابقہ فوائد ملاحظہ ہوں۔ (۲) دعا اس طرح بلغ ہونی چاہئے جو زندوں اور مردوں سب کو شامل ہو اور یہی دعائیت کے لئے سب سے بہتر تحفہ ہے جس کے ذریعہ اس کا اکرام کیا جاتا ہے یعنی زندگی بھی اسلام پر کار بند ہو کر گزرے اور موت بھی ایمان کے ساتھ ہو اور فتنوں سے حفاظت رہے۔

۹۳۷: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ فَأَخْلَصُوا لَهُ الدُّعَاءَ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ۔  
۹۳۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: "جب تم میت پر نماز جنازہ پڑھو تو اس کے لئے اخلاص سے دعا کرو۔" (ابوداؤد)

**تخریج** : رواہ ابوداؤد فی کتاب الحنائز، باب الدعاء للمیت

**اللَّحَائِثُ** : اخلاصوالہ الدعاء : اس کے لئے اچھی دعا کرو اور وہ دعا خالص اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے لئے ہو۔ مختصر سے مختصر وہ "اللہم اغفر لی" ہے یعنی "اے اللہ اس کی مغفرت فرما اور بخش دے۔"

**فوائد** : میت کے لئے دعا واجب ہے اور اگر دعا نہ کی جائے تو نماز جنازہ صحیح نہ ہوگی۔ (کیونکہ مقصد جنازہ سے خالی ہے)

۹۳۸: وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ "اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبُّهَا ، وَأَنْتَ خَلَقْتَهَا ، وَأَنْتَ هَدَيْتَهَا لِلْإِسْلَامِ ، وَأَنْتَ قَبَضْتَ رُوحَهَا ، وَأَنْتَ أَعْلَمُ بِسِرِّهَا وَعَلَانِيَتِهَا ، وَقَدْ جِئْنَاكَ شُفَعَاءَ لَهَا فَاعْفِرْ لَهَا" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ۔  
۹۳۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے جنازہ کی نماز میں یہ دعا فرمائی: اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبُّهَا..... فَاعْفِرْ لَهَا "اے اللہ تو سب کا رب ہے تو نے اس کو پیدا فرمایا، تو نے اسے اسلام میں ہدایت دی، تو نے ہی اس کی روح قبض کی، تو ہی اس کی پوشیدہ اور ظاہر حالت کو جانتا ہے، ہم اس کے سفارشی بن کے آئے ہیں۔ پس تو اس کو بخش دے۔" (ابوداؤد)

**تخریج** : رواہ ابوداؤد فی کتاب الحنائز، باب الدعاء للمیت

**اللَّحَائِثُ** : ربھا : تو انعامات سے اس کی تربیت کرنے والا ہے۔ ہدیتھا : تو نے اسلام تک اس کی راہنمائی کی اور پہنچایا۔ قبضت : تو نے اس کی روح کو نکالا۔ روح : وہ جسم لطیف ہے جو بدن کے ساتھ جان کی طرح لپٹا ہوا ہے۔ بعض نے کہا اللہ تعالیٰ اس کی حقیقت سے واقف و مطلع ہیں۔ بسرھا : جو ایمان و نیت وغیرہ دل میں چھپاتا تھا۔ علانیته : وہ عمل و طاعت جو ظاہر کرتا رہا۔ جننا : ہم حاضر ہوئے۔ شفاء : سفارشی

۹۳۹: وَعَنْ وَائِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۹۳۹: حضرت وائلہ بن الاسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے



کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مسلمان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ میں نے آپ کو یہ کہتے سنا: اَللّٰهُمَّ اِنَّ..... الرَّحِيْمُ "اے اللہ! فلاں ابن فلاں تیری ذمہ داری میں ہے اور تیرے پڑوس کی پناہ میں ہے۔ پس اس کی قبر کو آزمائش اور آگ کے عذاب سے بچالے۔ آپ وعدے کو پورا کرنے والے اور تعریفوں والے ہیں۔ اے اللہ! اس کو بخش دے اور رحم فرما۔ بے شک آپ بخشنے والے اور رحم کرنے والے ہیں۔ (ابوداؤد)

قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: "اَللّٰهُمَّ اِنَّ فُلَانًا بَنَ فُلَانٍ فِيْ ذِمَّتِكَ وَحَبْلِيْ جِوَارِكَ فَقَبِّهْ فِتْنَةَ الْقَبْرِ، وَعَذَابِ النَّارِ، وَاَنْتَ اَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَمْدِ، اَللّٰهُمَّ فَاعْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ" رَوَاهُ ابُو دَاوُدَ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الجنائز باب الدعاء للمیت

الْجَنَائِزُ: فی ذمتک: تیری ذمہ داری اور عہد میں ہے۔ حبل جوارک: تیری حفاظت اور بخشش کا طالب ہے۔ فقہ فتنۃ القبر: اس کو عذاب قبر سے بچا اور نجات عنایت فرما۔ اهل الوفاء و الحمد: آپ شریعت اور عطا کے اہل ہیں۔ فوائد: آپ ﷺ نے صحابہ کرام کی بھلائی کی حرص میں جامع دعاؤں کا انتخاب فرمایا اور امت کو ان دعاؤں کی تعلیم دی۔

۹۴۰: حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنی بیٹی کے جنازے پر چار تکبیریں کہیں، چوتھی تکبیر کے بعد اتنی دیر رُکے کہ جتنا دو تکبیروں کے درمیان رکتے ہیں اور بیٹی کے لئے استغفار اور دعا کرتے رہے پھر نماز کے بعد فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح کیا کرتے تھے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ انہوں نے چار تکبیریں کہیں پھر تھوڑی دیر کے لئے رکے یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ وہ پانچویں تکبیر کہیں گے۔ پھر انہوں نے اپنی دائیں اور بائیں سلام کیا۔ پھر جب واپس لوٹے، ہم نے کہا کہ یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا میں تمہارے سامنے اس میں اضافہ نہیں کرتا جو میں نے رسول اللہ ﷺ کو کرتے دیکھا یا اس طرح کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح کیا۔ حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے۔

۹۴۰: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَبَّرَ عَلَى جَنَازَةِ ابْنَةٍ لَهُ أَرْبَعَ مُكَبِّرَاتٍ فَقَامَ بَعْدَ الرَّابِعَةِ كَقَدْرِ مَا بَيْنَ التَّكْبِيرَتَيْنِ يَسْتَغْفِرُ لَهَا وَيَدْعُو لَهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصْنَعُ هَكَذَا، وَفِي رِوَايَةٍ: "كَبَّرَ أَرْبَعًا فَمَكَثَ سَاعَةً حَتَّى طُنْتُ أَنَّهُ سَيَكْبُرُ خَمْسًا ثُمَّ سَلَّمَ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ - فَلَمَّا انْصَرَفَ قُلْنَا لَهُ: مَا هَذَا؟ فَقَالَ: إِنِّي لَا أَزِيدُكُمْ عَلَى مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَصْنَعُ، أَوْ هَكَذَا صَنَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ - رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَقَالَ: حَدِيثٌ صَحِيحٌ۔

تخریج: رواہ الحاکم فی المستدرک ۳۶۰

باب: جنازہ کو جلد لے جانا

۹۴۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم

۱۵۸: بَابُ الْإِسْرَاعِ بِالْجَنَازَةِ

۹۴۱: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جنازہ میں جلدی کرو اس لئے کہ اگر وہ نیک ہوگا تو ایک نیکی ہے جس کی طرف تم اس کو بڑھا رہے ہو اور اگر وہ اس کے علاوہ ہے تو ایک برائی ہے جس کو تم اپنی گردنوں سے اتار لو گے۔ (بخاری و مسلم)

النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: "أَسْرِعُوا بِالْجَنَازَةِ فَإِنْ تَكُ صَالِحَةً فَخَيْرٌ تَقْدِمُونَهَا إِلَيْهِ ، وَإِنْ تَكُ سِوَى ذَلِكَ فَشَرٌّ تَصْعُونَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ، وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ : "فَخَيْرٌ تَقْدِمُونَهَا عَلَيْهِ".

**تخریج:** رواه البخاری فی کتاب الجنائز باب السرعة بالجنازة و مسلم فی کتاب الجنائز باب الإسراع بالجنازة

**فوائد:** (۱) جنازہ جلدی لے جانا مستحب ہے۔ البتہ ساتھ چلنے والوں کا لحاظ رکھے اور گرانی میں مبتلا نہ کرے اور نہ اتنا تیز چلے کہ میت کو چارپائی پر حرکت آنے لگے۔ (۲) اس میں میت کا خیر و شر والا جو حال ہے۔ وہ بیان کیا گیا اور یہ امور غیبیہ میں سے ہے۔ (عالم برزخ کا معاملہ ہے)

۹۴۲: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: ”جب چارپائی رکھ دی جائے اور لوگ اس کو اپنی گردنوں پر اٹھالیں“ اگر وہ میت نیک ہے تو یوں کہتی ہے: مجھے آگے بڑھاؤ اور اگر وہ بری ہے تو کہتی ہے: ہائے افسوس! تم مجھے کہاں لے جا رہے ہو۔ اس کی آواز کو انسان کے سوا ہر چیز سنتی ہے۔ اگر انسان سن لیں تو بے ہوش ہو جائیں۔ (بخاری)

۹۴۲: رَعْنُ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: "إِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ فَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلَى أَعْنَاقِهِمْ فَإِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ قَدِّمُونِي ، وَإِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ لِأَهْلِهَا : يَا وَيْلَهَا أَيْنَ تَذْهَبُونَ بِهَا؟ يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا الْإِنْسَانَ ، وَلَوْ سَمِعَ الْإِنْسَانُ لَصَبَقَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

**تخریج:** رواه البخاری باب کتاب الجنائز باب حمل الرجال الجنازة دون النساء

**اللغزات:** یا ویلہا: ہائے! اس کی ہلاکت۔ لعصق ان پر غشی طاری ہو جائے یا ہلاک ہو جائیں۔  
**فوائد:** (۱) میت کو موت کے بعد خاص قسم کا ادراک ہوتا ہے جس کی حقیقت کو اللہ تعالیٰ جانتے ہیں۔

باب: میت کے قرض کی ادائیگی میں جلدی کرنا اور اس کے کفن و دفن میں عجلت کرنا، مگر یہ کہ اس کی موت اچانک ہوئی ہو تو موت کا یقین ہونے تک چھوڑ دیں گے

۱۵۹: بَابُ تَعْجِيلِ قَضَاءِ الدَّيْنِ عَنِ الْمَيِّتِ وَالْمُبَادَرَةِ إِلَى تَجْهِيزِهِ إِلَّا أَنْ يَمُوتَ "فَجَاءَةً" فَيُتْرَكَ حَتَّى يَتَيَقَّنَ مَوْتَهُ

۹۴۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی

۹۴۳: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ

النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "نَفْسُ الْمُؤْمِنِ مُعَلَّقَةٌ بِدِينِهِ حَتَّى يُقْضَى عَنْهُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔  
 اکرم ﷺ نے فرمایا: "مؤمن کی جان اس کے قرضے کے سبب لٹکتی رہتی ہے۔ یہاں تک کہ اس کو اس کی طرف سے ادا نہ کر دیا جائے۔"  
 ترمذی یہ حدیث حسن ہے۔

**تخریج:** رواہ الترمذی فی ابواب الجنائز باب ما جاء عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم نفس المؤمن معلقة بدینہ اللجنات: معلقة: موقوف کردی جاتی ہے۔ یقضی: ادا کر دیا جائے۔

**فوائد:** (۱) میت کا قرض اس کے ترکہ میں سے جلد ادا کرنا چاہئے کیونکہ تجہیز و تکفین کے بعد اس کے ترکہ سے متعلق جتنے حقوق ہیں ان میں قرض سب سے مقدم ہے۔ (۲) مؤمن کی جان اپنے معزز مقام سے اس وقت تک روک دی جاتی ہے اور اس کی نجات و ہلاکت کا معاملہ طے نہیں پاتا جب تک قرض کی ادائیگی نہیں کردی جاتی۔ (۳) بعض لوگوں نے اس میں قرض کو گناہ کی خاطر لئے جانے والے قرض پر محمول کیا ہے یا جان بوجھ کر ادائیگی میں کوتاہی کرنے والے کے متعلق کہا ہے اور یہ بات اس کے خلاف نہیں جو روایات میں آئی ہے کہ آپؐ کی ذرہ ایک یہودی کے ہاں گھریلو خرچہ کے سلسلہ میں رہن رکھی ہوئی تھی کیونکہ رہن مرتہن کے ہاتھ میں اس کے حق کے قائم مقام ہے۔ گویا رہن کی موجودگی میں اس کے ذمہ قرض ہے ہی نہیں۔

۹۴۴: وَعَنْ حُصَيْنِ بْنِ وَحُوحٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ طَلْحَةَ بْنَ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا مَرَضَ، فَاتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ يَعُودُهُ فَقَالَ: إِنِّي لَا أُرَى طَلْحَةَ إِلَّا قَدْ حَدَثَ فِيهِ الْمَوْتُ فَادْنُونِي بِهِ وَعَجِّلُوا بِهِ فَإِنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِجَبِفَةٍ مُسْلِمٍ أَنْ تَحْبُسَ بَيْنَ ظَهْرَانِي أَهْلِهِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ۔  
 ۹۴۴: حضرت حصین بن وحوح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ طلحہ بن البراء رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیمار ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عیادت کے لئے تشریف لائے اور فرمایا: میرا خیال یہ ہے کہ طلحہ میں موت کے آثار پیدا ہو گئے ہیں۔ پس مجھے ان کی اطلاع دینا اور ان کو جلد دفن کا کہا۔ اس لئے کہ کسی مسلمان میت کے لئے مناسب نہیں کہ اس کو اس کے گھر والوں کے درمیان روکا جائے۔ (ابوداؤد)

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی کتاب الجنائز باب التعجل بالحنازہ و کراہیۃ جسہا

اللجنات: یعودہ: اس کی زیارت و عیادت کرے۔ حدیث فیہ الموت: اس کے نزع کا وقت آ گیا ہے۔ اذنونی: جب میں مرجاؤں تو مجھے بتا دو۔ جیفۃ: مردہ جسم

**فوائد:** (۱) وفات کا یقین ہونے پر تجہیز کا فوراً انتظام کرنا چاہئے اس میں بلاوجہ تاخیر حرام ہے۔

باب: قبر کے پاس نصیحت

۱۶: بَابُ الْمَوْعِظَةِ عِنْدَ الْقَبْرِ

۹۴۵: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم بقیع الغرقہ کے قبرستان میں ایک جنازے کے ساتھ شریک تھے۔ ہمارے پاس

۹۴۵: عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا فِي جَنَازَةٍ فِي بَقِيعِ الْغَرْقَدِ فَاتَانَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ



رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ ﷺ کے ارد گرد بیٹھ گئے۔ آپ کے پاس ایک چھڑی تھی۔ آپ ﷺ نے سر جھکایا اور چھڑی سے زمین کو کریدنے لگے۔ پھر فرمایا: تم میں سے ہر شخص کے دوزخ یا جنت کا ٹھکانہ لکھا جا چکا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم اپنے لکھے ہوئے پھر بھروسہ نہ کر لیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں عمل کئے جاؤ ہر ایک کو وہی عمل میسر ہوگا جس کے لئے وہ پیدا ہوا اور پوری حدیث بیان کی۔ (بخاری و مسلم)

فَقَعَدَ وَقَعَدْنَا حَوْلَهُ وَمَعَهُ مِخْصَرَةٌ فَكَسَرَ وَجَعَلَ يَنْكُثُ بِمِخْصَرَتِهِ - ثُمَّ قَالَ : "مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ وَمَقْعَدُهُ مِنَ الْجَنَّةِ" فَقَالُوا : يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا نَسْكُلُ عَلَى كِتَابِنَا؟ فَقَالَ : "اعْمَلُوا" فَكُلُّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ" وَذَكَرَ تَمَامَ الْحَدِيثِ - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

**تخریج :** رواه البخاری فی کتاب الجنائز، باب موعظة المحدث عنه القبر، و مسلم فی اوائل کتاب القدر

**الَّتَحَاتِ :** بقیع العرقہ اہل مدینہ کا قبرستان، عرفہ ایک کانٹے دار درخت ہے۔ مِخْصَرَةٌ: ٹیڑھے سرو والا ڈنڈا۔ نكس: آواز آہستہ کی۔ ینکست: کریدنا۔ زمین پر مارنا۔ کتب اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے یا لوح محفوظ میں لکھی جا چکی ہے۔ نکل: جو نکھا ہے اس پر اعتماد کر لیں۔ میسر لما خلق: انسان عمل کے لئے پیدا ہوا ہے۔ جس عمل کا وہ ارادہ کرتا ہے وہ اس کے لئے آسان کر دیا جاتا ہے خواہ وہ عمل خیر ہو یا شر۔ سعادت مند سعادت کے راستہ پر چلتے اور گامزن ہوتے ہیں اور بد بخت بد بختی کی راہ کو اپناتے ہیں۔

**فوائد:** (۱) قبر کے پاس نصیحت مستحب ہے کیونکہ اس وقت اس کا فائدہ زیادہ ہے۔ موت کو دیکھنا دل کو نرم کر دیتا ہے۔ (۲) اللہ تعالیٰ لوگوں کی سعادت و شقاوت کو جاننے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا علم اعمال میں جبر کے مترادف نہیں ہے بلکہ وہ علم سابق ہے کہ فلاں شخص اپنے اختیار سے صالحین کے اعمال اختیار کرے گا۔ مگر نتیجہ وہ اشیاء میں سے ہوگا۔ جب تک کوئی چیز اللہ تعالیٰ کے علم غیب میں ہے۔ اس وقت تک یہ طرز عمل صحیح نہیں کہ آدمی اللہ تعالیٰ کے علم پر بھروسہ (جو ظاہر ہے انسان کو قطعی طور پر معلوم نہیں) کر کے عمل کو ترک کرے۔ بلکہ واجب ہے کہ انسان بھلائی کمانے کی کوشش کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو اس کی قدرت و طاقت دی ہے اور عمل کو اس پر لازم کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے اس اختیاری عمل پر محاسبہ فرمائے گا۔ اس علم پر محاسبہ نہ ہوگا کہ یہ بندہ فلاں کام کرے گا۔

**باب: دفن کے بعد میت کے لئے دُعا کرنا**  
اور اس کی قبر کے پاس دُعا و استغفار و قراءت کے لئے کچھ دیر بیٹھنا

۱۶۱: بَابُ الدُّعَاءِ لِلْمَيِّتِ بَعْدَ دَفْنِهِ  
وَالْقُعُودِ عِنْدَ قَبْرِهِ سَاعَةً لِلدُّعَاءِ لَهُ  
وَالِاسْتِغْفَارِ وَالْقِرَاءَةِ

۹۴۶: حضرت ابو عمروؓ بعض نے کہا ابو عبد اللہ بعض نے کہا ابو لیلیٰ۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب میت کو دفن سے فارغ ہو جاتے قبر پر ٹھہر جاتے اور فرماتے: "اپنے بھائی کے لئے استغفار کرو اور ثابت قدمی کی دعا کرو پس اس سے سوال

۹۴۶: عَنْ أَبِي عَمْرٍو - وَقِيلَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ - وَقِيلَ أَبُو لَيْلَى عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا فُرِعَ مِنْ دَفْنِ الْمَيِّتِ وَقَفَّ عَلَيْهِ وَقَالَ : "اسْتَغْفِرُوا لِأَخِيكُمْ وَسَلُّوا لَهُ التَّيْبَتَ فَإِنَّهُ الْآنَ يَسْأَلُ"

ہوگا۔ (ابوداؤد)

رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ۔

**تخریج:** رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ فِي كِتَابِ الْجَنَائِزِ بَابِ الْاسْتِغْفَارِ عِنْدَ الْقَبْرِ لِلْمَيِّتِ فِي وَقْتِ الْانْصِرَافِ**اللَّغَاتُ:** اسألوا له التثبیت اللہ تعالیٰ سے اس کے لئے نکیرین کے سوال کے موقع پر ثابت قدمی کی دعا کرو۔**فوائد:** (۱) مستحب یہ ہے کہ دفن کے بعد قبر کے پاس میت کے لئے ثابت قدمی کی دعا کر لے۔ جبکہ فرشتے اس سے سوال کریں گے۔ مومن کو اللہ تعالیٰ جواب الہام فرما دیتے ہیں کہ وہ کہتا ہے کہ اللہ ربی الاسلام دینی محمد نبی مگر کافر اور منافق کہتا ہے ہائے ہائے مجھے معلوم نہیں۔ جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا۔ (۲) سوال نکیرین قبر میں برحق ہے۔

۹۴۷: وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: إِذَا دَفَنْتُمُونِي فَأَقِيمُوا حَوْلَ قَبْرِي قَدْرَ مَا تَنْحَرُ جَزُورٌ وَيَقْسِمُ لَحْمُهَا حَتَّى اسْتَأْنَسَ بِكُمْ وَأَعْلَمَ مَاذَا أُرَاجِعُ بِهِ رَسُولَ رَبِّي - رَوَاهُ مُسْلِمٌ -

۹۴۷: حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب تم مجھے دفن کر چکو تو میری قبر کے گرد اتنی دیر ٹھہرو جتنی دیر میں ایک اونٹ کو ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کیا جاتا ہے۔ تاکہ میں تم سے انس حاصل کروں اور جان لوں کہ اللہ کے قاصدوں کو کیا جواب دوں۔ (مسلم)

یہ حدیث تفصیل کے ساتھ گزری۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قبر کے پاس قرآن کا کچھ حصہ پڑھا جائے۔ یا سارا قرآن پڑھے تو مناسب ہے۔

وَقَدْ سَبَقَ بِطَوِيلِهِ قَالَ الشَّافِعِيُّ رَحِمَهُ اللَّهُ: وَيُسْتَحَبُّ أَنْ يُقْرَأَ عِنْدَهُ شَيْءٌ مِّنَ الْقُرْآنِ وَإِنْ خَتَمُوا الْقُرْآنَ كُلَّهُ كَانَ حَسَنًا۔

**تخریج:** رَوَاهُ مُسْلِمٌ فِي كِتَابِ الْإِيمَانِ بَابِ كَوْنِ الْإِسْلَامِ يَنْهَدِمُ مَا قَبْلَهُ وَكَذَلِكَ الصَّحْرَةُ وَالْفَتْحُ وَقَدْ تَقَدَّمَ رَقْمُ ۷۱۱**اللَّغَاتُ:** استأنس: میں انس حاصل کروں۔ اراجع: جواب دیتا ہوں۔**فوائد:** (۱) میت اپنے عزیز و اقارب کی دعا سے مانوس ہوتا ہے۔ جب وہ قبر کے قریب دعا کرتے ہیں۔**باب: میت کی طرف سے صدقہ کرنا****۱۶۲: بَابُ الصَّدَقَةِ عَنِ الْمَيِّتِ وَالِدُعَاءِ لَهُ**

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”وہ جو لوگ جو ان کے بعد آئے وہ کہتے ہیں: اے رب ہمارے ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو جنہوں نے ایمان میں ہم سے پہل کی۔“ (حشر)

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: هُوَ الَّذِينَ جَاءُوا مِن بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ: رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ ۖ {الحشر: ۱۰}

**حلی آیات:** من بعد ہم: تابعین۔ جو صحابہ کرام عجلوہ کے بعد آئے۔

۹۴۸: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے

۹۴۸: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ

رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: إِنَّ أُمِّي افْتَلَتْ نَفْسَهَا وَأَرَاهَا لَوْ تَكَلَّمْتُ تَصَدَّقْتُ، فَهَلْ لَنَا مِنْ أَجْرِ أَنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا؟ قَالَ: "نَعَمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی۔ ”بے شک میری والدہ اچانک وفات پاگئی میرا خیال ہے کہ اگر وہ بات کرتیں تو صدقہ کرتیں۔ کیا اس کو اجر ملے گا اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کر دوں؟ فرمایا ”ہاں“۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الجنائز، باب موت الفحاة و مسلم فی کتاب الزکوۃ باب وصول ثواب الصدقات للمیت الیہ

**اللغزات:** افلتت: جلدی سے روح کا نکلنا مراد اچانک موت ہے۔

**فوائد:** میت کی طرف سے صدقہ جائز ہے اور اس سے اس کو فائدہ پہنچتا ہے اور یہ بات اس ارشاد باری تعالیٰ کے خلاف نہیں۔ اَنْ لِّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی: کیونکہ آیت کفار کے متعلق ہے اور انسان کا لفظ یہاں عام ہے مگر مراد اس سے خاص ہے۔ بعض نے کہا کہ انسان کے لئے تو وہی ہے جو اس نے کوشش کی۔ اسی کا بدلہ دیا جائے گا۔ ہاتھی فضل کا معاملہ اس سے الگ ہے اللہ تعالیٰ عظمت و جلال والے اور گنہ کو معاف کرنے والے ہیں۔ شان فضل الگ ہے۔ اس سے نیکی کو کئی گنا بڑھا کر مومن کو وہ ثواب دیتے ہیں جو اس کے لئے دوسرے مسلمان بھائی کرتے ہیں اور اقارب جو صدقہ کرتے ہیں۔ جب والد اپنے بیٹے کے ظاہری وجود کا سبب ہے تو گویا لڑکے کا عمل خود اس کا عمل ہے اور اس کے اپنے فعل پر ثواب ملتا رہے گا۔ اس معنی کی تائید اس ارشاد نبوی ﷺ سے ہوتی ہے: ((اذا مات عمل آدم انقطع عمله.....)) یعنی ”موت کے بعد تین عمل جاری رہتے ہیں۔ (۱) صدقہ جاریہ (۲) نفع مند علم (۳) نیک وصالح بیٹا جو باپ کے لئے دعا کرتا ہے۔“

۹۴۹: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ: صَدَقَةٌ جَارِيَةٌ، أَوْ عِلْمٌ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٌ صَالِحٌ يَدْعُو لَهُ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۹۴۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کہا: ”جب کوئی انسان مر جاتا ہے تو اس کے سارے عمل منقطع ہو جاتے ہیں مگر تین: (۱) صدقہ جاریہ (۲) وہ علم جس سے فائدہ اٹھایا جا رہا ہو (۳) نیک لڑکا (اولاد) جو اس کے لئے دعا کرتا ہو“۔ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الوصیۃ، باب ما یلحق من الثواب للمیت بعد فاته

**اللغزات:** انقطع عمله: موت کی وجہ سے وہ مکلف نہ رہا اور عالم دنیا سے نکل کر وہ عالم برزخ میں داخل ہو گیا۔ پس اب عمل اور تکلیف کی اہلیت ہی نہیں رکھتا۔ صدقہ جاریہ: مسلسل قائم رہنے والا صدقہ۔

**فوائد:** (۱) ان تین کاموں سے میت کو ثواب پہنچتا ہے کیونکہ یہ اس کی وجہ سے ہو رہے ہیں۔ پس اس کے چلے جانے کے باوجود یہ اعمال زائل نہ ہوئے۔ (۲) ایسا عمل کرنا چاہئے جو موت کے بعد بھی باقی رہے۔ (۳) علم اور اس کا پھیلانا اور تعلیم دینا اتنا بڑا عمل ہے کہ موت کے بعد بھی قائم رہتا ہے۔



## ۱۶۳: بَابُ ثَنَاءِ النَّاسِ عَلَى الْمَيِّتِ

۹۵۰: عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: مَرُّوا بِجَنَازَةٍ فَأَثَرُوا عَلَيْهَا خَيْرًا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "وَجَبَتْ" ثُمَّ مَرُُّوا بِأُخْرَى فَأَثَرُوا عَلَيْهَا شَرًّا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "وَجَبَتْ" فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: مَا وَجَبَتْ؟ فَقَالَ: "هَذَا أُثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ خَيْرًا فَوَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ، وَهَذَا أُثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ شَرًّا فَوَجَبَتْ لَهُ النَّارُ، أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

## باب: لوگوں کا میت کی تعریف کرنا

۹۵۰: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں کا گزر ایک جنازے کے پاس سے ہوا۔ انہوں نے اس کی اچھی تعریف کی۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا: "واجب ہوگئی" پھر دوسرے جنازے کے پاس سے ان کا گزر ہوا۔ انہوں نے (لوگوں نے) اس کی بری تعریف کی۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا: "واجب ہوگئی" عمرو بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا چیز واجب ہوگئی؟ آپؐ نے فرمایا جس کی تم نے اچھی تعریف کی تو اس کے لئے جنت اور جس کی تم نے بری تعریف کی تو اس کے لئے جہنم واجب ہوئی تم زمین پر اللہ کے گواہ ہو۔ (بخاری، مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری کتاب الجنائز، باب ثناء الناس على الميت و مسلم فى كتاب الجنائز، باب فيمن يثنى عليه خير او شر من الموتى .

**الجنائز:** اثنوا عليه شر یہ مجاز مرسل ہے اور اس میں علاقہ تضاد ہے۔ شاید کہ وہ کھلافت یا بدعت میں مبتلا ہو کیونکہ تعریف تو خیر کے کام میں ہوتی ہے۔

**فوائد:** (۱) مخلص ایمان والوں کا تعریف کرنا اس بات کی گواہی ہے کہ اس کا باطن اچھا اور ظاہر حسین تھا۔ اگر واقعتاً بھی وہ ایسا ہو تو وہ جنتی ہے۔ (۲) اگر کسی کے متعلق خرابی کی گواہی دیں کہ اس کا اندر خراب اور ظاہر بدتر تھا تو یہ دلیل ہے کہ وہ جہنم والوں میں سے ہے کیونکہ سچے ایمان والے خواہشات کے پیچھے نہیں چلتے وہ اللہ کی زمین پر اللہ کے گواہ ہیں اور ان کی گفتگو سچی ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان کو صحیح بات کا الہام فرماتے ہیں۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ آپؐ ترکیہ و پاکیزگی میں انتہائی مقام کو پہنچنے والے ہیں۔ (۳) باقی فاسق و فاجر لوگوں کا کسی کے متعلق بھلائی کی گواہی دینا یا شر کی گواہی دینا ناقابل اعتبار ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد: (( اذكروا محاسن موتاكم وكفوا عن مساوئهم )) یہ ایمان والوں سے متعلق ہے۔ کافریا کھلے طور پر فسق کا ارتکاب کرنے والے لوگوں کے برے اعمال کا اس لئے تذکرہ کرنا کہ لوگ برے اعمال سے باز رہیں یہ حرام نہیں ہے۔

۹۵۱: ابوالاسود کہتے ہیں کہ میں مدینہ میں آیا تو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔ پس ان کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو لوگوں کی طرف سے اس کے متعلق اچھے کلمات کہے گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا واجب ہوگئی۔ پھر دوسرا جنازہ گزرا تو لوگوں نے اس کی بری تعریف کی۔ پس عمر رضی اللہ تعالیٰ

۹۵۱: وَعَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ قَالَ: قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَجَلَسْتُ إِلَى عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَمَرَّتْ بِهِمْ جَنَازَةٌ فَأَثْنَى عَلَى صَاحِبِهَا خَيْرًا فَقَالَ عُمَرُ: وَجَبَتْ، ثُمَّ مَرَّ بِأُخْرَى فَأَثْنَى عَلَى صَاحِبِهَا شَرًّا فَقَالَ عُمَرُ:

وَجَبْتُ، ثُمَّ مَرَّ بِالثَّالِثَةِ فَأَتَيْتِ عَلَى صَاحِبِهَا  
 شَرًّا فَقَالَ عُمَرُ: وَجَبْتُ، قَالَ أَبُو الْأَسْوَدِ:  
 فَقُلْتُ: وَمَا وَجَبْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ؟ قَالَ:  
 قُلْتُ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "أَيُّمَا مُسْلِمٍ شَهِدَ  
 لَهُ أَرْبَعَةٌ بِخَيْرٍ أَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ" فَقُلْنَا:  
 وَثَلَاثَةٌ؟ قَالَ: "وِثَلَاثَةٌ" فَقُلْنَا: وَاثْنَانِ؟ قَالَ:  
 "وَاثْنَانِ" ثُمَّ لَمْ نَسْأَلْهُ عَنِ الْوَاحِدِ - رَوَاهُ  
 الْبُخَارِيُّ۔

عنه نے کہا: واجب ہو گئی۔ پھر تیسرا جنازہ گزرا تو لوگوں نے اس کی  
 مذمت کی۔ پس عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: واجب ہو گئی۔ ابولاسود کہتے  
 ہیں میں نے کہا: اے امیر المؤمنین کیا چیز واجب ہوئی؟ فرمایا: میں  
 نے اسی طرح کہا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس مسلمان  
 کے متعلق چار آدمی بھلائی کی گواہی دیں۔ اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں  
 داخل فرما دیتے ہیں۔ پھر ہم نے کہا اور تین؟ تو فرمایا تین بھی۔ پھر ہم  
 نے کہا اور دو؟ تو فرمایا دو بھی۔ پھر ہم نے ایک کے متعلق سوال نہ  
 کیا۔ (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الجنائز، باب ثناء الناس علی المیت

الْمُتَخَاتَاتِ: وجیت جو اس کے متعلق کہا گیا واجب ہو گیا ثابت ہو گیا اور اس پر اچھے برے بدلے کا وہ حق دار بن گیا۔  
 فوائد: سابقہ فوائد ملاحظہ ہوں۔ (۱) علماء رحمہم اللہ نے فرمایا۔ مستحب یہ ہے کہ جس کے پاس سے گزرے اور وہ اس کے لئے دعا  
 کرے اور اچھی تعریف کرے جبکہ میت اس کی مستحق ہو اور اس کے دکھلاوا مقصود نہ ہو۔

### باب: اس شخص کی فضیلت جس کے

#### چھوٹے بچے فوت ہو جائیں

۹۵۲: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی  
 اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس مسلمان کے تین نابالغ بچے فوت ہو  
 جائیں تو اللہ تعالیٰ اس کو ان بچوں کی وجہ سے جنت میں داخل فرمائے  
 گا۔"۔ (بخاری، مسلم)

### ۱۶۴: بَابُ فَضْلِ مَنْ مَاتَ

#### لَهُ أَوْلَادٌ صِغَارٌ

۹۵۲: عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ  
 رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوتُ لَهُ  
 ثَلَاثَةٌ لَمْ يَتْلُغُوا الْحِنْتَ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ  
 بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ إِيَّاهُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الجنائز، باب فضل من مات له و لا فا حتسب و من حدیث انس رضی اللہ عنہ

مسلم فی کتاب البر و الصلة باب فضل من یموت له ولد فیحسبه من روایۃ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ

فوائد: جس کے چھوٹے بچے فوت ہوئے اور اس نے اس سے صبر کیا اور ثواب کی امید رکھی۔ تو جس طرح اس کی شفقت و مہربانی ان  
 بچوں پر زیادہ تھی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی اس پر رحم فرمائیں گے اور اپنے خصوصی فضل سے ان چھوٹے بچوں کے سبب ان کو جنت میں  
 داخل فرمائیں گے۔

۹۵۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی مومن کے تین بچے فوت ہو جائیں

۹۵۳: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:  
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَا يَمُوتُ لِأَحَدٍ مِّنْ

تو اس کو جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی۔ مگر صرف قسم پوری کرنے کے لئے۔ (بخاری، مسلم)

تَحِلَّةُ الْقَسَمِ : مراد اللہ تعالیٰ کا ارشاد : **وَإِنْ مِنْكُمْ**  
**الْأَوَارِدُهَا :**

وَرُوْدُ : پل صراط سے گزرنے کو کہتے ہیں۔ یہ پل جہنم پر رکھا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے عافیت میں رکھے۔

الْمُسْلِمِينَ ثَلَاثَةً مِنَ الْوَلَدِ لَا تَمْسُهُ النَّارُ إِلَّا تَحِلَّةُ الْقَسَمِ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

”وَتَحِلَّةُ الْقَسَمِ“ قَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى : ”وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا“ وَالْوَرُوْدُ : هُوَ الْعَبُورُ عَلَى الصِّرَاطِ ، وَهُوَ جِسْرٌ مَنصُوبٌ عَلَى ظَهْرِ جَهَنَّمَ عَافَاَنَا اللَّهُ مِنْهَا۔

تخریج : رواہ البخاری فی کتاب الجنائز باب فضل من مات له ولد فاحسب و مسلم فی کتاب البر والنسب باب فضل من سموت له ولد فی حنسیہ

اللَّحَائِثِ : تحلۃ القسم : یہ حلال الیسین کا مصدر ہے جب اس کا کفارہ ادا کر دے۔ مطلب یہ ہوا کہ آگ پر گزر ہوگا۔ تاکہ آیت میں وارد قسم ثابت ہو جائے۔ **وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا** الایۃ

فوائد : (۱) جس مومن کے تین چھوٹے بچے فوت ہو جائیں اور وہ صبر کرے اور ثواب کی امید رکھے اور اللہ تعالیٰ کے فیصلہ پر راضی ہو جائے تو اس کو آگ نہ چھوئے گی اور پل صراط عبور کرتے ہوئے جہنم کی لپٹ اس کو تکلیف نہ پہنچائے گی۔ اگر وہ اہل سعادت میں سے ہوگا تو ان کا گزر پل صراط سے پک جھپکنے میں ہو جائے گا۔

۹۵۴ : حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا : یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرد تو آپ کی باتیں لے گئے۔ پس آپ اپنی ذات کا ایک دن ہمارے لئے مقرر فرمادیں۔ جس میں آپ ہمیں تعلیم دیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو تعلیم دی۔ آپ نے فرمایا : تم فلاں فلاں دن جمع ہو جاؤ۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور ان کو وہ علم سکھایا جو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھایا تھا۔ پھر فرمایا : تم میں سے جس عورت کے تین بچے فوت ہو جائیں۔ وہ اس کے لئے آگ کے درمیان پردہ بن جائیں گے۔ ایک عورت نے عرض کیا : دو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اور دو بھی۔ (بخاری و مسلم)

۹۵۴ : وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : جَاءَتْ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ : يَا رَسُولَ اللَّهِ ذَهَبَ الرِّجَالُ بِحَدِيثِكَ فَاجْعَلْ لَنَا مِنْ نَفْسِكَ يَوْمًا نَأْتِيكَ فِيهِ نَعْلَمُنَا مِمَّا عَلَّمَكَ اللَّهُ . قَالَ : اجْتَمِعْنَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا“ فَاجْتَمِعْنَ ، فَاتَاهُنَّ النَّبِيُّ فَعَلَّمَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَهُ اللَّهُ ثُمَّ قَالَ : مَا مِنْكُمْ مِنْ امْرَأَةٍ تَقْدِمُ ثَلَاثَةً مِنَ الْوَلَدِ إِلَّا تَكُونُ لَهَا حِجَابًا مِنَ النَّارِ فَقَالَتْ امْرَأَةٌ : وَائِسِينَ ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ”وَائِسِينَ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

تخریج : رواہ البخاری فی کتاب الجنائز باب فضل من مات له ولد فاحسب و رواہ مسلم فی کتاب البر والنسب باب من سموت له ولد



اللَّحَائِثُ: فاجعل لنا: ہمارے مقرر کردہ۔ تقدم ثلاثه من الولد: ان کا دفن پہلے ہو چکا۔ ان کے مرنے کے بعد۔ ولد: پیدا ہونے والے کو کہتے ہیں خواہ بچہ ہو یا بچی دونوں میں بولا جاتا ہے۔

فوائد: علم کے متعلق عورت کا بھی حق ہے کیونکہ وہ بھی شرعاً مکلف ہے اور علم اس پر واجب ہے تاکہ اس علم سے وہ اپنی دینی اصلاح و درستگی کر کے معاشرے کا نیک اور فائدہ مند فرد بنے۔ (۲) آپ کی تواضع ملاحظہ ہو کہ عورت کی استدعا کو قبول فرمایا اور عورتوں کے متعلقہ امور میں آپ نے کسی قدر رغبت سے ان کو تعلیم دی۔ (۳) اس عورت کو جنت کی بشارت دی گئی جس کے دو یا تین بیٹے بیٹیاں نابالغ بیٹے بیٹیاں فوت ہو جائیں۔ (۴) عورت کو ایسی تعلیم دینا جو اس کے لئے فائدہ مند ہو اور فتنہ کے اسباب سے دور اور خالی ہو۔

۱۶۵: بَابُ الْبُكَاءِ وَالْخَوْفِ عِنْدَ

الْمُرُورِ بِقُبُورِ الظَّالِمِينَ

مَصَارِعِهِمْ وَأُظْهَرَ الْإِفْتِقَارَ إِلَى

اللَّهِ تَعَالَى وَالتَّحْذِيرَ مِنَ الْغَفْلَةِ

عَنْ ذَلِكَ

باب: ظالموں کی قبور اور ان کے تباہ شدہ  
مقامات سے گزرتے ہوئے رونے اور خوف کی

کیفیت اور اس سے غفلت میں مبتلا ہونے سے پرہیز کرنا

اور

اللہ تعالیٰ کی طرف احتیاج کا اظہار

۹۵۵: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو فرمایا: جب کہ وہ حجر کے مقام پر پہنچے۔ ”یہ قوم شہود کا علاقہ ہے۔“ تم ان معذب قوموں کے علاقوں میں داخل نہ ہو۔ مگر یہ کہ تم رو رہے ہو۔ اگر تم رونے والے نہ ہو تو ان پر مت داخل ہو۔ کہیں تم کو وہ عذاب نہ پہنچ جائے جو ان کو پہنچا۔ (بخاری و مسلم)

ایک روایت میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر مقام حجر سے ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ان لوگوں کے گھروں میں داخل نہ ہو۔ جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ مگر یہ کہ تم رونے والے ہو۔ پھر آپ نے سر ڈھانپ لیا اور اونٹنی کی رفتار کو تیز کر دیا۔ یہاں تک کہ وادی کو عبور کر لیا۔

۹۵۵: عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لِأَصْحَابِهِ - يَعْنِي لَمَّا وَصَلُوا الْحَجَرَ: دِيَارَ نَمُودَ - "لَا تَدْخُلُوا عَلَى هَؤُلَاءِ الْمُعَذِّبِينَ إِلَّا أَنْ تَكُونُوا بَاكِينَ" فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا بَاكِينَ فَلَا تَدْخُلُوا عَلَيْهِمْ لَا يُصِيبُكُمْ مَا أَصَابَهُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ: لَمَّا مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالْحَجْرِ قَالَ: "لَا تَدْخُلُوا مَسَاكِينَ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ أَنْ يُصِيبَكُمْ مَا أَصَابَهُمْ إِلَّا أَنْ تَكُونُوا بَاكِينَ" ثُمَّ قَنَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَأْسَهُ وَأَسْرَعَ السَّيْرَ حَتَّى أَجَازَ الْوَادِي.

تخریج: رواه البخاری فی کتاب الصلاة باب الصلاة فی مواضع الخوف العذاب و مسلم فی کتاب الزهد باب

لا تدخلوا مساكن الذين ظلموا انفسهم

اللَّخَّائِثُ: الحجر: شام و مدینہ کے درمیان قوم ثمود کا علاقہ جو صالح علیہ السلام کی قوم تھی۔ یہ اھ کی بات ہے کہ جب آپ غزوہ تبوک کی طرف تشریف لے گئے تو وہاں سے گزر ہوا۔ قنع رأسہ: آپ نے سر ڈھانپ لیا۔ جاز الوادی: وادی کو طے کیا اور عبور کیا۔ فوائد: انسان کا گزر جب کسی کافر قوم کے علاقہ میں سے ہو۔ جن پر عذاب الہی اترتا ہو تو جلد سے اس مقام کو عبور کر لینا چاہئے اور اپنے دل میں یہ سوچ و فکر ہو کہ جو عذاب ان پر اتر اکھیں مجھ پر نہ اتر پڑے۔ اس وقت اس کی کیفیت رونے والی ہونی چاہئے۔ اگر ہم ان کے اس انجام کو سوچ کر گزرتے ہوئے رونے کی کیفیت ظاہر نہ کریں گے تو گویا ہم فساد قلب اور اعمال میں ان کے ساتھ مشابہت اختیار والے ہوں گے۔ یہی وجہ ہے کہ ظالموں کے ساتھ رہنے بیٹھنے اور کھانے پینے کی ممانعت کر دی گئی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَا تَرْكَبُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَمَا تَمْسِكُمُ النَّارُ﴾ "ظالموں کی طرف مت جھکاؤ اختیار کرو ورنہ تمہیں آگ چھو لے گی"۔

باب: جمعرات کے دن نکلنا مستحب ہے

اور سفر بھی دن کے شروع میں کرنا

۹۵۶: حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک کے لئے جمعرات کے دن روانہ ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جمعرات کے دن ہی سفر پسند فرمانے لگے۔ (بخاری، مسلم)

بخاری و مسلم کی روایت میں ہے کہ بہت کم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعرات کے علاوہ کسی اور دن میں سفر فرماتے۔

۱۶۶: بَابُ اسْتِحْبَابِ الْخُرُوجِ

يَوْمَ الْخَمِيسِ وَاسْتِحْبَابِهِ أَوَّلَ النَّهَارِ

۹۵۶: وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ خَرَجَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ يَوْمَ الْخَمِيسِ، وَكَانَ يُحِبُّ أَنْ يَخْرُجَ يَوْمَ الْخَمِيسِ - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَفِي رِوَايَةٍ فِي الصَّحِيحَيْنِ، لَقَلَّمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَخْرُجُ إِلَّا فِي يَوْمِ الْخَمِيسِ۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الجہاد، باب من ارادہ غزوۃ فوری بغيرھا۔

فوائد: جمعرات کو سفر مستحب ہے خواہ سفر جہاد ہو یا کوئی دوسرا سفر۔

۹۵۷: حضرت صخر بن وداعة الغامدي صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی: "کہ اے اللہ! میری امت کے صبح سویرے میں برکت عنایت فرما۔" جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی چھوٹے لشکر یا بڑے لشکر کو بھیجتے تو ان کو دن کے پہلے صبح میں روانہ فرماتے۔ یہ حضرت صخر تاجر تھے۔ یہ بھی اپنے مال تجارت کو دن کے پہلے صبح میں بیچتے۔ (اس کی برکت سے) مالدار ہو گئے اور ان کا مال بہت بڑھ گیا۔ (ابوداؤد ترمذی)

یہ حدیث حسن ہے۔

۹۵۷: وَعَنْ صَخْرِ ابْنِ وَدَاعَةَ الْغَامِذِيِّ الصَّحَابِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِأُمَّتِيْ فِيْ بُكُورِهَا" وَكَانَ إِذَا بَعَثَ سَرِيَّةً أَوْ جَيْشًا بَعَثَهُمْ مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ - وَكَانَ صَخْرٌ تَاجِرًا، وَكَانَ يَبْعَثُ تِجَارَتَهُ أَوَّلَ النَّهَارِ فَاتَّوَلَّى وَكَثُرَ مَالُهُ - رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی کتاب الجہاد، باب الابتکار فی السفر، و الترمذی فی ابواب البیوع باب ما جاء فی التکبیر فی التجارۃ

**اللَّغَاتُ:** بَارَك: اس میں برکت عنایت فرما۔ برکت اضافہ اور نمو کو کہتے ہیں۔ بکودھا: جمع ہے، مصدر بکر ہے۔ شروع دن میں سفر کرنا۔ البکرہ: یہ غدوہ کی طرح ہے۔ دن کی ابتداء میں جانا۔ سریۃ: لشکر کا حصہ۔ فائری مالدار ہونا **فَوَافِدُ:** (۱) مستحب یہ ہے کہ صبح سویرے سفر کے لئے جائے خواہ جمعرات ہو یا کوئی دوسرا دن۔ (۲) صبح جلدی جانے اور دن کے پہلے حصہ سے تجارت اور کاروبار میں فائدہ حاصل کرنے کا حکم دیا گیا۔ اس طرح دیگر تمام مصالح کو بھی صبح کے وقت میں حاصل کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ (۳) دن کی ابتداء میں کام میں چستی رہتی ہے اور کام جلد سمٹتا اور زیادہ مقدار میں نفع اور چیز میسر آتی ہیں اور اس وقت میں برکت میسر ہوتی ہے۔

باب: رفقاء سفر کا تلاش کرنا

اور اپنے میں سے ایک کو امیر سفر مقرر کرنے کا استحباب

۹۵۸: حضرت بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اگر لوگ اکیلے سفر کرنے کا نقصان اتنا جان لیتے جتنا میں جانتا ہوں کبھی کوئی سوار رات کو اکیلا سفر نہ کرتا۔ (بخاری)

۱۶۷: بَابُ اسْتِحْبَابِ طَلَبِ الرُّفْقَةِ وَ

تَأْمِيرِهِمْ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَاحِدًا يُطِيعُونَهُ  
۹۵۸: عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ:  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”لَوْ أَنَّ النَّاسَ يَعْلَمُونَ  
مِنَ الْوَحْدَةِ مَا أَعْلَمُ مَا سَارَ رَاكِبٌ بِلَيْلٍ  
وَحْدَةً“ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الجہاد، باب السير وحده۔

**اللَّغَاتُ:** الوحده: اکیلا سفر کرنا۔ ما اعلم: جو نقصان اس کا جانتا ہو۔ یہ انداز تعبیر اکیلے سفر سے روکنے کیلئے اختیار فرمایا۔ راکب: مسافر اگرچہ پیدل ہی ہو۔ راکب سے تعبیر اس لئے فرمائی کیونکہ مسافر عام طور پر سواری کے ساتھ ہوتا ہے۔ بلبل: رات سے مقید اس لئے کیا کیونکہ اس میں ضرر اور بڑھ جاتا ہے۔ ایک طرف رات اور دوسرا اندھیرا نہ مراد مطلقاً سفر ہے۔

**فَوَافِدُ:** (۱) ساتھیوں کے بغیر اکیلا سفر کرنا مکروہ ہے۔ اس کی حکمت اس قدر ظاہر اور واضح ہے کہ معمولی عقل والا بھی ادنیٰ غور سے جان سکتا ہے۔ خاص کر وہ آدمی جس کو سفر سے واسطہ پڑتا رہتا ہو۔ (۲) اکیلے سفر میں دینی و دنیوی نقصانات ہیں۔ مثلاً جماعت کی نماز سے محرومی، خطرات و وحشت پر اپنے آپ کو پیش کرنا، دوست و غم خوار کا فقدان وغیرہ۔

۹۵۹: حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اکیلا سوار ایک شیطان ہے اور دو سوار دو شیطان ہیں اور تین سوار ایک قافلہ ہے۔ (ابوداؤد ترمذی نسائی نے صحیح

۹۵۹: وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ  
جَدِّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
ﷺ: ”الرَّايِكُ شَيْطَانٌ، وَالرَّايِكَانِ شَيْطَانَانِ  
، وَالثَّلَاثَةُ رَكْبٌ“ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ،



وَالنَّسَائِيُّ بِإِسْنَادٍ صَحِيحَةٍ ، وَ قَالَ سُنَدُوهٖ سَ رَوَايَتُ كِيَا هٖ ۔  
الترمذی : حَدِيثٌ حَسَنٌ ۔  
ترمذی نے کہا یہ روایت حسن ہے ۔

**تخریج :** رواہ ابو داؤد فی کتاب الجہاد باب الرجل یسافر وحده ، و الترمذی والنسائی فی الکبیری  
اللغزات : جدہ : ان کے والد کے دادا اور ان کا نام عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ ہے ۔ شیطان اس کا ساتھی بن کر اس کو اغواء  
کرتا ہے ۔ رکب : اصلاً اس جماعت میں بولا جاتا ہے جو اونٹوں پر سواری کرے ۔ بعد میں ہر مسافر جماعت پر بولا جانے لگا ۔  
**فوائد :** (۱) سفر کے ساتھی کم از کم تین ہونے چاہئیں اور نفرت اس سے دلائی گئی ہے جو اس سے کم ہوں کیونکہ شرعی مصلحت تین سے  
پوری ہو جاتی ہے ، فساد و بگاڑ رفع ہو جاتا ہے اور بسا اوقات دو میں سے ایک کو تکلیف پہنچ جاتی ہے تو دوسرا پھر اکیلا رہ جاتا ہے ۔

۹۶۰ : وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَابْنِ هُرَيْرَةَ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَا : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : إِذَا  
خَرَجَ فِي سَفَرٍ فَلْيُؤَمِّرُوا أَحَدَهُمْ حَدِيثٌ  
حَسَنٌ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ ۔  
۹۶۰ : حضرت ابو سعید اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ” جب تین آدمی سفر پر جائیں تو  
ایک کو وہ امیر بنالیں ۔ “ حدیث حسن ہے ۔  
ابوداؤد نے احسن سند سے روایت کی ہے ۔

**تخریج :** رواہ ابو داؤد فی کتاب الجہاد باب فی القوم یسافرون یؤمرون احدهم  
**فوائد :** مسافروں میں ایک کو اپنا امیر بنالینا مستحب ہے ۔ تمام سفر کے معاملات میں اس کی اتباع کریں ۔ زیادہ مناسب یہ ہے کہ وہ  
امیر سمجھے بوجہ احتیاط اور حالات سفر کے متعلق اطلاع میں سب سے فائق ہو ۔ علامہ حاوردی نے الحاوی میں فرمایا کہ یہ واجب ہے ۔

۹۶۱ : وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ  
النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : ” خَيْرُ الصَّحَابَةِ أَرْبَعَةٌ وَخَيْرُ  
السَّرَايَا أَرْبَعُ مِائَةٍ ، وَخَيْرُ الْجُيُوشِ أَرْبَعَةُ  
آلَافٍ ، وَلَنْ يُغْلَبَ اثْنَا عَشَرَ أَلْفًا مِنْ قَلَّةٍ “  
رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ : حَدِيثٌ  
حَسَنٌ ۔  
۹۶۱ : حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی  
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ” بہترین ساتھی چار ہیں ، بہترین  
چھوہ ، لشکر چار سو کا ہے ، بہترین بڑا لشکر چار ہزار کا ہے اور بارہ ہزار کا  
لشکر محض تعداد کی کمی سے ہرگز مغلوب نہ ہوگا ۔ “ (ابوداؤد)  
ترمذی نے کہا حدیث احسن ہے ۔

**تخریج :** رواہ ابو داؤد فی کتاب الجہاد باب فیما یسحب من الجیوش و الرفقاء و السرای و الترمذی فی ابواب  
النسیر باب ما جاء فی السرایا

اللغزات : الصابہ : جمع صاحب یا یہ اسم ہے جو صاحب سے بنا ہے بمعنی صحبت استعمال ہوتا ہے ۔ جیسا اس ارشاد میں آیا ہے ۔  
من احق الناس بحسن صحابتی ۔ یہاں صحابہ بمعنی صحبت ہے ۔ من قلة : قلت تعداد کے سبب و باعث ۔  
**فوائد :** (۱) رفقاء چار سفر کریں یہ سب سے زیادہ مناسب ہے ۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ ان کو ایک دوسرے سے مختلف ضروریات

میں مشورہ کی ضرورت ہوگی جو چار سے زیادہ پوری ہو سکتی ہے اور اس طرح ان کو تعاون علی الخیر بھی میسر ہو جائے گا۔ (۲) جب مسلمانوں کی تعداد بارہ ہزار ہو پھر بھی شکست کھا جائیں تو یہ شکست تعداد میں کمی کے باعث نہیں بلکہ دیگر اسباب کی بناء پر ہوگی۔

۱۶۸: بَابُ آدَابِ السَّيْرِ وَالنُّزُولِ  
وَالْمُبِيتِ وَالنَّوْمِ فِي السَّفَرِ  
وَأَسْتِحْبَابِ السَّرَايِ وَالرَّفْقِ  
بِالدَّوَابِّ وَمُرَاعَاةِ مَصْلَحَتِهَا  
وَجَوَازِ الْإِرْدَافِ عَلَى الدَّآبَةِ إِذَا  
كَانَتْ تُطِيقُ وَأَمْرٍ مِنْ قَصْرِ فِي  
حَقِّهَا بِالْقِيَامِ بِحَقِّهَا

باب: سفر میں چلنے، سستانے، رات گزارنے اور سفر میں  
سونے کے آداب اور رات کو چلنے اور جانوروں کے ساتھ  
نرمی کرنے اور ان کے آرام و راحت کا خیال رکھنے کا  
استحباب اور

جب جانور میں طاقت ہو تو پیچھے سواری بٹھالینے کا جواز  
اور

اس کا معاملہ جو جانور کے حقوق میں کوتاہی کرے

۹۶۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم خوشحالی کے زمانے میں سفر کرو تو  
اونٹ کو زمین میں چلنے کا موقع دو اور جب خشک سالی میں سفر کرو تو  
اس پر تیزی سے سفر کرو اور اس کا گودہ ختم ہونے سے پہلے منزل تک  
پہنچنے میں جلدی کرو اور جب تم رات کو ٹھہرو تو راستے سے ہٹ کر  
ٹھہرو۔ کیونکہ وہ جانوروں کے راستے ہیں اور رات کیڑوں مکوڑوں کا  
ٹھکانہ ہے۔ (مسلم)

أَعْطُوا الْإِبِلَ حَظَّهَا: چلنے میں اس کے ساتھ نرمی کرو۔ تاکہ سفر  
کے دوران چرسکے۔

نَقِيهَا: مغز اور گودہ پہ نون کے ساتھ ورق کے سکون اور اس  
کے بعد یا کے ساتھ ہے۔

مفہوم ان کا یہ ہے کہ ان کو تیز لے جاؤ تاکہ تم منزل تک ان کا  
گودہ ختم ہونے سے پہلے وہاں پہنچ جاؤ جو کہ راستے میں تنگی کی وجہ سے  
ختم ہوتا ہے۔

تَغْرِيسُ: رات کو پڑاؤ ڈالنے اور آرام کرنے کو کہتے ہیں۔

۹۶۲: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”إِذَا سَافَرْتُمْ فِي  
الْخِصْبِ فَأَعْطُوا الْإِبِلَ حَظَّهَا مِنَ الْأَرْضِ  
وَإِذَا سَافَرْتُمْ فِي الْجَدْبِ فَاسْرِعُوا عَلَيْهَا  
السَّيْرَ وَبَادِرُوا بِهَا نَقِيهَا“ وَإِذَا عَرَسْتُمْ  
فَاجْتَبُوا الطَّرِيقَ فَإِنَّهَا طُرُقُ الدَّوَابِّ وَمَاوَى  
الْهُوَامِ بِاللَّيْلِ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

مَعْنَى ”أَعْطُوا الْإِبِلَ حَظَّهَا مِنَ الْأَرْضِ“  
أَيِ ارْفَقُوا بِهَا فِي السَّيْرِ لَتَرْغَى فِي حَالِ  
سَيْرِهَا۔ وَقَوْلُهُ ”نَقِيهَا“ هُوَ يَكْسِرُ التُّونَ  
وَأَسْكَانَ الْقَافِ وَبِالْيَاءِ الْمَثَنَاءِ مِنْ تَحْتِ  
وَهُوَ: الْمَخْ، مَعْنَاهُ اسْرِعُوا بِهَا حَتَّى تَصِلُوا  
الْمَقْصِدَ قَبْلَ أَنْ يَذْهَبَ مَخْهَا مِنْ صَنْكِ  
السَّيْرِ۔

”وَالْتَغْرِيسُ“ النَّزُولُ فِي اللَّيْلِ۔

**اللَّعْنَاتُ:** الخصب: اسم مصدر ہے۔ یہ اخصب المسکان سے بنا ہے۔ جب گھاس پیدا ہو۔ حظها: اس کا حصہ۔ الجذب: خشکی۔ المحل: بارش کا نہ برسا اور زمین کا خشک ہونا۔ فاجتنبوا الطريق: راستہ میں مت اترو۔ اس سے ایک طرف ہو کر اترو۔ ماوی الہوام: کیرے مکڑوں کی پنگاہ گاہ مثلاً سانپ، بچھو وغیرہ اور اس میں رہائش پذیر ہوتے ہیں۔

**فوائد:** (۱) حیوانات سے نرمی برتنی چاہئے اور یہ اس طرح ممکن ہے کہ ان کو پورا چارہ دیا جائے۔ جبکہ گھاس اور کھجوریں اس میں نظر آئیں۔ (۲) جہاں ان کے چرنے کی گھاس نہ ہو وہاں ان کو زیادہ دیر نہ ٹھہرایا جائے۔ (۳) وحشت ناک مقامات سے بچنا اور پرہیز کرنا چاہئے اور اسی طرح خطرے کے مقامات کو نہ جھانکنا چاہئے۔

۹۶۳: وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا كَانَ فِي سَفَرٍ فَعَرَسَ بِلَيْلٍ اضْطَجَعَ عَلَى يَمِينِهِ وَإِذَا عَرَسَ قُبِلَ الصُّبْحَ نَصَبَ ذِرَاعَهُ وَوَضَعَ رَأْسَهُ عَلَى كَفِّهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
۹۶۳: حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر میں ہوتے اور کسی جگہ رات کو ٹھہرتے وہی کروٹ پر لیٹتے اور جب صبح سے تھوڑی دیر پہلے ٹھہرتے تو اپنا دایاں بازو کھڑا کر لیتے اور اپنا سر مبارک ہتھیلی پر رکھ لیتے۔ (مسلم)

قَالَ الْعُلَمَاءُ: إِنَّمَا نَصَبَ ذِرَاعَهُ لِئَلَّا يَسْتَغْرِقَ فِي النَّوْمِ فَتَفُوتَ صَلَاةُ الصُّبْحِ عَنْ وَقْتِهَا أَوْ عَنْ أَوَّلِ وَقْتِهَا۔  
علماء نے فرمایا کہ بازو کو کھڑا کرنا یعنی صرا ز کرنا اس لئے تھا تاکہ دین میں استغراق نہ ہو۔ جس سے صبح کی نماز اپنے وقت یا اصل وقت سے رہ جائے۔

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب المساجد باب قضاء الصلاة الغائبة واستحباب تعجيل قضاءها۔

**اللَّعْنَاتُ:** نصب ذراعہ: اپنا ہاتھ پھیلا یا۔

**فوائد:** دائیں پہلو سونا مستحب ہے کیونکہ یہ شرافت والی جانب ہے اور نیند سے قبل سونے کی ضرورت پیش آئے تو نماز کے لئے احتیاط اس میں ہے کہ دائیں پہلو سوئے۔ (۲) نماز کا وقت داخل ہونے سے پہلے سونا جائز ہے۔ اس کے بعد جائز نہیں۔ اگر وقت نکلنے سے قبل جاگنے کی توقع نہ ہو۔ البتہ نیند کا شدید غلبہ ہو تو سو سکتا ہے۔

۹۶۴: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "عَلَيْكُمْ بِالذُّلْجَةِ، فَإِنَّ الْأَرْضَ تُطَوَّى بِاللَّيْلِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ۔  
۹۶۴: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم رات کو سفر کرو اس لئے کہ زمین رات کو لپیٹ دی جاتی ہے"۔ (ابوداؤد)

الذُّلْجَةُ: رات کو سفر کرنا۔

"الذُّلْجَةُ" السَّيْرُ فِي اللَّيْلِ۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی کتاب الجہاد باب فی الریحة۔



اللِّغَاطَاتِ: علیکم: یہ اسم فعل ہے۔ اس کا معنی الزوموا ہے۔ تطوی: یہ طویل مسافت کو طے کرنے کے لئے مجاز استعمال کیا گیا کیونکہ چوپائے رات کی ٹھنڈک سے خوب چست ہو کر چلتے ہیں۔

فوائد: (۱) سفر میں رات کو چلنا مستحب ہے خصوصاً جبکہ رات کا پچھلا حصہ ہو۔ اس لئے کہ یہ مسافت کو طے کرنے اور جسم کی چستی کے لئے خوب مددگار وقت ہے۔

۹۶۵: وَعَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُسَيْنِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّاسُ إِذَا فَرَلُوا مَنْزِلًا تَفَرَّقُوا فِي الشَّعَابِ وَالْأَوْدِيَةِ - فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِنَّ تَفَرُّقَكُمْ فِي هَذِهِ الشَّعَابِ وَالْأَوْدِيَةِ إِنَّمَا ذَلِكُمْ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَلَمْ يَنْزِلُوا بَعْدَ ذَلِكَ مَنْزِلًا إِلَّا انْضَمَّ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

۹۶۵: حضرت ابو ثعلبہ خُسنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب لوگ کسی مقام پر اترتے ہیں تو وہ گھاٹیوں اور وادیوں میں بکھر جاتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تمہارا یہ وادیوں اور گھاٹیوں میں بکھرنا شیطان کی شرارت ہے۔“

اس کے بعد جس مقام پر بھی اترے تو ایک دوسرے کے ساتھ مل کر رہے۔ (ابوداؤد)

صحیح سند کے ساتھ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الجہاد، باب ما یؤمر من انضمام العسکر و سعتہ۔

اللِّغَاطَاتِ: منزلاً: سفر میں اترنے کی جگہ۔ الشعاب: جمع شعب کی پہاڑی راستہ۔ من الشیطان: شیطان کے اغواء اور دوسرے اندازی ہی سے۔

فوائد: (۱) سفر میں منفرد اور الگ مقام پر ٹھہرنا مکروہ ہے۔ (۲) سفر میں جمع ہونا مستحب ہے تاکہ تعاون و انیسیت زیادہ ہو۔ اس لئے کہ سفر خود ایک مستقل سامان وحشت ہے جو پہلے سے موجود ہے۔

۹۶۶: وَعَنْ سَهْلِ بْنِ عَمْرٍو - وَقِيلَ سَهْلٍ بْنُ الرَّبِيعِ بْنِ عَمْرٍو الْأَنْصَارِيُّ الْمَعْرُوفُ بِابْنِ الْحَنْظَلِيَّةِ، وَهُوَ مِنْ أَهْلِ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِبَعِيرٍ قَدْ لَحِقَ ظَهْرُهُ بِطَنْهِ فَقَالَ: اتَّقُوا اللَّهَ فِي هَذِهِ الْبَهَائِمِ الْمُعْجَمَةِ فَارْكَبُوهَا صَالِحَةً وَكُلُّوهَا صَالِحَةً رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ۔

۹۶۶: حضرت سہل بن عمرو اور بعض نے سہل بن الربیع بن عمرو انصاری جو ابن الحنظلہ کے نام سے مشہور تھے اور وہ بیت رضوان والوں میں سے ہیں (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا گزر ایک ایسے اونٹ کے پاس سے ہوا جس کی پشت پیٹھ سے لگی ہوئی تھی۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم ان بے زبان جانوروں کے بارے میں اللہ سے ڈرو اور ان پر سواری کرو اس حال میں کہ یہ ٹھیک ہوں اور ان کا گوشت کھاؤ۔ اس حال میں کہ یہ تندرست ہوں۔ ابو داؤد صحیح سند کے ساتھ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الجہاد، باب ما یؤمر بہ من القیام علی الدواب و البہائم

**اللَّحَائِثُ:** بیعت الرضوان: حدیبیہ کے مقام پر درخت کے نیچے ہونے والی بیعت۔ اسی کے متعلق ارشادِ ربانی ہے: ﴿لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ﴾..... الابیہ۔ بعیر: اونٹ، مذکر و مونث دونوں پر بولا جاتا ہے۔ العجمة: جو بات نہ کر سکتے ہوں کہ اپنے دکھ ذکر کر سکیں۔ صالحة: جبکہ سواری کے لئے مناسب ہوں اور گوشت کھانے کے لئے بھی مناسب ہوں۔ لحق: ظہرہ ببطنہ: اس کی پشت پیٹ سے مل گئی یہ انتہائی کمزوری سے کنایہ ہے۔

**فوائد:** (۱) حیوانات اور چوپایوں سے نرمی اور ان کو تنگ نہ کرنے کی تاکید کیونکہ وہ تکلیف زدہ تو ہوتے ہیں مگر اپنا دکھ بیان نہیں کر سکتے۔ (۲) اموال کی حفاظت و نگرانی کرتے رہنا چاہئے اور اس کو تلف و ضائع ہونے سے بچانا ضروری ہے۔

۹۶۷: حضرت ابو جعفر عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے پیچھے سواری پر بٹھالیا اور میرے ساتھ رازداری سے ایک بات کی۔ جو میں لوگوں میں سے کسی سے بیان نہیں کرتا، رسول اللہ ﷺ کو اپنی قضائے حاجت کے لئے کسی بلند چیز یا کھجور کے جھنڈ سے پردہ کرنا سب سے زیادہ پسند تھا۔ مسلم نے اس کو مختصر روایت کیا ہے۔ اس طرح روایت کیا ہے علامہ برقانی سے مسلم کی روایت میں حائش نخلی کے لفظ قدخل حدیث کے آخر تک یہ الفاظ نقل کئے۔ پھر آپ انصاری کے باغ میں داخل ہو گئے۔ جس میں ایک اونٹ تھا۔ جب اس اونٹ نے رسول اکرم ﷺ کو دیکھا تو گزر گیا اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے۔ نبی اکرم ﷺ اس کے پاس تشریف لائے اور اس کی کوہان اور کان کے پچھلے حصے پر ہاتھ پھیرا تو وہ پرسکون ہو گیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ یہ اونٹ کس کا ہے اسی وقت ایک انصاری نوجوان آیا۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ میرا اونٹ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس جانور کے بارے میں جس کا اللہ نے تجھے مالک بنایا ہے۔ کیا تو اللہ سے نہیں ڈرتا؟ وہ مجھے شکایت کر رہا ہے کہ تو اس کو بھوکا رکھتا ہے اور اس کو تھکاتا ہے۔ ابو داؤد نے برقانی جیسی روایت کی ہے۔

”ذفرأه“: یہ لفظ ذال کے کثرہ اور فا کے سکون کے ساتھ ہے۔ یہ لفظ مفرد و مونث ہے۔

۹۶۷: وَعَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: ارْدَفَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ خَلْفَهُ وَأَسَرَ إِلَيَّ حَدِيثًا لَا أُحَدِّثُ بِهِ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ، وَكَانَ أَحَبَّ مَا اسْتَرَبَّهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِحَاجَتِهِ هَذَفٌ أَوْ حَائِشٌ نَخْلٍ - يَعْنِي حَائِطٌ نَخْلٍ - رَوَاهُ مُسْلِمٌ هَكَذَا مُخْتَصِرًا، وَزَادَ فِيهِ الْبَرْقَانِيُّ بِإِسْنَادٍ مُسْلِمٍ هَذَا بَعْدَ قَوْلِهِ: حَائِشٌ نَخْلٍ - فَدَخَلَ حَائِطًا لِرَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَإِذَا فِيهِ جَمَلٌ، فَلَمَّا رَأَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ جَرُحَرًا وَذَرَفَتْ عَيْنَاهُ، فَأَتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ فَمَسَحَ سَرَاتَهُ - أَيْ سَنَامَهُ - وَذَفَرَاهُ فَسَكَنَ، فَقَالَ: ”مَنْ رَبُّ هَذَا الْجَمَلِ؟ لِمَنْ هَذَا الْجَمَلُ؟“ فَجَاءَ فَنِي مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ: هَذَا لِي يَا رَسُولَ اللَّهِ - قَالَ: ”أَفَلَا تَتَّقِي اللَّهَ فِي هَذِهِ الْبَهِيمَةِ الَّتِي مَلَكَكَ اللَّهُ إِيَّاهَا؟ فَإِنَّهُ يَشْكُرُ إِلَى أُنْكَ تُجِيعُهُ وَتُدْنِبُهُ“ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ كَرَّرَ آيَةَ الْبَرْقَانِيِّ -

قَوْلُهُ ”ذَفَرَاهُ“ هُوَ بِكَسْرِ الذَّالِ الْمُعْجَمَةِ وَاسْكَانِ الْفَاءِ، وَهُوَ لَفْظٌ مُفْرَدٌ مُؤَنَّثٌ -

قَالَ أَهْلُ اللُّغَةِ : الدَّفْرَى : الْمَوْضِعُ الَّذِي يَعْرِقُ مِنَ الْبُعِيرِ خَلْفَ الْأُذُنِ - وَقَوْلُهُ "تَذْنِبُهُ" أَيُ تَتَبَعُهُ - اہل لغت نے کہا کہ یہ اذت کے کان کے اس حصے کو کہتے ہیں جہاں پر اس کو پسینہ آتا ہے۔  
تَذْنِبُهُ: تھکا دینا۔

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الطہارة باب ما یستر بہ نقضاء و الحاجة و ابو داؤد فی کتاب الجہاد باب ما یؤمر من انقیام علی الذنوب و البہائم۔

**اللُّغَاتُ:** ارد فنی: مجھے پیچھے سوار کیا۔ لا اذت بہ ظاہر یہ ہے کہ یہ عام شریعت کے احکام سے متعلق نہیں۔ ورنہ اس کا چھپانا جائز نہیں۔ لحاجة: اس کے پورا کرنے کے وقت۔ مصرف: ہر بلند چیز۔ الحائط: باغ۔ البرقانی: امام حافظ فقیہ محدث ادیب صالح ابو بکر احمد بن احمد بن غالب البرقانی الحواری۔ جرجر جلق میں آواز کا لوٹنا۔ ذرفت: آنسو بہنا۔ سرء: تھ: ہر چیز کی پشت اور اس کا بلند حصہ۔ رب الحمل: اونٹ والا۔

**فوائد:** (۱) اونٹ پر پیچھے دوسرے آدمی کو بٹھانا جائز ہے جبکہ وہ مضبوط و توانا ہو۔ (۲) جانور اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں اس نعمت کا شکریہ ہے کہ ان کو خوب چارا کھلایا جائے اور ان سے نرمی برتی جائے۔ (۳) حیوانات کا آپ ﷺ سے کلام اور ان کی بات کو سمجھنا آپ کا معجزہ ہے۔ (۴) مخلوقات کی وقفا و تقار رہنمائی کرتے رہنا چاہئے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوقات کے ساتھ اچھائی و بہتری والا معاملہ کریں۔

۹۶۸: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا إِذَا نَزَلْنَا مِنْزِلًا لَا نُسَبِّحُ حَتَّى نَحِلَّ الرِّحَالَ - رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ - وَقَوْلُهُ "لَا نُسَبِّحُ" أَيُ لَا نُصَلِّي الْبَاقِلَةَ وَمَعْنَاهُ أَنَّا مَعَ جَرِّصِنَا عَلَى الصَّلَاةِ - لَا نُقَدِّمُهَا عَلَى حِطِّ الرِّحَالِ وَرَاحَةِ الدَّوَابِّ - ۹۶۸: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جب کسی مقام پر تو ہم اس وقت تک نفل نماز نہ پڑھتے جب تک اونٹوں کے پالان نہ اتار لیتے۔ ابو داؤد اپنی سند اور شرط مسلم کے ساتھ بیان کیا۔  
لَا نُسَبِّحُ: ہم نفل نماز ادا نہ کرتے۔ مطلب یہ ہے کہ نماز کا اتنا شوق رکھنے کے باوجود ہم اس کو کچھوں اور جانوروں کو آرام پہنچانے پر مقدم نہ کرتے۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی کتاب الجہاد باب فی نزول السنان۔  
**اللُّغَاتُ:** نحل الرحال: جانور کی پشت سے کجاہ اتارنا۔ الرحال جمع رحل ہے اور اصل میں سفر کے لئے جو اسباب تیار کئے جاتے ہیں۔ ان تمام پر اس کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ مثلاً سواری وغیرہ۔  
**فوائد:** (۱) جانوروں کو آرام پہنچانا مستحب ہے اور آرام کے مواقع میں سامان کو ان سے اتار لینا چاہئے۔ لدا سوار ہونے میں مشقت۔ جو مناسب نہیں۔ (۲) سفر میں نوافل مستحب ہیں۔

باب: رفیق سفر کی معاونت

اس سلسلہ میں بہت سی احادیث پہلے گزر چکی ہیں

۱۶۹: بَابُ إِعَانَةِ الرَّفِيقِ

فِي الْبَابِ أَحَادِيثُ كَثِيرَةٌ تَقَدَّمَتْ كَحَدِيثِ



مثلاً وَاللّٰهُ فِيْ عَوْنِ الْعَبْدِ (الحديث) اور حدیث ”ہر نیکی صدقہ

ہے۔“

اور اسی طرح دیگر روایات۔

۹۶۹: حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر میں تھے جبکہ ایک سوار آیا اور دائیں بائیں اپنی نگاہ پھیرنے لگا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس کے پاس زائد سواری ہو وہ اس شخص کو دے دے جس کے پاس سواری نہیں۔ جس کے پاس بچا ہوا سفر خرچ ہے وہ اس کو دے دے جس کے پاس سفر خرچ نہیں۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال کی کئی قسموں کا ذکر کیا۔ یہاں تک کہ ہم نے خیال کیا کہ کسی بھی بچی ہوئی چیز میں ہمارا کوئی حق نہیں۔ (مسلم)

”وَاللّٰهُ فِيْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِيْ عَوْنِ اَخِيْهِ“ وَحَدِيْثُ : ”كُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَةٌ

وَأَشْبَاهِهِمَا :

۹۶۹: وَعَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخَدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : بَيْنَمَا نَحْنُ فِيْ سَفَرٍ اِذْ جَاءَ رَجُلٌ عَلٰى رَاحِلَةٍ لَّهٗ ، فَجَعَلَ يَصْرِفُ بَصْرَهُ يَمِيْنًا وَشِمَالًا ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ”مَنْ كَانَ مَعَهُ فَضْلٌ ظَهَرَ فَلْيُعِدْ بِهِ عَلٰى مَنْ لَا ظَهَرَ لَهُ ، وَمَنْ كَانَ لَهُ فَضْلٌ زَادَ فَلْيُعِدْ بِهِ عَلٰى مَنْ لَا زَادَ لَهُ“ فَذَكَرَ مِنْ اَصْنَافِ الْمَالِ مَا ذَكَرَهُ حَتّٰى رَاَيْنَا اَنَّهُ لَا حَقَّ لِاَحَدٍ مِّنَّا فِيْ فَضْلٍ - رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب اللقطة، باب استحباب المورساة بفضول الاموال۔

الذخائر: یصرف بصرہ: اپنی نظر پھیرے۔ تاکہ معلوم ہو کہ کون معاونت کرتا ہے۔ فضل ظہر: ضرورت سے زائد سواری اہل لغت نے اس کو اونٹ سے خاص کیا ہے۔ فلیعد بہ: مقابلیں میں لکھا ہے کہ عاد فلاں بمعروفہ یہ اس وقت بولتے ہیں جبکہ احسان کر کے اس میں وہ اضافہ کرنے۔ زاد بکھانا۔ اصناف المال: سواری کے علاوہ مالدار بنانے والی چیزیں اور کھانا۔ رأینا: ہم نے گمان کیا۔ لاحق: کوئی حق نہیں۔ فضل: ضرورت سے زائد چیز۔

فوائد: ایک دوسرے کے ساتھ تعاون پر آمادہ کیا اور مسلمانوں میں باہمی کفالت کا لحاظ سختی اور تنگی کے موقعوں پر خاص کر رکھا گیا۔ (۲) مسلمانوں میں باہمی تعاون انتہائی ضروری ہے۔ سختی میں تعاون تو عام مسلمانوں کے ذمہ فرض کفایہ اور صاحب حیثیت لوگوں پر فرض عین ہے۔ (۳) فقط کھانے پینے پر اکتفاء نہ کرے بلکہ زندگی کی تمام ضروریات میں تعاون کرے۔

۹۷۰: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوے کا ارادہ کرتے تو فرماتے: ”اے مہاجرین و انصار کی جماعت تمہارے بھائیوں میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جن کے پاس نہ مال ہے نہ خاندان ہیں تم میں سے کوئی ایک ایک دو دویا تین تین اپنے ساتھ ملا لے۔ چنانچہ ہم میں سے جس کے پاس سواری تھی۔ وہ بھی اس پر باری سے سوار ہوتا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ

۹۷۰: وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُ اَرَادَ اَنْ يَّغْزُوَ فَقَالَ : يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ ، اِنَّ مِنْ اِخْوَانِكُمْ قَوْمًا لَيْسَ لَهُمْ مَالٌ وَلَا عَشِيْرَةٌ فَلْيَضْمَ اَحَدُكُمْ اِلَيْهِ الرَّجُلَيْنِ اَوْ الثَّلَاثَةَ - فَمَا لِاَحَدِنَا مِنْ ظَهْرٍ يَّحْمِلُهُ اِلَّا عُقْبَةٌ كَعُقْبَةِ

فرماتے ہیں کہ میں نے بھی اپنے ساتھ دو یا تین آدمیوں کو ملا لیا۔  
میرے اونٹ پر میری باری بھی اسی طرح تھی جیسے ان میں سے کسی  
ایک کی تھی۔ (ابوداؤد)

يَعْنِي أَحَدِهِمْ قَالَ : فَصَمَّمْتُ إِلَيَّ اثْنَيْنِ أَوْ  
ثَلَاثَةً مَالِي إِلَّا عُقْبَةً كَعُقْبَةِ أَحَدِهِمْ مِنْ  
جَمَلِي - رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ -

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی کتاب الجہاد، باب الرجل یتحمل بمال غیر یغذو

اللَّحْمَانِ : معشر: جماعت۔ عشیرۃ: قبیلہ جو جو اس سے تعاون کرے۔ فلیضم الیہ اس پر خرچ کرے اور زاوراہ اور سواری  
مہیا کرے۔ عقبۃ: باری

۹۷۱: حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وسلم سفر کے دوران پیچھے رہتے اور کمزور کو چلاتے یا اپنے پیچھے  
بٹھاتے اور اس کے لئے دعا فرماتے۔ (ابوداؤد)  
صحیح سند کے ساتھ۔

۹۷۱ : وَعَنْهُ قَالَ : كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ  
يَتَخَلَّفُ فِي الْمَسِيرِ فَيُزْجِي الضَّعِيفَ  
وَيُرْدِفُ وَيَدْعُو لَهُ - رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ  
حَسَنٍ -

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی کتاب الجہاد، باب فی لزوم الساقۃ

باب: سواری پر سوار ہوتے  
وقت کیا کہے؟

۱۷. : بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا رَكِبَ الدَّابَّةَ  
لِلسَّفَرِ!

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”اور تمہارے لئے کشتیاں اور  
چوپائے بنائے تاکہ تم ان کی پشتوں پر سوار ہو۔ پھر اللہ تعالیٰ کے  
ان انعامات کو یاد کرو۔ جب تم ان پر ٹھیک ہو کر بیٹھ جاؤ اور کہو  
پاک ہے وہ ذات جس نے ہمارے لئے تابع کر دیا ان کو ہم ان  
کو تابع بنانے والے نہ تھے اور ہم اپنے رب کی طرف لوٹنے  
والے ہیں۔“

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى : ﴿وَجَعَلْ لَكُمْ مِنَ الْفُلْكِ  
وَالْأَنْعَامِ مَا تَرْكَبُونَ - لَتَسْتَوُوا عَلَى ظُهُورِهِ  
ثُمَّ تَذْكُرُوا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ إِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ  
وَتَقُولُوا : سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرْنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ  
مُقِرِّينَ وَإِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ﴾

[الزحرف: ۱۲-۱۳]

۹۷۲: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول  
اللہ ﷺ جب اونٹ پر سفر کے لئے سیدھا بیٹھ جاتے۔ پھر تین دفعہ  
اللہ اکبر کہتے پھر کہتے : ﴿سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرْنَا هَذَا  
لَمُنْقَلِبُونَ﴾ پاک ہے وہ ذات جس نے ان جانوروں کو ہمارے تابع  
کر دیا، ہم ان کو تابع کرنے والے نہ تھے بے شک ہم نے اپنے رب  
کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔ اے اللہ ہم آپ سے اس سفر کی بھلائی

۹۷۲ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ  
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا اسْتَوَىٰ عَلَىٰ بَعِيرِهِ  
خَارِجًا إِلَىٰ سَفَرٍ كَبَّرَ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ : «سُبْحَانَ  
الَّذِي سَخَّرْنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقِرِّينَ ، وَإِنَّا  
إِلَىٰ رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ - اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ فِي  
سَفَرِنَا هَذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوَىٰ ، وَمِنَ الْعَمَلِ مَا

اور تقویٰ مانگتے ہیں اور وہ عمل جس کو آپ پسند کرتے ہیں۔ اے اللہ ہم پر ہمارے سفروں کو آسان فرما اور اس کی مسافت کو لپیٹ دے۔ اے اللہ تو اس سفر کا ساتھی ہے اور اہل کا تو ہی خلیفہ ہے۔ اے اللہ سفر کی مشقت سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں، منظر کی پریشانی سے، مال میں بڑی تبدیلی سے، اہل اور اولاد میں بڑی تبدیلی سے۔ جب واپس لوٹے تو انہیں کلمات کو دہراتے اور کچھ اضافہ فرماتے۔ ”ہم سفر سے لوٹنے والے، توبہ کرنے والے، اپنے رب کی عبادت اور تعریف کرنے والے ہیں۔“ (مسلم)

مُفْرِنِین: طاقت رکھنے والے اور الْوَعْثَاء: واپرزبر عین پر سکون اور اس کے بعد ثا اور الف مدہ ہے یہ سختی کو کہتے ہیں اور الْکَاثَةُ مد کے ساتھ۔ کم کی وجہ سے نفس میں تبدیلی کو کہتے ہیں۔ مُنْقَلَبٌ: لوٹنا۔

تَرَضَى - اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هَذَا وَاطْوِعْنَا بَعْدَهُ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيفَةُ فِي الْاَهْلِ - اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ وَالْاَهْلِ وَالْوَلَدِ وَاِذَا رَجَعَ قَالَ هُنَّ وَزَادَ فِيْهِنَّ : ”اَبْوَنَ تَابُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

مَعْنٰی ”مُفْرِنِین“ مُطْفِقِین - ”وَالْوَعْثَاءُ“ بِفَتْحِ الْوَاوِ وَاسْكَانِ الْعَيْنِ الْمُهْمَلَةِ وَبِالْثَّاءِ الْمُثَنَّى وَبِالْمَدِّ وَهِيَ : الشَّدَّةُ - وَالْكََاثَةُ بِالْمَدِّ وَهِيَ : تَغْيِرُ النَّفْسِ مِنْ حُزْنٍ وَنَحْوِهِ۔ ”وَالْمُنْقَلَبُ“ : الْمَرْجِعُ۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الحج، باب ما یقول اذا ركب الی سفر الحج وغیرہ۔

الْوَعْثَاءُ: یتغوذ: اعوذ باللہ پڑھے۔ الحوذ: کمی۔ غشاء: سفر کی پریشانی۔

ہوامند: (۱) ان چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنی چاہئے کیونکہ سفر میں عام طور پر اس قسم کی چیزیں پیش آ جاتی ہیں۔ (۲) سفر سے پہلے زیادتیوں کی معافی مانگے۔ مظلوم کبھی بددعا کرتا ہے تو اس کی بددعا سفر میں قبول ہو کر شدید نقصان کا باعث بن جاتی ہے۔ (۳) سفر میں کسی کو ظلم نہ کرنا چاہئے مثلاً معاونت سے روکنا، مزدوری کم دینا یا اسی طرح کی چیزیں۔

۹۷۳: حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر پر روانہ ہوتے تو سفر کی سختی، ناپسندیدہ واپسی، کمال کے بعد زوال، مظلوم کی بددعا، اہل و عیال اور مال میں بُرے منظر سے پناہ مانگتے تھے۔ (مسلم)

صحیح مسلم میں اسی طرح ہے۔ الْخُورِ بَعْدَ الْكُورِ ترمذی اور نسائی میں اسی طرح ہے۔

ترمذی نے کہا یہ الْكُور کے ساتھ بھی ہے اور دونوں کا معنی ایک ہے۔

۹۷۳: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَرْجَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا سَافَرَ يَتَعَوَّذُ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ، وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ، وَالْحُورِ بَعْدَ الْكُورِ، وَدَعْوَةِ الْمَظْلُومِ، وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ فِي الْاَهْلِ وَالْمَالِ - رَوَاهُ مُسْلِمٌ - هَكَذَا هُوَ فِي صَحِيحِ مُسْلِمٍ: ”الْخُورِ بَعْدَ الْكُورِ“ بِالْتَّوْنِ، وَكَذَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ: وَيُرْوَى



علماء نے فرمایا دونوں کا معنی استقامت یا اضافے سے کمی کی طرف ہے۔

علماء نے فرمایا کہ راوا لالفظ تکویر العمامۃ سے لیا گیا جس کا معنی لپیٹنا اور جمع کرنا ہے۔

نون والی روایت میں وہ الگوں کا مصدر ہے جس کا معنی پانا اور قرار پکڑنا ہے۔

”الْكُورُ“ بِالرَّاءِ وَكِلَاهُمَا لَهُ وَجْهٌ - قَالَ الْعُلَمَاءُ : وَمَعْنَاهُ بِالنُّونِ وَالرَّاءِ جَمِيعًا : الرَّجُوعُ مِنَ الْإِسْتِقَامَةِ أَوْ الزِّيَادَةِ إِلَى النَّقْصِ : قَالُوا : وَرِوَايَةُ الرَّاءِ مَاخُودَةٌ مِنْ تَكْوِيرِ الْعِمَامَةِ ، هُوَ كَفَّهَا وَجَمَعَهَا ، وَرِوَايَةُ النُّونِ مِنَ الْكُونِ ، مَصْدَرٌ كَانَ يَكُونُ كَرْنًا إِذَا وُجِدَ وَاسْتَقَرَّ -

تخریج : رواہ مسلم فی کتاب الحج باب استحباب الذکر اذا اسلک ذابته سفر حج و الترمذی فی ابواب الدعوات باب ما یقول اذا خرج مسافرا والنسائی فی کتاب الاستعاذۃ باب الاستعاذۃ من الحور بعد الکور

۹۷۴: حضرت علی بن ربیعہ کہتے ہیں کہ میں علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا جبکہ آپ کے پاس سواری کا جانور لایا گیا۔ آپ نے رقاب میں پاؤں رکھ کر کہا۔ بسم اللہ۔ جب اس کی پشت پر سیدھے بیٹھ گئے تو کہا الحمد للہ۔ پھر کہا ﴿سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ وَإِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ﴾۔ ”تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے ہمارے لئے اس کو مسخر کیا اور ہم اس کو فرمانبردار بنانے والے نہ تھے بے شک ہم پروردگار کی طرف جانے والے ہیں۔“ پھر الحمد للہ تین مرتبہ کہا۔ پھر اللہ اکبر تین مرتبہ کہا۔ پھر یہ دعا پڑھی سُبْحَانَكَ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي ..... إِلَّا أَنْتَ - اے اللہ تو پاک ہے میں نے اپنے پر ظلم کیا۔ پس تو مجھے بخش دے۔ تیرے سوا گناہوں کو کوئی بخشنے والا نہیں۔ پھر آپ ہنسے۔ آپ سے عرض کیا اے امیر المؤمنین آپ کیوں ہنسے؟ انہوں نے کہا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے دیکھا جیسا کہ میں نے کیا۔ پھر آپ ہنسے تو میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کیوں ہنسے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بے شک تمہارا رب اپنے بندے پر خوش ہوتا ہے۔ جب وہ یوں کہتا ہے کہ ”اے اللہ میرے گناہ مجھے

۹۷۴: وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ : شَهِدْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَتَى بِدَابَّةٍ لِيَرْكَبَهَا ، فَلَمَّا وَضَعَ رِجْلَهُ فِي الرَّكَابِ قَالَ : بِسْمِ اللَّهِ فَلَمَّا اسْتَوَى عَلَى ظَهْرِهَا قَالَ : الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ ، وَإِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ ، ثُمَّ قَالَ : الْحَمْدُ لِلَّهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ، ثُمَّ قَالَ : اللَّهُ أَكْبَرُ - ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ، ثُمَّ قَالَ سُبْحَانَكَ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ ثُمَّ ضَحِكَ فَقِيلَ : يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ ، مِنْ أَيِّ شَيْءٍ ضَحِجْتَ؟ قَالَ : رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَعَلَّ كَمَا فَعَلْتُ ثُمَّ ضَحِكَ فَقُلْتُ : يَا رَسُولَ اللَّهِ مِنْ أَيِّ شَيْءٍ ضَحِجْتَ؟ قَالَ : ”إِنَّ رَبَّكَ سُبْحَانَهُ يَعْجَبُ مِنْ عَبْدِهِ إِذَا قَالَ : اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي ، يَعْلَمُ إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ غَيْرِي - رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ -

وَالْتِّرْمِذِيُّ ۚ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ - وَفِي  
بَعْضِ النُّسخِ: حَسَنٌ صَحِيحٌ ۚ وَهَذَا لَفْظُ  
أَبِي دَاوُدَ۔

بخش دے۔“ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرا بندہ جانتا ہے گناہوں کو  
میرے سوا اور کوئی نہیں بخشے گا۔ (ابوداؤد ترمذی) اور کہا یہ حدیث  
حسن ہے اور بعض نسخوں میں حسن صحیح کہا۔ یہ ابوداؤد کے الفاظ ہیں۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی کتاب الجہاد باب ما یقول الرجل اذا ركب و الترمذی فی ابواب الدعوات باب ما  
ذکر فی دعوة المسافر

**اللَّغَوَاتُ:** علی بن ربیعہ بن نضلہ ابو البی الکوفی: یہ ثقہ اور اکابر تابعین میں سے ہیں۔ الکتاب: زین پر سواری کے  
لئے جس میں پاؤں رکھ کر سوار ہوتے ہیں۔ ظلمت نفسی: میں نے اپنی جان پر ظلم کیا کیونکہ میں نے تیری بہت سی نعمتوں پر شکر یہ ادا  
نہ کیا۔ یعجب پسند آئے۔ وضحکہ صلی اللہ علیہ وسلم: آپؐ ہنسے اور یہ ہنسنا اللہ تعالیٰ کے ثواب اور رضا مندی کو دیکھ کر تھا۔  
**فوائد:** (۱) سواری کے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لے کر بیٹھنا چاہئے کیونکہ عموم احادیث اسی بات کو ظاہر کرتا ہے۔ (۲) اللہ تعالیٰ کی بہت  
حمد و تعریف اور تعظیم و تزیہ بیان کرنی چاہئے۔ خصوصاً جبکہ اس کی بے شمار نعمتوں سے فیضیاب ہو رہا ہو۔ (۳) کثرت سے استغفار کرنا  
چاہئے اور خاص کر جب کہ کوتاہی بھی ہوئی ہو۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کا مزید فضل حاصل ہو۔ (۴) اللہ تعالیٰ کی رحمت کی وسعت بیان کی گئی۔  
آپ ﷺ مسلمانوں کی نجات اور بارگاہ خداوندی میں ان کی مقبولیت کے لئے بہت ہی خواہش کرنے والے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ  
عنہم آپ کی اقتداء کے کس قدر شائق تھے۔

**باب: مسافر کو بلندی پر چڑھتے، تکبیر**

اور

گھاٹیوں وغیرہ سے اترتے ہوئے  
تسبیح کرنا اور تکبیر و تسبیح میں آواز کو بلند  
کرنے کی ممانعت

۱۷۱: بَابُ تَكْبِيرِ الْمُسَافِرِ إِذَا  
صَعِدَ الثَّنَايَا وَشَبَّهَهَا وَتَسْبِيحِهَا  
إِذَا هَبَطَ الْأَدْوِيَّةَ وَنَحْوَهَا وَالنَّهْيُ  
عَنِ الْمُبَالَغَةِ بِرَفْعِ الصَّوْتِ  
بِالتَّكْبِيرِ وَنَحْوِهِ

۹۷۵: عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا إِذَا  
صَعِدْنَا كَبَّرْنَا ۚ وَإِذَا نَزَلْنَا سَبَّحْنَا - رَوَاهُ  
الْبُخَارِيُّ۔

۹۷۶: عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ:  
كَانَ النَّبِيُّ ﷺ وَجِيوشُهُ إِذَا عَلَوْا الثَّنَايَا

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الجہاد باب التسبیح اذا هبط و ادیا۔

**اللَّغَوَاتُ:** صعدا: بلندی پر چڑھتے۔ نزلنا: گہری جگہ اترتے۔ سبحنا: ہم سبحان اللہ کہتے۔  
۹۷۶: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ نبی  
اکرم ﷺ اور آپ کے لشکر جب پہاڑیوں پر چڑھتے تو اللہ اکبر کہتے

کَبُرُوا ، فَإِذَا هَبَطُوا سَبَحُوا - رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ اور جب نیچے اترتے تو سبحان اللہ کہتے۔ ابو داؤد نے صحیح سند کے بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ۔ ساتھ روایت کیا ہے۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الجہاد باب ما یقول الرجل اذا مسافر و اصلہ فی صحیح مسلم

اللَّحَائِثُ: علوا النایا: گھائی کے اوپر ہوتے۔ النایا: جمع مشنہ بلندی۔ ہبطوا: اترتے۔

فوائد: (۱) جب کسی بلندی پر چڑھے۔ تو تکبیر مستحب ہے۔ تاکہ علوی پر علوی کی بلندی ظاہر ہو۔ (۲) نچان میں اترتے ہوئے تسبیح کرے اور اللہ تعالیٰ کی ذات کے جو باتیں لائق و مناسب نہیں یعنی نقائص و عیوب ان سے اللہ کی پاکیزگی بیان کرے جبکہ نقص کے قریب تر چیز کے حاصل ہونے کا احساس ہو۔

۹۷۷: وَعَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا قَفَلَ مِنَ الْحَجِّ أَوْ الْعُمْرَةِ كَلَّمَ أَوْفَى عَلَى نَبِيَّةٍ أَوْ قَدْ كَبُرَ ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ: «لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ»۔ ابُونُ تَائِبُونَ عَابِدُونَ سَاجِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ، صَدَقَ اللَّهُ وَعْدَهُ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ، وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: إِذَا قَفَلَ مِنَ الْجَبُوشِ أَوْ السَّرَايَا أَوْ الْحَجِّ أَوْ الْعُمْرَةِ -

۹۷۷: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب حج یا عمرے سے واپس لوٹتے جب بھی کسی پہاڑی یا اونچی جگہ پر چڑھتے تو تین مرتبہ اللہ اکبر پڑھتے۔ پھر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ..... وَحْدَهُ تک پڑھتے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کے لئے بادشاہی اور سب تعریفیں ہیں۔ وہ ہر چیز پر قدرت والا ہے۔ ہم لوٹ کر آنے والے ہیں اور توبہ کرنے والے عبادت کرنے والے سجدہ کرنے والے اور اپنے رب کی حمد بیان کرنے والے ہیں۔ اللہ نے اپنا وعدہ سچا کر دیا اور اپنے بندے کی مدد فرمائی اور تمام گروہوں کو اس اکیلے نے شکست دی۔ (بخاری و مسلم)

مسلم کی روایت میں یہ لفظ ہیں۔ جب لشکر کے چھوٹے دستوں یا حج یا عمرے سے لوٹتے۔

اَوْفَى: بلند ہونا۔ قَدْ كَبُرَ دونوں کا پرزور اور دال ساکن ہے۔ اونچی زمین اس کا معنی ہے۔

قَوْلُهُ: «أَوْفَى»: أَيِ ارْتَفَعَ وَقَوْلُهُ «قَدْ كَبُرَ» هُوَ بَفَتْحِ الْفَاءِ يَنْ بَيْنَهُمَا ذَالٌ مُهْمَلَةٌ سَاكِنَةٌ وَآخِرُهُ ذَالٌ أُخْرَى وَهُوَ: الْغَلِيظُ الْمُرْتَفِعُ مِنَ الْأَرْضِ -

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب العمرة باب ما یقول اذا رجع من الحج او العمرة او الغزو۔ و مسلم فی کتاب الحج باب ما یقول اذا قفل من سفر الحج وغیره۔

اللَّحَائِثُ: قفل بلوٹے: وعدہ: جو اس نے ایمان والوں سے وعدہ فرمایا۔ عبرہ: نبی اکرم ﷺ ہزم: رسوا کیا۔ الاحزاب: یہ حزب سے ہے۔ حق کے ساتھ مقابلہ کے لئے جمع ہونے والے گروہ۔

فوائد: سابقہ فوائد ملاحظہ ہوں۔ (۱) بلندی پر چڑھتے وقت ذکر مستحب ہے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا زبان سے اظہار ہو



جائے اور اس کے اعزاز پر شکر یہ بھی ادا ہو اور اس کی مہربانیوں کا اعتراف ہو اور نئے سرے سے طاعت و عبادت اور توبہ میسر ہو جائے۔

۹۷۸: رَعْنُ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَسَافِرَ فَأَوْصِيْنِي، قَالَ: "عَلَيْكَ بِتَقْوَى اللَّهِ، وَالتَّكْبِيرِ عَلَى كُلِّ شَرَفٍ" فَلَمَّا وَلَّى الرَّجُلُ قَالَ: "اللَّهُمَّ اطْوِلْهُ الْبَعْدَ، وَهَوِّنْ عَلَيْهِ السَّفَرَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

۹۷۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سفر کا ارادہ رکھتا ہوں۔ مجھے نصیحت فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ کا تقویٰ لازم پکڑو اور ہر اونچی جگہ پر اللہ اکبر کہو۔" جب آدمی پیٹھ پھیر کر چل دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے دعا فرمائی۔ "اے اللہ اس کے لئے فاصلے کو سمیٹ دے اور سفر آسان کر دے۔" (ترمذی) اور کہا یہ حدیث حسن ہے۔

**تخریج:** رواہ الترمذی فی کتاب الدعوات۔

**اللَّغَاتُ:** عَلَيْكَ: تم پر لازم ہے۔ شرف: بلندی۔ ولی: چلا گیا

**فوائد:** سفر سے پہلے آدمی کو اس شخص کے پاس جانا چاہئے جس کے علم و فضل پر اعتماد ہے تاکہ اس سے راہنمائی طلب کرے اور دعا کروائے۔ (۲) مسافر کو تقویٰ کی نصیحت کرنی چاہئے اور آداب سفر کی بھی۔ (۳) مسافر کے لئے ایسی دعا کرے جو سفر میں مفید ثابت ہو اور مشقت و تکلیف کو دور کرے۔

۹۷۹: رَعْنُ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ، فَكُنَّا إِذَا أَشْرَفْنَا عَلَى وَادٍ هَلَكْنَا وَكَبَّرْنَا وَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُنَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! ارْبَعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ فَإِنَّكُمْ لَا تَدْعُونَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا، إِنَّهُ مَعَكُمْ إِنَّهُ سَمِيعٌ قَرِيبٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۷۹: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ جب ہم کسی وادی پر چڑھتے تو لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہتے اور ہماری آوازیں بلند ہو جاتیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے لوگو! اپنے آپ کو آسانی دو تم کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکار رہے بے شک وہ تمہارے ساتھ ہے۔ وہ ہر بات کو سننے والا اور قریب ہے۔" (بخاری و مسلم)

"ارْبَعُوا" بِفَتْحِ الْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ: آئی "ارْبَعُوا بِأَنْفُسِكُمْ۔ آرام پہنچانا۔ جس کے معنی اپنے آپ کو

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الجہاد، باب ما یکرہ من رفع الصوت فی التکبیر۔ و مسلم فی کتاب الذکر و الدعاء باب استحباب خفض الصوت بالذکر

**اللَّغَاتُ:** اشرفتا ہم بلند ہوئے۔ هَلَلْنَا: ہم لا الہ الا اللہ زور سے کہتے۔

**فوائد:** (۱) ذکر میں آواز نہ بلند کرنی چاہئے۔ (۲) آپ ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم پر بڑے مہربان اور شفیق تھے۔ (۳) اللہ تعالیٰ

اپنی قدرت کے اعتبار سے ایمان والوں کے کتنا قریب ہیں۔ (۳) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کی توجیہات بیش از بیش پانے والے تھے اور ہر وقت ان کو صحبت نبوی کی شدید حرص رہتی تھی۔

## ۱۷۲: بَابُ اسْتِحْبَابِ الدُّعَاءِ فِي

### السَّفَرِ

## باب: سفر میں دعا کا

### استحباب

۹۸۰: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : "ثَلَاثُ دُعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ لَا شَكَّ فِيهِنَّ : دَعْوَةُ الْمَظْلُومِ ، وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ ، وَدَعْوَةُ الْوَالِدِ عَلَى وَلَدِهِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيثٌ حَسَنٌ - وَلَيْسَ فِي رِوَايَةِ أَبِي دَاوُدَ : "عَلَى وَلَدِهِ"۔

۹۸۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: "تین دعائیں ایسی ہیں جن کی قبولیت میں شک نہیں:

(۱) مظلوم کی دعا

(۲) مسافر کی دعا

(۳) والد کی دعا بیٹے کے خلاف۔" (ابوداؤد ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

ابوداؤد کی روایت میں علی ولدہ کے الفاظ ہیں۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی کتاب الصلوٰۃ باب الدعاء نظیر الغیب الترمذی فی اوائل ابواب البر و الصلوٰۃ باب ما جاء فی دعوت الوالدین۔

اللَّحَائِثُ: لَا شَكَّ فِيهِنَّ: ان کے مقبول و منظور ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں۔

**فوائد:** (۱) مسافر کو اپنے اور دوسروں کے لئے دعا کرنا مستحب ہے۔ (۲) اللہ تعالیٰ مسافر کی دعا کو اس لئے جلد قبول فرماتے ہیں کیونکہ وہ سفر کی مشقت و تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے۔ (۳) ظلم والدین کی نافرمانی اور مظلوم کی بددعا سے بچتے رہنا چاہئے اس لئے کہ اس کی بددعا مسترد نہیں ہوتی۔ اسی طرح والد کی ہر دعا بھی۔

## ۱۷۳: بَابُ مَا يَدْعُو إِذَا خَافَ

### نَاسًا أَوْ غَيْرَهُمْ

## باب: جب لوگوں سے خطرہ ہو

### تو کیا دعا کرے

۹۸۱: عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا خَافَ قَوْمًا قَالَ : "اللَّهُمَّ إِنَّا نَجْعَلُكَ فِي نُحُورِهِمْ وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شُرُورِهِمْ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ۔

۹۸۱: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کسی قوم کی طرف سے خطرہ ہوتا تو یہ دعا پڑھتے: "اللَّهُمَّ إِنَّا نَجْعَلُكَ فِي نُحُورِهِمْ وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شُرُورِهِمْ" تک اے اللہ! ہم تجھے ان کے سامنے کرتے ہیں اور ان کے شر سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔ (ابوداؤد نسائی) صحیح سند کے ساتھ۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی کتاب الصلوٰۃ باب ما يقول الرجل اذا اخطاف قوما و السنن الکبری للنسائی۔

اللَّغَائِلُ: نحورهم: جمع نحر یہ حلق میں ذبح کی جگہ کو کہتے ہیں۔ پس معنی یہ ہے کہ اے اللہ تو اپنی مدد کو ہمارا بچاؤ ابناء دے اور ان کے مکر کو ان کے حلق کی طرف واپس کر دے۔ نعوذ: ہم مضبوطی سے تھامتے ہیں۔

فوائد: اللہ تعالیٰ سے التجا کرنی چاہئے اور ہر مصیبت میں اسی کی ذات پر کامل اعتماد و بھروسہ ہونا چاہئے۔ ظالم کے ظلم کو دور کرنے کے لئے یہ دعا کرتا رہے خاص طور پر سفر میں کیونکہ وہ خوف و خطر کا موقع ہے۔

باب: جب کسی مقام پر اترے تو کیا کہے؟

۱۷۴: بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا نَزَلَ مَنْزِلًا

۹۸۲: خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے سنا جو کسی مقام پر اترے۔ پھر یہ دعا پڑھ لی: ”أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ“ کہ میں اللہ کے کامل کلمات سے مخلوق کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔ ”تو اس کو اس مقام پر کوئی چیز کوچ کرنے تک نقصان نہیں پہنچائے گی۔ (مسلم)

۹۸۲: عَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ حَكِيمٍ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: مَنْ نَزَلَ مَنْزِلًا ثُمَّ قَالَ: أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ: لَمْ يَضُرَّهُ شَيْءٌ حَتَّى يَرْتَحِلَ مِنْ مَنَزِلِهِ ذَلِكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الذکر و الدعاء باب فی التعوذ من سوء القضاء و درک الشفاء وغیرہ

اللَّغَائِلُ: بکلمات اللہ: اللہ تعالیٰ کی ازلی ابدی صفات۔ التامات جن کی طرف کوئی نقص جھانک بھی نہیں سکتا۔ من شر ما خلق: شر والوں کے شر سے۔

فوائد: (۱) دن رات جہاں اترے یہ دعا کرنا مستحب ہے۔

۹۸۳: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر پر ہوتے اور رات آ جاتی تو یوں دعا فرماتے: ”يَا أَرْضُ..... مَا وَلَدَ:“ کہ اے زمین میرا اور تیرا رب اللہ ہے تیرے شر سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اور ان چیزوں کے شر سے جو تجھ میں ہیں اور ان کے شر سے جو تجھ میں پیدا کی گئی ہیں اور ان کے شر سے جو تجھ پر چلتی ہیں میں شیر اور سانپ کے شر سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اور سانپ اور بچھو اور علاقے کے رہنے والے اور والد اور اس کی اولاد سے پناہ مانگتا ہوں۔“ (ابوداؤد)

۹۸۳: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا سَافَرَ فَأَقْبَلَ اللَّيْلُ قَالَ: ”يَا أَرْضُ ارْتَبِي وَرَبُّكَ اللَّهُ“ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شَرِّكَ وَشَرِّ مَا فِيكَ، وَشَرِّ مَا خَلَقَ فِيكَ، وَشَرِّ مَا يَدِبُّ عَلَيْكَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ أَسَدٍ وَأَسْوَدٍ، وَمِنْ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ، وَمِنْ سَاكِنِ الْبَلَدِ، وَمِنْ وَالِدٍ وَمَا وَلَدَ“ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ۔

الْأَسْوَدُ: سے مراد شخص ہے۔

”وَالْأَسْوَدُ“: الشَّخْصُ - قَالَ الْخَطَّابِيُّ:

خطابی نے کہا سَاكِنُ الْبَلَدِ سے مراد وہ جن میں جو زمین پر

”وَسَاكِنُ الْبَلَدِ“: هُمُ الْجِنَّ الَّذِينَ هُمْ سُكَّانُ

رہتے ہیں اور بَلَدُ زمین کے اس حصے کو کہتے ہیں جہاں حیوان ہوں

الْأَرْضِ - قَالَ: وَالْبَلَدُ مِنَ الْأَرْضِ مَا كَانَ



مَاوَى الْحَيَوَانِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ بِنَاءٌ وَمَنَازِلُ : خواہ وہاں تعمیر اور مکانات نہ ہوں اور ممکن ہے وَالِدٌ سے مراد ابلیس : قَالَ : وَيَحْتَمِلُ أَنَّ الْمُرَادَ : ”بِالْوَالِدِ“ ابْلِيسُ : اور وَلَدٌ سے مراد شیاطین ہوں ۔  
”وَمَا وَلَدٌ“ الشَّيَاطِينُ ۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی کتاب الجہاد باب ما یقول الحرل اذا نزل المنزل ۔

**اللُّغَوَاتُ:** لاقبل الليل: رات آگئی اور آپ ﷺ ایک مقام پر اترے۔ ربی و ربك اللہ: میرا اور تیرا رب اللہ ہے اور جو اس طرح ہو تو وہ ایک دوسرے کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ شرك: تیرے شر سے اور یہ گڑھے میں گرنے کی طرح ہے یا بلندی سے نیچے گرنے کی طرح ہے۔ ما فيك: جو تجھ میں ہیں یعنی ایذا پہنچانے والی چیزیں۔ و ما خلق فيك: جو تجھ پر پیدا کی گئیں۔ مثلاً ان سے ٹکرانا یعنی درخت وغیرہ۔ ما يدب: جو حرکت کرنے والا کیڑا ہو۔ اعود بك: یہ غائب سے خطاب کو لوٹا کر مخاطب کیا گیا۔ الاسود: بعض نے کہا بڑا سانپ اور خبیث ترین سانپ (کالاناگ)

**فوائد:** (۱) رات کو انسان جہاں اترے وہاں یہ کلمات پڑھے۔

(۲) رات کو دن کی بہ نسبت تکلیف پہنچنے کا احتمال زیادہ ہے کیونکہ موذی جانور اندھیرے میں چھپے ہوئے ہوتے ہیں۔

(۳) جو دعا کرے گا اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی سلامتی یقینی ہوگی۔

**باب: مسافر کو اپنی ضرورت پوری کر کے**

**جلدی لوٹنا مستحب ہے**

۱۷۵: بَابُ اسْتِحْبَابِ تَعْجِيلِ

الْمُسَافِرِ الرَّجُوعِ إِلَى أَهْلِهِ إِذَا

قَضَى حَاجَتَهُ

۹۸۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”سفر عذاب کا ٹکڑا ہے سفر کرنے والے کو وہ کھانے پینے اور نیند سے روکتا ہے۔“ جب تم میں کوئی اپنے سفر کا مقصد پورا کر لے چاہے کہ وہ اپنے گھر جلدی لوٹے۔ (بخاری، مسلم)

”نَهْمَةٌ“: مقصد۔

۹۸۴: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِنَ الْعَذَابِ: يَمْنَعُ أَحَدَكُمْ طَعَامَهُ، وَشَرَابَهُ، وَنَوْمَهُ فَإِذَا قَضَى أَحَدُكُمْ نَهْمَتَهُ مِنْ سَفَرِهِ فَلْيَعْجَلْ إِلَى أَهْلِهِ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

”نَهْمَةٌ“ ”نَهْمَةٌ“ ”مَقْصُودُهُ“۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب العمرة باب السفر قطعة العذاب و مسلم فی کتاب الامارة باب السفر قطعة من العذاب۔

**اللُّغَوَاتُ:** قطعة من العذاب: عذاب کا ایک حصہ اس لئے فرمایا کیونکہ سفر میں مشقت اور احباب سے جدائی پائی جاتی ہے۔ يمنع احدكم: تم میں سے ہر ایک روک دیتا ہے۔ یعنی کمال لذت و آرام کے راستہ میں رکاوٹ ہے۔

۱۷۶: بَابُ اسْتِحْبَابِ الْقُدُومِ عَلَى  
أَهْلِهِ نَهَارًا وَكَرَاهَتِهِ فِي اللَّيْلِ  
لِغَيْرِ حَاجَتِهِ

۹۸۵: عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ  
اللَّهِ ﷺ قَالَ: "إِذَا أَطَالَ أَحَدُكُمْ الْغَيْبَةَ فَلَا  
يَطْرُقُ أَهْلَهُ لَيْلًا" وَفِي رِوَايَةٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ  
ﷺ نَهَى أَنْ يَطْرُقَ الرَّجُلُ أَهْلَهُ لَيْلًا مُتَّفَقٌ  
عَلَيْهِ۔

تخریج: رواه البخاری فی کتاب العمرة، باب لا یطرق اہلہ اذا بلغ المدينة و مسلم فی کتاب الامارة، باب کراهة  
الطروق وهو الدخول لیلًا عن ورد من سفر۔

۹۸۶: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ  
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَطْرُقُ أَهْلَهُ لَيْلًا، وَكَانَ  
يَأْتِيهِمْ غُدُوَّةً أَوْ عَشِيَّةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
"الطُّرُوقُ": الْمَجِيءُ فِي اللَّيْلِ۔

۹۸۶: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ  
اپنے گھر میں رات کو نہیں آتے تھے بلکہ صبح کے وقت یا شام کے وقت  
تشریف لاتے۔ (بخاری و مسلم)  
الطُّرُوقُ: رات کو آنا۔

تخریج: رواه البخاری فی کتاب العمرة، باب الدخول بالعشي و مسلم فی کتاب الامارة، باب کراهة الطروق و  
هو الدخول لیلًا لمن ورد من سفر۔

قوائد: پہلے فوائد ملاحظہ ہوں۔ (۱) سفر سے رات کو آنا مکروہ ہے جبکہ گھر والوں کو معلوم نہ ہو۔ (۲) مستحب یہ ہے کہ سفر سے دن کے  
پہلے حصہ یا آخری حصہ میں واپس لوٹے۔ (۳) تاکہ اہل و عیال پریشانی میں مبتلا نہ ہوں یا کوئی ایسی چیز دیکھنے میں نہ آئے جو اس کو  
نا پسند ہو۔ (۴) اگر گھر والوں کو واپسی کا علم ہو تو کراہت نہ ہوگی یا اور کوئی مجبوری ہو تو تب بھی کراہت باقی نہ رہے گی۔

۱۷۷: بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا رَجَعَ وَإِذَا  
رَأَى بَلَدَتَهُ

فِي حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ السَّابِقِ فِي بَابِ  
تَكْبِيرِ الْمَسَافِرِ إِذَا صَعِدَ الْفَنَاءَ۔

۹۸۷: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَقْبَلْنَا  
مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِذَا كُنَّا

باب: جب واپس لوٹے اور شہر کو دیکھے  
تو کیا پڑھے؟  
اس میں ایک تو ابن عمر رضی اللہ عنہما کی وہ حدیث ہے جو باب  
تکبیر المسافر اذا صعد الفناء میں گزری۔

۹۸۷: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ہم حضورؐ کی معیت میں سفر  
سے لوٹے جب ہم مدینہ کے نواح میں پہنچے تو آپؐ نے یہ دعا فرمائی:

بُظْهِرَ الْمَدِينَةَ قَالَ: "أَبُونُ، تَابُونُ، عَابِدُونُ" لِرَبِّنَا حَمْدُونَ " فَلَمْ يَزَلْ يَقُولُ ذَلِكَ حَتَّى قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"ہم سفر سے واپس آنے والے ہیں تو بہ کرنے اور توبہ کرانے والے ہیں عبادت کرنے والے اور اپنے رب کی تعریف کرنے والے ہیں" آپ یہ فرماتے رہے یہاں تک کہ ہم مدینہ پہنچ گئے۔ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الحج، باب ما یقول اذا قفل من سفر الحج

**اللَّحَاقَاتُ:** مظهر المدینہ: ایسی جگہ جہاں سے مدینہ شریف نظر آ جاتا تھا۔

**فوائد:** (۱) وطن میں پہنچ کر یہ کلمات کہے یا اس کے جو مشابہ ہوں کیونکہ اس میں سلامتی کی نعمت کے بالمقابل توبہ اطاعت اور شکر کا عزم بالجزم ہے۔

**باب: سفر سے آنے والے کو قریبی مسجد میں آنا**

اور

اس میں دو رکعت پڑھنے کا استحباب

۱۸۷: بَابُ اسْتِحْبَابِ ابْتِدَاءِ

الْقَادِمِ بِالْمَسْجِدِ الَّذِي فِي جَوَازِهِ

وَصَلَاتِهِ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ

۹۸۸: حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ جب

رسول اللہ ﷺ سفر سے تشریف لاتے تو مسجد سے ابتداء کرتے اور

اس میں دو رکعت نماز ادا فرماتے۔ (بخاری و مسلم)

۹۸۸: عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ

رَسُولَ اللَّهِ كَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ بَدَأَ

بِالْمَسْجِدِ فَرَكَعَ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الجہاد، باب الصلوة اذا قوم من سفر۔ و مسلم فی کتاب صلاة المسافرين باب

استحباب ركعتين في المسجد لمن قدم من سفر اول قدمه

**فوائد:** (۱) گھر سے قریبی مسجد میں کم از کم دو رکعت نماز گھر داخل ہونے سے قبل مستحب و مسنون ہے۔ (۲) اس میں حکمت یہ ہے کہ اپنے شہر کا قیام اللہ تعالیٰ کی عبادت سے شروع ہو۔

**باب: عورت کے اکیلے سفر کرنے کی حرمت**

۹۸۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

اللہ ﷺ نے فرمایا: "کسی عورت کے لئے حلال نہیں۔ جو اللہ اور

آخرت پر ایمان رکھتی ہو کہ وہ ایک دن رات کا سفر بغیر محرم کے

کرے۔ (بخاری و مسلم)

۱۸۹: بَابُ تَحْرِيمِ سَفَرِ الْمَرْأَةِ وَحَلَّهَا

۹۸۹: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَا يَحِلُّ لِمَرْأَةٍ تَوَافِقُ

بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ تُسَافِرُ مَسِيرَةَ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ

إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ عَلَيْهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الصلوة باب تقصير الصلاة و مسلم فی کتاب الحج باب سفر المرأة مع محرم۔

**اللَّحَاقَاتُ:** لا یحل: جائز نہیں۔ مسیرة یوم و لیلۃ: ایک رات دن کا سفر۔ اس سے مستفید کرنے کی وجہ سے عام عادت کے

لحاظ سے ہے۔ مع ذی محرم: محرم سے مراد وہ رشتے دار جس سے نکاح جائز نہ ہو۔ مثلاً باپ، بیٹا، بھائی، بھتیجا، بھانجا، اسی طرح



رضاعی رشتہ دار اما ذِخاوند بھی محرم کی طرح سفر میں ساتھ جاسکتا اور لے جاسکتا ہے۔

۹۹۰: عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: "لَا يَخْلُونَ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ، وَلَا تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ" فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ امْرَأَتِي خَرَجَتْ حَاجَةً، وَإِنِّي اكْتَسَبْتُ فِي غَزْوَةٍ كَذَا وَكَذَا؟ قَالَ: "انْطَلِقْ فَفُجِّعْ مَعَ امْرَأَتِكَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۹۹۰: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ انہوں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ”ہرگز کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ علیحدگی میں نہ بیٹھے مگر یہ کہ اس کے ساتھ اس کا محرم ہو اور کوئی عورت سفر نہ کرے مگر یہ کہ اس کا محرم ہو۔“ ایک آدمی نے آپ سے سوال کیا کہ میری عورت حج کو جا رہی ہے اور میرا نام فلاں فلاں غزوہ میں لکھا جا چکا ہے؟ فرمایا: ”تو جا اور اپنی عورت کے ساتھ حج کر۔“ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب النکاح باب لا یخلون رجل ما مرأاة الاذ و محرم و مسلم فی کتاب الحج باب سفر المرأة مع محرم الى حج وغيره

اللَّحَائِثُ: لَا يَخْلُونَ: علیحدگی اختیار نہ کرے۔ علیحدگی میں نہ بیٹھے۔

**فوائد:** ماقبل فوائد پیش نظر ہوں۔ (۱) عورت کے لئے حرام ہے کہ وہ حج و عمرہ کے علاوہ سفر غیر محرم یا خاوند کے بغیر کرے۔ جمہور فقہاء نے فرمایا جس کو سفر طویل یا قصید کہتے ہیں اس میں محرم کے بغیر سفر منع ہے۔ احناف نے فرمایا کہ ایسا طویل سفر جس میں قصر جائز ہے۔ عورت کو اس سفر سے بغیر محرم کے روکا جائے گا۔ شافعیہ فرماتے ہیں کہ سفر حج و عمرہ جو کہ فرض ہیں ان کو محرم کے بغیر حرام نہیں۔ بشرطیکہ اس کو اپنے اوپر کامل اعتماد ہو۔ حنفیہ اور امام احمد کی رائے یہ ہے کہ یہ جائز نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (( لا تحجن امرأة الا ومعها ذو محرم )) رواہ دارقطنی۔ (۲) جمہور نے فرمایا جو عورت حج کا ارادہ رکھتی ہو تو خاوند اور محرم کو ساتھ نکلنا واجب نہیں۔ امام احمد فرماتے ہیں خاوند یا محرم کو عورت کے ساتھ سفر لازم ہے جبکہ اس کے ساتھ کوئی اور جانے والا نہ ہو۔ (۳) ضرورت کے اوقات کا سفر اس سے مستثنیٰ ہے۔ مثلاً قافلے منقطع ہو جانا یا دشمن کا خطرہ۔ (۴) اسلام نے عورت کے سلسلہ میں کسی قدر توجہ دی ہے اور اس کی حفاظت کا خیال کیا اور اس کو شک و زیادتی والے مقامات پر پیش ہونے سے بچایا۔ (۵) عورت کے ساتھ خلوت حرام ہے کیونکہ اس سے شک پیدا ہوتا اور بے حیائی کا راستہ کھلتا ہے۔

# کِتَابُ الْفَضَائِلِ

باب: قرآن مجید پڑھنے کی فضیلت

۱۸: بَابُ فَضْلِ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ

۹۹۱: عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : "اقْرَؤُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَمَةِ شَفِيعًا لِأَصْحَابِهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۹۹۱: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "تم قرآن پڑھو اس لئے کہ قرآن قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کے لئے سفارشی بن کر آئے گا۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب صلاة المسافرين باب فضل قراءة القرآن۔

اللتخانی: شفیعا: سفارشی اور ساتھیوں کے لئے مغفرت کا طالب۔ لا صحابہ اس قرآن کو پڑھنے والے اور اس کے احکام پر عمل کرنے والے اور اس کی ہدایت پر چلنے والے۔

فوائد: (۱) قرآن مجید کی تلاوت بڑی فضیلت اور شان والی عبادت ہے۔ (۲) قرآن مجید اپنے قاری اور عامل کے لئے قیامت کے دن شفاعت کرے گا۔

۹۹۲: وَعَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : "يُؤْتَى يَوْمَ الْقِيَمَةِ بِالْقُرْآنِ وَأَهْلِيهِ الَّذِينَ كَانُوا يَعْمَلُونَ بِهِ فِي الدُّنْيَا تَقْدُمُهُ سُورَةُ الْبَقَرَةِ وَالْإِمْرَانُ" تَحَاجَّانِ عَنْ صَاحِبَيْهِمَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۹۹۲: حضرت نواس بن سمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "قیامت کے دن قرآن اور وہ قرآن والے جو اس پر عمل کرتے تھے ان کو لایا جائے گا۔ سورہ بقرہ اور آل عمران پیش پیش ہوں گی اور اپنے پڑھنے والوں کی طرف سے جھگڑا کریں گی۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الصلاة المسافرين۔ باب فضل قراءة القرآن۔

اللتخانی: تقدمہ: یہ تقدمہ ہے آگے آگے چلنا۔ يتحاجان: جھگڑا کریں گے۔ عن صاحبها: سورۃ البقرہ اور آل عمران پڑھنے والا جو تدبر و عمل کے ساتھ پڑھے۔

فوائد: (۱) تلاوت قرآن مجید کی فضیلت ذکر کی گئی ہے۔ (۲) سورۃ البقرہ اور آل عمران کی فضیلت ذکر کی گئی ہے کہ یہ دونوں پڑھنے

والے کے لئے جھگڑا کریں گی۔ یہاں تلاوت والے سے مراد وہ شخص ہے جو اس پر عامل ہو اور جن باتوں سے ان میں منع کیا گیا ہے ان سے باز رہنے والا ہو۔

۹۹۳: وَعَنْ عُمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۹۹۳: حضرت عثمان عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سب سے بہتر وہ ہے جس نے قرآن پڑھا اور اس کو پڑھایا۔" (بخاری)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب فضائل القرآن، باب خیر کم من تعلم القرآن و علمہ

**فوائد:** (۱) قرآن مجید کی تعلیم کی افضلیت اور اس میں کامل تجویذ یا بعض تجوید کی فضیلت ذکر کی گئی اور اس کی تعلیم اللہ تعالیٰ کی رضا مندی حاصل کرنے کے لئے اخلاص کے ساتھ ہونی چاہئے۔ (۲) قرآن مجید کے احکام و آداب اور اخلاق پر عمل ضروری ہے۔

۹۹۴: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَهُوَ مَاهِرٌ بِهِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَّةِ، وَالَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَتَتَعْتَعُ فِيهِ وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ لَهُ أَجْرَانِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۹۹۴: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص قرآن پڑھتا ہے اور وہ قرآن مجید پڑھنے کا ماہر ہے۔ وہ بزرگ نیکو کار فرشتوں کے ساتھ ہوگا اور جو قرآن اٹک اٹک کر پڑھتا ہے اور اس کے پڑھنے میں اسے مشقت ہوتی ہے۔ اس کو دو گنا اجر ملے گا۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب التفسیر تفسیر سورة عبس و مسلم فی کتاب المسافرین، باب الماهر بالقرآن والذي يتتعتع فيه۔

**اللغزات:** ماهر بہ: عمدہ طریقے سے تلاوت کرے اور اس کے احکام کو بھی اپنے اوپر لاگو کرے۔ السفرة بلاكہ جو پیغام لاتے ہیں کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے پیغامات رسولوں تک پہنچانے والے ہیں یا لکھنے والے فرشتے جو اعمال شمار کرتے ہیں کیونکہ وہ اپنے لکھنے کی وجہ سے اللہ اور اس کی مخلوق کے درمیان بمنزلہ سفید ہیں۔ الکرام: معزز یعنی گناہوں کی گندگی اور میل کچیل سے پاک۔ البراءة: فرمان برداری یہ لفظ بر سے بنا ہے اور بر اطاعت و احسان کو کہتے ہیں۔ يتتعتع: قراءت کرتے ہوئے اٹکنا اور قرأت کا اس کی زبان پر بھاری ہونا۔

**فوائد:** (۱) اس آدمی کی فضیلت بتلائی گئی ہے جو عمدہ تلاوت قرآن کرتا ہے اور اس کی قرأت پختگی سے کرتا ہے کہ آخرت میں اس کا مقام سفراء فرشتوں کے ساتھ ہوگا۔ (۲) جو شخص قرآن مجید اٹک کر پڑھتا ہے اس کو اس طرح پڑھنے پر اجر ملتا ہے اور اٹکنے کے باوجود پڑھتے رہنے کا حکم دیا گیا۔

۹۹۵: وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ الْأَنْزُجَةِ".

۹۹۵: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قرآن مجید پڑھنے والے مؤمن کی مثال ترنجن جیسی ہے کہ اس کی خوشبو اچھی اور



ذائقہ عمدہ ہے اور اس مومن کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا کھجور جیسی ہے کہ ان کی خوشبو تو نہیں مگر ذائقہ میٹھا ہے اور منافق کی مثال جو کہ قرآن پڑھتا ہے، نیاز بو (خوشبودار پودا) جیسی ہے کہ خوشبو اچھی اور ذائقہ کڑوا ہے اور اس منافق کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا۔ اندرائن (تمہ) جیسی ہے کہ نہ اس کی خوشبو ہے اور ذائقہ کڑوا ہے۔

(بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب التوحید، باب قراءة الفاجر و المنافق و اصوتهم و تلاوتهم لا تحاوز من جهرهم و مسلم فی کتاب صلاة المسافرين، باب فضيلة حافظ القرآن۔

**اللتخانی:** الانرجة: یہ ایک پھل ہے دیکھنے میں خوب صورت خوشبو عمدہ ہے۔ جیسا سنگترا، سیب، آڑو۔ التمرہ: کھجور۔ الريحانة: ہر وہ سبزی جس کی خوشبو اچھی ہو۔ مثلاً گلاب (نیاز بو) ریحان، چنبیلی۔

**ہوائد:** (۱) حاصل قرآن اور عامل قرآن بلند درجات میں ہوں گے اور اس کا تذکرہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بھی اچھائی کے ساتھ ہے اور لوگوں کے ہاں بھی اچھائی کے ساتھ ہے۔ (۲) وہ مومن جو قرآن نہ پڑھے وہ اللہ تعالیٰ اور لوگوں کے ہاں محبوب و پسندیدہ نہیں ہے۔ (۳) جو منافق قرآن مجید پڑھتا ہے۔ اس کا ظاہر اچھا اور باطن خبیث ہے۔ (۴) وہ منافق جو قرآن نہیں پڑھتا اس کا ظاہر خبیث اور باطن بھی خبیث ہے۔

۹۹۶: وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "إِنَّ اللَّهَ يَرْفَعُ بِهَذَا الْكِتَابِ الْفَوَامًا وَيَضَعُ بِهِ الْآخَرِينَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ ۹۹۶: حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ اس کتاب کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو سر بلند فرمائے گا اور دوسروں کو ذلیل کرے گا"۔ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب صلاة المسافرين، باب فضل من يقوم بالقرآن و يعلمہ۔

**اللتخانی:** يضع: جھکاتے ہیں۔

**ہوائد:** اللہ تعالیٰ کی کتاب کا اہتمام تلاوت، فہم، حفظ اور عمل سے کرنا چاہئے۔ اس کی تاکید کی گئی کیونکہ جس نے قرآن مجید کو تمام لیا اس کی شان بڑھ گئی، جس نے اس سے اعراض کیا اور اس کی طرف توجہ نہ کی اور نہ اس پر ایمان لایا وہ دنیا و آخرت میں ذلت و رسوائی کے غار میں جاگرا۔

۹۹۷: وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ ۹۹۷: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی

النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "لَا حَسَدَ إِلَّا فِي الثَّنِينَ: رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَقُومُ بِهِ آتَاءَ اللَّيْلِ وَآتَاءَ النَّهَارِ، وَرَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُهُ آتَاءَ اللَّيْلِ وَآتَاءَ النَّهَارِ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
"الْأَنَاءُ": السَّاعَاتُ۔

اکرم ﷺ نے فرمایا: "رشتک دو آدمیوں پر جائز ہے۔ ایک وہ آدمی جس کو اللہ نے قرآن دیا اور وہ رات کو اور دن کی گھڑیوں میں قیام کرتا ہو۔ دوسرا وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو۔ جسے وہ دن اور رات کی گھڑیوں میں خرچ کرتا ہو۔" (بخاری و مسلم)

"الْأَنَاءُ": گھڑیاں، اوقات۔

**تخریج:** رواہ البخاری و مسلم حدیث کی شرح و تخریج باب انکرم و الحدود رقم ۵۴۴ و فی باب فضل الغنی الشاکر رقم ۵۷۲ میں ہو چکی۔

**فوائد:** قرآن مجید کے حفظ کی تمنا کرتے رہنا چاہئے اور اس کی تلاوت کا اہتمام نہ بد و تفکر کے ساتھ کرنا اور اس کے اوامر و نواہی کو ہر وقت پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔

۹۹۸: وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَجُلٌ يَقْرَأُ سُورَةَ الْكَهْفِ وَعِنْدَهُ فَرَسٌ مَرْبُوطٌ بِشَظْنَيْنِ، فَتَفَشَّتْهُ سَحَابَةٌ فَجَعَلَتْ تَذْنُو، وَجَعَلَ فَرَسُهُ يَنْفِرُ مِنْهَا - فَلَمَّا أَصْبَحَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ لَهُ ذَلِكَ فَقَالَ: تِلْكَ السَّكِينَةُ نَزَلَتْ لِلْقُرْآنِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۹۹۸: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی سورہ کہف پڑھتا تھا اور ان کے پاس گھوڑا بندھا ہوا تھا۔ اس شخص کو ایک بادل نے ڈھانپ لیا اور وہ بادل اس سے قریب تر ہونے لگا تو اس کا گھوڑا اس سے بدکنے لگا۔ جب صبح ہوئی تو وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور اس بات کا تذکرہ کیا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ سکینت تھی جو قرآن کی وجہ سے اتری۔" (بخاری و مسلم)

الشَّظْنُ: شین کا فتح اور ط نقطہ کے بغیر رسی۔

"الشَّظْنُ" بِفَتْحِ الشَّيْنِ الْمُعْجَمَةِ وَالطَّاءِ الْمُهْمَلَةِ: الْحَبْلُ۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب فضائل القرآن و باب فضل سورة الكهف و مسلم فی کتاب صلاة المسافرين، باب نزول السكينة القراءة القرآن۔

**اللُّغَازَانِ:** فَتَفَشَّتْهُ: اس پر غالب آ گیا یہاں تک کہ اس کو ڈھانپ لیا۔ السَّكِينَةُ: اطمینان و رحمت۔

**فوائد:** سورہ کہف کی تلاوت کی فضیلت ذکر کی گئی ہے۔ (۲) نیک لوگوں سے خرق عادت افعال بطور کرامت ظاہر ہوتے ہیں۔

۹۹۹: وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنْ كِتَابِ اللَّهِ فَلَهُ حَسَنَةٌ، وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا لَا أَقُولُ:

۹۹۹: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے کتاب اللہ کا ایک حرف تلاوت کیا۔ اس کو ایک نیکی ملے گی اور نیکی کا بدلہ کم از کم دس گناہ ہے۔ میں نہیں کہتا

آلَمْ حَرْفٌ ، وَلَكِنْ أَلِفٌ حَرْفٌ وَلَامٌ حَرْفٌ ، کہ ﴿الم﴾ ایک حرف لیکن الف ایک حرف لام دوسرا حرف اور میم ومیم حَرْفٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ تیسرا حرف ہے۔ (ترمذی) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخریج:** رواہ الترمذی فی ثواب ابواب باب ما جاء فی من قراء حرفا من القرآن ما له من الاجر۔

**فوائد:** (۱) تلاوت قرآن مجید کا اہتمام کرنا چاہئے۔ قاری کے لئے ہر حرف کے بدلے جس کی وہ تلاوت کرتا ہے ایک نیکی بڑھا کر دی جاتی ہے۔

۱۰۰۰ : وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : "إِنَّ الَّذِي لَيْسَ فِي جَوْفِهِ شَيْءٌ مِّنَ الْقُرْآنِ كَالْبَيْتِ الْخَرِبِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ، وَقَالَ : حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔  
۱۰۰۰ : حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بے شک وہ آدمی جس کے دل میں قرآن کا کچھ حصہ نہیں وہ ویران گھر کی طرح ہے۔“ (ترمذی) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخریج:** رواہ الترمذی فی ابواب ثواب القرآن باب الذی لیس فی جوفہ قرآن کالبیت الخرب

**اللغزات:** لیس فی جوفہ: کچھ بھی قرآن مجید کا حصہ یاد نہیں۔ کالبیت الخرب: وہ گھر جو بھلائی اور سائنین سے خالی ہو۔  
**فوائد:** (۱) قرآن مجید کو یاد کرنے کی تاکید کی گئی اور اس میں طرز عمل کیا ہونا چاہئے وہ بتلایا گیا۔ (۲) قرآن مجید کا حامل بھلائی سے پر اور احسانات سے ڈھنپا ہوا ہے۔

۱۰۰۱ : وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ قَالَ : يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ : اقْرَأْ وَارْتَقِ وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا ، فَإِنَّ مَنَازِلَكَ عِنْدَ آخِرِ آيَةِ تَقْرُؤَهَا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ ، وَالتِّرْمِذِيُّ ، وَقَالَ : حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔  
۱۰۰۱ : حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں: ”قرآن والے کو کہا جائے گا۔ پڑھتا جا اور چڑھتا جا اور اسی طرح ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جس طرح تو دنیا میں پڑھتا تھا۔ تیرا مرتبہ اس آخری آیت پر ہے جس کو تو پڑھے گا۔“ (ابوداؤد ترمذی) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخریج:** رواہ ابوداؤد فی کتاب الصلاة باب استحباب الترتیل فی القراءة والترمذی فی ابواب ثواب القرآن باب

الذی لیس فی جوفہ قرآن کالبیت الخرب

**اللغزات:** صاحب قرآن: حافظ قرآن یا بعض حصے کو یاد کرنے والا اور اس کی تلاوت کو تدریس کے ساتھ لازم رکھنے والا اور اس کے احکامات پر عمل پیرا اور اس کے آداب سے فائدہ اٹھانے والا۔ وارتنق: توجنت کے درجات میں اتنا چڑھ جتنا تجھے قرآن یاد ہے۔

ورنہ: جنت میں لذت کے لئے پڑھو کیونکہ وہاں نہ تکلیف وہ زندگی ہے نہ عمل کا مقام۔

**فوائد:** قرآن والے کے درجات جنت میں اتنے ان گنت ہوں گے۔ جتنی آیات قرآن مجید یاد کرے گا۔

**فائدہ خاصہ:** (۱) قرآن مجید کی کثرت سے تلاوت جو تدبر، تامل اور عمل کے ساتھ ہو۔ اس پر آمادہ کیا گیا۔ (۲) قرآن مجید کے حفظ کرنے کی ترغیب دلائی گئی اور ختم قرآن پر آمادہ کیا گیا اور اس کے آداب کو اختیار کرنے کا حکم دیا گیا۔ اگر اس موضوع پر مزید معلومات میں اضافہ مطلوب ہو تو میری کتاب الاذکار اور امام نووی کی کتاب التبیان ملاحظہ ہوں۔

۱۸۱: بَابُ الْأَمْرِ بِعَتِّهِ الْقُرْآنِ

وَالْتَحْذِيرُ مِنْ تَعْرِيطِهِ لِلنِّسْيَانِ

۱۰۰۲: عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:

”تَعَاهَدُوا هَذَا الْقُرْآنَ فَوَ الَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ

بِيَدِهِ لَهُوَ أَشَدُّ تَفَلُّتًا مِنَ الْإِبِلِ فِي عُقْلَيْهَا“

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

باب: قرآن مجید کی دیکھ بھال کرنے

اور بھلا دینے سے ڈرانے کا بیان

۱۰۰۲: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرمؐ نے

فرمایا: ”اس قرآن کی حفاظت کرو قسم ہے اس ذات کی جس کے

قبضہ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے وہ نکل جانے میں اونٹ سے زیادہ

تیز ہے جو رسی میں بندھا ہو (اور کھل جائے)۔“ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب فضائل القرآن، باب استذکار القرآن و مسلم کتاب صلاة المسافرين، باب الامر

بتعد القرآن

اللُّغَاتُ: تعاهدوا هذا القرآن: اس قرآن پر مواظبت کرو اس کی تلاوت کی نگہبانی کرو۔ نفلتاً: چھوٹا۔ فی عقلها: جمع

عقال اونٹ کے پاؤں میں ڈال کر جس رسی سے اس کو باندھا جائے۔

**فوائد:** (۱) حافظ قرآن جب قرآن مجید کی بار بار تلاوت کرتا ہے تو اس کے دل کی تختی پر وہ محفوظ رہتا ہے ورنہ بھول جاتا ہے کیونکہ

قرآن مجید بھولنے میں اونٹ کے بھاگنے سے تیز ہے۔

۱۰۰۳: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”قرآن والے کی مثال رسی

سے بندھے ہوئے اونٹ کی طرح ہے۔ اگر اس نے اس کی نگہبانی کی

تو اس کو روک لیا اور اگر اس کو چھوڑ دیا تو وہ چلا گیا۔“

(بخاری و مسلم)

۱۰۰۳: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ”إِنَّمَا مَعَلُ صَاحِبِ

الْقُرْآنِ كَمَثَلِ الْإِبِلِ الْمُعْقَلَةِ إِنْ عَاهَدَ

عَلَيْهَا أَمْسَكَهَا وَإِنْ أَطْلَقَهَا ذَهَبَتْ“ مُتَّفَقٌ

عَلَيْهِ۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب فضائل القرآن، باب استذکار القرآن و مسلم فی کتاب صلاة المسافرين، باب

الامر بتعد القرآن

اللُّغَاتُ: الابل المعقلة: عقال سے بندھے ہوئے اونٹ۔ امسکها: اس کو قائم رکھا اور تھامے رکھا۔





عَلَيْهِ۔ وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَهُ: "لَوْ رَأَيْتَنِي وَأَنَا أَسْتَمِعُ لِقِرَاءَةِ تِلْكَ الْبَارِحَةِ"۔  
مسلم کی روایت میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم مجھے گزشتہ رات اپنی قراءت سنتے ہوئے دیکھ لیتے۔ (تو بہت خوش ہوتے)۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب فضائل القرآن، باب حسن الصوت و مسلم فی کتاب صلاة المسافرين، باب استحباب تحسین الصوت بالقرآن۔

**اللَّحْنَانِ:** زمزما: آپ ﷺ نے خوش آواز دی اور سر کی مٹھاس کو زمزما کی آواز سے تشبیہ دی۔ آل داؤد: مراد داؤد علیہ السلام ہیں اور آل لفظ زائد ہے کیونکہ آپ کی اولاد میں کسی کی بھی اس طرح حسن صوت نہ ملی جس طرح حضرت داؤد علیہ السلام کو ملی تھی۔ لورایتنی: اگر تو مجھے دیکھتا تو کا جو رب محذوف ہے۔ اگر تو مجھے دیکھتا تو یہ بات تمہارے لئے مزید خوشی کا باعث ہوتی۔  
**فوائد:** قواعد تجوید کا لحاظ رکھتے ہوئے۔ قرآن مجید کو عمدہ آواز سے پڑھنا مستحب ہے کیونکہ اس سے قرآن مجید کی حلاوت و شرفی اور دل پر اثر پذیری میں اضافہ ہوتا ہے اور اگر ایسی سر ہو جس سے قرآن مجید اپنی اصل وضع سے نکل جائے تو ایسی سر حرام ہے۔

۱۰۰۶: وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَرَأَ فِي الْعِشَاءِ بِالَّتَيْنِ وَالزَّيْتُونِ فَمَا سَمِعْتُ أَحَدًا أَحْسَنَ صَوْتًا مِنْهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
۱۰۰۶: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عشاء میں ﴿وَالَّتَيْنِ وَالزَّيْتُونِ﴾ پڑھتے ہوئے سنا۔ پس میں نے آپ سے زیادہ اچھی آواز والا کبھی نہیں سنا۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الاذان، باب القراءة و فی مسلم فی کتاب الصلاة، باب القراءة فی العشاء۔  
**اللَّحْنَانِ:** بالتين والزيتون: سورہ تین تلاوت فرمائی۔

**فوائد:** (۱) نبی اکرم ﷺ قرآن مجید کو خوبصورت آواز کے ساتھ پڑھتے تھے۔ یہ دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام محاسن میں درجہ کمال عنایت فرمایا تھا۔

۱۰۰۷: وَعَنْ أَبِي لُبَابَةَ بَشِيرِ بْنِ عَبْدِ الْمُنْذِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ فَلَيْسَ مِنَّا" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ۔  
۱۰۰۷: حضرت ابولبابہ بشیر بن عبد المنذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو قرآن کو خوش الحانی سے نہیں پڑھتا وہ ہم میں سے نہیں۔" (ابوداؤد)

مَعْنَى "يَتَغَنَّ" يُحَسِّنُ صَوْتَهُ بِالْقُرْآنِ۔  
عمدہ سند کے ساتھ روایت کیا۔  
يَتَغَنَّ: قرآن کو خوش آوازی سے پڑھنا۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی کتاب الصلاة، باب استحباب في القراءة وله شواهد عند البخاری۔  
**اللَّحْنَانِ:** فليس منا: ہمارے طریقے اور راستے پر نہیں۔

**فوائد:** (۱) آپ ﷺ کا طریقہ یہ ہے کہ قراءت قرآن کے لئے خوش آواز اختیار کی جائے کیونکہ تحسین صوت سے قرآن مجید کا حسن اور تاثیر مزید بڑھ جائے گی۔

۱۰۰۸: وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "اقْرَأْ عَلَى الْقُرْآنِ" فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ اِقْرَأْ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أَنْزَلَ؟ قَالَ: "إِنِّي أَحِبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي" فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ سُورَةَ النَّسَاءِ حَتَّى جِئْتُ إِلَى هَذِهِ الْآيَةِ: "فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا" قَالَ: "حَسْبُكَ الْآنَ" فَانْفَقْتُ إِلَيْهِ فَإِذَا عَيْنَاهُ تَذَرِفَانِ - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۰۰۸: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے نبی اکرمؐ نے فرمایا ”مجھے تم قرآن پڑھ کر سناؤ۔“ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ کو پڑھ کر سناؤ حالانکہ آپ پر قرآن اترا؟ فرمایا ”میں دوسرے سے سننا پسند کرتا ہوں۔“ چنانچہ میں نے سورۃ النساء شروع کی۔ یہاں تک کہ میں اس آیت پر پہنچا۔ ﴿فَكَيْفَ شَهِيدًا﴾ پس اس وقت کیا حال ہوگا؟ جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور ان سب پر آپ کو گواہ بنائیں گے۔“ آپ نے فرمایا ”اب تم بس کرو۔“ جب میں نے آپ کی طرف نگاہ دوڑائی۔ آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب التفسیر، باب فكيف اذا جئنا و مسلم فی کتاب صلاة المسافرين، باب فضل استماع القرآن

**فوائد:** (۱) عمدہ آواز سے قرآن مجید کی تلاوت طلب کرنا مستحب ہے اور اس پر تدبر سے کان لگانے چاہئیں۔ (۲) آپ ﷺ امت پر کس قدر شفیق و رحیم تھے۔ (۳) اہل علم و فضل کے ساتھ تواضع برتنا اور ان کا مرتبہ و مقام خوب بڑھانا چاہئے۔

**باب: خاص آیات و سورہ پر آمادہ کرنا**

۱۰۰۹: حضرت ابوسعید رافع بن المعلى رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کیا میں تم کو مسجد سے نکلنے سے پہلے قرآن مجید کی عظیم الشان سورۃ نہ سکھا دوں؟“ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا۔ جب ہم نکلنے لگے۔ میں نے کہا ”یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا تھا کہ کیا میں تم کو قرآن کی ان عظیم الشان سورتوں کو نہ سکھا دوں۔“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ﴾ ہے یہ سات دہرائی جانے والی آیات اور قرآن عظیم ہے جو مجھے دیا گیا۔ (بخاری)

**۱۸۲: بَابُ فِي الْحَثِّ عَلَى سُورِ وَآيَاتٍ مَخْصُوصَةٍ**

۱۰۰۹: عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَافِعِ بْنِ الْمَعْلَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "أَلَا أَعَلِمُكَ أَعْظَمَ سُورَةٍ فِي الْقُرْآنِ قَبْلَ أَنْ تَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ؟ فَأَخَذَ بِيَدِي، فَلَمَّا أَرَدْنَا أَنْ نَخْرُجَ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ قُلْتَ لَا أَعَلِمُكَ أَعْظَمَ سُورَةٍ فِي الْقُرْآنِ؟ قَالَ: "الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنُ الْعَظِيمُ الَّذِي أُوتِيَتْهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ."

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب فضائل القرآن، باب فاتحہ الكتاب و فی اول کتاب التفسیر اللُّغَاتُ: الحمد لله رب العالمین: سورہ فاتحہ مراد ہے۔ السبع ثانی: یعنی وہ سات آیات جو نماز کی ہر رکعت میں دہرائی جاتی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کی نماز نہیں جس نے فاتحہ الكتاب نہ پڑھی۔ والقرآن العظیم: یہ سورہ فاتحہ کا نام ہے اور یہ حدیث قرآن مجید کی اس آیت کی تفسیر ہے۔ ﴿وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَكَانِي وَالْقُرْآنِ الْعَظِيمِ﴾ الایۃ۔

**فوائد:** سورہ فاتحہ قرآن مجید کی عظیم الشان سورہ ہے کیونکہ قرآن مجید کے تمام مقاصد کو اپنے اندر جمع کرنے والی ہے اور اس سورت میں وہ مضامین اجمالاً پائے جاتے ہیں جو باقی سورتوں میں تفصیل سے مذکور ہیں۔ اس میں اجمالاً عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ کی عبادت وعدہ وعید گزشتہ زمانہ کے سعادت مند اور گمراہ لوگوں کے واقعات و حالات کی نشاندہی کر کے عبرت دلائی گئی ہے۔ ابو داؤد و ترمذی نے نبی اکرم ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ سورہ فاتحہ ام القرآن ہے۔

۱۰۱۰: وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ فِي قِرَاءَةِ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ: "وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثُ الْقُرْآنِ" وَفِي رِوَايَةٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لِأَصْحَابِهِ: "أَيُّكُمْ أَحَدُكُمْ أَنْ يَقْرَأَ ثُلُثَ الْقُرْآنِ فِي لَيْلَةٍ" فَشَقَّ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ وَقَالُوا: إِنَّا يُطَبِّقُ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَقَالَ: "قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ، اللَّهُ الصَّمَدُ: ثُلُثُ الْقُرْآنِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۰۱۰: حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ﴾ کے بارے میں فرمایا: "بے شک یہ قرآن کے تیسرے حصے کے برابر ہے"۔ ایک اور حدیث میں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا: "کیا تم میں سے کوئی آدمی اس بات سے عاجز ہے کہ وہ قرآن کا تیسرا حصہ ایک رات کو پڑھے"۔ یہ بات صحابہ رضی اللہ عنہم پر گراں گزری تو انہوں نے کہا: "ہم میں کون یا رسول اللہ ﷺ اس کی طاقت رکھتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ﴾ قرآن کے تیسرے حصے کے برابر ہے"۔ (بخاری)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب فضائل القرآن، باب فضل قل هو الله احد اللُّغَاتُ: قل هو الله احد: یعنی وہ سورت جس کا نام اس کی پہلی آیت سے رکھا گیا ہے اور اس کا نام سورہ اخلاص بھی کیونکہ ان میں خالص توحید ہے۔ والذی نفسی بیدہ: آپ ﷺ اس اللہ تعالیٰ کی ذات کی قسم اٹھاتے جو آپ کا مالک ہے۔ اس قسم کا مقصد تاکید اور اہتمام ظاہر کرنا ہے۔ بیدہ: اس کی قدرت کے ساتھ یا اللہ تعالیٰ کا وہ ہاتھ جو مخلوق جیسا نہیں کیونکہ وہ ذات بے مثل اور بے مثال ہے۔ لتعدل ثلث القرآن: ثواب قراءت و تلاوت کے لحاظ سے اور اس لئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی توحید اور تعظیم پر مشتمل ہے۔ ایسا يطبق ذلك: ہم میں سے کون قرآن مجید کا تیسرا حصہ برابر اس کے ہر حرف کو اس کا حق ادا یگی دے کر پڑھ سکتا ہے۔ الصمد: وہ جو حاجات میں اکیلا مقصود ہو۔

۱۰۱۱: وَعَنْ أَنَا رَجُلًا سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ: "قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ" يُرَدِّدُهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ جَاءَ

۱۰۱۱: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے دوسرے کو ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ﴾ پڑھتے اور بار بار دہراتے سنا۔



إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ وَكَانَ الرَّجُلُ يَتَقَالَهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : "وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثَلَاثُ الْقُرْآنِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

جب صبح ہوئی اس نے آ کر اس کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے ذکر کیا۔ وہ آدمی اس کو قلیل سمجھ رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ بے شک یہ سورت تہائی قرآن کے برابر ہے۔“ (بخاری)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب فضائل القرآن، باب فضل قل هو الله احد۔

**الْمَخَانِثُ:** اصبح: صبح کرنا۔ يرددها: اس کی قراءت کو لوٹاتے اور دہراتے۔ يتقالتها: اس کو عمل و ثواب میں قلیل سمجھے۔

۱۰۱۲: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ فِي قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ: "إِنَّهَا تَعْدِلُ ثَلَاثَ الْقُرْآنِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۱۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ﴾ کے بارے میں فرمایا: ”یہ تہائی قرآن کے برابر ہے۔“ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب المسافرین، باب فضل قراءة قل هو الله احد۔

۱۰۱۳: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَحِبُّ هَذِهِ السُّورَةَ: "قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ" قَالَ: "إِنَّ حُبَّهَا أَذْخَلَكَ الْجَنَّةَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔ وَرَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي صَحِيحِهِ تَعْلِيقًا۔

۱۰۱۳: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے شک میں سورۃ ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ﴾ کو پسند کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”بے شک اس کی محبت جنت میں لے جائے گی۔“ (ترمذی)

یہ حدیث حسن ہے۔  
بخاری نے تعلیقاً روایت کی ہے۔

**تخریج:** رواہ الترمذی فی ابواب ثواب القرآن، باب ما جاء فی سورة الاخلاص۔ رواہ البخاری فی کتاب الصلاة، باب الجمع بین السورتین و قوله تعلیقاً ای حذف اول اسنادہ۔

**فوائد:** اس روایت سے پہلی تین روایات قل هو الله احد کی فضیلت کو ظاہر کرتی ہیں اور اس بات کو مزید تقویت دیتی ہیں کہ اس کا ایک مرتبہ پڑھنا ثلث قرآن کے برابر درجہ رکھتا ہے اور اس کی وجہ سے قرآن مجید کے تین علوم (۱) توحید (۲) احکام (۳) اخلاق اور علم توحید کی مکمل طور پر تعلیم قل هو الله میں پڑھی جاتی ہے۔

۱۰۱۴: وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "أَلَمْ تَرَ آيَاتِ أَنْزَلْتُ هَذِهِ آيَةً لَمْ يَرِ مِثْلُهَا قَطُّ؟ قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۱۴: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”کیا تم نے ان آیات میں غور نہیں کیا جو اس رات اُتریں کہ ان جیسی پہلے معلوم نہیں؟“ ”کہو پناہ مانگتا ہوں میں صبح کے رب کی“۔ اور ”کہو پناہ مانگتا ہوں میں آسمانوں کے رب کی“۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلمہ فی کتاب صلوۃ المسافرین باب فضل قراۃ المعوذتین

اللَّحَاقَاتِ: الم تر: یہ کلمہ تعجب کو ظاہر کرنے کے لئے بولا جاتا ہے۔ لم یز مثل من: ایسی اور آیات نہیں پائی گئی جو تمام کی تمام پناہ کو ظاہر کرنے والی ہوں۔ سوائے ان دو سورتوں کے۔ اعوذ: میں پناہ طلب کرتا ہوں، تھامتا ہوں۔ الفلق: صبح۔

۱۰۱۵: وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَتَعَوَّذُ مِنَ الْجَانِّ وَعَيْنِ الْإِنْسَانِ حَتَّى نَزَلَتِ الْمُعَوِّذَتَانِ فَلَمَّا نَزَلَتَا أَخَذَ بِهِمَا وَتَرَكَ مَا سِوَاهُمَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔  
۱۰۱۵: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنات اور انسانی آنکھ سے پناہ مانگتے۔ یہاں تک کہ معوذتین (یعنی سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) اتریں جب یہ دونوں اتریں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو لے لیا اور ان کے علاوہ کو چھوڑ دیا۔ (ترمذی)  
یہ حدیث احسن ہے۔

تخریج: رواہ الترمذی فی ابواب الطب باب ما جاء فی الرقية بالمعوذتین

اللَّحَاقَاتِ: يتعوذ من الجان وعين الانسان: نبی اکرم ﷺ جنات کی ایذا اور حسد کرنے والی انسانی آنکھ کی ایذا سے پناہ طلب کرتے ہیں اور استعاذہ کی دعا اپنے الفاظ میں اس طرح ادا فرماتے۔ اللهم انی اعوذ بك من الجان و عين الانسان۔ اس وقت تک سورہ ناس اور فلق نہیں اتریں۔ یہاں تک کہ وہ نازل ہوئیں اور وہ دو سورتیں فلق و ناس ہیں ان کو معوذتین اس لئے کہا گیا کیونکہ ہر ایک ان میں سے قل اعوذ کے لفظ سے شروع ہوتی ہے۔ اخذهما و ترك ما سواهما تعوذ کے لئے ان کو اختیار فرمایا کیونکہ ان میں ہر اس تکلیف دہ چیز سے پناہ طلب کی گئی ہے۔ جو کائنات میں پائی جاتی ہے اور اس کے علاوہ معوذات کو ترک کر دیا۔  
فوائد: ما قبل روایات کے فوائد بھی ملحوظ رہیں۔ مزید یہ ہیں۔ (۱) سورہ فلق و ناس کی فضیلت ذکر کی گئی۔ (۲) ان دونوں سورتوں کے متعلق مذکور ہوا کہ تعوذ کے لئے حضور ﷺ نے ان کو خاص کر لیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سورتیں مستعاذ بہ اور مستعاذ منہ پر مشتمل ہیں یعنی جس کی پناہ طلب کی جاتی ہے اور جس سے پناہ طلب کی جاتی ہے۔ (۳) جنات کی ایذا اور حسد و کینہ رکھنے والے انسان کی آنکھ سے خصوصاً پناہ طلب کی گئی ہے کیونکہ ان دونوں کا ضرر بہت بڑا ہے۔ جن دونوں سورتوں کے ذریعہ پناہ طلب کی گئی ہے وہ ازالہ ضرر کا سب سے بہتر ذریعہ ہیں۔ (۴) نظر لگ جاتی ہے۔ اسی لئے تو نبی اکرم ﷺ اس سے پناہ مانگا کرتے تھے۔

۱۰۱۶: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "مِنَ الْقُرْآنِ سُورَةٌ تَلَاهُكَ آيَةٌ شَفَعَتْ لِرَجُلٍ حَتَّى غُفِرَ لَهُ" وَهِيَ تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ وَفِي رِوَايَةٍ أَبِي دَاوُدَ: "تَشْفَعُ"۔  
۱۰۱۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قرآن میں تیس آیات والی ایک سورۃ ہے جس نے ایک آدمی کی شفاعت کی۔ یہاں تک کہ اس کو بخش دیا گیا اور وہ سورۃ ﴿تَبَارَكَ الَّذِي﴾ (یعنی سورۃ الملک) ہے۔ (ابوداؤد ترمذی) یہ حدیث حسن ہے اور ابوداؤد کی روایت میں تشفع ہے یعنی سفارش کرے گی۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی کتاب الصلوٰۃ باب فی عدد الذی والترمذی فی ابواب ثواب القرآن باب ما جاء فی

فضل سورة السجۃ

**اللَّحَاقَاتُ:** ثلاثون اية: یہ مبتداء محذوف ہی کی خبر ہے یعنی وہ تیس آیات ہیں۔ شفعت: قیامت کے دن یہ اپنے پڑھنے والے کی شفاعت کرے گی اور ماضی کے لفظ سے مستقبل کو ذکر کرنے کا مقصد اس کا یقین پیش آنے کو بیان کرنا اور اس کی طرف رغبت دلانا ہے۔  
**فوائد:** (۱) سورۃ الملک کی فضیلت ذکر کی گئی اور اس کو یاد کرنے اور تلاوت کرنے کی طرف متوجہ کیا گیا۔ (۲) سورۃ الملک اپنے پڑھنے والے کی سفارش کرے گی یہاں تک کہ اس کی بخشش کرادے گی۔

۱۰۱۷: وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ قَرَأَنَا بِالْأَيِّتَيْنِ مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ فِي لَيْلَةٍ كَفَّتَاهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
۱۰۱۷: حضرت ابو مسعود البدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے سورۃ البقرہ کی آخری دو آیات رات کو پڑھی تو یہ اس کے لئے رات بھر کفایت کریں گی۔“ (بخاری و مسلم)

قِيلَ: كَفَّتَاهُ الْمَكْرُوهَةُ تِلْكَ اللَّيْلَةُ، وَقِيلَ: كَفَّتَاهُ مِنْ قِيَامِ اللَّيْلِ۔  
بعض نے اس رات کی ناپسندیدہ چیزوں کیلئے کافی ہو جائیں گی۔ بعض نے کہا تہجد کیلئے کافی ہو جائیں گی۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی البخاری فی المغازی و فی فضائل القرآن باب من لم يرباسا ان يقول سورة بقرہ

وسورہ کذا و کذا و مسلم فی صلاة المسافرين باب فضل سورة فاتحه و خورتیم سورة بقرہ

**اللَّحَاقَاتُ:** الايتان من آخر سورة البقرة: یہ آیتیں امن الرسول سے لے کر آخر سورۃ تک ہیں۔

**فوائد:** (۱) جو شخص سورۃ بقرہ کی آخری آیات پڑھتا ہے وہ اس کے لئے دنیا اور آخرت کے اہم کاموں میں کافی ہو جائیں گی اور ہر شران کی وجہ سے دور ہو جائے گا۔ (۲) بعض نے کہا یہ تہجد یا ایمان کے لئے کافی ہے کیونکہ ان میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سپردگی پائی جاتی ہے۔ (۳) بعض نے کہا یہ آیات بہت سی دعاؤں کی بجائے کافی ہیں کیونکہ ان میں پائی جانے والی دعا دنیا و آخرت کی بھلائیوں پر مشتمل ہے۔

۱۰۱۸: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "لَا تَجْعَلُوا بَيُوتَكُمْ مَقَابِرَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْفِرُ مِنَ الْبَيْتِ الَّذِي تُقْرَأُ فِيهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
۱۰۱۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اپنے گھروں کو قبرستان مت بناؤ بے شک شیطان اس گھر سے دور بھاگتا ہے جس میں سورۃ بقرہ پڑھی جاتی ہے۔“ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب المسافرين باب استحباب صلاة الفاضلة فی بیتہ

**اللَّحَاقَاتُ:** لا تجعلوا بيوتكم مقابر: اپنے گھروں کو قبریں مت بناؤ یعنی اپنے گھروں کو اعمال اور قراءت کے ساتھ خالی مت چھوڑو کہ تم ان میں مردوں کی طرح بن جاؤ۔ ینفر: اعراض کرنا اور دور ہونا۔

**فوائد:** (۱) سورہ بقرہ کی فضیلت ذکر کی گئی اور تدبر کے ساتھ اس کی قراءت اور احکامات کی پیروی شیطان کو دور کرتی اور گمراہی اور ضلالت سے بچاتی ہے۔ (۲) علامہ ابن عسلاں رحمۃ اللہ نے فرمایا: قرآن مجید میں کوئی ایسی سورت نہیں جس میں احکام اور نعمتوں کی تفصیلات اور عجیب واقعات، معجزات کا تذکرہ اور اللہ تعالیٰ کے خاص اور منتخب بندوں کا تذکرہ اور شیطان کی رسوائی و ذلت اور اس بات کا انکشاف جس سے شیطان آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کو پھسلانے میں کامیاب ہوتا ہے۔ اس وجہ سے یہ کہا جاتا ہے کہ اس سورت میں ایک ہزار اور امر ایک ہزار نواہی، ایک ہزار حکمتیں اور ایک ہزار خبریں مذکور ہیں۔ (۳) گھر میں نفلی نماز مستحب ہے اور عبادات مافلہ گھروں میں کثرت سے ادا کرنی چاہئے۔

۱۰۱۹: وَعَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "يَا أَبَا الْمُنْذِرِ أَتَدْرِي أَيَّ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ مَعَكَ أَعْظَمُ؟ قُلْتُ: اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ، فَضَرَبَ فِي صَدْرِي وَقَالَ: "لِيَهْنِكَ الْعِلْمُ أَبَا الْمُنْذِرِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۰۱۹: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے ابو المنذر! کیا تمہیں معلوم ہے کہ تیرے پاس اللہ کی کتاب میں کون سی آیت سب سے بڑی ہے؟ میں نے کہا ﴿اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ﴾ (یعنی آیت الکرسی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینے پر ہاتھ مار کر فرمایا: اے ابو المنذر! تمہیں علم مبارک ہو۔" (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب المسافرین، باب فضل سورة الكهف و آية الكرسي

**التَّخْرِيجُ:** ابا المنذر: یہ حضرت ابی بن کعب کی کنیت ہے۔ اللہ لا الہ الا ہو الحی القیوم: اس سے مراد آیت الکرسی ہے جو العلی العظیم پر ختم ہوتی ہے۔ القیوم: ہمیشہ رہنے والا اور اپنی مخلوق کے تمام کاموں کو بنانے والا۔ لیہنک العلم: اللہ تعالیٰ تمہارا علم تمہیں مبارک کرے اور تمہارے لئے نفع بخش بنائے اور تمہارے تذکرے کو بلند کرنے والا بنائے۔

**فوائد:** (۱) قرآن مجید کے بعض حصوں کو دوسروں پر فضیلت حاصل ہے۔ (۲) آیت الکرسی عظیم آیات میں سے ہے۔ اسلئے کہ یہ عظیم الشان مقاصد پر مشتمل ہے۔ (۳) اگر خود پسندی میں مبتلا ہونے کا خدشہ نہ ہو تو آدمی کی تعریف اس کے سامنے کرنا درست ہے۔

۱۰۲۰: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: وَكَلَّنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِحِفْظِ زَكَاةِ رَمَضَانَ، فَاتَانِي ابْنُ فَجْعَلٍ يَحْتُوا مِنَ الطَّعَامِ، فَأَخَذْتُهُ فَقُلْتُ: لَا رَفْعَ لَكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: إِنِّي مُحْتَاجٌ وَعَلَى عِيَالٍ، رَبِّي حَاجَةٌ شَدِيدَةٌ - فَخَلَّيْتُ عَنْهُ فَأَصْبَحْتُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، مَا فَعَلَ أَسِيرُكَ الْبَارِحَةَ؟ فَقُلْتُ يَا

۱۰۲۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے رمضان کی زکوٰۃ یعنی صدقہ فطر کا نگران بنایا۔ میرے پاس ایک آنے والا آیا اور کھانے کے چلو بھرنے لگا۔ میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا میں تمہیں ضرور رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کروں گا۔ اس نے کہا میں ضرورت مند اور عیال دار ہوں مجھے سخت ضرورت تھی میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ جب حضور ﷺ کی خدمت میں صبح کی تو آپ نے فرمایا: "اے ابو ہریرہ تیرے رات والے قیدی کا کیا بنا؟ میں نے کہا رسول اللہ ﷺ اس نے ضرورت اور عیال



داری کا عذر کیا لہذا میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا ”اس نے تم سے جھوٹ بولا“ وہ عنقریب واپس آئے گا۔ میں نے جان لیا کہ وہ واپس لوٹے گا۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دیا تھا۔ پس میں نے اس کا انتظار کیا چنانچہ وہ آیا اور دونوں ہاتھوں سے غلہ لینے لگا۔ میں نے کہا میں تمہیں ضرور حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کروں گا۔ اس نے کہا مجھے چھوڑ دو میں محتاج اور عیال دار ہوں۔ پھر دوبارہ نہیں آؤں گا مجھے اس پر رحم آیا اور میں نے اس کو جانے دیا۔ میں صبح حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے ابو ہریرہ تیرے رات والے قیدی کا کیا بنا؟ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اس نے ضرورت اور عیال داری کی شکایت کی۔ جس پر مجھے رحم آیا اور میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا ”اس نے تجھ سے جھوٹ بولا اور عنقریب لوٹے گا۔“ پس میں نے اس کا تیسری مرتبہ انتظار کیا تو وہ آ کر دونوں ہاتھوں سے غلہ لینے لگا۔ پس میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا ضرور میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس پیش کروں گا۔ یہ آخری اور تیسری مرتبہ ہے تو کہتا ہے کہ واپس نہیں لوٹے گا؟ پھر لوٹتا ہے اس نے کہا مجھے چھوڑ دو میں تمہیں ایسے کلمات سکھاؤں گا جس سے اللہ تمہیں فائدہ دے گا۔ میں نے کہا ”وہ کیا؟ اس نے کہا جب تم اپنے بستر پر جاؤ تو آیہ الکرسی پڑھو۔ بے شک تم پر اللہ کی طرف سے نگران مقرر ہوگا اور شیطان صبح تک تیرے قریب بھی نہیں آئے گا۔ میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ صبح حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچا تو مجھے حضور ﷺ نے فرمایا: ”تیرے رات والے قیدی کا کیا بنا؟“ میں نے کہا رسول اللہ ﷺ اس کا خیال یہ ہے کہ وہ مجھے کچھ کلمات سکھائے گا جس سے اللہ مجھے فائدہ دے گا۔ اس لئے کہ میں نے اس کا راستہ چھوڑ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ کلمات کیا ہیں؟ میں نے کہا اس نے یہ بتایا کہ جب تم اپنے بستر پر لیٹو تو آیہ الکرسی شروع سے آخر تک پڑھو۔ پھر مجھے کہا کہ تم پر اللہ کی طرف سے ایک نگران مقرر ہوگا اور صبح تک شیطان

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ شَكَا حَاجَةً وَعِيَالًا فَرَحِمْتُهُ وَخَلَيْتُ سَبِيلَهُ - فَقَالَ : ”إِنَّهُ قَدْ كَذَبَكَ وَسَيَعُودُ“ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ سَيَعُودُ لِقَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَرَصَدْتُهُ - فَجَاءَ يَحْتَوِي مِنَ الطَّعَامِ فَقُلْتُ لَا رَفْعَ لَكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ دَعْنِي فَإِنِّي مُحْتَاجٌ وَعَلَى عِيَالٍ لَا أَعُودُ فَرَحِمْتُ وَخَلَيْتُ سَبِيلَهُ - فَأَصْبَحْتُ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا فَعَلَ أَسِيرُكَ الْبَارِحَةَ قُلْتُ : يَا رَسُولَ اللَّهِ شَكَا حَاجَةً وَعِيَالًا فَرَحِمْتُ وَخَلَيْتُ سَبِيلَهُ فَقَالَ : فَرَصَدْتُهُ الثَّالِثَةَ - فَجَاءَ يَحْتَوِي مِنَ الطَّعَامِ فَأَخَذْتُهُ فَقُلْتُ لَا رَفْعَ لَكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهَذَا آخِرُ ثَلَاثٍ مَرَّاتٍ إِنَّكَ تَزْعُمُ أَنَّكَ لَا تَعُودُ ثُمَّ تَعُودُ! فَقَالَ : دَعْنِي فَإِنِّي أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ يَنْفَعُكَ اللَّهُ بِهَا ، قُلْتُ : مَا هُنَّ؟ قَالَ إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَاقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ فَإِنَّهُ لَنْ يَزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللَّهِ حَافِظٌ ، وَلَا يَقْرَبَكَ شَيْطَانٌ حَتَّى تُصْبِحَ ، فَخَلَيْتُ سَبِيلَهُ فَأَصْبَحْتُ ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ”مَا فَعَلَ أَسِيرُكَ الْبَارِحَةَ؟“ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ زَعَمَ أَنَّهُ يَعْلَمُنِي كَلِمَاتٍ يَنْفَعُنِي اللَّهُ بِهَا فَخَلَيْتُ سَبِيلَهُ فَقَالَ : مَا هِيَ؟ “ فَقُلْتُ : قَالَ لِي : إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَاقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ مِنْ أَوَّلِهَا حَتَّى تَخْتِمَ الْآيَةَ : ”اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ“ وَقَالَ لِي : لَا يَزَالُ عَلَيْكَ مِنَ اللَّهِ حَافِظٌ ، وَلَنْ يَقْرَبَكَ شَيْطَانٌ حَتَّى تُصْبِحَ - فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ”أَمَا إِنَّهُ قَدْ

صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوبٌ ، تَعْلَمُ مَنْ تُخَاطِبُ      تمہارے قریب ہرگز نہیں آئے گا تو نبی اکرمؐ نے فرمایا: ”اچھی طرح  
مُنْذُ ثَلَاثٍ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ؟ قُلْتُ : لَا - قَالَ :      سنو بے شک اس نے تم سے سچ کہا حالانکہ وہ بہت بڑا جھوٹا ہے“ اے  
”ذَاكَ شَيْطَانٌ“ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔      ابو ہریرہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ تین راتوں سے تمہارا مخاطب کون رہا؟

میں نے کہا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ شیطان تھا۔ (بخاری)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الوکالة كاملاً ، باب اذا وکل رجل فترك الوکیل شیفاً فاجازه الموکل فهو جائز  
ورواه مختصراً فی کتاب فضائل القرآن و بدء ایلحق

**الذِّخَائِرُ:** زکوٰۃ رمضان: اس سے مراد صدقہ الفطر ہے۔ یحشوا: دو ہاتھوں سے کھانا لے رہا تھا۔ فرصدتہ: میں نے اس کا  
انتظار کیا۔ اذا اویت الی فراشک: جب تم اپنے بستر پر جاؤ جو سونے کے لئے بچھایا گیا ہو۔ آیۃ الکرسی: اس کو آیت الکرسی اس  
لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں کرسی کا تذکرہ ہے۔

**فوائد:** (۱) آیۃ الکرسی کی فضیلت ذکر کی گئی ہے۔ جب یہ کسی گھر میں اخلاص سے شام کو تلاوت کی جائے تو وہ شیطین سے اس رات  
محفوظ کر دیا جاتا ہے۔ (۲) آیت الکرسی کو سونے کے وقت پڑھنا مستحب ہے۔

۱۰۲۱: وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ      ۱۰۲۱: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی  
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : ”مَنْ حَفِظَ عَشْرَ      اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے سورۃ الکہف کی دس پہلی آیات یا، کر  
آيَاتٍ مِنْ أَوَّلِ سُورَةِ الْكَهْفِ عَصِمَ مِنَ      لیں وہ دجال سے محفوظ رہے گا۔  
الدَّجَالِ“ وَفِي رِوَايَةٍ : ”مِنْ آخِرِ سُورَةِ      ایک روایت میں ہے سورۃ الکہف کی آخری آیات۔ دونوں کو  
الْكَهْفِ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔      مسلم نے روایت کیا ہے۔

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب صلاة المسافرين باب فضل سورة الكهف

**الذِّخَائِرُ:** سورة الكهف: وہ سورۃ جس میں کہف کا تذکرہ ہے۔ ولبشوا فی کھفہم ثلاثہ منۃ سنین وازدادوا تسعا۔  
عصم: محفوظ رہے گا۔ الدجال: وہ مسیح کذاب ہے جو آخری زمانہ میں نکلے گا اور اس کا ظہور لوگوں کے لئے بہت بڑے فتنے کا باعث  
ہوگا۔ اس لئے کہ وہ الوہیت کا دعویٰ دار ہوگا اور اس کے ہاتھوں پر بعض خارق عادت افعال بھی ظاہر ہوں گے اسی وجہ سے ہر پینمبر نے  
اپنی قوم کو اس کے فتنے سے خبردار کیا۔

**فوائد:** (۱) جو شخص سورہ کہف کی اول دس آیات صبح و شام تلاوت کرے گا وہ مسیح دجال کے فتنے سے محفوظ رہے گا۔ (۲) اسی طرح  
جس نے اختتامی دس آیات حفظ یا دیکھا اور ان کی قراءت پر صبح و شام ہمیشگی اختیار کی۔ جن کا      اللذین سوا و عملوا  
الصلاحات سے آخر سورت تک ہے وہ بھی دجال کے فتنے سے محفوظ رہے گا۔ شام      اختیار کرنے کی وجہ یہ ہو کہ یہ آیات دل  
میں ایمان کی قوت کو بہت ابھارتی اور انسان کو یہ سبق دیتی ہے کہ آزمائش یا فتنہ کتنا      یوں نہ ہو ایمان سے ہٹنا نہ چاہئے۔

۱۰۲۲: وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا      ۱۰۲۲: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اسی دور

حضرت جبریل علیہ السلام نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ انہوں نے اپنے اوپر سے ایک آواز سنی تو اپنا سر اوپر اٹھایا اور کہا۔ ”یہ آسمان کا وہ دروازہ ہے جو آج کھولا گیا ہے اور آج سے پہلے کبھی نہیں کھولا گیا۔ اس ہے ایک فرشتہ اترنا۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا یہ وہ فرشتہ زمین پر اترا ہے جو آج سے پہلے کبھی نہیں اتر اچنانچہ اس فرشتے نے سلام کیا اور کہا ”حضور ﷺ آپ کو ان دونوروں کی بشارت ہو جو آپ کو دیئے گئے اور آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیئے گئے (۱) سورة الفاتحہ (۲) اور سورة البقرہ کی آخری آیات۔ آپ ان میں سے جو بھی حرف پڑھیں گے وہ آپ کو عطا کر دی جائے گی۔

النقیض: آواز

قَالَ: بَيْنَمَا جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَاعِدٌ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ سَمِعَ نَقِيضًا مِّنْ فَوْقِهِ فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: هَذَا بَابٌ مِّنَ السَّمَاءِ فَتُحْ الْيَوْمَ وَلَمْ يَفْتَحْ قَطُّ إِلَّا الْيَوْمَ فَزَلَّ مِنْهُ مَلَكٌ فَقَالَ: هَذَا مَلَكٌ نَزَلَ إِلَى الْأَرْضِ لَمْ يَنْزِلْ قَطُّ إِلَّا الْيَوْمَ فَسَلَّمَ وَقَالَ: أَبَشُرْ بِنُورَيْنِ أُوتِيْتَهُمَا لَمْ يُوْتَهُمَا نَبِيٌّ قَبْلَكَ: فَاتِحَةُ الْكِتَابِ، وَخَوَاتِيمُ سُورَةِ الْبَقَرَةِ، لَنْ تَقْرَأَ بِحَرْفٍ مِنْهَا إِلَّا أُعْطِيَتْهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

”النقیض“: الصوت۔

تخریج: رواه مسلم فی صلاة المسافرين باب فضل الفاتحة و خواتیم سورة البقرہ۔

اللغزات: فرفع رأسه: سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ تینوں ضمائر جبریل علیہ السلام کی طرف لوٹی ہیں اور اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ آسمانوں سے متعلق ان کی معلومات زیادہ ہیں اور یہ بات ظاہر کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ان امور غیبیہ کو بیان کرنا نبی اکرم ﷺ کی ذات گرامی سے ہی ہو سکتا ہے مگر واضح ہونے کی وجہ سے حذف کر دیا گیا۔ ابشر بنورین: تم دونوں پر خوش ہو جاؤ کیونکہ ان میں سے ہر ایک سورت کی آیات تلاوت کرنے والے کے لئے قیامت کے دن وہ نور ہوں گی اور اس کے آگے آگے دوڑیں گی۔

فوائد: سورة فاتحہ اور سورة بقرہ کی آخری آیات کی فضیلت ذکر کی گئی ہے۔ جس شخص نے ان کو پورے اخلاص کے ساتھ پڑھا اللہ تعالیٰ اس کو وہ ہدایت بخشتے ہیں کہ دنیا اور آخرت کی سعادت ان میں مستور ہے۔ وہ ان کو عنایت فرمائیں گے۔

باب: قراءت کے لئے

جمع ہو۔ نہ کا استحباب

۱۰۲۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جو لوگ اللہ کے گھر میں سے کسی گھروں میں قرآن کی تلاوت کے لئے اکٹھے ہوتے ہیں اور آپس میں اس کی تکرار (اعادہ) کرتے ہیں تو ان پر تسکین اترتی ہے اور رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے۔ فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کا اپنے پاس والوں میں ذکر فرماتے

۱۸۴ بَابُ اسْتِحْبَابِ

الاجتماع على القراءة

۱۰۲۳: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِّنْ بُيُوتِ اللَّهِ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَيَتَدَارِسُونَهُ بَيْنَهُمْ، إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ، وَغَشِيَتْهُمْ الرَّحْمَةُ، وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ، وَذَكَرَهُمُ اللَّهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ“ رَوَاهُ

ہیں۔ (مسلم)

مُسْلِم۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الذکر فضل الاجتماع علی تلاوت القرآن و علی الذکر

اللَّغَائِبِ: ما اجتماع: نہیں اکٹھے ہوتے۔ یہ الفاظ پہلے بھی باب قضاء حوائج المسلمين میں گزر چکے۔ یندار سونہ: آپس میں ایک دوسرے کو سناتے اور سنتے ہیں یعنی دور کرتے ہیں۔ غشیتهم الرحمة: ان پر رحمت اترتی ہے۔ حفتهم الملائكة: فرشتے ان کو گھیرے میں لے لیتے ہیں۔ فبمن عنده: مراد فرشتے ہیں۔

فوائد: (۱) اللہ تعالیٰ کے گھروں میں جمع ہونا اور تلاوت قرآن مجید کرنا اور اس کا دور کرنا امر مستحب ہے کیونکہ اس سے اطمینان میسر ہوتا ہے اور رحمت اترتی ہے اور فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور ان جمع ہونے والے سے راضی ہوتے ہیں اور آسمان میں ان کے اس مبارک عمل کی وجہ سے ان کا تذکرہ ہوتا ہے۔

## باب: وضو کی فضیلت

## ۱۸۵: بَابُ فَضْلِ الْوُضُوءِ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اے ایمان والو! جب نماز کا ارادہ کرو تو اپنے چہرے کو دھوؤ۔۔۔۔۔ آیت کے آخر تک۔۔۔۔۔ اللہ نہیں چاہتے کہ تمہیں تنگی میں ڈالے لیکن اللہ چاہتے ہیں کہ تم کو پاک کرے اور اپنی نعمتیں تم پر تمام کرے تاکہ تم شکر گزار ہو جاؤ۔“۔ (المائدہ)

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ إِلَى قَوْلِهِ..... مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ وَلَكِنْ يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾ [المائدة: ۶]

حل الآيات: من حرج بختی اور تنگی۔

۱۰۲۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ”میری امت قیامت کے دن وضو کے نشانات کی وجہ سے سفید ہاتھ پاؤں سے بلائی جائے گی جو آدمی تم میں سے اپنی روشنی کو طویل کر سکتا ہو تو وہ ضرور ایسا کرے۔“ (بخاری و مسلم)

۱۰۲۴: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ”إِنَّ أُمَّتِي يُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنْ أثارِ الْوُضُوءِ“ فَمَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يُطِيلَ غُرَّتَهُ فَلْيَفْعَلْ ”مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ“

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الوضوء، باب فضل الوضوء والغر المحجلون من اثر الوضوء و مسلم فی کتاب

الطهارة، باب استحباب الطهارة الغرة والتعجيل

اللَّغَائِبِ: امتی: مراد امت محمد ﷺ ہے امت کا لفظ دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ (۱) امت دعوت: یعنی وہ تمام لوگ جن کی طرف آپ کو مبعوث کیا گیا۔ (۲) امت اجابت: وہ امت جنہوں نے آپ کی بات کو قبول کر لیا۔ اس روایت میں امت اجابت ہی مراد ہے۔ يدعون: مقام حساب یا مقام میزان کی طرف بلایا جائے گا۔ غرًّا: جمع اغر ہے سفیدی کے نشان والے۔ غرقة: ماتھے پر



سفید کا نشان یہاں مراد نور ہے جو ان کے چہروں پر چمکے گا جس سے ان کی پہچان ہوگی۔ اس روایت میں چہرے کے نور کو گھوڑے کی سفید پیشانی سے تشبیہ دی گئی ہے۔ محجلین یہ تعجیل سے ہے۔ یہ گھوڑے کی چاروں پنڈلیوں یا تین پنڈلیوں پر پائی جانے والی سفیدی کو کہتے ہیں اور حدیث میں مراد وہ نور ہے جو وضو میں دھوئے جانے والے مقامات یعنی ہاتھوں پاؤں وغیرہ پر پھیلنے والا ہوگا۔ من آثار الوضوء: کسی چیز کے بقیہ نشان کو اثر کہا جاتا ہے۔ الوضوء: کالفظ وضاعت سے بنا ہے۔ وضاعت حسن و لطافت کو کہتے ہیں۔ وضوء: وضوء کرنا وضوء وہ پانی جس سے وضو کیا جاتا ہے اور یہاں دونوں معنی مراد ہو سکتے ہیں کیونکہ غرہ اور تعجیل یہ غسل سے پیدا ہوتے ہیں پانی سے۔ اس لئے ان میں سے کسی ایک طرف کرنا درست ہے۔

**فوائد:** سنت یہ ہے کہ ماتھے کی سفیدی اور پاؤں کی سفیدی کو بڑھا دیا جائے اور یہ اس طرح ممکن ہے کہ چہرے اور ہاتھ پاؤں کے واجب حصہ سے زائد کو بھی دھویا جائے۔ غرہ اور تعجیل یہ اس امت کی خصوصیات سے ہے۔ مسلم کی روایت کے مطابق سیما کالفظ بھی آتا ہے جس کا معنی علامت ہے اور یہ الفاظ بھی ہیں لیست لاحد غیر کم: کہ تمہارے علاوہ اور کسی امت کے لئے نہیں۔

۱۰۲۵: وَعَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ خَلِيلِي ﷺ  
۱۰۲۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ میں نے اپنے خلیل ﷺ کو یہ فرماتے سنا ”مؤمن کا زیور (جنت میں) وہاں الْوُضُوءُ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
تک ہوگا جہاں تک وضو کا پانی پہنچے گا۔“ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الطہارۃ، باب تبلغ الحیلۃ حیث یبلغ الوضوء۔

**اللتخانی:** خلیل اس دوست کو کہا جاتا ہے جس کی محبت دل میں اتر جائے۔ الحلیۃ: زینت

**فوائد:** (۱) اس میں غرہ اور تعجیل پر آمادہ کیا گیا کیونکہ جنت میں مؤمن کا زیور اس مقام تک پہنچے گا جہاں تک وضوء کا پانی۔

۱۰۲۶: وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ  
۱۰۲۶: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے اچھے طریقہ سے وضوء فَاَحْسَنَ الْوُضُوءِ خَرَجْتُ خُطَابًا مِنْ جَسَدِهِ  
کیا اس کے گناہ اس کے جسم سے نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ ناخنوں حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ اَظْفَارِهِ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
کے نیچے سے بھی۔“ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الطہارۃ، باب خروج ابطاعیا مع ماء الوضوء۔

**اللتخانی:** فاحسن الوضوء: ایسا وضو کیا جو تمام آداب و سنن وضو پر مشتمل تھا۔ خرجت خطایاہ: اللہ تعالیٰ کے حق سے متعلق چھوٹے گناہ مراد ہیں۔ خروج: مغفرت کے لئے بطور کنایہ استعمال ہوا۔

**فوائد:** اس روایت میں آداب و شرائط وضو کو سیکھنے کی طرف متوجہ کیا گیا اور ان پر عمل کرنے کی رغبت دلائی گئی ہے۔ احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ رخصت کی طرف نہ جائے بلکہ ایسا وضو کرے جو تمام علماء کے نزدیک تمامیت و کمال والا ہو۔ پس بسم اللہ، نیت، مضمضہ، ناک میں پانی ڈالنا اور ناک صاف کرنے اور اسی طرح کے جتنے احکام و آداب وضو سے متعلق ہیں ان کو بجالائے۔

۱۰۲۷: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح وضو کرتے دیکھا جس طرح میں نے وضو کیا۔ پھر کہا جس نے اس طرح وضو کیا اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور اس کی نماز اور مسجد کی طرف چلنے کا ثواب ظاہر رواہ مسلم ہے۔ (مسلم)

۱۰۲۸: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ" أَوِ الْمُؤْمِنُ - فغَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَ مِنْ وَجْهِهِ كُلِّ خَطِيئَةٍ نَظَرَ إِلَيْهَا بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ فَإِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَتْ كُلُّ خَطِيئَةٍ مَشَتْهَا رِجْلَاهُ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ حَتَّى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِنَ الذُّنُوبِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الطہارۃ باب فضل الوضو والوصلۃ عقبہ

فوائد: وضو اللہ تعالیٰ کے حقوق سے متعلق صغیرہ گناہوں کی بخشش کا ذریعہ ہے۔ مسجد کی طرف چلنے اور اس میں نماز ادا کرنے بہت سی نیکیاں حاصل ہوتی ہیں۔

۱۰۲۸: حضرت ابو ہریرہؓ روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: "جب مسلم یا مؤمن بندہ وضو کے دوران اپنا چہرہ دھوتا ہے تو اس کے چہرے کا ہر گناہ جس کی طرف اس نے آنکھوں سے دیکھا پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطروں کے ساتھ نکل جاتا ہے۔ جب وہ اپنے ہاتھ دھوتا ہے تو اسکے دونوں ہاتھوں کا ہر گناہ جو اس نے اپنے دونوں ہاتھوں سے کیا ہوتا ہے پانی یا اسکے آخری قطرے کے ساتھ نکل جاتا ہے۔ جب وہ اپنے دونوں پاؤں دھوتا ہے تو ہر وہ گناہ جس کی طرف چل کر گیا پانی کے ساتھ یا اسکے آخری قطرے کے ساتھ نکل جاتا ہے یہاں تک کہ وہ گناہوں سے پاک ہو کر نکلتا ہے۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الطہارۃ باب خروج ابھطایا ماء الوضوء۔

اللَّحَائِثُ: اَوِ الْمُؤْمِنُ بَیْرَاوِی کوشک ہے کہ خروج من وجہ کل خلعتہ: غلطی کی بخشش و مغفرت سے کنایہ ہے۔ قطر: جمع قطرہ، یعنی پانی کے آخری قطرات کے ساتھ۔ بطشتھا: جو اس کے ہاتھوں نے کیا۔

فوائد: (۱) وضو کے فوائد میں سے یہ ہے کہ چھوٹے گناہوں سے معافی مل جاتی ہے۔ جس طرح کہ وضو ظاہری میل کچیل اور گندگی کا ازالہ کرتا ہے۔

۱۰۲۹: حضرت ابو ہریرہؓ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبرستان میں پہنچ کر فرمایا: "سلام ہو تم پر اے مؤمن گھر والو بے شک ہم اگر اللہ نے چاہا تو تمہیں ملنے والے ہیں میں پسند کرتا ہوں کہ ہم اپنے بھائیوں کو دیکھیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ ہم آپ

۱۰۲۹: وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَتَى الْمَقْبَرَةَ فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ، وَدِدْتُ أَنَا قَدْ رَأَيْنَا إِخْوَانَنَا" قَالُوا: أَوَلَسْنَا

”کے بھائی نہیں؟“ فرمایا: ”تم میرے صحابہ (رضی اللہ عنہم اجمعین) ہو اور میرے بھائی وہ لوگ ہیں جو ابھی نہیں آئے۔“ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ آپ ان لوگوں کو کیسے پہچانیں گے جو آپ کی امت میں ابھی تک نہیں آئے۔ فرمایا ”تمہارا کیا خیال ہے اگر کسی آدمی کے سیاہ گھوڑوں میں پانچ کلیان گھوڑے ہوں کیا وہ اپنے ان گھوڑوں کو نہیں پہچانے گا؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: کیوں نہیں یا رسول اللہ۔ اس پر آپ نے فرمایا: ”وہ وضو کی وجہ سے سفید ہاتھ پاؤں کے ساتھ میدانِ محشر میں آئیں گے اور میں ان کا حوض پر استقبالی ہوں گا۔“ (مسلم)

إِخْوَانَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: ”أَنْتُمْ أَصْحَابِي“ وَإِخْوَانُنَا الَّذِينَ لَمْ يَأْتُوا بَعْدُ“ قَالُوا: كَيْفَ تَعْرِفُ مَنْ لَمْ يَأْتِ بَعْدُ مِنْ أَمَتِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَقَالَ: ”أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ رَجُلًا لَهُ خَيْلٌ غُرٌّ مُحَجَّلَةٌ بَيْنَ ظَهْرَيْنِ خَيْلٍ دُهِمٍ بِهِمْ أَلَا يَعْرِفُ خَيْلَهُ؟“ قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ. قَالَ: فَإِنَّهُمْ يَأْتُونَ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنَ الْوُضُوءِ، وَأَنَا فَرَطُهُمْ عَلَى الْحَوْضِ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الطہارۃ، باب استحباب اطالۃ الغرۃ و التعلیل

اللَّحَائِثُ: اسی المقبرۃ: مقبرہ سے مراد مدینہ کا قبرستان بقیع ہے۔ ارایت: تم مجھے بتلاؤ۔ خیل غر: جن گھوڑوں کے چہروں ہاتھوں پر سفیدی ہو۔ محجلۃ: جن کی پنڈلیوں پر سفیدی ہو۔ دہم: جمع انکھم جس کا معنی سیاہ ہے۔ الاہمۃ: کا معنی سیاہ۔ فرطہم علی الحوض: حوض پر ان کا استقبالی ہوں گا۔ حوض: مقامِ حساب میں وہ مقام ہے جہاں جنت کی نہر کوثر کا پرنا لاگتا ہے۔ وہ آپ کی تکریم و تشریف کے طور پر آپ کو دیا جائے گا جس نے اس سے پیا اُس کو کبھی پیاس نہ لگے گی۔

فوائد: (۱) اخوان النبی ﷺ وہ لوگ ہیں جو صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانے کے بعد آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا بَعْدَ بَآئِنٍ مِّنَّا وَلَمْ يَلْمِزُوا فِي شَيْءٍ مِّنَّا وَلَمْ يَلْمِزُوا فِي شَيْءٍ مِّنَّا وَلَمْ يَلْمِزُوا فِي شَيْءٍ مِّنَّا﴾ (۲) اس امت کے لئے بشارت ہے کہ رسول اللہ ان سے آگے آگے حوض پر قیامت کے دن تشریف لے جائیں گے۔ وہ لوگ خوش نصیب ہیں جن کو قیادت و سیادت میسر ہو گئی۔

(۳) رسول اللہ ﷺ کو موقفِ حساب میں کوثر نہر کا پانی عطا کر کے آپ کی تکریم کی جائے گی۔

۱۰۳۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کیا میں ایسی بات نہ بتلا دوں جس سے اللہ غلطیاں مٹاتے ہیں اور درجات بلند کرتے ہیں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”وضو کو مکمل کرنا ناپسندیدگی (وقت اور موسم کی رکاوٹ) کے باوجود مسجد کی طرف دور سے چل کر آنا اور ایک نماز کے بعد دوسری کا انتظار کرنا۔ پس یہی رباط ہے۔“ (مسلم)

۱۰۳۰: وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ”أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى مَا يَمْحُو اللَّهُ بِهِ الْخَطِيئَاتِ وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ؟“ قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ. قَالَ: ”إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ وَكَثْرَةُ الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ“ وَانتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ، فَذَلِكَ الرِّبَاطُ، فَذَلِكَ الرِّبَاطُ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الطہارۃ، باب اسباغ الوضوء علی المسکارہ وقد تقدم شرفہ فی باب بیان کثرۃ

طریق ابیحیر۔ ۱۳۱/۱۵

اللَّحَائِثُ : اسباغ الوضوء وضو مکمل کرنا۔ علی المسکارة : طبیعت کی مخالفت کے باوجود مثلاً سخت سردی وغیرہ۔ فذلکم الرباط : کسی چیز پر روکنے کو کہتے ہیں۔ گویا اس نے اپنے آپ کو اس کی اطاعت پر روک کر رکھا۔ اس عبارت کو دوبارہ لایا گیا تا کہ اس کی شان و عظمت اچھی طرح ذہن میں بیٹھ جائے۔

۱۰۳۱: حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”طہارت (یعنی پاکیزگی) ایمان کا حصہ ہے۔“ (مسلم)

یہ روایت تفصیل سے باب الصبر میں گزری اور اس باب المرجا کے آخر میں حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی روایت ہے اور وہ بڑی عظیم روایت ہے جو بہت سے کاموں پر مشتمل ہے۔

۱۰۳۱: وَعَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الطَّهْوَرُ شَطْرُ الْإِيمَانِ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَقَدْ سَبَقَ بِطَوْلِهِ فِي بَابِ الصَّبْرِ - وَفِي الْبَابِ حَدِيثُ عَمْرِو بْنِ عَبْسَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ السَّابِقُ فِي آخِرِ بَابِ الرَّجَاءِ، وَهُوَ حَدِيثٌ عَظِيمٌ، مُشْتَمِلٌ عَلَى جَمَلٍ مِنَ الْخَيْرَاتِ۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الطہارۃ، باب فضل الوضوء و حدیث عمرو بن عبسہ رواہ فی کتاب صلوۃ المسافرین، باب اسلام عمرو بن عبسہ۔

اللَّحَائِثُ : الطهور: خوب پاکیزگی۔ شطر نصف۔

فوائد: نماز کے صحیح ہونے کے لئے طہارت شرط ہے۔ طہارت کو شطر کے لفظ سے تعبیر کر کے اس کی عظمت و شان کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

۱۰۳۲: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”تم میں جو آدمی وضو کرے، مکمل وضو کرے پھر کہے: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا... آخر تک۔ کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جس سے چاہے وہ داخل ہو۔“ (مسلم)

ترمذی میں یہ الفاظ زائد ذکر کئے: ”اے اللہ مجھے توبہ کرنے والوں میں سے بنا اور خوب پاکیزگی حاصل کرنے والوں میں سے بنا دے۔“

۱۰۳۲: وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيَبْلُغُ - أَوْ فَيُسْبِغُ الْوُضُوءَ - ثُمَّ قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ - وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ إِلَّا فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ الْقَمَانِيَّةِ يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ - وَزَادَ التِّرْمِذِيُّ «اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ»۔



**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الطہارۃ، باب الذکر المستحب عقب الوضوء والترمذی فی ابواب الطہارۃ، باب ما یقال بعد الوضوء۔

**الَّتِغَانَاتُ:** یسبغ وضو کے واجبات و مستحبات کو مکمل کرتا ہے۔ التوابین: جو بہت زیادہ سچی توبہ کرتے ہیں۔ المطہرین: گناہوں اور غلطیوں سے خوب پاکیزگی حاصل کرنے والے۔

**فوائد:** (۱) وضو کے واجبات و مستحبات کو مکمل کرنے کی فضیلت ذکر کی گئی اور وضو کے بعد یہ دعا کرنے کی فضیلت ذکر کی گئی۔

## ۱۸۶: بَابُ فَضْلِ الْآذَانِ

## باب: اذان کی فضیلت

۱۰۳۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر لوگ جان لیں اس فضیلت کو جو اذان دینے اور پہلی صف میں ہے تو پھر وہ کوئی چارہ نہ پائیں سوائے اس کے کہ وہ قرعہ اندازی کریں۔ اگر لوگ جان لیں جو کچھ اول وقت میں فضیلت ہے تو ضرور اس کی طرف دوڑ کر آئیں اور اگر لوگ جان لیں جو عشاء اور صبح کی نماز کی فضیلت ہے تو ضرور ان دونوں میں آئیں خواہ ان کو گھٹنوں کے بل ہی چل کر آنا پڑے۔ (بخاری و مسلم)

۱۰۳۳: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ”لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْأَوَّلِ، ثُمَّ لَمْ يَجِدُوا إِلَّا أَنْ يَسْتَهْمُوا عَلَيْهِ لَاسْتَهَمُوا عَلَيْهِ، وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي التَّهَجُّبِ لَاسْتَبَقُوا إِلَيْهِ، وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبَوًّا“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

”الِاسْتِهَامُ“: الْإِفْرَاحُ۔ ”وَالْتَّهَجُّبُ“:

الِاسْتِهَامُ: قرعہ اندازی۔

التَّهَجُّبُ: نماز کی طرف جلدی آنا۔

التَّهَجُّبُ إِلَى الصَّلَاةِ۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الاذان، باب استہام فی الاذان و مسلم فی کتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف

**الَّتِغَانَاتُ:** النداء: اذان۔ الصف الاول: نماز میں پہلی صف یہ وہ صف ہے جو امام کے قریب ہو۔ علیہ اذان اور صف اول پر۔ لاستبقوا: نماز میں حاضری کے لئے ایک دوسرے سے آگے بڑھتے۔ المعتمة: نماز عشاء۔ حبوا: ہاتھوں پر چلنا جس طرح بچے چلتے ہیں یا گھٹنوں کے بل چلنا۔

**فوائد:** (۱) اذان کی رغبت دلائی گئی کیونکہ یہ اسلام کے شعار میں سے ہے اور اسلام کے طریق میں سے ایک طریقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مؤذن کا ثواب بہت بڑا ہے۔ (۲) نماز کی پہلی صفوں کی طرف رغبت دلائی کیونکہ صف اول والے اول وقت میں نماز کی طرف جلدی کرنے والے ہیں اور اس لئے بھی کہ رحمت کے فرشتے سب سے پہلے امام کے لئے دعا کرتے ہیں پھر پہلی صف والوں کے لئے پھر دوسری صف والوں کے لئے اور اسی طرح آخر تک۔ (۳) جماعت کی نماز اور تکبیر کی فضیلت ذکر کی گئی ہے۔ (۴) فجر اور عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنے کے لئے مسجد میں حاضری کی تاکید کی گئی کیونکہ فجر کی نماز تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچی محبت کو ظاہر کرنے والی جبکہ عشاء کی نماز منافقین اور گمراہوں پر سب سے بھاری اور بوجھل نماز ہے۔

۱۰۳۴: وَعَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ۱۰۳۳: حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "الْمُؤَذِّنُونَ أَطْوَلُ النَّاسِ أَعْنَاقًا يَوْمَ الْقِيَمَةِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "اذان دینے والوں (یعنی مؤذن) کی قیامت کے دن سب سے زیادہ لمبی گردنیں ہوں گی۔" (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الصلوۃ باب فضل الاذان

**اللتخانی:** اعناقاً: جمع عنق مراد یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی طرف لوگوں میں سب سے زیادہ جھانکنے والے ہیں۔ بعض نے یہ معنی مراد لیا ہے کہ ان کی گردنیں لمبی ہوں گی۔ تاکہ؟ ان تک نہ پہنچے۔ بعض نے کہا کہ ان کی گردنوں کی لمبائی اس دن کے مرتبے اور شرف کو ظاہر کر رہی ہوگی۔

**فوائد:** قیامت کے دن مؤذنین کو اعلیٰ مرتبہ و مقام ملے گا اس کا ذکر فرمایا گیا ہے کیونکہ مؤذن نماز کی طرف بلاتا اور بھلائی کی طرف دعوت دیتا ہے۔ جس نے بھلائی کی طرف راہنمائی کی اس کو بھلائی کرنے والے کے برابر اجر ملتا ہے۔

۱۰۳۵: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَهُ: "إِنِّي أَرَاكَ تُحِبُّ الْغَنَمَ وَالْبَادِيَةَ فَإِذَا كُنْتَ فِي غَنَمِكَ أَوْ بَادِيَتِكَ - فَأَذَنْتَ لِلصَّلَاةِ فَرَفَعْتَ صَوْتَكَ بِالْبَدَاءِ فَإِنَّهُ لَا يَسْمَعُ مَدَى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جَنَّ وَلَا إِنْسٍ وَلَا شَيْءٍ إِلَّا شَهِدَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ -

۱۰۳۵: حضرت عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابی صعصعہ کہتے ہیں کہ ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے کہا: "میں تمہیں دیکھتا ہوں تم بکریاں اور جنگل پسند کرتے ہو لہذا جب تم اپنی بکریوں میں ہو اور نماز کے لئے اذان دو تو اذان میں اپنی آواز کو بلند کر لو مؤذن کی آواز کی حد تک۔ جو بھی جن انسان یا کوئی اور چیز اس کو سنے گی تو قیامت کے دن اُس کی گواہی دیں گے۔ ابوسعید کہتے ہیں کہ میں نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی۔

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔ (بخاری)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الاذان باب رفع الصوت بالنداء۔

**اللتخانی:** البادية: جمع بواہ۔ جنگل اور دیہات یہ حضر کا عکس ہے۔ مدی صوت المؤذن: جس حد تک مؤذن کی آواز پہنچتی ہے۔ لاشئ: یہ خاص کے بعد عام ظاہر کرنے کے لئے ہے تمام جمادات تک کو بھی شامل ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کو قیامت کے دن بولنے اور مؤذن کی گواہی دینے کی طاقت عنایت فرمائیں گے۔

**فوائد:** (۱) وہ مؤذن جو اللہ تعالیٰ کی بڑھائی اور واحدانیت کو بیان کرتا ہے اور اس کی فضیلت بتلائی گئی کہ ہر چیز اس کی اذان کو سنتی ہے اور قیامت کے دن اس کی گواہی دے گی۔ اس گواہی کا فائدہ یہ ہوگا کہ اس دن مؤذن کو بڑا بلند مرتبہ اور فضیلت حاصل ہوگی۔ (۲) منفرد کو اذان مستحب ہے اور اس کو بلند آواز سے اذان دینی چاہئے۔

۱۰۳۶: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب نماز کی اذان ہوتی ہے تو شیطان پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے اور اس کی ہوا خارج ہوتی ہے تاکہ وہ اذان نہ سنے۔ جب اذان پوری ہو جاتی ہے تو واپس لوٹتا ہے یہاں تک کہ تکبیر پوری ہوتی ہے تو پھر واپس لوٹتا ہے تاکہ آدمی اور اس کے دل میں دوسوہ ڈالے۔ وہ یوں کہتا ہے: فلاں چیز کو یاد کرو فلاں چیز کو یاد کرو جو اس سے پہلے اس کو یاد نہیں ہوتی۔ حتیٰ کہ آدمی کا یہ حال ہو جاتا ہے کہ اس کو پتہ بھی نہیں چلتا کہ اس نے کتنی رکعت پڑھیں؟ (بخاری و مسلم)

”التَّوْبُ“: اقامت۔

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”إِذَا نُودِيَ بِالصَّلَاةِ أَدْبَرَ الشَّيْطَانُ وَلَهُ ضُرَاطٌ حَتَّى لَا يَسْمَعَ التَّأَذِينَ، فَإِذَا قُضِيَ الْإِدَاءُ أَقْبَلَ حَتَّى إِذَا تَوْبُ بِالصَّلَاةِ أَدْبَرَ حَتَّى إِذَا قُضِيَ التَّوْبُ أَقْبَلَ حَتَّى يَخْطُرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهِ يَقُولُ: اذْكُرْ كَذَا - وَذْكُرْ كَذَا - لِمَا لَمْ يَذْكُرْ مِنْ قَبْلُ حَتَّى يَظَلَّ الرَّجُلُ مَا يَذُرِي كَمْ صَلَّى“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
”التَّوْبُ“: الْإِقَامَةُ۔

تخریج رواہ البخاری فی کتاب الاذان، باب فضل التأذین و مسلم فی کتاب الصلوة، باب فضل الاذن و هرب الشیطان عند سماعه

اللَّحَائِش: ادبر الشیطان: شیطان دم دبا کر بھاگ جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے جوڑوں سے چرچہ کی آواز نکلتی ہے۔ صراط سے تعبیر کرنا۔ انتہائی تیزی کے ساتھ بھاگ جانے سے نکلا ہے جب وہ مؤذن کی بات سنتا ہے اور اس کی تائید مسلم کی روایت کرتی ہے۔ ولہ حصاص یعنی تیز دوڑ بھاگنے سے اور تیزی کرنے کو صراط سے تعبیر قباحہ کے لئے کیا گیا ہے۔ یخطر: وہ دوسوہ ڈالتا ہے۔ فوائد: اذان کی فضیلت اور اس کی وجہ سے شیطان پر جو خوف طاری ہوتا ہے اس کا تذکرہ ہے۔ اس طرح شیطان کا بھاگنا اور پھر اس کا اس بات پر حسرت و افسوس کے ساتھ لوٹنا مذکور ہے کہ عقیدہ توحید کے اظہار اور شعائر دین کے اعلان میں اذان پر امت کا اتفاق و اتحاد ہے۔ (۲) نماز میں خشوع و استغراق پر آمادہ کیا گیا اور حتی الامکان شیطان و وساوس سے بچنے کی تاکید کی گئی ہے۔

۱۰۳۷: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ”جب تم مؤذن کو سنو (اذان دیتے ہوئے) تو اسی طرح کہو جس طرح وہ کہتا ہے۔ پھر مجھ پر درود بھیجو اس لئے کہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ پھر میرے لئے وسیلے کا سوال کرو یہ جنت میں ایک مقام ہے جو اللہ کے بندوں میں سے صرف ایک بندے کے لائق ہے اور مجھے امید ہے کہ میں ہی وہ بندہ ہوں۔ پس جس نے میرے لئے وسیلے کا سوال کیا اس کے لئے میری

۱۰۳۷: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو ابْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ”إِذَا سَمِعْتُمُ الْإِدَاءَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّهُ مَا يَقُولُ ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّهُ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا“ ثُمَّ سَلُوا اللَّهَ لِي الْوَسِيلَةَ فَإِنَّهَا مَنَزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا تَنْبَغِي إِلَّا لِعَبْدٍ مِّنْ عِبَادِ اللَّهِ وَأَرْجُوا أَن أَكُونَ أَنَا هُوَ، فَمَنْ سَأَلَ لِي الْوَسِيلَةَ حَلَّتْ لَهُ

شفاعت حلال ہوگی۔ (مسلم)

الشفاعۃ - رواہ مسلم۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الصلاۃ، باب القول مثل قول المؤذن

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ: النداء: اذان مراد ہے۔ صلی اللہ علیہ صلاۃ: اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت و مغفرت کو کہتے ہیں۔ الوسیلۃ: وہ طریقے جس سے انسان اپنی اشیاء کو پہنچ سکے یہاں اس سے مراد تفسیر نبوی کے مطابق ایک بلند و عالی شان مرتبہ ہے۔ ضمن سال فی الوسیلۃ: یعنی جس نے اللہ تعالیٰ سے یہ طلب کیا کہ وہ مجھے جنت کا یہ بلند مرتبہ عنایت کر دے۔ حلت لہ: لازم ہو جاتی ہے۔ الشفاعۃ: گناہوں سے تجاوز کرنے کا نام دیا یا دوسرے آدمی سے کسی دوسرے کے لئے خیر طلب کرنا۔ مراد و غلم: نبی اکرم ﷺ کو قیامت کے دن شفاعت کبریٰ عنایت کیا جائے گا اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے مقام شفاعت کا سوال کیا جائے جس کے لئے وہ اجازت مرحمت فرمائیں۔

فوائد: اذان کے ہر کلمہ کو مؤذن کے بعد اسی طرح دہرانا چاہئے اور حی علی الفلاح اور حی علی الصلوۃ پر لا حول ولا قوۃ الا باللہ کہے۔ (۲) اذان کے بعد انہی الفاظ سے جو رسول اللہ ﷺ سے وارد ہوتے ہیں ان ہی سے دعا کرنا مستحب ہے۔ (۳) نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنے سے بہت بڑا شرف حاصل ہوتا ہے اور یہ درود ہر سامع اور مؤذن کے لئے ہے۔ (۴) فضیلت والے کو منقول کی دعا سے فائدہ حاصل ہوتا ہے اور ثواب ہر دو کو ملتا ہے۔

۱۰۳۸: وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "إِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَاءَ فَقُولُوا كَمَا يَقُولُ الْمُؤَذِّنُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ" ۱۰۳۸: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم اذان سنو تو اسی طرح کہو جس طرح مؤذن کہتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الاذان، باب ما يقول اذا سمع المنادی و مسلم فی کتاب الصلوۃ، باب القول مثل قول المؤذن

۱۰۳۹: وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ النِّدَاءَ اللَّهُمَّ رَبِّ هَذِهِ الدَّعْوَةُ التَّامَّةُ وَالصَّلَاةُ الْقَائِمَةُ ابْتَغَى اللَّهُ! جَوَاسِرَ الْجَنَّةِ" ۱۰۳۹: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے اذان سن کر یہ دعا کی: "اللَّهُمَّ رَبِّ هَذِهِ الدَّعْوَةُ التَّامَّةُ وَالصَّلَاةُ الْقَائِمَةُ ابْتَغَى اللَّهُ! جَوَاسِرَ الْجَنَّةِ" اس کا مل دعوت اور قائم ہونے والی نماز کا رب ہے تو محمد (ﷺ) کو مقام وسیلہ اور فضیلت عنایت فرما اور ان کو مقام محمود پر مقرر فرما جس کا آپ نے ان سے وعدہ کیا ہے۔" اس کو میری شفاعت قیامت کے دن حلال ہوگی۔ (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الاذان، باب الدعاء عند النداء



اللَّحَائِثُ: الدعوة اصل میں اس کا معنی طلب ہے اور یہاں مراد اذان کے الفاظ ہیں کیونکہ ان ہی کے ذریعے نماز کی طرف بلایا جاتا ہے۔ النامة: کامل یعنی وہ جن میں قیامت تک تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا اور نہ ہی ان میں کوئی نقص ہے کیونکہ وہ تمام عقائد کو اپنے اندر جمع کرنے والی ہے۔ الصلوة القائمة: یعنی وہ نماز اذان کے بعد قائم ہوگی۔ یا قیامت تک باقی رہنے والی۔ الوصلية: جنت میں ایک بلند مرتبہ ہے۔ الفضلة: یہ تقیصہ کا عکس ہے مگر یہاں وہ مرتبہ مراد ہے جو تمام مخلوق کے مراتب سے برتر اور اعلیٰ ہے وہ صرف ہمارے نبی اکرم ﷺ کو دیا جائے گا۔

فوائد: (۱) اذان سے فراغت کے بعد دعا کرنا افضل ہے اور اس حد بندی کی حکمت دراصل وقت کی فضیلت ہے۔ ابوداؤد اور نسائی نے نبی اکرم کا یہ ارشاد نقل کیا: لا یرو الدعاء بین الاذان و الاقامة: کہ اذان اور اقامت کے درمیان مانگی جانے والی دعا مسترد نہیں کی جاتی۔ (۲) اذان کے بعد دعا میں ہمیشگی اختیار کرنا وہ نہ صرف یہ کہ بھلائی کو جمع کرنے کا سبب ہے بلکہ انسان کو شفاعت کا حقدار بھی بنادیتا ہے۔ (۳) مقام محمود وسیلہ اور شفاعت کبریٰ قیامت کے دن یہ تینوں مراتب ہمارے رسول کے لئے خاص ہوں گے۔

۱۰۴۰: وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: "مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ "أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ..." "مِنْ غَوَايِ وَيَتَا هُونَ كَهَ اللَّهِ كَهَ سَوَا كَوْنِي مَعْبُودٍ نَحْسُ" وَهَ أَكِيْلَا هَ اس كَا كَوْنِي شَرِيكٍ نَحْسُ" مُحَمَّدٌ اس كَهَ بَنْدَے اور رسول هِنَ" مِیْنِ اللَّهِ كَهَ رَبِّ هُونِے اور مُحَمَّدٌ ﷺ كَهَ رسول هُونِے پر اور اسلام كَهَ دِیْنِ هُونِے پر راضی هوں۔" اس كَهَ گناه معاف كر دیئے جاتے هیں۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الصلوة باب القول مثل قول المؤذن

۱۰۴۱: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "الدُّعَاءُ لَا يَرُدُّ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

۱۰۴۱: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اذان اور اقامت کے درمیان دعا رد نہیں کی جاتی۔" (ابوداؤد و ترمذی)

یہ حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ ابوداؤد فی کتاب الصلوة باب ما جاء فی الدعاء بین الاذان و الاقامة و الترمذی فی ابواب الصلوة

باب ما جاء فی ان الدعاء لا یرد بین الاذان و الاقامة رقم ۲۱۳

فوائد: اذان و اقامت کے درمیان پایا جانے والا وقت نہایت افضل ہے اس میں اللہ تعالیٰ دعا کو قبولیت عنایت فرماتے ہیں۔

باب: نمازوں کی فضیلت

۱۸۷: بَابُ فَضْلِ الصَّلَاةِ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ﴾ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "بے شک نماز بے حیائی اور برے کاموں

سے روکتی ہے۔“ (العنکبوت)

الفَحْشَاءُ وَالْمُنْكَرُ (العنکبوت: ۱۷)

**حل الآيات:** الصلوة سے مراد پانچوں نمازیں ہیں۔ تنہی عن الفحشاء و المنکر: نماز گناہوں سے روکتی ہے۔

۱۰۴۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر کسی کے دروازے پر نہر ہو جس سے وہ پانچ مرتبہ دن میں غسل کرتا ہو کیا اس کے جسم پر کچھ میل کچیل باقی رہ جائے گی؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اس کے جسم پر کوئی میل باقی نہیں رہے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”یہی حال پانچ نمازوں کا ہے اللہ تعالیٰ ان سے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔“ (بخاری و مسلم)

۱۰۴۲: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ”أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّ نَهْرًا بِبَابِ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ مِنْهُ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ هَلْ يَبْقَى مِنْ ذَنْبِهِ شَيْءٌ؟“ قَالُوا: لَا يَبْقَى مِنْ ذَنْبِهِ شَيْءٌ قَالَ: ”فَذَلِكَ مِثْلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ يَمْحُوا اللَّهُ بِهِنَ الْخَطَايَا“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

**تخریج:** رواه البخاری فی کتاب الصلاة باب الصلوات الخمس كفارة و مسلم فی کتاب المساجد باب المشی الى الصلوة تمحی به الخطایا و ترفع الدرجات۔

**الذخائر:** درنہ: میل: یسحوا: زائل کرتے ہیں۔ الخطایا: گناہ۔

**فوائد:** (۱) پانچوں نمازوں کی ادائیگی اور حفاظت کی فضیلت ذکر کی گئی۔ (۲) جو شخص ان پانچوں نمازوں کو مکمل شرائط آداب و ارکان کے ساتھ ادا کرتا ہے اس کے صغیرہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں مگر کبیرہ گناہوں کے لئے توبہ ضروری ہے۔ (۳) ترغیب دلانے اور گفتگو میں متوجہ کرنے کا یہ طرز معلوم ہو رہا ہے کہ مقاصد کو قریب کرنے کے لئے مثالوں کو بیان کیا جائے اور معلوم کو طاعت و عبادت کی رغبت دلائی جائے۔

۱۰۴۳: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”پانچ نمازوں کی مثال اس جاری گہری نہر کی طرح ہے جو تم میں سے کسی ایک کے دروازے پر ہو اور وہ اس سے ہر روز پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو۔“ (مسلم)

۱۰۴۳: وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ”مِثْلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ كَمِثْلِ نَهْرٍ غَمْرٍ جَارٍ عَلَى بَابِ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ مِنْهُ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

الْغَمْرُ: غمین کی زبر کے ساتھ اس کا معنی زیادہ اور گہری ہے۔

”الْغَمْرُ“ يَفْتَحُ الْغَيْنِ الْمُعْجَمَةِ: الْكَثِيرُ.

**تخریج:** رواه مسلم فی کتاب المساجد باب المشی الى الصلوة تمحی به ترفع الدرجات۔

**فوائد:** (۱) اس روایت میں بھی سابقہ روایت کی طرح نمازوں کی ادائیگی کی ترغیب دلائی گئی ہے اور یہ بھی ذکر کیا گیا کہ نمازیں گناہوں سے اس طرح ازالے کا ذریعہ ہیں جس طرح پانی میل کچیل کو دور کرتا ہے۔ (۲) نمازوں کی ادائیگی کے سلسلہ میں آدمی کو خوب ضراص ہونا چاہئے۔

۱۰۴۴: وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا أَصَابَ مِنْ امْرَأَةٍ قُبْلَةً فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: "اقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِي النَّهَارِ وَزُلْفَا مِنْ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبُنَ السَّيِّئَاتِ" فَقَالَ الرَّجُلُ: إِلَى هَذَا؟ قَالَ: "لَجَمِيعِ أُمَّتِي كُلِّهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ."

۱۰۴۳: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی آدمی نے ایک عورت کا بوسہ لے لیا۔ پھر وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا اور اس کی اطلاع دی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ﴿اقِمِ الصَّلَاةَ.....﴾ آخر تک۔ اور تم نماز قائم کرو دن کے دونوں کناروں اور رات کے کچھ اوقات میں بے شک نیکیاں برائیوں کو دور کرنے والی ہیں۔ اس آدمی نے کہا: کیا فقط یہ میرے لئے ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میری تمام امت کے لئے۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی باب التفسیر سورہ ہود و مسلم فی کتاب التوبہ، باب قوله تعالیٰ ان الحسنات یذهبن السیئات۔

**الذخائر:** اصاب: چھوا اور پکڑا۔ قبلۃ: بوسہ۔ اقم الصلوة طرفی النهار: صبح اور مغرب کی نمازیں جو دن کے دنوں طرف ہیں۔ زلفا من الیل: مغرب اور عشاء۔ ان الحسنات یذهبن السیئات: بھلائی کے کام گزشتہ گناہوں کو مٹانے کا ذریعہ ہیں۔ الایۃ: سے مراد سورہ ہود کی آیت ۱۱۲ ہے۔ الی هذا؟ کیا یہ گناہوں کی معافی والا حکم فقط میرے لئے ہے۔ لجمیع امتی کلہم: یہ تمام امت کے لئے عام حکم ہے۔

**فوائد:** (۱) نمازوں کی ادائیگی بڑا افضل عمل ہے۔ اس سے تمام صغیرہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (۲) عورت غیر محرم کو بوسہ دینا گناہ ہے اور اسی طرح مصافحہ کرنا بھی معصیت ہے۔

۱۰۴۵: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: "الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ، كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ مَا لَمْ تُغَشَّ الْكَبَائِرُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۰۴۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "پانچوں نمازیں اور ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک یہ درمیان کے لئے کفارہ ہے۔ جب تک کہ کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہ کرے۔" (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الطہارۃ، باب الصلوات ابحمى والجمعة الى الجمعة ورمضان الى رمضان مکفرات لما بین ما اجتبت الکبائر۔

**الذخائر:** الجمعة الى الجمعة: نماز جمعہ سے دوسرے جمعہ کی نماز تک کفارہ۔ لما بین هن جو صغیرہ گناہ ان کے درمیان ہوتے ہیں ان کے لئے یہ کفارے کا باعث ہے۔ تغشی: ارتکاب کرنا۔ الکبائر: بڑے گناہوں مثلاً شرک والدین کی نافرمانی، جھوٹی قسم، جھوٹی گواہی یتیم کا مال کھانا، پاک دامن سادہ لوح عورتوں پر تہمت وغیرہ۔

**فوائد:** (۱) یہ روایت بھی نمازوں کی ادائیگی کی فضیلت کو بیان کر رہی ہے۔ (۲) جو نماز جمعہ ادا کرتا ہے اس کے اگلے جمعہ تک کے صغیرہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (۳) کبیرہ گناہ کے کفارے کے لئے خالص توبہ ضروری ہے۔

۱۰۴۶: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ”جس مسلمان پر فرض نماز کا وقت آجائے پھر وہ اچھے طریقہ (اعضاء کو عمدہ طریقے سے مکمل دھونا) سے وضو کرے اور خشوع (دلی آمادگی) کے ساتھ رکوع کرے تو وہ نماز اس کے لئے گناہوں کا کفارہ بن جائے گی جب تک کہ کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہ کرے اور یہ اللہ تعالیٰ کا معاملہ ہر زمانہ میں رہتا ہے۔ (مسلم)

۱۰۴۶: وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ”مَا مِنْ أَمْرٍ مُسْلِمٍ تَحْضُرُهُ صَلَوةٌ مَكْتُوبَةٌ لِيُحْسِنَ وُضُوءَهَا، وَخُشُوعَهَا، وَرُكُوعَهَا، إِلَّا كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا قَبْلَهَا مِنَ الذُّنُوبِ مَا لَمْ تُؤْتِ كَبِيرَةً وَذَلِكَ الدَّهْرُ كُلُّهُ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الطہارۃ باب فضل الوضوء و الصلوۃ عقبہ۔

اللُّغَاتُ: من الذنوب: یہاں صغائر مراد ہیں۔ مثلاً خندہ پیشانی سے نہ ملنا محسن کے احسان کی قدر نہ کرنا۔ کبیرہ: بڑا گناہ۔ مکتوبہ: فرض۔

فوائد: (۱) فرض نماز کی طرف خصوصی توجہ کی علامت وضو کو عمدہ طریقہ سے کرنا ہے اور اس کی ادائیگی میں خشوع اور اس کے ارکان یعنی رکوع و سجود وغیرہ میں اطمینان اختیار کرنا ہے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول نماز بن جائے اور ایسی نماز ہی بلاشبہ اپنے ماقابل کے تمام صغیرہ گناہوں کو مٹانے والی ہے۔

### باب: نماز صبح (فجر) اور عصر کی فضیلت

۱۰۴۷: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے دو ٹھنڈی نمازیں پڑھیں وہ جنت میں جائے گا۔“ (بخاری و مسلم)

الْبُرْدَانُ: صبح اور عصر کی نماز۔

### ۸۸: بَابُ فَضْلِ صَلَوةِ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ!

۱۰۴۷: عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: مَنْ صَلَّى الْبُرْدَيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

”الْبُرْدَانِ“: الصُّبْحُ وَالْعَصْرُ۔

تخریج: رواہ مسلم فی المساجد باب فضل صلوۃ الصبح و العصر و المحافظة علیہا انظر فی باب بیان کثرہ طریق الخیر ۱۶/۱۳۲

فوائد: (۱) اس مقام پر اس آدمی کے حسن خاتمہ کا تذکرہ کیا گیا ہے جو نماز کی پابندی کرنے والا ہے۔ تمام نمازوں میں صبح و عصر کو خاص کرنے کی وجہ ان کے مزید اہتمام کو ظاہر کرنے کے لئے ہے کیونکہ صبح کی نماز غنیمت کے پسندیدہ وقت میں ہے اور عصر کی نماز کام کے پسندیدہ وقت اور تجارت کے نفع مند وقت میں ہے۔

۱۰۴۸: حضرت ابو زہیر عمارہ ابن رویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

۱۰۴۸: وَعَنْ أَبِي زُهَيْرٍ عُمَارَةَ ابْنِ رُوَيْبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ



يَقُولُ: "لَنْ يَلْجَ النَّارَ أَحَدٌ صَلَّى قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا" يَعْنِي الْفَجْرَ وَالْعَصْرَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

”ہرگز ایسا شخص آگ میں داخل نہ ہوگا جس نے سورج کے طلوع سے پہلے اور غروب سے پہلے نماز ادا کی یعنی فجر اور عصر کی۔“ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی المساجد، باب فضل صلاة الصبح و العصر المحافظة علیہا اللّٰخَائِث: یلج: داخل ہوتا ہے۔

**فوائد:** نماز عصر اور صبح کی محافظت کی ترغیب دی گئی ہے اور یہ بتلایا کہ ان کی پابندی کرنے والا آگ سے محفوظ کر دیا جائے گا۔ لیکن اس کا یہ معنی نہیں کہ بقیہ نمازوں کو چھوڑ کر فقط یہی جنت میں داخلے کا باعث ہوں گی بلکہ تمام نمازوں کی پابندی بے حیائی، برائی کے کاموں سے پرہیز اور ظلم سے گریز ضروری ہے۔ ان دونوں نمازوں کا تذکرہ تو ان کی طرف مزید توجہ دلانے کی غرض سے ہے۔

۱۰۴۹: وَعَنْ جُنْدُبِ بْنِ سُفْيَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فَهُوَ فِي ذِمَّةِ اللَّهِ فَإِنْظِرْ يَا ابْنَ آدَمَ لَا يَطْلُبَنَّ اللَّهُ مِنْ ذِمَّتِهِ بِشَيْءٍ"۔

۱۰۴۹: حضرت جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے صبح کی نماز پڑھی وہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ میں ہے پس دیکھ لے اے ابنِ آدم کہ اللہ تجھ سے ہرگز اپنے ذمہ میں جو چیز ہے اس کے بارے میں باز پرس نہ کرے۔“ (مسلم) رَوَاهُ مُسْلِمٌ

**تخریج:** رواہ مسلم فی المساجد، باب فضل صلاة العشاء و الصبح فی جماعہ

**اللّٰخَائِث:** ذمۃ اللہ: اللہ تعالیٰ کی حفاظت و امان میں ہے۔ لا یطلبنک: صبح کی نماز میں ہونے والی غفلت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تم سے مواخذہ نہ کریں گے۔ یا اللہ تعالیٰ تم سے ہرگز محاسبہ نہ کرے اس آدمی کو تکلیف دینے کی وجہ سے جو اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری میں ہے کیونکہ نماز کی برکت سے تم اس کو تکلیف پہنچا ہی نہ سکو گے۔

**فوائد:** (۱) جماعت سے جو شخص صبح کی نماز ادا کرتا ہے اس کی فضیلت ذکر کی گئی ہے اور اس کو ایذا پہنچانے سے خبردار کیا گیا۔

۱۰۵۰: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "يَتَعَاقَبُونَ فِيكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ، وَيَجْتَمِعُونَ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ، ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِينَ بَاتُوا فِيكُمْ فَيَسْأَلُهُمُ اللَّهُ - وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ - كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِي؟ فَيَقُولُونَ: تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ" وَإِنِّي نَأْتُهُمْ وَهُمْ

۱۰۵۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم میں رات اور دن کے فرشتے باری باری آتے جاتے ہیں اور صبح اور عصر کی نماز میں وہ اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ پھر تم میں وہ رات گزارنے والے اوپر چڑھ جاتے ہیں جن سے اللہ پوچھتے ہیں حالانکہ وہ ان کو خوب جانتے ہیں کہ تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا؟ وہ کہتے ہیں ہم نے ان کو نماز پڑھتے چھوڑا اور جب ہم ان کے پاس

گئے تو وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ (بخاری و مسلم)

يُصَلُّونَ - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی المواقیت و توحید و بدء الحلق و مسلم فی المساجد، باب فضل صلاة الصبح العصر و المحافظة علیہا۔

**اللتخات:** يتعاقبون: باری باری آتے ہیں تاکہ تمہاری نگرانی کریں۔ یعرج: چڑھتے ہیں۔ ترکناہم یصلون: فجر کی نماز پڑھ رہے تھے۔ اتیناہم: وہ ہم یصلون: یعنی عصر کی نماز ادا کر رہے تھے۔

**فوائد:** (۱) اللہ تعالیٰ کی مسلمانوں پر مہربانی اور شفقت ملاحظہ ہو کہ فرشتوں کا آنا اور جانا عبادت کے اوقات میں مقرر فرمایا۔ (۲) اللہ تعالیٰ کا ملائکہ سے سوال فرمانا نمازیوں کی عظمت کو ظاہر کرنے اور ان کی عبادت کی فضیلت کو واضح کرنے کے لئے ہے۔

۱۰۵۱: وَعَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْبَجَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَظَرْنَا إِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ فَقَالَ: إِنَّكُمْ سَتَرُونَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرُونَ هَذَا الْقَمَرَ لَا تَضَامُونَ فِي رُؤْيَيْهِ، فَإِنْ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لَا تَغْلِبُوا عَلَى صَلَاةٍ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا فَافْعَلُوا، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَفِي رِوَايَةٍ: "فَنَظَرْنَا إِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ أَرْبَعِ عَشْرَةَ"

۱۰۵۱: حضرت جریر بن عبد اللہ بجلہ سے روایت ہے کہ ہم نبی اکرم کے ساتھ تھے کہ آپ نے چودھویں رات کے چاند کی طرف دیکھا اور فرمایا: ”بے شک تم عنقریب اپنے رب کو اسی طرح دیکھو گے جس طرح اس چاند کو دیکھ رہے ہو کہ اس کے دیکھنے میں کوئی دقت اور مشقت نہیں۔ اگر تم طاقت رکھتے ہو تو سورج طلوع ہونے سے پہلے کی نماز اور سورج غروب ہونے سے پہلے کی نماز کے بارے میں مغلوب نہ ہو تو تم ضرور (ادا) کرو۔“ (بخاری و مسلم) ایک روایت ہے کہ چودہ تاریخ کے چاند کی طرف آپ ﷺ نے دیکھا۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی المواقیت، باب فضل صلاة الفجر و التفسير و التوحيد۔ و مسلم فی المساجد، باب فضل صلاتی الصبح و العصر و المحافظة علیہما

**اللتخات:** ليلة البدر: چودھویں کا چاند۔ اس کا یہ نام اس لئے رکھا گیا کیونکہ چاند اس میں جلدی طلوع ہوتا ہے۔ لاتضامون: تمہیں مشقت و تھکاوٹ پیش نہ آئے گی۔

**فوائد:** (۱) اللہ تعالیٰ کا دیدار مومنین کے لئے بلا کیف بغیر حد بندی کے ثابت ہے۔ وہ دیدار اللہ تعالیٰ کی صفات کمال کے جولائق ہے۔ باقی کفار تو اس دن اللہ تعالیٰ کے دیدار سے محروم کر دیئے جائیں گے اور پردے میں کر دیئے جائیں گے۔ (۲) صبح و عصر کی نماز کی پابندی پر امید کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہو جائے گا اور جنت کی تمام لذتوں میں یہ سب سے بڑھ کر ہے۔

۱۰۵۲: وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ تَرَكَ صَلَاةَ الْعَصْرِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

۱۰۵۲: حضرت بريدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے عصر کی نماز کو چھوڑا تحقیق اس کے عمل برباد ہو گئے۔“ (بخاری)

**تخریج:** رواه البخاری فی مواقیت الصلوة باب من ترک صلاة العصر و' باب التكبير بالصلوة فی يوم غیم۔

**اللتخانی:** حبطہ علمہ: اس کا ثواب باطل ہو جائے گا۔

**قوائد:** (۱) نماز کا چھوڑنا حرام ہے۔ خاص کر نماز عصر۔ نماز عصر کا خصوصی تذکرہ اس کی طرف مزید توجہ اور عنایت کی وجہ سے ہے۔ اس کا چھوڑنا ایسا کبیرہ گناہ ہے۔ جو اعمال کے ثواب کو باطل کر دیتا۔ انسان کے عمل کو باطل کر دیتا ہے۔ علماء نے اس کا معنی یہ کیا ہے کہ جس نے نماز کا ترک اس کو حلال سمجھ کر کیا کیونکہ یہ کفر ہے اور عمل کے بطلان کا سبب ہے امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا: اس سے مراد اس کے اس دن کے عمل کا ضائع ہونا ہے۔ مقصد اس سے شدت بیان کرنا ہے کہ گویا اس کا عمل ضائع ہو گیا۔ واللہ اعلم۔

۸۹: باب فضل المشی الی المساجد باب: مساجد کی طرف جانے کی فضیلت

۱۰۵۳: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "مَنْ غَدَا إِلَى الْمَسْجِدِ أَوْ رَاحَ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُ فِي الْجَنَّةِ نَزْلًا كُلَّمَا غَدَا أَوْ رَاحَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔" (بخاری و مسلم)

۱۰۵۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو صبح سویرے یا شام کو مسجد میں آیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں مہمانی تیار کرتے ہیں۔ جب بھی صبح یا شام کو وہ جائے۔" (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواه البخاری فی الاذان باب فضل من غدى الى المسجد و من راح و مسلم فی المساجد باب المشی الی الصلاة تمحی بہ الخطایا و ترفع بہ الدرجات۔

**اللتخانی:** غدا: زوال سے پہلے جلد۔ راح: زوال کے بعد چلا۔ نزولاً: مہمان کی خدمت میں پیش کیا جانے والا کھانا۔

**قوائد:** جو صبح و شام نماز کے لئے مسجد میں آتا ہے اللہ تعالیٰ جنت میں اس کا اکرام کس قدر فرمائیں گے کیونکہ وہ سب سے زیادہ عزت والے ہیں۔ اخلاص سے نیکی کرنے والوں کی نیکی ضائع نہیں فرماتے۔

۱۰۵۴: وَعَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مَنْ تَطَهَّرَ فِي بَيْتِهِ ثُمَّ مَضَى إِلَى بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللَّهِ لِيَقْضَى فَرِيضَةً مِنْ فَرَائِضِ اللَّهِ كَانَتْ خُطْوَاتُهُ إِحْدَاهَا تَحُطُّ خَطِيئَةً وَالْأُخْرَى تَرْفَعُ دَرَجَةً رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۵۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جس نے اپنے گھر میں وضو کیا پھر اللہ کے گھروں میں سے ایک گھر میں گیا تاکہ اللہ کے فرائض میں سے کسی فرض کو پورا کرے اس کے قدموں میں سے ہر قدم گناہوں کو مٹاتا اور دوسرا قدم درجے کو بلند کرتا ہے۔" (مسلم)

**تخریج:** رواه مسلم فی المساجد باب المشی الی الصلوة تمحی بہ الخطایا و ترفع بہ الدرجات۔

**اللتخانی:** تطهر: نماز کے لئے وضو یا غسل کیا۔ ليقضى: تاکہ وہ ادا کر لے۔ خطواتہ: جمع خطوة دونوں قدموں کا درمیانی فاصلہ۔ خطوة: ایک قدم کا قدم اٹھانا۔ تحط: زائل ہوتے اور مٹتے ہیں۔

**قوائد:** نماز کی ادائیگی کے لئے جو مسجد کا قصد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہر قدم کے بدلے حقوق اللہ میں سے ایک گناہ صغیرہ مٹا دیتے ہیں اور ہر حرف کے بدلہ میں ایک درجہ جنت میں بلند کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو وسیع فضل والے اور عظیم عطاء والے ہیں۔ باقی کبار اور حقوق

العباد تو ایسی توبہ کے محتاج ہیں جو تمام وکمال اپنی شروط کے ساتھ پائی جائے۔

۱۰۵۵: وَعَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ لَا أَعْلَمُ أَحَدًا أَبْعَدَ مِنَ الْمَسْجِدِ مِنْهُ، وَكَانَتْ لَهُ تَخِطُّهُ صَلَوةٌ فَقِيلَ لَهُ: لَوْ اشْتَرَيْتَ حِمَارًا لَتَرَكْتَهُ فِي الظُّلُمَاءِ وَفِي الرَّمْضَاءِ قَالَ: مَا يَسُرُّنِي أَنْ مَنِّرِلِي إِلَى جَنْبِ الْمَسْجِدِ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ يُكْتُبَ لِي مَمَشَايَ إِلَى الْمَسْجِدِ وَرَجُوعِي إِذَا رَجَعْتُ إِلَى أَهْلِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ: "قَدْ جَمَعَ اللَّهُ لَكَ ذَلِكَ كُلَّهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۵۵: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری آدمی تھا مجھے معلوم نہیں کہ کسی کا گھر مسجد سے اتنا دور ہو جتنا اس کا، مگر اس کی ایک نماز بھی نہیں رہتی تھی۔ اس کو کہا گیا کہ اگر تو ایک گدھا خرید لے جس پر سوار ہو کر اندھیرے اور سخت گرمی میں آسکے (تو بہت مناسب ہے)۔ اس نے کہا مجھے یہ بات پسند نہیں کہ میرا گھر مسجد کے پہلو میں ہو، میں یہ چاہتا ہوں کہ مسجد کی طرف میرا چلنا اور میرا اپنے گھر کی طرف لوٹنا لکھا جائے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تحقیق اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے یہ سب جمع فرما دیا ہے۔" (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی المساجد باب فضل كثرة الخطاء الى المساجد۔

**الذخائر:** لا تخطئه: اس سے فوت نہیں ہوتی۔ الظلمات: سخت اندھیرا۔ الرضاء: سخت گرمی۔

**فوائد:** (۱) مساجد کی طرف چل کر جانے کی فضیلت ذکر کی گئی۔ کسی انسان کا مکان جتنا مسجد سے دور ہوگا اس کا ثواب اتنا ہی بڑھ جائے گا۔ (۲) عمل میں صحیح قصد و اخلاص عظیم اجر کا باعث ہے۔

۱۰۵۶: وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: خَلَّتِ الْبَقَاعُ حَوْلَ الْمَسْجِدِ فَأَرَادَ بَنُو سَلَمَةَ أَنْ يَتَّقِلُوا قُرْبَ الْمَسْجِدِ فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ لَهُمْ: "بَلِّغْنِي أَنْتُمْ تَرِيدُونَ أَنْ تَتَّقِلُوا قُرْبَ الْمَسْجِدِ؟ قَالُوا: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ أَرَدْنَا ذَلِكَ فَقَالَ: "يَنِي سَلَمَةَ دِيَارُكُمْ تَكْتُبُ آثَارُكُمْ، دِيَارُكُمْ تَكْتُبُ آثَارُكُمْ" فَقَالُوا: مَا يَسُرُّنَا إِنَّا كُنَّا نَحْوَلُنَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَرَوَى الْبُخَارِيُّ مَعْنَاهُ مِنْ رِوَايَةِ أَنَسٍ۔

۱۰۵۶: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مسجد کے گرد زمین کے کچھ ٹکڑے خالی ہوئے تو بنو سلمہ نے چاہا کہ وہ مسجد کے قریب منتقل ہو جائیں۔ یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے فرمایا: "مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ تم مسجد کے قریب منتقل ہونے کا ارادہ رکھتے ہو۔" انہوں نے کہا: جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ، ہم اس کا ارادہ رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: "اے بنو سلمہ! تم اپنے گھروں کو لازم پکڑو تمہارے قدموں کے نشانات لکھے جاتے ہیں۔" انہوں نے عرض کیا: پھر ہمیں پسند نہیں کہ ہم منتقل ہوں۔ (مسلم)

بخاری نے اسی مفہوم کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے۔

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب المساجد باب فضل كثرة الخطاء الى المساجد والبخاری الى بسعناه فی باب احتساب الآثار من كتاب الصلاة وفي فصل المدينة آخر المساجد۔



**اللَّغَائِبُ:** خلت فارغ ہو گئے۔ البقاع جمع۔ بقعة زمین کا ٹکڑا۔ بنو سلمہ: انصار کا ایک خاندان۔ دیار کم: اپنے گھروں کو لازم پکڑو۔ یہ فعل محذوف کا مفعول ہونے کی وجہ سے منسوب ہے۔ آثار کم: تمہارا مسجد کی طرف کثرت سے آنا جانا۔

**فوائد:** (۱) جو دور سے مسجد کی طرف چل کر جائے اس کو زیادہ فضیلت ملتی ہے۔ (۲) مکان کا مسجد کے قریب ہونا بہتر نہیں جب کہ اس کی وجہ سے شہر کی کوئی جانب خالی ہو جاتی ہو یا کوئی شخص مسجد کی طرف چلنے کی تکلیف سے آرام پانے کا طالب ہو کیونکہ ثواب تو تکلیف کی مقدار سے ہے۔ (۳) زمین پر جو عمل کیا جائے وہ اس پر لکھا جاتا ہے اور ثبت ہو جاتا ہے۔

۱۰۵۷: وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ أَعْظَمَ النَّاسِ أَجْرًا فِي الصَّلَاةِ أَعْلَهُمْ إِلَيْهَا مَمْشَى فَاَبَعْدَهُمْ - وَالَّذِي يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ حَتَّى يُصَلِّيَهَا مَعَ الْإِمَامِ أَعْظَمُ أَجْرًا مَنِ الَّذِي يُصَلِّيَهَا ثُمَّ يَنَامُ "مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ".

۱۰۵۷: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بے شک نماز کے اجر میں وہ آدمی سب سے بڑھ کر ہے جو نماز کے لئے دور سے چل کر آتا ہے پھر وہ جو اس سے بھی زیادہ دور سے چل کر آتا ہے اور وہ آدمی جو نماز کا جماعت کے ساتھ پڑھنے کے لئے انتظار کرتا ہے وہ اس سے اجر میں بہت بڑھ کر ہے جو نماز پڑھے پھر سو جائے۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی صلاة الجماعة، باب فصل صلاة الفجر جماعة و مسلم فی المساجد، باب فضل كثرة المخطاء الى المساجد۔

**فوائد:** (۱) جتنی مسجد سے دوری ہوگی اتنے قدم زیادہ ہوں گے اور مشقت بڑھ جائے گی اور یہی چیز اجر میں اضافے کا باعث بنے گی۔ نماز کو امام کے ساتھ ادا کرنے کے لئے جماعت کے انتظار میں بیٹھنا اول وقت میں اکیلے نماز پڑھ کر سو جانے سے افضل ہے کیونکہ جماعت کی نماز بہت افضل ہے۔ (۲) جب تک کوئی انسان نماز کے انتظار میں رہتا ہے۔ اس کو نماز کا ثواب ملتا ہے۔

۱۰۵۸: وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "بَشِّرُوا الْمُشَائِينَ فِي الظُّلَمِ إِلَى الْمَسَاجِدِ بِالنُّورِ النَّامِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ۔

۱۰۵۸: حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اندھیروں میں مسجدوں کی طرف چل کر آنے والوں کو قیامت کے دن کامل روشنی کی خوشخبری دے دو۔“ (ابوداؤد و ترمذی)

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی الصلوة، باب ماء فی المشی الى الصلوة فی الظلم۔ و الترمذی فی الصلوة، باب ما جاء فی فضل العشاء و الفجر فی الجماعة۔

**اللَّغَائِبُ:** بشرور: بھلائی کی خوشخبری سناؤ۔ المشائین: چلنے والے۔ فی الظلم: جمع ظلمہ: یہ عشاء اور فجر دونوں کو شامل ہے۔ بالنور القام: یعنی ایسی روشنی جو صراط کے تمام اطراف کو ان کے لئے روشن کر دے گی۔ روایت میں آتا ہے کہ لوگ قیامت کے دن اعمال کے لحاظ سے نور پانے والے ہوں گے۔

**فوائد:** (۱) نماز کی طرف چل کر جانا افضل عمل ہے خاص طور پر عشاء اور فجر کی نمازیں۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو اس پر مداومت کرنے والے ہیں قیامت کے دن کامل طور سے بدلہ عنایت فرمائیں گے جو پل صراط پر ان کے لئے روشنی کرے گا۔

۱۰۵۹: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى مَا يَمْحُو اللَّهُ بِهِ الْخَطَايَا، وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ؟" قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ - قَالَ: "إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ، وَكَثْرَةُ الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ، وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ، فَذَلِكَ الرِّبَاطُ، فَذَلِكَ الرِّبَاطُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۰۵۹: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: ”کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جس سے اللہ تعالیٰ تمہاری غلطیاں مٹا دیں اور درجات بلند کر دیں گے؟ صحابہ نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ؟۔ آپؐ نے فرمایا: ”مشتقوں کے باوجود وضو کرنا، مسجدوں کی طرف کثرت سے قدم اٹھانا اور نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا، پس یہی رباط ہے۔ پس یہی رباط ہے۔ (مسلم) اسْبَاغُ وَضُوءٍ: دھونے والے اعضا کو مکمل دھونا، مسح پورا کرنا، وضو کے تمام آداب اور معاملات کا خیال کرنا۔ علی کا لفظ یہاں مع کے معنی میں ہے۔

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الطہارۃ، باب فضل اسباغ الوضوء علی المسککارہ و تقدم شرحہ فی باب بیان طرق۔ ۱۳۱ و فی باب فضل الوضوء رقم ۱۵۳۵/۷

**اللَّحَنَاتُ:** اسباغ الوضوء دھونے میں تمام اعضاء وضو کا احاطہ کرنا۔ علی المسککارہ: مشتقوں کے باوجود۔ الرباط: ملک کی حدود کی دشمنی سے حفاظت کرنا اور آپ ﷺ کا فرمانا: ذلکم الرباط: یہ بطور تشبیہ ہے جس کو رباط قرار دیا گیا۔

**فوائد:** (۱) مساجد سے دور والے مکانات کی فضیلت ذکر کی گئی کیونکہ اس سے مسجد کی طرف آنے میں زیادہ قدم اٹھانے پڑتے ہیں (۲) جو آدمی تکلیف و مشقت کے باوجود وضو کرے جیسا کہ سربہ میں وضو کرنا وغیرہ اس کی فضیلت ذکر فرمائی۔ (۳) نماز کا انتظار یہ رباط حقیقی ہے کیونکہ یہ نفس کے ساتھ جہاد ہے اور یہ نفس جہاد جہاد اکبر ہے اور نماز افضل ترین عبادات میں سے ہے۔

۱۰۶۰: وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ "إِذَا رَأَيْتُمُ الرَّجُلَ يَعْتَادُ الْمَسَاجِدَ فَاشْهَدُوا لَهُ بِالْإِيمَانِ" قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: "إِنَّمَا يُعْمَرُ مَسَاجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ" الْآيَةُ، رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

۱۰۶۰: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم کسی شخص کو مسجد میں آتا جاتا دیکھو اس کے ایمان کی گواہی دو۔“ کیونکہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے: ”بے شک مسجدوں کو وہ آباد کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے۔“ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

**تخریج:** رواہ الترمذی فی ابواب التفسیر، باب من سورۃ توبہ

**اللَّحَنَاتُ:** يعتاد المسجد: مسجد سے بہت تعلق ہے اور جماعت کو لازم کرنے والا ہے۔ فاشهدوا: اس کے متعلق ایمان کی

گواہی دو۔

**فوائد:** (۱) مسلمان کی ظاہری حالت پر اس کے ایمان کی گواہی درست ہے۔ (۲) مساجد میں نماز پڑھنا بہت افضل عمل ہے اور اس کی طرف چل کر جانا اور ان سے محبت کرنا محبوب عمل ہے۔ (۳) مساجد کی تعمیر کرنا، انہیں روشن کرنا، ان میں عبادت کرنا، اللہ تعالیٰ کو یاد

### ۱۹. بَابُ فَضْلِ إِنْتِظَارِ الصَّلَاةِ

باب: انتظار نماز کی فضیلت

۱۰۶۱: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "لَا يَزَالُ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاةٍ مَا دَامَتِ الصَّلَاةُ تَحِبُّهُ لَا يَمْنَعُهُ أَنْ يَنْقَلِبَ إِلَى أَهْلِهِ إِلَّا الصَّلَاةُ مُتَقَيِّمَةٌ عَلَيْهِ."

۱۰۶۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "آدمی اس وقت تک نماز میں رہتا ہے جب تک نماز اس کو گھر والوں کی طرف لوٹنے سے روکتی ہے۔" (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی صلاة الجماعة باب من جلس فی المسجد منتظر الصلاة و فضل المساجد و مسلم فی المساجد باب فضل صلاة الجماعة و انتظار الصلاة۔

**اللَّحَاقَاتُ:** تحبہ: اس کو گھر کی طرف آنے سے روکتی اور منع کرتی ہے۔ ینقلب: وہ لوٹتا ہے۔

**فوائد:** نماز کا انتظار افضل ہے اور انسان جب تک نماز کا انتظار کرتا ہے بشرطیکہ اس کو اور کوئی دنیوی غرض بھی نہ ہو تو فضیلت و ثواب کے لحاظ سے وہ حکماً نماز میں ہی ہے۔

۱۰۶۲: وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "الْمَلَائِكَةُ تُصَلِّيُ عَلَى أَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِي مَصَلَاةٍ الَّتِي صَلَّى فِيهِ مَا لَمْ يُحْدِثْ يَقُولُ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ، اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۰۶۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "فرشتے اس وقت تک اس آدمی کے لئے دعا کرتے ہیں جب تک وہ اپنی نماز کی جگہ پر رہتا ہے اور جب تک کہ وہ بے وضو نہ ہو وہ یوں کہتے ہیں: "اے اللہ اس کو بخش دے" اے اللہ اس پر رحم فرما۔" (بخاری)

**تخریج:** رواہ البخاری فی صلاة الجماعة وفي المساجد باب من جلس فی المسجد ينتظر الصلاة

**اللَّحَاقَاتُ:** تصلى الملائكة: فرشتے اس کے لئے دعائیں مانگتے، استغفار اور رحمت طلب کرتے ہیں۔ وصلاة نماز کی جگہ۔ ما لم يحدث: جب تک خروج ریح وغیرہ سے اس کا وضو نہ ٹوٹے۔ بعض نے کہا کہ جب تک وہ ایسا کلام نہ کرے جس کا کرنا ممنوع ہے۔ مثلاً خرید و فروخت اور غیبت وغیرہ۔

**فوائد:** (۱) نماز کے قیام پر زیادہ دیر بیٹھنا پسندیدہ عمل ہے۔ اس سے بندہ فرشتوں کی دعا کا مستحق بن جاتا ہے۔

۱۰۶۳: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَخَّرَ لَيْلَةَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى

۱۰۶۳: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن عشاء کی نماز آدھی رات تک

شَطْرِ اللَّيْلِ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ بَعْدَ مَا صَلَّى فَقَالَ: "صَلَّى النَّاسُ وَرَكَدُوا وَلَمْ تَزَالُوا فِي صَلَوةٍ مِّنْهُ انْتَهَرْتُمُوهُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔  
 مؤخر کی پھر ہماری طرف نماز کے بعد متوجہ ہو کر فرمایا: "لوگ تو نماز پڑھ کر سو گئے اور تم اس وقت سے نماز میں ہو جس وقت سے نماز کا انتظار کر رہے ہو۔" (بخاری)

تخریج:

اللَّغَاثُ: شطر اللیل: آدھی رات۔ صلی الناس: لوگوں نے نماز پڑھ لی۔ آپ کے ساتھ نماز کا انتظار کرنے کے بغیر۔ اقدوا: وہ سو گئے۔

فوائد: (۱) عشاء کی نماز کو نصف لیل تک مؤخر کرنے کی اجازت ہے، جماعت کا منتظر ایسے جلدی نماز ادا کرنے والے سے افضل ہے۔ (۲) اول وقت میں جلدی نماز جماعت کے ساتھ اس کو آخری وقت میں پڑھنے سے افضل ہے کیونکہ تعمیل کے ساتھ اس کو آخری وقت میں پڑھنے سے افضل ہے کیونکہ آپ نے ہمیشہ تعمیل کو انجام دیا اور بھی آپ سے تاخیر بھی واقع ہوئی اور یہ بات اس کے مخالف نہیں۔ ان کو انتظار نماز کا ثواب زیادہ ملا۔ پس نماز کا انتظار تو اس کے لئے عبادت اور ثواب کا باعث ہے۔

باب: باجماعت نماز کی فضیلت

۱۹۱: بَابُ فَضْلِ صَلَوةِ الْجَمَاعَةِ

۱۰۶۴: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جماعت سے نماز الگ نماز پڑھنے سے ستائیس درجے زیادہ ہے۔"

۱۰۶۴: عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ أَفْضَلُ مِنْ صَلَاةِ الْفَدِّ بِسَبْعٍ وَعِشْرِينَ دَرَجَةً" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی صلاة الجماعة و مسلم فی المساجد باب فضل صلاة الجماعة

اللَّغَاثُ: فضل: ثواب میں بڑھ کر ہے۔ العذر: کیا

فوائد: (۱) جماعت کے ساتھ نماز کی فضیلت ذکر کی گئی ہے کہ جماعت سے ادا کی جانے والی نماز منفرد کی نماز سے ستائیس درجہ زیادہ ہے۔ (۲) اس روایت میں پچیس درجہ والی روایت میں موافقت ان طریق سے کی گئی ہے (۱) بعض نے کہا قلیل کثیر کے منافی نہیں گویا پچیس ستائیس کے اندر داخل ہے (ب) بعض نے کہا پہلے آپ کو پچیس کی اطلاع دی گئی پھر زیادہ کی تعلیم دی گئی۔ (۳) بعض نے کہا یہ نمازیوں کی نماز کے مختلف ہونے کے لحاظ سے ہے۔ خشوع، ہیئت و آداب کی پابندی میں لوگوں کے احوال مختلف ہیں۔

۱۰۶۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "آدمی کی جماعت سے نماز اس کے گھر میں اور بازار میں نماز پڑھنے سے پچیس گنا زیادہ ہے اور یہ اس وجہ سے کہ جب آدمی نے اچھی طرح وضو کیا پھر مسجد کی طرف گیا۔ اس کو نماز کے

۱۰۶۵: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي جَمَاعَةٍ تَصْغَفُ عَنْهُ سَبْعُونَ مَرَّةً وَفِي سُوقِهِ خَسَاءٌ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَذَلِكَ أَنَّهُ إِذَا



سو کسی چیز نے نہیں نکالا تو وہ جو قدم بھی اٹھاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ اس کا ایک درجہ بلند کرتے اور ایک غلطی معاف فرماتے ہیں۔ جب وہ نماز پڑھتا ہے تو فرشتے اس کے لئے دعائیں کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ اپنی نماز کی جگہ پر رہے اور جب تک بے وضو نہ ہو فرشتے کہتے رہتے ہیں: ”اے اللہ اس پر رحمت نازل فرما“ اے اللہ اس پر مہربانی فرما“۔ اور اس وقت تک وہ نماز میں رہتا ہے جب تک وہ نماز کا انتظار کرتا ہے۔“ (بخاری و مسلم) اور یہ الفاظ بخاری کے ہیں۔

تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ لَا يَخْرِجُهُ إِلَّا الصَّلَاةُ لَمْ يَخْطُ خَطْوَةً إِلَّا رُفِعَتْ لَهُ بِهَا دَرَجَةٌ وَحُطَّتْ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةٌ، فَإِذَا صَلَّى لَمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ تُصَلِّيُ عَلَيْهِ مَا دَامَ فِي مُصَلَّاهُ مَا لَمْ يُحْدِثْ تَقُولُ: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ، اللَّهُمَّ ارْحَمْهُ - وَلَا يَزَالُ فِي صَلَاةٍ مَا أَنْتَظَرَ الصَّلَاةَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَهَذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ.

**تخریج:** رواه البخاری فی صلاة الجماعة، باب فضل صلاة الفجر جماعة و مسلم فی المساجد، باب فضل صلاة الجماعة۔

**فوائد:** (۱) فضل صلاة الجماعة کے فوائد ملاحظہ ہوں۔ البتہ علماء نے اس فضیلت کے حاصل ہونے میں اختلاف کیا ہے کہ آیا یہ ہر جگہ کی جماعت میں ثواب ہے یا خاص مسجد کی جماعت کا۔ بعض نے پہلے قول کو اختیار کیا اور بعض نے دوسرے کو۔ (۲) وضو کو کامل طور پر کرنا افضل ہے۔ (۳) نیت خالص رضا باری تعالیٰ کی ہونی چاہئے۔ اس میں نماز کا باعث کوئی دوسرا سبب نہ ہونا چاہئے۔

۱۰۶۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک نابینا آدمی آیا اور کہا: ”یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس کوئی قاعدہ نہیں جو مجھے مسجد تک لائے۔ اس نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ اس کو گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت مل جائے۔ حضور ﷺ نے اس کو اجازت دے دی۔ جب وہ پیٹھ پھیر کر چل دیا تو آپ نے اس کو بلا کر فرمایا: ”کیا تو نماز کی اذان سنتا ہے؟“ اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا پھر اس کو قبول کر۔ (مسلم)

۱۰۶۶: وَعَنْهُ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ أَعْمَى فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَيْسَ لِي قَائِدٌ يَقْدُمُنِي إِلَى الْمَسْجِدِ، فَسَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُرَخِّصَ لَهُ فَيُصَلِّيَ فِي بَيْتِهِ، فَرَخَّصَ لَهُ، فَلَمَّا وَلَّى دَعَاهُ فَقَالَ لَهُ: ”هَلْ تَسْمَعُ الْإِذَاءَ بِالصَّلَاةِ؟“ قَالَ نَعَمْ قَالَ: ”فَاجِبٌ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

**تخریج:** رواه مسلم فی المساجد، باب یحب تیان المسجد علی من سمع النداء

**اللَّحَائِثُ:** رجل اعمی: یہ ابن ام مکتوم ہیں اس کا نام عبد اللہ تھا۔ بعض نے عمرو کہا۔ جیسا کہ آئندہ روایت میں ہے۔ یوخص: اس کو رخصت دی جائے اور اس سے درگزر کی جائے۔ ترخیص و رخصت: حکم کو مشکل سے آسانی کی طرف کسی عذر کی وجہ سے ملے جانا۔ النداء اذان: فاجب: قبول کر اس میں رخصت نہیں۔

**فوائد:** جماعت کے ساتھ نماز کی تاکید کی گئی ہے۔ اس آدمی کے لئے جو اذان سنے اور حصول جماعت کے لئے معمولی مشقت پیش آئے تو اس کو برداشت کرنا چاہئے۔

۱۰۶۷: حضرت عبداللہ بعض نے کہا عمرو بن قیس جو کہ ابن ام مکتوم مؤذن رضی اللہ عنہ کے نام سے مشہور ہیں سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں کیڑے مکوڑے اور درندے بہت ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”تو حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ (یعنی آؤ نماز کی طرف) اور حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ (یعنی آؤ فلاح کی طرف) سنتا ہے پس تو مسجد کی طرف آ۔“ (ابوداؤد) سند حسن کے ساتھ۔

حَيْثَلَا تَوَا۔

۱۰۶۷: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ - وَقِيلَ عُمَرُ بْنُ قَيْسٍ الْمَعْرُوفِ بِأَبْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ الْمُؤَذِّنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ الْمَدِينَةَ كَثِيرَةُ الْهُوَامِ وَالسَّبَاعِ؟ فَقَالَ: رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”تَسْمَعُ حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ فَحَيْثَلَا“ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ - بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

وَمَعْنَى ”حَيْثَلَا“ تَعَال۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الصلاة باب فی التشدید فی ترک الجماعة

اللُّغَاتُ: الْهُوَامُ جمع هامة، تکلیف دہ حشرات الارض مثلاً سانپ، بچھو وغیرہ۔ السباع درندے مثلاً بھیڑیا، یا کائٹے والا کتا۔ فوائد: گزشتہ روایت کی طرح اس میں بھی نماز سے جماعت کی تاکید کی گئی ہے اور اس کے حاصل کرنے میں اگر کچھ مشقت ہو تو اسے برداشت کرنا چاہئے۔ (۲) اعذار یہ ہیں مثلاً سخت سردی، بارش، سخت اندھیرا، دشمن یا درندے کا خطرہ، مرض کا ڈر اور جس کی خدمت کرتا ہے اس کی بیماری کے اضافے کا خدشہ جبکہ دوسرا کوئی خدمت گزار بھی نہ ہو۔

۱۰۶۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں نے پختہ ارادہ کر لیا کہ لکڑیاں لانے والے کو حکم دوں جو اکٹھی کی جائیں۔ پھر نماز کا حکم دوں جس کے لئے اذان کہی جائے۔ پھر میں ایک آدمی کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو امامت کروائے اور میں ان آدمیوں کی طرف جاؤں (جو جماعت میں نہیں آتے) پس میں ان سمیت ان کے گھروں کو آگ لگا دوں۔“ (بخاری و مسلم)

۱۰۶۸: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ”وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أُمَرِّحَطِبَ فَيُحْتَطَبَ ثُمَّ أُمَرَّ بِالصَّلَاةِ فَيُؤَذَّنَ لَهَا ثُمَّ أُمَرَّ رَجُلًا فَيُؤَمِّمَ النَّاسَ ثُمَّ أَخَالَفَ إِلَى رِجَالٍ فَأُخْرِقَ عَلَيْهِمْ يَبُوتَهُمْ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

تخریج: رواہ البخاری فی صلاة الجماعة و فی الخصومات و مسلم فی المساجد باب فضل صلاة الجماعة

اللُّغَاتُ: هَمَمْتُ: میں نے پکا ارادہ کیا اور قصد کیا۔ فَيُحَطَبُ: وہ لکڑیاں جمع کرے۔ اخالف: نماز میں مشغول افراد سے پیچھے رہ جاؤں اور جماعت سے پیچھے رہ جانے والوں کی طرف جاؤ۔

فوائد: یہ سختی ان کے متعلق اختیار فرمائی گئی جو بلا کسی عذر جماعت کے ساتھ نماز کو چھوڑنے والے ہیں۔ جمعہ کے علاوہ بقیہ نمازوں کی جماعت کے متعلق علماء نے اختلاف کیا ہے۔ بعض نے کہا غیر معذور، مقیم، آزاد مردوں پر فرض عین ہے اور انہوں نے اس حدیث کو دلیل بنایا جس میں عبداللہ بن ام مکتوم کو رخصت نہ ملنا مذکور ہے۔ بعض نے کہا فرض کفایہ ہے۔ اس روایت کو ان منافقین کے متعلق قرار

دیا جو جماعت میں شامل نہ ہوتے تھے اور دوسری دلیل یہ بیان کی کہ یہ اسلام کے ان شعائر میں سے ہے جو بعض کے کرنے سے ظاہر ہوتے ہیں۔ بعض نے کہا یہ سنت ہے۔ انہوں نے ان تمام احادیث کو ترغیب پر محمول کیا اور دلیل یہ دی کہ اگر یہ حکم فرض ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اس کے ترک پر سزا دیتے جب کہ سزا نہیں دی گئی تو اس سے ثابت ہوا کہ یہ سنت مؤکدہ ہے۔ (۲) کسی بھی سزا سے پہلے وعید اور ڈانٹ ڈپٹ کرنا جائز ہے۔ (۳) جو آدمی کس حق کے مطالبہ پر اپنے گھر میں چھپ جائے اور رکاوٹ پیدا کرے تو اس کو گھر سے نکالنا جائز ہے۔ (۴) اہل جرائم اور معاصی کے مرتکب افراد کو بغیر ابتلاء کے اچانک پکڑنا جائز ہے۔

۱۰۶۹ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : "مَنْ سَرَّهٗ أَنْ يَكْفِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَدُوًّا مُسْلِمًا فَلْيُحَافِظْ عَلَى هَؤُلَاءِ الصَّلَوَاتِ حَيْثُ يَنَادِي بِهِنَّ ، فَإِنَّ اللَّهَ شَرَعَ لِنَبِيِّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُنَنَ الْهُدَى وَرَأَتْهُنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدَى وَلَوْ أَنَّكُمْ صَلَّيْتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ كَمَا يُصَلِّي هَذَا الْمُتَخَلِّفُ فِي بَيْتِهِ ، لَتَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ ، وَلَقَدْ رَأَيْنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنْهَا إِلَّا مُنَافِقٌ مَعْلُومُ النِّفَاقِ ، وَلَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يُؤْتِي بِهِ يُهَادِي بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ حَتَّى يَقَامَ فِي الصَّفِّ " رَوَاهُ مُسْلِمٌ - وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ قَالَ : "إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَنَا سُنَنَ الْهُدَى ، وَإِنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدَى الصَّلَاةَ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي يُؤَدَّنُ فِيهِ".

۱۰۶۹: حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس کو یہ بات پسند ہے کہ وہ کل اللہ سے فرمانبرداری کی حالت میں ملے تو اسے چاہئے کہ ان نمازوں کی نگہبانی کرے جب ان کے لئے اذان دی جائے۔ بے شک اللہ نے تمہارے پیغمبر کے لئے ہدایت کے طریقے مقرر کئے اور بے شک وہ نمازیں ہدایت کے طریقوں میں سے ہیں۔ اگر تم اسی طرح اپنے گھروں میں نماز پڑھنے لگو جس طرح پیچھے رہنے والا اپنے گھر میں پڑھتا ہے تو تم نے اپنے پیغمبر کے طریقے کو چھوڑ دیا اور اگر تم اپنے پیغمبر کے طریقے کو چھوڑ دو گے تو یقیناً گمراہ ہو جاؤ گے۔ ہم نے اپنے زمانے کے لوگوں کو دیکھا کہ ان میں سے کوئی بھی جماعت سے پیچھے نہیں رہتا تھا سوائے اس منافق کے جس کا نفاق مشہور ہو۔ تحقیق آدمی کو لایا جاتا جبکہ دو آدمی اس کو سہارا دیئے ہوئے ہوتے یہاں تک کہ اس کو صف میں کھڑا کر دیا جاتا۔" (مسلم) مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ہدایت کے طریقے سکھائے اور ان ہدایت کے طریقوں میں ایک اس مسجد میں نماز ادا کرنا ہے جس میں اذان دی جاتی ہو۔

تخریج: رواہ مسلم فی المساجد باب صلاة الجماعة من سنن الہدی

الْخِطَابَاتِ: شروع: طریقہ قرار دیا۔ سنن: طریقے۔ لصللتم: تم گمراہی میں پڑ جاؤ گے۔ ضلال طریق سنت سے ہٹ جانے کو کہتے ہیں۔ یہادی: سخت کمزوری کی وجہ سے جس کو دو آدمی کندھوں کا سہارا دے کر لائیں اور وہ آنے جانے کی مشقت جماعت کا ثواب حاصل کرنے کے لئے برداشت کرے۔

فوائد: (۱) جماعت کی بلوغ انداز میں تاکید کی گئی ہے اور اس کی نگہبانی کے لئے آمادہ کیا گیا اور بتلادیا کہ جہاں تک ممکن ہو حصول جماعت کے لئے مشقت برداشت کرے اور ترک جماعت کو عموماً منافقین کی خصلت شمار کیا اگر تمام لوگ ترک جماعت پر اتفاق کر لیں تو

اس کو سرائی کا باعث قرار دیا اور سنت کے مقتضی سے دوری کا ذریعہ بتلایا۔

۱۰۷۰: وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "مَا مِنْ ثَلَاثَةٍ فِي قَرْيَةٍ وَلَا بَدْرٍ وَلَا نَقَامٍ فِيهِمُ الصَّلَاةُ إِلَّا قَدْ اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ - فَعَلَيْكُمْ بِالْجَسَاعَةِ - فَإِنَّمَا يَأْكُلُ الذَّنْبُ مِنَ النِّعَمِ الْقَاصِيَةَ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

۱۰۷۰: حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "کسی بستی میں یا جنگل میں تین آدمی اگر رہتے ہوں اور ان میں جماعت نہ قائم کی جاتی ہو تو ان پر شیطان مسلط ہو جاتا ہے۔ پس تم جماعت کو لازم کر دو پس بے شک بھیڑ یا دور والی بکری (جو اپنے گلہ سے علیحدہ ہو کر بھٹکی جائے) کو کھا جاتا ہے۔ (ابوداؤد) عمدہ سند کے ساتھ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الصلاة باب فی التشدید فی ترک الجماعت

اللَّغَاتُ: قَرْيَةٌ: بروہ مقام جہاں عمارت متصل ہوں اور اسکو بطور رہائش استعمال کیا جائے۔ یہ لفظ شہر پر بولا جاتا ہے۔ بدو: جو کسی ایک جگہ کو وطن بنانے والے نہ ہو۔ استحوذ علیہم الشیطان: شیطان نے ان پر غلبہ کر لیا اور ان پر مسلط ہو گیا۔ فعلیکم تم لازم پکڑو۔ القاصیة: اپنے ہم جنسوں سے دور ہو جانے والی۔ جماعت سے الگ ہونے والے کو ایسی بکری سے تشبیہ دی گئی ہے جو دوسری بکریوں سے جدا ہو جائے کیونکہ شیطان اس کو پھاڑ دیتا اور اس پر مسلط ہو جاتا ہے۔

فوائد: (۱) جماعت سے نماز ادا کرنے کی طرف متوجہ کیا گیا ہے اور بتلایا کہ ترک جماعت سے شیطانی وساوس کے غلبہ میں مدد ملتی ہے۔ اس بات سے اس حدیث کو مزید تقویت ملتی ہے جس سے جماعت کا فرض کفایہ ہونا ثابت کیا گیا اور جماعت کو اسلام کا نشان قرار دیا گیا ہے۔ (۲) مسلمانوں کی ملاقات کے لئے افضل ترین چیز جماعت کی نماز ہے۔ اس سے ایک دوسرے کو تقویت ملتی ہے اور ترک جماعت کمزوری و انتشار اور اجتماعیت کو پارہ پارہ کرنے والا ہے۔

### باب: صبح و عشاء کی جماعت میں

#### حاضری کی ترغیب

۱۰۷۱: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "جس نے عشاء کی نماز جماعت سے ادا کی اس نے گویا آدھی رات قیام کیا اور جس نے صبح کی نماز جماعت سے پڑھ لی تو گویا اس نے ساری رات نماز پڑھی۔" (مسلم)

ترمذی کی روایت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو آدمی عشاء کی نماز میں حاضر ہوا تو اس کو آدھی رات کے قیام کا ثواب ہے اور جس نے

### ۱۹۲: بَابُ الْحَثِّ عَلَى حُضُورِ

#### الْجَمَاعَةِ فِي الصُّبْحِ وَالْعِشَاءِ

۱۰۷۱: عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ، وَمَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا صَلَّى اللَّيْلَ كُلَّهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ - وَفِي رِوَايَةٍ التِّرْمِذِيُّ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ شَهِدَ الْعِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ كَانَ لَهُ قِيَامُ نِصْفِ لَيْلَةٍ"



وَمَنْ شَهِدَ الْعِشَاءَ وَالْفَجْرَ فِي جَمَاعَةٍ كَانَ لَهُ كَقِيَامِ لَيْلَةٍ قَالَ التِّرْمِذِيُّ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔  
 عشاء اور فجر کی نماز جماعت سے ادا کی اس کے لئے پوری رات کے قیام کا ثواب ہے۔ (ترمذی)  
 یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب المساجد، باب فضل صلوٰۃ العشاء و الصبح فی جماعۃ و الترمذی فی کتاب الصلوٰۃ، باب ما جاء فی فضل العشاء و الفجر فی جماعۃ

**فوائد:** (۱) جماعت کے ساتھ فجر و عشاء کی نماز ادا کرنے کی فضیلت ذکر کی گئی ہے اور ان دونوں کا اجر ساری رات تہجد گزارنے کے برابر قرار دیا۔

۱۰۷۲: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي الْعَمَةِ وَالصُّبْحِ لَاتَوَّهْمَا وَلَوْ حَبَوًّا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَقَدْ سَقَى بِطَوِيلِهِ۔  
 ۱۰۷۳: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: "اگر لوگوں کو عشاء اور صبح کی نماز کا علم ہو جاتا کہ اس میں کیا ثواب ہے؟ تو ان دونوں نمازوں کے لئے اگر گھنٹوں کے بل آنا پڑتا تو بھی آتے۔" (بخاری و مسلم) مفصل روایت ۱۰۳۳ میں گزری۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی صلاۃ الجماعۃ، باب فضل التہجد فی الظهر و مسلم فی الصلاۃ، باب تسویۃ الصفوف و اقامتها

**اللَّغْنَانِ:** حبوا، ہاتھوں اور گھنٹوں کے بل چلنا یا سرین کے بل لڑھکنا، گھنٹنا۔  
**فوائد:** (۱) اس میں بھی صبح و عشاء کی فضیلت ذکر کی گئی ہے اور صبح کا تذکرہ خاص طور پر اس لئے کیا کہ صبح کے وقت نیند پسند آتی ہے اور عشاء کے وقت میں اونگھ کا غلبہ ہوتا ہے۔

۱۰۷۳: وَعَنْ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَيْسَ صَلَوةٌ أَثْقَلَ عَلَى الْمُنَافِقِينَ مِنْ صَلَوةِ الْفَجْرِ وَالْعِشَاءِ لَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِيهِمَا لَا تَوَّهْمَا وَلَوْ حَبَوًّا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
 ۱۰۷۴: حضرت ابو ہریرہؓ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: "عشاء اور فجر سے بڑھ کر کوئی نماز منافقین پر بھاری نہیں، اگر وہ جان لیں کہ ان دونوں نمازوں میں کیا ثواب ہے؟ تو ان میں ضرور حاضر ہوں خواہ گھنٹوں کے بل۔" (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی الاذان، باب فضل العشاء فی الجماعۃ و الشهادات و مسلم فی کتاب المساجد، باب فضل صلوٰۃ العشاء و الصبح فی جماعۃ

**فوائد:** (۱) گزشتہ فوائد پیش نظر ہوں۔ نیز یہ ہے منافقین کے لئے سب سے زیادہ بوجھل ہے کیونکہ ان کی نماز تو محض ریاکاری ہے۔ اس میں ذرہ بھر اللہ تعالیٰ کی رضامندی مقصود نہیں ہوتی۔ (۲) ان دونوں نمازوں کی کوتاہی یا سستی سے بچنا چاہئے تاکہ منافقین سے اس کی مشابہت نہ ہو۔

۱۹۳: بَابُ الْأَمْرِ بِالْمُحَافَظَةِ عَلَى

الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوباتِ وَالنَّهْيِ

الْإِكِيدِ وَالْوَعِيدِ الشَّدِيدِ فِي

تَرْكِهِنَّ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ

وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى﴾ [البقرة: ۲۳۸] وَقَالَ

تَعَالَى: ﴿فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوْا

الزَّكَاةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ﴾ [التوبة: ۵]

باب: فرض نمازوں کی حفاظت کا حکم

اور

ان کے چھوڑنے میں

سخت وعید و تاکید

اللہ ذوالجلال والا کرام نے ارشاد فرمایا: ”تم نمازوں کی حفاظت کرو“

خاص طور پر درمیانی نماز میں۔“ (البقرہ)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”اگر وہ توبہ کر لیں اور نماز قائم کریں اور

زکوٰۃ ادا کریں تو ان کا راستہ چھوڑ دو۔“ (التوبہ)

حل الآيات: حافظوا: یعنی کرو۔ الصلوة الوسطی: نماز عصر۔ رائج قول یہ ہے۔ تابوا: کفر سے توبہ کی۔ ضلوا

سبیلہم: ان کے راستہ سے ہٹ جاؤ اور تکلیف مت پہنچاؤ کہ انہوں نے اسلام قبول کر لیا ہے جس نے لا الہ الا اللہ کی گواہی دی اور

نماز قائم کی اور زکوٰۃ ادا کی تو اس کا خون اور مال محفوظ ہو گیا مگر اس کے حق کی وجہ سے۔

۱۰۷۴: وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَيُّ الْأَعْمَالِ

أَفْضَلُ؟ قَالَ: ”الصَّلَاةُ عَلَى وَقْتِهَا“ قُلْتُ: ثُمَّ

أَيُّ؟ قَالَ: ”بِرُّ الْوَالِدَيْنِ“ قُلْتُ: ثُمَّ أَيُّ؟ قَالَ:

”الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

آپ نے فرمایا: ”والدین کے ساتھ اچھا سلوک“ میں نے کہا پھر

کونسا؟ آپ نے فرمایا: ”اللہ کی راہ میں جہاد۔“ (بخاری و مسلم)

تخریج: شرح و باب بر الولدین رقم ۳۱۴ میں ملاحظہ ہوں۔

فوائد: (۱) مزید فائدہ یہ ہے کہ نماز کو اس کا وقت گزر جانے کے بعد ادا کرنا حرام ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ نے فرمایا: جس نے سستی

سے نماز کو چھوڑ دیا یہاں تک کہ اس کا وقت جاتا رہا۔ اگر وہ توبہ نہ کرے تو اس کو بطور حد قتل کر دیا جائے۔

۱۰۷۵: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”بَيْنَ الْإِسْلَامِ

عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ

مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَإِقَامُ الصَّلَاةِ

وِإِتَاءُ الزَّكَاةِ، وَحَجُّ الْبَيْتِ، وَصَوْمُ

رَمَضَانَ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۰۷۵: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اسلام کی بنیاد پانچ

چیزوں پر ہے: (۱) اس بات کی گواہی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی

معبود نہیں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں۔ (۲) نماز کا قائم

کرنا، (۳) زکوٰۃ ادا کرنا، (۴) بیت اللہ کا حج کرنا، (۵) رمضان

کے روزے رکھنا۔“ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی الایمان باب دعاء کم ایمانکم والعلم والشہادات وغیرہا ومسلم فی الایمان باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم نبی الاسلام علی خمس۔

**التَّحَاثُّ:** بُنی: قائم ہے۔ بناء: جو محسوسات کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ اس کو مغانی کے لئے استعمال کیا اور یہ مجاز ہے اور ان میں علاقہ تشبیہ کا پایا جاتا ہے۔ اسلام کو ایک مضبوط عمارت سے تشبیہ دی جس کے پانچ ستون ہوں جن پر وہ عمارت قائم ہو اور وہ ستون اس عمارت کو اٹھانے والے ہوں۔ شہادۃ ان لا الہ الا اللہ: دل سے اس بات کا اعتراف اور زبان سے اقرار کے برحق معبود اللہ تعالیٰ ہے۔ اقام الصلوۃ: تمام ارکان و شروط سمیت اس کی ادائیگی۔ ایتاء الزکاة: مستحق کو زکوۃ دینا۔

**فوائد:** (۱) اس وقت کسی کا ایمان ثابت اور قابل قبول نہیں جب تک ان ارکان خمسہ کو نہ مانے۔ جس نے ان میں سے کسی ایک کا انکار کیا اس نے گویا کفر کیا اور جس نے ان میں سے کسی ایک کو سستی سے چھوڑا اس نے گناہ کا ارتکاب کیا۔

۱۰۷۶: وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "أُمِرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ، وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ، فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّ الْإِسْلَامِ وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
۱۰۷۶: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھے لوگوں کے ساتھ لڑنے کا حکم ہے۔ یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللہ کی گواہی دیں نماز قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں۔ جب وہ یہ کرنے لگیں تو انہوں نے اپنے خون اور مال مجھ سے محفوظ فرمائے۔ مگر اسلام کے حق کے ساتھ اور ان کا حساب اللہ پر ہے۔" (بخاری و مسلم)

**تخریج:** وشرح باب اجزاء الاحکام علی الظاہر رقم ۳۹۱ میں ملاحظہ ہوں۔  
**التَّحَاثُّ:** الناس: مشرکین و مجوس وغیرہ مراد ہیں۔ الا بحق الاسلام قصاص کی وجہ سے یا حد کو قائم کرنے کی صورت میں جبکہ حد والے فعل کا ارتکاب کرے۔ وحسابہم علی اللہ: ان کا اندرونی معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا جائے گا۔  
**فوائد:** (۱) اسلام کے ارکان کو قائم کر کے خون و اموال کو محفوظ کر دیا البتہ اگر وہ حد والی کسی چیز کا ارتکاب کرے تو اس پر قصاص یا رجم یا قطعید کو قائم کیا جائے گا۔ (۲) باقی ان کا اندرونی معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔

۱۰۷۷: وَعَنْ مُعَاذٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ: "إِنَّكَ تَأْتِي قَوْمًا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَأَدْعُهُمْ إِلَى شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَتَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ فَأَعْلِمُهُمْ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى  
۱۰۷۷: حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی طرف (حاکم بنا کر) بھیجا اور فرمایا: "جو اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) ہیں پس ان کو لا الہ الا اللہ اور مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللہ کی دعوت دینا اگر وہ اس کو تسلیم کر لیں تو ان کو اس بات کی طرف دعوت دینا کہ اللہ تعالیٰ نے ان

پردان رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ اگر وہ اس کو بھی تسلیم کر لیں تو ان کو اس بات کی طرف دعوت دینا کہ اللہ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے مال داروں سے لے کر ان کے فقراء میں تقسیم کی جائے گی اور اگر وہ اس بات کو بھی تسلیم کر لیں تو ان کے عمدہ مال (بطور زکوٰۃ) لینے سے خود کو روکے رکھنا اور مظلوم کی بددعا سے بچنا کیونکہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں۔“ (بخاری و مسلم)

اَفْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خُمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ ، فَاِنْ هُمْ اطَاعُوا لِذَلِكَ فَاَعْلَمَهُمْ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَفْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِيَاءِ هِم فُتْرَةٌ عَلٰى فُقَرَاَنِ هِم ، فَاِنْ هُمْ اطَاعُوا لِذَلِكَ فَاَيَّاكَ وَكَرَائِمَ اَمْوَالِهِمْ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمُظْلُومِ فَاِنَّهٗ لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ مُّتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی ابواب متفرقة فی الزکاة والمظالم وسمغازی والتوحید و مسلم فی الایمان باب الامر یقتال الناس حتی یقول لا اله الا الله محمد رسول الله

**اللَّخَائِذُ:** اهل الكتاب: سے یہود و نصاریٰ مراد ہیں۔ افترض فرض کیا گیا۔ اتق تم بچو احتیاط کرو۔ صدقہ: یہاں زکوٰۃ مراد ہے۔ آیات تم محتاط رہو۔ کرائم اموالہم: نفیس اور افضل مال۔ لیس بینہا و بین الحجاب: اللہ اور اس کے درمیان پردہ نہیں۔ یہ درحقیقت جلدی قبولیت اور اثر کے جلد پہنچنے اور خطرناک ہونے سے کنایہ ہے۔ تشریح: باب تحویم الظلم ۵/۲۱۰ میں درج ہو چکی۔

۱۰۷۸: وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "إِنَّ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلَاةِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۰۷۸: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ”بے شک آدمی اور شرک و کفر کے درمیان (فاصل) نماز کا چھوڑنا ہے۔“ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی الایمان باب اطلاق اسم الکفر علی من ترک الصلوة

**فوائد:** اسلام و کفر اختیار کرنے کے درمیان ترک نماز واسطہ ہے جس نے اس کو چھوڑ دیا گویا اس نے کفر کیا۔ اکثر علماء اس کو حلال سمجھ کر ترک کرنا مراد لیتے ہیں مگر بعض علماء کے نزدیک سستی سے چھوڑنے والے کو بطور حد کے قتل کیا جاسکتا ہے۔ بعض کے نزدیک اس کو مارا جائے یہاں تک کہ نماز پڑھنے لگ جائے۔ بعض نے روایت کو ظاہر پر محمول کر کے نماز چھوڑنے والے کو مطلقاً کافر کہا ہے۔ نماز وہ ظاہری علامت تھی جو آدمی کے اسلام پر دلالت کرتی اور اس کا ترک کفر کی علامت تھی۔

۱۰۷۹: وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "الْعَهْدُ الَّذِي بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الصَّلَاةُ فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ؟ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

۱۰۷۹: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”وہ عہد جو ہمارے اور کافروں کے درمیان ہے وہ نماز ہے جس نے نماز کو ترک کیا پس اس نے کفر کیا۔“ (ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔



تخریج: رواہ الترمذی فی کتاب الایمان، باب ما جاء فی ترک الصلاة

اللَّعْنَاتِ: العهد اندی بینا و بینہم: علامہ بیضاوی نے فرمایا یہ ہم کی ضمیر منافقین کی طرف لوتی ہے۔ یہاں ان کے باقی رہنے اور خون کے محفوظ رہنے کے سبب کو معاہدہ کے اس مقصد سے تشبیہ دی جس سے معاہدہ باقی رہتا ہے اور اس سے بچا جاتا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ احکام ظاہرہ ان پر جاری ہونے میں مسلمانوں کے ساتھ ان کی مکمل مشابہت بھی ہو سکتی ہے جبکہ وہ نمازوں میں جماعت کو لازم پکڑیں۔ ظاہری احکام کی اطاعت کرتے رہیں اگر وہ اس کو چھوڑ دیں تو ان کا حکم دیگر کفار کی طرح ہے۔ علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ کہنا بھی ممکن ہے کہ ضمیر ہم کی عام ہے۔ اور ان تمام سے متعلق ہے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی خواہ ایمان و یقین کے ساتھ یا منافقت کے ساتھ۔

فوائد: (۱) نماز سستی کی وجہ سے چھوڑ دینا کفر و ارتداد ہے۔ یہ بعض علماء اور بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کی رائے ہے مگر اکثر نے کہا کہ اگر طلال سمجھ کر چھوڑا اور اس کے وجوب کا انکار کیا۔ تب کافر ہوگا۔ دوسروں نے کہا کہ اس کا چھوڑ دینا۔ نتیجتاً کفر تک پہنچانے والا کیونکہ گناہ کفر کا ذائقہ ہے اور بعض اس روایت کو ڈانٹ ڈپٹ پر محمول کرتے ہیں۔

۱۰۸۰: وَعَنْ شَقِيقِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ النَّابِغِيِّ الْمُتَّقِي عَلَى جَلَالِهِ رَحِمَهُ اللَّهُ قَالَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ لَا يَرَوْنَ شَيْئًا مِنَ الْأَعْمَالِ تَرَكَّهُ كُفْرٌ غَيْرَ الصَّلَاةِ - رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ فِي بَابِ الْإِيمَانِ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ۔

۱۰۸۰: حضرت شقیق بن عبد اللہ رحمۃ اللہ جلیل القدر تابعی کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کسی عمل کا ترک کرنا کفر نہیں سمجھتے تھے سوائے (ترک) نماز کے۔ (ترمذی)

کتاب الایمان میں صحیح سند سے روایت کیا ہے۔

تخریج: رواہ الترمذی فی کتاب الایمان، باب ما جاء فی ترک الصلاة

فوائد: گزشتہ فائدہ پیش نظر ہو۔ نیز نماز کی شان ذکر کی گئی اس کی ادائیگی کی طرف راغب کیا گیا اس کو ہمیشہ اختیار کرنے کا حکم دیا اور اس کے چھوڑنے سے ڈرایا۔ اس لئے کہ کافر و مؤمن کے درمیان یہ امتیازی علامت ہے۔

۱۰۸۱: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ مِنْ عَمَلِهِ صَلَاتُهُ، فَإِنْ صَلَحَتْ فَقَدْ أَفْلَحَ وَأَنْجَحَ، وَإِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ، فَإِنْ انْتَقَصَ مِنْ فَرِيضَتِهِ شَيْءٌ قَالَ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ: انْظُرُوا هَلْ لِعَبْدِي مِنْ تَطَوُّعٍ لِيُكْمَلَ بِهَا مَا انْتَقَصَ مِنَ الْفَرِيضَةِ؟ ثُمَّ تَكُونُ سَائِرَ أَعْمَالِهِ عَلَى

۱۰۸۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”سب سے پہلا عمل جس کا قیامت کے دن حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے اگر وہ درست ہوئی تو وہ کامیاب و کامران ہوا اور اگر وہ خراب ہوئی تو وہ ناکام و نامراد ہوا۔ اگر اس کے فرائض میں سے کوئی چیز کم ہوئی تو رب ذو الجلال والاکرام فرمائیں گے: ”دیکھو میرے بندے کے (کچھ) نوافل (بھی) ہیں پس فرضوں کی کمی کو نوافل سے بھر دیا جائے گا؟“ پھر اس کے سارے اعمال کا اسی طرح حساب ہوگا۔ (ترمذی)

یہ حدیث حسن ہے۔

هَذَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

**تخریج:** رواہ الترمذی فی کتاب الصلاة، باب ما جاء عن اول ما يحاسب به العبد يوم القيامة الصلوة

**اللتخات:** اول ما يحاسب عليه: اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سب سے پہلے جس کا حساب لیا جائے گا۔ و باقی الہکاوہ ارشاد اول ما يقضى فيه يوم القيامة وہ حقوق العباد سے متعلق ہے۔ صلحت: نماز کو صحیح رکھنے والی تمام باتیں جمع ہوں اور نماز کو بگاڑنے والی چیزوں سے وہ خالی ہو۔ افلح و انجح: کامیاب اور فتح مند ہو۔ فسدت: ان چیزوں کے پائے جانے کی وجہ سے جو اس کو فاسد کرتی ہیں مثلاً رکن یا شرط کے نقص۔ خاب و خسر: ہلاک ہو اور اس نے اپنا مقصود نہ پایا۔ تطوع: نغلی کام کیا۔ ثم تكون سائر اعمالہ۔ علی هذا: تمام اعمال اس طرح پر ہوں گے مثلاً روزہ حج بھی نفلوں سے مکمل کئے جائیں گے۔

**فوائد:** (۱) فرائض کی ادائیگی اور عمدہ طریقے سے ادائیگی پر متوجہ کیا گیا۔ نماز کو صحیح رکھنے والی چیزوں کا اہتمام کرنا چاہئے اور اس کو بگاڑنے والی چیزوں سے بچنا چاہئے۔ (۲) کثرت سے نوافل ادا کرنے چاہئیں تاکہ وہ فرائض میں پائے جانے والے خلل کا ازالہ نہ بن سکیں۔ جن سے کم ہی کوئی فرض خالی رہتا ہے۔

**باب: صف اول کی فضیلت، پہلی صف کے**

**اہتمام کا حکم اور صفوں کی برابری**

**اور مل کر کھڑے ہونا**

۱۰۸۲: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکل کر (نماز سے) ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ”تم اس طرح صف کیوں نہیں بناتے ہو جس طرح فرشتے اپنے رب کے ہاں بناتے ہیں؟“ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ فرشتے اپنے رب کی بارگاہ میں کس طرح صف بناتے ہیں؟ فرمایا: ”وہ پہلے پہلی صفوں کو مکمل کرتے ہیں اور صف میں مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔“ (مسلم)

۱۹۲: بَابُ فَضْلِ الصَّفِّ الْأَوَّلِ

وَالْأَمْرِ بِاتِّمَامِ الصُّفُوفِ الْأَوَّلِ

وَتَسْوِيتِهَا وَالتَّرَاصُ فِيهَا :

۱۰۸۲ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ : ”أَلَا تَصُفُّونَ كَمَا تَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا؟“ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَكَيْفَ تَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا قَالَ : يُتْمُونَ الصُّفُوفَ الْأَوَّلَ وَيَتَرَاصُونَ فِي الصَّفِّ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

**تخریج:** رواہ مسلم فی الصلاة، باب الامر بالسكون فی الصلاة

**اللتخات:** تصفون: تم صف بناتے اور صفوں کو برابر کرتے ہو۔ یستراصون: ایک دوسرے کے قریب ہوتے اور درمیان میں جگہ نہیں چھوڑتے۔ **فوائد:** صفوں کا درست کرنا مستحب ہے۔ پہلے اول کو مکمل کرنا پھر اس کے بعد والی اسی طرح آخر تک۔ صفوں کے درمیان جگہ نہ چھوڑنی چاہئے جگہ چھوڑنا مکروہ ہے اس سے جماعت کا ثواب فوت ہو جاتا ہے۔

۱۰۸۳: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ : ۱۰۸۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي  
النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْأَوَّلِ، لَمْ يَجِدُوا إِلَّا أَنْ  
يُسْتَهْمُوا عَلَى لَأَسْتَهْمُوا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
اللہ ﷻ نے فرمایا: "اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اذان اور صف  
اول کا کیا ثواب ہے، پھر وہ نہ پائیں مگر اسی صورت میں کہ وہ قرعہ  
اندازی کریں ضرور وہ قرعہ اندازی کریں۔" (بخاری و مسلم)

تخریج: انظر شرح وہ فی باب فضل الاذان رقم ۱۰۳۴

ہوائند: صف اول کی فضیلت امام سے قریب ہونے کے باعث ہے اس لئے کہ نماز امام کے اقوال کو سنتا اور احوال کو دیکھتا ہے۔ پھر  
اس کے راستہ پر چلتا ہے تو دوسرے سے پہلے رحمت اس پر عام ہو جاتی ہے۔

۱۰۸۴: وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:  
"خَيْرُ صُفُوفِ الرِّجَالِ أَوَّلُهَا، وَشَرُّهَا  
وَاخِرُهَا۔ وَخَيْرُ صُفُوفِ النِّسَاءِ آخِرُهَا،  
وَشَرُّهَا أَوَّلُهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
۱۰۸۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول  
اللہ ﷻ نے فرمایا: "مردوں کی صف میں سے سب سے بہتر صف  
پہلی اور سب سے بری صف آخری ہے۔ عورتوں کی صفوں میں سب  
سے آخری سب سے بہتر ہے اور سب سے بری پہلی ہے۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الصلوة، باب تسوية الصفوف واقامتها

ہوائند: (۱) مردوں کی صف اول پچھلی سے افضل ہے کیونکہ وہ امام کے قریب ہے اور عورتوں کی صفوں سے دور ہے۔ اس سے ان کے  
مقامات ستر پر اطلاع نہ ہوگی اور نہ ہی ان کے فتنے میں مبتلا ہوگا اور آخر صف میں عموماً یہ فضائل نہ ہوں گے۔ (۲) عورتوں کی آخری  
صف پہلی سے افضل ہے کیونکہ وہ آخری صف مردوں سے دور ہوگی کیونکہ مردوں کا قرب بسا اوقات فتنے کا باعث ہوتا ہے۔ یہاں خیر و  
شر سے مراد کثرتِ ثواب اور قلتِ عذاب ہے۔ گناہ کا حاصل مراد نہیں۔

۱۰۸۵: وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَامَى فِي أَصْحَابِهِ  
تَأَخَّرًا، فَقَالَ لَهُمْ: "تَقَدَّمُوا فَاتَّمُوا بِي"  
وَلَيَأْتِمَنَّ بِكُمْ مَنْ بَعْدَكُمْ لَا يَزَالُ قَوْمٌ يَتَأَخَّرُونَ  
حَتَّى يُؤَخِّرَهُمُ اللَّهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
۱۰۸۵: حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول  
اللہ ﷻ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کا صفوں میں پیچھے ہٹنا دیکھا تو فرمایا:  
"آگے بڑھو اور میری اقتداء کرو اور جو بعد والے ہیں وہ تمہارے  
اقتداء کریں اور لوگ پیچھے ہٹتے رہیں گے یہاں تک کہ اللہ ان کو پیچھے  
ہٹا دے گا۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الصلوة، باب تسوية الصفوف باقامتها

اللتخاين: یاخروء: نماز کی صفوں میں پیچھے ہٹنا مراد ہے۔ فاتموا: تم میری اقتداء کرو۔ والیاتم بکم: تاکہ تمہاری اقتداء کی  
جائے۔ لایزال قوم يتاخرون: فضائل کو حاصل کرنے سے پیچھے رہ جاتے ہیں۔ حتی یؤخرهم اللہ: یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے  
عظیم ثواب و فضل سے موخر کر دیتے ہیں۔

ہوائند: (۱) اس میں تاکید کی گئی ہے کہ اعلیٰ معاملات و اخلاق کی طرف ایک دوسرے سے بڑھ کر حصہ لینا چاہئے۔ عظیم معاملات کو  
چھوڑنے اور قیث اختیار کرنے پر زبردوانت پلائی گئی ہے۔ (۲) امام اور صف اول میں فاصلہ تین ہاتھ سے زیادہ نہ ہو چاہئے۔ اسی

طرح دونوں صفوں کا درمیانی فاصلہ بھی اتنا ہی ہوتا ہے کہ صف اول کے لوگ امام کا مشاہدہ کریں اور ان کی حرکات و سکنات ان کے قریب صفوں والے دیکھیں اور امام کی اتباع میں ان کو اپنائیں۔

۱۰۸۶: وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُمَسِّحُ مَنَاكِبَنَا فِي الصَّلَاةِ وَيَقُولُ: "اسْتَوُوا وَلَا تَخْتَلِفُوا فَتَخْتَلِفَ قُلُوبُكُمْ لِيَلِينِي مِنْكُمْ أُولُوا الْأَحْلَامِ وَالنُّهْيِ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
۱۰۸۶: حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں ہمارے کاندھوں کو چھو کر فرماتے: "برابر ہو جاؤ" آگے پیچھے مت ہو ورنہ تمہارے دل ٹیڑھے ہو جائیں گے اور تم میں سے میرے قریب وہ لوگ ہوں جو عقل و سمجھ والے ہیں پھر جو ان سے قریب ہیں اور پھر وہ جو ان سے قریب ہیں۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الصلوٰۃ باب تسویۃ الصفوف و اقامتها

اللَّخَائِذُ: یمسح مناکبنا: اپنے مقدس ہاتھ کاندھ سے برابر کرتے تاکہ کوئی صف سے باہر نہ نکلے۔ لا تختلفوا: کسی کا کندھا دوسرے کے کندھے سے آگے پیچھے نہ ہو۔ فتختلف قلوبکم: تمہارے دلوں کے ارادے اور ان کی خواہشات مختلف ہو جائیں گی۔ لیلینی: مجھ سے قریب ہوں۔ اولوا الاحلام: جو صلی اور پختگی والے۔ والنہی: عقل۔

فوائد: امام کے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ نمازیوں کو صفوں درست کرنے کا حکم دے اور خود ان کی درستی کروالے۔ اگر خود وہ پورے طور پر درست نہ کر رہے ہوں۔ (۲) امام کے قریب صف اول میں زیادہ علم و عقل والے لوگ ہوں پھر عوام الناس پھر بچے پھر عورتیں۔

۱۰۸۷: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "سَوُّوا صُفُوفَكُمْ فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصَّفِّ مِنْ تَمَامِ الصَّلَاةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ لِبُخَارِيٍّ: "فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوفِ مِنْ إِقَامَةِ الصَّلَاةِ"۔  
۱۰۸۷: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اپنی صفوں کو درست کرو بے شک صفوں کی درستگی نماز کی تکمیل میں سے ہے۔" (بخاری و مسلم) بخاری ہی کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ صفوں کی درستی نماز کے قائم کرنے کا ایک حصہ ہے۔

تخریج: رواہ البخاری فی صلاة الجماعة باب تسوية الصفوف عند الاقامة و باب اقبال الامام على الناس عند تسوية الصفوف و باب اقامة الصف من تمام الصلاة و مسلم فی الصلاة باب تسوية الصفوف و اقامتها۔

اللَّخَائِذُ: سوا صفوفکم: تسویہ صفوف یہ ہے کہ کھڑے ہونے والے ایک سمت میں برابر کھڑے ہوں۔ من تمام الصلاة: یعنی نماز کے آداب و محاسن کو حاصل کرنے والی ہے۔

فوائد: (۱) صفوف کی درستی پر آمادہ کیا گیا ہے۔ صفوں کی درستگی نماز کی خوبی کی علامت ہے۔ کامل اتباع کو ظاہر کرنے والی ظاہری لحاظ سے خوش منظر اور دلوں میں الفت کا باعث ہے۔

۱۰۸۸: وَعَنْهُ قَالَ: أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَأَقْبَلَ  
۱۰۸۸: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے۔ جماعت



عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِوَجْهِهِ فَقَالَ: "اقِيمُوا صُفُوفَكُمْ وَتَرَاصُّوا فَإِنِّي أَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ بِلَفْظِهِ ، وَمُسْلِمٌ بِمَعْنَاهُ وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ: "وَكَانَ أَحَدُنَا يُلْزِقُ مَنكِبَهُ بِمَنكِبِ صَاحِبِهِ وَقَدَّمَ بِقَدَمِهِ"۔

کھڑی ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ نے ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ”اپنی صفوں کو درست کرو اور مل کر کھڑے ہو جاؤ۔ بے شک میں تم کو اپنی پیٹھ پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔“ (بخاری) بخاری کے الفاظ کے ساتھ مسلم نے اسی معنی کی روایت کی۔ بخاری کی ایک روایت میں ہے ہم میں سے ہر ایک اپنا کندھا دوسرے کے کندھے سے اور اپنا قدم دوسرے کے قدم سے ملاتا تھا۔“

**تخریج:** رواہ البخاری فی صلاة الجماعة، باب ازکوا المنکب بالمنکب و القدم بالقدم و مسلم فی صلاة الجماعة، باب تسوية الصفوف ثم اقامتها۔

**التَّخَارُطُ:** اقيموا صفوفکم: صفوں کو ایک ہی سمت میں درست رکھو۔ تراصوا: کندھوں کو آپس میں ملا لو۔ یہاں تک کہ درمیان میں فاصلہ نہ رہے۔ فانی اراکم من وراء ظهري: میں تمہیں پیٹھ پیچھے سے وحی کے اطلاع کرنے سے جانتا ہوں یا حقیقتہً: تمہیں بطور معجزہ پیچھے ہونے کے باوجود دیکھتا ہوں۔ يلزق منکبہ: وہ اپنے کندھے کا کنارہ دوسرے سے ملاتا تھا۔

**فوائد:** (۱) امام کو نمازیوں کی طرف متوجہ ہو کر صفوف کی درستگی کرانا اور ان کے کندھے ملا کر کھڑا کرنا مستحب ہے۔ (۲) رسول اللہ ﷺ کے اکرام و اعزاز کے لئے لوگوں کی حالت پر آپ کو مطلع کر دیتے یا وہ معجزات جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عنایت فرمائے ان سے ان کی حالت کی اطلاع ہو جاتی۔

۱۰۸۹: وَعَنِ الثُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: لَتُسَوَّيَنَّ صُفُوفُكُمْ أَوْ لَيَخَالِفَنَّ اللَّهُ بَيْنَ وُجُوْهِكُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُسَوِّي صُفُوفَنَا حَتَّى كَأَنَّمَا يُسَوِّي بِهَا الْقِدَاحَ حَتَّى رَأَى أَنَا قَدْ عَقَلْنَا عَنْهُ - ثُمَّ خَرَجَ يَوْمًا فَقَامَ حَتَّى كَادَ يَكْبُرُ فَرَأَى رَجُلًا بَادِيًا صَلَوةً مِنَ الصَّفِّ فَقَالَ "عِبَادَ اللَّهِ، لَتُسَوَّيَنَّ صُفُوفُكُمْ أَوْ لَيَخَالِفَنَّ اللَّهُ بَيْنَ وُجُوْهِكُمْ"۔

۱۰۸۹: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”تم ضرور اپنی صفوں کو درست کرو ورنہ اللہ تمہارے چہروں میں اختلاف پیدا کر دے گا۔“ (بخاری و مسلم) مسلم کی روایت میں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہماری صفوں کو اس طرح سیدھا فرمایا کرتے تھے گویا کہ آپ اس کے ساتھ تیروں کو سیدھا کریں گے۔ یہاں تک کہ آپ نے اندازہ فرمایا کہ ہم اس بات کو سمجھ گئے ہیں۔ پھر ایک دن آپ تشریف لائے اور کھڑے ہو گئے۔ جب تکبیر کہی جانے والی تھی کہ ایک آدمی کو صف میں سینہ نکالے دیکھا تو فرمایا: ”اللہ کے بندو! تم ضرور اپنی صفوں کو درست کر لو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان برا اختلاف ڈال دیں گے۔“

**تخریج:** رواہ البخاری فی صلاة الجماعة، باب تسوية الصفوف عند الاقامة، و مسلم فی الصلاة، باب تسوية الصفوف و اقامتها

**اللَّحَائِثُ:** اولیٰ مخالفین اللہ بین وجوہ حکم: تمہارے چہروں میں اختلاف ڈال دے گا۔ صفوں کی درستگی اور نماز کی خوبصورتی میں سستی اختیار کرنے کی وجہ سے۔ القداح: جمع قدح اس تیر کو کہتے ہیں جس میں نوک نہ لگی ہو۔ یا درستی میں مبالغہ مقصود ہے۔ گویا کہ ان کو تیر سے سیدھا فرماتے کیونکہ تیر اس وقت پورا کام نہیں دیتا جب تک وہ بالکل سیدھا نہ ہو۔ عفلنا ہم نے سمجھ لیا اور پورے طور پر عمل کر لیا۔ بادیا: ظاہر ہونے اور آگے نکلنے والا جو صف میں برابر کھڑا نہ تھا۔

**فوائد:** صفوف کی برابری پر آمادہ کیا گیا اور برابری نہ کرنے پر سخت ڈانٹ ڈپٹ کی گئی کیونکہ اس کے نتیجے میں باہمی افتراق و مخالفت پیدا ہوتی ہے۔

۱۰۹۰: وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَتَخَلَّلُ الصَّفَّ مِنْ نَاحِيَةٍ إِلَى نَاحِيَةٍ يَمْسَحُ صُدُورَنَا وَمَنَاكِبَنَا وَيَقُولُ: "لَا تَخْتَلِفُوا فَتُخْتَلَفَ قُلُوبُكُمْ" وَكَانَ يَقُولُ: "إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الصُّفُوفِ الْأُولَى" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

۱۰۹۰: حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفوں کے (درمیان) ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک پھرتے اور ہمارے سینوں اور کندھوں کو چھو کر ارشاد فرماتے: ”آگے پیچھے مت ہو ورنہ تمہارے دل مختلف (ٹیرھے) ہو جائیں گے اور یہ بھی ارشاد فرمایا کرتے تھے: ”اللہ اور اس کے فرشتے بھی پہلی صفوں پر رحمتیں بھیجتے ہیں۔“ (ابوداؤد) حسن سند کے ساتھ۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی الصلوٰۃ باب تسوية الصفوف

**اللَّحَائِثُ:** يتخلل الصف وهو صف کے درمیان ایک طرف سے دوسری طرف چل رہا تھا۔

**فوائد:** (۱) امام اور نمازیوں پر صفوف کی برابری واجب ہے۔ پہلی صف سب سے افضل ہے اس طرح پھر درجہ بدرجہ۔ (۲) صلاۃ کا لفظ جب اللہ تعالیٰ کے لئے استعمال ہوتا اس سے مراد بندوں پر رحمت کا اتارنا اور ملائکہ کے لئے ہوتا استغفار اور دعا مراد ہے۔

۱۰۹۱: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: اَقِيمُوا الصُّفُوفَ وَحَازُوا بَيْنَ الْمَنَاكِبِ، وَسُدُّوا الْخُلُلَ وَلْيُنْوَ بِأَيْدِي إِخْوَانِكُمْ، وَلَا تَدْرُوا فُرُجَاتِ الشَّيْطَانِ، وَمَنْ وَصَلَ صَفًّا وَصَلَهُ اللَّهُ، وَمَنْ قَطَعَ صَفًّا قَطَعَهُ اللَّهُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ۔

۱۰۹۱: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اپنی صفوں کو سیدھا رکھا کرو اور کندھوں میں برابری کرو اور صفوں کے خلاء کو بند کرو اور اپنے بھائیوں کے بارے میں نرم ہو جاؤ (ان سے تعاون کرو) اور شیطان کے لئے درمیان میں جگہ نہ چھوڑو جس نے کسی صف کو ملایا اللہ اس کو ملائے گا اور جس نے کسی صف کو قطع (توڑا) تو اللہ تعالیٰ اس کو کاٹیں گے۔“ (ابوداؤد صحیح سند سے۔)

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی الصلوٰۃ باب تسوية الصفوف

**اللَّحَائِثُ:** اقيموا الصفوف: درست کر صفوف کو۔ حاذوا بين المناكب: کندھوں کو ایک سمت میں برابر کرلو۔ الخلل: صفوں

میں فاصلہ وسعت۔ لیوا بایدیکم و اخوانکم: تم نرمی اختیار کرنے والے اور اطاعت کرنے والے بن جاؤ جب تم سے صف میں برابری کے لئے آگے پیچھے ہٹنے کا کہیں۔ لاندروا: مت چھوڑو۔ فروجات جمع: فرجة: خالی و فارغ جگہ۔ اگرچہ کسی نماز کے لئے گنجائش نہ ہو اور وہ اس طرح پر ہو سکتی ہو کہ جب نمازی ساتھ مل کر کھڑے ہوں۔

ہوائند: (۱) صفوف کو برابر کرنا ضروری ہے۔ فاصلہ پر کرنے کے لئے ساتھ مل کر کھڑے ہونے اور صف کو مکمل کرنا اس سے پہلے کہ پچھلی صف شروع ہو جائے یہ بھی ضروری ہے۔ (۲) صف توڑنے کی سخت ممانعت کی گئی اور اس کی صورت یہ ہے کہ دوسری صف میں کھڑا ہو جائے اور پہلی صف ابھی ناقص ہو یا اس میں گنجائش موجود ہو۔ (۳) صفوں کی برابری میں سستی برتنا یہ شیطان کی ترسیل اور وسوسہ اندازی سے ہوتا ہے۔

۱۰۹۲: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: رُصُّوا صُفُوفَكُمْ، وَقَارِبُوا بَيْنَهَا، وَحَازُوا بِالْأَعْنَاقِ: قَوْلَ الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَرَى الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ مِنْ خَلَلِ الصَّفِّ كَمَا تَهَا الْحَذَفُ“ حَدِيثٌ صَحِيحٌ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ۔

۱۰۹۲: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اپنی صفوں کو چونا گچ کرو اور قریب قریب کھڑے ہو کر گردنوں میں برابری کرو۔ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ میں شیطان کو صف کے خلا میں داخل ہوتا دیکھتا ہوں گویا کہ وہ بکری کا بچہ ہے۔“ (ابوداؤد) شرط مسلم پر حدیث صحیح ہے۔

”الْحَذَفُ“ بِحَاءٍ مُهْمَلَةٍ وَذَالٍ مُعْجَمَةٍ مَقْتُوْحَتَيْنِ ثُمَّ فَاءٌ رَّهِي: غَنَمٌ سُودٌ صِفَارٌ تَكُونُ بِالْيَمَنِ۔

الْحَذَفُ: حائے مہملہ اور ذال معجمہ دونوں زبر کے ساتھ پھر فا۔ چھوٹی سیاہ بکری کو کہتے ہیں جو (عموماً) یمن میں پائی جاتی ہے۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الصلاة“ باب تسوية الصفوف

الْحَذَفُ: حَازُوا بِالْأَعْنَاقِ: کندھوں میں برابری کرو۔ خلل الصف: فاصلہ اور ایک نمازی کا دوسرے سے دور ہونا۔

ہوائند: (۱) صفوں کا ایک دوسری صف سے ملانا ضروری ہے اور وہ اس طرح ہے کہ دو صفوں میں تین ہاتھ کا فاصلہ ہو۔ اگر اس سے زیادہ فاصلہ ہو تو مکروہ ہے۔ بلا عذر جماعت کی فضیلت سے محرومی ہوتی ہے۔ (۲) آپ ﷺ نے خواہ حقیقہ شیطین کو اس کوشش میں دیکھا کہ وہ لوگوں کو صفوں کی درستگی میں سستی پر آمادہ کر رہے ہیں اور ان کو برابر کرنے میں لوگ اہتمام نہیں کر رہے یا آپ ﷺ نے علم وحی سے جانا۔ اس صورت میں یہ کنایہ ہے اس بات سے کہ شیطان ہر اس بات سے راضی ہوتا ہے جو آداب نماز میں خلل ڈالنے والی ہو اور شیطین لوگوں کو اس کا وسوسہ ڈالتے ہیں۔

۱۰۹۳: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: اتِمُّوا الصَّفَّ الْمُقْتَنِمَ، ثُمَّ الَّذِي يَلِيهِ، فَمَا كَانَ مِنْ نَفْسٍ فَلْيَكُنْ فِي الصَّفِّ الْمُؤَخَّرِ“ رَوَاهُ

۱۰۹۳: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم اپنی صف کو پورا کر دو پھر وہ جو اس کے قریب ہو جو بھی کمی ہو وہ پچھلی صف میں ہونی چاہئے۔“

(ابوداؤد) حدیث حسن ہے۔

ابوداؤد بإسناد حسن۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الصلوۃ، باب تسویۃ الصفوف

فوائد: سابقہ حدیث کے فوائد پیش نظر ہوں۔ اس روایت میں مزید یہ بتلایا گیا کہ جو شخص اگلی صف مکمل ہونے سے پہلے پچھلی صف میں کھڑا ہو گیا۔ وہ سنت کو چھوڑنے والا اس میں کوتاہی کرنے والا ہوگا اور اس سے جماعت کی فضیلت فوت ہو جائے گی۔

۱۰۹۴: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى مَيَّامِنِ الصُّفُوفِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ وَفِيهِ رَجُلٌ مُخْتَلَفٌ فِي تَوْثِيقِهِ۔  
۱۰۹۴: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بے شک اللہ اور اس کے فرشتے صفوں کے دائیں حصوں میں رحمت بھیجتے ہیں۔" (ابوداؤد) سند کے ساتھ مسلم کی شرط پر۔ ان میں سے ایک راوی ایسا ہے جس کے پختہ ہونے میں محدثین کا اختلاف ہے۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الصلوۃ، باب الصف بین السواری۔

اللَّحَائِثُ: يصلون: صلاة الله تعالى کی طرف سے رحمت اتارے اور فرشتوں کی طرف سے استغفار کرنے کو کہتے ہیں۔ میامن الصفوف: امام کے دائیں طرف۔ رجل مختلف فی توثيقه: رجل سے مراد معاویہ بن ہشام ہیں۔  
فوائد: (۱) افضل یہ ہے کہ امام کے دائیں طرف کھڑے ہوں علماء نے فرمایا کہ انہ پس اذا وصل المحموم المسجد ووجد الناس متوسطین الامام ووجد فرجة علی یمینہ و اخرى ان یسارہ ان یسد فرجة الیمین۔ جب نمازی مسجد میں پہنچ کر امام کے دائیں بائیں صف میں خلل و فاصلہ پائے تو وہ پہلے دائیں طرف کے خلل کو پر کرے یہ اس بات کے مخالف نہیں کہ اگر صف کو امام کے پیچھے سے شروع کیا جائے کیونکہ افضلیت دائیں طرف کی امام سے ہی شروع ہوتی ہے۔

۱۰۹۵: وَعَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْيَيْنَا أَنْ نَكُونَ عَنْ يَمِينِهِ: يُقْبِلُ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَسَمِعْنَاهُ يَقُولُ: "رَبِّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تُعْثَبُ - أَوْ تَجْمَعُ عِبَادَكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
۱۰۹۵: حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے ہم پسند کرتے کہ ہم آپ کے دائیں طرف ہوں اور آپ ﷺ ہماری طرف اپنے چہرہ مبارک سے متوجہ ہوں۔ میں نے آپ کو یہ فرماتے سنا: "اے میرے رب! تو اپنے عذاب سے مجھے بچا جس دن کہ تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا یا جمع کرے گا۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی المسافرین، باب استحباب یمین الاحام

فوائد: مستحب یہ ہے کہ امام نماز کے بعد کھڑے ہونے سے قبل نمازیوں کی طرف متوجہ ہو اور نکلنے میں جلدی نہ کرے یا وہیں نماز کی طرف پشت کر کے بیٹھا رہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں کہ دعا میں آواز کو اتنا بلند کر لے جس سے قریب والے سن لے اور جب کہ اس کی غرض تعلیم دینا ہو۔



۱۰۹۶: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "وَيَسْطُوا الْإِمَامَ" وَسَدُّوا الْخَلَلَ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ۔  
 ۱۰۹۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "امام کو درمیان میں رکھو اور خلا کو بند کرو۔" (ابوداؤد)

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الصلاة جماعت تسوية الصفوف

الْخَطَائِ: رِسط الامام: امام کی جگہ درمیان میں ہونا کہ اس کے دائیں بائیں نمازی کھڑے ہو سکیں۔ اگرچہ امام کے دائیں جانب کھڑے ہونا افضل ہے مگر یہ کسی طرح مناسب نہیں کہ تمام نمازی دائیں طرف کھڑے ہو جائیں اور بائیں طرف کو اسی طرح چھوڑ دیں۔ اس لئے کہ روایت میں آیا ہے کہ من عمر مبصرة المسجد كتب له كفلان من الاجر جس نے مسجد کی دائیں جانب کو آباد کیا اس کے لئے اجر کے دو حصے لکھے جاتے ہیں اور یہ اس لئے کہ فرمایا تاکہ امام کی بائیں جانب بالکل متروک نہ ہو جائے۔

۱۹۵: بَابُ فَضْلِ السَّنَنِ الرَّائِبَةِ مَعَ الْفَرَائِضِ وَبَيَانِ أَقْلَہَا وَأَكْمَلِہَا وَمَا بَيْنَهُمَا!  
 باب: فرائض سمیت سنن راتبہ (مؤکدہ) کی فضیلت اور ان میں سے تھوڑی اور کامل اور جوان کے درمیان ہو اس کا بیان

۱۰۹۷: عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أُمِّ حَبِيبَةَ رَمَلَةَ بِنْتِ أَبِي سَفْيَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يُصَلِّيَ لِلَّهِ تَعَالَى فِي كُلِّ يَوْمٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً تَطَوُّعًا غَيْرَ الْفَرِيضَةِ إِلَّا بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ" أَوْ إِلَّا بَنَى لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
 ۱۰۹۷: حضرت ام المؤمنین ام حبیبہ رملہ بنت ابوسفیان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "جو مسلمان بندہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہر روز فرض کے علاوہ بارہ رکعتیں پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بناتے ہیں یا جنت میں اس کے لئے ایک محل بن جاتا ہے۔"  
 (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی المسافرین باب سنن الراتبة قبل الفرائض و بعد هن و بیان عدد هن

الْخَطَائِ: تطوعاً: فرض سے زائد عمل کیا۔

فوائد: (۱) نفل کی بارہ رکعات سے ہمیشہ ادا کرنا چاہئیں یہ روایت اپنے لئے عام ہونے کے لئے لحاظ سے سنن راتبہ اور غیر راتبہ مثلاً چاشت کے نوافل وغیرہ سب کو مستحب ہے۔

۱۰۹۸: وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ فِي الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ  
 ۱۰۹۸: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دو رکعتیں نماز ظہر سے پہلے اور دو رکعتیں اس کے بعد اور دو رکعتیں جمعہ المبارک کے بعد

الْجُمُعَةِ وَرَكَعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ، وَرَكَعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ اور دو رکعتیں نماز مغرب کے بعد اور دو رکعتیں نماز عشاء کے بعد پڑھیں۔“ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی التہجد، باب ما جاء فی القطوع مثنی مثنی و مسلم فی المسافرین، باب السنن مثنی الراجعة قبل الفرائض و بعد هن۔

**ہوائد:** (۱) یہ نوافل ہیں جن کی تاکید کی جا رہی ہے کیونکہ نوافل راتہ موکدہ دس رکعات ہیں۔ ظہر سے قبل دو اور دو اس کے بعد تو رکعت مغرب کے بعد اور دو عشاء کے بعد اور دو فجر سے پہلے اور جمعہ ظہر ہی کی طرح ہیں یہ جمہور فقہاء کے ہاں ہے۔ سنن رواتب۔ مگر میں ادا کرنا افضل ہے۔

۱۰۹۹: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغْفَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "بَيْنَ كُلِّ آذَانَيْنِ صَلَاةٌ، وَبَيْنَ كُلِّ آذَانَيْنِ صَلَاةٌ قَالَ لِي الْعَالِمَةُ لِمَنْ شَاءَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ ۱۰۹۹: حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے اور تیسری مرتبہ یہ فرمایا: ”اُس کے لئے جو چاہے۔“ (بخاری و مسلم)

الْمُرَادُ بِالْآذَانَيْنِ: الْآذَانُ وَالْإِقَامَةُ۔ دو اذانوں سے مراد اذان اور اقامت ہے۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی الاذان، باب بین کل اذانین صلاة لمن شاء و مسلم فی کتاب صلوۃ المسافرین، باب بین کل اذانین صلوۃ۔

**ہوائد:** پانچوں نمازوں میں اذان اور اقامت کے درمیان دو رکعت پڑھنا مستحب ہے یہ رکعتیں ان رواتب عشرہ سے کم مرتبہ ہاں جو سابقہ روایت میں گزریں۔

**باب: فجر کی دو سنتوں کی تاکید**

۱۱۰۰: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے پہلے چار رکعتیں اور دو رکعتیں صبح سے پہلے نہیں چھوڑتے تھے۔“ (بخاری)

۱۹۶: بَابُ تَاكِيدِ رَكَعَتَيْ سُنَّةِ الصُّبْحِ

۱۱۰۰: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يَدْعُ أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكَعَتَيْنِ قَبْلَ الْعَدَاةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الصلاة، باب الرکعتین قبل الظہر

اللَّخَائِثُ: قبل العداة: صبح سے پہلے

۱۱۰۱: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نوافل میں کسی چیز کا اتنا اہتمام نہ فرماتے۔ جتنا فجر کی دو

۱۱۰۱: وَعَنْهَا قَالَتْ: لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ عَلَى شَيْءٍ مِنَ النَّوَافِلِ أَشَدَّ تَعَاهُدًا مِنْهُ عَلَى

رکعتوں کا۔ (بخاری و مسلم)

رُكْعَتِي الْفَجْرِ - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

تخریج: رواہ البخاری فی الصلوٰۃ تعاهد رکعتی الفجر و مسلم فی کتاب الصلوٰۃ باب استحباب رکعتی الفجر۔

الْخَاتَمُ: اشد تعاهداً: اہتمام والتزام۔

۱۱۰۲: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”فجر کی دو رکعتیں دنیا اور جو کچھ اس میں ہے ان سب سے بہتر ہیں اور ان دونوں کی ایک روایت میں یہ ہے کہ مجھے تمام دنیا سے وہ دو رکعتیں زیادہ محبوب ہیں۔ (مسلم)

۱۱۰۲: رَعْنَهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ”رُكْعَتَا الْفَجْرِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ - وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ: ”أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا جَمِيعًا“۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الصلوٰۃ باب استحباب رکعتی الفجر

۱۱۰۳: حضرت ابو عبد اللہ بلال بن رباح رضی اللہ عنہ مؤذن رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے تاکہ آپ ﷺ کو صبح کی نماز کی اطلاع دیں تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے بلال رضی اللہ عنہ کو کسی ایسے کام میں مشغول کیا جو ان سے پوچھنا تھا یہاں تک کہ خوب صبح ہو گئی۔ پھر بلال کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ کو نماز کی اطلاع دی اور بار بار اطلاع دی مگر رسول اللہ ﷺ نہ نکلے جب آپ ﷺ نکلے تو لوگوں کو نماز پڑھائی۔ پس بلال رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو بتلایا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو کسی ایسے کام میں مشغول کر دیا جو اس سے پوچھنا تھا یہاں تک کہ زیادہ سفیدی ہو گئی اور آپ ﷺ نے بھی نکلنے میں دیر کر دی۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں فجر کی دو رکعتیں پڑھ رہا تھا۔“ پھر بلال رضی اللہ عنہ نے کہا: ”یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ نے تو زیادہ صبح کر دی؟“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اور بھی زیادہ اگر میں صبح کر دیتا جتنی میں نے کی تو میں ان دو رکعتوں کو ضرور پڑھتا اور اچھے طریقے سے پڑھتا اور بہترین طریقے سے پڑھتا۔“ (ابوداؤد) حسن سند کے ساتھ۔

۱۱۰۳: وَعَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ بِلَالِ بْنِ رِبَاحٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مُؤَذِّنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ أَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُؤَذِّنَهُ بِصَلَاةِ الْغَدَاةِ ، فَشَغَلَتْ عَائِشَةُ بِلَالًا بِأَمْرِ سَأَلَتْهُ عَنْهُ حَتَّى أَصْبَحَ جِدًّا ، فَقَامَ بِلَالٌ فَادَّانَهُ بِالصَّلَاةِ وَتَابَعَ أَذَانَهُ ، فَلَمَّ بِخُرُوجِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَلَمَّا خَرَجَ صَلَّى بِالنَّاسِ ، فَأَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ شَغَلَتْهُ بِأَمْرِ سَأَلَتْهُ عَنْهُ حَتَّى أَصْبَحَ جِدًّا ، وَأَنَّهُ أَبْطَأَ عَلَيْهِ بِالْخُرُوجِ ، فَقَالَ - يَعْنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ”إِنِّي كُنْتُ رُكْعَتُ رُكْعَتِي الْفَجْرِ“ فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ أَصْبَحْتَ جِدًّا؟ فَقَالَ : ”لَوْ أَصْبَحْتُ أَكْثَرَ مِمَّا أَصْبَحْتُ لَرُكْعَتُهُمَا ، وَأَحْسَنَتُهُمَا ، وَأَجْمَلَتُهُمَا“ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الصلاۃ باب رکعتی الفجر

**اللُّغَاتُ:** لیوذنہ: آپ کو اطلاع کرے۔ حتیٰ اصبح جلد: صبح خوب چڑھ گئی۔ تبع اذانہ: آپ ان کے درمیان پر چل دیئے یعنی اذان دے کر پھر آپ کو نماز کی اطلاع بھی معا بعد دے دی کیونکہ صبح زیادہ ہو چکی تھی۔ لو اصبح اکثر: اگر میں اس سے بھی زیادہ کر دیتا اور یہ رکعتیں ادا نہ کی ہوتیں تو میں ادا کرتا۔

**فوائد:** (۱) اس سے فجر کی سنتوں کی انتہائی تاکید ظاہر ہوتی ہے۔ آپ ﷺ کا عمل مبارک اس پر دلالت کرتا ہے۔ (۲) فجر کی دو رکعتوں کے بارے میں متنبہ کیا اور ان کی ادائیگی کی تاکید اس قدر فرمائی کہ اخلاص سے ان کی ادائیگی کو دنیا و مافیہا سے بہتر قرار دیا۔ (۳) علامہ ابن عسلمان رحمۃ اللہ نے فرمایا: جس نے نماز کو بغیر کسی شرعی عذر کے ترک کیا مثلاً خرید و فروخت وغیرہ اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس کو اس قراءت اور تسبیح دعا، اطمینان و خشوع میں اضافہ کے ساتھ ادا کرے جب کہ وقت میں گنجائش ہو جسکے ساتھ وہ وقت پر ادا کرتا تھا۔ (۴) صبح کی سنن کی خوبی یہ ہے کہ ان کو سنت طریقے پر پورے ادب و اکرام سے ادا کرے جتنی وقت میں گنجائش ہو۔

### باب: فجر کی سنتوں کی تخفیف

اور

### ان کی قراءت اور وقت کا بیان

### ۱۹۷: بَابُ تَخْفِيفِ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ

وَبَيَانِ مَا يُقْرَأُ فِيهِمَا وَبَيَانِ

وَقْتِهِمَا

۱۱۰۴: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: ”نبی اکرم ﷺ صبح کی نماز کے وقت میں اذان اور اقامت کے درمیان دو مختصر رکعتیں پڑھتے تھے۔“ (بخاری و مسلم) اور صحیحین کی روایت میں یہ ہے کہ آپ ﷺ فجر کی دو رکعتیں پڑھتے۔ جب آپ ﷺ اطلاع سنتے تو ان دونوں (رکعتوں) کو اتنا مختصر کرتے کہ میں کہتی کیا ان دونوں میں سورۃ فاتحہ بھی پڑھی ہے یا کہ نہیں؟ مسلم کی ایک روایت میں یہ ہے کہ فجر کی دو رکعتیں پڑھتے جبکہ آپ اذان سنتے اور دونوں کو مختصر فرماتے۔ ایک روایت میں ہے جب فجر طلوع ہو جاتی۔

۱۱۰۴: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ بَيْنَ النِّدَاءِ وَالْإِقَامَةِ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَفِي رِوَايَةٍ لَّهُمَا يُصَلِّي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فَيُخَفِّفُهُمَا حَتَّى أَقُولَ هَلْ قَرَأَ فِيهِمَا بِأَمِّ الْقُرْآنِ - وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ كَانَ يُصَلِّي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ إِذَا سَمِعَ الْإِذَانَ وَيُخَفِّفُهُمَا - وَفِي رِوَايَةٍ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ.

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الصلاة باب ما یقرأ فی رکعتی الفجر و مسلم فی کتاب صلاة المسافرين

باب رکعتی الفجر۔

**اللُّغَاتُ:** رکعتین حفیفین: ارکان میں جواز کی حد تک تخفیف کے ساتھ ادا کرے۔ بام القرآن: سورہ فاتحہ ام القرآن ہے اس کو ام القرآن کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ قرآن مجید کے مقاصد اجمالی طور پر مشتمل ہے۔

**فوائد:** (۱) فجر کی سنتوں کو مختصر قراءت اور تخفیف ارکان کے ساتھ اذان و اقامت کے درمیان جلدی ادا کرے تاکہ فرض نماز اور طویل قراءت کے لئے فارغ ہو جائے۔ (۲) آپ ﷺ جلدی سے ان کو ادا فرما کر پھر فرض پڑھاتے یہ دلیل ہے کہ آپ کے نزدیک ان کا بہت زیادہ اہتمام تھا۔



۱۱۰۵: حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب مؤذن صبح کی اذان دیتا اور صبح ظاہر ہو جاتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو خفیف رکعتیں ادا فرماتے۔“ (بخاری و مسلم)

مسلم کی روایت میں یہ ہے کہ ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر طلوع ہو جاتی تو کوئی نماز نہ پڑھتے سوائے دو خفیف (ہلکی) رکعتوں کے۔“

۱۱۰۵: وَعَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ لِلصُّبْحِ وَبَدَأَ الصُّبْحُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ لَا يُصَلِّي إِلَّا رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ -

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الصلوة و الاذان باب الاذان بعد الفجر و مسلم فی صلوة المسافرين باب استحباب رکعتی الفجر۔

**اللغزات:** بدء الصبح: صبح صادق سے طلوع ہوتی۔ افق پر پھیلنے والی سفیدی کو صبح صادق کہتے ہیں۔

**فوائد:** (۱) سنت صبح کا وقت صبح صادق کا یقین ہو جانے کے بعد ہوتا ہے۔ (۲) طلوع صبح صادق کے بعد فجر کی دو سنتوں پر اکتفاء کرنا چاہئے۔ ان میں تخفیف اس لئے کی گئی تاکہ فرض کا وقت وسعت سے میسر ہو۔

۱۱۰۶: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو دو دور رکعتیں پڑھتے اور رات کے آخری حصے میں ایک رکعت سے وتر بناتے اور دو رکعتیں صبح کی نماز (فجر) سے پہلے پڑھتے گویا کہ تکبیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کانوں میں ہے۔“ (بخاری و مسلم)

۱۱۰۶: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ مَثْنِي مَثْنِي وَيُوترُ بِرَكْعَةٍ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ، وَيُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْغَدَاةِ، وَكَانَ الْأَذَانُ بِأُذُنِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

**تخریج:** رواہ البخاری فی الوتر باب ساعات الوتر و التهجيد و المساجد و مسلم فی صلاة المسافرين باب صلاة الليل مثنى مثنى والوتر ركعة في آخر الليل۔

**اللغزات:** مثنى مثنى: دو دور رکعتیں۔ کان الاذان باذنيه: یہاں اذان سے مراد اقامت ہے مقصد یہ ہوا کہ نبی اکرم ﷺ فجر کی دو رکعتوں کی طرف جلدی کرتے اس آوی کی طرح جو نماز کی اقامت سن رہا ہوتا کہ کہیں اول وقت نہ ہو جائے۔

**فوائد:** (۱) رات کی نماز میں افضل یہ ہے کہ دو رکعتیں پڑھی جائیں حدیث میں وارد ہے کہ وتر کی کم از کم ایک رکعت ہے اور دونوں میں سلام سے فاصلہ کرے۔ یہی قول شافعیہ مالکیہ اور حنابلہ رحمہم اللہ علیہم کا ہے مگر احناف کہتے ہیں کہ وتر کم سے کم تین رکعتیں ہیں۔ (۳) فجر کی دو رکعتوں کو جلد اور تخفیف سے ادا کرنا چاہئے۔

۱۱۰۷: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ فجر کی دو رکعتوں میں سے پہلی رکعت میں یہ آیت پڑھتے: ﴿قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْنَا﴾ (البقرہ)

۱۱۰۷: وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي رَكْعَتَيْ الْفَجْرِ فِي الْأُولَى مِنْهُمَا: ﴿قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ

وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا“ الْآيَةُ الَّتِي فِي الْبَقَرَةِ وَفِي  
الْآخِرَةِ مِنْهُمَا ”أَمَّا بِاللّٰهِ وَاشْهَدْ بِأَنَّا  
مُسْلِمُونَ“ وَفِي رِوَايَةٍ: وَفِي الْآخِرَةِ الَّتِي فِي  
آلِ عِمْرَانَ“ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا  
وَبَيْنَكُمْ“ رَوَاهُمَا مُسْلِمٌ۔

اور دوسری رکعت میں ﴿أَمَّا بِاللّٰهِ وَاشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ﴾  
(آل عمران) پڑھتے ہیں اور دوسری روایت میں ہے کہ  
دوسری رکعت میں آل عمران کی آیت ۶۳ ﴿تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ  
سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ﴾ پڑھتے۔

(مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی صلاة المسافرين، باب استحباب رکعتی سنة الفجر

اللَّغَوَاتُ: وہ آیت جو بقرہ میں ہے۔ آیت ۱۳۶۔ یہ اس لئے وضاحت فرمائی کہ سورہ آل عمران کی آیت رقم ۸۴۔ قل امنا باللہ  
و ما انزل علینا دونوں آیات کے آخر میں امنا باللہ و اشہد بانا مسلمون ہے۔ علامہ ابن عسلان نے فرمایا: ریاض الصالحین  
کے نسخوں میں عبارت اسی طرح ہے جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے۔ مگر یہ مشکل ہے کیونکہ (آمننا باللہ) سورہ بقرہ اور آل عمران ہر دو سورتوں  
کی آیات کے شروع میں ہے اور دونوں آیات نحن له مسلمون پر ختم ہوتی ہے جبکہ و اشہد بانا مسلمون یہ دوسری آل عمران  
کی آیت کے آخری الفاظ ہیں۔ جن کی ابتداء فلما احس عیسیٰ منهم الکفر رقم ۵۲ سے ہوتی ہے اور یاہل الکتاب تعالوا  
الی کلمۃ سواء بیننا آیت ۶۳ آل عمران ہے۔

**فوائد:** (۱) نبی اکرم ﷺ فجر کی سنتوں میں فاتحہ اور دو چھوٹی آیات بقرہ اور آل عمران پڑھتے تھے۔

۱۱۰۸: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ  
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَرَأَ فِي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ: قُلْ  
يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ ، وَقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ، رَوَاهُ  
مُسْلِمٌ۔

۱۱۰۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ  
”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی دو رکعتوں میں: ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا  
الْكَافِرُونَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ پڑھی۔“

(مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی صلاة المسافرين، باب استحباب رکعتی الفجر

۱۱۰۹: وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا  
قَالَ: رَمَقْتُ النَّبِيَّ ﷺ شَهْرًا يقرأ فِي  
الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ: قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ ،  
وَقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ، رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ:  
حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

۱۱۰۹: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: ”میں نے  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مہینہ توجہ سے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ  
وسلم فجر کی دو رکعتوں میں ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ  
أَحَدٌ﴾ پڑھتے۔“ (ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

**تخریج:** رواہ الترمذی فی کتاب الصلوة، باب ما جاء فی تخفيف رکعتی الفجر۔

اللَّغَوَاتُ: رمقت النبی صلی اللہ علیہ وسلم: لمبی دیر نظر ڈالی۔

**فوائد:** سنت یہ ہے کہ ان تینوں روایات کو جمع کیا جائے اور نمازی پہلی رکعت میں سورہ بقرہ کی آیت اور قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ پڑھے

اور دوسری رکعت میں آیات بقرہ اور آل عمران اور قلّٰ هو اللہ احد اور یہ تخفیف کے منافی نہیں کیونکہ تخفیف ایک نسبتی چیز اور اس تخفیف کا مطلب طوالت صلاۃ کے مقابلہ میں ہے۔

باب: فجر کی دو رکعتوں کے بعد  
دائیں جانب لیٹنے کا استحباب  
خواہ

اس نے تہجد پڑھی ہو یا نہ

۱۹۷: بَابُ اسْتِحْبَابِ الْاِضْطِجَاعِ  
بَعْدَ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ عَلَى جَنْبِهِ  
الْاَيْمَنِ وَالْحَثُّ عَلَيْهِ سَوَاءٌ كَانَ  
تَهَجَّدَ بِاللَّيْلِ اَمْ لَا

۱۱۱۰: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: ”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر کی دو رکعتیں ادا فرما لیتے تو اپنی دائیں جانب پر لیٹ جاتے۔“ (بخاری)

۱۱۱۰: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا صَلَّى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ اضْطَجَعَ عَلَى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

تخریج: رواہ البخاری فی التہجد باللیل، باب الضحجة علی الشق الایمن

اللَّحْنَانِ: اضطجع: لیٹ گئے۔ علی شقہ: اپنے پہلو اور جانب پر۔

فوائد: سنت یہ ہے کہ فجر کی سنتوں اور فرضوں میں فاصلہ رکھا جائے اور یہ لیٹنا اسی لئے ہے کہ دائیں طرف کو خاص کرنے کی وجہ اس کی شرافت و کرامت ہے۔

۱۱۱۱: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: ”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشاء سے فراغت کے بعد فجر تک گیارہ رکعتیں ادا فرماتے اور دو رکعتوں میں سلام پھیرتے اور ایک کو ساتھ ملا کر وتر بناتے۔ جب مؤذن فجر کی اذان سے خاموش ہو جاتا اور فجر واضح ہو جاتی اور مؤذن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر دو خفیف (مختصر) رکعتیں ادا فرماتے۔ پھر دائیں پہلو پر مؤذن کے اقامت کی اطلاع تک لیٹ جاتے۔“ (مسلم)

۱۱۱۱: وَ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي فِيمَا بَيْنَ أَنْ يَفْرُغَ مِنْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى الْفَجْرِ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُسَلِّمُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ وَيُوتِرُ بِوَاحِدَةٍ، فَإِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ مِنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَتَبَيَّنَ لَهُ الْفَجْرُ وَجَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلَى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ هَكَذَا حَتَّى يَأْتِيَهُ الْمُؤَذِّنُ لِلْاِقَامَةِ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

قَوْلُهَا: ”يُسَلِّمُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ“ هَكَذَا هُوَ فِي مُسْلِمٍ وَمَعْنَاهُ: بَعْدَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ۔

”يُسَلِّمُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ“: مسلم کے الفاظ میں معنی اس کا یہ ہے کہ ہر دو رکعتوں کے بعد سلام پھیرنا۔

تخریج: رواہ مسلم فی صلاة المسافرين، باب صلاة الليل و عدد ركعات النبي صلى الله عليه وسلم

اللَّحْنَانِ: تبين له الفجر: صبح صادق ظاہر ہو جاتی یہ کہہ کر فجر کے لئے دی جانے پہلی اذان سے احتراز مقصود ہے۔

فوائد: نماز وتر کا وقت نماز عشاء اور طلوع فجر کے درمیان ہے۔

۱۱۱۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی فجر کی دو رکعتیں پڑھ لے وہ اپنی دائیں جانب پر لیٹ جائے۔“ (ابوداؤد)  
اور ترمذی نے صحیح سندوں کے ساتھ۔  
ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔

۱۱۱۲: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ رَكَعَتَيِ الْفَجْرِ فَلْيُضْطَجِعْ عَلَى يَمِينِهِ“ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ بِإِسْنَادٍ صَحِيحَةٍ قَالَ التِّرْمِذِيُّ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی کتاب الصلوٰۃ، باب الاضطجاع بعد رکعتی الفجر و الترمذی فی کتاب الصلوٰۃ، باب ما جاء فی الاضطجاع بعد رکعتی الفجر۔

**فوائد:** (۱) فجر کی سنتوں کے بعد لیٹنا مستحب ہے۔ علامہ ابن حجر نے فتح الباری میں فرمایا۔ بعض لوگ اس طرف گئے ہیں کہ یہ گھر میں مستحب ہے مسجد میں نہیں اس لئے کہ آپ ﷺ کا اس کو مسجد میں کرنا منقول نہیں ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا تو فرمایا۔ میں اس کو نہیں کرتا گر کوئی کرے تو مناسب ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے جس طرح معلوم ہوتا ہے۔ لیٹنا مختار قول ہے اور اضطجاع کے ترک کرنے والی روایات بیان جواز کے لئے ہیں۔

### باب: ظہر کی سنتیں

### ۱۹۹: بَابُ سُنَّةِ الظُّهْرِ!

۱۱۱۳: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: ”میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دو رکعتیں ظہر سے پہلے اور دو رکعتیں ظہر کے بعد پڑھیں۔“ (بخاری و مسلم)

۱۱۱۳: عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ رَكَعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكَعَتَيْنِ بَعْدَهَا، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

**تخریج:** اس حدیث کی شرح باب فضل السنن الراتبہ رقم ۱۰۹۹/۲ میں ملاحظہ ہوں۔

۱۱۱۴: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے قبل چار رکعت نہ چھوڑتے تھے۔“ (بخاری)

۱۱۱۴: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يَدَعُ أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی التہجد، باب الركعتين قبل الظهر۔

**فوائد:** (۱) آپ ﷺ ظہر سے قبل چار رکعت پر مداومت فرمانے والے تھے۔ اس وجہ سے وہ سنت موکدہ ہوئیں۔ لیکن معروف کتب فقہ میں یہ ہے کہ موکدہ دو ہیں کیونکہ کا دو کا کبھی کبھی چھوڑنا منقول ہے۔ شاید کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے وہ روایت کیا جو آپ کا فعل اپنے گھر میں دیکھا۔

۱۱۱۵: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم

۱۱۱۵: وَعَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي



صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں ظہر سے قبل چار رکعت ادا فرماتے، پھر نکل کر اور لوگوں کو نماز پڑھاتے۔ پھر داخل ہو کر دو رکعت ادا فرماتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو مغرب کی تین رکعت پڑھاتے، پھر میرے گھر میں داخل ہوتے اور دو رکعت ادا فرماتے اور لوگوں کو عشاء کی نماز پڑھاتے پھر داخل ہو کر میرے گھر میں دو رکعت ادا فرماتے۔ (مسلم)

فِي بَيْتِي قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعًا ، ثُمَّ يَخْرُجُ فَيُصَلِّي بِالنَّاسِ ، ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ - وَكَانَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ الْمَغْرِبَ ، ثُمَّ يَدْخُلُ بَيْتِي فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ ، وَيُصَلِّي بِالنَّاسِ الْعِشَاءَ - وَيَدْخُلُ بَيْتِي فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ -

تخریج: رواہ مسلم فی صلاة المسافرين، باب جواز النافلة قائماً و قاعداً

۱۱۱۶: حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے ظہر سے پہلے کی چار رکعت اور اس کے بعد کی چار رکعتوں کی حفاظت کی تو اللہ تعالیٰ اس پر آگ کو حرام فرمادیں گے۔“ (ابوداؤد و ابوترمذی) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۱۱۶: وَعَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ”مَنْ حَافَظَ عَلَى أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ وَأَرْبَعٍ بَعْدَهَا حَرَّمَ اللَّهُ عَلَى النَّارِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ -

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الصلاة، باب الاربع قبل الظهر و بعدها و الترمذی فی کتاب الصلاة اللغات: حرمة الله على النار: آگ میں ہمیشہ رہنا اس پر حرام کر دیں گے۔ اسی طرح دوسری روایت میں لم تمسه النار: ہمیشہ آگ اس کو نہ چھوئے گی۔

فوائد: (۱) جو نمازوں پر پابندی کرنے والا ہے اس کی موت اسلام پر واقع ہوگی۔ اس میں یہ بشارت دینی گئی کہ وہ کافر کی طرح ہمیشہ آگ میں نہ رہے گا۔ وہ اپنے گناہوں کی مقدار سے اس میں عذاب دیا جائے گا۔ اس کو گناہوں کی مقدار کے برابر سزا ہوگی اور پھر جنت کی طرف لے جایا جائے گا اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی بخشش نہ ہوئی ہو۔

۱۱۱۷: حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زوال کے بعد ظہر سے پہلے چار رکعت ادا فرماتے تھے اور فرماتے: ”یہ ایک ایسی گھڑی ہے جس میں آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میرا اس میں کوئی نیک عمل اوپر چڑھے۔“ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

۱۱۱۷: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَائِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي أَرْبَعًا بَعْدَ أَنْ تَزُولَ الشَّمْسُ قَبْلَ الظُّهْرِ وَقَالَ: ”إِنَّهَا سَاعَةٌ تُفْتَحُ فِيهَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ فَأُحِبُّ أَنْ يَصْعَدَ لِي فِيهَا عَمَلٌ صَالِحٌ“ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ -

تخریج: رواہ الترمذی فی ابواب الصلوة، باب ما جاء فی الصلاة عند الزوال

**اللَّغَائِثُ:** قبل الظهر: نماز فرض سے پہلے بعد ان نزول الشمس زوال آفتاب کے وقت جس شخص پر ظہر کا وقت داخل ہو جاتا ہے۔ تفتح فیہا ابواب السماء زمین سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں صالح اعمال کے چڑھنے سے کنایہ ہے۔  
**فوائد:** (۱) زوال کے بعد وقت کی فضیلت ظاہر کر کے اس میں نماز ادا کرنے کی طرف آمادہ کیا گیا۔

۱۱۱۸: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا لَمْ يُصَلِّ أَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ صَلَّاهُنَّ بَعْدَهَا ، رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔  
 ۱۱۱۸: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب ظہر سے پہلے چار رکعتیں نہ پڑھ سکتے تو ظہر کے بعد ان کو پڑھ لیتے۔ (ترمذی)  
 حدیث حسن ہے۔

**تخریج:** رواہ الترمذی فی ابواب الصلوة۔

**فوائد:** (۱) ظہر کی نماز سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم چار رکعات کا خوب اہتمام فرماتے تھے۔ علامہ ابن عثمان نے فرمایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کلام میں اشارہ ہے کہ پہلے والی سنتوں کی طرف توجہ دی جائے اور فرض نماز سے پہلے ان کو ادا کیا جائے۔ اگر ان کو مؤخر کر دیا تو بقیہ وقت ادا اور قضا ہر دو کا تدارک کر دے گا۔

## ۲۰۰: بَابُ سُنَّةِ الْعَصْرِ

## باب: عصر کی سنتیں

۱۱۱۹: عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِالتَّسْلِيمِ عَلَى الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ وَمَنْ تَبِعَهُمُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُؤْمِنِينَ ، رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔  
 ۱۱۱۹: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عصر سے پہلے چار رکعت ادا فرماتے تھے اور ان کے درمیان مقرب فرشتوں اور جو ان کے پیروکار مؤمن اور مسلمان ہیں ان پر سلام کے ساتھ فاصلہ (علیحدگی) فرماتے۔ (ترمذی)  
 حدیث حسن ہے۔

**تخریج:** رواہ الترمذی فی کتاب الصلاة باب ما جاء فی الاربع قبل العصر

**اللَّغَائِثُ:** بالتسليم: السلام علیکم ورحمۃ اللہ یہ کلمہ نماز سے فارغ کر دیتا ہے۔ ومن تبعہم: جس نے ملائکہ کی اتباع اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو مارنے میں کی۔

**فوائد:** (۱) سنت عصر میں افضل یہ ہے کہ ہر دو کلمات میں سلام سے فاصلہ کیا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فصل کی اتباع کرتے ہوئے اور ایک سلام سے بھی ان کی ادائیگی درست ہے جس طرح کہ ظہر سے پہلے والی سنتیں اور بعد والی۔

۱۱۲۰: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "رَحِمَ اللَّهُ أَمْرًا صَلَّى"۔  
 ۱۱۲۰: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ اس شخص پر رحم فرمائے جس نے عصر سے

قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعًا“ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ  
وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔  
پہلے چار رکعتیں پڑھیں۔ (ابوداؤد ترمذی)  
حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الصلاة، باب الصلوة قبل العصر والترمذی فی کتاب الصلاة، باب ما جاء الاربع قبل العصر

فوائد: عصر کی سنتوں کی طرف متوجہ کیا گیا یہ عصر سے پہلے ہیں اور غیر موکدہ ہیں اور دعا مغفرت اور انعام اس کے لئے ہے جو ان پر دوام اختیار کرے۔

۱۱۲۱: وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ  
الْعَصْرِ رَكْعَتَيْنِ، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ  
صَحِيحٍ۔  
۱۱۲۱: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے  
کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عصر سے پہلے دو رکعت ادا  
فرماتے۔ (ابوداؤد)  
صحیح سند کے ساتھ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الصلاة، باب الصلوة قبل العصر

فوائد: (۱) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرضوں سے پہلے دو رکعت ادا فرماتے۔ علامہ ابن عسلاں فرماتے ہیں کہ اس روایت اور سابقہ روایت  
میں کوئی اختلاف نہیں کیونکہ عدد کا مفہوم تو حجت نہیں یاد دو رکعتوں کو لازم کرنے والے تھے۔ پھر دو کو اور بڑھا دیا یا اس کا عکس یا پھر پچھلی دو  
رکعت کو یا کسی اہم کام یا کسی اور وجہ سے چھوڑ دیا۔

۲۰۱: بَابُ سُنَّةِ الْمَغْرِبِ بَعْدَهَا وَقَبْلَهَا  
تَقْدَّمَ فِي هَذِهِ الْأَبْوَابِ حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ  
وَحَدِيثُ عَائِشَةَ، وَهُمَا صَحِيحَانِ أَنَّ النَّبِيَّ  
ﷺ كَانَ يُصَلِّي بَعْدَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ۔  
باب: مغرب کے بعد اور پہلے والی سنتیں  
ان ابواب میں حدیث ابن عمر اور حدیث عائشہ رضی اللہ عنہم  
گزری وہ دونوں صحیح حدیثیں ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کے بعد دو  
رکعت ادا فرماتے۔

۱۱۲۲: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغْفَلٍ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "صَلُُّوا قَبْلَ  
الْمَغْرِبِ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ: "لِمَنْ شَاءَ" رَوَاهُ  
الْبُخَارِيُّ۔  
۱۱۲۲: حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ  
علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ "تم مغرب سے پہلے نماز (نفل)  
پڑھو اور پھر تیسری مرتبہ فرمایا جو آدمی چاہے (ان نفلوں کو  
ادا کرے)۔" (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی التہجد، باب صلاة العصر قبل المغرب

اللتغاب: قبل المغرب: نماز مغرب کے فرضوں سے پہلے دو رکعت جیسا کہ صحیح روایت میں ہے۔ آپ ﷺ نے نماز کے  
مطالبے کو تین بار اس کی اہمیت بتلانے کے لئے دہرایا۔



**فوائد:** مغرب سے قبل دو رکعت نماز مستحب ہے اور اس کی دلیل اس روایت میں ہے صلوا کا لفظ ہے اور یہ بات مشہور و معروف ہے کہ مشیت کے ساتھ امر کو متعلق کرنا واجب ہے اس کا معنی ہٹانے کے لئے ہے۔

۱۱۲۳: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُ كِبَارَ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَتَنَدَّرُونَ السَّوَارِيَ عِنْدَ الْمَغْرِبِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔  
۱۱۲۳: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے بڑے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو دیکھا کہ وہ مغرب کے وقت ستونوں کی طرف جلدی (دو سنتوں کو ادا کرنے کے لئے) کرتے ہیں۔ (بخاری)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الصلاة باب الصلاة النی الاسطوانة وفی باب الاذان اللُّغَاتُ يَتَنَدَّرُونَ ایک دوسرے سے مقابلہ میں بڑھنے والے۔ السواری جمع ساریہ: یعنی ستون۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ ستون میں مسجد نبوی کے ستون کجور کے تنے تھے اور یہ ستون حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ تک رہے۔  
**فوائد:** (۱) اصحاب رسول اللہ ﷺ دو خفیف رکعتیں مغرب سے پہلے پڑھتے تھے اور ان کا استحباب اس روایت سے ثابت ہوتا ہے۔  
بین کل اذانین صلوۃ: اذان و اقامت کے درمیان نفل نماز ہے۔

۱۱۲۴: وَعَنْهُ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ قَلِيلًا: اِذَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَلَّاهَا قَالَ: كَانَ يَرَانَا نُصَلِّيهِمَا فَلَمْ يَأْمُرْنَا وَلَمْ يَنْهَنَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
۱۱۲۴: حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج کے غروب ہونے کے بعد اور مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے تھے۔ ان سے پوچھا گیا؟ کیا رسول اللہ نے بھی ان کو ادا فرمایا؟ فرمایا حضور ﷺ ہمیں پڑھتے ہوئے دیکھتے تھے لیکن آپ نے نہ تو ہمیں حکم دیا اور نہ ہی ہمیں منع فرمایا۔ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب صلاة المسافرين باب استحباب ركعتين قبل المغرب  
**فوائد:** مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے ہوئے صحابہؓ کو دیکھ کر آپؐ کی خاموشی اس بات کی علامت ہے کہ یہ مستحب ہیں۔

۱۱۲۵: وَعَنْهُ قَالَ: كُنَّا بِالْمَدِينَةِ فَإِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ لِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ ابْتَدَرُوا السَّوَارِيَ فَرَكَعُوا رَكْعَتَيْنِ حَتَّى إِنَّ الرَّجُلَ الْغَرِيبَ لَيَدْخُلُ الْمَسْجِدَ فَيُحْسِبُ أَنَّ الصَّلَاةَ قَدْ صَلَّيَتْ مِنْ كَثَرَةِ مَنْ يُصَلِّيهِمَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
۱۱۲۵: حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ ہم مدینہ میں تھے۔ جب مؤذن مغرب کی نماز کے لئے جلدی کرتے اور دو رکعتیں پڑھتے یہاں تک کہ ناواقف آدمی مسجد میں داخل ہوتے ہوئے یہ خیال کرتا کہ نماز پڑھی جا چکی ہے۔ اس لئے کہ کثرت سے لوگ یہ دو رکعتیں (قل از نماز) پڑھ رہے ہوتے۔ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب صلاة المسافرين استحباب ركعتين قبل المغرب  
**فوائد:** (۱) بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مغرب سے پہلے دو رکعتیں ہمیشہ پڑھتے تھے اس کے باوجود مغرب کے بعد والی دو رکعت



سنت مؤکدہ ہیں اور پہلے والی غیر مؤکدہ ہیں۔

### باب: عشاء سے پہلے اور بعد کی سنتیں

اس میں حدیث گزشتہ ابن عمر رضی اللہ عنہ والی ہے۔ میں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ دو رکعتیں عشاء کے بعد ادا کیں، حدیث عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ والی ہے کہ ہر تکبیر اور اذان کے درمیان نماز ہے۔“ (بخاری و مسلم) جیسا پہلے گزرا تھا۔

### ۲.۲: بَابُ سُنَّةِ الْعِشَاءِ بَعْدَهَا وَقَبْلَهَا!

فِيهِ حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ السَّابِقُ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ ، وَحَدِيثُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَغْفَلٍ ، بَيْنَ كُلِّ آذَانٍ صَلَاةٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ كَمَا سَبَقَ۔

تخریج: دونوں احادیث باب ۱۹۵ رقم ۱۰۹۸/۲ و ۱۰۹۹/۳ میں گزر چکیں۔ وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

### باب: جمعہ کی سنتیں

۱۱۲۶: اس میں حدیث گزشتہ ابن عمر رضی اللہ عنہما والی ہے کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دو رکعتیں جمعہ کے بعد ادا فرمائیں۔ (بخاری و مسلم)

### ۲.۳: بَابُ سُنَّةِ الْجُمُعَةِ

۱۱۲۶: فِيهِ حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ السَّابِقُ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

تخریج: اس کی شرح و رقم ۱۰۹۸/۲ میں ملاحظہ ہو۔

۱۱۲۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی جمعہ پڑھے تو اس کے بعد چار رکعت پڑھے۔“ (مسلم)

۱۱۲۷: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ”إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ الْجُمُعَةَ فَلْيُصَلِّ بَعْدَهَا أَرْبَعًا“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الجمعة، باب الصلاة بعد الجمعة

فوائد: جمعہ کی نماز کے بعد چار رکعت کا حکم ہے مگر یہ حکم وجوب کے لئے نہیں کیونکہ صریح احادیث پانچوں فرضی نمازوں کے علاوہ زائد نمازوں کے واجب نہ ہونے کی نفی کرتی ہیں۔

۱۱۲۸: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے بعد نماز نہیں پڑھتے تھے یہاں تک کہ واپس لوٹے۔ پھر دو رکعت اپنے گھر میں ادا فرماتے۔ (مسلم)

۱۱۲۸: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ حَتَّى يَنْصَرِفَ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الجمعة، باب الصلاة بعد الجمعة

فوائد: نبی اکرم ﷺ جمعہ کے بعد اپنے گھر میں دو یا چار رکعتیں ادا فرماتے اور یہی سنت ہے۔

باب: سنن راتبہ

اور

غیر راتبہ کی گھر میں ادائیگی کا استحباب

اور نوافل کے لئے

فرائض کی جگہ بدل لینے یا کلام سے فاصلہ کرنا

۱۱۲۹: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اے لوگو! اپنے گھروں میں نماز پڑھو بے شک افضل ترین نماز آدمی کی نمازوں میں سے وہ ہے جو اپنے گھر میں ادا کی جائے“ (بخاری، مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الاذان، باب صلاة الليل و مسلم فی کتاب المسافرين، باب استحباب صلاة الفاضلة فی بیتہ۔

**اللتخات:** صلوا ایہا الناس یہ خطاب تمام عورتوں اور مردوں کو ہے۔ المکتوبہ: فرض نماز کو جماعت کے ساتھ مسجد میں ادا کرنا افضل ہے۔

**فوائد:** نفلی نماز گھر میں بہتر ہے کیونکہ اس میں ریاکاری کا خطرہ نہیں تاکہ گھر میں برکت نازل ہو اور گھروالوں پر اترے۔

۱۱۳۰: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ”اجْعَلُوا مِنْ صَلَاتِكُمْ لِي يَوْمَكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوهَا قُبُورًا“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۳۰: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم اپنی نمازوں کا کچھ حصہ (نفلی) اپنے گھروں میں مقرر کرو اور ان کو قبریں مت بناؤ۔“ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الصلوة، باب کراهية الصلاة في المقابر وغيره و مسلم فی کتاب المسافرين، باب استحباب صلاة الفاضلة فی بیتہ۔

**اللتخات:** من صلاتکم تمہاری کچھ نماز اس سے مراد نفلی ہے۔ لا تتخذوها قبورا: ان کو قبور کی طرح عمل و عبادات سے خالی مت رکھو۔

**فوائد:** گھروں کو نفلی نماز سے آباد کرنے اور قبور کے مشابہہ ہونے سے بچانے کا حکم کیونکہ قبور خیر اور عمل صالح سے خالی ہوتی ہیں۔

۱۱۳۱: وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”إِذَا قَضَى أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ فِي الْمَسْجِدِ فَلْيَجْعَلْ لِبَيْتِهِ نَصِيًّا مِنْ فِي الْمَسْجِدِ فَلْيَجْعَلْ لِبَيْتِهِ نَصِيًّا مِنْ فِي الْمَسْجِدِ“۔

۱۱۳۱: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی مسجد میں نماز ادا کر لے تو وہ اپنے گھر کے لئے اپنی نماز (نفلی) کا کچھ حصہ رکھ لے بے شک

صَلَوْتِهِ“ فَإِنَّ اللَّهَ جَاعِلٌ فِي بَيْتِهِ مِنْ صَلَاتِهِ خَيْرًا“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
اللہ تعالیٰ اس کے گھر میں نماز سے خیر و برکت عنایت فرمانے والے ہیں۔“ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب المسافرين‘ باب استحباب صلاة الفاضله فی بیتہ۔

اللُّغَاثَاتُ: اذا قضی احدکم صلاته: یعنی فرض نماز ادا کرے۔ نصیباً من صلاته: تو نفل نماز کا کچھ حصہ۔  
فوائد: نفل نماز کے ساتھ گھروں کو ہمیشہ آباد کرنا یہ بھلائی اور برکت سے ان کو بھرنے والا ہے۔

۱۱۳۲: وَعَنْ عُمَرَ بْنِ عَطَاءٍ أَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ أَرْسَلَهُ إِلَى السَّائِبِ ابْنِ أُخْتِ نَمِرٍ يَسْأَلُهُ عَنْ شَيْءٍ رَأَاهُ مِنْهُ مُعَاوِيَةُ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ: نَعَمْ صَلَّيْتُ مَعَهُ الْجُمُعَةَ فِي الْمَقْصُورَةِ فَلَمَّا سَلَّمَ الْإِمَامُ قُمْتُ فِي مَقَامِي فَصَلَّيْتُ، فَلَمَّا دَخَلَ أَرْسَلَ إِلَيَّ فَقَالَ: لَا تَعُدْ لِمَا فَعَلْتُ: إِذَا صَلَّيْتُ الْجُمُعَةَ فَلَا تَصِلْهَا بِصَلَاةٍ حَتَّى تَتَكَلَّمَ أَوْ تَخْرُجَ، فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَنَا بِذَلِكَ أَنْ لَا نُوصِلَ صَلَاةً بِصَلَاةٍ حَتَّى تَتَكَلَّمَ أَوْ نَخْرُجَ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
۱۱۳۲: حضرت عمر بن عطاء کہتے ہیں کہ نافع ابن جبیر نے مجھے سائب بن اخت نمر کے پاس کسی ایسی چیز کے بارے میں سوال کرنے کے لئے بھیجا جو ان سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے نماز میں دیکھی تھی تو انہوں نے فرمایا: ”ہاں۔ میں نے ان کے ساتھ مقصورہ (حجرہ) میں جمعہ کی نماز ادا کی جب امام نے سلام پھیرا میں اپنی جگہ کھڑا ہوا اور میں نے نماز پڑھی۔ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ گھر میں داخل ہوئے تو میری طرف پیغام بھیج کر فرمایا جو تم نے کیا وہ بارود نہ کرنا۔ جب تم جمعہ پڑھ لو اس کے ساتھ اور کوئی نماز مت ملاؤ یہاں تک کہ تم کلام کرو یا اس جگہ سے بٹ جاؤ۔ بے شک رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس کا حکم دیا کہ ہم کسی نماز کو نہ ملائیں۔ جب تک کہ ہم کلام نہ کر لیں یا وہاں سے نکل نہ جائیں۔“ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الجمعة‘ باب الصلوة بعد الجمعة۔

اللُّغَاثَاتُ: نافع بن جبیر یہ ابن مطعم ہیں۔ انتہائی شریف اور قوم میں فتویٰ دینے والے تھے۔ ۹۹ھ میں وفات پائی ان سے صحاح ستہ کے روایات سے روایت کی ہے۔ سائب بن یزید بن اخت نمر: یہ کنذی صحابی ہیں۔ وہ ہجری ان کی پیدائش ہے۔ ان کو ساتھ لے کر ان کے والد نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کیا۔ اس وقت ان کی عمر سات سال تھی۔ حضرت معاویہ بن ابی سفیان کے واسطے سے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایات نقل کی ہیں۔ ان کی وفات ۹۱ھ میں ہوئی۔ المقصورة: وہ حجرہ جو گھر یا مسجد میں مخصوص بنایا جائے۔ لا تعدو دوبارہ ایسا نہ کرنا۔ نفل نماز کو فرض سے ملا کر بلا فاصلہ پڑھو۔ یہ ممانعت استحباب کے لئے ہے۔  
فوائد: (۱) سنت یہ ہے کہ فرض نماز اور نفل کے درمیان کلام سے فاصلہ کر دیا جائے یا مسجد سے گھر کی طرف چلا جائے یا جہاں فرض ادا کیا وہ جگہ تبدیل کر دے۔

۲۰۵: بَابُ الْحَثِّ عَلَى صَلَاةِ الْوُتْرِ وَبَيَانُ أَنَّهُ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ وَبَيَانُ وَقْتِهِ!  
۱۱۳۳: عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: الْوُتْرُ بَاب: نماز وتر کی ترغیب اور اس بات کا بیان کہ وہ سنت مؤکدہ ہے اور وقت کا بیان  
۱۱۳۳: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وتر قطعاً نہیں جس

طرح کہ فرض نماز لیکن رسول اللہ ﷺ نے اس کو مکرر فرمایا اور فرمایا: ”اللہ تعالیٰ وتر ہے اور وتر کو پسند فرماتا ہے“ پس اسے قرآن والو! وتر پڑھا کرو۔“ (ابوداؤد ترمذی) حدیث حسن ہے۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی الصلاة باب الوتر والترمذی فی ابواب الصلاة باب ما جاء ان الوتر ليس بحتم اللغات: ليس بحتم: فرض نہیں بلکہ وہ سنت مؤکدہ ہے۔ ان اللہ وتر: اللہ تعالیٰ ذات و صفات اور افعال کے لحاظ سے یکتا ہے۔ یحب الوتر: وہ مفرد کو پسند کرتا ہے جفت کو نہیں۔ اس لئے طواف کے چکر سات سہی کے سات اور رمی جمار سات کنکریاں۔ نماز میں تسبیحات کی تعداد طاق اور نماز وتر بھی طاق ہے۔ فاوتروا یا اهل القرآن اهل قرآن سے مراد قراء و حفاظ ہیں اور ان کو خاص کر نماز وتر کے عدم وجوب کی دلیل ہے۔ (مگر الوتر حق وتر کے وجوب کو ظاہر کرتی ہے)۔

**فوائد:** نماز وتر سنت مؤکدہ ہے اور اس کی ادائیگی نجات کا ذریعہ ہے اور اس سے اللہ تعالیٰ کی محبت میسر ہوتی ہے۔

۱۱۳۴: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: مِنْ كُلِّ اللَّيْلِ قَدْ أُوتِرَ رَسُولُ اللَّهِ مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ وَمِنْ أَوْسَطِهِ وَمِنْ آخِرِهِ - وَانْتَهَى وَتَرَهُ إِلَى السَّحَرِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ ۱۱۳۳: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے ہر حصے میں وتر کی نماز پڑھی شروع رات درمیانی رات اور آخری رات (رات کا پچھلا حصہ) اور آپ کی وتر نماز سحر تک پہنچی۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی باب ما جاء فی الوتر باب ساعات الوتر و مسلم فی کتاب صلاة المسافرين باب صلاة الليل و عدد ركعات النبي صلى الله عليه وسلم۔

**فوائد:** نماز وتر کا وقت عشاء کے فرائض اور طلوع صبح صادق کے درمیان ہے۔

۱۱۳۵: وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اجْعَلُوا آخِرَ صَلَوتِكُمْ بِاللَّيْلِ وَتَرًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ ۱۱۳۵: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”رات کو تم اپنی آخری نماز وتر کو بناؤ۔“ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی الوتر باب لیجعل آخر صلاته وترًا و مسلم فی کتاب صلاة المسافرين باب صلاة الليل مشی مشی والوتر ركعة۔

**فوائد:** سنت یہ ہے کہ سب سے قلیل مقدار کو وتر بنایا جائے اور وہ ایک رکعت ہے اور سب سے کامل مقدار وتر کی گیارہ رکعتیں ہیں جو کہ رات کی اس نفل نماز کے بعد ادا کیا جائے گا جو اس کا معمول ہے یا ترویج، تہجد یا مطلق نفل کے بعد۔ (۲) وتر کو آخری نماز بنانے میں حکمت یہ ہے کہ وتر ان تمام رات والی نمازوں سے افضل ہے۔ اس لئے اس کو آخر میں رکھا گیا تاکہ اس عمل کا اختتام افضل ہو۔ (۳) ان کے متعلق دن کے شروع رات میں پڑھنے کی روایات بیان جواز کے لئے ہیں۔



۱۱۳۹: وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : "مَنْ خَافَ أَنْ لَا يَمُوتَ حَتَّى يَخْلُقَ اللَّهُ لَهُ نَفْسًا مِثْلَ نَفْسِهِ يَمُوتُ بِهَا" .  
۱۱۳۹: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس کو خطرہ ہو کہ رات کے آخری حصے میں اٹھ نہ سکے گا"

یَقُومُ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَلْيُوتِرْ أَوَّلَهُ وَمَنْ طَمِعَ أَنْ يَقُومَ آخِرَهُ فَلْيُوتِرْ آخِرَ اللَّيْلِ فَإِنَّ صَلَاةَ آخِرِ اللَّيْلِ مَشْهُودَةٌ، وَذَلِكَ أَفْضَلُ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

اسے رات کے پہلے حصے میں وتر پڑھ لینا چاہئے اور جس کو طمع ہو کہ رات کے پچھلے حصے میں جاگے پس اس کو رات کے آخری حصے میں وتر پڑھنے چاہئے اس لئے کہ رات کے آخری حصے کی نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور یہ زیادہ افضل ہے۔“ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی المسافرین، باب من خاف ان لا يقوم

**اللُّغَاتُ:** من خاف: جس کو گمان و خیال ہو کہ وہ جاگ نہ سکے گا۔ من طمع ان القيام: جس کو جاگنے کا یقین ہے اور پختہ عادت ہے یا جاگنے والا موجود ہے۔ مشہودہ: اس میں باری والے فرشتے حاضر ہوتے ہیں وہ فرشتے خیر و برکات لے کر اترتے ہیں۔

**فوائد:** (۱) جو صحیح صادق سے پہلے جاگنے کی امید رکھتا ہے۔ اس کو وتر کی نماز مؤخر کرنا افضل ہے کیونکہ اس میں سکون اور ربانی رحمتوں کے جھونکے ہوتے ہیں۔ (۲) علماء شافعیہ رحمۃ اللہ نے فرمایا اگر رمضان میں وتر کی جماعت اور تاخیر وتر میں تعارض آجائے تو رات کے پہلے حصے میں وتر پڑھنا افضل ہے۔

**باب: نماز چاشت کی فضیلت اور اس میں قلیل و کثیر**

اور

اوسط کی وضاحت اور اس کی محافظت پر ترغیب

۱۱۴۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میرے خلیل صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مہینے تین دن کے روزے رکھنے چاشت کی دو رکعتیں پڑھنے اور سونے سے پہلے وتر پڑھنے کی نصیحت فرمائی۔“ (بخاری و مسلم)

اور سونے سے پہلے اس کے لئے مستحب ہے جس کو رات کے پچھلے حصے میں جاگنے کے بارے میں اعتماد نہ ہو اگر اعتماد ہو تو رات کے پچھلے حصے میں زیادہ افضل ہے۔

۲۰۶: بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ الضُّحَى

وَبَيَانِ أَقْلَاهَا وَأَكْثَرِهَا وَأَوْسَطِهَا

وَالْحَثِّ عَلَى الْمُحَافَظَةِ عَلَيْهَا!

۱۱۴۰: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:

أَوْصَانِي خَلِيلِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِصِيَامٍ ثَلَاثَةِ

أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَرَكَعَتَيِ الضُّحَى، وَإِنْ

أُوتِرَ قَبْلَ أَنْ أَرْقُدَ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

وَالِإِثَارَ قَبْلَ النَّوْمِ إِنَّمَا يُسْتَحَبُّ لِمَنْ لَا

يَتَّقِي بِالْإِسْتِيقَاطِ آخِرَ اللَّيْلِ فَإِنْ وَتَقَ فَأَخِرُ

اللَّيْلِ أَفْضَلُ۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی التہجد، باب صلوة الضحی والصوم و مسلم فی المسافرین، باب استحباب الضحی

**اللُّغَاتُ:** لصيام ثلاثة ايام من كل شهر: تاکہ صیام دہر کی طرح ہو جائے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔ یہ ايام ثلاثہ: ايام

بیض، ايام سود یا وہ ايام ہیں جن کا روزہ رکھنا پسندیدہ ہے۔ ان تین کی تفسیر ۱۳، ۱۴، ۱۵ سے کی گئی ہے۔

**فوائد:** (۱) ہر مہینہ میں تین دن کے روزہ افضل ہیں۔ نماز چاشت کی رکعات بھی بڑی فضیلت والی ہیں۔ نماز وتر کو بڑے شوق و

تعمد سے ادا کرنا چاہئے۔ (۲) نیک کاموں کی ایک دوسرے کو نصیحت کرتے رہنا چاہئے۔

۱۱۴۱: حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”تم میں ہر آدمی اس حالت میں صبح کرتا ہے کہ اس کے ہر ہر جوڑ پر صدقہ لازم ہے پس ہر تسبیح صدقہ ہے ہر الحمد للہ صدقہ ہے ہر لا الہ الا اللہ صدقہ ہے ہر بھلی بات کا حکم دینا صدقہ ہے ہر برائی سے روکنا صدقہ ہے اور چاشت کی دو رکعتیں ان سب کی طرف سے کافی ہیں جس کو آدمی ادا کرے۔“

(مسلم)

۱۱۴۱: وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ قَالَ: ”يُصْبِحُ عَلَى كُلِّ سَلَامٍ مِنْ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ: فَكُلُّ تَسْبِيحَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَحْمِيدَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَهْلِيلَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَكْبِيرَةٍ صَدَقَةٌ، وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ، وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ، وَتُجْرِي مِنْ ذَلِكَ رَكْعَتَانِ يَرْكَعُهُمَا مِنَ الصُّلَى“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج: رواہ مسلم فی المسافرین، باب استحباب الصلحی

اللَّحَائِثُ: سلامی: جوڑ۔ صدقہ: اس پر حق بنتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اس عظیم احسان پر شکریہ ادا کرے کہ اس نے سلامتی دی۔ تسبیحہ: یہ تسبیح سے ایک بار کو بیان کرنے کے لئے ہے۔

تحمیدہ: اللہ تعالیٰ کی حمد کی بھی عبادت سے کرنا۔ تہلیلہ لا الہ الا اللہ تکبیرہ اللہ کبر کہا۔ بجری کافی ہے۔

فوائد: (۱) چاشت کی نماز اور اس کی فضیلت ذکر کی گئی ہے۔ اس کی کم سے کم مقدار دو رکعت ہے۔ (۲) صدقہ کا مفہوم وسیع ہے نیکی کی تمام اقسام پر مشتمل ہے۔

۱۱۴۲: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی چار رکعتیں ادا فرماتے اور جتنا چاہتے اضافہ فرماتے۔“ (مسلم)

۱۱۴۲: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي الصُّلَى أَرْبَعًا وَيَزِيدُ مَا شَاءَ اللَّهُ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج: رواہ مسلم فی صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة الصلحی

فوائد: (۱) چاشت کی زیادہ تعداد کی کوئی حد نہیں لیکن احادیث کی بحث و تلاش سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے آٹھ رکعات سے زیادہ ادا نہیں فرمائیں اور بارہ سے زیادہ کی رغبت نہیں کی۔

۱۱۴۳: حضرت ام ہانی فاختہ بنت ابوطالب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں فتح والے سال حاضر ہوئی۔ اس وقت آپ غسل فرما رہے تھے جب آپ اپنے غسل سے فارغ ہوئے تو آپ نے آٹھ رکعت نماز ادا فرمائی اور یہی چاشت کی نماز ہے۔“ (بخاری و مسلم) مسلم کی روایات میں سے ایک روایت کے

۱۱۴۳: وَعَنْ أُمِّ هَانِيٍّ فَاخِشَةَ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: ذَهَبْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ، فَلَمَّا قَرَعَ مِنْ غُسْلِهِ صَلَّى ثَمَانِي رَكَعَاتٍ وَذَلِكَ صُلْحِي “مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَهَذَا مُخْتَصَرٌ

مختصر لفظ یہ ہیں۔

لَفْظُ إِحْدَى رَوَايَاتِ مُسْلِمٍ۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الصلاۃ و التہجد، باب صلاۃ الضحیٰ فی السفر و غیر ہما و مسلم فی صلاۃ

المسافرین، باب استحباب صلاۃ الضحیٰ

اللُّغَاتُ: عام الفتح: فتح مکہ (۸ھ) مراد ہے۔ ثمانیہ رکعات: ابن خزیمہ نے اضافہ کیا کہ ہر دو رکعت پر سلام پھیرے۔  
 فوائد: چاشت کی نماز زیادہ سے زیادہ آٹھ رکعت ہیں اور یہی افضل ہے کیونکہ آپؐ کا فعل اس کی تائید کرتا ہے۔

۲.۷: بَابُ تَجَوُّزِ صَلَاةِ الضُّحَى  
 مِنْ ارْتِفَاعِ الشَّمْسِ إِلَى زَوَالِهَا  
 وَالْأَفْضَلُ أَنْ تُصَلِّيَ عِنْدَ اشْتِدَادِ  
 الْحَرِّ وَارْتِفَاعِ الضُّحَى

باب: چاشت کی نماز سورج کے بلند ہونے سے  
 زوال تک جائز ہے مگر افضل دھوپ کے تیز ہونے

اور

خوب دوپہر ہونے کے وقت ہے

۱۱۴۴: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپؐ نے کچھ لوگوں کو چاشت کی نماز پڑھتے دیکھا تو فرمایا: ”ان لوگوں کو معلوم ہے کہ نماز اس وقت کے علاوہ دوسرے وقت میں افضل ہے۔“ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”رجوع کرنے والوں کی نماز اس وقت ہے جب اونٹ کے بچوں کے پاؤں جلنے لگیں۔“ (مسلم)

۱۱۴۴: عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ رَأَى قَوْمًا يُصَلُّونَ مِنَ الضُّحَى فَقَالَ: أَمَا لَقَدْ عَلِمُوا أَنَّ الصَّلَاةَ فِي غَيْرِ هَذِهِ السَّاعَةِ أَفْضَلُ! إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ”صَلَاةُ الْأَوَائِينَ حِينَ تَرْمَضُ الْفِصَالُ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

ترمض: میم پرزبر ہے سخت گرمی کو کہتے ہیں۔

الفصال: فصیل کی جمع ہے اونٹ کا بچہ

”ترمض“ يَفْتَحُ النَّاءُ وَالْمِيمُ وَالضَّادُ الْمُعْجَمَةُ يَعْنِي شِدَّةَ الْحَرِّ۔ ”وَالْفِصَالُ“ جَمْعُ فَصِيلٍ وَهُوَ الصَّغِيرُ مِنَ الْإِبِلِ۔

تخریج: رواہ مسلم فی صلاۃ المسافرین، باب صلاۃ الاوابین حین ترمض الفصال

اللُّغَاتُ: يصلون من الضحی: چاشت کے پہلے وقت میں نماز ادا کرتے۔ الاوابین: یہ اوہ سے ہے جس کا معنی رجوع کرنا ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ اور استغفار سے رجوع کرنے والے مراد ہیں۔ یعنی شدة الحر: جب گرمی ہو جاتی ہے۔  
 مصباح میں ہے کہ وجدت الفصال مضاء فاحترقت اخفافها یعنی میں نے اونٹ کے بچوں کو پایا کہ گرمی ان کے پاؤں کو جلاتی ہے۔ یہی نماز چاشت کا وقت ہے۔

فوائد: (۱) چاشت کی نماز سورج کے بلند ہونے سے زوال تک جائز ہے لیکن افضل یہ ہے کہ نماز سورج کے بلند ہونے اور گرمی کی حدت تیز ہو جانے کے وقت پڑھی جائے۔ اس کی حکمت یہ ہے کہ نماز کے لئے حرام وقت سے دوری ہو جائے۔



۲.۸: بَابُ الْحَثِّ عَلَى صَلَاةِ نَحِيَّةِ  
الْمَسْجِدِ وَكَرَاهَةِ الْجُلُوسِ قَبْلَ  
أَنْ يُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ فِي أَيِّ وَقْتٍ  
دَخَلَ وَسِوَاءُ صَلَّيَ رَكْعَتَيْنِ بَيْنَهُ  
التَّحِيَّةِ أَوْ صَلَاةِ فَرِيضَةٍ أَوْ سُنَّةٍ  
رَاتِبَةٍ أَوْ غَيْرِهَا!

باب: تحیۃ المسجد دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھنے کے  
بغیر بیٹھنا مکروہ قرار دیا گیا  
خواہ

اس نے تحیۃ کی نیت سے پڑھی ہوں  
یا

فرائض و سنن ادا کئے ہوں

۱۱۴۵: عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ :  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : "إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمْ  
الْمَسْجِدَ فَلَا يَجْلِسُ حَتَّى يُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ"  
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۴۵: حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی مسجد  
میں داخل ہو تو وہ نہ بیٹھے یہاں تک کہ دو رکعت نماز پڑھ  
لے۔“ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الصلاة' باب اذا دخل المسجد فاليركع ركعتين۔ و مسلم فی صلوۃ المسافرين'  
باب استحباب تحية المسجد۔

۱۱۴۶: وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ :  
أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ :  
"صَلِّ رَكْعَتَيْنِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۴۶: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم ﷺ  
کی خدمت میں آیا اس وقت آپ مسجد میں تشریف فرما تھے۔  
آپ ﷺ نے فرمایا: ”دو رکعتیں پڑھ لو۔“ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الصلاة' باب اذا دخل المسجد فليركع ركعتين

فوائد: (۱) نبی اکرم ﷺ نے تحیۃ المسجد کی دو رکعت ادا کرنے کا حکم دیا اور آپ کا یہ حکم اس نماز کے اختتام کی علامت ہے۔ یہ نماز  
مستحب ہے واجب نہیں۔ (۲) جو مسجد میں داخل ہو خواہ راہ گزر کے طور پر اس کو ان کا چھوڑنا مردہ ہے جو مسجد میں ہوتے ہوئے بیدار ہو۔  
وہ بھی داخل ہونے والے کی طرح ہے۔ (۳) جو آدمی مسجد میں داخل ہو اور اس سے کچھ رکعتیں نکل جائیں تو ان کے لئے فرض میں  
داخل ہونا تحیۃ المسجد کی طرف سے کافی ہے یا فوت شدہ فرض نماز کی ادائیگی بھی ان کو ساقط کر دیتی ہے۔ (۴) اگر کوئی جان بوجھ کر مسجد  
میں بیٹھ گیا خواہ بے وضو وضو کے لئے بیٹھا ہو اس سے بھی یہ ساقط ہو جائے گی۔

باب: وضو کے بعد

دو رکعتوں کا استحباب

۲.۹: بَابُ اسْتِحْبَابِ رَكْعَتَيْنِ  
بَعْدَ الْوُضُوءِ

۱۱۴۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

۱۱۴۷: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا: ”اے بلال! تم مجھے اپنا سب سے زیادہ اُمید والا عمل بتاؤ جو تم نے اسلام میں کیا؟ اس لئے کہ میں نے تمہارے جوتوں کی آواز اپنے آگے جنت میں سنی۔ انہوں نے عرض کیا۔ میں نے کوئی ایسا عمل جو میرے ہاں زیادہ اُمید والا ہو نہیں کیا کہ میں نے دن یا رات کسی گھڑی میں جب بھی وضو کیا تو میں نے اس وضو کی نماز ادا کی، جتنی نماز میرے مقدر میں تھی۔ (بخاری و مسلم)

یہ بخاری کے لفظ ہیں۔

الذَّف: جوتے کی آواز اور زمین پر اس کی حرکت اور اللہ خوب جانتا ہے۔

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لِبَلَالٍ : ”يَا بَلَالُ حَدِّثْنِي بِأَرْجَى عَمَلٍ عَمِلْتَهُ فِي الْإِسْلَامِ“ فَإِنِّي سَمِعْتُ ذَكَ نَعْلِكَ بَيْنَ يَدَيَّ فِي الْجَنَّةِ قَالَ: مَا عَمِلْتُ عَمَلًا أَرْجَى عِنْدِي مِنْ أَنِّي لَمْ أَتَطَهَّرْ طَهُورًا فِي سَاعَةٍ مِنْ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ إِلَّا صَلَّيْتُ بِذَلِكَ الطَّهُورِ مَا كُتِبَ لِي أَنْ أُصَلِّيَ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ، وَهَذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ۔

”الذَّف“ بِالْفَاءِ : صَوْتُ نَعْلِ وَحَرَكَتُهُ عَلَى الْأَرْضِ ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی التَّهَجُّدِ، باب فضل الوضوء باللیل و النہار و مسلم فی فضائل الصحابة، باب من فضائل بلال رضی اللہ عنہ۔

**اللُّغَاتُ:** بلال: یہ بلال حبشی مؤذن رسول اللہ ﷺ ہیں۔ یا رَجَى عمل: یعنی ایسا عمل جو حصول اجر میں زیادہ اُمید والا ہو۔ بین یدیه: اپنے سامنے۔ ثم رَطَهَا طَهُورًا: یہ وضو اور غسل تیمم جو مستحب ہو سب کو شامل ہے۔ مَا كُتِبَ لِي: جو میرے لئے میسر ہو۔

**فوائد:** (۱) دو رکعت یا اس سے زائد نماز کی فضیلت جو وضو غسل یا تیمم کے بعد ادا کئے جائیں اور اس پر بیشکی جنت میں بڑے اجر کا باعث ہے۔ (۲) جائز وقت میں اس نفلی عبادت کو زیادہ مقدار میں ادا کرنا اور شرع نے جو مقرر کر دیا۔ اس پر محدود نہ کرنا درست ہے۔ (۳) سنت وضو کی دو رکعتیں طویل فاصلہ ہو جانے سے ساقط ہو جاتی ہیں نووی کا قول کتاب زیادة الروضہ میں موجود ہے۔ وہ اس کا

باب: جمعہ کی فضیلت اور اس کا وجوب

اور اس کے لئے غسل کرنا اور خوشبو لگانا

اور جلد ہی جمعہ کے لئے جانا اور جمعہ کے دن دُعا

اور پیغمبر ﷺ پر درود اور قبولیت دُعا کی گھڑی

اور

نماز جمعہ کے بعد کثرت سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”جب نماز (جمعہ) پوری ہو جائے تو زمین

۲۱. :بَابُ فَضْلِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَ

وَجُوبِهَا وَالْإِغْتِسَالِ لَهَا وَالتَّطَيُّبِ

وَالْتَّكْبِيرِ إِلَيْهَا وَاللُّدْعَاءِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

وَالصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فِيهِ وَبَيَانِ

سَاعَةِ الْإِجَابَةِ وَاسْتِحْبَابِ اكْتِفَارِ

ذِكْرِ اللَّهِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى : ﴿ فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ

فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ ۖ وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿۱۰﴾  
میں پھیل جاؤ اور اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو بہت یاد کرو تا کہ تم کا میاب ہو جاؤ۔“ (الجمعة)

[الجمعة: ۱۰]

**حل الآيات:** قضيت الصلاة: مذکور نماز سے فارغ ہو جاؤ یعنی نماز جمعہ۔ فانتشروا فی الارض: اپنی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے منتشر ہو جاؤ۔ وابتغوا من فضل الله اللہ تعالیٰ کا رزق ڈھونڈو خریدو فروخت اور جائز ذرائع سے۔

۱۱۴۸: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ: فِيهِ خُلِقَ آدَمُ، وَفِيهِ أُدْخِلَ الْجَنَّةَ، وَفِيهِ أُخْرِجَ مِنْهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.  
۱۱۴۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سب سے بہتر دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے۔ وہ جمعہ کا دن ہے اسی میں آدم (علیہ السلام) پیدا کئے گئے اسی دن جنت میں داخل کئے گئے اور اسی دن اس میں سے نکالے گئے۔" (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی الجمعة، باب فضل يوم الجمعة۔

**فوائد:** (۱) تمام دنوں کے مقابلہ میں جمعہ کا دن سب سے افضل ہے کیونکہ اس میں بڑے بڑے عظیم کام پیش آئے۔ (۲) حضرت آدم علیہ السلام جو تمام انسانوں کی اصل ہیں وہ اس میں پیدا ہوئے۔ (۳) اکرام کے طور پر جنت میں اسی دن داخل کیا گیا۔ (۴) اسی طرح ان کو خلافت ارضی کے لئے زمیں میں جمعہ کے دن اتارا گیا۔ آپ کے اترنے کی وجہ سے ان کی اولاد ہوئی اور اس میں انبیاء علیہم السلام اور نیک لوگ ہوئے۔ (۵) اس دن میں نیک عمل پر آمادہ کیا گیا اور اپنے آپ کو ان اعمال کے لئے تیار کرنے کا حکم ہوا جن سے اللہ تعالیٰ کی رحمت حاصل ہوتی ہے اور اس کی ناراضگی دور کی جاتی ہے۔ اسی لئے اس دن میں قیامت آئے گی۔

۱۱۴۹: وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءِ ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ فَاسْتَمَعَ وَأَنْصَتَ، غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ وَزِيَادَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ وَمَنْ مَسَّ الْحَصَى فَقَدْ لَغَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.  
۱۱۴۹: حضرت ابو ہریرہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: "جس نے عمدہ وضو کیا، پھر جمعہ کے لئے آیا، پس غور سے (خطبہ) سنا اور خاموش رہا تو اس کے جو گناہ بچھلے جمعہ اور اس جمعہ کے درمیان ہوئے وہ بخش دیئے جاتے ہیں اور تین دن زائد کے بھی اور جس نے کنکریوں کو چھوا (خطبہ کے وقت) پس اس نے لغو کام کیا۔" (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی الجمعة، باب فضل من استمع وانصت فی الخطبة

**اللتخات:** احسن الوضوء: وضو کے آداب و سنن کو بجالایا اور اعضاء کو پورے طور پر دھویا۔ فاستمع و انصت: خطبے کی طرف کان لگایا اور خاموش رہا۔ غفر له: چھوئے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ زیادتہ: زائد تین دن بھی اس لئے کہ نیکی کا بدلہ دس گناہ ہے۔ مس الحصى: کنکریوں سے کھیلا۔ لغی: اس نے قابلِ مذمت فعل کیا۔ یہ لفظ لغو ہے۔ ہر باطل کلام کو کہتے ہیں اور ایسی چیز جس میں کوئی فائدہ نہ ہو۔

**فوائد:** (۱) جمعہ کی فضیلت اور یہ کہ اس سے چھوٹے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ (۲) گھر میں وضو کر کے پھر نماز کے لئے آئے یہ مستحب ہے۔ (۳) وعظ و نصیحت کو سمجھنا خاموش رہنا اور عبادت کی طرف قلب و اعضاء دونوں سے متوجہ ہونا چاہئے۔ (۴) خطبہ کے دوران عیث و لغو کلام اور ہر ایسی چیز جو ذہن و دل کو متوجہ کر دے اس سے بچنا چاہئے۔

۱۱۵۰ : وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ :  
 "الصلوات الخمس والجمعة إلى الجمعة  
 ورمضان إلى رمضان مكفرات ما بينهن  
 إذا اجتنب الكبائر" رواه مسلم.

۱۱۵۰: حضرت ابو ہریرہؓ سے ہی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”پانچوں نمازیں اور جمعہ اگلے جمعہ تک اور رمضان اگلے رمضان تک ان گناہوں کو جو ان کے درمیان پیش آتے ہیں۔ ان کو بخشے والے ہیں بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے پرہیز کیا جائے۔“ (مسلم)

**تخریج:** رواه مسلم في الطهارة باب الصلوات الخمس والجمعة الى الجمعة

**اللتخات:** الصلوات الخمس: فرض نمازیں۔ الجمعة: نماز جمعہ رمضان روزہ رمضان۔ فکفرات: گناہوں کی بخشش اور مٹانے کا سبب۔ ما بین هن: ان نمازوں کے دوران وقت میں جو گناہ ہوتے ہیں۔ اجتنب الكبائر: وہ کبیرہ گناہ چھوڑے۔ یہ کبیرہ کی جمع ہے ہر اس گناہ کو کہتے ہیں جسے عذاب کی وعید ہو یا سخت انداز سے روکا گیا ہو۔

**فوائد:** (۱) فرض نمازوں نماز جمعہ روزہ رمضان کی فضیلت ذکر کی گئی جو ان کو لازم پکڑے گا اللہ تعالیٰ گناہوں سے اس کی حفاظت فرمائیں گے جو لغزشیں اس سے ہو چکیں وہ بخش دی جائیں گی۔ (۲) وہ گناہ جو اعمال صالحہ سے بخشے جاتے ہیں وہ صغیرہ ہیں۔ کبیرہ کے لئے توبہ ضروری ہے۔ اس موضوع پر پہلے لکھا جا چکا۔

۱۱۵۱ : وَعَنْهُ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُمَا سَمِعَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ عَلَى أَعْوَادٍ مِنْبِرِهِ : "لَيَنْهَيْنَّ أَقْوَامٌ عَلَى وَدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ أَوْ لَيَحْتَمَنَ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ ثُمَّ لَيَكُونَنَّ مِنَ الْغَافِلِينَ" رواه مسلم.

۱۱۵۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان دونوں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر یہ فرماتے سنا: ”کچھ لوگ جو جمعہ چھوڑتے ہیں وہ اپنے جمعہ چھوڑنے میں باز آجائیں ورنہ اللہ ان کے دلوں پر مہر کر دیں گے پھر وہ ضرور غافلوں میں شمار ہوں گے۔“ (مسلم)

**تخریج:** رواه مسلم في ابواب الجمعة باب تغليظ في ترك الجمعة

**اللتخات:** و هو على المنابر منبره: وہ منبر پر خطبہ دے رہے تھے۔ ظاہر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ منبر پر جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے۔ اعداد: عود اس سے میز کی لکڑیاں مراد ہیں۔ اقوام: جمع قوم مراد اس سے منافق ہیں۔ وادعهم: چھوڑنا۔ لیحتمن: ضرور مہر لگا دے گا۔ والمغنی: مطلب یہ ہے کہ ان پر ہمیشہ کفر کا حکم لگ جائے گا۔ الغافلین اللہ تعالیٰ کی یاد سے غفلت اختیار کرنے والے۔

**فوائد:** (۱) نماز جمعہ کو چھوڑنے پر سخت ڈرایا گیا۔ اس کو نفاق کی علامت اور ہلاکت میں وارد ہونے کا سبب قرار دیا۔

۱۱۵۲ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : "إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ

۱۱۵۲: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی جمعہ کے لئے آئے

الْجُمُعَةُ فَلْيَغْتَسِلْ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
تو چاہئے کہ وہ غسل کرے۔“ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الجمعة، باب فضل الغسل يوم الجمعة والاذان و الشهادات و مسلم فی اول کتاب الجمعة۔

اللَّغَاتُ: جاء: حاضر ہونا چاہا۔ فليغتسل: جنابت میں جو غسل لازم کیا گیا وہ غسل کرے۔

۱۱۵۳: وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "غُسْلُ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
۱۱۵۳: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جمعہ کا غسل ہر بالغ پر واجب ہے۔"

(بخاری و مسلم)

الْمُرَادُ بِالْمُحْتَلِمِ: الْبَالِغُ وَالْمُرَادُ بِالْوُجُوبِ: وَجُوبُ اخْتِيَارٍ كَقَوْلِ الرَّجُلِ لِمُصَاحِبِهِ خُفَّكَ وَاجِبٌ عَلَى، وَاللَّهُ أَعْلَمُ۔  
بِالْمُحْتَلِمِ سے مراد بالغ ہے اور بِالْوُجُوبِ سے مراد اختیار ہے جیسے کوئی آدمی اپنے دوست کو کہے تیرا حق مجھ پر لازم ہے۔

تخریج: رواہ البخاری فی الجمعة، باب هل على من لم يشهد الجمعة الغسل من النساء و الصبيان۔ والاذان و الشهادات و مسلم فی الجمعة، باب وجوب الغسل يوم الجمعة على كل بالغ من الرجال۔

اللَّغَاتُ: واجب: ضروری ہے۔ محتلم: جو قریب البلوغ ہو جائے خواہ مذکر ہو یا مؤن۔

۱۱۵۴: وَعَنْ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ تَوَضَّأَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَبِهَا وَنِعْمَتْ وَمَنْ اغْتَسَلَ فَالْغُسْلُ أَفْضَلُ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔  
۱۱۵۴: حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے جمعہ کے دن وضو کیا، اچھا اور خوب کیا اور جس نے غسل کیا، تو غسل بہت فضیلت والا ہے۔" (ابوداؤد ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ ابوداؤد فی الطهارة، باب فی الغسل يوم الجمعة و الترمذی فی ابواب الصلوة، باب ما جاء فی الوضو يوم الجمعة۔

اللَّغَاتُ: فيها و نعمت: رخصت کو اختیار کرنا چاہئے اور وضو کی یہ رخصت بہت خوب ہے۔

فوائد: (۱) جمعہ کے دن غسل سنت مؤکدہ، جمہور علماء رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔ دوسروں نے کہا کہ واجب ہے۔ انہوں نے پہلی حدیث کو دلیل بنایا کہ اس میں واجب کا لفظ آ رہا ہے مگر جمہور نے دوسری روایت کو اور انہوں نے کہا امر سے مراد استحباب ہے اور واجب سے اس کی تاکید مقصود ہے اور اس کی دلیل آپ کا یہ قول کہ جس نے وضو پر اکتفاء کیا اس نے بھی اچھا کیا اگر غسل واجب ہوتا تو ترک غسل پر تعریف نہ کی جاتی۔ ارشاد نبی اکرم ﷺ فالغسل افضل کہ غسل افضل ہے۔ یہ بھی زوب اور زائد فضیلت پر دلالت



کرتا ہے۔ (۲) یہ ان کے لئے سنت مؤکدہ ہے جن کو جمعہ میں حاضری ضروری ہے جن کے لئے جمعہ کی حاضری واجب نہیں ان کے لئے غسل سنت نہیں۔ البتہ اگر وہ حاضری جمعہ کا ارادہ کریں تو پھر اس کے لئے بھی سنت ہے۔ اس کا وقت طلوع فجر سے شروع ہوتا ہے اور نماز کا وقت ہونے پر ختم ہو جاتا ہے البتہ جمعہ کی نماز کے قریب غسل کرنا افضل ہے۔

۱۱۵۵: وَعَنْ سَلْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَا يَغْتَسِلُ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَيَتَطَهَّرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ طَهْرٍ، وَيَذِينُ مِنْ ذَهَبِهِ، أَوْ يَمَسُّ مِنْ طِيبٍ بَيْنَهُ، ثُمَّ يَخْرُجُ فَلَا يَفْرُقُ بَيْنَ اثْنَيْنِ، ثُمَّ يُصَلِّي مَا كُتِبَ لَهُ، ثُمَّ يَنْصِتُ إِذَا تَكَلَّمَ الْإِمَامُ، إِلَّا غَفَرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۱۱۵۵: حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو آدمی جمعہ کے دن غسل کرتا ہے اور جس حد تک ہو سکتا ہے پاکیزگی اختیار کرتا ہے اور اپنے تیل کو لگاتا ہے اور اپنے گھر کی خوشبو استعمال کرتا ہے۔ پھر نکلتا ہے اور دو کے درمیان جدائی نہیں کرتا، پھر جو فرض نماز ہے وہ ادا کرتا ہے۔ وہ خاموش رہتا ہے۔ پھر اس جمعہ اور اگلے جمعہ کے درمیان ہونے والے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔"

(بخاری)

**تخریج:** رواہ البخاری فی الجمعة، باب الدھن للجمعة، باب لا یفرق بین اثین یوم الجمعة

**اللتخات:** ما استطاع من طهر: غسل یا وضو سے جس قدر ہو سکے طہارت حاصل کرے۔ دھنہ: خوشبو لگائی۔ طیب بینه: اس کے گھروالوں کا عطر وغیرہ۔ لا یفرق: وہ گردنوں کو پھلانگ کر نہیں جاتا۔ یہ جمعہ کی طرف جلد جانے اور کسی کو ایذا نہ دینے سے کنایہ ہے۔ ما کتب له: جو اس کے لئے مقدر یا اس پر فرض ہے۔ تکلم الامام: خطبہ دیا۔

**فوائد:** (۱) نماز جمعہ کے لئے طہارت و نظافت میں مبالغہ مستحب ہے (۲) اسی طرح عمدہ پاکیزہ مہک کا ہونا بھی مستحب ہے تاکہ وہ بدبو جو زیادہ لوگوں کے جمع ہونے سے اٹھتی ہے اس سے حفاظت رہے۔ یہ اسلام کے آداب اور خوبیوں میں سے ہے۔ (۳) جمعہ کی طرف جلدی جانے پر آمادہ کیا گیا۔ کسی کو ذرہ بھر ایذا دینے سے منع کیا گیا۔ (۴) مسجد میں نماز جمعہ سے پہلے نفل پڑھنے جائز ہیں۔ (۵) خطبہ جمعہ کو خاموشی سے سنا جائے۔

۱۱۵۶: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "مَنْ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ غُسْلَ الْجَنَابَةِ ثُمَّ رَاحَ فَكَانَ ثَمًّا قَرَّبَ بَدَنَةً، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّانِيَةِ فَكَانَ ثَمًّا قَرَّبَ بَقَرَةً، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّالِثَةِ فَكَانَ ثَمًّا قَرَّبَ كَبْشًا أَقْرَنَ، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الرَّابِعَةِ فَكَانَ ثَمًّا قَرَّبَ دَجَاجَةً، وَمَنْ

۱۱۵۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے جمعہ کے دن غسل جنابت کیا پھر جمعہ کی طرف گیا تو گویا اس نے ایک اونٹ قربان کیا اور جو دوسری گھڑی میں گیا پس گویا اس نے ایک گائے قربان کی۔ جو تیسری گھڑی میں گیا تو گویا اس نے ایک دنبہ سینگوں والا قربان کیا اور جو چوتھی گھڑی میں گیا تو گویا اس نے مرغی بطور قرب دی اور جو پانچویں گھڑی میں گیا تو گویا اس

رَاحَ فِي السَّاعَةِ الْخَامِسَةِ فَكَانَ مَا قَرَّبَ  
بَيْضَةً، فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ حَضَرَتِ الْمَلَائِكَةُ  
يَسْتَمِعُونَ الذِّكْرَ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
نے انڈا بطور قرب کے دیا۔ جب امام خطبہ کے لئے (حجرے سے) نکل آتا ہے تو (مسجد میں) حاضر ہو کر خطبہ کی طرف کان لگاتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

قَوْلُهُ "غُسْلُ الْجَنَابَةِ" أَيُ غُسْلًا كَغُسْلِ  
الْجَنَابَةِ فِي الصِّفَةِ۔  
غُسْلُ الْجَنَابَةِ: ایسا غسل کیا جو غسل جنابت کی طرح عمدہ اور صفائی والا ہو۔

**تخریج:** أخرجه البخاری فی الجمعة، باب فقل الجمعة و مسلم فی الجمعة، باب الطیب و اسوالک يوم الجمعة  
**الذِّكْرَاتُ:** راح: گیا۔ قرب اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے صدقہ کیا۔ بدنة: ایک اونٹ خواہ مذکر ہو یا مونث۔ کبشا: دنبہ: اقرون: سینگوں والا یہ صفات اس لئے بیان کیں کہ ایسی صفات والا جانور خوبصورت نظر آتا ہے۔ خروج الامام: خطیب منبر پر بیٹھے حضرت الملائکہ: اس سے مراد وہ فرشتے جو جمعہ کے لئے جلدی آنے والوں کے نام درج کرتے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ خطبہ کے وقت لکھنا ترک کر دیتے ہیں۔ الذکر نصیحت۔

**فوائد:** نماز جمعہ کے لئے جلدی جانے کی فضیلت ذکر کی گئی اور اس پر آمادہ کیا گیا ہے جو آدمی جتنا زیادہ جلدی جاتا ہے اس کا ثواب اتنا ہی بڑھ جاتا ہے اور جلدی کا یہ حکم نماز جمعہ کے ثواب سے زائد ہے اور یہ ثواب خطیب کے منبر پر چڑھ جانے تک رہتا ہے۔ (۲) جمعہ میں بے شمار فوائد اور اسرار ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ ملائکہ جن کے ساتھ سیکھنا لازم اور رحمت ان کی موافقت کرنے والی ہے۔ وہ جمعہ میں حاضر ہوتے ہیں۔ (۳) جمعہ کے غسل کا ثواب اس وقت حاصل ہوتا ہے۔ جبکہ وہ غسل جنابت کی طرح تمام جسم کو شامل ہو اور قربت الہی کی خاطر کیا جائے۔ اگر اس نے جنابت کا غسل کیا اور رفع حدیث کی نیت کے ساتھ غسل جمعہ کا ثواب سے مل گیا اور اس نے سنت کو بھی پورا کر دیا۔

۱۱۵۷: رَعْنَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ذَكَرَ يَوْمَ  
الْجُمُعَةِ فَقَالَ: "فِيهَا سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ  
مُسْلِمٌ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّيُ يَسْأَلُ اللَّهَ شَيْئًا إِلَّا  
أَعْطَاهُ إِيَّاهُ" وَأَشَارَ بِيَدِهِ يَقْلِلُهَا، مُتَّفَقٌ  
عَلَيْهِ۔  
۱۱۵۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کا تذکرہ فرمایا: "اس میں ایک گھڑی ایسی ہے جو مسلمان بندہ اسی گھڑی کو پالے اس حال میں کہ نماز پڑھ رہا ہو اور اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگ رہا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو وہ عنایت فرما دیتے ہیں اور آپ نے اس کے قلیل ہونے کا اشارہ فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** أخرجه البخاری فی الجمعة، باب اساعة امتی فی يوم الجمعة و الادعوات و مسلم فی الجمعة، باب فی الساعۃ امتی فی يوم الجمعة

**الذِّكْرَاتُ:** ذکر يوم الجمعة: آپ نے جمعہ کے فضائل و محاسن بیان فرمائے۔ یوافقها: پالینا آنا سانا کرنا۔ یصلی: نماز پڑھنا اس میں غالب حالت کو بیان کیا۔ قبولیت اس کو حاصل ہو جاتی ہے خواہ نماز کے علاوہ اور کسی کار خیر میں مصروف ہو۔ شیناً: حلال اور خیر کی کوئی چیز۔ یقللها: وضاحت فرما رہے تھے کہ وہ تھوڑا وقت اور معمولی گھڑی ہے۔

**فوائد:** (۱) اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل و کرم سے جمعہ کے دن کی ایک گھڑی کو خاص کیا اور وہ خفیف سی گھڑی ہے۔ (۲) اس عادت خوب کرنی چاہئے اور اس دن میں اللہ تعالیٰ سے خوب گڑگڑانا چاہئے شاید وہ اس گھڑی کو پالے۔

۱۱۵۸: وَعَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَسَمِعْتُ أَبَاكَ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي شَأْنِ سَاعَةِ الْجُمُعَةِ؟ قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: هِيَ مَا بَيْنَ أَنْ يَجْلِسَ الْإِمَامُ إِلَى أَنْ تُقْضَى الصَّلَاةُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۱۵۸: حضرت ابو بردہ بن ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مجھے کہا کہ کیا تم نے اپنے والد سے جمعہ کی گھڑی کے متعلق کوئی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے سنا؟ میں نے جواباً کہا جی ہاں۔ میں نے ان سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ وہ گھڑی امام کے منبر پر بیٹھنے اور نماز کے مکمل ہونے کے درمیان ہے۔ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الجمعة، باب فی الساعة التي فی يوم الجمعة

**الغنائم:** شان: حالت یا وقت۔ ساعة الجمعة: قبولیت کی گھڑی۔ یحبس الامام علی المنبر: امام منبر پر بیٹھے۔ لقضی: ختم ہونا۔ پورا ہونا۔

**فوائد:** (۱) قبولیت کی گھڑی خطبہ اور نماز کے درمیان ہے یہ اس وقت کے متعلق صحیح ترین قول ہے۔ اس لئے اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ اس سے مناسب یہ ہے کہ اس وقت کے دوران پورے حضور قلب اور اخلاص سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو۔

۱۱۵۹: وَعَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَاتَّكِرُوا عَلَى مِنَ الصَّلَاةِ فِيهِ، فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

۱۱۵۹: حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تمہارے دنوں میں سے سب سے زیادہ افضل دن جمعہ کا ہے۔ اس میں مجھ پر زیادہ دور بھیجا کرو۔ پس بے شک تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ ابو داؤد نے صحیح سند سے بیان کیا۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی الطهارة، باب فی الغشی يوم الجمعة۔

**فوائد:** آپ ﷺ پر درود بھیجنے میں کثرت کا حکم دیا تاکہ اس کا اجر و ثواب جمعہ کے دن میں اکثر و افضل ہے کیونکہ اعمال صالحہ زمانے اور مکان کی شرافت سے مشرف ہو جاتے ہیں۔ (۲) امت کے اعمال آپ کی تکریم اور امت کی تشریف کے لئے آپ پیش ہوتے ہیں تاکہ ان کے لئے استغفار فرمائیں اور مزید رحمت طلب فرمائیں۔ (۳) درود شریف سب سے افضل درود ابراہیمی ہیں۔ اس لئے کہ ان الفاظ کا اپنے صحابہ کرام کو حکم دیا اور اس کی تعلیم دی۔

## باب: ظاہری نعمت کے ملنے

یا

ظاہری تکلیف کے ازالہ پر سجدہ شکر کا استحباب

۱۱۶۰: حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ کے ساتھ مکہ سے مدینہ جانے کے لئے نکلے۔ پس جب ہم مقام غزوہ راء کے قریب پہنچے تو آپؐ سواری سے اترے۔ پھر اپنے ہاتھ مبارک اٹھا کر اللہ تعالیٰ سے کچھ دیر دعا کی۔ پھر سجدے میں پڑ گئے۔ پس کافی دیر سجدہ کیا۔ پھر قیام کیا اور اپنے ہاتھوں کو کچھ دیر کے لئے اٹھایا، پھر سجدہ ریز ہوئے۔ یہ تین مرتبہ کیا اور فرمایا: ”میں نے اپنے رب سے سوال کیا اور اپنی امت کے لئے شفاعت کی تو اللہ تعالیٰ نے میری شفاعت قبول فرمائی اور میری امت کا تیسرا حصہ مجھے دے دیا۔ میں نے سجدہ شکر ادا کیا۔ پھر میں نے سراٹھایا اور اپنی امت کے لئے سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے امت کے تیسرے حصے کے متعلق میری شفاعت قبول فرمائی۔ پس میں نے سجدہ شکر ادا کیا۔ پھر میں نے سراٹھایا اور اپنی امت کے متعلق سوال کیا تو اللہ نے مجھے میری امت کا بقیہ ثلث بھی دے دیا پس میں نے اپنے رب کی بارگاہ میں سجدہ کیا (ابوداؤد)

۲۱۱: بَابُ اسْتِحْبَابِ سُجُودِ الشَّجَرِ عِنْدَ حُصُولِ نِعْمَةٍ ظَاهِرَةٍ أَوْ انْدِفَاعِ بَلِيَّةٍ ظَاهِرَةٍ

۱۱۶۰: عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ مَكَّةَ نُرِيدُ الْمَدِينَةَ، فَلَمَّا كُنَّا قَرِيبًا مِنْ غَزْوَرَاءِ نَزَلَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ فَدَعَا اللَّهَ سَاعَةً ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا فَمَكَثَ طَوِيلًا، ثُمَّ قَامَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ سَاعَةً ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا - فَعَلَهُ ثَلَاثًا - وَقَالَ: ”إِنِّي سَأَلْتُ رَبِّي وَشَفَعْتُ لِأُمَّتِي فَأَعْطَانِي ثُلُثَ أُمَّتِي فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِرَبِّي شُكْرًا ثُمَّ رَفَعْتُ رَأْسِي فَسَأَلْتُ رَبِّي لِأُمَّتِي فَأَعْطَانِي ثُلُثَ أُمَّتِي فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِرَبِّي شُكْرًا ثُمَّ رَفَعْتُ رَأْسِي فَسَأَلْتُ رَبِّي لِأُمَّتِي فَأَعْطَانِي الثُّلُثَ الْآخَرَ فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِرَبِّي“ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الجہاد، باب سجود الشکر

اللَّحْنَانِ: غزوراء: مکہ کے قریب ایک مقام کا نام ہے۔ نزل: چلنے سے رک گئے اور اپنی اونٹنی سے اترے۔ ساعة: زمانے کا کچھ حصہ۔ فخر: ساجد سجدے کے ارادہ سے خوشی کے ساتھ نیچے جھکے۔ مکث: سجدہ کچھ دیر کے۔ شفاعۃ لامتی: میں نے اپنی امت کے لئے شفاعت کی کہ وہ جنت میں داخل ہوں۔ شفاعت قرب تلاش کرنے کو کہتے ہیں۔

فوائد: (۱) سجدہ شکر مستحب ہے جب کہ کوئی نعمت خود کو یا دوسرے کو حاصل ہو۔ (۲) جب کوئی مصیبت ٹل جائے یا کسی دوسرے سے دور ہو یہ ایک سجدہ جو طویل ہونا چاہئے۔ (۳) اس سجدہ کے ارکان نیت، تکبیر، تکبیر تحریمہ، سجدہ اور سلام ہیں یہ شوافع کے نزدیک ہے اور احناف کے ہاں یہ سجدہ دو تکبیروں کے درمیان ہے اور نماز سے باہر اس کو ادا کریں گے۔ نماز کے اندر یہ جائز نہیں۔ بلکہ جان بوجھ کر اس کو نماز میں کرنے سے نماز فاسد ہو جائے گی۔ (۴) جب بھی نعمت جدیدہ میسر ہو اس سجدہ کو بار بار کرے۔ یا جب مصیبت ہو تو بار بار کرے۔ جس طرح کہ دعا کے لئے کھڑا ہونا اور دعا کے دوران ہاتھوں کا آسمان کی طرف اٹھانا مستحب ہے۔ (۵) آپ اپنی امت کا کس قدر اہتمام فرماتے تھے اور شفقت برتتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان کس قدر آپ اور آپ کی امت پر تھا۔

## ۲۱۲: بَابُ فَضْلِ قِيَامِ اللَّيْلِ!

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ عَسَى أَنْ يَبْعَثَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا﴾

[الاسراء: ۷۹] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿تَتَجَافَى

جُنُوبَهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ﴾ [السجدة: ۱۶]

وَقَالَ تَعَالَى: ﴿كَانُوا قَلِيلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا

يَهْجَعُونَ﴾ [الذاریات: ۱۷]

## باب: قیام اللیل کی فضیلت

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”اور رات کو تہجد ادا کر دینا زیادہ ہے آپ کے لئے۔ امید ہے کہ آپ کا رب آپ کو مقام محمود پر کھڑا کرے گا۔“ (الاسراء)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”ان کے پہلو خواب گاہوں سے الگ رہتے ہیں۔“ (السجدہ)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”وہ رات میں تھوڑا آرام کرتے ہیں۔“

حَلُّ الْآيَاتِ: (۱) فتنہجد بہ: قرآن کے ساتھ قیام کرو۔ تہجد کا معنی نیند کو چھوڑنا ہے۔ نافلہ: غیر واجب کے ثواب میں اضافہ کرنے والی اور درجات کو بلند کرنے والی ہے۔ بعض نے کہا یہ زائد فرض ہے۔ آپ پر فرض ہے مگر امت پر نہیں۔ تنجافی: اٹھ جاتی اور دور ہو جاتی ہے۔ المضاجع: جمع مضجع خواب گاہ مراد اس سے رات کو نماز پڑھتے اور قیام کرتے ہیں۔ آیت کا تہ یہ ہے یدعون ربهم خوفا وطمعا واما رزقناهم ينفقون۔ خوفا: یعنی اس کے عذاب سے ڈر کر اور اس کے ثواب کا طمع کرتے ہوئے۔ يهجعون: وہ سوتے ہیں یہ لفظ الہجوع سے ہے اور وہ نیند کو کہتے ہیں۔ آیت میں نیکی کرنے والے متقین کی تعریف کی گئی۔

۱۱۶۱: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو قیام فرماتے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک پھٹ جاتے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ایسا کیوں کرتے ہیں جبکہ آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے گئے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں؟“ (بخاری و مسلم) حضرت مغیرہ سے بھی اسی طرح کی روایت ہے۔

۱۱۶۱: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُومُ مِنَ اللَّيْلِ حَتَّى تَتَفَطَّرَ قَدَمَاهُ، فَقُلْتُ لَهُ: لِمَ تَصْنَعُ هَذَا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَقَدْ غُفِرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ؟ قَالَ: أَقَلَّا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَعَنِ الْمُغِيرَةِ نَحْوَهُ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

تخریج: فی باب المجاہدہ رقم ۹۸/۵ ملاحظہ فرمائیں۔

اللُّغَاتُ: یقوم: وہ نماز پڑھتا ہے۔ من اللیل: رات کے کسی حصہ میں۔ تتفطراً: پھٹ جاتے۔ یہ آپ کے کثرت قیام کی طرف اشارہ ہے اور عبادت کی عادت مبارکہ کو ظاہر کرتا ہے۔ اس میں آپ سے آپ کے اس فعل کی حکمت دریافت کی گئی ہے۔ شکوراً: یہ شکر کا مبالغہ ہے اور شکر اعترافِ نعمت کو کہتے ہیں اور نعمت کے حق کی ادائیگی میں پوری محنت صرف کرنا۔

ہوائند: (۱) رات کے وقت کثرت قیام کی طرف ترغیب دلائی گئی اور عبادت کی عادت اس طرح ڈالنی چاہئے جیسے آپ کی نماز تھی۔ (۲) رات کا قیام اللہ تعالیٰ کے شکر یہ کی عمدہ دلیل ہے کیونکہ اس میں نفس کا مجاہدہ ہے۔ نفس کو اس کی ناپسندیدہ چیز پر آمادہ کرنا اور جس سے اس کو لذت ملتی ہے اس کے چھوڑنے پر آمادہ کرنا چاہئے۔



۱۱۶۲: وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ طَرَفَهُ وَفَاطِمَةَ لَيْلًا فَقَالَ: "أَلَا تُصَلِّيَانِ؟" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ میرے اور فاطمہ کے پاس رات کو تشریف لائے اور فرمایا: کیا تم دونوں تہجد نہیں پڑھتے؟ (بخاری و مسلم)  
"طَرَفَهُ": آتاہ لیلًا۔  
طَرَفَهُ: رات کو آنا۔

**تخریج:** أخرجه البخاری فی التہجد، باب تحریض النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی قیام اللیل و النوافل من غیر إيجاب و الاعتصام والتوحید والتفسیر و مسلم فی المسافرین، باب ماروی فیمن نام اللیل اجمع حتی اصبح اللّٰحَاقَاتِ: الا یہ حرف عرض کے لئے ہے۔ تصلیان: قیام لیل کرتے ہو۔  
**فوائد:** (۱) قیام لیل کے لئے دوسرے کو جگانا اور اس میں جو فضیلت ملتی ہے اس پر متنبہ کیا گیا ہے۔

۱۱۶۳: وَعَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللَّهِ لَوْ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ" قَالَ سَالِمٌ: فَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بَعْدَ ذَلِكَ لَا يَنَامُ مِنَ اللَّيْلِ إِلَّا قَلِيلًا - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
حضرت سالم بن عبد اللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "عبد اللہ بہت خوب آدمی ہیں" کاش کہ وہ رات کو نماز بھی پڑھتا ہوتا۔" سالم کہتے ہیں کہ اس کے بعد عبد اللہ رات کو بہت کم سوتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** أخرجه البخاری فی فضائل الصحابة، باب مناقب عبد الله بن عمر و مسلم فی کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل عبد الله بن عمر رضی اللہ عنہما۔

**اللّٰحَاقَاتِ:** قال: آپ نے حضرت حصہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا جب انہوں نے اپنے بھائی عبد اللہ بن عمر کا خواب آپ کی خدمت میں ذکر کیا۔ لو کہان یصلی: میری تمنا یہ ہے کہ وہ رات کا قیام کرے تاکہ اس کا مرتبہ اور بڑھ جائے یہاں لو شرطیہ نہیں ہے۔  
**فوائد:** (۱) قیام لیل کی فضیلت مزید ذکر فرمائی۔ اس پر آمادہ کیا گیا اور بتلایا کہ یہ کمال کے مراتب میں سے ہے۔ (۲) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مراتب کمال کی طرف کس قدر جلد سبقت کرنے والے تھے۔ (۳) عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت ذکر کی گئی۔ (۴) جس کے متعلق خود ستائی میں مبتلا ہونے کا خطرہ نہ ہو اس کی تعریف کرنا جائز ہے۔ اپنے متعلق اور دوسرے کے متعلق خیر و فلاح کی تمنا کرنا اور اس پر آمادہ کرنا چاہئے۔

۱۱۶۴: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو ابْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "يَا عَبْدَ اللَّهِ لَا تَكُنْ مِثْلَ فُلَانٍ!"  
حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے عبد اللہ تو فلاں کی طرح نہ بن وہ رات کو قیام کرتا تھا۔ پھر اس نے رات کا قیام

كَانَ يَقُومُ اللَّيْلَ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی التہجد، باب ما یکرہ من ترک قیام اللیل و باب من نام عند السحر، و فی الصوم و مسلم فی الصیام، باب النہی عن صیام الدھر۔

**اللَّغَائِلُ:** يقوم اللیل برات کے کسی حصہ میں تہجد پڑھتا ہے۔ فلان ذات سے کنایہ ہے اور پوشیدہ رکھنے کے لئے مبہم رکھا گیا۔  
**فَوَافِدُ:** (۱) قیام لیل پر مواظبت مستحب ہے۔ اعمال صالحہ پر مداومت کرنی چاہئے۔ جن اعمال خیر کی عادت ہو ان کو منقطع کرنے سے نفرت دلائی گئی۔ (۲) تھوڑی مقدار میں دوائی عمل کبھی کبھار کئے جانے والے زیادہ عمل سے بہتر ہے۔ (۳) محنت و کوشش کرنے والوں کی اقتداء اختیار کرنی چاہئے اور کوتاہی والوں کے پیچھے نہ لگنا چاہئے۔

۱۱۶۵: وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ذَكَرَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ رَجُلٌ نَامَ لَيْلَةً حَتَّى أَصْبَحَ، قَالَ: "ذَاكَ رَجُلٌ بَالَ الشَّيْطَانُ فِي أُذُنِهِ - أَوْ قَالَ أُذُنِهِ - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
۱۱۶۵: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی کا ذکر ہوا جو رات سے صبح تک سوتا رہا۔ آپؐ نے فرمایا: ”وہ ایسا آدمی ہے کہ شیطان نے جس کے کانوں میں یا کان میں پیشاپ کر دیا ہے۔“ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** أخرجه البخاری فی التہجد، باب اذا قام و لم یصل بال الشیطان فی اذنه و بدء الخلق، باب صفة ابلیس و جنوده و مسلم فی صلاة المسافرين، باب ما روی فیمن نام اللیل أجمع حتی أصبح  
**اللَّغَائِلُ:** اصبح: فجر طلوع ہوتی۔ بال الشیطان: شیطان پیشاپ کر دیتا ہے۔ بعض نے اس کو حقیقت پر محمول کیا جبکہ دوسروں نے اس کو تسلط شیطان سے کنایہ قرار دیا اور پھر ایسی جگہ میں قابو پالینا جب کہ وہ قضاء حاجت میں مشغول ہو یہ انتہائی توہین و تذلیل پر دلالت کرتا ہے۔ اور کالفظ یہ راوی پر شک ہے۔

**فَوَافِدُ:** (۱) رات کا قیام ترک کرنا مکروہ ہے اور یہ شیطانی حرکت ہے۔ (۲) اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سستی اس وقت ہوتی ہے جبکہ اللہ کا دشمن شیطان انسان کے خواہش و نفس پر اس قدر غلبہ و تسلط حاصل کر لیتا ہے کہ واجبات تک کی ادائیگی میں حائل ہو جاتا ہے۔

۱۱۶۶: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "يُعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلَى قَافِيَةِ رَأْسِ أَحَدِكُمْ إِذَا هُوَ نَامَ ثَلَاثَ عُقَدٍ - يَضْرِبُ عَلَى كُلِّ عُقْدَةٍ: عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيلٌ فَارْقُدْ، فَإِنْ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللَّهَ تَعَالَى انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَإِنْ تَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ،  
۱۱۶۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”شیطان تم میں سے ہر ایک کی گدی پر سونے کے وقت تین گرہیں لگاتا ہے اور ہر ایک گردہ پر یہ دم پڑھتا ہے عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيلٌ فَارْقُدْ اگر اس نے بیدار ہو کر اللہ کو یاد کر لیا تو ایک گرہ کھل جاتی ہے اور اگر اس نے وضو کر لیا تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے اور اگر اس نے نماز پڑھ لی تو اس کی تمام گرہیں کھل جاتی ہے اور

فَإِنْ صَلَّى انْحَلَّتْ عُقْدَةُ كُلِّهَا فَاصْبَحَ نَشِيطًا  
وَهُوَ خَوْشٌ بِأَشْوَاقِ نَفْسِهِ كَيْزُهُ نَفْسُكَ كَيْزُهُ نَفْسُكَ كَيْزُهُ نَفْسُكَ  
طَيِّبَ النَّفْسِ ، وَلَا أَصْبَحَ خَبِيثَ النَّفْسِ  
اور سستی کے ساتھ ہوتی ہے۔ (بخاری و مسلم)

”قَافِيَةُ الرَّأْسِ“ : اخره۔  
”قَافِيَةُ الرَّأْسِ“ : سر کا پچھلا حصہ یعنی گدی۔

**تخریج:** اخرجه البخاری فی التہجد، باب عقد الشیطان علی قافیة الرأس، و بدء الخلق و مسلم فی صلاة  
المسافرین، باب ماروی فیمن نام اللیل اجمع

**اللَّغَاتُ:** یعقد: یہ عقد سے ہے پختہ باندھنے کو کہتے ہیں۔ بعض نے کہا یہاں حقیقت مراد ہے اور اس صورت میں یہ عقد سحر کی قسم  
سے ہے جو کہ مسحور پر اثر انداز ہو کر اس کو قیام لیل سے روک دیتا ہے۔ بعض نے کہا یہ نیند سے بوجھل ہونے اور قیام سے باز رہنے سے  
کمنایہ ہے۔ قافیۃ: گردن کا پچھلے حصہ، بعض نے کہا سر کا پچھلا حصہ۔ اس کو خاص طور پر اس لئے ذکر کیا گیا کیونکہ یہ وہم کا مقام ہے اور  
انسانی قوی میں سب سے زیادہ انسان کا مطیع کا ہے۔ یضرب: وہ کہتا ہے۔ علیک تمہارے لئے باقی ہے۔ فارقد: یہ لفظ تو د سے  
ہے۔ اس کا معنی نیند ہے۔ یعنی تو سو جا۔ طیب النفس: راضی خوشی۔ خبیث النفس: بوجھل پن اور بد حالی کے ساتھ۔

**فوائد:** (۱) شیطان واقعہ یہ کوشش کرتا ہے کہ مؤمن فعل خیر سے باز رہے۔ رات کے قیام کا ترک یہ شیطان کی بات قبول کرنے اور  
اس کے سامنے سرخم کر دینے کے مترادف ہے۔ (۲) ذکر دعا اور قیام لیل پر اس روایت میں آمادہ کیا گیا ہے۔ (۳) اللہ تعالیٰ کی  
عبادت اور یاد نفس میں نشاط اور سینے میں انشراح پیدا کرتی ہے، سستی اور پریشانی کو عبادت دور کرتی ہے، دکھ اور رنج اس سے دور ہو جاتا  
ہے۔ اس وجہ سے کہ شیطان اس سے بھاگتا ہے اور یہ تمام چیزیں اس کے وسوسہ سے جنم لیتی ہیں۔ (۴) اطاعت کے انجام دینے پر  
مؤمن خوش ہوتا ہے اور فضل و کمال کے درجات میں کوتاہی اور کمی رہ جانے پر آزرہ ہوتا ہے۔

۱۱۶۷: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "أَيُّهَا النَّاسُ أَفْشُوا  
السَّلَامَ ، وَأَطِمْعُوا الطَّعَامَ وَصَلُّوا بِاللَّيْلِ  
وَالنَّاسُ نِيَامٌ ، تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ" رَوَاهُ  
الْبُرْهَانِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔  
۱۱۶۷: حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی  
اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اے لوگو! السلام علیکم کو پھیلاؤ اور کھانا کھلاؤ  
اور رات کو نماز پڑھو اس حال میں کہ لوگ سو رہے ہوں۔ تم جنت میں  
سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔ (ترمذی)  
حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخریج:** رواہ الترمذی فی ابواب صفة القيامة، باب افشوا السلام و اطعموا الطعام

**اللَّغَاتُ:** افشوا: پھیلاؤ اور شائع کرو۔ صلوا باللیل: تہجد کی نماز ادا کرو۔ بالسلام: جنت میں داخل سے قبل عذاب سے محفوظ  
کر دیے جاؤ گے۔

**فوائد:** (۱) جس نے ان امور کو لازم پکڑا اور اس کی عادت بنائی اس کو بشارت دی گئی ہے۔ (۲) رات کو نماز تہجد قیامت کے دن  
نجات کے ذرائع میں سے ہے کیونکہ اس میں نفس رضائے الہی کے لئے نیند کی لذت سے محروم رہتا ہے۔

۱۱۶۸: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "أَفْضَلُ الصَّيَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ شَهْرُ اللَّهِ الْمُحَرَّمُ، وَأَفْضَلُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ صَلَاةُ اللَّيْلِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۱۶۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "رمضان کے بعد سے زیادہ افضل روزے اللہ کے مہینے محرم کے ہیں اور فرض نماز کے بعد سب سے افضل نماز رات کی ہے۔ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الصیام باب فضل صوم المحرم

**اللتخانی:** شهر الله المحرم: محرم میں روزہ رکھنا اللہ تعالیٰ کی طرف اس کی رضافت تشریف کے لئے ہے۔ افضل الصیام: نفلی روزوں میں افضل۔

**فوائد:** (۱) نفل کی افضل نماز رات کی نماز ہے کیونکہ وہ سکون کا وقت ہے اور اس میں خشوع عمل ریا کاری سے دور ہے۔ (۲) محرم کے نفلی روزے پر آمادہ کیا گیا۔ (۳) محرم کے مہینے میں روزے پر آمادہ کیا گیا۔

۱۱۶۹: وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنِي مَثْنِي، فَإِذَا خَفَتِ الصُّبْحُ فَأَوْتِرُ بِوَاحِدَةٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۱۶۹: عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "رات کی نماز (یعنی تہجد) دو دو رکعتیں ہیں جب تمہیں صبح کا خطرہ ہو تو ایک تیسری رکعت ملا کر وتر بنا لو۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** أخرجه البخاری فی التہجد باب صلاة النبی صلی اللہ علیہ وسلم و فی المساجد و الوتر۔ و مسلم فی صلاة المسافرين باب صلاة اللیل مثنی مثنی و الوتر رکعة من آخر اللیل۔

**اللتخانی:** مثنی مثنی: دو دو رکعت۔ خفت الصبح: مجھے صبح کے طلوع کا خدشہ ہوا کیونکہ اس کے آثار ظاہر ہونے شروع ہو چکے تھے۔

۱۱۷۰: وَعَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ مَثْنِي مَثْنِي، وَيَوْتِرُ بِرُكْعَةٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۱۷۰: حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ رات کی نماز دو دو رکعتیں کر کے ادا فرماتے اور ایک رکعت کے ساتھ وتر بنا لیتے۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** انظر فی باب تخفیف رکعتی الفجر رقم ۱۱۰۸/۳

**فوائد:** رات کی نماز میں افضل یہ ہے کہ دو دو رکعت ہو پھر ایک رکعت سے ان کو ختم کرے جیسا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ کا صحیح مذہب یہ ہے۔ (۲) تہجد وتر سے حاصل ہوتی ہے۔ تہجد نیند کے بعد پڑھے جانے والے نفل ہیں۔

۱۱۷۱: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُفْطِرُ مِنَ الشَّهْرِ حَتَّى

۱۱۷۱: حضرت انس سے روایت ہے کہ نبی اکرم کسی مہینے میں روزہ نہ رکھتے۔ یہاں تک کہ ہم گمان کرتے کہ آپ اس مہینے میں روزہ ہی نہ

نَظْنُ أَنْ لَا يَصُومَ مِنْهُ، وَيَصُومُ حَتَّى نَظْنُ أَنْ لَا يُفْطِرَ مِنْهُ شَيْئًا، وَكَانَ لَا تَشَاءُ أَنْ تَرَاهُ مِنَ اللَّيْلِ مُصَلِّيًا إِلَّا رَأَيْتَهُ وَلَا نَأْمًا إِلَّا رَأَيْتَهُ - رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

رکھیں گے اور کبھی اس طرح مسلسل روزے رکھتے کہ گمان ہوتا کہ اس مہینے میں کوئی روزہ چھوڑیں گے ہی نہیں اور تم نہ چاہتے تھے کہ آپ کو رات کے وقت نماز پڑھتے ہوئے دیکھیں مگر دیکھ لیتے اور اگر تم نہ چاہتے ہو کہ آپ کو سوتا ہوا دیکھیں مگر سوتا ہوا دیکھ لیتے۔ (بخاری)

**تخریج:** رواہ البخاری فی التہجد و الصیام، باب ما یذکر من صوم النبی صلی اللہ علیہ وسلم و افطارہ اللُّغَاتِ: یفطر من الشهر: مسلسل افطار فرماتے۔ یصوم: مسلسل روزے رکھتے۔ لا تشاء: تو پسند نہیں کرتا۔

**فوائد:** نقلی عبادت پر آمادہ کیا گیا خاص کر تہجد اور نقلی روزے۔ مگر اس میں میانہ روی اختیار کرے تاکہ واجب حقوق میں کمی و کوتاہی نہ ہو۔ (۲) افضل یہ ہے کہ کسی بھی رات کو قیام کے لئے اور بعض ایام کو روزہ کے لئے متعین نہ کرے تاکہ عادت بن کر مخالفت نفس کی مشقت کم ہو جائے اور ثواب کم ملے۔

۱۱۷۲: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ: كَانَ يُصَلِّي إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً - تَعْنِي فِي اللَّيْلِ - يَسْجُدُ السَّجْدَةَ مِنْ ذَلِكَ قَدْرًا مَا يَقْرَأُ أَحَدُكُمْ خَمْسِينَ آيَةً قَبْلَ أَنْ يَرْفَعَ رَأْسَهُ، وَيَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ، ثُمَّ يَضْطَجِعُ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ، حَتَّى يَأْتِيَهُ الْمُنَادِي لِلصَّلَاةِ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۱۱۷۳: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات میں گیارہ رکعت نماز ادا فرماتے اور اس میں اتنا طویل سجدہ ادا فرماتے جتنی دیر میں تم سے کوئی ایک پچاس آیتیں تلاوت کرتا ہے۔ اس سے پہلے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے سے سر اٹھائیں اور فجر کی نماز سے پہلے دو رکعتیں ادا فرماتے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دائیں کروٹ لیٹ جاتے، یہاں تک کہ نماز کی اطلاع دینے والا ہی آتا۔ (بخاری)

**تخریج:** رواہ البخاری فی التہجد، باب صلاة النبی صلی اللہ علیہ وسلم اللُّغَاتِ: من ذلك: مذکورہ رکعات سے۔ یو رکع: دو رکعت پڑھے۔ یہ صبح صادق کے طلوع کے بعد پڑھے۔ اس کی دو سنتیں ہیں۔ شقہ اس کی جانب پہلا پر۔ المنادی: موذن: وہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ ہیں۔

**فوائد:** نماز میں طویل سجدہ کرنا چاہئے کیونکہ بندہ سجدہ میں بارگاہ الہی کے سب سے زیادہ قریب اور عاجزی اور ذلت کی انتہا کو پہنچ جاتا ہے۔ اسی لئے سجدہ غیر اللہ کو جائز نہیں۔ (۲) فجر کی دو رکعت کے بعد فرائض سے پہلے لیٹنا اپنے نفس کو قبر کا لیٹنا یاد دلانے کے لئے ہے۔ اس لئے یہ خشوع فی الصلوٰۃ کا حصہ ہے لیکن اس کی شرط یہ ہے کہ وہ نمازیوں کی ایذا کا باعث نہ ہو جس طرح بعض لوگ مساجد میں لیٹنے کی حرکت کرتے ہیں یہ نامناسب ہے۔ اس عمل کو کرنا گھر میں افضل ہے۔ جیسا کہ آپ ﷺ کا فعل مبارک تھا۔

۱۱۷۳: وَعَنْهَا قَالَتْ: مَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَبْدُ - فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ - ۱۱۷۴: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں تہجد کی نماز میں گیارہ رکعت



عَلَىٰ إِحْدَىٰ عَشْرَةَ رَكْعَةً : يُصَلِّيُ أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلُ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطَوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيُ أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلُ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطَوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيُ ثَلَاثًا فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّمَا قَبْلَ أَنْ تُؤْتَرَ فَقَالَ : "يَا عَائِشَةُ إِنَّ عَيْنِي تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

سے اضافہ نہ فرماتے۔ آپ چار رکعتیں پڑھتے اور ان کے حسن و طوالت کا مت پوچھو۔ پھر آپ چار رکعت ادا فرماتے ان کے بھی حسن و طوالت کا مت پوچھو پھر تین رکعتیں پڑھتے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ وتر پڑھنے سے پہلے سوتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے عائشہ بے شک میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا۔“ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی التہجد باب صلوة النبی صلی اللہ علیہ وسلم و مسلم فی صلاة المسافرين باب صلوة اللیل و عدد رکعات صلی اللہ علیہ وسلم۔

**اللتخات:** لا تسال ان کے ظاہر ہونے کی وجہ سے سوال کی ضرورت نہیں۔ حسنہن: ان کا حسن اس طور پر کہ وہ نماز کے مطلوبہ آداب پر مشتمل تھیں۔ تو تحریر وتر پڑھے۔ ولا ینام قلبی: میرا دل غافل نہیں ہوتا اس طرح کہ نیند کا غلبہ ہو جائے اور وقت کے فوت ہونے سے پہلے بیدار نہ ہو سکوں۔

**فوائد:** (۱) رات کی نماز کا قیام پورے آداب کے ساتھ طویل ہونا چاہئے اور یہ طوالت تمام رکعات میں ہونی چاہئے ایسا نہ ہو کہ شروع میں نشاط اور آخر میں سستی اختیار کرے۔ (۲) مذہب شافعی رحمۃ اللہ میں وتر کی گیارہ رکعتیں ہیں اگر کسی شخص نے نیند کے بعد ان کو ادا کیا تو اس نے تہجد کا ثواب پالیا۔ (۳) اس آدمی کو وتر سے پہلے سونا مکروہ ہے جسے اپنے نفس پر پورا اعتماد ہو کہ وہ فجر سے پہلے ضرور جاگ جائے گا اور جس کو ایسا اعتماد نہ ملا اس کو وتر سے پہلے نیند مکروہ ہے۔

۱۱۷۴: وَعَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَنَامُ أَوَّلَ اللَّيْلِ وَيَقُومُ آخِرَهُ فَيُصَلِّيُ۔

۱۱۷۳: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ رات کے پہلے حصے میں سوتے اور پچھلے حصے میں اٹھ کر نماز ادا فرماتے۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی التہجد باب من نام عند السحر و مسلم فی صلاة المسافرين باب صلوة اللیل و عدد رکعات النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

**فوائد:** (۱) ساری رات قیام مکروہ ہے۔ افضل یہ ہے کہ رات کا کچھ حصہ قیام کرے اور ایک حصہ سو جائے تاکہ نفس میں اکتاہٹ اور جسم میں تھکاوٹ پیدا نہ ہو۔ افضل یہ ہے کہ قیام رات کے آخری حصہ میں ہوتا کہ عبادت کے لئے خوب نشاط ہو۔

۱۱۷۵: وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ لَيْلَةً فَلَمْ يَزَلْ قَائِمًا حَتَّى هَمَمْتُ بِأَمْرِ سَوْءٍ قِيلَ : مَا

۱۱۷۵: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک رات نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ نے مسلسل قیام فرمایا۔ یہاں تک کہ میں نے برے کام کا ارادہ کیا۔ آپ سے

هَمَمْتُ؟ قَالَ : هَمَمْتُ أَنْ أَجْلِسَ وَأَدْعَهُ  
پوچھا گیا کس چیز کا ارادہ کیا؟ فرمایا: میں نے ارادہ کیا کہ میں بیٹھ  
جاؤں اور آپ کو قیام کی حالت میں چھوڑ دوں۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی التہجد، باب طول القیام فی صلوۃ اللیل و مسلم فی صلوۃ المسافرین، باب استحباب  
تطویل القراءة فی صلوۃ اللیل

اللَّخَائِذُ: صلیت: نماز تہجد۔ اجلس و ادعه: میں نے جدائی کی نیت کر لی اور اکیلے نماز پوری کر لوں۔  
فوائد: (۱) رات کو نفل نماز کی طوالت بیان کی گئی ہے۔ (۲) مطلق نماز نفل میں جماعت جائز ہے۔ (۳) امام کی اقتداء اس وقت تک  
منقطع نہیں ہوتی جب تک دل سے پختہ ارادہ نہ کر لے۔ (۴) امام اگر طویل قراءت کرے تو اس سے الگ ہونا جائز ہے۔

۱۱۷۶: وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ :  
صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَانْتَحَ  
الْبَقْرَةَ، فَقُلْتُ: يَرْكَعُ عِنْدَ الْمِائَةِ، ثُمَّ مَضَى  
، فَقُلْتُ: يُصَلِّيُ بِهَا فِي رُكْعَةٍ، فَمَضَى  
فَقُلْتُ: يَرْكَعُ بِهَا، ثُمَّ افْتَتَحَ النِّسَاءَ فَقَرَأَهَا،  
ثُمَّ افْتَتَحَ آلَ عِمْرَانَ فَقَرَأَهَا يَقْرَأُ مَرَّةً سَلَا إِذَا  
مَرَّ بِآيَةٍ فِيهَا تَسْبِيحٌ سَبَّحَ، وَإِذَا مَرَّ بِسُؤَالٍ  
سَأَلَ، وَإِذَا مَرَّ بِتَعَوُّذٍ تَعَوَّذَ، ثُمَّ رَكَعَ فَجَعَلَ  
يَقُولُ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ، فَكَانَ رُكُوعُهُ  
نَحْوًا مِنْ قِيَامِهِ، ثُمَّ قَالَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ  
حَمِدَهُ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، ثُمَّ قَامَ طَوِيلًا قَرِيبًا  
مِمَّا رَكَعَ، ثُمَّ سَجَدَ فَقَالَ: سُبْحَانَ رَبِّي  
الْأَعْلَى فَكَانَ سُجُودُهُ قَرِيبًا مِنْ قِيَامِهِ - رَوَاهُ  
مُسْلِمٌ۔

۱۱۷۶: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک  
رات نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نماز ادا کی۔ پس آپ نے سورۃ بقرہ  
شروع کی۔ میں نے دل میں کہا کہ سو آیت پر رکوع فرمائیں گے مگر  
آپ نے تلاوت جاری رکھی۔ میں نے دل میں کہا کہ سورۃ بقرہ کو  
ایک رکعت میں پڑھیں گے مگر آپ نے قراءت جاری رکھی۔ میں  
نے دل میں کہا اس کے اختتام پر رکوع کریں گے پھر آپ نے  
(سورۃ) نساء شروع فرمائی پس اس کو پڑھا۔ پھر آل عمران شروع کی  
اور اس کو پڑھا۔ آپ ٹھہر ٹھہر کر تلاوت فرماتے۔ جب کسی تسبیح کی  
آیت سے گزرتے تو تسبیح فرماتے اور جب سوال والی آیت کو پڑھتے  
تو سوال کرتے اور جب تعوذ والی آیت پر گزر ہوتا تو تعوذ کرتے۔ پھر  
رکوع کیا اور اس میں یوں پڑھنے لگے: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ آپ کا  
رکوع قیام کے برابر تھا۔ پھر سَمِعَ اللَّهُ..... کہا پھر ایک طویل قومہ  
فرمایا جو رکوع کے قریب تھا۔ پھر سجدہ کیا اور یہ پڑھا: سُبْحَانَ رَبِّيَ  
الْأَعْلَى اور آپ کا سجدہ بھی قیام کے قریب قریب تھا۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الصلوۃ المسافرین، باب استحباب تطویل القراءة فی صلوۃ اللیل وانظرہ فی باب المحاہدة  
رقم ۱۰۲/۴

اللَّخَائِذُ: فافتح البقرة: فاتحہ کے بعد بقرہ شروع کی۔ فاتحہ کا ذکر سامع کے فہم پر اعتماد کر کے چھوڑ دیا۔ مضی: قراءت جاری  
رکھی۔ یصلی بها فی رکعتہ: اس کو ایک رکعت میں پڑھا۔ نووی رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ اس کا معنی یہ ہے کہ آپ شرح مسلم تقسیم کر دیں  
گے اور دو رکعتیں پڑھیں گے۔ رکعت کا لفظ بول کر مکمل نماز یعنی دو رکعتیں مراد ہیں اور یہ تاویل ضروری ہے تاکہ بعد والا کلام منظم ہو

جائے۔ برفع بھا اس کو مکمل کر کے رکوع کرے۔ متوسلاً: حروف کو ترتیل سے پڑھتے اور ہر حرف کو اس کا تجوید والاحق دیتے۔ فیہا تسبیح: تسبیح کا حکم دیا۔ سبح: سبحان اللہ کہا۔ بسوال: ایسی آیت کہ جس میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سوال کا ذکر ہے۔ یتعوذ: ایسی آیت جس میں ایسی چیز کا ذکر ہے جس سے پناہ مانگی جاتی ہے۔ یا تعوذ کا حکم دیا گیا۔ فہل: شروع ہوئے۔ نحواً: قریباً

**فوائد:** (۱) رات کی نماز کی طوالت اور اس کا حسن ذکر کیا گیا۔ (۲) یہ جائز ہے کہ دوسری رکعت میں ایسی سورت پڑھے جو پہلی رکعت میں پڑھی جانے والی سورۃ سے پہلے ہو جس طرح کہ ان کا ایک رکعت میں پڑھنا جائز ہے۔ (۳) بعض نے اس کو منع کیا اور کہا یہ ترتیب توفیقی سے پہلے کی بات ہے۔

۱۱۷۷: وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَيُّ الصَّلَاةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: "طُولُ الْقَنُوتِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
۱۱۷۷: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: "کون سی نماز افضل ہے؟" فرمایا: طویل قیام والی۔ (مسلم)

الْمُرَادُ بِالْقَنُوتِ: الْقِيَامُ۔  
قنوت سے مراد قیام ہے۔

**تخریج:** رواہ مسلم فی صلاة المسافرين، باب افضل الصلوة طول القنوت

**فوائد:** نماز میں رکوع اور سجود کو طویل کرنے کی بہ نسبت طویل قیام افضل ہے کیونکہ اس کا تذکرہ قرآن مجید میں ہے اور وہ افضل ترین اذکار میں ہے۔

۱۱۷۸: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو ابْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "أَحَبُّ الصَّلَاةِ إِلَى اللَّهِ صَلَاةُ دَاوُدَ، وَأَحَبُّ الصِّيَامِ إِلَى اللَّهِ صِيَامُ دَاوُدَ: كَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ وَيَقُومُ ثُلُثَهُ وَيَنَامُ سُدُسَهُ وَيَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا۔

۱۱۷۸: حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ محبوب نماز (نفل نمازوں میں) داؤد علیہ السلام کی ہے اور روزوں میں سب سے محبوب روزے (بھی) حضرت داؤد علیہ السلام کے ہی ہیں۔ وہ نصف رات سوتے اور ثلث قیام کرتے اور چھٹا حصہ سوتے۔ (اور روزوں میں ان کا معمول یہ تھا کہ) ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی الصوم، باب صوم داؤد علیہ السلام و الانبیاء۔ و مسلم فی الصیام، باب النہی عن صوم الدھر لمن تضرر بہ و بیان تفصیل صوم یوم و افطار یوم۔

**اللغات:** احب الصلوة: پسندیدہ اور ثواب میں بڑھ کر مراد صلاة اللیل سے قیام لیل ہے۔ احب الصیام: مطلقاً نفل روزے ہیں۔

**فوائد:** (۱) ساری رات کا قیام مکروہ ہے۔ اسی طرح ہمیشہ کے روزے سوائے ایام عید اور ایام تشریق کے مکروہ ہیں۔ ایسے آدمی کے لئے جس کو نقصان کا خطرہ یا حق واجب یا مستحب کے فوت ہونے کا خدشہ ہو۔ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لا صام من صام

الابد۔ اس کے روزے نہیں جس نے ہمیشہ روزے رکھے۔ (۲) مستحب یہ ہے کہ قیام و صیام اسی سنت طریقے پر ہوں۔ جو مذکور ہوا۔

۱۱۷۹: وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : "إِنَّ فِي اللَّيْلِ لَسَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللَّهَ تَعَالَى خَيْرًا مِنْ أَمْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ وَذَلِكَ كُلُّ لَيْلَةٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .  
۱۱۷۹: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے خود سنا کہ رات میں ایک ایسی گھڑی ہے۔ جو مسلمان اس گھڑی کو پالیتا ہے اور اس میں دنیا و آخرت کی کوئی بھلائی اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو عنایت فرما دیتے ہیں اور یہ ہر رات میں ہے۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی صلاة المسافرين' باب فی اللیل ساعة مستجاب فیہا الدعاء۔

الْمَخَانِثُ: لساعة: ایک گھڑی۔ یوافقہا: موافق ہو جائے۔ رجل: مرد اور عورت۔

فوائد: (۱) رات کی ساعات میں سے کسی بھی گھڑی میں قیام پر آمادہ کیا گیا۔ (۲) ہر رات قبولیت کی گھڑی بتلائی اور یہ بتلایا کہ وہ جمعہ کے دن کی گھڑی سے زیادہ طویل ہے۔ (۳) حدیث کے اطلاق سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ گھڑی رات کے اخیر اجزاء میں ہے۔

۱۱۸۰: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : "إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ فَلْيُفْتَحِ الصَّلَاةَ بِرُكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .  
۱۱۸۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم میں کوئی رات کے کسی حصہ میں بیدار ہو تو اس کو نماز کا افتتاح دو خفیف (مختصر) رکعتوں سے کرنا چاہئے۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی صلاة المسافرين' باب الدعاء فی صلاة اللیل و قیامہ۔

۱۱۸۱: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ افْتَحَ صَلَاتَهُ بِرُكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .  
۱۱۸۱: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو بیدار ہوتے تو اپنی نماز کو دو ہلکی پھلکی رکعتوں سے شروع فرماتے۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی صلاة المسافرين' باب الدعاء فی صلاة اللیل و قیامہ۔

فوائد: (۱) رسول اللہ ﷺ کے نمونہ مبارکہ کی اقتداء میں قیام لیل سے پہلے دو ہلکی رکعتیں ادا کی جائیں۔ (۲) ان دو رکعتوں سے نیند کا اثر دور ہو جائے اور ڈھیلا پن ختم ہو جائے۔ (۳) عبادت میں کامل نشاط پیدا ہو جائے۔

۱۱۸۲: وَعَنْهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا فَاتَتْهُ الصَّلَاةُ مِنْ وَجَعٍ أَوْ غَيْرِهِ صَلَّى مِنَ النَّهَارِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رُكْعَةً .  
۱۱۸۲: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی نماز کسی درد یا عذر کی وجہ سے رہ جاتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دن کے وقت بارہ رکعت

ادافر ماتے۔ (مسلم)

رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج: رواہ مسلم فی صلاة المسافرين باب جامع صلاة اللیل و من نام عنه او مرض۔

اللَّحَائِثُ: او غیرہ: کیا اس کے علاوہ بھی ہے۔ مثلاً اس سے زیادہ ابھم میں مصروف ہونا۔

۱۱۸۳: رَوَّعْنُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهِ أَوْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ فَقَرَأَهُ فِيمَا بَيْنَ صَلَوةِ الْفَجْرِ وَصَلَوةِ الظُّهْرِ كُتِبَ لَهُ كَأَنَّمَا قَرَأَهُ مِنَ اللَّيْلِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۱۸۳: حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص اپنے وظیفے یا اس میں سے کسی چیز سے رہ جائے۔ پھر وہ نماز فجر اور ظہر کے درمیان پڑھ لے تو اس کے متعلق لکھ دیا جاتا ہے کہ گویا اس نے وہ رات کو ہی پڑھا۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی صلاة المسافرين باب جامع صلاة اللیل و من نام عنه او مرض و انظرہ فی باب المسحافہ علی الاعمال رقم ۱۵۴/۲

اللَّحَائِثُ: حزبہ: قراءت و نماز جس کی عادت انسان نے بنائی ہو۔ حزب لغت میں حصہ اور پانی کے گھٹا پر وارد ہونے کو کہتے ہیں۔ کتب لہ: اس کے صحیفہ اعمال میں لکھا جاتا ہے۔

فوائد: (۱) جو عمل خیر رہ جائے اس کے عوض دوسرے وقت میں عمل کر لینا چاہئے۔ (۲) بعض نے نفل کی قضاء کے استحباب پر اس روایت کو دلیل بنایا ہے کہ مطلقاً وہ نفل جس کی عادت ہو جائے اگر رہ جائیں تو اس کو پورا کر لینا چاہئے۔ (۳) اپنے وقت میں نذر کی وجہ سے جو عبادت چھوٹ جائے اور اس کو دوسرے وقت میں ادا کر لیا جائے تو اس کو اپنے وقت پر ادا کرنے کا ثواب مل جائے گا۔

۱۱۸۴: رَوَّعْنُ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: رَحِمَ اللَّهُ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّى وَآيَقَطَ امْرَأَتَهُ فَإِنْ أَبَتْ نَضَحَ فِي وَجْهِهَا الْمَاءَ ، رَحِمَ اللَّهُ امْرَأَةً قَامَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّتْ وَآيَقَطَتْ زَوْجَهَا فَإِنْ أَبَى نَضَحَتْ فِي وَجْهِهِ الْمَاءَ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ۔

۱۱۸۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ اس آدمی پر رحم کرتا ہے جو رات کو اٹھا پھر نماز پڑھی اور اپنی بیوی کو بھی جگایا اگر اس نے انکار کیا تو اس نے اس کے چہرے پر پانی چھڑک دیا۔ اور اللہ تعالیٰ رحم کرے اس عورت پر جو رات کو بیدار ہوئی اور اس نے اپنے خاوند کو بھی جگایا۔ اگر اس نے انکار کیا تو اس نے اس کے چہرے پر پانی چھڑکا۔" (ابو داؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الصلاة باب قیام اللیل

اللَّحَائِثُ: ایقظا مراۃ: رات کی نماز کے لئے۔ نضح: پانی چھڑکا۔

فوائد: (۱) عمل صالح اور عبادت پر تعاون کرنے پر آمادہ کیا (۲) رات کے قیام کے لئے میاں بیوی میں سے ہر ایک دوسرے کو





اللَّغَائِثُ: فاستعجم: اس طرح ہو جائے کہ اسے معلوم نہ ہو کہ وہ کیا کہتا ہے اور کلام اس پر مشتبہ ہو جائے۔ فلیضطجع: پس وہ لیٹ جائے سو جائے۔

فوائد: (۱) رات کی نماز نشاط کی حالت میں سمجھنے کی قدرت کے ساتھ اور خشوع و حضور قلب سے ادا کرنی چاہئے۔ (۲) تہجد کی فضیلت اونگھ سستی کے ساتھ حاصل نہیں ہوتی بلکہ اس حالت میں نماز مکروہ ہے۔ (۳) جس پر اونگھ غالب ہو جائے اور وہ رات کو قیام کر رہا ہو تو وہ تھوڑا سا سو جائے تاکہ چستی لوٹ آئے۔ (۴) اونگھ پر ہی ہر ایسے مشغلے کو بھی قیاس کریں گے جو خشوع اور حضور قلب میں رکاوٹ ہو۔ پس ایسی مشغولیت سے فارغ ہونا بہتر ہے۔ دوسری نمازوں کو بھی اسی پر قیاس کریں گے۔

### باب: قیام رمضان کا استحباب

### ۲۱۳: بَابُ اسْتِحْبَابِ قِيَامِ رَمَضَانَ

اور وہ تراویح ہے

وَهُوَ التَّرَاوِيحُ

۱۱۸۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے رمضان کا قیام ایمان اور ثواب کی نیت سے کیا اس کے اگلے (پچھلے) گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

۱۱۸۸ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ”مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

تخریج: رواہ البخاری فی صلاة التراويح و الصوم، باب من صام رمضان ایمانا واحتسابا والایمان و مسلم فی صلاة المسافرين، باب الترغیب فی قیام رمضان و هو التراويح

اللَّغَائِثُ: قیام رمضان: عبادت سے اس کی رات کو زندہ کیا۔ ایمانا: ثواب کی تصدیق میں۔ احتسابا: خالص اللہ تعالیٰ کے

۱۱۸۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے قیام کی رغبت دلاتے تھے بغیر اس کے کہ ان کو لازم طور پر حکم دیں۔ چنانچہ فرماتے جس نے رمضان میں قیام کیا، پختہ یقین اور اخلاص کے ساتھ اس کے اگلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (مسلم)

۱۱۸۹: وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُرَغِّبُ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَأْمُرَهُمْ فِيهِ بِعَزِيمَةٍ فَيَقُولُ: ”مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

تخریج: رواہ مسلم فی صلاة المسافرين، باب الترغیب فی قیام رمضان و هو التراويح

اللَّغَائِثُ: یرغیب: ثواب کو یاد کر کے۔ بعزیمۃ: قطعیت اور وجوب کے ساتھ۔

فوائد: (۱) رمضان کی رات میں قیام کی تاکید کی گئی اور اس میں کثرت عبادت کا حکم دیا گیا ہے۔ اس سے گناہ صغیرہ جو حقوق اللہ سے متعلق ہیں معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (۲) نماز تراویح سے قیام رمضان حاصل ہو جاتا ہے۔ وہ بیس رکعت دس سلام کے ساتھ ہے۔ تین رکعت وتر ان کے علاوہ ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کو آٹھ رکعت پڑھا اور وتر کے علاوہ (البتہ آٹھ رکعت والی روایات میں

رمضان وغیر رمضان کے لفظ وارد ہیں اور غیر رمضان میں تراویح کا کوئی مطلب نہیں) بیس رکعت اور آٹھ رکعت پڑھ سکتا ہے۔ تراویح نام رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ طویل قیام کی وجہ سے ہر دو تسلیم کے بعد آرام کرتے ہیں۔ قیام رمضان کے لئے رسول اللہ ﷺ کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جمع کیا اور اس بات کو سب نے قبول کیا۔ کسی نے بھی انکار نہ کیا پس یہ بمنزلہ اجماع سکوئی ہو گیا۔ یہ اس لئے کیا کہ نبی اکرمؐ نے تین رات پڑھا۔ جب تیسری رات لوگوں کی تعداد بڑھ گئی تو آپؐ نے فرض ہو جانے کے خوف سے چھوڑ دیا۔

باب: لیلۃ القدر کی فضیلت اور

۲۱۷: بَابُ فَضْلِ قِيَامِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ

اُس کا سب سے زیادہ اُمید والی رات ہونا

وَبَيَانِ اَرْجَى لَيَالِيهَا!

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ﴾ [القدر: ۱] إِلَى آخِرِ السُّورَةِ۔ وَقَالَ تَعَالَى: ﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ مُبَارَكَةٍ﴾ [الدخان: ۳] الْآيَاتِ۔  
اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”بے شک ہم نے اس کو لیلۃ القدر میں اتارا۔“ (القدر)  
اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”بے شک ہم نے اس کو مبارک رات میں اتارا۔“ (الدخان)

حل الآيات: انزلناہ: یعنی قرآن کو اتارا۔ نزول: سے مراد اکٹھا لوح محفوظ سے بیت العزت میں سماء دنیا پر اس رات میں اتارا گیا۔ القدر جس میں امور کا انداز کیا جاتا ہے۔ یہ اس وقت اتری جب بنی اسرائیل کے ایک آدمی کا ذکر کیا گیا جس نے ایک ہزار مہینے اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہتھیار پہنے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس پر تعجب ہوا اور انہوں نے اپنے اعمال کو قلیل خیال کیا۔ انہیں ایک رات ایسی دے دی گئی جس میں عمل کو ایک ہزار مہینے سے بہتر قرار دیا گیا۔ صحیح بات یہ ہے کہ یہ رات اس امت کے خصائص میں سے ہے۔ ﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ مُبَارَكَةٍ..... إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾۔ لیلۃ مبارکہ سے مراد لیلۃ القدر ہے۔ یغرفی: فیصلہ کیا جاتا یا لکھا جاتا ہے۔ امر حکیم مجکم امر محکم اس کو کہا جاتا ہے جس میں تبدیلی نہ ہو۔ مثلاً رزق اور اجل مقررہ۔

۱۱۹۰: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيْمَانًا وَاجْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
۱۱۹۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے یقین اور اخلاص کے ساتھ لیلۃ القدر میں قیام کیا اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔“ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی صلاة التراويح و الايمان فی الصوم باب من صام رمضان ايماناً واحتساباً و مسلم فی صلوة المسافرين باب الترغيب فی قیام اللیل و هو التراويح۔

اللتحاشات: معنی قام لیلۃ القدر: عبادت سے اس رات کو زندہ کیا۔ ایماناً و احتساباً اس کے ثواب پر یقین کر کے اور اس کے قیام میں اخلاص برتتے ہوئے۔

فوائد: لیلۃ القدر کی فضیلت بیان کی گئی اور اس کے قیام پر آمادہ کیا گیا اور اس سے صغیرہ گناہ معاف ہوتے اور اس کے قیام کی فضیلت اس طرح بھی حاصل ہو جاتی ہے کہ عشاء کی نماز جماعت سے ادا کر کے اور فجر کی نماز کا اسی طرح پختہ ارادہ کرے۔

۱۱۹۱: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أُرُوا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْمَنَامِ فِي السَّبْعِ الْآخِرِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "أَرَى رُؤْيَاكُمْ قَدْ تَوَاطَاَتُ فِي السَّبْعِ الْآخِرِ، فَمَنْ كَانَ مُتَحَرِّيًا فَلْيَتَحَرَّهَا فِي السَّبْعِ الْآخِرِ"۔

۱۱۹۱: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو خواب میں لیلۃ القدر آخر سات راتوں میں دکھائی گئی۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میرا خیال ہے کہ تم سب کا خواب آخری سات راتوں کے بارے میں متفق ہو گیا جو تم میں سے اس کو تلاش کرے تو اسے آخری سات راتوں میں تلاش کرنا چاہئے۔" (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی الصیام، باب التماس لیلۃ القدر فی السبع الاوخر و مسلم فی صیام، باب لیلۃ القدر اللغائت۔ یہ روئے اسے ہے۔ یعنی نیند میں ان کو بتلایا گیا۔ یا اس رات کو انہوں نے خواب میں دیکھا مہینے کے آخری سات دن ہیں۔ اری میں دیکھتا ہوں یہ رویت میں سے ہے۔ رؤیاکم: تمہارے خواب کیونکہ وہ ایک خواب نہ تھا۔ تواطتت بموافق ہوئے اصل اس میں یہ ہے کہ ایک آدمی اپنے پاؤں سے اپنے ساتھی کی جگہ کو روندے۔ متحریہا: تلاش مطلب میں محنت و کوشش

۱۱۹۲: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُجَاوِرُ فِي الْعَشْرِ الْآخِرِ مِنْ رَمَضَانَ وَيَقُولُ: "تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الْآخِرِ مِنْ رَمَضَانَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۱۹۲: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرماتے اور ارشاد فرماتے "لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرہ میں تلاش کرو۔" (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی الصیام، باب تحری لیلۃ القدر فی القدر من العشر الاوخر، باب تحری لیلۃ القدر الوتر من العشر الاوخر و مسلم فی الصیام، باب فضل لیلۃ القدر اللغائت۔ يجاوره: آخری عشرے کا اعتکاف کرتا ہے جس کی ابتداء کیسویں رات سے اور تکمیل مہینے کے اختتام پر ہوتی ہے۔

۱۱۹۳: وَعَنْهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: "تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوَتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْآخِرِ مِنْ رَمَضَانَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۱۹۳: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرے میں تلاش کرو۔" (بخاری)

**تخریج:** رواہ البخاری فی لیلۃ القدر، باب تحری لیلۃ القدر فی الوتر من العشر و الاوخر اللغائت۔ فی الوتر: تاک راتوں میں مثلاً کیسویں رات، تیسویں وغیرہ۔

**فوائد:** لیلۃ القدر رمضان کے آخری عشرے میں ہے۔ رائج بات یہ ہے کہ وہ طاق راتوں میں ہے بعض علماء نے مختلف راتوں میں

اس سے منتقل ہونے کا قول کیا تا کہ مختلف احادیث کو جمع کیا جاسکے اور منتقل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ایک رمضان میں وہ ایک متعین رات میں ہوتی ہے اور دوسرے رمضان میں کسی اور متعین رات کے عشرے میں ہوتی ہے۔ علامہ ابن حجر نے فتح الباری میں بیان فرمایا کہ یہ معین رات میں ہمیشہ پائی جاتی ہے اگرچہ وہ مبہم ہے۔ (۲) اعتکاف کرنا اور آخر دس راتوں میں عبادت کرنا اسی امید سے ہے کہ وہ رات مل جائے اور یہی اس رات کے مبہم رکھنے کی حکمت ہے۔

۱۱۹۴: وَعَنْهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ الْآخِرُ مِنْ رَمَضَانَ أَحْبَبَ اللَّيْلَ كُلَّهُ، وَآيَقَظَ أَهْلَهُ، وَجَدَّ وَشَدَّ الْمِزْرَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۱۹۴: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رمضان کا آخری عشرہ ہوتا تو تمام رات جاگتے اپنے گھر والوں کو بھی جگاتے، خوب کوشش کرتے اور کمر کس لیتے۔ (بخاری و مسلم)

رواہ البخاری فی الصلوۃ التراویح، باب العمل فی عشر الاواخرین رمضان و مسلم فی الاعتکاف، باب الاجتهاد فی العشر الاواخرین من شهر رمضان

اللُّغَاتُ: ایقظ اہلہ: ان کو عبادت میں قیام کے لئے اٹھایا۔ جد پوری ہمت و طاقت خرچ کی تا کہ اللہ کی طاعت پورے طور پر ہو سکے۔ شد و المیزر: یہ چادر کو کہتے ہیں اور یہ عورتوں سے بہت زیادہ علیحدگی سے کنایہ ہے یا عبادت کے لئے کمر کسنے سے کنایہ ہے کہا جاتا ہے کہ میں نے اس کام کے لئے تیار کر لی۔

۱۱۹۵: وَعَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَجْتَهِدُ فِي رَمَضَانَ مَا لَا يَجْتَهِدُ فِي غَيْرِهِ، وَفِي الْعَشْرِ الْآخِرِ مِنْهُ مَا لَا يَجْتَهِدُ فِي غَيْرِهِ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۱۹۵: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں اتنی محنت کرتے جتنی کسی اور مہینہ میں نہ کرتے اور اس کے آخری عشرہ میں اتنی محنت کرتے جو اس کے علاوہ دوسرے دنوں میں نہیں کرتے تھے۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الاعتکاف، باب الاجتهاد وفی العشر الاواخرین شهر رمضان

اللُّغَاتُ: یجتہد: عبادت اور بھلائی کے کاموں میں آپ خوب محنت اور اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے میں خوب کوشش فرماتے۔

فوائد: (۱) بہت زیادہ نیکیاں اور بھلائیاں رمضان کے عام دنوں کرنی چاہئیں اور آخری عشرے میں خاص کر۔ (۲) آخری دس راتوں میں عبادت و دعا کے ساتھ جاگنا چاہئے اس امید سے کہ لیلۃ القدر میسر ہو جائے۔ (۳) آدمی کے لئے مستحب یہ ہے کہ وہ اپنی بیوی اور اولاد کو اعمال خیر پر آمادہ کرے اور قبولیت کے مواقع جو اللہ تعالیٰ نے میسر فرمائے ہیں ان میں اپنے آپ کو پیش پیش رکھے مثلاً رمضان کا آخری عشرہ۔ (۴) رمضان المبارک کے مہینے کو دوسرے مہینوں پر وہی فضیلت حاصل ہے جو آخری عشرے کو بقیہ رمضان پر حاصل ہے۔ (۵) اعتکاف پر آخری عشرہ رمضان میں آمادہ کیا گیا کیونکہ انہی دنوں کا اعتکاف سنت مؤکدہ ہے۔

۱۱۹۶: وَعَنْهَا قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ میں نے عرض



آرَأَيْتَ إِنْ عَلِمْتُ أَيْ لَيْلَةِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ مَا أَقُولُ      کیا یا رسول اللہ ﷺ فرمائیں اگر مجھے لیلۃ القدر کے بارے میں علم  
فِيهَا قَالَ : "قُولِي اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ      ہو جائے کہ وہ کون سی رات ہے تو میں اس میں کیا دعا کروں؟ ارشاد  
الْعَفْوُ فَاعْفُ عَنِّي" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :      فرمایا: "تم یوں کہو اے اللہ تو معاف کرنے والا معافی کو پسند کرتا ہے  
حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔      پس تو مجھے معاف فرما۔" (ترمذی) یہ حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الذکر و الدعاء، باب الی الدعاء افضل

اللَّغَاتُ: ارءیت: مجھے بتلاؤ۔ ای کا لفظ مبتداء ہے اس کی خبر لیلۃ القدر ہے اور یہ جملہ محل نصب میں علمت کا مفعول ہے۔ ای  
البلد علمت کا منصوب نہیں کیونکہ وہ اسم استفہام ہے اور یہ جملے کے شروع میں آتا ہے اور ماقبل اس پر کوئی عمل نہیں کرتا۔ عفو: یہ عفو  
سے مبالغہ کا صیغہ ہے کہ اے اللہ آپ کی شان چھوٹے اور بڑے کو معاف کرنا ہے۔

فوائد: (۱) مسلمان کا اہم مقصد گناہوں سے پاک رہنا اور معصیتوں کے نتائج جن چیزوں سے برآمد ہوتے ہیں ان سے جدا ہونا ہوتا  
ہے۔ (۲) اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کرنے پر اور خاص طور پر مقبول اوقات میں اس پر اصرار کرنے پر براہیختہ کیا گیا۔ مقبول اوقات  
میں سب سے زیادہ افضل لیلۃ القدر ہے۔ (۳) علماء نے بیان کیا کہ لیلۃ القدر کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس رات سینہ کھل جاتا  
ہے اور مسلمان اللہ کے ساتھ دلی اطمینان محسوس کرتا ہے اور یہ رات معتدل ہوتی ہے اور اس رات کی اور بھی کئی علامتیں ہیں مثلاً رات کا  
معتدل ہونا اور اس میں کسی بھی گھبراہٹ کا نہ ہونا۔

باب : مسواک اور فطرت  
کے خصائل

۲۱۵: بَابُ فَضْلِ السَّوَاكِ وَخِصَالِ  
الْفِطْرَةِ

۱۱۹۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر میری امت..... یا لوگوں پر.....  
شاق نہ ہوتا تو میں ان کو ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم  
دیتا۔" (بخاری و مسلم)

۱۱۹۷: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ  
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : "لَوْ لَا أَنِ اشُقَّ عَلَى  
أُمَّتِي - أَوْ عَلَى النَّاسِ - لَأَمَرْتُهُمْ بِالسَّوَاكِ  
مَعَ كُلِّ صَلَاةٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

تخریج: رواہ البخاری فی الجمعة، باب السواک يوم الجمعة و مسلم فی الطهارة، باب السواک

اللَّغَاتُ: لو لا ان اشق: لو لا اگر مشقت کے پیدا ہونے کا خطرہ نہ ہوتا۔ لا سوتہم: امر و جواب کے لئے ہے ورنہ امر  
استجاب کے لئے تو پہلے سے ثابت ہے۔ بالسواک: مسواک کرنا یہ ساک يسوك سو کا مسواک مارنا یہ سواک کا لفظ اس آ لے پر بھی  
بولتے ہیں جس طرح کہ مسواک کا لفظ اس پر بولتے ہیں۔ علماء کی اصطلاح میں دانتوں کو لکڑی یا کسی اور چیز سے ملنا تا کہ ان کے اوپر لگی  
ہوئی میل وغیرہ اتر جائے۔ مع کل صلاة: ہر نماز کا جب ارادہ کر لے۔

فوائد: (۱) نماز خواہ نقلی ہو یا فرضی ہو اس کے لئے مسواک افضل ہے۔ سنت طریقہ کی ادائیگی چیز کے ساتھ دانتوں کو ملنے سے پوری

ہو جائے گی۔ خواہ انگلی کیوں نہ ہو البتہ لکڑی کا استعمال دوسرے سے افضل ہے۔ ان میں بہتر وہ ہے جن کی خوشبو اچھی ہو اور پیغمبر ﷺ کی اتباع میں پیلو کے درخت کی شاخ زیادہ بہتر ہے کیونکہ اس کا ذائقہ اور خوشبودنوں عمدہ اور اس کا نرم ریشہ دانتوں کے درمیان والے حصے کو صاف کرتا ہے۔ (۲) مسواک کا حکم کی حکمت یہ ہے کہ منہ سے بدبو کا ازالہ ہو خاص طور پر اس لئے کہ اللہ کی ذات کی طرف اس نے متوجہ ہونا ہے اور ہمیں قرب کے تمام حالات میں طہارت کا حکم ملا ہے۔ پس اجتماعی آداب کی رعایت کرتے ہوئے لوگوں کے ساتھ ملاقات کے موقع پر کامل طہارت و نظافت ہی مناسب ہے تاکہ بدبو سے لوگوں کو تکلیف نہ پہنچے اور اس کے ساتھ ساتھ واضح صحت کا بھی فائدہ ہے۔ اس لئے کہ منہ میں کھانے کے بچے ہوئے ذرات جسم کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ مسواک کے استعمال کے اور بھی بہت سے فائدے ہیں۔ اطباء نے اس کے فوائد، منافع اور خواص طبعی اور صحتی اپنی کتب میں ذکر کئے ہیں۔ (۳) اس حدیث سے آنحضرت ﷺ کی نرمی اور امت پر شفقت اور ان کی ایسی باتوں کی طرف راہنمائی جن کے پیش نظر بہت فائدہ ظاہر ہو رہا ہو۔

۱۱۹۸: وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "إِذَا قَامَ مِنَ النَّوْمِ يَشْوِصُ فَاهُ بِالسَّوَاكِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
۱۱۹۸: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نیند سے بیدار ہوتے تو اپنے منہ کو مسواک سے صاف کرتے۔ (بخاری و مسلم)  
"الشَّوْصُ": الدَّلْكُ۔  
"الشَّوْصُ": ملنا۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی الجمعة، باب السواک يوم الجمعة، والوضوء والتہجد ومسلم فی الطہارة، باب السواک

**فوائد:** (۱) نیند سے اٹھنے کے بعد مسواک کرنا مستحب ہے تاکہ منہ کے اندر جو بدبو پیدا ہو چکی وہ دور ہو جائے۔

۱۱۹۹: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُنَّا نَعِدُّ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ سِوَاكَهُ وَطَهُورَهُ فَيَعْنَهُ اللَّهُ مَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَهُ مِنَ اللَّيْلِ فَيَسْوِكُ وَيَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّي، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
۱۱۹۹: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے لئے آپ کی مسواک اور وضو کا پانی تیار کرتی تھیں۔ پھر اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو رات میں جب چاہتا اٹھا دیتا۔ آپ مسواک کرتے اور پھر وضو فرما کر نماز پڑھتے۔ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی الطہارة، باب السواک

**اللَّحَائِثُ:** نعد: ہم تیار کرتے ہیں۔ طہورہ: وضو والا پانی۔ فبعثہ: اللہ تعالیٰ آپ کو نیند سے بیدار کرتے ہیں۔ ما شاء ان یبعثہ: ما مصدریہ ظرفیہ ہے یعنی اٹھانے میں اللہ کی مشیت کا ہونا۔

**فوائد:** (۱) گزشتہ فوائد سمیت مزید یہ ہیں کہ وضو کے وقت مسواک مستحب ہے اور وضو کے وقت افضل ہے۔ (۲) ازواج مطہرات کی توجہ اور حرص ان کاموں میں کس قدر زیادہ تھی کہ جو نبی اکرم ﷺ کے لئے اللہ کی اطاعت و عبادت میں ضروری تھے۔

۱۲۰۰: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ: ۱۲۰۰: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : "اَكْثَرْتُ عَلَيْكُمْ فِي السَّوَاكِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔  
نے فرمایا: "میں نے تمہیں مسواک کے سلسلے میں بہت زیادہ تاکید کی ہے۔" (بخاری)

**تخریج:** رواہ البخاری فی الجمعة باب السواک يوم الجمعة۔

**اللَّغَاتُ:** اکثرت علیکم: اس کے مطالبہ میں میں نے تم سے تکرار میں بہت مبالغہ اور ترغیب میں بہت ساری باتیں میں نے کہیں۔  
**فوائد:** (۱) مسواک کو تمام حالات میں استعمال کرنے کی شدید ترغیب دلائی گئی۔

۱۲۰۱: وَعَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِيٍّ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: بَايَ شَيْءٍ كَانَ يَبْدَأُ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ قَالَتْ: بِالسَّوَاكِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
۱۲۰۱: شرح بن ہانی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: "جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں داخل ہوتے تو سب سے پہلا کون سا کام کرتے؟" انہوں نے جواب دیا "مسواک کرتے۔" (بخاری)

**تخریج:** رواہ مسلم فی الطہارة باب السواک۔

**اللَّغَاتُ:** باي شئ: گھر میں آپ کس عادت کے ساتھ قیام طلب فرماتے تھے۔  
**فوائد:** (۱) گھر میں داخلے کے وقت مسواک کرنا مستحب قرار دیا گیا تاکہ کثرت کلام کی وجہ سے منہ میں پیدا ہونے والی مہک دور کی جاسکے۔

۱۲۰۲: وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَطَرَفُ السَّوَاكِ عَلَى لِسَانِهِ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَهَذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ۔  
۱۲۰۲: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ اس حال میں کہ مسواک کا کنارہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر تھا۔  
(بخاری و مسلم)

یہ لفظ مسلم کے ہیں۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی الوضوء باب السواک و مسلم فی ابواب الطہارة باب السواک۔

**فوائد:** (۱) زبان پر مسواک کا پھیرنا مستحب ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ مسواک کو نیچے آدھے دانتوں کے درمیان رکھے پھر اس کو دائیں جانب پھیرے پھر اس کو اپنے بالائی دانتوں کی طرف لوٹائے پھر دوسری جانب والے آدھے دانتوں کی طرف لے جائے۔ پھر نیچے دانتوں کے کناروں پر گزارے پھر اوپر والے دانتوں کی طرف لے جائے جس طرح کہ پہلے گزرا۔ اس طرح مسواک کو اندر کی جی پھیرے پھر اپنے حلق کی چھت پر پھر اپنے دانتوں پر۔

۱۲: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ جَبَّ قَالَ: "السَّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ مَرْضَاةٌ" ۱۲۰۳: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مسواک منہ کو پاک کرنے والی اور رب کی

لِلرَّبِّ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَابْنُ خُزَيْمَةَ فِي صَحِيحِهِ بِإِسْنَادٍ صَحِيحَةٍ۔  
 رضا مندی کا ذریعہ ہے۔ (نسائی)  
 ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں عمدہ سند کے ساتھ نقل کیا۔

**تخریج:** رواہ النسائي في الطهارة، باب الترغيب في السواك و ابن خزيمة في صحيحه كما مر و البخاري تعليقا في الصيام۔

**اللِّغَاثُ:** مطهرة: طہارت کا سبب اور مطهرة: طہارت کا آلہ۔ رضاء: اللہ کی رضا مندی کا سبب۔

**فوائد:** (۱) مسواک منہ کی صفائی کا ذریعہ ہے۔ مزید یہ کہ اجتماعی اور انفرادی صحت کے فوائد پر مشتمل اور اللہ کی رضا مندیوں کو حاصل کرنے کا راستہ ہے کیونکہ اس سے اللہ تعالیٰ کی وہ پاکیزہ مناجات حاصل ہوتی ہیں جن کو نماز کہا جاتا ہے اس کے ساتھ ساتھ اللہ کے حکم کی اطاعت اور رسول اللہ کے حکم کی پیروی ہے۔

۱۲۰۴: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "الْفِطْرَةُ خَمْسٌ - أَوْ خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ: الْخِتَانُ وَالْإِسْتِحْدَادُ، وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ وَنَتْفُ الْإِبْطِ، وَقَصُّ الشَّارِبِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔"  
 ۱۲۰۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "فطرت کے اعمال پانچ ہیں یا پانچ چیزیں فطرت سے ہیں: (۱) ختنہ (۲) زیر ناف بال صاف کرنا (۳) ناخن کاٹنا (۴) بغل کے بال اکھاڑنا (۵) مونچھوں کے بال کٹوانا۔ (بخاری و مسلم)

"الْإِسْتِحْدَادُ: حَلْقُ الْعَانَةِ وَهُوَ حَلْقُ الشَّعْرِ الَّذِي حَوْلَ الْفَرْجِ۔"  
 "الْإِسْتِحْدَادُ: زیر ناف بال صاف کرنا اور یہ وہ بال ہیں جو شرم گاہ کے ارد گرد ہوتے ہیں۔

**تخریج:** رواہ البخاري في اللباس، باب قص الشارب و مسلم في الطهارة، باب خصال الفطرة

**اللِّغَاثُ:** الفطرة: نعت میں بغیر کسی مثال کے کسی چیز کو ایچ کرنا، بنانا اور ابتدا کرنا ہے مگر یہاں مراد وہ طبعیت ہے جس پر لوگوں کو بنایا گیا اور اس کے کرنے پر آمادہ کیا گیا۔ بعض نے کہا اس سے مراد وہ پرانا طریقہ ہے جس کو سابقہ انبیاء نے پسند کیا اور قدیم شریعتیں سب اس پر متفق ہیں گویا کہ وہ ایک فطری چیز ہے۔ خمس: بخصال فطرت میں پانچ چیزیں ہیں یہاں فطرت مراد نہیں بلکہ خصال فطرۃ مراد ہے۔ الختان: ختن کا مصدر ہے جس کا معنی کاٹنا اور مراد اس سے چمڑے کو کاٹنا ہے جو ختنے میں کاٹا جاتا ہے۔ الاستحداد: زیر ناف بال کو صاف کرنا۔ استحدا: استحد لبو ہے کی چیز کو استعمال کرنا۔ تقليم الاظفار: یہ تقلم سے تفعیل کا وزن ہے اور اس کا معنی کاٹنا ہے۔ اظفار: ظفر کی جمع ہے مراد اس سے انگلیوں کے گوشت سے بڑھنے والی ہڈی ہے۔ نتف الابط: اگنے والے بالوں کو ہم اکھاڑتے ہیں۔

**فوائد:** یہ وہ پانچ خصلتیں ہیں جو قدیم سنت ہیں اور جن کو انبیاء نے اپنایا اور ان پانچوں پر قدیم شریعتیں متفق ہیں۔ یہ وہ امور ہیں کہ جن کا تقاضا فطرت انسانی ہے۔

۱۲۰۵: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "عَشْرٌ مِنَ الْفِطْرَةِ: قَصُّ الشَّارِبِ، وَاعْفَاءُ اللَّحْيَةِ، وَالسَّوَاكُ، وَاسْتِنْشَاقُ الْمَاءِ، وَقَصُّ الْأَظْفَارِ، وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ، وَتَنْفُ الْإِبْطِ، وَخَلْقُ الْعَانَةِ، وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ" قَالَ الرَّائِي: وَنَسِيتُ الْعَاشِرَةَ إِلَّا أَنْ تَكُونَ الْمَضْمَضَةُ قَالَ وَكَيْفَ وَهُوَ أَحَدُ رَوَاتِهِ - انْتِقَاصُ الْمَاءِ: يَعْنِي الْاسْتِنْجَاءُ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

نے فرمایا دس چیزیں فطرت میں سے ہیں: (۱) مونچھوں کا کاٹنا، (۲) داڑھی کا بڑھانا، (۳) مسواک کرنا، (۴) ناک میں پانی ڈالنا، (۵) ناخن کاٹنا، (۶) جوڑوں کو دھونا، (۷) بغل کے بال اکھاڑنا، (۸) زیر ناف بال مونڈھنا، (۹) استنجا کرنا، راوی نے کہا میں دسویں بھول گیا ہوں۔ شاید کہ وہ کٹی ہو۔

وکیج جو اس حدیث کے راوی ہیں کہتے ہیں انْتِقَاصُ الْمَاءِ کا معنی استنجا کرنا ہے۔ (مسلم)

"الْبَرَاجِمُ" بِالْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ وَالْجِيمِ - وَهِيَ: عُقْدُ الْأَصَابِعِ "اعْفَاءُ اللَّحْيَةِ" مَعْنَاهُ: لَا يَقْصُ مِنْهَا شَيْئًا.

الْبَرَاجِمُ: پاکی زبر اور جیم کی زیر کے ساتھ ہے انگلیوں کے جوڑوں کو کہتے ہیں۔

اعْفَاءُ اللَّحْيَةِ: اس میں سے کچھ بھی نہیں کاٹتے تھے۔

تخریج: رواہ مسلم فی الطہارۃ، باب خصال الفطرۃ

اللَّحْيَانِ: اعْفَاءُ اللَّحْيَةِ: بالوں کو چھوڑنا اور لمبا کرنا یہ عفا الشئی سے بنا ہے جس کا معنی زیادہ اور کثیر ہونا ہے۔ استنشاق الماء: پانی کا ناک کے بالائی حصے تک پہنچانا۔ یہ استنشاق ریح سے لیا گیا جب قوت کے ساتھ آدمی اس کو اوپر کھینچے۔ الا ان تقول المضمضة: بعض نے کہا کہ شاید پانچ کے ساتھ جن میں ختنے کا تذکرہ ہوا ہے وہ مراد ہے یہی اولیٰ ہے۔ الاستنجاء: نجاست کے اثر کو مخرج سے دھو کر یا پونچھ کر زائل کرنا۔ یہ انجاء سے بنا ہے جس کا معنی چھوڑنا ہے جیسے کہتے ہیں نجاص الامر یعنی خلص منه یعنی چھوٹ گیا۔

۱۲۰۶: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "أَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَاعْفُوا اللَّحْيَ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۲۰۶: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مونچھیں کٹاؤ اور داڑھی بڑھاؤ۔" (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی اللباس، باب اعفاء اللحي بلفظ انهكوا الشوارب و اعفوا اللحي و مسلم فی الطہارۃ، باب خصال الفطرۃ۔

اللَّحْيَانِ: اعْفَاءُ الشَّوَارِبِ: یعنی اس کے اکرام کے ساتھ کاٹنے میں مبالغہ کرو۔ یہ عفاؤ کے لفظ سے لیا گیا ہے جس کا معنی اکرام و اہتمام میں مبالغہ کرنا ہے۔

فوائد: پس پورے امور کی شرعی حیثیت ذکر کی گئی اور ان کو لازم کرنے پر برا بیختہ کیا گیا۔ احکام درج ذیل ہیں:

(۱) مسواک: اس کے بارے میں مفصل بات پہلے گزری۔ (۲) مضمضہ اور استنشاق اور ان میں مبالغہ کرنا: یہ وضو اور غسل دونوں



میں مطلوب ہیں اور ضرورت کے وقت نفاذ کا تقاضا ہے۔ (۳) انگلیوں کی گرہوں کا دھونا: یعنی انگلیوں کے دھونے میں اس طرح مبالغہ کرنا کہ ان کے جوڑوں میں جمع ہونے والی میل بھی دور ہو جائے اور ان میں بدن کے وہ جوڑ بھی شامل ہیں جن میں میل پچیل جمع ہو جاتی ہے جیسے کانوں کے موڑ، کان کا اندرونی سوراخ وغیرہ۔ نفاذ کے لئے غسل کے وقت ان کی صفائی کا اہتمام مستحب ہے۔ (۴) استنجاء: نماز کا جب ارادہ کیا جائے تو یہ واجب ہے۔ اسی طرح جب نجاست پھیل جائے اور اپنی جگہ یعنی مخرج سے تجاوز کر جائے تو اس وقت بھی واجب ہے افضل یہ ہے کہ اس کو پاخانہ اور پیشاب کے وقت کیا جائے۔ یہ استنجاء نجاست کا اثر پانی کے ساتھ زائل کرنے سے یا اسی طرح ہر وہ پاک چیز جو نجاست کو اکھاڑنے والا ہو اس کے استعمال کرنے سے مثلاً پتھر اور کاغذ وغیرہ اس سے بھی زیادہ افضل یہ ہے کہ پہلے نجاست کو پانی کے علاوہ کسی اور چیز سے دور کرے۔ پھر میل نجاست کو پانی سے دھو ڈالے اس میں پانی کے علاوہ کسی دوسری چیز پر اکتفاء کرنے کے لئے شرط یہ ہے کہ نجاست اس چیز کے ساتھ زائل کرنے سے پہلے خشک نہ ہو چکی ہو اور نہ ہی اپنے میل سے نکلنے کے بعد کسی اور طرف منتقل ہو اور متجاوز ہو چکی ہو۔ بلکہ اپنی جگہ پر ہی ہو۔ (۵) ختنہ: یہ قدیم سنت ہے بخاری میں رسول اللہ کا ارشاد موجود ہے کہ ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے اسی سال کی عمر میں جب ختنے کا حکم آیا تو کلہاڑی کے ساتھ اپنا ختنہ کیا۔ جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ واجب ہے شوافعہ ساتویں دن ختنہ کرنا مستحب قرار دیتے ہیں۔ (۶) زیر ناف اور زیر بغل بالوں کا ازالہ: یہ سنت دونوں کو مونڈنے اور یا اکھاڑنے سے حاصل ہو جاتی ہے۔ افضل یہ ہے کہ ضرورت کے وقت سے ان کو مؤخر نہ کیا جائے۔ چالیس دن سے زیادہ تاخیر مکروہ ہے۔ (۷) ناخنوں کا کاٹنا: ان کو اس وقت کاٹے جب انگلی کے پور سے لمبے ہو جائیں کیونکہ ان کے نیچے میل جمع ہوتی رہتی ہے جو گندگی کا سبب بنتی ہے۔ طہارت میں اس حصہ کا دھونا فرض ہے جبکہ ناخنوں کا بڑھنا اس حصے تک پانی کے پہنچنے میں رکاوٹ کا باعث ہے کیونکہ ان کے نیچے والا حصہ وضو اور غسل دونوں میں دھونا فرض ہے۔ (۸) مونچھوں کا کاٹنا: یہ سنت ہے اور مراد اس کاٹنے سے یہ ہے کہ جو مونچھیں لمبی ہو جائیں ان کو اتنا کاٹا جائے کہ وہ اوپر والے ہونٹ کی سرخی ظاہر ہو جائے بعض نے مکمل طور پر اس کے مونڈنے کو اختیار کیا ہے اور حکمت ان کے کاٹنے یا مونڈنے اور صحیح کرنے میں نفاذ کے ساتھ ساتھ خوبصورتی کا اظہار بھی ہوتا ہے۔ (۹) داڑھی کا چھوڑنا: شوافع کے نزدیک چھوڑنا سنت ہے اور دوسروں کے نزدیک واجب ہے اس میں سنت یہ ہے کہ لمبائی میں ایک مٹھی سے زائد بالوں کو کاٹا جائے اور چوڑائی میں جو اس سے باہر نکلنے والے ہوں اور اس کو پراگندہ حالت میں لٹکا ہوا چھوڑنا تاکہ اس سے زہد ظاہر ہو مکروہ ہے اور اپنے نفس یعنی اپنے آپ کا خیال نہ کرنا۔ (۱۰) اسلام نے نفاذ و ستھرائی پر بہت زیادہ ابھارا اور جو چیز نفرت اور دوری کا باعث ہے اس سے بچنے کا حکم دیا۔ (۱۱) اسلام دین فطرت ہے جس کو شریف نفس قبول کرنے والے ہیں اور اس کی طرف متوجہ ہونے والے ہیں۔

باب: زکوٰۃ کے فرض ہونے کی تاکید

اور اس کی فضیلت اور اس کے متعلقات

۲۱۶: بَابُ تَاكِيْدِ وَجُوْبِ الزَّكَاةِ

وَبَيَانِ فَضْلِهَا وَمَا يَتَعَلَّقُ بِهَا

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔“

(البقرة) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”اور نہیں ان کو حکم دیا گیا، مگر

اس بات کا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اس کے لئے پکار کو خالص

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا

الزَّكَاةَ﴾ [البقرة: ۴۳] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَمَا

أَمْرُوآ إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ

حَنَفَاءَ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ  
وَذَلِكَ دِينُ الْقِيَمَةِ [البينة: ۵] وَقَالَ تَعَالَى:  
﴿خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ  
بِهَا﴾ [التوبة: ۱۰۳]

کرتے ہوئے یک سو ہو کر اور نماز کو قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں۔  
یہی مضبوط دین ہے۔ (البینۃ) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”تم ان کے  
مالوں میں سے صدقہ لو اور ان کو پاک کر دو اور اس کے ذریعے ان کا  
تزکیہ کرو۔“ (التوبۃ)

**حل الآیات:** اقيموا الصلوة: نماز کو اس کے اوقات میں ادا کرو۔ اس طرح کہ اس کے ارکان صحیح ہوں اور اس کی شرطیں  
پوری ہوں۔ اتوا الزکوٰۃ: زکوٰۃ دو نماز اور زکوٰۃ کو اس آیت اور دوسری آیت میں اکٹھا کر کے ان کے کامل اتصال کی طرف اشارہ  
فرمایا۔ حنفاء: ہر باطل دین سے ہٹ کر سچے دین پر قائم رہنے والے۔ دین القيمة: مستقیم شریعت یا دین ملت۔ تطہرہم:  
گناہوں اور رذائل بخل سے تم ان کو پاک کرتے ہو۔ وتزکیہم بها: تزکیہ اصل میں تطہیر کو ہی کہتے ہیں۔ صدقہ کرنے والوں کو جو ترقی  
تطہیر کے نتیجے میں مخلص مومنوں کے درجات میں حاصل ہوتی ہے وہ یہاں مراد ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: الصدقة بحرہان:  
صدقہ ایمان کی سچائی اور اخلاص کی دلیل ہے۔

۱۲۰۷: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ  
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ”بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى  
خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا  
عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَإِقَامُ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءُ  
الزَّكَاةِ، وَحَجُّ الْبَيْتِ، وَصَوْمُ رَمَضَانَ“  
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۰۷: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اسلام کی بنیاد پانچ چیزیں ہیں:  
(۱) اس بات کی گواہی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد  
صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ (۲) نماز کا قائم  
کرنا۔ (۳) زکوٰۃ ادا کرنا۔ (۴) بیت اللہ کا حج کرنا۔ (۵) رمضان  
المبارک کے روزے رکھنا۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الایمان، باب دعاء کم ایمان کم و مسلم فی کتاب الایمان، باب بیان ارکان  
الاسلام

**اللُّغَاتُ:** بنی: بنیاد رکھی گئی۔ علی خمس: یعنی پانچ بنیادوں یا ارکان پر اور علی بمعنی من ہے۔ ایتاء الزکوٰۃ: مال داروں  
کے مال میں سے مستحقین فقراء کو فرضی حصہ دینا۔

**فوائد:** (۱) زکوٰۃ اسلام کے پانچ ارکان میں سے ہے جو آدمی نصاب کا مالک ہو اس پر سال گزر جائے اس پر زکوٰۃ لازم ہوتی  
ہے۔ اس حدیث کی تشریح باب الامر بالمحافظۃ علی الصلوات المکتوبات رقم ۱۰۷۵ میں گزر چکی۔

۱۲۰۸: وَعَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدٍ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
عَنْ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ  
أَهْلِ نَجْدٍ ثَائِرُ الرَّأْسِ نَسَمِعُ دَوِيَّ صَوْتِهِ وَلَا

۱۲۰۸: حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک  
آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اہل نجد میں سے آیا جس کے  
بال پراگندہ تھے۔ ہم اس کی آواز کی گنگناہٹ تو سنتے تھے مگر ہم نہیں

سمجھتے تھے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔ یہاں تک کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے قریب ہوا۔ پس وہ آپ سے اسلام کے بارے میں دریافت کر رہا تھا۔ پس آپ نے فرمایا: ”دن اور رات میں پانچ نمازیں ہیں۔ اس نے کہا کیا مجھ پر ان کے علاوہ بھی ہے۔ آپ نے فرمایا: ”نہیں مگر یہ کہ تو نفلی نماز پڑھے۔“ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رمضان کے مہینے کے روزے۔“ پھر اس نے کہا کیا مجھ پر ان کے علاوہ بھی ہے؟ فرمایا نہیں۔ مگر یہ کہ تو نفلی روزے رکھے اور اس کے لئے رسول اللہ ﷺ نے زکوٰۃ کا ذکر کیا اس نے کہا کیا مجھ پر اس کے علاوہ بھی ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں، مگر یہ کہ تو نفلی صدقہ کرے۔ وہ آدمی یہ کہتے ہوئے واپس مڑا۔ اللہ کی قسم میں اس سے نہ اضافہ کروں گا اور نہ ان میں کمی کروں گا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر اس نے سچ کہا تو وہ کامیاب ہو گیا۔“ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی الایمان، باب الزکاة من الاسلام و الصوم، باب وجوب صوم رمضان و الشهادات وغیرھا و مسلم فی الایمان، باب بیان الصلوات النبی ہی احد ارکان الاسلام۔

**اللتخات:** جاء رجل: سیوطی کہتے ہیں کہ اس سے مراد ضام بن ثعلبہ ہیں۔ تائر الرأس: سر کے بال بکھرے ہوئے۔ نسمع دوی صوتہ: ہم سخت آواز سنتے تھے جو سمجھ نہ آتی تھی۔ خطابي کہتے ہیں کہ ادوی: ایسی بلند پے درپے آواز جو سمجھ میں نہ آئے۔ وہ اس وجہ سے کہ انہوں نے دور سے آواز دی۔ دنا: کا معنی قریب ہوا۔ الا ان تطوع: یہ اصل میں تطوع ہے دوتا ہیں۔ ایک تاء کو طا کے اندر مدغم کر دیا۔ مطلب یہ ہے کہ تم اپنی طرف سے کچھ نفلوں کا اضافہ کر لو۔ ادبر: وہ اس مقام سے دور ہوا۔ افلح ان صدق: یعنی کامیاب ہوا اور نجات پائی اگر اس نے سچ کہا۔ نو دی نے شرح مسلم میں کہا کہ اس کے لئے فلاح کو اس لئے ثابت کیا کیونکہ اس نے اس چیز کو ادا کیا جو اس کے ذمہ واجب تھا اور ذمہ داری کو پورا کرنے والا ہی مفلح ہوتا ہے کیونکہ جب وہ واجب کو ادا کرنے سے ہی کامیاب بن گیا تو واجب مستحب ادا کرنے سے وہ بدرجہ اولیٰ مفلح کامیاب بنے گا۔

**قوائد:** (۱) اللہ کی طرف دعوت اور تعلیم دینے کا آنحضرت ﷺ کی حکیمانہ ترکیب ظاہر ہوتی ہے اور ارکان اسلام کے سلسلہ میں لوگوں کو ایسی واضح تعلیم دی جو ہر قسم کی پیچیدگی سے خالی تھی۔ اسی لئے تو وہ تعلیم انسان کو کفر سے نکال کر چند لمحات میں ایمان میں داخل کرنے دینے والی تھی۔ (۲) یہ ارکان اسلام میں بھی موثر ہیں اور ان میں سستی کرنا اسلام سے نکلنے تک پہنچا دیتا ہے یا کم از کم ایمان میں اضافہ سے اس کو خارج کر دیتا ہے۔ (۳) اسلام عقیدے اور عمل دونوں چیزوں کا نام ہے بغیر ایمان کے کوئی عمل مقبول نہیں جس طرح کہ عمل کے بغیر کوئی ایمان کا وجود نہیں۔

۱۲۰۹: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا تو فرمایا: ”تم ان کو لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اور مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ کی دعوت دو۔ اگر وہ تیری بات مان لیں تو پھر ان کو اس کی دعوت دو کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر ہر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ اگر وہ اس بات کو بھی تسلیم کر لیں تو ان کو اس بات کی دعوت دو کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے مالداروں سے لے کر انہی کے غرباء کو لوٹا دی جائے گی۔“ (بخاری و مسلم)

۱۲۰۹: وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ مُعَاذًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ: ”ادْعُهُمْ إِلَى شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّي رَسُولُ اللَّهِ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ فَأَعْلِمُهُمْ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ فَأَعْلِمُهُمْ أَنَّ اللَّهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ وَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی الزکاة باب وجوب الزکاة و مسلم فی کتاب الایمان باب الدعاء الی الشہادتین و شرائع الاسلام

**اللَّغَاتُ:** بعث بعضهم: حضرت معاذ بن جبلؓ بڑے جلیل القدر صحابی ہیں ان کے حالات کتاب کے آخر میں دیکھیں۔ آنحضرت نے ان کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا اور بعض اصحاب کو معلم اور قاضی بنا کر۔ افتراض: فرض کیا اور فعل کے صیغے میں افتراض کے صیغے تک اور فعل کا صیغہ افتعل کی طرف عدول کر گیا تا کہ فرض چیز کی اہمیت کی طرف اشارہ کیا جاسکے تروء الی فقراء ہم: علامہ ابن عسلاں فرماتے ہیں کہ صرف ان پر اکتفا کیا۔ اسکے باوجود کہ زکوٰۃ کے مستحقین کی تمام قسمیں آیت میں مذکور ہیں۔ انما الصدقات: اسلئے کہ فقراء کا اغناء سے تقابل کیا گیا اور اسلئے بھی کہ فقراء زیادہ ہیں اور اضافت کا تقاضا یہ ہے کہ کافر کو زکوٰۃ دینا ممنوع ہے۔

**فوائد:** (۱) اسلام کی طرف دعوت میں تدریجی صورت اختیار کی گئی اور ایک کے بعد دوسرے رکن کو مضبوطی سے تھامنے کا حکم دیا گیا تا کہ لوگ اکٹھے بیان کرنے کی وجہ سے ان کی کثرت دیکھ کر نفرت نہ کرنے لگ جائیں۔ سب سے پہلی چیز جس کا دعوت میں بیان کرنا ضروری ہے وہ توحید ہے کیونکہ وہ دین کی جڑ ہے اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اعتراف کئے بغیر کوئی چیز بھی درست نہیں۔ (۲) اس حدیث کی تشریح باب المحافظة علی الصلوات المکتوبات میں گزر چکی۔

۱۲۱۰: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے حکم ہوا کہ میں لوگوں سے لڑتا رہوں یہاں تک کہ وہ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد رسول اللہ ﷺ کے رسول ہیں اور نماز قائم کریں، زکوٰۃ ادا کریں۔ جب وہ ایسا کر لیں تو انہوں نے مجھ سے اپنے خونوں اور مالوں کو محفوظ کر لیا مگر اسلام کے حق کے ساتھ اور ان کا حساب اللہ کے

۱۲۱۰: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”أُمِرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ، وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ، فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّ الْإِسْلَامِ

پہر د ہے۔“ (بخاری و مسلم)

وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی الایمان باب فان تابوا واقاموا الصلوة واتوا الزکوة فخلوا سبیلهم وغیره و مسلم فی

کتاب الایمان باب الامر یقتال الناس حتی یقولوا لا اله الا الله محمد رسول الله۔

**اللُّغَاتُ:** ان اقاتل: یعنی کافروں سے میں لڑوں نہ کہ اہل ذمہ وارجوان کے ساتھ ملحق ہیں۔ عصموا: انہوں نے روک دیا اور محفوظ کر لیا۔ الا بحق الاسلام: یعنی اسلام کے احکامات کو نافذ کرنے کے لئے ان لوگوں پر جنہوں نے حدود اللہ میں سے کسی حد کا ارتکاب کیا مثلاً قصاص شادی شدہ ہو کر زنا یا ارتداد۔

**فوائد:** (۱) دشمن کے ساتھ جہاد اس وقت تک کیا جائے گا جب تک کہ وہ اسلام کے شعائر اور اس کے بنیادی ارکان کا اعلان کریں یا اس کے نظام کے تابع ہو جائیں۔ زکوٰۃ اسلام کے بنیادی شعائر میں سے ہے اور ارکان اسلام میں سے ایک رکن ہے۔

۱۲۱۱: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا تَوَفَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ - وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: كَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "أُمِرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَمَنْ قَالَهَا فَقَدْ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللَّهِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَاللَّهِ لَا أَقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ، فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ - وَاللَّهُ لَوْ مَنَعُونِي عَقَالًا كَانُوا يُوَدُّونَهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَقَاتَلْتَهُمْ عَلَى مَنَعِهِ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: فَوَ اللَّهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُ اللَّهَ قَدْ شَرَحَ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۱۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی اور ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو عرب کے بعض قبیلے کافر ہو گئے۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ کیسے ان لوگوں سے لڑیں گے۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے حکم ہے کہ میں لوگوں سے لڑتا رہوں یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہیں جس نے یہ کہہ دیا اس نے اپنا مال اور اپنی جان مجھ سے محفوظ کر لی، مگر اسلام کے حق کے ساتھ اور اس کا حساب اللہ پر ہے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: ”اللہ کی قسم میں ضرور ان لوگوں سے لڑوں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرے گا۔ بیشک زکوٰۃ مالی حق ہے۔ اللہ کی قسم اگر وہ اونٹ کو باندھنے والی رسی جو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں دیتے تھے وہ بھی روکیں گے تو اس کے روکنے پر میں ان سے جہاد کروں گا۔“ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: ”اللہ کی قسم زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ میں نے دیکھ لیا کہ اللہ تعالیٰ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سینے کو قتال کے لئے کھول دیا ہے پس میں نے جان لیا کہ وہی حق ہے۔“ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی الزکوة باب وجوب الزکوة و مسلم فی کتاب الایمان باب الامر یقتال الناس حتی

یقولوا لا اله الا الله محمد رسول الله

**اللُّغَاتُ:** ابو بکر: ان کا نام عبداللہ بن ابی قحافہ ہے ان کے حالات کتاب کے آخر میں دیکھیں اور اسی طرح فاروق اعظم رضی



اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات بھی۔ کفر: یعنی مرتد ہوا۔ فرق بین الصلوٰۃ و الزکوٰۃ: یعنی ان دونوں میں سے ایک کے وجوب کا انکار کیا یا ان دونوں میں سے کسی ایک کے کرنے خود کو باز رکھا یا رک گیا۔ عقاب: وہ رستی جس سے اونٹ کو باندھا جاتا ہے۔ دوسری روایت میں عنافا وجد یا یعنی بھیڑ بکری کا بچہ مذکور ہے۔

**فوائد:** (۱) ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قتال مرتدین کے سلسلہ میں سچا عزم اور نماز و زکوٰۃ کے سلسلے میں فرق کرنے والے کے متعلق ان کی گہری سمجھ ظاہر ہوتی ہے۔ (۲) زکوٰۃ کا انکار کرنے والوں سے قتال اور اس کے منکرین کی تکفیر اسلئے کی جائے گی کیونکہ اس کا ضروریات دین میں سے ہونا مشہور ہے۔ (۳) قیامت کے دن سب سے پہلا مطالبہ مؤمن سے نماز کا ہوگا کہ وہ بدنی عبادت ہے پھر زکوٰۃ کا کیونکہ وہ مالی عبادت ہے۔ (۴) اترنے والے مصائب میں اجتہاد اور مناظرہ اور حق کی طرف رجوع کر لینا چاہئے۔

۱۲۱۲: وَعَنْ أَبِي أَيُّوبَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ يَدْخِلُنِي الْجَنَّةَ قَالَ: "تَعْبُدُ اللَّهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ، وَتَصِلُ الرَّحِمَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۲۱۲: حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: ”مجھے ایسا عمل بتلائیں جو مجھے جنت میں داخل کر دے“۔ آپؐ نے فرمایا: ”تو اللہ کی عبادت کر، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر، نماز کو قائم کر، زکوٰۃ ادا کر اور صلہ رحمی کر۔“ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی الزکوٰۃ، باب وجوب الزکوٰۃ و مسلم فی کتاب الایمان، باب بیان الایمان الذی یدخل الجنۃ۔

**اللغزات:** تصل الرحم: یعنی رشتہ داروں کے ساتھ تو صدقات اور معاونت کے ساتھ میل جول رکھے۔

**فوائد:** (۱) مذکورہ سارے معاملات کی نگہبانی کرنا مؤمن کے درجے کو جنت میں بڑھا دیتا ہے۔ (۲) صلہ رحمی پر آمادہ کیا گیا۔

۱۲۱۳: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ أَعْرَابِيًّا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ دَلَّنِي عَلَى عَمَلٍ إِذَا عَمِلْتُهُ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَالَ: "تَعْبُدُ اللَّهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ الْمَفْرُوضَةَ، وَتَصُومُ رَمَضَانَ" قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا أَزِيدُ عَلَى هَذَا - فَلَمَّا وَلَّى قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى هَذَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۲۱۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے ایسا عمل بتلا دیں کہ جسے میں جب کر لوں تو جنت میں داخل ہو جاؤں۔ آپؐ نے فرمایا: ”تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کر اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنا اور تو نماز کو قائم کر اور فرض زکوٰۃ ادا کر اور رمضان کے روزے رکھ۔ اس نے کہا ”مجھے اس ذات کی قسم ہے کہ جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ میں اس پر اضافہ نہ کروں گا۔“ جب وہ مڑ کر چل دیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو پسند کرے کہ کسی جنتی آدمی کو دیکھے تو وہ اس کو دیکھ لے۔“ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی الزکوٰۃ، باب وجوب الزکوٰۃ و مسلم فی کتاب الایمان، باب بیان الایمان الذی یدخل بہ

الحنة۔

**الْخَنَائِثُ** : و الذی نفسی بیدہ : یعنی اس کی قدرت کے ساتھ یا اس کے ہاتھ میں ہے اور ہم اس ہاتھ کی حقیقت کو نہیں پہچانتے۔ ولی : پیٹھ موڑی۔ الی رجل من اهل المدينة : یہ پیغمبر ﷺ کی طرف سے اس دیہاتی کو خوش خبری دی گئی ہے۔ علامہ برماوی کہتے ہیں کہ اس میں یہ فرمایا گیا کہ جن کو جنت کی بشارت دی گئی ہو دس سے زیادہ ہیں جیسا کہ روایت حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما اور ان کی والدہ اور ان کی دادی کے بارے میں منقول ہے اور ازواج مطہرات کے بارے میں موجود ہے اس لئے عشرہ والی بشارت کو ایک طرف بشارت پر محمول کیا جائے گا۔ یا بشرہ کے لفظ سے یاد دس سے ملتا ایسا عدد ہے جس میں زائد کے مل جانے کی نفی نہیں ہے۔ یعنی مطلقاً کثرت مراد ہے۔

**فوائد** : (۱) نبی اکرم ﷺ نے نئے دیہاتیوں کے مسلمان ہونے پر ان کو صرف واجبات کے کرنے کی تلقین فرماتے۔ طبرانی کہتے ہیں یہ اور اسی قسم کی حدیث میں خطاب ان دیہاتیوں سے کیا گیا جو نئے مسلمان ہوئے تھے اس لئے ان سے واجبات کی ادائیگی پر اکتفا کیا گیا تاکہ ان پر بوجھل نہ ہو جس سے وہ اکتا جائیں۔ جب ان کے سینے دین کی سمجھ کے لئے کھل جائیں گے اور دینی مستجاب سے ثواب حاصل کرنے کی حرص پیدا ہوگی تو ان پر لازم کر دی جائیں گی۔

۱۲۱۴ : وَعَنْ جَوْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : بَايَعْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَلَى إِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِتَاءِ الزَّكَاةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
۱۲۱۳ : حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت نماز کے قائم کرنے، زکوٰۃ کے ادا کرنے اور ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنے پر کی۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج** : رواہ البخاری فی کتاب الزکاة، باب البیعة علی ایتاء الزکاة و مسلم فی کتاب الایمان، باب بیان ان الدین النصیحة۔

**الْخَنَائِثُ** : بايعة : میں نے معاہدہ کیا اس کو میں نے لازم پکڑا۔ والنصح لكل مسلم : ہر مسلمان کے لئے نصیحت۔ نصیحت نصح سے ہے اور وہ خلوص کو کہتے ہیں۔ عرب کے لوگ کہتے ہیں نصح الاصل، جب کہ موم سے اس کو الگ کر لیا جائے اور نصیحت شرعی لحاظ سے یہ ہے جس آدمی کو نصیحت کی جائے اس کے متعلق خیر کا ارادہ اور بھلائی کی طرف اس کی رہنمائی کی جائے۔

**فوائد** : (۱) تمام لوگوں کے ساتھ خیر خواہی کرنی چاہئے۔ (۲) دین کا اطلاق عمل پر بھی ہوتا کیونکہ آپؐ نے فرمایا : الدین النصیحة۔ (۳) اس حدیث میں نماز اور زکوٰۃ دو ارکان پر زیادہ شہرت کی وجہ سے اکتفا کیا۔ حدیث میں ایسے الفاظ بھی ہیں جو عموم کو فائدہ دیتے ہیں اور تمام ارکان کو شامل ہیں۔ صحیح بخاری میں ہے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کی اس شرط پر بیعت کی کہ آپؐ کی بات سنوں گا اور اطاعت کروں گا۔ پس آپؐ نے مجھے تلقین فرمائی کہ جس حد تک تم طاقت رکھتے ہو۔ (اس حد تک اطاعت کرو) اور ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی برتو۔ اس حدیث کی شرح، باب النصیحة رقم ۱۸۳/۲

۱۲۱۵ : وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ : حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا : ”جو

سونے چاندی کا مالک ہے اور اس کا حق ادا نہیں کرتا تو قیامت کا دن سونے اور چاندی کے آگ کے تختے بنا کر ان کو جہنم کی آگ میں گرم کیا جائے گا اور اُس کے ساتھ اس کے پہلو، پیشانی اور پشت کو داغا جائے گا۔ جب وہ ٹھنڈی ہو جائیں گی تو انہیں دوبارہ لوہا کر جہنم میں گرم کیا جائے گا ایسے دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔ یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے پھر وہ جنت یا جہنم کا راستہ دیکھ لے گا۔ عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ اونٹوں کے بارے میں فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: اونٹوں کا مالک جو ان میں سے ان کا حق ادا نہیں کرتا۔ ان کے حقوق میں سے ایک حق یہ ہے کہ پانی کے گھاٹ پر باری کے دن ان کا دودھ دودھ کر ضرورت مندوں میں بانٹ دیا جائے۔ جب قیامت کا دن آئے گا تو چنیل میدان میں اس کو منہ کے بل لٹا دیا جائے گا اور وہ اپنے اونٹوں میں سے ایک کو بھی گم نہ پائے گا اور وہ اپنے پاؤں سے اس کو روندیں گے اور منہ سے اس کو کاٹیں گے۔ جب ان کا پہلا حصہ گزر جائے گا تو پچھلوں کو اس پر لوٹایا جاتا رہے گا ایک ایسے دن میں کہ جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔ یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے۔ پھر وہ اپنا جنت یا جہنم کی طرف کا راستہ دیکھ لے گا۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ گائے اور بکریوں کے بارے میں؟ فرمایا: ”جو بکریوں اور گایوں کا حق ادا نہیں کرتا تو قیامت کے دن ایک چنیل میدان میں اس کو منہ کے بل گرادیا جائے گا اور وہ ان میں سے کسی ایک کو بھی گم نہ پائے گا اور ان میں کوئی بھی نہ مڑے ہوئے سینگوں والی ہوگی نہ بے سینگ اور نہ ٹوٹے ہوئے سینگوں والی ہوگی (بلکہ سب سینگوں والی ہوں گی) وہ اس کو اپنے سینگوں سے ماریں گی اور اپنے کھروں سے اس کو روندیں گی۔ جب ان کا پہلا گروہ گزر جائے گا تو آخر تک اس کو لوٹایا (یعنی بار بار) جاتا رہے گا ایک ایسے دن میں کہ جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔ یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے گا۔ پھر وہ جنت

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "مَا مِنْ صَاحِبٍ ذَهَبٍ وَلَا فِضَّةٍ لَا يُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ صُفِّحَتْ لَهُ صَفَائِحُ مِنْ نَارٍ فَأُحْمِي عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَيُكْوَى بِهَا جَنْبُهُ، وَجَبْهُ، وَظَهْرُهُ كُلَّمَا بَرَدَتْ أُعِيدَتْ لَهُ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيَرَى سَبِيلَهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ" قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ فَأَلْبِلُ؟ قَالَ: "وَلَا صَاحِبِ اِبِلٍ لَا يُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا وَمِنْ حَقِّهَا حَلْبُهَا يَوْمَ رُدِّهَا إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ بَطَّحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرَقَرٍ أَوْ قَرَمًا كَانَتْ لَا يَفْقِدُ مِنْهَا قَصِيلاً وَاحِداً تَطْوُهُ بِأُخْفَافِهَا، وَتَعَصُّهُ بِأَفْوَاهِهَا كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ أُولَاهَا رُدَّ عَلَيْهِ أُخْرَاهَا فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيَرَى سَبِيلَهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ" قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَالْبَقَرُ وَالْغَنَمُ؟ قَالَ: "وَلَا صَاحِبِ بَقَرٍ وَلَا غَنَمٍ لَا يُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ بَطَّحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرَقَرٍ لَا يَفْقِدُ مِنْهَا شَيْئاً لَيْسَ فِيهَا عَقْصَاءٌ وَلَا جُلْحَاءٌ وَلَا عُضْبَاءٌ تَنْطَحُهُ بِقُرُونِهَا وَتَطْوُهُ بِأُظْلَافِهَا كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ أُولَاهَا رُدَّ عَلَيْهِ أُخْرَاهَا فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيَرَى سَبِيلَهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ" قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ فَالْخَيْلُ؟ قَالَ: "الْخَيْلُ ثَلَاثَةٌ:

یاد دوزخ کی طرف اپنا راستہ دیکھ لے گا۔“ عرض کیا گیا یا رسول اللہ گھوڑوں کے بارے میں فرمائیں؟ فرمایا ”گھوڑے تین قسم کے ہیں (۱) جو آدمی پر بوجھ ہیں۔ (۲) جو آدمی کیلئے پردہ ہیں (۳) جو آدمی کیلئے اجر ہیں۔ ان میں سے بوجھ وہ ہیں جن کو اس نے دکھاوے اور فخر اور اہل اسلام کو تکلیف پہنچانے کیلئے باندھا ہے۔ (۲) وہ گھوڑے اس کیلئے پردہ ہیں جن کو اس نے اللہ کی راہ میں باندھا۔ پھر اللہ کا حق اُن کے متعلق نہ بھلایا وہ سواری کے طور پر اس کیلئے پردہ ہیں (۳) اور وہ گھوڑے اجر ہیں جو اس نے مسلمانوں کیلئے کسی چراگاہ یا باغ میں باندھ رکھے ہیں۔ وہ اس چراگاہ یا باغ میں سے جو چیز بھی کھاتے ہیں تو ان کے کھانے کی تعداد کے برابر اور اس کیلئے ان کے گوبر اور پیشاب کی گنتی کے برابر نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور وہ اپنی رستی نہیں تڑاتے کہ جس سے کسی ایک ٹیلے یا دو ٹیلوں پر وہ چڑھیں تو اس کے بدلے میں بھی اللہ ان کے قدموں کے نشانات اور گوبر کی مقدار کے برابر نیکیاں لکھ دیتے ہیں اور اس کا مالک جس نہر کے پاس سے لے کر ان کو گزرتا ہے اور وہ ان کا پانی پیتے ہیں۔ خواہ مالک ان کو نہ پلانا چاہے تو اللہ اس کے بدلے میں بھی نیکیاں لکھ دیتے ہیں۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ گدھے کے بارے؟ فرمایا: ”گدھے کے متعلق کوئی حکم مجھ پر نہیں اتارا گیا مگر یہ کہ یہ خاص آیت جو جامع ہے کہ جو آدمی کوئی ذرہ بھرنیکی کرتا ہے وہ اس کو دیکھ لے گا اور جو ذرہ بھر برائی کرتا ہے وہ اس کو دیکھ لے گا۔ (بخاری و مسلم)

هِيَ لِرَجُلٍ سِتْرٌ ، وَهِيَ لِرَجُلٍ أَجْرٌ - فَأَمَّا الَّتِي هِيَ لَهُ وَزَّرَ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا رِبَاءً وَقَفُورًا وَنَوَاءً عَلَى أَهْلِ الْإِسْلَامِ فَهِيَ لَهُ وَزَّرٌ ، وَأَمَّا الَّتِي هِيَ لَهُ سِتْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ لَمْ يَنْسَ حَقَّ اللَّهِ فِي ظُهُورِهَا وَلَا رِقَابِهَا فَهِيَ لَهُ سِتْرٌ ، وَأَمَّا الَّتِي هِيَ لَهُ أَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ فِي مَرْجٍ أَوْ رَوْضَةٍ فَمَا أَكَلَتْ مِنْ ذَلِكَ الْمَرْجِ أَوْ الرَّوْضَةِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا كُتِبَ لَهُ عَدَدُ مَا أَكَلَتْ حَسَنَاتٍ وَكُتِبَ لَهُ عَدَدُ أَرْوَائِهَا أَبْوَالِهَا حَسَنَاتٍ ، وَلَا تَقْطَعُ طَوْلُهَا فَاسْتَنْتَ شَرَفًا أَوْ شَرْقِينَ إِلَّا كُتِبَ اللَّهُ لَهُ عَدَدُ آفَارِهَا وَأَرْوَائِهَا حَسَنَاتٍ ، وَلَا مَرَّ بِهَا صَاحِبُهَا عَلَى نَهْرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَا يُرِيدُ أَنْ يَسْقِيَهَا إِلَّا كُتِبَ اللَّهُ لَهُ عَدَدُ مَا شَرِبَتْ حَسَنَاتٍ قِيلَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ فَالْحُمْرُ؟ قَالَ : «مَا أُنْزِلَ عَلَى فِي الْحُمْرِ شَيْءٌ إِلَّا هَذِهِ الْآيَةُ الْفَازَةُ الْجَامِعَةُ» ﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ﴾ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَهَذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ -

**تخریج:** رواه البخاری فی الزکاة باب اثم مانع الزکاة مختصراً و مسلم فی کتاب الزکاة باب اثم مانع الزکاة

**التَّحَاثُّ:** لا یزدی منها حقها : یعنی اس میں سے واجب حق یعنی زکوۃ۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿وَالَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُومٌ﴾ وہ لوگ جن کے مال میں مقررہ حق ہے۔ صفحت لہ صفائح : یعنی اس کو چپنا کیا جائے گا۔ صفائح صفیحة کی جمع ہے لوہے سے جو چادر ڈالی جائے۔ فاحمی علیہا : اس پر آگ جلائی جائے گی۔ یہاں تک کہ وہ خود آگ کی طرح اور سخت گرم ہو جائے گی۔ اعدت لہا : گرم اور تپتے ہوئے اس پر لوٹ آیا مراد اس سے ہمیشہ کی سزا اور اس لوہے کی چادر میں حرارت کی شدت کا ہمیشہ رہنا ہے۔ فالابل : یعنی اونٹوں کا کیا حکم ہے کیونکہ ہم سونے چاندی کا حکم تو معلوم کر چکے۔ یوم وردھا : یعنی ان کے حیات پر

آنے کے دن۔ تاکہ ان کا دودھ دودھیا جائے اور آنے جانے والوں کو ان کا دودھ پلایا جائے۔ بطح: کا معنی چہرے کے بل ڈالا جائے  
گالغٹ میں کھینچنے اور دراز کرنے کے معنی میں ہے اور جائز ہے کہ یہ پشت یا چہرے کے بل ہو اور یہ تفسیر بخاری کی روایت کے ساتھ  
موافق ہے۔ تخیط و جھہ باخافہا: وہ اس کے چہرے کو اپنے پاؤں سے روندیں گے۔ بقاء قرقر: وسیع اور برابر صحرا۔ فصیلاً:  
اونٹنی کا بچہ اس کے بعد اس کی ماں سے جدا کر دیا جائے۔ عقصار: جن کے سینگ گولائی میں لپٹے ہوئے ہوں۔ جلدحاء: جس بکری  
کے سینگ نہ ہوں عضباء: ٹوٹے ہوئے سینگ والی مقصد یہ ہے کہ وہ گائے اور بکری جس کے سینگ سلامت ہوں۔ ان کو بڑا کر دیا  
جائے گا جس سے وہ ان کو سزا دیں گے۔ باظلافہا: کا معنی اپنے کھروں کے ذریعے۔ اس سے مراد گائے بکری اور ہرن کے کھر ہیں  
اور اونٹ کے لئے خف کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ لرجل وزر: آدمی کو گناہ ہوگا۔ و لرجل ستر: یعنی اس کی وجہ سے اس کی تنگ  
دستی اور فقر چھپی رہے گی۔ ونواء: دشمنی اور لڑائی کے لئے۔ موج: کا معنی وہ زمین جس میں نباتات اور گھاس ہو۔ الاکتب له عدد  
ما اكلت حسنات: یعنی ملائکہ نیکی کے صحیفہ میں اس مقدار سے نیکیاں لکھتے ہیں جتنی دیر گھوڑا چراگاہ سے نباتات چرتا ہے۔ لا تقطع  
طولها: اس لمبی رسی کو کہا جاتا ہے جس کی ایک طرف کیلے وغیرہ میں باندھی جاتی ہے اور دوسری طرف رسی گھوڑے کی اگلی یا پچھلی ٹانگ  
میں باندھی جاتی ہے تاکہ وہ اس میں گھوسے اور اس کے ارد گرد چرے۔ حمر: جمع حمار کی گدھا۔ الغاظة: کا معنی اپنے معنی میں منفرد  
ہے۔ الجامعة: جو بھلائی کے تمام ابواب پر مشتمل ہے۔ سورة الزلزال آیت ۵ مثقال ذرة چھوٹی جیونٹی کے وزن کے برابر یا ذرے  
کی کسی چیز کے برابر۔

**فوائد :** (۱) زکوٰۃ ادا نہ کرنے سے ڈرایا گیا اور بخلاء اور زکوٰۃ کا انکار کرنے والوں کا انجام ذکر کیا گیا کہ وہ قیامت کے ان ہی مالوں اور چوپائیوں کے ذریعے عذاب دیئے جائیں گے جن کی زکوٰۃ سے انہوں نے منع کیا تا کہ وہ ان کے لئے حسرت کا باعث ہو۔

٢١٧ : بَابُ وَجُوبِ صَوْمِ رَمَضَانَ

وَبَيَانَ فَضْلِ الصَّيَامِ وَمَا يَتَعَلَّقُ بِهِ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى : ﴿ زَيَّاتُهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُفِبَ

عَلَيْكُمْ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ

قِيلَ لَكُمْ ﴿٤٦﴾ إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى : ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ

الَّذِي أَنْزَلَ فِيهِ الْقُرْآنَ هَدًى لِلنَّاسِ

وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ

مِنْكُمْ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ، وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا ، أَوْ

عَلَى سَفَرٍ ، فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ﴿١٠٠﴾

[البقرة: ١٨٣] الآية.

[البقرة: ١٨٣] الآية.

باب: رمضان کے روزے کی فرضیت اور روزوں

## کی فضیلت اور اس کے متعلقات کا بیان

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے

گئے۔ جس طرح کہ ان لوگوں پر فرض ہوئے جو تم سے پہلے ہوئے

..... الی قولہ تعالیٰ ..... رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن مجید اتارا

گیا ہے۔ جو لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور ہدایت کے دلائل اور

معجزات پس جو شخص تم میں سے رمضان پالے۔ پس چاہئے کہ وہ اس

کا روزہ رکھے اور جو بیماری یا سفر کی حالت میں ہو وہ دوسرے دنوں

میں گنتی پوری کر لے۔“



حل الآيات : کتب کا معنی فرض کئے گئے۔ الصیام : لغت میں رک جانا اور شرح میں طلوع صبح صادق سے غروب آفتاب تک خاص نیت کے ساتھ منقرات سے بچنا۔ یہ ہجرت کے دوسرے سال فرض ہوئے۔ کما کتب علی الذین من قبلکم : یعنی تمہاری طرح یہ انبیاء اور دوسری امتوں پر آدم علیہ السلام سے لے کر تمہارے زمانے تک فرض کئے گئے تھے۔ علامہ ابن حجر نے فرمایا کہ تشبیہ مطلق روزے میں ہے مقدار اور زمانے میں نہیں۔

وَأَمَّا الْآحَادِيثُ فَقَدْ تَقَدَّمَتْ فِي الْبَابِ

الَّذِي قَبْلَهُ۔

احادیث کچھ سابقہ باب میں گزر چکی ہوں۔

۱۲۱۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ جل شانہ فرماتے ہیں آدم کے بیٹے کا ہر عمل اس کے لئے ہے سوائے روزے کے۔ پس وہ میرے لئے ہے اور میں اس کا بدلہ دوں گا۔ روزے ڈھال ہیں۔ جب تم میں سے کسی کے روزے کا دن ہو تو وہ جماع کی باتیں نہ کرے اور نہ شور مچائے۔ اگر کوئی اس کو گالی دے یا اس سے لڑے تو اسے کہہ دے۔ بے شک میں روزہ دار ہوں۔ اس ذات کی قسم ہے کہ محمد (ﷺ) کی جان جس کے قبضہ میں ہے۔ روزہ دار کے منہ کی بواللہ تعالیٰ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ روزہ دار کو دو خوشیاں ملتی ہیں جن سے وہ خوش ہوتا ہے: ایک روزہ افطار کے وقت اور جب اپنے رب سے ملے گا تو خوش ہوگا۔ (بخاری و مسلم) یہ بخاری کے لفظ ہیں اس کی دوسری روایت ہے میں یہ الفاظ ہیں کہ روزہ دار اپنا کھانا پینا اور خواہش میری خاطر چھوڑتا ہے۔ روزہ میرے لئے ہیں اور میں اس کا بدلہ دوں گا۔ اور نیکی کا بدلہ دس گنا سے سات سو گنا تک ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”مگر روزہ پس یہ میرے لئے ہیں اور میں اس کا بدلہ دوں گا۔ روزہ دار نے اپنی شہوت اور کھانا میری خاطر چھوڑا۔ روزہ دار کو دو خوشیاں میسر ہوتی ہیں۔ ایک خوشی افطار کے وقت اور دوسری خوشی اپنے رب سے ملاقات کے وقت ہوگی۔ البتہ اس میں منہ کی بواللہ تعالیٰ کے ہاں کستوری سے زیادہ پاکیزہ ہے۔“

۱۲۱۶: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ”كُلُّ عَمَلٍ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصِّيَامَ فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزَى بِهِ - وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ فَإِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمٍ أَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصُحَبْ فَإِنْ سَابَّهُ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ: إِنِّي صَائِمٌ - وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَخُلُوفٌ فِيمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ - لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ يَفْرَحُهُمَا إِذَا أَفْطَرَ فَرِحَ ، وَإِذَا لَقِيَ رَبَّهُ فَرِحَ بِصَوْمِهِ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَهَذَا لَفْظُ رِوَايَةِ الْبُخَارِيِّ - وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ: ”يَتْرُكُ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ ، وَشَهْوَتَهُ مِنْ أَجْلِ الصِّيَامِ لِي وَأَنَا أَجْزَى بِهِ ، وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِ مِائَةٍ ضِعْفٍ - قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ”إِلَّا الصَّوْمَ فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزَى بِهِ: يَدْعُ شَهْوَتَهُ وَطَعَامَهُ مِنْ أَجْلِ - لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهِ ، وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهِ وَلَخُلُوفٌ فِيهِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ“

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الصیام، باب وجوب صوم رمضان و مسلم فی کتاب الصیام، باب فضل

الصوم۔

اللَّحَائِثُ: الا الصوم فانه لى : یعنی میرے ساتھ اس میں کوئی اور شریک نہیں۔ انا اجری بہ : میں بذات خود اس کا اجر دینے کی ذمہ داری لوں گا کسی دوسرے کے سپرد نہ کروں گا۔ الصوم جنة : جنت ہر اس چیز کو کہا جاتا ہے جو ڈھانپنے روزے کا جنت ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ شہوات سے بچاؤ کا سبب ہے اس لئے آگ سے بھی یہ بچاؤ ہے کیونکہ آگ شہوات سے گھری ہوئی ہے۔ فلا یرث : رشت سے مراد اس حدیث میں بخش اور ردی کلام ہے۔ ولا یصخب : وہ صحیح نہ ہوگا اور اس کی غلطیاں زیادہ ہوں گی۔ لخلوف : منہ کے اندر روزے کی وجہ سے مہک کا بدلنا۔

فوائد : (۱) روزے کی فضیلت بیان کی گئی۔ روزے کے آداب میں سے یہ ہے روزہ رکھنے والا آدمی گناہ سے محفوظ رہتا ہے اور آخرت میں عذاب سے بچا لیا جاتا ہے۔ (۲) روزے کے آداب میں سے یہ ہے کہ بے حیائی کی گفتگو نہ کرے اور لوگوں کو ایذا دینے پر صبر کرے۔ (۳) اور ان کی زیادتی کے مقابلہ میں صبر و احسان سے کام لے۔ (۴) منہ کی بو کی وجہ سے روزہ اللہ کی بارگاہ میں خوشبو والا اور روزے دار کو خوش کرنے والا ہے۔

۱۲۱۷: وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ نُودِيَ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ: يَا عَبْدَ اللَّهِ هَذَا خَيْرٌ فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرِّيَّانِ، وَمِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: يَا أَبَى أَنْتَ وَآمِي يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا عَلَى مَنْ دُعِيَ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ فَهَلْ يُدْعَى أَحَدٌ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ كُلِّهَا؟ فَقَالَ: نَعَمْ وَأَرْجُوا أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۱۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں کسی چیز کا جوڑا خرچ کرے گا اس کو جنت کے دروازوں سے آواز دی جائے گی۔ اے اللہ کے بندے! یہ بہتر ہے۔ پس جو نماز والوں میں سے ہوگا اس کو نماز کے دروازہ سے بلایا جائے گا اور جو اہل جہاد سے ہوگا اس کو جہاد کے دروازہ سے بلایا جائے گا۔ جو روزہ داروں میں سے ہوگا اس کو باب ریان سے بلایا جائے گا جو صدقہ والوں میں سے ہوگا اس کو صدقہ کے دروازے سے بلایا جائے گا۔ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں جس کو ان دروازوں میں سے کسی سے پکارا جائے اس کو تو کچھ نقصان نہیں۔ کیا کوئی ایسا بھی ہوگا جس کو ان تمام دروازوں سے بلایا جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہاں! مجھے امید ہے کہ تو انہیں میں سے ہے۔" (بخاری و مسلم)

تخریج : رواہ البخاری فی کتاب الصوم، باب الریان الصائمین وغیرہ و مسلم فی کتاب الزکاة، باب من جمع لصدقة و اعمال البر۔

اللَّحَائِثُ: زوجین: جوڑا بعض روایات میں و مازوجان کے لفظ بھی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ دو گھوڑے دو بچھڑے یا دو اونٹ

اور ممکن ہے کہ یہ روایت تمام اعمال خیر میں ہو جیسے دو نمازیں یا دو دن کے روزے یا ایک صدقہ دوسرے صدقے کے ساتھ ملانا۔  
 الزوج: قسم۔ الریان: فعلان کے وزن پر ہے اور اری سے بنا ہے۔ عطشان: یعنی پیاس اس کا عکس ہے۔ مطلب یہ ہے کہ روزہ دنیا میں اپنے آپ کو پیاسا رکھنے کے باعث جنت کے باب الریان سے داخل کئے جائیں گے تاکہ جنت میں پہنچنے سے پہلے وہ پیاس سے محفوظ رہیں۔ من ضرورۃ: یعنی کمی یا نقصان کیونکہ وہ انتہا جس تک وہ پہنچے گا وہ دخول جنت ہے۔ ارجوا ان تکون منہم: مجھے توقع ہے علماء نے فرمایا۔ پیغمبر ﷺ کا اللہ سے امید کرنے کا مطلب واقعہ ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے بارگاہ الہی میں ارجوا کا لفظ بطور ادب الہی کے کہا۔

**فوائد:** ابوبکر کی فضیلت ذکر کی گئی کہ نیکی کے تمام اعمال اس کے لئے جمع ہیں۔ اسی لئے ان کی شرف و عظمت کے پیش نظر ان کو جنت کے تمام دروازوں سے بلایا جا رہا ہے۔ (۲) انسان کے منہ پر تعریف اس وقت جائز ہے جب کہ اس کے بارے میں خود پسندی کا خطرہ نہ ہو۔

۱۲۱۸: وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
 عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ  
 الرِّيَّانُ يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُونَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ لَا  
 يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ فَإِذَا دَخَلُوا أُغْلِقَ قَلَمٌ  
 يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
 ۱۲۱۸: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک جنت میں ایک دروازہ ہے جس کو ریان کہا جاتا ہے اس سے روزہ دار قیامت کے دن داخل ہوں گے۔ ان کے سوا اس سے کوئی داخل نہ ہوگا۔ پس جب وہ داخل ہو چکیں گے تو اس کو بند کر دیا جائے گا اور ان کے سوا کوئی داخل نہ ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الصوم، باب الریان لا صائمین و مسلم فی کتاب الصیام، باب فضل الصیام۔

**فوائد:** (۱) روزہ داروں کی فضیلت اور قیامت کے دن تمام مخلوق سے ان کا بڑھ جانا۔

۱۲۱۹: وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ  
 اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَا مِنْ  
 عَبْدٍ يَصُومُ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِلَّا بَاعَدَ اللَّهُ  
 بِذَلِكَ الْيَوْمِ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا -  
 مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
 ۱۲۱۹: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو بندہ اللہ کی راہ میں ایک دن روزہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس دن کے بدلے میں اس کو آگ سے ستر خریف (سال) دور کر دیتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الجہاد و السیر، باب فضل الصوم فی سبیل اللہ و مسلم فی کتاب الصیام، باب فضل الصیام فی سبیل اللہ لمن یطیقہ۔

**اللَّخَائِفُ:** ما من عبد: یعنی مکلف مکلف یہ مرد و عورت آزاد غلام سب کو شامل ہے کیونکہ تمام اللہ کے بندے ہیں۔ سبعین خریفاً: یعنی ستر چلنے کا زمانہ۔

**فوائد:** روزے کی فضیلت خواہ وہ ایک ہی دن کا ہو۔ اس کے لئے آگ سے بچاؤ کا باعث ہوگا۔

۱۲۲۰: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۲۲۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جس نے رمضان کا روزہ پختہ یقین اور اخلاص کے ساتھ رکھا اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔" (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الصوم، باب من صام رمضان ایماناً و احتساباً و مسلم فی کتاب الصیام، باب فضل الصیام۔

**اللتخات:** ایماناً: اس ثواب پر ایمان رکھتے ہوئے جس کا ذکر آیا۔ احتساباً: اپنے روزہ میں سچائی اور اللہ کی رضامندی چاہنا۔  
**فوائد:** جو روزہ خالص اللہ کے لئے ہوگا۔ اس کا ثواب ذکر کیا گیا کہ وہ چھوٹے ان گناہوں کا کفارہ ہے جو حقوق اللہ سے تعلق رکھتے ہوں۔

۱۲۲۱: وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِذَا جَاءَ رَمَضَانَ فَتُحْتُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ ، وَغُلِقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ وَصُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۲۲۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے۔" (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الصوم، باب هل يقال رمضان او شهر رمضان و مسلم فی اول کتاب الصوم، اللتخات: صفت: زنجیروں سے قید کر دیئے جاتے ہیں اور وہ بیڑیاں ہیں۔

**فوائد:** رمضان کے مہینے کا اکرام اور روزہ داروں کے لئے بشارت دی گئی کہ یہ مہینہ بھلائی اور عبادت کا موسم ہے۔

۱۲۲۲: وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "صُومُوا لِرُؤَيْتِهِ وَأَفْطَرُوا لِرُؤَيْتِهِ ، فَإِنْ غَبِيَ عَلَيْكُمْ فَاكْمِلُوا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلَاثِينَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَهَذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ - وَفِي رِوَايَةٍ مُسْلِمٍ: "فَإِنْ غَمَّ عَلَيْكُمْ فَصُومُوا ثَلَاثِينَ يَوْمًا."

۱۲۲۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "چاند کو دیکھ کر روزہ رکھو۔ اگر تم پر مخفی ہو تو شعبان کی گنتی ۳۰ پوری کرو۔" (بخاری و مسلم)

یہ بخاری کے الفاظ ہیں اور مسلم کی روایت میں ہے۔ پس اگر تم پر بادل چھا جائے۔ تو تیس دن کے روزے رکھو۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الصیام، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا رايتم الهلال فصوصوا و مسلم فی کتاب الصیام، باب وجوب صوم رمضان لرؤية الهلال و الفطر لرؤيته الهلال۔

**اللتخات:** صوموا برؤیتہ: یعنی رمضان کا چاند دیکھ کر۔ افطروا لرؤیتہ: یعنی شوال کا چاند دیکھ کر۔ ثبوت رؤیت رمضان کے لئے ایک عادل شہادت قاضی کے سامنے کافی ہے۔ حکمت اس میں یہ ہے کہ رمضان احتیاطاً خبر واحد سے ثابت ہو رہا ہے مگر شوال کا چاند ثابت کرنے کے لئے دو آدمیوں کی گواہی احتیاطاً ہے۔ فن غمی: یعنی اگر مخفی ہو جائے۔ فان غیبی: یہ غباء سے لیا گیا۔ ایک

دوسرے کے پیچھے چھپ جائے۔ فان غم: رویت ہلال میں بادل چھا جائے۔ غمت الشی: تو اس کو ڈھانپ دے  
**فوائد:** مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے کہ ۲۹ شعبان کو چاند تلاش کریں اور اس طرح رمضان کو یہاں تک کہ وہ اپنے روزے دار اور  
 افطار کو خوب جان لیں۔

۲۱۸: **بَابُ الْجُودِ وَفِعْلِ الْمَعْرُوفِ  
 وَالْإِكْتَارِ مِنَ الْخَيْرِ فِي شَهْرِ  
 رَمَضَانَ وَالزِّيَادَةِ مِنْ ذَلِكَ فِي  
 الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْهُ**

باب: رمضان المبارک میں سخاوت  
 اور

نیک اعمال کی کثرت

اور آخری عشرہ میں مزید اضافہ

۱۲۲۳: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ  
 رسول اللہ ﷺ لوگوں میں سب سے بڑھ کر بخشنے والے تھے اور جب جبریل  
 آپ کو آ کر ملتے تو اور بھی زیادہ سخاوت کرنے والے ہو جاتے اور  
 رمضان کی ہر رات میں جبریل علیہ السلام کی آپ سے ملاقات ہوتی اور وہ  
 آپ سے قرآن کا دور کرتے۔ پس رسول اللہ ﷺ جبریل علیہ السلام سے  
 ملتے تو تیز ہوا سے بھی زیادہ آپ بھلائی کی سخاوت کرنے والے  
 ہوتے۔ (بخاری و مسلم)

۱۲۲۳: عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا  
 قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَجْوَدَ النَّاسِ  
 وَكَانَ أَجْوَدَ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ حِينَ يَلْقَاهُ  
 جِبْرِيلُ، وَكَانَ يَلْقَاهُ جِبْرِيلُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ  
 رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْآنَ، فَلَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ  
 حِينَ يَلْقَاهُ أَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ،  
 مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

**تخریج:** رواه البخاری فی باب بدء الوحي وغيره و مسلم فی کتاب الفضائل، باب كان النبي صلى الله عليه  
 وسلم اجود الناس

**اللتخات:** كان اجود الناس: یعنی لوگوں میں سب سے زیادہ سخاوت کرنے والے تھے جو دلالت میں سخاوت کو کہتے ہیں اور  
 شرح میں جو چیز کسی کو مناسب ہو وہ دینا۔ یہ صدقے کی بہ نسبت عام ہے بہتر یہ ہے یہاں اجود کے آخر میں ضمہ پڑھا جائے کیونکہ وہ  
 کان کا اسم ہے۔ فیدارس القرآن: وہ قرآن کا دور کرتے۔ حکمت اس میں یہ ہے کہ قرآن کے حفظ کرنے میں تاکید کی جا رہی ہے  
 جبرائیل کی یہ ملاقات رمضان المبارک میں آپ کی سخاوت میں اضافہ کر دیتے ہے کیونکہ جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ قرآن کا دور  
 معاہدے کی تجدید کر دیتا۔ جس سے نفس میں استغناء پیدا ہو جاتا جو سخاوت کا اصل سبب ہے۔ اجود بالخیر من المرسلۃ: تیزی  
 میں اور عام ہونے میں تیز ہوا سے بھی زیادہ بخشنے والے تھے۔

**فوائد:** (۱) سخاوت اور قرآن مجید آپس میں دہرانے کی رمضان المبارک میں خاص تاکید فرمائی۔ رسول اللہ ﷺ کی اس میں  
 اقتداء کرنی چاہئے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ روزے دار کے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ رمضان میں رسول اللہ ﷺ کی اقتداء  
 میں خوب سخاوت کرے اور لوگوں کی رمضان المبارک میں مصلحتوں اور ضروریات کا لحاظ رکھتے ہوئے بھی سخاوت کرے کیونکہ ان میں  
 بہت سارے لوگ اپنے کاموں کی بجائے عبادت میں مشغول ہوتے ہیں۔



۱۲۲۴: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ أَحْيَا اللَّيْلَ ، وَأَيَّظَ أَهْلَهُ ، وَشَدَّ الْمِئْزَرَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۲۳: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری عشرہ کے داخل ہوتے ہی رات کو جاگتے اور اپنے گھر والوں کو جگاتے اور کمر کس لیتے۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی الصوم، باب العمل فی العشر الاواخر من رمضان و مسلم فی کتاب الاعتکاف، باب اعتکاف العشر و الاواخر من رمضان۔

**اللُّغَاتُ:** دخل العشر: یعنی آخری عشرہ آجاتا۔ احی اللیل: رات کو قیام کے ساتھ زندہ فرماتے۔ یہ عمل خیر میں خوب کوشش و محنت سے کنایہ ہے۔

**فوائد:** (۱) مستحب یہ ہے کہ آدمی عبادت میں خوب محنت کرے، مسجد میں انتظام کرے اور رمضان کے آخری عشرہ میں لیلۃ القدر کو تلاش کرے۔

باب: نصف شعبان کے بعد  
رمضان سے پہلے روزے  
کی عادت نہ رکھنے والے  
کو

روزے کی ممانعت

۲۱۹: بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَقَدُّمِ رَمَضَانَ بِصَوْمٍ بَعْدَ نِصْفِ شَعْبَانَ إِلَّا لِمَنْ وَصَلَهُ بِمَا قَبْلَهُ أَوْ وَافَقَ عَادَةً لَهُ بِأَنْ كَانَ عَادَتُهُ صَوْمَ الْإِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ فَوَافَقَهُ

۱۲۲۵: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "لَا يَتَقَدَّمُ مَنْ أَحَدُكُمْ رَمَضَانَ بِصَوْمٍ يَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ رَجُلٌ كَانَ يَصُومُ صَوْمَهُ فَلْيَصُمْ ذَلِكَ الْيَوْمَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۲۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے کوئی ہرگز رمضان سے ایک دن یا دو دن پہلے روزہ نہ رکھے۔ البتہ اگر ایسا آدمی ہو کہ وہ پہلے ان دنوں کا روزہ رکھتا رہا ہو تو وہ اپنے اس دن کا روزہ رکھ لے۔" (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الصوم، باب لا تيقنة من رمضان الصوم يوم ولا يومين و مسلم فی کتاب الصوم، باب لا تقدم رمضان الصوم يوم او يومين۔

**اللُّغَاتُ:** لا يتقدم احدكم: تم میں سے ہرگز کوئی پہلے ایک دن یا دو دن کا روزہ نہ رکھے۔ یہاں ممانعت تحریم کے لئے ہے۔ ایک دو دن کا تذکرہ اس لئے ہے تاکہ ایک دن سے زیادہ کا صام ہونا خود معلوم ہو جائے۔ یصوم صومہ: یعنی وہ دن جس کے اس کو روزے رکھنے کی عادت ہے مثلاً سوموار، جمعرات یا ایک دن روزہ ایک دن افطار۔

**فوائد :** (۱) روزہ رمضان سے ایک دن یا کچھ دن پہلے رکھنا حرام ہے مگر وہ آدمی جس کو روزہ رکھنے کی پہلے ہی عادت ہو اور اس کی عادت شعبان کے آخری نصف موافق ہوگئی۔ (۲) عبادات میں اضافہ ممنوع ہے۔

۱۲۲۶: وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَا تَصُومُوا قَبْلَ رَمَضَانَ، صُومُوا لِرُؤُوسِهِمْ وَلَئِنْ خَالَتْ دُونَهُ غَيَابَةٌ فَاكْمِلُوا ثَلَاثِينَ يَوْمًا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

۱۲۲۶: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "رمضان سے قبل روزے نہ رکھو۔ رمضان کا چاند دیکھ کر روزہ رکھو۔ اگر بادل حائل ہو جائیں تو تیس دن کی گنتی مکمل کرو۔ (ترمذی)

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

"الْغِيَابَةُ" بِالْفَيْنِ الْمُعْجَمَةِ وَبِالْيَاءِ الْمُشْتَاةِ مِنْ تَحْتِ الْمَكْرَرَةِ وَهِيَ السَّحَابَةُ.

الْغِيَابَةُ: غِيْن مفتوح ہے۔ بادل

**تخریج:** رواہ الترمذی فی کتاب الصوم، باب ما جاء ان الصوم لرويته الهلال

**الَّتِي خَالَاتِ:** قبل رمضان: مراد اس سے شعبان کا اخیر آدھا حصہ ہے۔

**فوائد :** (۱) شعبان کے دوسرے نصف میں روزہ رکھنے کی ممانعت کی گئی۔ (۲) روزہ چاند دیکھ کر اور افطار بھی چاند دیکھ کر کرنے کا حکم دیا گیا اگر چاند یقینی طور پر نظر نہ آئے تو شعبان کی گنتی تیس دن مکمل کرنے اور اسی طرح رمضان کو بھی افطار کے تیس دن مکمل کرنے کو واجب قرار دیا۔

۱۲۲۷: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "إِذَا بَقِيَ نِصْفُ مِنْ شَعْبَانَ فَلَا تَصُومُوا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

۱۲۲۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب نصف شعبان رہ جائے تو روزے مت رکھو۔ (ترمذی)

حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخریج:** رواہ الترمذی فی کتاب الصوم، باب ما جاء في كراهيته الصوم في النصف الثاني في من شعبان

**الَّتِي خَالَاتِ:** ولا تصوموا: یعنی نفل روزہ مت رکھو۔

۱۲۲۸: وَعَنْ أَبِي الْيُقْطَانِ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: مَنْ صَامَ الْيَوْمَ الَّذِي يُشَكُّ فِيهِ فَقَدْ عَصَى أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

۱۲۲۸: حضرت ابو الیقطان عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس نے شک کے دن کا روزہ رکھا اس نے ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔ (ابوداؤد ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی کتاب الصیام، باب کراہیۃ یوم یوم الشک

**اللتخانی:** یشک فیہ: جس کے بارے میں لوگوں کو شبہ ہو کہ آیا وہ شعبان میں سے ہے یا رمضان میں سے۔

**فوائد:** یوم شک کا روزہ اسی طرح حرام ہے جس طرح شعبان کے آخری نصف حصہ کے روزے۔

۲۲: بَابُ مَا يُقَالُ عِنْدَ رُؤْيَةِ الْهِلَالِ!

باب: چاند دیکھنے کی دعا

۱۲۲۹: وَعَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدٍ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا رَأَى الْهِلَالَ قَالَ:

۱۲۲۹: حضرت طلحہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم

”اللَّهُمَّ أَهْلُهُ عَلَيْنَا بِالْأَمْنِ وَالْإِيمَانِ“

صلی اللہ علیہ وسلم جب چاند دیکھتے تو یوں دعا فرماتے: ”اللَّهُمَّ أَهْلُهُ

وَالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ رَبِّي وَرَبُّكَ اللَّهُ هَلَالُ

عَلَيْنَا بِالْأَمْنِ وَالْإِيمَانِ“ ”وَالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ“ اے اللہ اس کو

رُشِدٍ وَخَيْرٍ“ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ

طلوع فرما ہم پر امن اور ایمان اور سلامتی اور اسلام کے ساتھ میرا

حَسَنٌ۔

اور تیرا رب اللہ ہے۔ یہ ہدایت اور خیر کا چاند ہو۔ (ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

**تخریج:** رواہ الترمذی فی ابواب الدعوت، باب ما يقول عند رؤية الهلال

**اللتخانی:** اہلہ: اے اللہ اس کو ظاہر ہونے والا ہمیشہ امن اور مضبوط ایمان سے چمکنے والا بنا۔ ہلال رشید: رشید گمراہی کی ضد ہے۔

**فوائد:** سنت یہ ہے کہ مسلمان چاند دیکھ کر آنحضرت ﷺ سے ثابت شدہ دعائیں کرے۔

۲۳۱: بَابُ فَضْلِ السُّحُورِ وَتَأْخِيرِهِ

باب: سحری کی فضیلت اور اس کی تاخیر

مَا لَمْ يُخْشَ طُلُوعَ الْفَجْرِ

جب تک طلوع فجر کا خطرہ نہ ہو

۱۲۳۰: عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ

۱۲۳۰: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السُّحُورِ

علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم سحری کھایا کرو پس بے شک سحور میں برکت

بَرَكَةٌ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

ہے۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی الصوم، باب بركة السحور و مسلم فی کتاب الصیام، باب فضل السحور۔

**اللتخانی:** تسحروا: یہ امر استحباب کے لئے ہے السحور: سحری کے وقت جو کھانا کھایا جائے۔ سین کے ضمہ کے ساتھ کھانا

کھانے کو کہتے ہیں۔ برکت: برکت اصل میں اضافہ کو کہتے ہیں اور وہ اجر و ثواب ہے۔

**فوائد:** (۱) روزہ دار کے لئے سحری کھانا سنت ہے اور سنت کی ادائیگی معمولی سا کھانا کھانے سے ہی ادا ہو جائے گی خواہ ایک ہی

گھونٹ پانی کا ہو۔ (۲) سحری اس لئے برکت ہے کہ روزہ دار کو یہ طاقت دیتی ہے اور اس کو چست کر کے روزے کو اس پر آسان کر

دیتی ہے۔

۱۲۳۱: وَعَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

۱۲۳۱: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے

قَالَ: تَسَحَّرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ قُمْنَا إِلَى الصَّلَاةِ قِيلَ: كَمْ كَانَ بَيْنَهُمَا؟ قَالَ: خَمْسُونَ آيَةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سحری کھائی۔ پھر ہم نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ ان سے پوچھا گیا کہ ان دونوں میں کتنا فاصلہ تھا۔ فرمایا پچاس آیات (کی تلاوت) کی مقدار۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الصوم، باب قدر کم بین السحور و صلاة الفجر و مسلم فی کتاب الصیام، باب فضل السحور تاکید استحبابہ۔

اللَّحَاقَاتُ: ثم قمنا الى الصلوة: نماز صبح کے لئے کھڑے ہو گئے۔ خمسون آية: یعنی سحری کے اختتام اور جمع کے درمیان پچاس آیتوں کی مقدار جو پچاس کی نماز کی اذان آیتیں درمیانی ہوں نہ لمبی ہوں نہ چھوٹی اور پڑھنے والی کی رفتار نہ تیز ہو اور نہ زیادہ سست۔

۱۲۳۲: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ مُؤَذِّنَانِ، بِلَالٌ وَابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ فَكُلُّوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يُؤَذِّنَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ، قَالَ وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَهُمَا إِلَّا أَنْ يُنْزَلَ هَذَا وَيَرْقَى هَذَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
۱۲۳۲: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دو مؤذن تھے۔ ایک بلال اور دوسرا ام مکتوم۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بلال رات کو اذان دیتے ہیں۔ پس تم کھاتے اور پیتے رہو یہاں تک کہ ام مکتوم اذان دیں۔ کہتے ہیں کہ ان کے درمیان زیادہ فاصلہ نہ ہوتا تھا۔ بس اتنا کہ ایک اترتا اور دوسرا چڑھتا۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الاذان، باب اذان والاعمی والشهادات و غیرها و مسلم فی کتاب الصیام، باب بیان ان الدخول فی الصیام يجعل بطلوع فجر

اللَّحَاقَاتُ: بلال: یہ بلال ابن رباح حبشی وہی ہیں جو رسول اللہ کے مؤذن ہیں، باب التراجم میں ان کے حالات دیکھ لیں۔ عبداللہ ابن ام مکتوم یہ عبداللہ ابن ام مکتوم ہیں ان کے حالات بھی تراجم میں دیکھ لیجئے۔ یومئذ: وہ چڑھ جاتے ہیں۔

فوائد: (۱) مستحب یہ ہے کہ نماز فجر کی اذان کے لئے دو مؤذن ہوں۔ (۲) فجر کی نماز کے لئے اذان اس کے وقت سے داخل ہونے سے پہلے دی جاسکتی ہے تاکہ نماز کے لئے تیاری کی جاسکے۔ (یہ اذان رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں پہرے کے لئے مقرر صحابہ کے ڈیوٹیاں تبدیل کرنے کے لئے تھیں جیسا کہ دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے)۔ (۳) سحری کو دیر بے کھانا چاہئے جب تک کہ صبح صادق طلوع کا خطرہ نہ ہو جیسا کہ بخاری و مسلم کی روایت میں ہے کہ لوگ اس وقت تک خیر سے رہیں گے جب تک افطار میں جلدی کرتے رہیں گے اور امام احمد کی روایت میں آخروا السحور: یعنی سحری کو آخری وقت میں کھائیں گے کے الفاظ بھی ہیں کیونکہ یہ عبادت پر قوت کے لئے زیادہ معاون ہیں اگر طلوع فجر کا ڈر ہو تو پھر تاخیر مسنون نہیں بلکہ ترک افضل ہے۔

۱۲۳۳: وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: فَضْلُ مَا بَيْنَ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہمارے اور اہل کتاب کے روزے

صِيَامَنَا وَصِيَامَ أَهْلِ الْكِتَابِ أَكْلَةُ السَّحَرِ“ میں فرق کرنے والی چیز سحری کا کھانا ہے۔  
(مسلم) رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الصیام باب فضل السحور

اللَّخَائِذُ: فصلہ: فاصلہ اور فرق۔ اہل الکتاب: یہود و نصاریٰ۔ الاکلة: ایک بار کا کھانا۔

فوائد: (۱) سحری امت مسلمہ کی خصوصیات میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے بھی نوازا اور اس کے علاوہ بھی کئی رحمتیں رحمت و شفقت سے عنایت فرمائیں۔

باب: جلد افطار کی فضیلت اور افطار

کے بعد کی دعا اور اشیاء افطار

۲۲۲: بَابُ فَضْلِ تَعْجِيلِ الْفِطْرِ وَمَا

يُفْطَرُ عَلَيْهِ وَمَا يَقُولُهُ بَعْدَ افْطَارِهِ

۱۲۳۴: عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "لَا يَزَالُ النَّاسُ

بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۳۴: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لوگوں اس وقت تک بھلائی میں رہیں گے

جب تک وہ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الصیام باب تعجیل الافطار و مسلم فی الصیام باب فضل السحور و تاکید استحبابہ

و استحباب تاخیرہ و تعجیل الفطر

اللَّخَائِذُ: لا یزال الناس بخیر: یعنی اپنے دین میں بہتر رہیں گے جیسا کہ ابوداؤد نے روایت کیا کہ یہ دین ہمیشہ غالب رہے گا۔

فوائد: روزہ دار کے لئے مستحب ہے کہ افطار جلدی کرے جبکہ سورج کے غروب کا یقین ہو جائے۔ خواہ روایت کے ساتھ یا اطلاع

کے ساتھ۔ مہلب فرماتے ہیں کہ افطار کے جلدی کھانے میں یہ حکمت ہے کہ دن میں رات سے زائد نفل نہیں ہوتے اس لئے بھی کہ یہ

روزے کے لئے زیادہ بہتری اور عبادت پر تقویت دینے والی ہے۔ (۲) یہ بات واضح ہے کہ رسول اللہ کے طریقے کو اپنانا افطار میں

جلدی کر کے اور سحری میں تاخیر کر کے اس حدیث میں ان لوگوں کے راستے کو کاٹ دیا گیا ہے جو دین میں تشدد برتنے والے ہیں۔ جو

کہ وقت میں اس قدر اضافہ کرتے ہیں یہاں تک کہ تنگی اور مشقت تک پہنچ جاتے ہیں۔ (۳) بھلائی کا باقی رہنے کا سبب لوگوں میں

سنت کی اتباع اور آپ کے طرز عمل پر رہنا اور اس کی حدود کا لحاظ رکھنے سے ہے۔

۱۲۳۵: حضرت ابو عتیہ کہتے ہیں کہ میں اور مسروق حضرت عائشہ رضی

اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ محمد ﷺ کے

اصحاب میں سے دو آدمی ہیں اور دونوں ہی بھلائی میں کمی کرنے

والے نہیں۔ ایک ان میں سے مغرب اور افطار میں جلدی کرتا ہے اور

دوسرا مغرب اور افطار دیر سے کرتا ہے۔ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ

۱۲۳۵: وَعَنْ أَبِي عَظِيَّةٍ قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا

وَمَسْرُوقٌ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقَالَ

لَهَا مَسْرُوقٌ: رَجُلَانِ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ

ﷺ كِلَاهُمَا لَا يَأْلُو عَنِ الْخَيْرِ: أَخَذَهُمَا

يُعَجِّلُ الْمَغْرِبَ وَالْإِفْطَارَ، وَالْآخَرُ يُؤَخِّرُ



المَغْرِبَ وَالْإِفْطَارَ؟ فَقَالَتْ : مَنْ يُعَجِّلُ  
 الْمَغْرِبَ وَالْإِفْطَارَ؟ قَالَ : عَبْدُ اللَّهِ - يَعْنِي  
 ابْنَ مَسْعُودٍ فَقَالَتْ : هَكَذَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ  
 ﷺ يَصْنَعُ ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

عنبہا نے فرمایا: ”کون مغرب میں جلدی کرتا ہے؟ مسروق نے کہا۔  
 عبد اللہ بن مسعود۔ تو انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی  
 طرح کرتے تھے۔ (مسلم)

قَوْلُهُ ”لَا يَأْكُلُو“ : أَيُّ لَا يَقْصِرُ فِي الْخَيْرِ . لَا يَأْكُلُوا : يَهْلِكُوا فِي شَيْءٍ لَا يَنْبَغِي لَهُمْ .

**تخریج :** رواہ مسلم فی الصیام ، باب فضل السحور .

اللَّخَائِذُ : ابی عطیہ : مالک بن عامر وادی حمدانی ان کے حالات تراجم میں دیکھیں۔ مسروق : یہ مسروق بن عجدہ حمدانی ہیں  
 ان کی کنیت ابو عاصم کوفی یہ ثقہ عابد فقیہ ہیں۔ اصحاب سنن نے ان سے روایت لی ہے۔ یعجل المغرب : یعنی مغرب کی نماز کی جلدی  
 کرتے یعنی ابن مسعود یہ کلام راوی کی مدرج ہے ابن عسلان کہتے ہیں ممکن ہے کہ یہ بھی عطیہ کا کلام ہو یا ان سے نچلے راوی کا کیونکہ  
 عبد اللہ نام کے بہت سے صحابہ ہیں لیکن کوفیہ کی روایت میں جب مطلقاً عبد اللہ بولا جائے تو مراد یہی ابن مسعود ہوتے ہیں اور حجازیین  
 کی روایت میں مطلق عبد اللہ سے مراد عبد اللہ بن عمرو ہوتے ہیں۔

**فوائد :** سنت نبویہ فعلیہ کا بیان ہے کہ مغرب کی نماز جلدی پڑھنی چاہئے اور غروب کے یقینی ثابت ہو جانے کے بعد افطار میں جلدی  
 کرنی چاہئے۔

۱۲۳۶ : وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
 قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ :  
 أَحَبُّ عِبَادِي إِلَيَّ أَعَجَلُهُمْ فِطْرًا“ رَوَاهُ  
 التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيثٌ حَسَنٌ .

۱۲۳۶ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ بندوں میں مجھے  
 سب سے زیادہ محبوب وہ ہیں جو افطار میں جلدی کرنے والے  
 ہیں۔“ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

**تخریج :** رواہ الترمذی فی کتاب الصوم ، باب ما جاء فی تعجیل الافطار .

اللَّخَائِذُ : احب عبادى الى : یعنی ان میں سب سے زیادہ میرے نزدیک پسندیدہ۔ اعجله فطرا : غروب کے ثابت ہو  
 جانے کے بعد افطار میں جلدی کرنے والے۔ رسول اللہ ﷺ کی سنت کی اتباع میں۔

**فوائد :** جس نے غروب آفتاب کے بعد اتباع سنت میں حرم کرتے ہوئے جلدی افطار کیا اس نے اللہ تعالیٰ کی محبت اور رضامندی  
 پائی۔

۱۲۳۷ : وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ  
 عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ”إِذَا أَقْبَلَ اللَّيْلُ  
 مِنْ ههنا وَأَذْبَرَ النَّهَارَ مِنْ ههنا وَغَرَبَتِ  
 الشَّمْسُ فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

۱۲۳۷ : حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب رات ادھر سے آجائے اور دن  
 ادھر سے چلا جائے اور سورج غروب ہو جائے تو یقیناً روزہ دار نے  
 روزہ افطار کر لیا۔“ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی الصوم، باب متى یحل الصائم و مسلم فی الصیام، باب بیان وقت انقضاء الصوم و خروج النہار۔

**اللَّحَاقَاتُ:** اقبل منہنا: یعنی مشرق کی جانب سے۔ ادبر النہار منہنا: یعنی مغرب کی جانب سے جب دن پیٹھ پھیر جائے۔ غربت الشمس: یعنی اس کی ساری نیکیاں غائب ہو جائیں۔ افطر الصائم: یعنی اس کے افطار کا وقت قریب ہو گیا بعض نے کہا اس کا معنی یہ ہے کہ وہ شرعی اعتبار سے روزہ افطار کرنے والا بن گیا۔ اگرچہ اس نے کوئی چیز نہیں کھائی روزے کا وقت ختم ہو گیا۔

**فوائد:** شرعی طور پر روزے کا افطار کا وقت مقرر کر دیا گیا۔

۱۲۳۸: وَعَنْ أَبِي إِبْرَاهِيمَ عَبْدَ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: سِرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ صَائِمٌ فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ قَالَ لِبَعْضِ الْقَوْمِ: "يَا فُلَانُ انْزِلْ فَاجْدُحْ لَنَا"، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ أَمْسَيْتُ؟ قَالَ: "انْزِلْ فَاجْدُحْ لَنَا" قَالَ: إِنَّ عَلَىكَ نَهَارًا، قَالَ: "انْزِلْ فَاجْدُحْ لَنَا" قَالَ: فَنَزَلَ فَجَدَحَ لَهُمْ فَشَرِبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ: "إِذَا رَأَيْتُمُ اللَّيْلَ قَدْ أَقْبَلَ مِنْ ههنا فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ" وَأَشَارَ بِيَدِهِ قِبَلَ الْمَشْرِقِ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۳۸: حضرت ابو ابراہیم عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے اور آپ روزہ سے تھے۔ جب سورج غروب ہوا تو آپ نے لوگوں میں سے کسی سے فرمایا: اے فلاں! اترو اور ستو ہمارے لئے تیار کرو۔ اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شام تو ہو جائے؟ آپ نے فرمایا: ”اترو اور ستو تیار کرو۔“ اس نے کہا ابھی تو دن ہے؟ آپ نے فرمایا: ”اترو اور ستو تیار کرو۔“ چنانچہ وہ اترے اور آپ کے لئے ستو تیار کئے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوش فرمائے اور فرمایا: ”رات کو ادھر سے آتا ہوا دیکھو تو پس یقیناً روزہ دار کا روزہ افطار ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ اقدس سے مشرق کی طرف اشارہ فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

اجدح: ستو تیار کرو۔

قَوْلُهُ "اجْدُحْ" بِجِيمٍ ثُمَّ ذَالٍ ثُمَّ حَاءٍ مُهْمَلَتَيْنِ: أَيِ اخْلِطِ السَّوِيقَ بِالْمَاءِ۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی الصوم، باب متى یحل فطر الصائم و مسلم فی الصیام، باب بیان وقت انقضاء الصوم و خروج النہار۔

**اللَّحَاقَاتُ:** یا فلان: بعض روایات میں یا بلال کا لفظ ہے۔ السويق: گندم یا جو جن کو ابال کر پیس لیا جاتا ہے پھر کبھی پانی کے ساتھ اور کبھی گھی اور شہد کے ساتھ پلایا جائے۔

**فوائد:** جوں ہی افطار کا وقت داخل ہوا افطار کرنے میں جلدی کرنی چاہئے۔

۱۲۳۹: وَعَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ الصَّبِيِّ الصَّحَابِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:

۱۲۳۹: حضرت سلمان بن عامر صہابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم

”إِذَا أَفْطَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيُفْطِرْ عَلَى تَمْرٍ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيُفْطِرْ عَلَى مَاءٍ فَإِنَّهُ طَهُورٌ“ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

میں سے کوئی روزہ افطار کرے تو کھجور سے افطار کرے۔ اگر وہ نہ پائے تو پانی سے افطار کرے پس بے شک پانی بہت پاکیزہ ہے۔ (ابوداؤد ترمذی)

یہ حدیث حسن ہے۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی الصیام، باب ما یفطر علیہ و الترمذی فی الصیام، باب ما یستحب علیہ الافطار۔

**اللَّحَاقَاتُ:** فانہ طہور: وہ معنوی اور حسی خیانت کو دور کرنے والا ہے۔

۱۲۴۰: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُفْطِرُ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَى رُطَبَاتٍ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ رُطَبَاتٌ فَتُمِيرَاتٌ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تُمِيرَاتٌ حَسَا حَسَوَاتٍ مِنْ مَاءٍ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

۱۲۴۰: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے سے پہلے چند تر کھجوروں سے روزہ افطار فرماتے۔ اگر تر کھجوریں مہیا نہ ہوتیں تو خشک کھجوریں۔ اگر وہ بھی نہ ہوتیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پانی کے چند گھونٹ سے روزہ افطار فرماتے۔ (ابوداؤد ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی الصیام، باب ما یفطر علیہ و الترمذی فی الصیام، ما جاء ما یستحب علیہ الافطار۔

**اللَّحَاقَاتُ:** و طبات: مطب کھجور کے پھل کو کہا جاتا ہے جبکہ وہ پھل آجائے اور پھل توڑنے سے پہلے پک جائے۔ فتمیرات: یہ تصغیر ہے یعنی تین کھجوریں کیونکہ یہ جملے کی سب سے قلیل مقدار ہے۔ التمر: خشک کھجور۔ حسا: آپ آسانی سے پی لیتے تھے۔ حسوات: یہ حسوة کی جمع ہے ایک مرتبہ کا پینا۔

**فوائد:** (۱) روزہ دار کے لئے سنت یہ ہے کہ وہ طاق تعداد میں تر کھجوروں سے افطار کرے۔ اگر یہ نہ ہوں تو پھر خشک کھجوریں اور یہ بھی نہ ہوں تو پھر پانی سے افطار کرے۔ اس ترتیب کا لحاظ رکھتے ہوئے تر کھجوروں اور خشک کھجوروں سے افطار کرنے میں حکمت یہ ہے کہ اس سے معدے کے فضلات دور ہوتے ہیں اور یہ بہترین غذا ہے اس میں غذا کے اکثر اجزاء جن کی ہم کو ضرورت ہے وہ پائے جاتے ہیں۔ (۲) سنت نبوی کا اہتمام کرنا چاہئے۔

باب: روزہ دار کو اپنے اعضاء

اور زبان گالی گلوچ اور

خلاف شرع باتوں سے روکے رکھنا

۱۲۴۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

۲۲۳: بَابُ أَمْرِ الصَّائِمِ بِحِفْظِ

لِسَانِهِ وَجَوَارِحِهِ عَنِ الْمُخَالَفَاتِ

وَالْمُشَاتِمَةِ وَنَحْوِهَا

۱۲۴۱: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : "إِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمٍ أَحَدِكُمْ فَلَا يَرُقُثْ وَلَا يَصْغَبُ ، فَإِنْ سَابَتْهُ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ : إِنِّي صَائِمٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جب تم میں سے کسی کے روزے کا دن ہو تو وہ جماع کی باتیں نہ کرے اور نہ شور و شغب کرے۔ اگر کوئی اس کو گالی دے یا اس سے لڑے تو اسے اس طرح کہہ دے کہ میں روزہ سے ہوں۔" (بخاری و مسلم)

**تخریج :** رواہ البخاری فی کتاب الصوم، باب هل يقول اني صائم اذا شئتم و مسلم فی کتاب الصوم، باب حفظ اللسان للصائم۔

**اللتخات:** لا يرفث: وہ فحش گوئی نہ کرے۔ ولا يصحب: وہ اپنی آواز کو بلند نہ کرے یا شور زیادہ نہ مچائے۔ او قاتله: اس سے مار پٹائی کرے۔

**فوائد:** گناہوں سے اعضاء کو بچانا چاہئے۔ زبان کو بديان، جھوٹ، غیبت، چغلی، فحش گوئی، بکواس، جھگڑا اور دکھاوے سے بچانا چاہئے۔ اللہ کی یاد اور تلاوت قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول رکھنا چاہئے۔ (۲) تشریح باب الصوم رقم ۱۲۱۶ میں گزری۔

۱۲۴۲: وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلَ بِهِ فَلَيْسَ لِلَّهِ حَاجَةٌ فِي أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَبَشْرَابَهُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۲۴۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے جھوٹی بات نہ چھوڑی اور اس پر عمل کرنا بھی ترک نہ کیا تو اللہ تعالیٰ کو اس سے کوئی غرض نہیں کہ وہ اپنا کھانا اور پینا چھوڑے۔" (بخاری)

**تخریج :** رواہ البخاری فی الصوم، باب من لم يدع قول الزور

**اللتخات:** من لم يدع قول الزور: یعنی اس نے جھوٹ بولنا نہ چھوڑا۔ فليس لله حاجة ان يدع طعامه و شرابه: یعنی اللہ تعالیٰ اس کے روزے سے بے نیاز ہے۔ ابن بطال فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ کھاپی لے بلکہ مطلب اس کا یہ ہے کہ وہ جھوٹی بات کہنے اور اس پر عمل کرنے سے بچے۔

**فوائد:** (۱) روزے کا اجر ضائع کرنے سے ڈرایا گیا اور یہ بتلایا گیا کہ جو آدمی جھوٹ کو نہیں چھوڑتا تو روزے کا ثواب اس کو نہیں ملتا۔ (۲) امور حسیہ کھانا پینا اور جماع ان سے روزے میں باز رہنا جس طرح ضروری ہے اسی طرح معنوی امور غیبت، جھوٹ، فحش گوئی اور بداخلاقی سے بھی بچنا چاہئے۔

### باب: روزے کے مسائل

۱۲۴۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی بھول کر کھاپی لے۔ پس اس کو اپنا روزہ پورا کرنا چاہئے۔ بے شک اس کو اللہ تعالیٰ نے کھلایا

### ۲۴۴: بَابُ فِي مَسَائِلٍ مِنَ الصَّوْمِ

۱۲۴۳: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "إِذَا نَسِيَ أَحَدُكُمْ فَآكَلَ أَوْ شَرِبَ فَلْيَتِمَّ صَوْمَهُ ، فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ اللَّهُ

اور پلایا ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَسَقَاهُ مُتَقَوِّ عَلَيْهِ۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الصوم، باب اذا کل او شرب ناسیا و مسنم فی الصیام، باب اکل الناسی و شربه و جماعه لا یفط

**فوائد:** (۱) اگر روزہ دار نے بھول کر کھانی لیا تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا خواہ رمضان کا فرض روزہ ہو یا نفلی یا قضاء۔ حدیث کے ظاہری الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس پر نہ قضاء ہے اور نہ کفارہ اور یہ بات دارقطنی، بیہقی اور حاکم کی روایت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے رمضان میں بھول کر روزہ کھول لیا اس پر کوئی قضاء اور کفارہ نہیں۔ (۲) یہ تمام حکم تمام مفترات کو شامل ہے کھانے پینے پر اکتفا اس لئے کیا گیا کہ عام طور پر اپنی دوسے سائتہ پڑتا ہے۔ اس میں قلیل و کثیرہ کوئی فرق نہیں۔

۱۲۴۴: وَعَنْ لَقِيطِ بْنِ صَبْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخْبِرْنِي عَنِ الْوُضُوءِ قَالَ: "أَسْبِغِ الْوُضُوءَ وَخَلِّلْ بَيْنَ الْأَصَابِعِ، وَبَالَغْ فِي الْإِسْتِنْشَاقِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ صَائِمًا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

۱۲۴۴: حضرت لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے وضو کے متعلق بتلائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وضو کو مکمل طور پر کرو اور انگلیوں کے درمیان خلائ کر دو اور ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کرو مگر یہ کہ تم روزہ سے ہو۔" (ابوداؤد ترمذی)

حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی کتاب الصوم مختصراً، باب الصائم یبالغ فی الاستنشاق و الترمذی فی ابواب الصوم، باب ما جاء فی کراہیۃ مبالغۃ الاستنشاق للصائم۔

**اللَّغَاتُ:** اسبغ الوضوء۔ وضو کو کامل کیا فرض مقامات چہرہ ہاتھوں اور پاؤں میں فرض سے زائد دھویا۔ واخلل الاصابع: تخلیل انگلیوں میں انگلیاں ڈالنے سے حاصل ہو جاتا ہے۔ یہ پانی پہنچانے میں دراصل مبالغہ اور نظافت کو ثابت کرنے کے لئے ہے۔ وبالغ فی الاستنشاق: ناک میں پانی چڑھا کر کھینچا اور غرغہ کیا مضمضہ میں۔

**فوائد:** (۱) مضمضہ اور استنشاق میں مبالغہ کرنا روزہ دار کے علاوہ بقیہ سب کے لئے سنت ہے۔ (۲) روزہ دار کو ان میں مبالغہ مکروہ ہے کہ کہیں روزہ نہ ٹوٹ جائے پیٹ میں پانی پہنچ کر۔

۱۲۴۵: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُدْرِكُهُ الْفَجْرُ وَهُوَ جُنُبٌ مِنْ أَهْلِهِ ثُمَّ يَغْتَسِلُ وَيَصُومُ، مُتَقَوِّ عَلَيْهِ۔

۱۲۴۵: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو (کبھی) اس حالت میں فجر کا وقت آ جاتا کہ بیوی کے ساتھ ہمستری کی وجہ سے جنابت کی حالت میں ہوتے۔ پھر بعد میں غسل فرماتے کہ روزہ رکھے ہوئے ہوتے۔ (بخاری و مسلم)



**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الصوم، باب اغتسال الصائم و مسلم فی کتاب الصوم، باب صحة صوم من طلع علیہ الفجر و هو جنب۔

۱۲۴۶: وَعَنْ عَائِشَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَتَا: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصْبِحُ جُنْبًا مِنْ غَيْرِ حُلْمٍ ثُمَّ يَصُومُ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ۔  
۱۲۴۶: حضرت عائشہ اور اُم سلمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ آپ خواب کے بغیر جنابت سے ہوتے۔ پھر روزہ رکھ لیتے۔ (اور بعد میں غسل فرماتے)..... (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الصوم، باب اغتسال الصائم۔ و مسلم فی کتاب الصوم، باب صحة صوم من طلع علیہ الفجر و هو جنب۔

**اللَّغَاتُ:** من غیر حلم: جیسا کہ بخاری و مسلم میں "من غیر احتلام" کے الفاظ مشہور ہیں اور مشہور یہی ہے کہ یہ چیز رسول اللہ ﷺ کے لئے واقع نہیں ہوئی اور اسی طرح تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے بھی کیونکہ وہ عموماً شیطانی حرکت سے ہوتی ہے اور وہ سب اس سے پاک اور محفوظ ہیں۔

**فوائد:** (۱) ما قبل کے فوائد ملاحظہ ہوں۔ (۲) صبح صادق سے پہلے جماع روزے کے لئے نقصان دہ نہیں۔ جنابت خواہ جماع سے ہو یا احتلام سے۔ جمہور کا سلف و خلف کا اس پر اجماع ہے۔ الی نساء کم: اس لئے رات کے وہ آخری اجزاء جو طلوع فجر سے متصل ہیں ان میں اس کی حلت ثابت کرتی ہے کہ جنابت کی حالت میں اس کا روزہ درست و حلال ہے۔

۲۳۵: بَابُ بَيَانِ فَضْلِ صَوْمِ الْمُحَرَّمَ وَشَعْبَانَ وَالْأَشْهُرِ الْحُرُمِ  
۱۲۴۷: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "أَفْضَلُ الصَّيَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ: شَهْرُ اللَّهِ الْمُحَرَّمُ، وَأَفْضَلُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ صَلَاةُ اللَّيْلِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
باب: محرم و شعبان اور حرمت والے مہینوں کے روزے کی فضیلت  
۱۲۴۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "رمضان کے بعد سب سے افضل روزے اللہ کے مہینے محرم کے ہیں اور افضل تر نماز فرائض کے بعد تہجد کی نماز ہے۔" (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الصیام، باب فضل صوم المحرم۔  
**اللَّغَاتُ:** شهر الله: شهر و مہینے کی اضافت اللہ کی طرف شرافت کے لئے ہے۔ المحرم: یہ حرمت والے مہینوں میں سے ہے۔ سال ہجری کا پہلا مہینہ ہے حرمت والے مہینے رجب ذوال القعدہ ذوال الحجہ اور محرم۔

**فوائد:** رمضان المبارک کے بعد نفل روزے محرم میں دوسرے تمام مہینوں سے افضل ہیں۔

۱۲۴۸: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ يَصُومُ مِنْ شَهْرِ أَكْثَرَ مِنْ  
۱۲۴۸: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی مہینے میں اتنے روزے نہیں رکھتے تھے جتنے

۱۲۴۹: وَعَنْ مُجِيبَةَ الْبَاهِلِيَّةِ عَنْ أَبِيهَا أَوْ عَمِّهَا أَنَّهُ أَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ انْطَلَقَ فَاتَاهُ بَعْدَ سَنَةٍ - وَقَدْ تَغَيَّرَتْ حَالُهُ وَهَيْئَتُهُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَمَا تَعْرِفُنِي؟ قَالَ: "وَمَنْ أَنْتَ؟" قَالَ: أَنَا الْبَاهِلِيُّ الَّذِي جِئْتُكَ عَامَ الْأَوَّلِ - قَالَ: "فَمَا غَيَّرَكَ وَقَدْ كُنْتَ حَسَنَ الْهَيْئَةِ" قَالَ: مَا أَكَلْتُ طَعَامًا مُنْذُ فَارَقْتُكَ إِلَّا بِلَبْلِ - فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "عَذَّبْتُ نَفْسَكَ!" ثُمَّ قَالَ: "صُمْ شَهْرَ الصَّبْرِ، وَيَوْمًا مِنْ كُلِّ شَهْرٍ" قَالَ: "زِدْنِي فَإِنَّ بِي قُوَّةً" قَالَ: "صُمْ يَوْمَيْنِ" قَالَ: "زِدْنِي" قَالَ: "صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ" قَالَ: "زِدْنِي" - قَالَ: "صُمْ مِنَ الْحُرْمِ وَاتْرُكْ صُمْ مِنَ الْحُرْمِ وَاتْرُكْ صُمْ مِنَ

الْحُرْمِ وَأَتْرُكُ“ وَقَالَ بِأَصَابِعِهِ الثَّلَاثِ دِنُورِ كَے روزے رکھو اور چھوڑ دو۔ پھر حرمت والے مہینے کے بعض دِنُورِ مِیں روزے رکھو اور پھر چھوڑ دو اور اپنی تین انگلیوں کو ملایا اور

رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ پھر انہیں چھوڑ دیا۔ (ابوداؤد)

”شَهْرُ الصَّبْرِ“ : رَمَضَانُ۔ ”شَهْرُ الصَّبْرِ“ : رَمَضَانُ الْمُبَارَكُ۔

**تخریج :** رواہ ابو داؤد فی کتاب الصیام باب صوم و شهر الحرم

اللَّحَائِثُ : عن ابیہا : وہ صحابی عبداللہ بن حارث باہلی ہیں۔ او عمہا : یہ اشک کے لئے ہے راوی کو شک ہے کہ چچا یا والد میں سے کون ہے۔ ان کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔ اتنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : وفدی صورت میں حضور ﷺ کی خدمت میں آئے۔ وقد تغیرت حالہ و ہیئہ : مراد اس سے وہ کمزوری ہے جو مسلسل روزوں کی وجہ سے ان کو پیش آئی۔ الحرم : حرمت والا مہینہ رجب ذوالقعدہ ذوالحجہ و محرم۔ قال باصابعہ الثلاث فضمہا ثم ارسلہا : بقول ابن عسلا ان رحمۃ اللہ تین انگلیوں کو پہلے ملایا پھر چھوڑ دیا کیونکہ تیسرے کو ملانے میں قوت ہے جو دو کے ذریعے پیدا ہونے والی کمزوری کا ازالہ کر دیتی ہے۔

**فوائد :** (۱) نفل روزے مستحب ہیں کیونکہ یہ ایسی عبادت ہے جس کو اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول پسند کرتے ہیں خاص کر حرمت والے مہینوں کے روزے۔ عید کے پانچ دنوں کے علاوہ بقیہ ہمیشہ روزہ رکھنا مکروہ ہے۔ البتہ اگر کسی کی صحت میں نقصان نہ ہوتا اور دیگر حقوق واجبہ فوت نہ ہوتے ہوں تو اس کے لئے جائز ہیں مگر ایک روزہ اور ایک دن افطار وہ پھر بھی افضل ہے۔

باب : ذی الحجہ کے پہلے عشرے

میں روزے کی فضیلت

۱۲۵۰ : حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ”کوئی ایسے دن نہیں کہ عمل صالح جن میں اتنا اللہ تعالیٰ کو پسند اور محبوب ہو جتنا ان دنوں میں یعنی عشرہ ذی الحجہ میں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا۔ یا رسول اللہ ﷺ اور نہ جہاد فی سبیل اللہ۔ آپ نے فرمایا ہاں جہاد فی سبیل اللہ بھی مکروہ نمازی جو اپنی جان اور مال لے کر نکلے۔ پھر اس میں کوئی چیز واپس نہیں لایا۔ (یعنی شہید ہوا یہ یقیناً سب سے افضل ہے)

۲۲۶ : بَابُ فَضْلِ الصَّوْمِ وَغَيْرِهِ فِي

الْعَشْرِ الْأَوَّلِ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ

۱۲۵۰ : عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ”مَا مِنْ أَيَّامٍ الْعَمَلُ الصَّالِحُ فِيهَا أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ مِنْ هَذِهِ الْأَيَّامِ“ يَعْنِي أَيَّامَ الْعَشْرِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فَلَمْ يَرْجِعْ مِنْ ذَلِكَ بِشَيْءٍ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

**تخریج :** رواہ البخاری فی العبدین باب فضل العمل فی ایام التشریق۔

اللَّحَائِثُ : ما العمل : عمل سے ایسا عمل مراد ہے کہ عبادت و اطاعت و تکبیر پر مشتمل ہو یعنی ایام العشر : ذی الحجہ پہلا عشرہ۔ لم يرجع بشئ : نہ ذات اور نہ مال لے کر شہید ہو گیا یا اپنے مال میں سے کوئی چیز نہ لوٹائی۔

**فوائد :** (۱) ذی الحجہ کے پہلے عشرہ میں اعمال صالحہ دوسرے دنوں میں عمل کرنے سے افضل ہے کیونکہ یہ انتہائی فضیلت و عظمت والے دن ہیں اور وہ ایام حج و احکام حج کے دن ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نے قسم اٹھائی۔ ﴿والفجر ولبال عشر﴾۔ (۲) اسلام میں جہاد کے لئے بہت بڑی فضیلت ہے۔

### ۲۲۷: بَابُ فَضْلِ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ

وَعَاشُورَاءَ وَتَاسُوعَاءَ

باب: یوم عرفہ، عاشوراء اور

نویں محرم کے روزے کی فضیلت

۱۲۵۱: عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ قَالَ: "يُكَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِيَةَ وَالْبَاقِيَةَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۲۵۱: حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرفہ کے روزہ کے متعلق دریافت کیا گیا۔ آپ نے فرمایا: "وہ گزشتہ اور آئندہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ بنتا ہے۔" (مسلم)

**تخریج :** رواہ مسلم فی کتاب الصوم، باب استحباب صیام ثلاثہ ایام من کل شہر و صوم یوم عرفہ۔

**اللُّغَاتُ :** یوم عرفہ: جبل عرفات پر وقوف کرنے کا دن یہ نو ذی الحجہ ہے۔ یکفر السنۃ الماضیہ و الباقیہ: یہ پچھلے سال کے گناہوں کا کفارہ ہے اور اگلے سال کے گناہوں کا بھی جس کی ابتداء محرم سے ہوتی ہے۔ مراد اس سے صغیرہ گناہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حقوق سے متعلق اس سے سرزد ہوئے ہوں۔ اگر نہ ہوں تو پھر کبیرہ گناہوں کی تخفیف کی امید ہے یا درجات کی بلندی نصیب ہوگی اگر ذمہ میں کبیرہ گناہ نہ ہوں۔

**فوائد :** عرفہ کے دن کا روزہ مستحب ہے البتہ وہ آدمی جو حج میں ہو اس کا روزہ تلبیہ ذکر و دعا میں ضعف آ جانے کے خطرہ سے مستحب نہیں۔ (البتہ جواز میں اشکال نہیں)

۱۲۵۲: وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَامَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۲۵۲: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عاشوراء کے دن کا روزہ رکھا اور اس کے روزے کا حکم فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج :** رواہ البخاری فی کتاب الصیام، باب فی صام یوم عاشوراء و مسلم فی کتاب الصوم، باب صوم عاشوراء

**فوائد :** (۱) عاشوراء کے دن کا روزہ تاکید مگر نفلی روزہ ہے۔

۱۲۵۳: وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سَمِعَ عَنْ صِيَامِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ فَقَالَ: "يُكَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِيَةَ"

۱۲۵۳: حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عاشوراء کے روزے کے متعلق دریافت کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ایک سال گزشتہ کے گناہوں کا

کفارہ ہے۔ (مسلم)

رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

**تخریج :** رواہ مسلم فی کتاب الصوم، باب استحباب صیامہ ثلاثۃ ایام۔

**فوائد :** یوم عاشوراء کی فضیلت ذکر کی گئی ہے۔

۱۲۵۳: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر میں اگلے سال تک زندہ رہا تو میں ضرور نویں محرم کا روزہ رکھوں گا۔“ (مسلم)

۱۲۵۴: وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”لَنْ يَقْبَلَ إِلَيَّ قَابِلٌ لَّا صُومَ مِنَ التَّاسِعِ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

**تخریج :** رواہ مسلم فی کتاب الصوم، باب ای یوم یصام فی عاشوراء۔

**اللَّغَاثُ :** الی قابل: آئندہ سال، ایک اور روایت میں فاذا کان العام المقبل لا مؤمن التاسع: جب اگلا سال آئے گا تو میں نویں کا روزہ رکھوں گا اور یہ محرم کا نواں دن ہے۔

**فوائد :** (۱) محرم کے مہینے میں نو اور دس محرم کا روزہ رکھنا چاہئے۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ نویں تاریخ کے روزے سے یہودی مخالفت ہو جائے کیونکہ وہ صرف دسویں تاریخ کے روزہ کے قائل تھے۔

باب: شوال کے چھ

روزوں کا استحباب

۲۲۸: بَابُ اسْتِحْبَابِ صَوْمِ

سِتَّةِ اَيَّامٍ مِّنْ شَوَّالٍ

۱۲۵۵: حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے رمضان کے روزے رکھے۔ پھر اس کے بعد چھ روزے شوال کے رکھ لئے تو اس نے گویا ہمیشہ روزے رکھے۔ (مسلم)

۱۲۵۵: عَنْ أَبِي أَيُّوبَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ”مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ اتَّبَعَهُ سِتًّا مِّنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

**تخریج :** رواہ مسلم فی کتاب الصوم، باب استحباب صوم ستہ ایام من شوال اتباعاً رمضان۔

**فوائد :** (۱) جو رمضان المبارک کے روزے رکھے پھر شوال میں چھ روزے رکھ لئے تو گویا اس نے سارا سال روزے رکھے کیونکہ ایک دن دس کے بدلے ”من جاء بالحسنة فله عشر امثالها“ پس رمضان المبارک دس مہینوں کے بدلے ہو گئے اور چھ دن دو مہینے بدلے ہو گئے۔ (۲) افضل یہ ہے کہ وہ مسلسل اور یوم عید کے متصلاً بعد ہوں (مگر ضروری نہیں کہ فوراً رکھے جائیں شوال میں پورے کرنے کافی ہیں)

باب: سوموار اور جمعرات کے

روزے کا استحباب

۲۲۹: بَابُ اسْتِحْبَابِ صَوْمِ الْاِثْنَيْنِ

وَالْخَمِيسِ

۱۲۵۶: حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

۱۲۵۶: عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ



رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سئلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ  
 فَقَالَ: "ذَلِكَ يَوْمٌ وَلَدْتُ فِيهِ وَيَوْمٌ بُعِثْتُ اَوْ  
 اُنْزِلَ عَلَيَّ فِيهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
 اللہ ﷺ سے سوموار کے روزے کے بارے میں سوال کیا گیا تو  
 فرمایا: یہ وہ دن ہے جس میں میری پیدائش ہوئی اور اسی دن نبوت ملی  
 اور اس دن وحی اتری۔ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الصوم، باب استحباب صیام ثلثة ایام من کل شهر۔

**اللَّغَاثَاتُ:** انزل علیہ فیہ: یعنی قرآن کے اترنے کی ابتداء سوموار سے ہوئی۔

**فوائد:** سوموار کے روزے کی فضیلت ذکر کی گئی ہے اس افضلیت کا سبب یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی پیدائش سوموار کے دن ربیع الاول کے مہینے میں جیسا مشہور ہے ہوئی اور قرآن مجید سوموار کے دن سترہ رمضان کو اترنا شروع ہوا۔

۱۲۵۷: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
 عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "تُعْرَضُ الْأَعْمَالُ  
 يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ فَأُحِبُّ أَنْ يُعْرَضَ  
 عَمَلِي وَأَنَا صَائِمٌ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ:  
 حَدِيثٌ حَسَنٌ وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ بِغَيْرِ ذِكْرِ  
 صَوْمٍ۔  
 ۱۲۵۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سوموار اور جمعرات کو اعمال (بارگاہ  
 الہی میں پیش ہوتے ہیں۔ پس میں پسند کرتا ہوں کہ میرا عمل اس حال  
 میں پیش ہو کہ میں روزے سے ہوں۔ (ترمذی)

یہ حدیث حسن ہے۔

مسلم نے روایت کیا مگر روزے کا ذکر نہیں کیا۔

**تخریج:** رواہ الترمذی فی کتاب الصیام، باب ما جاء فی الصوم يوم الاثنين و الخميس و مسلم فی کتاب البر،  
 باب النهی عن الفحشاء و التهاجر

**اللَّغَاثَاتُ:** تعرض الاعمال: نگہبان فرشتے ان کو پیش کرتے ہیں۔

**فوائد:** سوموار اور جمعرات کا روزہ اس لئے مستحب ہے کہ ان دنوں میں اعمال اللہ کی بارگاہ میں پیش ہوتے ہیں۔

۱۲۵۸: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ:  
 كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَتَحَرَّى صَوْمَ الْاِثْنَيْنِ  
 وَالْخَمِيسِ، رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ  
 حَسَنٌ۔  
 ۱۲۵۸: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول  
 اللہ ﷺ سوموار اور جمعرات کے روزے کو بڑے اہتمام سے رکھتے  
 تھے۔ (ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

**تخریج:** رواہ الترمذی فی کتاب الصیام، باب ما جاء فی صوم يوم الاثنين و الخميس۔

**اللَّغَاثَاتُ:** يتحرى: حرص اہتمام کے ساتھ تلاش کرتا ہے۔

باب: ہر مہینے میں تین دن کے

روزے کا استحباب

افضل یہ ہے کہ ایام بیض کے تین روزے (اور وہ تیرہ چودہ اور

۲۳: بَابُ اسْتِحْبَابِ صَوْمِ ثَلَاثَةِ

اَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ

وَالْأَفْضَلُ صَوْمُهَا فِي أَيَّامِ الْبَيْضِ وَهِيَ

پندرہ ہے) رکھے جائیں۔

بعض نے کہا بارہ تیرہ اور چودہ مگر صحیح اور مشہور پہلا قول ہے۔

۱۲۵۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے خلیل ﷺ نے مجھے تین باتوں کی وصیت فرمائی۔ (۱) ہر مہینے میں تین روزے رکھنا، (۲) چاشت کی دو رکعتیں، (۳) سونے سے پہلے وتر ادا کیا کروں۔ (بخاری و مسلم)

الثَّالِثُ عَشَرَ وَالرَّابِعُ عَشَرَ وَالْخَامِسُ عَشَرَ - وَقِيلَ الثَّانِي عَشَرَ وَالثَّالِثُ عَشَرَ وَالرَّابِعُ عَشَرَ وَالصَّحِيحُ الْمَشْهُورُ هُوَ الْأَوَّلُ:

۱۲۵۹: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَوْصَانِي خَلِيلِي ﷺ بِثَلَاثٍ: صِيَامٍ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَرَكَعَتَيِ الضُّحَى، وَأَنْ أُوتَرَ قَبْلَ أَنْ آتَمَ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

**تخریج:** رواه البخاری فی کتاب التَّهَجُّدِ، باب صَلَاةِ الضُّحَى وَ مُسْلِمٌ فی کتاب الْمَسَافِرِ، باب اسْتِحْبَابِ صَلَاةِ الضُّحَى

**فوائد:** ہر مہینے میں تین دنوں کے روزوں کا مستحب ہے۔ اور ان میں بھی افضل وہ ہیں جن کی راتیں سفید یعنی چاندنی والی ہیں۔

۱۲۶۰: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تین باتوں کی وصیت فرمائی جن کو میں ہرگز نہیں چھوڑا گا: (۱) ہر مہینے میں تین دن کے روزے، (۲) چاشت کی نماز، (۳) سونے سے پہلے وتر ادا کروں۔ (مسلم)

۱۲۶۰: وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَوْصَانِي حَبِيبِي ﷺ بِثَلَاثٍ لَنْ أَوْعَهُنَّ مَا عِشْتُ: بِصِيَامٍ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَصَلَاةِ الضُّحَى، وَبِأَنْ لَا آتَمَ حَتَّى أُوتَرَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

**تخریج:** رواه مسلم فی کتاب الْمَسَافِرِ، باب اسْتِحْبَابِ صَلَاةِ الضُّحَى  
**اللَّخَائِثُ:** ما عشت: زندگی میں۔

۱۲۶۱: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہر مہینے میں تین دن کے روزے رکھنا ایسا ہے گویا اس نے سارا سال روزے رکھے۔“ (بخاری و مسلم)

۱۲۶۱: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو ابْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”صَوْمُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ صَوْمُ الدَّهْرِ كُلِّهِ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

**تخریج:** رواه البخاری فی کتاب الصَّوْمِ، باب صَوْمِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ كِتَابِ الْأَنْبِيَاءِ وَ مُسْلِمٌ فی کتاب الصَّيَامِ، باب اسْتِحْبَابِ صِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ

**فوائد:** اس روایت میں یہ وضاحت کر دی کہ ہر مہینے میں تین دنوں کے روزہ ہمیشہ رکھنے کی طرح ہیں۔

۱۲۶۲: حضرت معاذہ عدویہ کہتی ہیں کہ میں نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ

۱۲۶۲: وَعَنْ مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةِ أَنَّهَا سَأَلَتْ

عَنْ نَسَةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصُومُ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ؛ قَالَتْ: نَعَمْ. فَقُلْتُ: مِنْ أَيِّ الشَّهْرِ كَانَ يَصُومُ؟ قَالَتْ: لَمْ يَكُنْ يُبَالِي مِنْ أَيِّ الشَّهْرِ يَصُومُ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

عنها سے سوال کیا۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر ماہ میں تین دن کے روزے رکھتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں۔ پھر میں نے کہا آپ کون سے مہینے کے روزے رکھتے؟ جواب میں فرمایا۔ کہ اس بات کی کوئی پرواہ نہ تھی کہ کون سے مہینے کے آپ روزے رکھ رہے ہیں۔ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی الصوم، باب استحباب صیام ثلاثہ ایام من کل شهر

**اللتخات:** لم یکن یبالی: اہتمام نہ کرتے۔ منی ای شہر یصوم: یعنی آپ نے کسی بھی مہینے کے تین دن مخصوص نہیں فرمائے۔

**فوائد:** تین دن کے روزوں میں جو ہر مہینے میں رکھے جائیں کوئی دن خاص نہیں ہیں ثواب کوئی سے تین دنوں کے روزے رکھ لینے سے بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ لیکن روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے ۱۳، ۱۴، ۱۵ تاریخ کو روزہ رکھنا افضل ہے جیسا کہ عنقریب آئے گا۔

۱۲۶۳: وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "إِذَا صُمْتَ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثًا فَصُمْ ثَلَاثَ عَشْرَةٍ وَأَرْبَعَ عَشْرَةٍ وَخَمْسَ عَشْرَةٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ."

۱۲۶۳: حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تو ہر ماہ میں تین روزے رکھنا چاہے تو تیرہ، چودہ، پندرہ کا روزہ رکھ۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

**تخریج:** رواہ الترمذی فی کتاب الصیام، ما جاء فی صوم ثلاثہ ایام من کل شهر

**فوائد:** زائد فضیلت حاصل کرنے کے لئے انہی تین دنوں کے روزے مستحب ہیں۔

۱۲۶۴: وَعَنْ قَتَادَةَ بْنِ مِلْحَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَأْمُرُنَا بِصِيَامِ أَيَّامِ الْبَيْضِ: ثَلَاثَ عَشْرَةٍ وَأَرْبَعَ عَشْرَةٍ وَخَمْسَ عَشْرَةٍ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

۱۲۶۴: حضرت قتادہ بن ملحان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ایام بیض کے روزوں کا حکم فرماتے اور وہ تیرہ، چودہ، پندرہ ہیں۔ (ابوداؤد)

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی کتاب الصوم، باب فی صوم الثلاث من کل شهر۔

**فوائد:** ایام بیض کو خاص کر کے اس میں روزے کو مستحب قرار دیا۔ ان کو ایام بیض اس لئے کہا جاتا ہے کہ چاند طلوع ہونے کی وجہ سے یہ راتیں مکمل سفید ہوتی ہیں۔ بعض نے اس کے علاوہ بھی اقوال ذکر کئے۔

۱۲۶۵: وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "لَا يُفْطِرُ أَيَّامَ"

۱۲۶۵: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایام بیض کے روزے سفر و حضر میں نہ

الْأُمِّ فِي حَضَرٍ وَلَا سَفَرٍ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ  
بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ۔  
چھوڑتے تھے۔ (نسائی)  
صحیح سند۔

تخریج : رواہ النسائی فی الصیام ، باب صوم النبی صلی اللہ علیہ وسلم

قوائد : ہرمینے میں ایام بیض کے روزے سنت مؤکدہ ہیں کیونکہ آنحضرت ﷺ سفر و حضر میں ان کا اہتمام فرماتے تھے۔

۳۳۱: بَابُ فَضْلِ مَنْ فَطَرَ صَائِمًا

وَفَضْلِ الصَّائِمِ الَّذِي يُؤْكَلُ عِنْدَهُ

وَدُعَاءِ الْأَكْلِ لِلْمَاكُولِ عِنْدَهُ

۱۲۶۶: عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ

اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "مَنْ فَطَرَ صَائِمًا

كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ غَيْرَ أَنَّهُ لَا يُنْقَصُ مِنْ أَجْرِ

الصَّائِمِ شَيْءٌ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ

حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

باب : جس نے روزے دار کا روزہ افطار کرایا اور اس

روزہ دار کی فضیلت جس کے پاس کھایا جائے اور کھانے

والے کی اس کے حق میں دُعا جس کے پاس کھایا جائے

۱۲۶۶: حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے کسی روزہ دار کا روزہ

کھلوا یا اس کو اس کے برابر اجر ملے گا۔ بغیر اس کے کہ روزہ دار کا

اجر کچھ بھی کم ہو۔ (ترمذی)

حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج : رواہ الترمذی فی کتاب الصیام ، باب ما جاء فی الاعتکاف اذا خرج منه رقم ۸۰۷

الاعتکاف : من فطر صائمًا : یعنی اس کو ایسی چیز پیش کی کہ جس سے وہ روزہ افطار کرے۔ خواہ وہ کھجور یا پانی کا گھونٹ ہی تھا۔

اس حدیث کو سلمان فارسی سے ابن خزیمہ نے نقل کیا۔ اس میں رمضان کے ساتھ اس کی خصوصیت ذکر کی گئی کہ جس نے رمضان میں

افطار کرایا تو وہ اس کے لئے گناہوں کی بخشش اور آگ سے اس کی گردن کے آزاد کا باعث بن جائے گا اور افطار کرانے والے کو بھی اتنا

ہی اجر ملے گا بغیر اس کے کہ روزہ دار کا اجر کم ہو۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! ہم میں سے ہر ایک وہ چیز نہیں پاتا جس سے وہ روزہ

افطار کرائے پھر رسول اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کو بھی دیں گے جس نے ایک کھجور یا پانی یا دودھ کے گھونٹ سے روزہ افطار کرایا۔

قوائد : اس میں اس شخص کی فضیلت کا بیان ہے جو کسی بھی روزہ دار کا روزہ کھلواتا ہے۔ روزہ کھلوانے کی اس میں فضیلت بیان کی گئی

اور اس کی ترغیب دلائی گئی ہے کیونکہ اس میں مسلمانوں کے درمیان محبت اور ایک دوسرے سے میل جول پیدا ہوتا ہے۔

۱۲۶۷: وَعَنْ أُمِّ عُمَارَةَ الْأَنْصَارِيَّةِ رَضِيَ

اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا فَقَلَمَتْ

إِلَيْهِ طَعَامًا فَقَالَ: "كُلِي" فَقَالَتْ: إِنِّي صَائِمَةٌ

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تَصَلِّيْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ

إِذَا أَكَلَ عِنْدَهُ حَتَّى يَفْرُغُوا" رَوَاهُ

۱۲۶۷: حضرت ام عمارہ انصاریہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی

اکرم ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے۔ میں نے آپ کی خدمت

میں کھانا پیش کیا۔ آپ نے فرمایا: ”تم بھی کھاؤ۔“ میں نے کہا میں

روزے سے ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”روزہ دار کے لئے

فرشتے دعائیں کرتے ہیں جب اس کے پاس کھایا جائے۔ یہاں تک

الترمذی۔ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ۔ کہ وہ کھانے سے فارغ ہوں۔ (ترمذی) یہ حدیث حسن ہے۔

**تخریج :** رواہ الترمذی فی کتاب الصیام، باب ما جاء فی فضل الصائم اذا کمل عنده اللِّغْزَانِ : تصلى عليه الملكة : اس کے لئے استغفار کرتے ہیں۔ یفرغوا : یعنی فارغ ہوں۔  
**فوائد :** اس روزہ دار کی فضیلت ذکر کی گئی۔ دوسرا آدمی کھانا کھا رہا ہو۔

۱۲۶۸ : وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَاءَ إِلَى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَبَجَّاءَ بِخُبُرٍ وَزَيْتٍ فَأَكَلَ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ أَفْطَرَ عِنْدَكُمْ الصَّائِمُونَ ، وَأَكَلَ طَعَامَكُمْ الْأَبْرَارُ . وَصَلَّتْ عَلَيْكُمْ الْمَلَائِكَةُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ۔  
۱۲۶۸ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے ہاں تشریف لائے۔ انہوں نے آپ کی خدمت میں زیتون اور روٹی پیش کی۔ پس آپ نے اس میں سے کھایا۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے دعا فرمائی: ”تمہارے ہاں روزہ دار روزہ افطار کریں اور تمہارا کھانا نیک لوگ کھائیں اور فرشتے تم پر رحمتیں بھیجیں“۔ (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

**تخریج :** رواہ ابوداؤد فی کتاب الاطعمة، باب الدعاء الرب الطعام۔  
**اللِّغْزَانِ :** افطو عندکم الصائمون : خدا کرے تمہارے پاس روزے دار افطار کریں یہ لفظ جملہ خبریہ ہے اور معنای دعا یہ ہے یعنی تمہیں اللہ تعالیٰ کی رفاقت عنایت فرمائے جو روزہ دار کو روزہ کھلانے والے یا افطار کرانے والے ہیں۔ الابرار : جمع بر کی اور وہ متقی کو کہتے ہیں۔

**فوائد :** (۱) مہمانوں کے سامنے جو میسر آ جائے وہی پیش کرنا سخاوت کے مانع نہیں۔ (۲) مستحب یہ ہے کہ روزہ دار اس آدمی کے لئے دعا کرے جس نے اس کو روزہ افطار کرایا۔



# کِتَابُ الْإِعْتِكَافِ

۱۲۶۹: عَنْ أَبِي عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَعْتِكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَّاعِرَ مِنْ رَمَضَانَ - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۲۶۹: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف فرماتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی ابواب الاعتکاف باب الاعتکاف فی العشر الاواخر و مسلم فی کتاب الاعتکاف باب اعتکاف عشر الاواخر من رمضان

**اللُّغَات:** یَعْتِكِفُ: اعتکاف لغت میں ٹھہرنے اور بند کرنے کو کہتے ہیں اور شرع میں خاص قسم اور خاص طریقے سے ٹھہرنا یا مسجد میں محسوس شخص کا نیت کے ساتھ ٹھہرنا۔

**فوائد:** (۱) رمضان المبارک کے آخری عشرے میں آنحضرت ﷺ کی اقتداء میں اعتکاف کرنا مستحسن ہے۔ اس کی حکمت یہ ہے کہ یہ دل جمعی اور دل کی صفائی کا سبب ہے۔ عبادت کے لئے اپنے آپ کو فارغ کرنے کا نامہ سے مشابہت اختیار کرنا اور لیلۃ القدر کو حاصل کرنے کے لئے اپنے آپ کو پیش کرنا ہے۔

۱۲۷۰: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَعْتِكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَّاعِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ تَعَالَى ثُمَّ اعْتَكَفَ أَزْوَاجُهُ مِنْ بَعْدِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۲۷۰: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ نے وفات پائی۔ پھر آپ کے بعد آپ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے بھی اعتکاف کیا۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی ابواب الاعتکاف الباب المسبق و مسلم فی کتاب الاعتکاف باب اعتکاف العشر الاواخر من رمضان۔

۱۲۷۱: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَعْتِكِفُ فِي كُلِّ رَمَضَانَ عَشْرَةَ أَيَّامٍ فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ اعْتَكَفَ عَشْرِينَ يَوْمًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۱۲۷۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر رمضان میں دس روز اعتکاف فرماتے تھے۔ جب وہ سال آیا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس دنوں کا اعتکاف فرمایا۔ (بخاری)

**تخریج:** رواہ البخاری فی ابواب الاعتکاف باب الاعتکاف فی العشر الاوسط من رمضان۔

**اللَّخَائِذُ:** يعتکف فی کل رمضان عشرة ايام: آنحضرت ﷺ درمیانے عشرے کا اعتکاف فرماتے تاکہ لیلۃ القدر کو ڈھونڈیں۔ پھر آپ کو علم ہوا کہ وہ آخری عشرے میں ہے پس آپ اس میں اعتکاف کرنے لگے۔ قبض: وفات پائی۔ عشورین یوماً: بیس دن نبی ﷺ نے اپنے اعتکاف کو بھی دوگنا کر لیا تھا جس طرح جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ قرآن مجید کے دور کو زیادہ کر دیا تھا تاکہ عبادت میں خوب کوشش اور محنت ہو۔ اس لئے کہ آپ کو وقت مقررہ کے قریب آنے کی اطلاع دی گئی تھی۔

## کِتَابُ الْحَجِّ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى : ﴿وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ﴾  
 اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”اور اللہ کا حق لوگوں کے ذمہ اس کے گھر کا حج ہے جو ان میں سے اس کی طرف راستہ کی طاقت رکھتا ہو اور جس نے کفر (انکار) کیا تو بے شک اللہ تعالیٰ دونوں جہانوں سے بے نیاز ہیں۔“ (آل عمران: ۹۷)

**حل الآيات:** حج البیت: حج لغت میں قصد کو کہا جاتا ہے اور شرع میں خاص اعمال کی ادائیگی کا قصد کرنا۔ بیت: کالفظ کعبہ پر عموماً بولا جاتا ہے۔ من استطاع الیہ سبیلاً: استطاعت یعنی خرچہ سفر اور سواری رکھتا ہو۔

۱۲۷۲: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : ”بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ : شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ ، وَحَجِّ الْبَيْتِ ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ“  
 ۱۲۷۲: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اسلام کی بنیاد پانچ باتوں پر ہے: (۱) اس بات کی گواہی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں، (۲) نماز قائم کرنا، (۳) زکوٰۃ ادا کرنا، (۴) بیت اللہ کا حج کرنا، (۵) رمضان کے روزے رکھنا۔“ (متفق علیہ)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الایمان باب دعاء کم ایمانکم ومسلم فی کتاب الایمان باب بیان ارکان الاسلام۔

**اللَّخَائِذُ:** حج البیت: بیت اللہ کا حج جو آدمی ان شرائط کے ساتھ جو دوسری احادیث میں آئی ہیں کے ساتھ بیت اللہ تک جانے کی طاقت رکھتا ہو۔

**فوائد:** (۱) حج اسلام کے پانچ ارکان میں سے ہے اور یہ ضروریات دین میں سے ہے اور اس کا منکر کافر ہے۔ (۲) حدیث کی تشریح کتاب الصلوة، الصوم والزکوٰۃ میں گزر چکی۔

۱۲۷۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور فرمایا: ”اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا۔ پس تم حج کرو۔ اس پر ایک آدمی نے کہا کیا ہر سال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے۔ اس نے یہ سوال تین مرتبہ دہرایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اگر میں نعم کہہ دیتا تو ہر سال فرض ہو جاتا اور تم طاقت نہ رکھتے۔ پھر فرمایا: ”جو بات میں چھوڑ دوں تم بھی مجھے چھوڑ دو (سوال نہ کرو) بلاشبہ تم سے پہلے لوگ کثرت سوال اور اپنے انبیاء علیہم السلام سے اختلاف کی وجہ سے ہلاک ہوئے۔ جب میں تمہیں کسی چیز کا حکم دوں تو اس کو حتی الامکان انجام دو اور جب کسی بات سے منع کروں تو اس کو چھوڑ دو۔“ (مسلم)

۱۲۷۳: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: "يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللَّهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ فَحُجُّوا" فَقَالَ رَجُلٌ: "أَكُلَّ عَامٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَسَكَتَ حَتَّى قَالَهَا ثَلَاثًا - فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ: "لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَمَّا اسْتَطَعْتُمْ" ثُمَّ قَالَ: "ذَرُونِي مَا تَرَكْتُكُمْ فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بَكْثَرَةِ سُؤَالِهِمْ وَاجْتِلَافِهِمْ عَلَى أَرْبَابِهِمْ فَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ فَأَتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَرُدُّوهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الحج باب فرض الحج مرة فی العمر

**اللُّغَاتُ:** فسکت: یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کو جواب دینے سے خاموش ہو گئے کیونکہ یہ سوال اس کے لئے درست نہ تھا۔ لوحیت: یعنی حج ہر سال واجب ہوتا کیونکہ یہ بات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلتی جو وحی سے بولتے تھے۔ ذرونی: یعنی تم مجھے چھوڑ دو۔ بکثرت سؤلہم: یعنی بلا ضرورت سوالات جن کا مقصد صرف ضد اور ایذا تھا۔

**فوائد:** (۱) اس دین کی بنیاد آسانی پر قائم ہے۔ اس میں تنگی ہٹائی گئی اس لئے کہ انسان کو اسی چیز کی تکلیف دی جاتی ہے جو اس پر شاق نہ ہو۔ (۲) اس چیز کے متعلق سوال نہ کرنا چاہئے جو لا یعنی ہو اور جو خود کو گراں گزرے۔ اگر اس کو اللہ تعالیٰ ظاہر کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”ایسی چیزوں کے بارے میں مت سوال کرو اور اگر وہ تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں بری لگیں۔“ (۳) شریعت کے احکام استطاعت کے ساتھ مقید ہیں مگر ممنوعات سے ہر صورت میں زکنا ضروری ہے کیونکہ مناسد کا دور کرنا حصول منفعت سے مقدم ہے۔ (۴) حج عمر میں طاقت والے پر ایک مرتبہ لازم ہے۔

۱۲۷۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا۔ کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ”اللہ اور اس کے رسول پر ایمان۔“ پھر کہا گیا۔ اس کے بعد کون سا؟ فرمایا: ”اللہ کی راہ میں جہاد۔“ سوال کیا گیا پھر کون سا؟ فرمایا: ”مقبول حج۔“ (بخاری و مسلم)

۱۲۷۴: وَعَنْهُ قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: "إِيمَانٌ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ" قِيلَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: "الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ" قِيلَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: "حَجٌّ مَبْرُورٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

”المبرور“: وہ حج جس میں حج کرنے والا کسی مَعْصِيَةٍ کا ارتکاب نہ کرے۔

”المبرور“: هُوَ الَّذِي لَا يَرْتَكِبُ صَاحِبَةً فِيهِ مَعْصِيَةً۔

**تخریج:** رواه البخاری فی الایمان باب من قال ان الایمان هو العمل و المسلم فی الایمان سبب بیان کون الایمان بالله تعالی افضل الاعمال۔

الْخَافَاتِ: اِی الْعَمَلِ الْفَضْلِ: یعنی ثواب میں بڑھ کر۔

۱۲۷۵: وَعَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "مَنْ حَجَّ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۲۷۵: حضرت ابو ہریرہؓ نبی کریمؐ سے روایت کرتے ہیں: "جس نے حج کیا اور اس نے کوئی فحش گہائی اور فسق و فجور نہ کیا تو وہ اس طرح لوٹا جیسے کہ آج ہی اسکی ماں نے اسکو جنم دیا۔" (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواه البخاری فی الحج، باب فضل الحج المبرور و مسلم فی الحج، باب فی فضل الحج العمرة و يوم عرفة۔

اللَّحَائِشُ: فلم يرفث رفث جماع یا فحش گوئی یا عورت کو ایسی بات کہنا جس کا تعلق جماع سے ہو اور صراحتاً اس کے تذکرے کو کہتے ہیں۔ لم یفسق فسوق اطاعت سے نکلنے کو کہتے ہیں مراد برائی، گنہ یا جھگڑا یا بد اخلاقی ہے۔ راجع: ولولنا۔

**فوائد: (۱)** حج گناہوں کا کفارہ اور پہلے کئے جانے والے تمام گناہوں کو مٹانے والا ہے۔ جمہور علماء کہتے ہیں کہ یہ چھوٹے گناہوں کا کفارہ بنے گا۔ کبیرہ کا نہیں اور ان گناہوں سے متعلق ہے جو اللہ کے حقوق سے تعلق رکھتے ہیں۔ (۲) اور گناہ کے مٹائے جانے کا تذکرہ اس حج کے ساتھ مشروط ہے جو مقبول ہو اور اس کے ساتھ کوئی گناہ ملا ہو اور وہ آدمی حج کو عیب لگانے والی باتیں نہ بھگڑے اور شہوت کو ابھارنے والی چیزوں سے دور رہنے والا ہو۔ (۳) بڑے گناہ اس تو بہ کے ساتھ جو اپنی شرائط کے ساتھ ہوں مٹائے جاتے ہیں اور اسی طرح حق والوں کو ان کے حقوق واپس کرنے سے۔

۱۲۷۶: وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "الْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كُفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُورُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

**تخریج:** رواه البخاری فی العشرة باب العشرة ، حرمب العشرة ، مسند فی کتاب الحج باب فی فضل الحج والعشرة ويوم عرفة .

**الذَّخَائِرُ: العَمْرَةُ:** لغت میں زیارت کو کہتے ہیں اور یہ اعتقاد سے لیا گیا اور شرع میں خاص طریقے سے بیت اللہ کی زیارت کرنا یہ امام شافعی رحمۃ اللہ کے نزدیک حج کی طرح فرض ہے اور حنفیہ کے نزدیک سنت مکتدہ ہے۔ کفارۃ: مغفرت اور گناہوں کے چھپائے جانے کا سبب ہے۔

**فوائد:** عمرہ کی فضیلت ذکر کی گئی اور اس کی ترغیب دی گئی ہے اور حج مقبول کا ثواب صرف گناہوں کے کفارے تک موقوف نہیں بلکہ وہ جنت میں داخلے کے لئے کافی ہے۔

۱۲۷۷: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ:   
 قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ نَرَى الْجِهَادَ أَفْضَلَ

۱۲۷۷: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے   
 عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم جہاد کو افضل ترین خیال کرتی

الْعَمَلِ أَفْلاً نُجَاهِدُ؟ فَقَالَ: "لَكِنَّ أَفْضَلَ الْجِهَادِ: حَجُّ مَبْرُورٍ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔  
ہیں۔ کیا ہم جہاد نہ کریں؟ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:  
"افضل جہاد حج مبرور ہے۔" (بخاری)

**تخریج:** رواہ البخاری فی الحج باب فضل الحج المبرور والجهاد باب فضل الجهاد۔

**اللَّخَائِذُ:** نری الاجہاد افضل العمل: ہم اس کا اعتقاد رکھتے تھے کہ جہاد کا اسلام میں بڑا مرتبہ ہے۔ ولکن افضل الجہاد: مراد یہ ہے کہ افضل جہاد لیکن عورتوں کے لئے۔ وہ مقبول حج ہے جس پر کسی معصیت کی ملاوٹ نہ ہو اور نہ ہی اس حج سے منحرف کرنے والی کوئی چیز پائی جائے۔

**فوائد:** (۱) حج کو جہاد سے تعبیر کر کے اس کے عظیم ثواب اور فضیلت کی طرف اشارہ کیا گیا اور عورتوں کو اس کی ترغیب دی۔ (۲) حج عورتوں کے لئے جہاد سے افضل ہے جبکہ اسلام کا معاملہ متعین نہ ہو یا دشمن شہر میں داخل نہ ہو اور وہ عورتیں قتال پر قدرت بھی رکھتی ہوں اور ان کے بارے میں کوئی خطرہ بھی نہ ہو۔ اس طرح مردوں کے مقابلہ میں حج کی فضیلت قتال کے متعین طور پر فرض نہ ہونے کے ساتھ مقید ہے ورنہ عبادت کے نام سے یہ جہاد سے فرار شر ہوگا۔

۱۲۷۸: وَعَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَا مِنْ يَوْمٍ أَكْثَرَ مِنْ أَنْ يُعْتَقَ اللَّهُ فِيهِ عَبْدًا مِنَ النَّارِ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
۱۲۷۸: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کوئی ایسا دن نہیں جس میں اللہ تعالیٰ اتنے بندوں کو آگ سے آزاد فرماتے ہیں۔ جتنے اللہ تعالیٰ عرفہ کے دن فرماتا ہے۔" (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الحج باب فضل الحج والعمرة يوم عرفة۔

**اللَّخَائِذُ:** يعتق: وہ نجات دیتا اور آگ سے خلاصی کرتا ہے۔

**فوائد:** يوم عرفہ کی فضیلت بیان کی گئی کہ اللہ تعالیٰ اس دن میں تمام دنوں سے زیادہ لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتے اپنے بندوں پر زیادہ تجلی فرماتے ملائکہ پر ان کے ذریعے فخر کرتے اور ان پر بخشش و رحمت فرماتے ہیں۔

۱۲۷۹: وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "عُمْرَةٌ فِي رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً - أَوْ حَجَّةً مَعِيَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
۱۲۷۹: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "رمضان میں عمرہ حج کے برابر ہے یا میرے ساتھ حج کے برابر ہے۔" (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب العمرة باب عمرة في رمضان و جزاء العید و مسلم فی کتاب الحج باب فضل العمرة في رمضان۔

**اللَّخَائِذُ:** تعدل برابر ہے۔ تعدل حجة ثواب میں اس کے قائم مقام ہے یہ مصب نہیں کہ ہر چیز میں اس کے برابر ہیں کیونکہ اگر اس کے ذمے حج تھا اور اس نے رمضان میں عمرہ کر لیا تو یہ اس کے برابر نہیں ہو سکتا۔ او حجة: بھی یا میرے ساتھ حج کیا یہ راوی کو شک ہے کہ ان دونوں میں سے کون سے الفاظ فرمائے۔

**فوائد:** (۱) رمضان المبارک کے عمرہ کی فضیلت ذکر کی گئی اور اس میں روزہ رکھنا یہ زیارت کعبہ کے منافی نہیں۔ اسی طرح عمرہ کے احکام کی ادائیگی کے لئے روزہ مخالف نہیں۔



۱۲۸۰: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ ایک عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بندوں پر فرائض میں سے فریضہ حج نے میرے باپ کو بڑھاپے کی حالت میں پایا ہے۔ وہ سواری پر سوار ہونے کے قابل نہیں۔ کیا میں اس کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں۔“ (بخاری و مسلم)

۱۲۸۰: وَعَنْهُ أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ فَرِيضَةَ اللَّهِ عَلَى عِبَادِهِ فِي الْحَجِّ أَذْرَكْتُ أَبِي شَيْخًا كَبِيرًا لَا يَنْبُتُ عَلَى الرَّاحِلَةِ أَفَأَحُجُّ عَنْهُ؟ قَالَ: ”نَعَمْ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الحج، باب وجوب الحج و فضله و مسلم فی کتاب الحج، باب الحج عن العاجز لزمانه و هرم و نھوہما او الموت۔

**اللتخانی:** ادرکت اسی: یعنی اس پر حج فرض ہوا اور وہ عمر کی اس حد تک پہنچا ہوا ہے یا مال دار ہے۔ مال دار ہو کر زاد ورحہ کا مالک بنا ہوا ہے۔ لایبست: اس پر ٹھہر نہیں سکتا۔ راحلہ: اس جانور کو کہا جاتا ہے جس کو سواری کے لئے استعمال کیا جائے۔ **فوائد:** حج کے معاملے کی تاکید کی گئی کہ وہ مکلف سے ساقط نہیں۔ جبکہ وہ بذات خود اس کے کرنے سے عاجز ہو بلکہ وہ اس کو قائم مقام بنائے جو اس کو انجام دے اور بلواسطہ ادا کرے۔ (۲) بذات خود حج کرنا بہت بڑی فضیلت و بے شمار ثواب رکھتا ہے۔ (۳) والدین کے ساتھ احسان کرنا ان کی طرف توجہ دینی اور ان کی دینی و دنیوی مصلحتوں کو پورا کرنا چاہئے۔ فوت شدہ آدمی کی طرف سے حج کرنا جائز ہے۔

۱۲۸۱: حضرت لقیط بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ میرے والد بہت بوڑھے ہیں۔ وہ حج کی طاقت نہیں رکھتے اور نہ عمرہ کر سکتے ہیں نہ ہی سواری پر سفر کر سکتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اپنے والد کی طرف سے حج کرو اور عمرہ بھی کرو“۔ (ابوداؤد ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۲۸۱: وَعَنْ لَقِيطِ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ أَبِي شَيْخٌ كَبِيرٌ لَا يَسْتَطِيعُ الْحَجَّ، وَلَا الْعُمْرَةَ، وَلَا الظَّنَّ قَالَ: ”حُجَّ عَنْ أَبِيكَ وَاعْتَمِرْ“ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی کتاب مناسک الحج، باب الرجال یحج عن غیرہ

**اللتخانی:** لا یستطیع الحج و العمرہ: یعنی بذات خود وہ چل کر حج کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ الظن: سفر کرنا۔ اعتمر: اس کی طرف سے عمرہ ادا کر

**فوائد:** عاجز کی طرف سے نیابت حج کرنا جائز ہے جب کہ وہ ایسا مرض ہو جس کے صحیح ہونے کی امید نہ ہو یا عمرہ میں بڑھاپا آجائے لیکن دوسرے کی طرف سے حج کرنے کی شرط یہ ہے کہ اس نے خود اپنا حج کیا ہو۔ جمہور کے نزدیک حج میں نیابت کے غیر کی طرف سے جائز ہونے میں اس بات کا کوئی فرق نہیں کہ اس کا حج فرضی ہو یا نفلی۔

۱۲۸۲: حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے حجتہ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کرایا گیا جبکہ میری عمر سات سال تھی۔ (بخاری)

۱۲۸۲: وَعَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ”حُجَّ بِي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَأَنَا ابْنُ سَبْعِ سِنِينَ“ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الحج باب حج العسبان۔

**فوائد:** (۱) بالغ ہونے سے پہلے بچے کا حج کرنا جائز ہے یا بذات خود اس کا ارکان ادا کرنا بھی درست ہے جبکہ وہ سمجھ بوجھ رکھتا ہو۔ یہ اس لئے ہے تاکہ اس کی عبادت کی مشق ہو جائے اور بالغ ہونے کے بعد وہ اس سے الفت رکھے۔

۱۲۸۳: وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَقِيَ رَجُلًا بِالرُّوْحَاءِ فَقَالَ: "مَنِ الْقَوْمِ؟" قَالُوا: الْمُسْلِمُونَ قَالُوا: مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ "رَسُولُ اللَّهِ" فَرَفَعَتِ امْرَأَةٌ صَبِيًا فَقَالَتْ: إِلَهًا حَقٌّ؟ قَالَ: "نَعَمْ وَلَكِ أَجْرٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۲۸۳: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ مقام روحاء میں ایک قافلے کو ملے۔ آپ نے فرمایا: "تم کون ہو؟" انہوں نے کہا مسلمان ہیں۔ انہوں نے پوچھا آپ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: "میں اللہ کا رسول ہوں۔ اس وقت ایک عورت نے ان میں سے ایک بچے کو بلند کر کے پوچھا کیا اس کا حج ہے۔؟ فرمایا جی ہاں اور اجر تمہیں ملے گا۔ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الحج باب صحنہ حج العسبی

**اللُّغَاتُ:** الروحاء: یہ چھتیس میل کے فاصلے پر مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک مشہور جگہ ہے۔

**فوائد:** (۱) چھوٹے بچے پر حج لازم نہیں کیونکہ وہ مکلف نہیں۔ اگر اس نے حج کر لیا تو صحیح ہے مگر نفلی ہوگا۔ (۲) بچہ جو نیک کام کرتا ہے اس کی نیکیاں تو لکھی جاتی ہیں لیکن اس کے گناہ بالا جماع نہیں لکھ جاتا اسی طرح ولی کے لئے نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جتنا بچے کا عمل ہوتا ہے گناہ نہیں جو وہ کرتا ہے۔

۱۲۸۴: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حَجَّ عَلَى رَحْلٍ وَكَانَتْ زَامِلَتَهُ - رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۲۸۴: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کجاوہ پر حج کیا اور یہی آپ کی سواری تھی۔ (بخاری)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الحج باب الحج علی الرحل۔

**اللُّغَاتُ:** حج: حجة الوداع والے سال رسول اللہ ﷺ نے حج کیا۔ اس کے علاوہ آپ نے کوئی حج نہیں کیا۔ راحل: ہر وہ چیز جو سفر کے لئے برتن سواری وغیرہ۔ مقصد یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اونٹ کے پلان پر ہی حج کیا جس پر مہمل نہیں تھا۔ وکانت: یعنی سواری۔ الزاملتہ: وہ اونٹ جس پر کھانا اور سامان لاداجائے۔ مقصد یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ کھانا اور سامان اٹھانے کے لئے الگ سواری نہ تھی بلکہ آپ ﷺ کی سفر والی سواری ہی دونوں کام دینے والی تھی۔

**فوائد:** نبی اکرم ﷺ کی تواضع اور حج کو جاتے ہوئے آپ کا سامان بتلایا گیا ہے۔ آپ کی دعا اس حال میں اس طرح تھی اے اللہ اس حج کو اس طرح کا بنا دے جس میں ریاکاری اور دکھلاوانہ ہو۔

۱۲۸۵: وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَتْ عُكَاظُ وَمَجَنَّةٌ وَدُو الْمَجَارِ اسْوَاقًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَتَأَسَّوْا أَنْ يَسْجُرُوا فِي الْمَوَاسِمِ فَزَلَّتْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ

۱۲۸۵: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عکاظ مجنہ اور المجاز یہ جاہلیت کے زمانہ میں بازار لگتے تھے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حج کے ایام میں تجارت کو گناہ خیال کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَتُلَا

تَبَتُّوْا فَضْلًا مِّنْ رَبِّكُمْ فِیْ مَوَاسِمِ الْحَجِّ مِّنْ رَبِّكُمْ فِیْ) الایہ کہ تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کرو یعنی مواسم حج۔ (بخاری)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الحج باب التجارة إیام الموسم۔

اللَّغَاثِ: فَنَاسُوا: گناہ میں پڑنے کا خدشہ ہوا۔ فی المواسم: حج کے مہینے مراد ہیں۔ فنزلت: اس کے سبب سے یہ آیت اتری۔  
لَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ

فَوَاحِد: حج کے دنوں میں تجارت حج کے صحیح ہونے کے خلاف نہیں۔ اگرچہ کمال اسی میں ہے کہ حاجی کا ہاتھ اس سے بچا ہوا ہوتا کہ اس کی مکمل توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہو۔

## کتاب الجہاد

### بَابُ: جہاد کی فضیلت

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”اور تم تمام مشرکین سے قتال کرو جس طرح وہ تم سے پورے (اکٹھے) لڑتے ہیں اور یقین کر لو بے شک اللہ تقویٰ والوں کے ساتھ ہے۔ (التوبہ) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”تم پر لڑائی فرض ہے۔ حالانکہ وہ تمہیں ناپسند ہے۔ ہو سکتا ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور وہ تمہارے لئے بہتر ہو اور ہو سکتا ہے کہ تم کسی چیز کو پسند کرو اور وہ تمہارے لئے بری ہو۔ اللہ تعالیٰ جانتے ہیں اور تم نہیں جانتے۔ (البقرہ) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”تم اللہ کی راہ میں نکلو خواہ تم ہلکے ہو یا بوجھل اور اپنے مالوں اور جانوں سے اس کی راہ میں جہاد کرو۔ (التوبہ)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”بے شک اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں سے ان کی جانیں اور مال خرید لئے اس طرح کہ اس کے بدلے میں ان کے لئے جنت ہے۔ وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں اور قتل کرتے ہیں اور قتل ہوتے ہیں۔ یہ وعدہ سچا کیا گیا ہے تو رات اور انجیل اور قرآن میں۔ کون ہے جو اپنے وعدے کو اللہ تعالیٰ سے زیادہ پورا کرنے والا ہو۔ پس تم اپنے اس سودے پر جو تم نے اس کے ساتھ کیا۔ خوش ہو جاؤ اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ (التوبہ)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”وہ مؤمن جو بغیر عذر کے گھر میں بیٹھ رہنے والے ہیں وہ جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرنے والے ہیں۔ دونوں برابر نہیں۔ ان کو بیٹھے رہنے والوں پر درجہ حاصل ہے۔ سب سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا اور مجاہدین کو بیٹھے رہنے والوں پر بڑے اجر کے لحاظ سے فضیلت دی اور اپنی طرف سے درجات بخشش رحمت بھی اور اللہ تعالیٰ بخشنے والے مہربان ہیں۔ (النساء)

### ۲۴۳: بَابُ فَضْلِ الْجِهَادِ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ﴾ [التوبة: ۳۶] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿مُحِبَّ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهُ لَكُمْ وَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ وَعَسَى أَنْ تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾ [البقرة: ۲۱۶] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿يُفِرُّوا مِنْكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ﴾ [التوبة: ۱۱۱] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنْ لَهُمُ الْجَنَّةُ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ وَعُذُّهُ عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ وَمَنْ أَوْفَى بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ فَاسْتَبْشِرُوا بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُمْ بِهِ وَذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾ [التوبة: ۱۱۲] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولَى الصَّرِيرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِينَ دَرَجَةً وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَى وَفَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا دَرَجَاتٍ مِنْهُ وَمَغْفِرَةً وَرَحْمَةً وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا﴾

[النساء: ۹۵] وَقَالَ تَعَالَى : ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ تِجَارَةٍ تُنْجِيكُمْ مِنْ عَذَابِ أَلِيمٍ؟ تُوْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ ، ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ، يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَمَسَاكِنَ طَيِّبَةً فِي جَنَّاتٍ عَدْنٍ ، ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ، وَآخِرَىٰ تُحِبُّونَهَا نَصْرٌ مِنَ اللَّهِ وَفَتْحٌ قَرِيبٌ وَبَشِيرٌ الْمُؤْمِنِينَ﴾ [الصف: ۱۰-۱۲]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اے ایمان والو! کیا میں تمہیں ایسی تجارت نہ بتاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے نجات دینے والی ہو؟ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے والے اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرنے والے ہو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔ وہ تمہارے گناہوں کو بخش دے گا اور تمہیں ایسے باغات میں داخل فرمائے گا۔ جن کے نیچے نہریں چل رہی ہیں اور ہمیشہ کی جنتوں میں پاکیزہ مکانات یہ بہت بڑی کامیابی ہے اور دوسری چیز جس کو تم پسند کرتے ہو وہ اللہ تعالیٰ کی مدد اور قریبی فتح ہے اور ایمان والوں کو آپ خوشخبری دے دیں۔

(الف) (الف)

آیات اس سلسلے میں بہت معروف ہیں۔

جہاد کی فضیلت میں احادیث بھی شمار سے باہر ہیں۔

وَالآيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيرَةٌ مَّشْهُورَةٌ.  
وَأَمَّا الْآحَادِيثُ فِي فَضْلِ الْجِهَادِ فَكَثَرَتْ  
مِنْ أَنْ تُحْصَرَ فَمِنْ ذَلِكَ.

حل الآيات : كافة: تمام۔ كتب: فرض ہوا۔ كره لكم: طبعاً ناپسند ہے کیونکہ اس میں اپنے آپ کو لڑائی کے لئے پیش کرنا ہے۔ انفروا: تم قتال کے لئے نکلو۔ خفافا: جوان ہو یا چست دشمن کی قلت کی وجہ سے لڑائی کی طرف رغبت کرنے والے ہو، بوجھل یا بوڑھے، کثرت دشمن کی وجہ سے رغبت کرنے والے نہ ہو یا مال کی قلت عیال کی کثرت کی وجہ سے یا اس کے علاوہ وجوہ ہوں۔ وجاہدوا: دشمن کے ساتھ لڑائی میں پوری قوت صرف کرو۔ خواہ مال سے یا جان سے ہو مگر اس کا مقصد اللہ تعالیٰ کے کلمہ کو بلند کرنا ہو۔ اشترى: بیع و شراء مال کا تبادلہ۔ القاعدون: جہاد سے بیٹھنے والا۔ اولی الضرر: بیمار و اندھے پانچ۔ درجة: عظیم مقام۔ الحسنی: جنت۔ تجارة: نفع کے لئے بیع و شراء کرنا۔ طيبة: عمدہ خوب جنت عدن اقامت اور ہمیشگی کے باغات۔ آخری: اور تمہارے لئے اور نعمتیں ہیں۔ مبشر: ان کو دونوں جہان کی خوشخبری دے دو۔

۱۲۸۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا۔ کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ”اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔ پوچھا گیا پھر کون سا؟ فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا۔“ پوچھا گیا پھر کیا؟ فرمایا: ”حج مبرور۔“ (بخاری و مسلم)

۱۲۸۶: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ”إِيمَانٌ بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ“ قِيلَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: ”الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ“ قِيلَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: ”حَجٌّ مَّبرُورٌ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

تخریج: اس حدیث کی تخریج ۱۲۷۴ میں گزری۔

الذَّخَائِرُ: الفضل: ثواب میں بڑھ کر۔ حج: کسی معظم چیز کا قصد کرنا۔ شرع میں احکام کی ادائیگی کیلئے بیت اللہ کا قصد کرنا۔ مبرور: یہ اسم مفعول ہے اور بر سے ہے اور بر نیکی کو کہتے ہیں اور یہاں ایسا حج مراد ہے جو خالص نیت کے ساتھ ارتکاب معصیت سے بچا ہوا ہو۔



۱۲۸۷: وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الْعَمَلِ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى؟ قَالَ: "الصَّلَاةُ عَلَى وَفَّيْهَا" قُلْتُ: ثُمَّ أَيُّ؟ قَالَ: "بِرُّ الْوَالِدَيْنِ" قُلْتُ: ثُمَّ أَيُّ؟ قَالَ: "الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۲۸۷: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے؟ آپؐ نے فرمایا: "وقت پر نماز ادا کرنا۔" میں نے عرض کیا پھر کون سا؟ آپؐ نے فرمایا: "ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا۔" میں نے عرض کیا پھر کون سا؟ آپؐ نے فرمایا: "اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔" (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی الجہاد باب فضل الجہاد و اسیر و مسلم فی الايمان باب كذا الايمان بالله تعالى افضل الاعمال۔

**فوائد:** اس حدیث کی شرح بر الوالدین ۱/ ۳۱۵ میں گزری۔ امام قرطبی نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے ان تین کاموں کا خاص طور پر ذکر کیا کیونکہ یہ بہت ساری نیکیوں کے لئے عنوان کی حیثیت رکھتے ہیں جس نے فرض نماز کو ضائع کیا۔ یہاں تک کہ بغیر عذر کے اس کا وقت نکال دیا حالانکہ نماز کی مشقت بھی کم ہے اور فضیلت بھی زیادہ ہے تو وہ دوسرے اعمال کو زیادہ ضائع کرنے والا ہوگا۔ اسی طرح جو آدمی اپنے والدین کے حق کو ادا نہیں کرتا حالانکہ ان کا حق بہت زیادہ ہے تو وہ دوسروں کے حق میں اور بھی زیادہ کم احسان کرنے والا ہوگا۔ اسی طرح جس نے کفار کی دین کے ساتھ سخت دشمنی کے باوجود جہاد کو چھوڑ دیا تو وہ فساق و فجار کے ساتھ جہاد کو اور زیادہ چھوڑنے والا ہوگا۔

۱۲۸۸: وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: "الْإِيمَانُ بِاللَّهِ وَالْجِهَادُ فِي سَبِيلِهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۲۸۸: حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کون سا عمل افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ پر ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا۔" (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی العتق باب ای فرق افضل و مسلم فی کتاب الايمان باب بيان كون الايمان بالله تعالى افضل الاعمال۔

**فوائد:** ضروری ہے کہ اعمال کے مختلف احادیث میں آنے والی باہمی فضیلتوں کو حالات کے اختلاف زمانے کے اختلاف اور افراد کے اختلاف پر محمول کیا جائے۔ بسا اوقات جہاد کسی آدمی کے لئے کسی خاص زمانے میں والدین کے ساتھ احسان کرنے سے زیادہ افضل ہوتا ہے اور بعض اوقات بعض افراد کے لئے اس کا عکس افضل ہوتا ہے اور بسا اوقات خاص حالات میں جہاد و نماز کے ثواب سے بڑھ جاتا ہے۔ اس طریقے سے اعمال میں ترتیب والی حدیث مذکور حدیث کو ان مختلف انداز سے جمع کیا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ ہر شخص کو وہ جواب مرحمت فرماتے جو اس کے حالات کے زیادہ لائق اور اس کی معاش و مفاد کے لئے زیادہ نفع بخش ہوتا۔

۱۲۸۹: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: لَعْدُوَةٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ رُوحَةٌ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا" مُتَّفَقٌ

۱۲۸۹: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "صبح سویرے تھوڑی دیر اللہ کی راہ میں جانا یا شام کے وقت تھوڑی دیر اللہ کی راہ میں جانا دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس سے

بہتر ہے۔“ (بخاری و مسلم)

عَلَيْهِ۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی الجہاد باب الغدوة و الروحۃ فی سبیل اللہ و المسلم فی الامارۃ باب فضل الغدوة الروحۃ فی سبیل اللہ۔

**اللُّغَاتُ:** لغدوة: صبح کے وقت چلنا یہ وزن بار کو بیان کرنے کے لئے آتا ہے اور روحۃ: ایک مرتبہ جانا اور دن کے آخر میں زوال سے رات تک چلنے کو کہا جاتا ہے۔ سبیل اللہ: اللہ کے دین کی نصرت اور اس کے کلمے کی بلندی۔  
**فوائد:** مجاہد کو دن کے شروع میں یا دن کے آخر میں ایک گھڑی جہاد پر اتنا بڑا ثواب ملتا ہے جو اس کے لئے تمام دنیا دیئے جانے سے زیادہ بہتر ہے اور یہ اسی بناء پر ہے کہ دنیا فنا کے گھر میں ہے اور آخر دار البقاء ہے۔

۱۲۹۰: وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَى رَجُلٌ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: أَيُّ النَّاسِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: مُؤْمِنٌ يُجَاهِدُ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ مُؤْمِنٌ فِي شُعْبٍ مِّنَ الشُّعَابِ يَعْبُدُ اللَّهَ وَيَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهِ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
۱۲۹۰: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے کہا لوگوں میں سب سے افضل کون ہے؟ فرمایا: ”وہ مؤمن جو اپنے نفس اور مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا ہے۔ اس نے دوبارہ پوچھا پھر کون؟ فرمایا: ”وہ مؤمن جو کسی پہاڑ کی گھاٹی میں اللہ کی عبادت کرتا ہو اور لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھنے والا ہو۔“ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی الجہاد باب افضل الناس مؤمن... الخ و مسلم فی الامارۃ باب فضل الجہاد الرباط۔  
**فوائد:** اس حدیث کی شرح باب العزلة رقم ۵۹۸ / ۲ میں دیکھیں۔ (۲) یہاں فائدہ یہ ہے کہ نفس اور مال میں اللہ کی راہ میں جہاد کرنا چاہئے۔ اسی باب میں فی سبیل اللہ کا مطلب گزر چکا۔

۱۲۹۱: وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ”رِبَاطٌ يَوْمٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا“ وَمَوْضِعُ سَوَاطِ أَحَدِكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا وَالرَّوْحَةُ يَرْوَحُهَا الْعَبْدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ تَعَالَى أَوْ الْغَدَوَةُ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
۱۲۹۱: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک دن سرحد پر پہرہ دینا دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس سب سے بہتر ہے اور شام کو تھوڑی دیر اللہ کی راہ میں چلنا یا صبح کے وقت تھوڑی دیر چلنا دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس سب سے بہتر ہے۔“ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی الجہاد باب فضل رباط يوم في سبيل الله و مسلم فی الامارۃ باب فضل الغدوة و الروحۃ فی سبیل اللہ۔

**اللُّغَاتُ:** رباط: مصدر ہے اس کا معنی اسلامی مملکت کی سرحدوں کو دشمنوں سے محفوظ کرنے کے لئے ان پر قیام کرنا۔ سوط: کوزا۔ روح اور غدوة کی وضاحت حدیث ۱۲۸۹ میں ہو چکی۔

**فوائد:** (۱) اللہ کی راہ میں پہرہ دینے پر ابھارا گیا اور اللہ کے کلمے کو بلند کرنے کے لئے جہاد کی ترغیب دی گئی۔ (۲) تھوڑا سا زمانہ اور

مکان کی تنگی آخرت کے سلسلے میں وہ دنیا کے طویل زمانے اور وسیع مکان سے بہتر ہے۔ اس روایت میں دنیا سے زہد اس کے فنا ہونے کی وجہ بتائی گئی۔ اور عظیم ثواب کے باعث جہاد کی ترغیب دی گئی۔ امام قرطبی نے فرمایا: ”جہاد میں ایک دفعہ کے سفر کو دنیا اور آخرت جو اپنے سامان کے ساتھ ہو اس سے بہتر قرار دیا گیا۔ خواہ دنیا اپنے تمام سامان کے ساتھ جمع کر دی جائے۔“

۱۲۹۲: وَعَنْ سَلْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ”رِبَاطُ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ خَيْرٌ مِنْ صِيَامِ شَهْرٍ وَقِيَامِهِ“ وَإِنْ مَاتَ فِيهِ أُجْرِي عَلَيْهِ عَمَلُهُ الَّذِي كَانَ يَعْمَلُ وَأُجْرِي عَلَيْهِ رِزْقُهُ ، وَأَمِنَ الْفِتَانَ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
۱۲۹۲: حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”ایک دن رات اللہ کی راہ میں سرحد پر پہرہ دینا ایک مہینے کے روزے اور ان کے قیام سے بہتر ہے اور اگر اس کو اسی راستہ میں موت آگئی تو اس کے عمل کو جاری کر دیا جائے گا جو وہ کرتا تھا اور اس کا (جنت کا) رزق جاری کر دیا جائے گا اور وہ فتنہ (قبر) سے محفوظ کر دیا جائے گا۔“ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی الامارۃ باب فصل الرباط فی سبیل اللہ عز وجل۔

**اللغزات:** امن الفتان: یعنی قبر کے سوال اور دفرشتوں کی آزمائش سے وہ سوال سے بچا رہے گا۔

**فوائد:** پہرہ دینے والے کے عمل کا ثواب موت کے ساتھ ختم نہیں ہوگا۔ اس کا رزق بھی منقطع نہ ہوگا اور اس کو عنقریب جنت کا رزق دیا جائے گا جس طرح شہداء کو رزق جنت میں دیا جاتا ہے۔ وہ اپنے رب کے ہاں رزق کھاتے ہیں بعض علماء نے یہ طرز عمل اپنایا کہ اللہ کی راہ میں جب وکرنے والے قبر کے سوال سے محفوظ رہے گا۔ ایک دن کا پہرہ ایک مہینے کے روزوں اور قیام سے بہتر ہے کیونکہ پہرے کا فائدہ متعدی ہے کیونکہ اس میں ایمان کی حفاظت اور دین کا فائدہ ہے اور روزے کا فائدہ روزہ رکھنے تک موقوف ہے۔

۱۲۹۳: وَعَنْ فَصَّالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ”كُلُّ مَيْتٍ يُخْتَمُ عَلَى عَمَلِهِ إِلَّا الْمُرَاطُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَإِنَّهُ يُنْمَى لَهُ عَمَلُهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ“ وَيَوْمَئِذٍ فِتْنَةُ الْقَبْرِ“ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔  
۱۲۹۳: حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہر میت کے عمل کو مہر لگا کر بند کر دیا جاتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کی راہ میں سرحد پر پہرہ دینے والا۔ اس کا عمل قیامت تک بڑھتا رہے گا اور قبر کی آزمائش سے اس کو محفوظ کر دیا جائے گا۔“ (ابوداؤد ترمذی)  
حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخریج:** رواہ البخاری ابو داؤد فی الجہاد باب فضل الرباط والتزمذی فی فضائل الجہاد باب ما جاء فی فضل الرباط۔

**اللغزات:** یختم عملہ: اس کا عمل موت سے منقطع ہو جائے گا اور اس کے ثواب میں اضافہ نہ ہوگا۔ ینوی: اس کے عمل کا ثواب باقی رہے گا۔ اس کا گھوڑے باندھنا بھی باقی رہے گا۔

**فوائد:** اس میں اللہ کی راہ میں پہرہ دینے کی فضیلت ذکر کی گئی اور جو دائمی اجر اس کے لئے بتایا گیا ہے اور اسی طرح قبر کا سوال اس سے بٹالیا گیا ہے۔

۱۲۹۴: وَعَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ”اللہ کی راہ میں ایک دن سرحد پر پہرہ دینا اس کے علاوہ دوسری جگہ میں ایک ہزار دن پہرہ دینے سے بہتر ہے۔ (ترمذی)

حدیث حسن صحیح ہے۔

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ”رِبَاطُ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ يَوْمٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَنَازِلِ“ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

تخریج: رواہ الترمذی فی فضائل الجہاد، باب ما جاء فی فضل السرابط۔

فوائد: اس حدیث اور اس طرح کی دوسری احادیث کا مقصد پہرہ دینے والے کا زیادہ اجر بیان کیا گیا جو دوسروں کے مقابلے میں اس کو ملتا ہے اور یہ ثواب لوگوں کی نیتیں اور اخلاص اور لوگوں کے حالات کے لحاظ سے مختلف ہوگا۔

۱۲۹۵: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کی ذمہ داری لے لیتا ہے جو فقط اس کی راہ میں جہاد کے نکلا اور رسولوں پر ایمان اور ان کی تصدیق ہی۔ وہ میری ضمان میں ہے کہ میں اس کو جنت میں داخل کروں یا اس کے اس مکان پر واپس لوٹاؤں جہاں سے وہ نکلا اس اجر یا غنیمت کے ساتھ جو اس نے پایا۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو زخم اٹھایا وہ قیامت کے دن اسی حالت میں آئے گا۔ جس حالت میں زخم ہوا۔ اس کا ظاہری رنگ تو خون جیسا ہوگا، مگر اس کی خوشبو مشک جیسی ہوگی۔ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے۔ اگر مسلمانوں پر گراں نہ ہوتا تو میں کسی ایک سریہ سے بھی کبھی پیچھے نہ رہتا جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے لیکن میں ان کے لئے سواری کی گنجائش نہیں رکھتا اور ان کے پاس اتنی گنجائش ہے اور لوگوں پر یہ بات گراں گزرتی ہے کہ وہ مجھ سے پیچھے رہیں۔ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں یہ چاہتا ہوں کہ میں اللہ کی راہ میں جہاد کروں یہاں تک کہ قتل کیا جاؤں۔ پھر جہاد کروں، پس قتل کیا جاؤں، پھر جہاد کروں یہاں تک کہ قتل کیا جاؤں۔ مسلم، بخاری سے کچھ حصہ روایت کیا۔

الکَلِمَةُ: زخم۔

۱۲۹۵: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”تَضَمَّنَ اللَّهُ لِمَنْ خَرَجَ فِي سَبِيلِهِ لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا جِهَادًا فِي سَبِيلِي وَإِيمَانًا بِي وَتَصَدِيقًا بِرُسُلِي فَهُوَ ضَامِنٌ أَنْ أُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، أَوْ أَرْجَعَهُ إِلَى مَنْزِلِهِ الَّذِي خَرَجَ مِنْهُ بِمَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ، أَوْ غَنِيمَةٍ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ مَا مِنْ كَلِمٍ يُكَلِّمُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ كَلِمٍ: لَوْنُهُ لَوْنُ دَمٍ، وَرِيحُهُ رِيحُ مِسْكِ - وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ لَا أَنْ يَشُقَّ عَلَى الْمُسْلِمِينَ مَا قَعَدْتُ خِلَافَ سَرِيَّةٍ تَغْزُو فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَبَدًا وَلَكِنْ لَا أَجِدُ سَعَةً فَأَحْمِلُهُمْ وَلَا يَجِدُونَ سَعَةً وَيَشُقُّ عَلَيْهِمْ أَنْ يَتَخَلَّفُوا عَنِّي - وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْدِدْتُ أَنْ أَعْزَوْهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَأَقْتَلَ ثُمَّ أَعْزَوْهُ فَأَقْتَلَ ثُمَّ أَعْزَوْهُ فَأَقْتَلَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ - وَرَوَى الْبُخَارِيُّ بَعْضَهُ۔

”الْكَلِمَةُ“ الْجُرْحُ۔

تخریج: رواہ مسلم فی الجہاد، باب فضل الجہاد و الخروج فی سبیل اللہ و روى البخاری بعضه فی الجہاد ایضاً، باب من ینخرج فی سبیل اللہ عزوجل و باب تمنی المحامد ان یرجع الی الدنیا و تمنی الشہادة و غیر ہامع اختلاف فی الالفاظ۔

اللَّحَائِثُ: تضمن اللہ اپنے فضل و احسان سے اس کا کفیل بن جائے گا۔ ایمان ہی: میرے وعدوں کی تصدیق۔ فہو: یعنی اللہ تعالیٰ۔ ضامن: یعنی کفیل اور ذمہ دار۔ الشق جگی اور مشقت میں ان کو زیادہ ڈالنے والا۔ اسریعة: چار سو کی تعداد تک کا لشکر۔ ساعة: یعنی مال۔ فاحملہم: یعنی ان کو لڑائی کے لئے تیار کر دوں۔ لوددت: میں تمنا کرتا ہوں۔

فوائد: (۱) مخلصانہ جہاد سے مجاہد کو دو بھلائیوں میں سے ایک ضرور ملتی ہے۔ خواہ جنت یا دنیوی غنیمت اور اخروی ثواب کے ساتھ واپس لوٹنا۔ اللہ تعالیٰ شہید کو اس کی اسی حالت پر باقی رکھتے ہیں جس پر وہ قتل ہوا تا کہ یہ اس کی فضیلت اور اس بات پر گواہ بن جائے کیونکہ اس نے اپنی جان اپنے رب کی اطاعت میں لگا دی۔ اس کے خون سے کستوری کی خوشبو نکلے گی جو اہل محشر کے درمیان اس کی فضیلت کو ظاہر کرنے کے لئے پھیل جائے گی۔ (۲) اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ کی اپنے صحابہ پر رحمت و شفقت ذکر کی گئی اور یہ بھی بتلایا گیا۔ (۳) جہاد و قتال فی سبیل اللہ کی فضیلت کے بیان میں مبالغہ کیا گیا۔

۱۲۹۶: وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَا مِنْ مَكْلُومٍ يُكَلِّمُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَكَلِمَةُ يَدْمِي: اللَّوْنُ لَوْنُ دَمٍ وَالرَّيْحُ رِيحُ مِسْكِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
۱۲۹۶: حضرت ابو ہریرہؓ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو آدمی اللہ کی راہ میں زخم کھانے والا ہو گا وہ قیامت کے دن ایسی حالت میں آئے گا کہ اس کے زخموں سے خون نپک رہا ہو گا۔ اس کا رنگ تو خون جیسا ہو گا مگر خوشبو کستوری جیسی ہوگی۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الذبائح، باب المسک واللفظ له و مسلم فی الامارۃ، باب فضل الجہاد و الخروج فی سبیل اللہ۔

اللَّحَائِثُ: کلمہ بدمی: اس کے زخموں سے خون بہہ رہا ہوگا۔  
۱۲۹۷: وَعَنْ مُعَاذٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "مَنْ قَاتَلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ فَوَاقٍ نَاقَةٍ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ، وَمَنْ جُرِحَ جُرْحًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ نَكِبَ نَكْبَةً فَإِنَّهَا تَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ كَاغْزَرِ مَا كَانَتْ لَوْنُهَا الزَّعْفَرَانُ وَرِيحُهَا كَالْمِسْكِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔  
۱۲۹۷: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس مسلمان نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اتنی دیر جہاد کیا جتنا اونٹنی کو دو بارہ دوھنے کا وقفہ ہوتا ہے تو اس کے لئے جنت واجب ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں زخمی ہو یا اس کو خراش آئی تو وہ قیامت کے دن زیادہ گہری ہو کر آئے گی۔ اس کا رنگ زعفرانی اور خوشبو کستوری جیسی ہوگی۔ (ابوداؤد ترمذی)  
حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الجہاد، باب فمن سال اللہ تعالیٰ الشہادۃ و الترمذی فی فضائل الجہاد، باب فمن یکلم فی سبیل اللہ۔

اللَّحَائِثُ: فواق الناقۃ: دو مرتبہ دوڑھ دوھنے کے درمیان فاصلہ۔ یہ قلت جہاد سے کنایہ ہے۔ نكب نكبة: مصیبت پہنچایا گیا۔ کاغذر: جو پہلے تھا اس سے زیادہ بڑھ جائے گا۔ الزعفران: زرد رنگ گھاس۔

۱۲۹۸: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: مَرَّ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ  
۱۲۹۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے ایک کا گزرا ایک گھائی کے پاس سے ہوا



جہاں بیٹھے پانی کا چشمہ تھا۔ وہ ان کو پسند آیا تو کہنے لگے اگر میں لوگوں سے الگ ہو کر یہاں قیام کر لوں تو مناسب ہے مگر جب تک رسول اللہ ﷺ سے اجازت نہ لے لوں اس وقت تک ایسا نہ کروں گا۔ چنانچہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا تو آپؐ نے فرمایا: ”تم ایسا مت کرو۔ تمہارا اللہ کی راہ میں اقامت اختیار کرنا تمہارے اپنے گھر میں ستر سال کی نمازوں سے بہتر ہے۔ کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف کر دے اور تمہیں جنت میں داخل فرما دے؟ تم اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔ جس نے اللہ کی راہ میں اتنا جہاد کیا جتنی دیر میں اونٹنی کو دوبارہ دوھا جاتا ہے اس کے لئے جنت واجب ہے۔ (ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

الفُوقُ: دو مرتبہ دوہنے کے درمیان وقفہ

بِشَعْبٍ فِيهِ عَيْنَةٌ مِنْ مَّاءٍ عَذْبَةٍ فَأَعَجَبَتْهُ فَقَالَ: لَوْ اعْتَزَلْتُ النَّاسَ فَأَقَمْتُ فِي هَذَا الشَّعْبِ وَلَنْ أَفْعَلَ حَتَّى أَسْتَاذِنَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، فَلَذَكَرَ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ”لَا تَفْعَلْ فَإِنَّ مَقَامَ أَحَدِكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَفْضَلُ مِنْ صَلَواتِهِ فِي بَيْتِهِ سَبْعِينَ عَامًا، أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ، وَيُدْخِلَكُمُ الْجَنَّةَ؟ اغْزُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ، مَنْ قَاتَلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فُوقًا نَافَةً وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ“ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

”وَالْفُوقُ“: مَا بَيْنَ الْحَلَبَتَيْنِ۔

تخریج: رواہ الترمذی فی فضائل الجہاد! باب ما جاء فی فضل العدو والرواح فی سبیل اللہ۔

اللُّغَاتُ: بشعب: گھاٹی۔ عینۃ: پانی کا چھوٹا چشمہ۔ عذبة: میٹھا۔ اعتزلت الناس یعنی لوگوں کو چھوڑ کر الگ ہو جاؤں۔ مقام: یعنی قیام۔

فوائد: (۱) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں میں آپ ﷺ کا کتنا احترام تھا کہ جو معاملہ رات کو پیش آتا اس کو نبی اکرم ﷺ کے سامنے پیش کرنے میں دیر نہ کرتے۔ (۲) جہاد نفلوں سے افضل ہے جمہور علماء نے اس کو اس بات پر محمول کیا کہ جب کفار مسلمانوں کے ملک پر حملہ آور ہو جائیں اور ان کے غلبہ کا خطرہ ہو اور جہاد میں مسلمانوں کو اس ذلت سے چھڑایا جاتا ہے اور یہ نفع اس کا متعدی ہوگا۔ نماز کا نفع جو ہے اس آدمی کی ذات پر ہوگا۔ (۳) لیکن جب معاملہ اس ضرورت سے پورا نہ ہوگا تو نماز بدنی عبادات میں جمہور علماء کے نزدیک سب سے زیادہ افضل ہے ہر ایک کے لئے مناسب یہ ہے کہ افضلیت کو خاص حالات اور خاص ظروف سے متعلق کیا جائے۔ (۴) جہاد فی سبیل اللہ کی خوب ترغیب دی گئی۔

۱۲۹۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپؐ سے عرض کیا گیا کہ جہاد کے برابر کون سی چیز ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ”تم اس کی طاقت نہیں رکھتے“۔ انہوں نے سوال کو دو تین مرتبہ لوٹایا تو آپؐ نے ہر مرتبہ فرمایا: ”تم اس کی طاقت نہیں رکھتے۔“ پھر فرمایا: ”اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی مثال اس روزے دار شب خیز اللہ تعالیٰ کی آیات کی تلاوت کرنے والے کی ہے جو نماز روزے سے تھکتا نہیں۔ یہاں تک کہ وہ مجاہد فی سبیل اللہ واپس گھر لوٹے۔“

۱۲۹۹: وَعَنْهُ قَالَ قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا يُعَدُّ الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ؟ قَالَ: ”لَا تَسْتَطِيعُونَ“ فَأَعَادُوا عَلَيْهِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا كُلُّ ذَلِكَ يَقُولُ: ”لَا تَسْتَطِيعُونَ“ ثُمَّ قَالَ: مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ الْقَانِتِ بَأَيَاتِ اللَّهِ لَا يَقْتَرُ مِنْ صَلَوةٍ وَلَا صِيَامٍ، حَتَّى يَرْجِعَ الْمُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ

(بخاری و مسلم) یہ الفاظ مسلم کے ہیں۔

بخاری ہی کی ایک اور روایت میں ہے کہ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ایسا عمل بتلائیں جو جہاد کے برابر ہو۔ آپؐ نے فرمایا: ”میں ایسا کوئی عمل نہیں پاتا۔ پھر آپؐ نے فرمایا: ”کیا تم طاقت رکھتے ہو کہ مجاہد جہاد کے لئے نکلے تو تو اپنی مسجد میں داخل ہو کر قیام کرے اور اس سے نہ تھکے اور روزہ رکھے اور افطار نہ کرے۔ اس نے کہا کون اس کی طاقت رکھتا ہے؟۔

اللّٰهُ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ، وَهَذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ وَفِي رِوَايَةِ الْبُخَارِيِّ ، أَنَّ رَجُلًا قَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ دَلِّنِي عَلَى عَمَلٍ يُعَدُّ الْجِهَادَ؟ قَالَ : ”لَا أَجِدُهُ ثُمَّ قَالَ : هَلْ تَسْتَطِيعُ إِذَا خَرَجَ الْمُجَاهِدُ أَنْ تَدْخُلَ مَسْجِدَكَ فَتَقُومَ وَلَا تَقُتِرَ ، وَتَصُومَ وَلَا تَفْطِرَ؟“ فَقَالَ : وَمَنْ يَسْتَطِيعُ ذَلِكَ؟

**تخریج:** رواہ مسلم فی الامارۃ باب فضل الجہاد فی سبیل اللہ و البخاری فی اوّل کتاب الجہاد۔

**اللّٰحَظَاتُ:** ما يعدل الجہاد۔ کون سی چیز ثواب میں جہاد کے برابر ہے۔ مثل الجہاد: اس کی عظیم حالت۔ القانت: قیام کرنے والا اطاعت گزار جو اللہ کی آیات پڑھتا ہے۔ لا یفتّر: دور کرتا نہیں۔ یعنی قیام میں رات کو نماز پڑھتے ہوئے گزار دیتا ہے۔ **فوائد:** (۱) جہاد کی باقی عبادات کے مقابلہ میں افضلیت ذکر کی گئی اور یہ اس وقت ہے جب کہ جہاد دین و دنیا کی حفاظت اسلام پھیلانے اور دعوت ”الی اللہ“ کے لئے متعین ہے اور اس کا نفع عام ہے۔

۱۳۰۰: حضرت ابو ہریرہؓ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: ”لوگوں میں سب سے بہتر زندگی والا وہ ہے جو اپنے گھوڑے کی لگام اللہ کی راہ میں تھامنے والا ہو۔ جب بھی کوئی جنگی آواز یا گھبراہٹ آمیز آواز سنتا ہے تو اس کی پیٹھ پر سوار ہو کر اڑنے لگتا ہے اور موت یا قتل کے مقامات کو تلاش کرتا ہے یا پھر وہ آدمی جو کچھ بکریاں لے کر یا ان چوٹیوں میں سے کسی چوٹی یا ان وادیوں میں سے کسی وادی میں جائے۔ اقامت اختیار کرتا ہے نماز قائم کرتا ہے زکوٰۃ ادا کرتا ہے اپنے رب کی عبادت میں موت آنے تک مصروف و مشغول رہتا ہے اور لوگوں کے ساتھ اس کا صرف خیر و بھلائی کا ہی تعلق ہے۔ (مسلم)

۱۳۰۰ : وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : ”مَنْ خَيْرَ مَعَاشِ النَّاسِ لَهُمْ رَجُلٌ مُمْسِكٌ بِعِنَانٍ قَرِيبِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ، يَطِيرُ عَلَى مَتْنِهِ كُلَّمَا سَمِعَ هَيْعَةً أَوْ فَرَعَةً حَارًا عَلَى مَتْنِهِ يَتَّبِعِي الْقَتْلَ أَوْ الْمَوْتَ مَطَانَةً أَوْ رَجُلٌ فِي غَنِيمَةٍ أَوْ شَعْفَةٍ مِنْ هَذَا الشَّعْفِ أَوْ بَطْنٍ وَادٍ مِنْ هَذَا الْوَادِيَةِ يُقِيمُ الصَّلَاةَ وَيُؤْتِي الزَّكَاةَ وَيَعْبُدُ رَبَّهُ حَتَّى يَأْتِيَهُ الْيَقِينُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ إِلَّا فِي خَيْرٍ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

**تخریج:** رواہ مسلم فی الامارۃ باب فضل الجہاد و الرباط۔

**اللّٰحَظَاتُ:** معاش: جس سے لوگ زندگی گزارتے ہوں یعنی رزق۔ رجل: یعنی آدمی کا معاش۔ عنان فرسہ: یعنی اس کی لگام۔ بطیر: تیزی کرے۔ مطنہ: اس کی پشت۔ ہیئۃ: آواز جس سے لڑائی کے لئے بلایا جاتا ہے۔ فرعۃ: وہ چیخ جس سے لڑائی کے لئے بلایا جاتا ہے۔ يتبعی: وہ تلاش کرتا ہے۔ مظانہ: وہ جگہ جہاں اس کو لڑائی کے پائے جانے کا امکان ہے یعنی میدانِ معرکہ۔ شعفۃ من هذه الشعف: یعنی کسی پہاڑ کی بلندی پر۔ الیقین: موت۔

**فوائد:** (۱) اس میں جہاد کی فضیلت ذکر کی گئی اور اللہ کی راہ میں موت اور اس کی تیاری کا ہمیشہ تذکرہ ہوا۔ (۲) بندوں سے الگ ہو کر دور رہنا جبکہ بگاڑ زیادہ ہو جائے مگر اس حالت میں وہ اللہ اور بندوں کے حق ادا کرنے والا ہو تو یہ مناسب ہے۔ اس کے استحباب کے لئے باب العزلہ رقم ۶۰۱/۵ میں دیکھیں۔

۱۳۰۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جہاد میں سو درجات ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کے لئے تیار کر رکھا ہے۔ ہر دو درجات میں اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان و زمین کے درمیان ہے۔“ (بخاری)

۱۳۰۱: وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "إِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ أَعَدَّهَا اللَّهُ لِلْمُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، مَا بَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

**تخریج:** رواہ البخاری فی الجہاد باب درجات المجاہدین فی سبیل اللہ۔

**فوائد:** (۱) اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کے لئے بہت بڑا ثواب اور جنت کے بلند درجات تیار کر رکھے ہیں۔

۱۳۰۲: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو اللہ تعالیٰ کے رب ہونے پر اسلام کے دین ہونے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے رسول ہونے پر راضی ہو گیا اس کے لئے جنت واجب ہو گئی۔“ اس پر ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تعجب ہوا تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان کا اعادہ فرمادیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا اعادہ فرما دیا۔ پھر فرمایا: ”دوسری چیز جس سے اللہ تعالیٰ بندے کے درجات سو گنا جنت میں بڑھا دیتے ہیں حالانکہ دو درجات میں آسمان و زمین کے برابر فاصلہ ہے۔ ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا وہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ کی راہ میں جہاد اللہ کی راہ میں جہاد۔“ (مسلم)

۱۳۰۲: وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "مَنْ رَضِيَ بِاللَّهِ رَبًّا، وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا، وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا، وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ" فَعَجِبَ لَهَا أَبُو سَعِيدٍ فَقَالَ: أَعِدَّهَا عَلَيَّ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَأَعَادَهَا عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: "وَأُخْرَى يَرْفَعُ اللَّهُ بِهَا الْعَبْدَ مِائَةَ دَرَجَةٍ فِي الْجَنَّةِ، مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ لَمْ يَبْنِ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ" قَالَ: وَمَا هِيَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: "الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

**تخریج:** رواہ مسلم فی الامارۃ باب ما وعدہ اللہ تعالیٰ لمحجمہ الجنۃ من الدرجات۔

**فوائد:** (۱) جنت میں داخلہ تو ایمان کے سبب ہو گا اور اس میں درجات اعمال کے باعث ملیں گے۔ حدیث مجاہد کے عظیم درجے پر دلالت کرتی ہے۔ جنت کے اندر بے شمار درجات اور لاتعداد منزلیں ہیں مجاہد کو ان میں سے سو درجات ملیں گے۔

۱۳۰۳: حضرت ابو بکر بن ابوموسیٰ اشعری کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے سنا۔ جب کہ وہ دشمن کے سامنے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بے شک جنت کے دروازے تلواروں کے سایوں کے نیچے ہیں“ اس پر ایک آدمی کھڑا ہوا جس کی ظاہری حالت پراگندہ تھی اس نے کہا اے ابوموسیٰ کیا تم نے واقعی رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا؟ انہوں نے کہا ہاں۔ پس وہ اپنے دوستوں کے پاس لوٹ کر گیا اور کہا میں تمہیں آخری سلام کہتا ہوں اور پھر اس نے اپنی تلوار کی نیام توڑ کر پھینک دی پھر اپنی تلوار لے کر دشمن کی

۱۳۰۳: وَعَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَهُوَ بِحَضْرَةِ الْعَدُوِّ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "إِنَّ أَبْوَابَ الْجَنَّةِ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوفِ" فَقَامَ رَجُلٌ رَثٌّ الْهَيْئَةَ فَقَالَ: يَا أَبَا مُوسَى أَنْتَ سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ هَذَا؟ قَالَ: نَعَمْ فَرَجَعَ إِلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ: اقْرَأُوا عَلَيْكُمْ السَّلَامَ، ثُمَّ كَسَرَ جَفْنَ سَيْفِهِ

فَالْقَاهُ، ثُمَّ مَشَى بِسَيْفِهِ إِلَى الْعَدُوِّ فَضْرِبَ بِهِ حَتَّى قُتِلَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

طرف چل دیا اور دشمن پر اس سے حملہ کرتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ خود شہید ہو گیا۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الامارۃ باب ثبوت الجنة للشہید۔

اللُّغْزَانِ: ابواب الجنة تحت ظلال السيوف: اللہ کی راہ میں تلوار چلانے والوں کو اس کے ذریعے جنت میں داخل فرمائیں گے۔ رس الہیۃ: پرانے کپڑوں والے۔ جفن سیفہ بخلاف اور اس کا پڑتلہ۔

فوائد: (۱) جہاد کی ترغیب دی گئی اور اس کا ثواب بتلایا گیا اور تلواروں کا استعمال اور ان کا اس قدر جمع کرنا کہ دشمن کی کھوپڑیوں پر سایہ بن جائیں اس کو ذکر کیا گیا۔

۱۳۰۴: وَعَنْ أَبِي عُبَيْدٍ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ جُبَيْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَا اغْبَرْتُ قَدْ مَا عَبْدٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَتَمَسَّهُ النَّارُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۳۰۴: حضرت ابو عبس عبد الرحمن بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ نہیں ہو سکتا کہ اللہ کی راہ میں ایک بندے کے قدم غبار آلود ہوں اور اس کو جہنم کی آگ چھو لے۔" (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی الجہاد باب من رغب قدماء فی سبیل اللہ۔

اللُّغْزَانِ: اغبرت بن کو غبار پہنچا۔

فوائد: مجاہد کو آگ سے نجات سے بشارت دی گئی اور اگر سبیل اللہ کے لفظ کو عام مانا جائے تو ہر نیکی والے کو یہ بشارت ہوگی۔

۱۳۰۵: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَا يَلْجُ النَّارَ رَجُلٌ بَكَى مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ حَتَّى يَعُودَ الْكَبَنُ فِي الصَّرْعِ، وَلَا يَجْتَمِعُ عَلَى عَبْدٍ غُبَارٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

۱۳۰۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ آدمی آگ میں داخل نہیں ہو سکتا جو اللہ کے خوف سے رویا یہاں تک کہ دودھ تھنوں میں واپس چلا جائے۔ ایک بندے پر دو باتیں جمع نہیں ہو سکتیں۔ اللہ کے راستے کا غبار اور جہنم کا دھواں۔" (ترمذی)

یہ حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ الترمذی فی فضائل الجہاد باب ما جاء فی فضل الغبار فی سبیل اللہ۔

اللُّغْزَانِ: لا یلج: وہ داخل نہ ہوگا یہاں تک کہ دودھ تھن میں لوٹ آئے۔ یہ جملہ محال کو بیان کرنے کے لئے کنایہ کے طور پر استعمال کیا گیا کیونکہ دودھ کا تھنوں میں لوٹنا ناممکن ہے۔

فوائد: (۱) آگ سے نجات کی ہمیشہ ہمیشہ کی بشارت ہے اس شخص کے لئے جس میں حدیث کی مذکورہ صفات پائی جائیں تو یہ اس کے لئے حکم ہے جس کا عقیدہ صحیح اور نیت درست ہو۔

۱۳۰۶: وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "عَيْنَانِ لَا تَمْسُهُمَا النَّارُ: عَيْنٌ بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ،

۱۳۰۶: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: "دو آنکھیں ایسی ہیں جن کو آگ نہیں چھوئے گی: ایک وہ جو اللہ کے خوف سے روئی اور دوسری وہ جس نے

وَعَيْنٌ بَاتَتْ تَحْرُسُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ “ رَوَاهُ  
الترمذی و قَالَ : حَدِيثٌ حَسَنٌ۔  
اللہ کی راہ میں پہرہ دیتے ہوئے رات گزاری۔ (ترمذی)  
یہ حدیث حسن ہے۔

**تخریج:** رواہ الترمذی فی فضائل الجہاد باب ما جاء فی فضل الحرس فی سبیل اللہ۔

**اللَّغَاتُ:** خشية اللہ: اللہ کی جلال و عظمت کا ڈر۔

**فوائد:** اللہ کے خوف سے ڈر کر روزے کی فضیلت ذکر کی گئی اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں پہرہ دینے کی فضیلت بتائی گئی کیونکہ یہ سچے ایمان اور کامل مراقبہ کی امانت ہے۔

۱۳۰۷: وَعَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: “مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِي  
سَبِيلِ اللَّهِ فَقَدْ غَزَا، وَمَنْ خَلَفَ غَازِيًا فِي  
أَهْلِهِ بِخَيْرٍ فَقَدْ غَزَا” مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
۱۳۰۷: حضرت زید بن خالدؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے  
فرمایا: ”جس نے کسی غازی کو اللہ کی راہ میں جہاد کیلئے سامان دیا گویا  
اس نے خود غزوہ کیا اور جو آدمی کسی غازی کے اہل و عیال پر بھلائی  
کے ساتھ نگران رہا اس نے بھی یقیناً جہاد کیا۔“ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی الجہاد باب فضل من جہز غازیًا و خلفه بخیر و مسلم فی الامارہ باب فضل اعانة الغازی۔

**اللَّغَاتُ:** جہز غازیًا: مجاہد کیلئے جن ہتھیاروں اور خرچے کی ضرورت تھی وہ تیار کیا۔ خلف: اسکے گھر اور خرچہ جات کی نگرانی کی۔  
**فوائد:** (۱) جس نے غازی کی تیاری کے اندر معاونت کی یا اس کے گھر کی نگہبانی کی تو اس کو غازی کے برابر ثواب ملے گا اور جو آدمی بھی  
کسی مؤمن کی عمل خیر کے اندر معاونت کرے تو اس کو برابر کا ثواب ملتا ہے۔ (۲) مسلمان تعاون اور ایک دوسرے کی مدد میں ایک  
دوسرے کی کفالت کرنے والے ہیں۔

۱۳۰۸: وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ”أَفْضَلُ الصَّدَقَاتِ ظِلُّ  
فُسْطَاطٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَمَنْبِخَةُ خَادِمٍ فِي  
سَبِيلِ اللَّهِ، أَوْ طَرُوقَةٌ فَحَلٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ“  
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ : حَدِيثٌ حَسَنٌ  
صَحِيحٌ۔  
۱۳۰۸: حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”صدقات میں سب سے  
افضل صدقہ اللہ کی راہ میں سایہ کے لئے خیمہ دینا اور اللہ کی راہ  
میں کوئی خادم عنایت کرنا ہے یا پھر جوان اونٹنی کو اللہ کی راہ میں دینا  
ہے۔“ (ترمذی)  
حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخریج:** رواہ الترمذی فی فضائل الجہاد باب ما جاء فی فضل الخدمة فی سبیل اللہ۔

**اللَّغَاتُ:** فسطاط: بالوں کا بنا ہوا ایک مکان جس سے غازی سایہ حاصل کرتا ہے۔ منیۃ خادم: غازی کو خادم دیا تاکہ وہ اس کی  
خدمت کرے۔ طروقة فعل: یعنی غازی نے اونٹنی کو روکا۔ جو عمر کو پہنچی تاکہ اس سے نر کو ملائے جس کے ذریعے جہاد میں وہ مدد دے  
سکے۔ فحل: طاقتور اونٹ کو کہتے ہیں۔

**فوائد:** اس میں غازیوں کی معاونت کی ترغیب دی گئی تاکہ وہ اس سے لڑائی پر قوت حاصل کریں۔ آرام طاقت اور خرچے کے اسباب  
ان کو میسر ہو جائیں۔

۱۳۰۹: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ فَتًى  
حَضَرَتْ أَنَسٌ سَے روایت ہے کہ ایک نوجوان نے کہا یا رسول



اللہ ﷻ میں جہاد میں جانا چاہتا ہوں لیکن میرے پاس سامانِ جہاد نہیں۔ فرمایا تو فلاں کے پاس جا اس نے جہاد کا سامان تیار کیا پھر بیمار ہو گیا۔ چنانچہ وہ اس کے پاس گیا اور کہا بے شک اللہ کے رسول تمہیں سلام کہتے ہیں اور فرماتے ہیں وہ سامان مجھے دے دو جو تم نے جہاد کے لئے تیار کیا اس نے اپنی بیوی کو کہا کہ اے فلاں اس کو وہ سارا سامان دے دو جو میں نے جہاد کے لئے تیار کیا تھا اور اس میں سے کچھ بھی روک نہ رکھنا۔ اللہ کی قسم تو اس میں سے کوئی چیز بھی روک کر نہ رکھنا پس تمہیں اس میں برکت ڈال دی جائے گی۔ (مسلم)

مَنْ أَسْلَمَ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أُرِيدُ الْغَزَا وَلَيْسَ مَعِيَ مَا أَتَجَهَّزُ بِهِ قَالَ: "أَنْتَ فَلَانٌ فَإِنَّهُ لَقَدْ كَانَ تَجَهَّزَ فَمَرَضَ" فَأَتَاهُ فَقَالَ: أَنْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُقْرِنُكَ السَّلَامَ وَ يَقُولُ: أَعْطَى الَّذِي تَجَهَّزْتُ بِهِ قَالَ: يَا فَلَانَةُ أَعْطِيهِ الَّذِي كُنْتُ تَجَهَّزْتُ بِهِ وَلَا تَحْبِسِي مِنْهُ شَيْئًا فَوَاللَّهِ لَا تَحْبِسِينَ مِنْهُ شَيْئًا فَيَاكَ لَكَ فِيهِ - رَوَاهُ مُسْلِمٌ -

**تخریج:** رواہ مسلم فی الامارہ باب فضل اعانة الغازی

**فوائد:** (۱) لڑائی کے وسائل کی تیاری میں آپس میں کس طرح کس قدر تعاون کرنے والے ہیں۔ (۲) جس آدمی نے غزوے کے لئے سامان تیار کیا ہو پھر اس کو کوئی عذر پیش آ جائے تو وہ ایسے مجاہد کو دے دے جس کے پاس سامان جہاد نہ ہو۔

۱۳۱۰: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی لحيان کی طرف ایک دستہ بھیجا اور فرمایا ہر دو آدمیوں میں سے ایک جائے اور اگر دونوں میں مشترک ہو گا۔ (مسلم)

۱۳۱۰: وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَعَثَ إِلَى بَنِي لَحْيَانَ فَقَالَ: "لَتَبْعْتُ مِنْ كُلِّ رَجُلَيْنِ أَحَدَهُمَا وَالْأَجْرُ بَيْنَهُمَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ - وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ: "لَيُخْرَجَ مِنْ كُلِّ رَجُلَيْنِ رَجُلٌ" ثُمَّ قَالَ لِلْقَاعِدِ: "أَيُّكُمْ خَلَفَ الْخَارِجَ فِي أَهْلِهِ وَمَالِهِ بِخَيْرٍ كَانَ لَهُ مِنْهُ نِصْفُ أَجْرِ الْخَارِجِ" -

**تخریج:** رواہ مسلم فی الامارہ باب فضل اعانة الغازی۔

**فوائد:** جب عام کوچ کی ضرورت نہ ہو تو پھر بھی ضروری ہے کہ کچھ سامان جہاد کے لئے کوچ کریں اور کچھ وطن میں ٹھہریں تاکہ وہ ان کی ضروریات اور اسلحہ وغیرہ مہیا کریں۔ امیر المجاہدین جن چیزوں کی وطن میں ضرورت ہے جیسا اسلحہ وغیرہ اور امیر المجاہدین کی نگرانی اور بدلہ دونوں کا یکساں ہوگا۔

۱۳۱۱: حضرت براء سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک آدمی جنگی ہتھیاروں سے ڈھکا ہوا آیا اور عرض کی یا رسول اللہ کیا میں قتال کروں یا اسلام لاؤں؟ آپ نے فرمایا: "اسلام لاؤ پھر لڑو"۔ پس وہ اسلام لے آیا اور پھر اس نے قتال کیا۔ یہاں تک کہ وہ شہید ہو گیا اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اس نے عمل تھوڑا سا کیا اور

۱۳۱۱: وَعَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ مُقَنَّعٌ بِالْحَدِيدِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَقَاتِلُ أَوْ أَسْلِمُ؟ فَقَالَ: "أَسْلِمُ ثُمَّ قَاتِلْ فَاسْلَمْ ثُمَّ قَاتِلْ فَاقْتُلْ" - فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "عَمِلَ قَلِيلًا وَأَجْرًا كَثِيرًا" مَتَّفَقٌ

عَلَيْهِ - وَهَذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ - اجر بہت زیادہ پایا۔ (بخاری و مسلم) یہ بخاری کے لفظ ہیں۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی الجہاد باب عمل صالح قبل القتال و مسلم فی الامارہ ثبوت الحنة للشہید  
اللتخات: رجل: بعض نے کہا یہ احرم بن عبد الاہبل ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کا نام بدل کر زرہ رکھا تھا۔ مقنع بالحديد:  
تھیاروں سے ڈھنپا ہوا۔

**تخریج:** (۱) اعمال صالحہ اسلام کے بغیر قابل اعتبار نہیں اور اسلام ماقبل کے اعمال کو مٹا دیتا ہے۔ (۲) اللہ کی راہ میں شہادت کا اجر بہت بڑا ہے۔

۱۳۱۲: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "مَا أَحَدٌ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ يُحِبُّ أَنْ يَرْجَعَ إِلَى الدُّنْيَا وَلَهُ مَا عَلَى الْأَرْضِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا الشَّهِيدُ يَتَمَنَّى أَنْ يَرْجَعَ إِلَى الدُّنْيَا فَيُقْتَلَ عَشْرَ مَرَّاتٍ لِمَا يَرْضَى مِنَ الْكِرَامَةِ" وَفِي رِوَايَةٍ "لِمَا يَرَى مِنْ فَضْلِ الشَّهَادَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۳۱۲: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں کہ جو جنت میں داخل ہونے کے بعد دنیا کی طرف لوٹنے کی تمنا کرے خواہ اس کو ساری زمین پر جو کچھ ہے وہ دے دیا جائے مگر شہید تمنا کرے گا کہ وہ دنیا کی طرف لوٹ جائے پھر دس مرتبہ قتل ہو۔ اس اعزاز کی وجہ سے جو شہادت پر اس نے دیکھا اور ایک روایت میں ہے اس لئے کہ وہ شہادت کی بزرگی دیکھے گا۔" (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی الجہاد باب تمنى المجاهد ان يرجع الى الدنيا و مسلم فی الامارہ باب فضل الشهادة فی سبيل الله۔

**فوائد:** شہادت کی فضیلت اور جہاد کی ترغیب دلائی گئی اور اس روایت میں تو اللہ کی راہ میں قربانی دینے کے لئے محبت کے اسباب ذکر کئے گئے۔ دنیا کی عزت اور آخرت کی سعادت بغیر قربانی کے نہیں مل سکتی۔

۱۳۱۳: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو ابْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "يَغْفِرُ اللَّهُ لِلشَّهِيدِ كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا الدِّينَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۳۱۳: حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ شہید کو ہر چیز معاف فرما دیں گے مگر قرضہ (معاف نہیں فرمائیں گے)"۔ (مسلم)

وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ: "الْقَتْلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَكْفِرُ كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا الدِّينَ".

مسلم کی ایک روایت میں ہے اللہ کی راہ میں شہادت قرضے کے علاوہ ہر چیز کا کفارہ بن جاتی ہے۔

**تخریج:** رواہ مسلم فی الامارہ باب من قتل فی سبيل الله كفرت خطاياہ الا الدين۔

اللتخات: الا الدين: شہید سے یہ نہیں مٹایا جاتا کیونکہ اس میں بندے کا حق متعین ہے۔  
**فوائد:** اللہ کی راہ میں قتل ہونا گناہوں کو مٹا دیتا ہے لیکن اس کے لئے وہ شرطیں ضروری ہیں جو حدیث میں ذکر ہوئیں مگر قرضہ کا گناہ نہیں مٹایا جاتا۔

۱۳۱۴: وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ

۱۳۱۴: حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَامَ فِيهِمْ فَذَكَرَ أَنَّ الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْإِيمَانَ بِاللَّهِ أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَتُكْفَرُ عَنِّي خَطَايَايَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "نَعَمْ إِنْ قُتِلْتَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأَنْتَ صَابِرٌ مُحْتَسِبٌ مُقْبِلٌ غَيْرُ مُدْبِرٍ" ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: كَيْفَ قُلْتَ؟ قَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَتُكْفَرُ عَنِّي خَطَايَايَ؟ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "نَعَمْ وَأَنْتَ صَابِرٌ، مُحْتَسِبٌ، مُقْبِلٌ غَيْرُ مُدْبِرٍ، إِلَّا الدَّيْنَ فَإِنَّ جَبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لِي ذَلِكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

ﷺ ہم میں خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے اور آپؐ نے جہاد فی سبیل اللہ اور ایمان باللہ کا تذکرہ فرمایا کہ یہ اعمال میں سب سے افضل ہیں۔ ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا یا رسول اللہ کیا حکم ہے اگر میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل ہو جاؤں تو کیا میرے گناہ مٹا دیئے جائیں گے؟ آپؐ نے فرمایا: "جی ہاں اگر تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہو جائے اس حالت میں کہ تو جم کر لڑنے والا، ثواب کی امید رکھنے والا، آگے بڑھنے والا نہ کہ پیچھے ہٹنے والا ہو۔ پھر رسول اللہؐ نے فرمایا تو نے کیا سوال کیا؟ اس نے عرض کیا: کیا حکم ہے اگر میں اللہ کی راہ میں مارا جاؤں تو کیا میرے گناہ مٹا دیئے جائیں گے؟ اس پر رسول اللہؐ نے فرمایا: "جی ہاں جب کہ تو صبر کرنے والا، ثواب کا امیدوار، اقدام (خالص نیت سے لڑنا) کرنے والا ہو، نہ کہ پیٹھ پھیرنے والا مگر قرضہ (معاف نہیں ہوگا) پس جبریل علیہ السلام نے مجھے یہ بتلایا۔ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی الامارۃ باب من قتل فی سبیل اللہ کفرت خطایاہ الا الدین۔

**اللفظ:** ارایت: مجھے بتلاؤ۔ خطایای: میرے گناہ۔ محتسب اللہ کے ثواب کو چاہنے والا۔ کیف قلت: تو نے کیسے کہا یعنی اس سے سوال کو دہرایا گیا تا کہ اس کا جواب مقید طور پر دہراتے جائیں۔ اس سے دین کے معاملے میں عظیم مبالغہ ثابت ہوگا۔  
**فوائد:** (۱) مجاہد کو بہت بڑی فضیلت حاصل ہے اور وہ اس کے سارے گناہوں کا سارا کفارہ ہے۔ سوائے آدمیوں کے حقوق کے اور یہ کفارہ بھی ان شرائط کے ساتھ ہے جو حدیث میں مذکور ہے یعنی صبر، ثواب کی امید اور جہاد میں آگے بڑھنا، فرار اختیار نہ کرنا وغیرہ اور اعمال بغیر اخلاص کے فائدہ مند نہیں۔ (۲) علامہ قرطبی نے فرمایا قرضہ جات کا نہ منایا جانا اس کا مطلب یہ ہے کہ جس نے قدرت کے باوجود ادائیگی نہ کی لیکن اگر اس کا اپنا ارادہ ادائیگی کا تھا مگر اس کے لئے کوئی رستہ نہیں پایا تو اللہ کے کرم سے امید ہے کہ وہ اپنی طرف سے اس کے مخالف کو راضی کر دیں گے۔ جیسا کہ بعض احادیث میں یہ بات مذکور ہے۔

۱۳۱۵: وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: أَبْنِ آتَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ قُتِلْتُ؟ قَالَ: "فِي الْجَنَّةِ" فَأَلْقَى تَمْرَاتٍ كُنَّ فِي يَدِهِ ثُمَّ قَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
۱۳۱۵: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا: اگر میں شہید ہو جاؤں تو میں کہاں ہوں گا؟ آپؐ نے فرمایا: "جنت میں" چنانچہ اس نے وہ کھجوریں پھینک دیں جو اس کے ہاتھ میں تھیں۔ پھر کفار سے لڑتا رہا یہاں تک کہ وہ شہید ہو گیا۔ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی الامارۃ باب ثبوت الجنة للشہید۔

**فوائد:** (۱) عمل کے انجام کے متعلق سوال مستحب ہے اور اچھی خوش خبری عمل کے نتیجے میں اس کا استحباب بھی ظاہر ہوتا ہے۔ (۲) نبی اکرم ﷺ نے آدمی کو خوشخبری دی کہ وہ جنت میں جائے گا جبکہ آپؐ نے اس کا اخلاص دیکھا۔

۱۳۱۶: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ۱۳۱۶: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

اَنْطَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَاصْحَابُهُ حَتَّى سَبَقُوا  
الْمُشْرِكِينَ إِلَى بَدْرِ وَجَاءَ الْمُشْرِكُونَ فَقَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : "لَا يَقْدَمَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمْ إِلَى  
شَيْءٍ حَتَّى أَكُونَ أَنَا دُونَهُ" فَذَنَا الْمُشْرِكُونَ  
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : "قُومُوا إِلَى جَنَّةٍ  
عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ قَالَ يَقُولُ عُمَيْرُ  
بْنُ الْحُمَامِ الْأَنْصَارِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ : يَا  
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ جَنَّةٌ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ  
وَالْأَرْضُ؟ قَالَ : "نَعَمْ" قَالَ : بَخٍ فَقَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : مَا يَحْمِلُكَ عَلَى قَوْلِكَ بَخٍ  
بَخٍ؟ قَالَ : لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِلَّا رَجَاءُ أَنْ  
أَكُونَ مِنْ أَهْلِهَا قَالَ : "فَإِنَّكَ مِنْ أَهْلِهَا"  
فَأَخْرَجَ تَمَرَاتٍ مِنْ قَرْيَةٍ فَجَعَلَ يَأْكُلُ مِنْهُنَّ  
ثُمَّ قَالَ : لَيْسَ أَنَا حَيِّتٌ حَتَّى أَكُلَ تَمَرَاتِي  
هَذِهِ إِنَّهَا لَحَيَاةٌ طَوِيلَةٌ فَرَمَى بِمَا كَانَ مَعَهُ  
مِنَ التَّمْرِ ثُمَّ قَاتَلَهُمْ حَتَّى قُتِلَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
"الْقُرْنُ" بِفَتْحِ الْقَافِ وَالرَّاءِ : هُوَ جَعْبَةٌ

النَّشَابُ۔

تخریج : رواہ مسلم فی الامارۃ باب ثبوت الحنة للشہید۔

اللُّغَاتُ : لَا يَقْدَمَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمْ إِلَى شَيْءٍ : تم میں سے کوئی شخص کسی چیز کی طرف اقدام نہ کرے۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے حکم کے بغیر ہر چیز کی ممانعت کی گئی۔ حَتَّى أَكُونَ أَنَا دُونَهُ : جب تک کہ میں اس چیز کی طرف اس سے زیادہ قریب نہ ہو جاؤں۔ بَخٍ : یہ وہ کلمہ ہے جو کسی چیز پر رضامندی اور اس کی تعریف پر دلالت کرتا ہے۔ دو بار مبالغہ کے لئے لایا گیا۔ جَعْبَةٌ : تیروں کا تھیلا۔ النَّشَابُ : تیر اس کا واحد نشابہ ہے۔

فَوَاضِلُ : جہاد کی ترغیب دی گئی اور مجاہدین کی ہمتوں کو جنت کے اوصاف ذکر کر کے بھڑکایا گیا۔ ایمان مؤمن کے عزائم میں جو قربانی کی محبت اور شہادت کے استقبال اور موت کی طرف جلدی کرنا وغیرہ کو اجر و ثواب کے لئے کس قدر بڑھاتا ہے۔

۱۳۱۷ : وَعَنْهُ قَالَ جَاءَ نَاسٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أُبْعَثَ مَعَنَا رَجُلًا يُعَلِّمُونَا  
الْقُرْآنَ وَالسُّنَّةَ ، فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ سَبْعِينَ رَجُلًا

۱۳۱۷ : حضرت انسؓ سے ہی روایت ہے کہ کچھ لوگ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آئے اور کہا کہ کچھ لوگ ہمارے ساتھ بھیج دیں جو ہمیں قرآن و سنت کی تعلیم دیں۔ آپؐ نے ان کی طرف ستر انصار

وسلم اور آپؐ کے صحابہ چلے۔ یہاں تک کہ بدر میں مشرکین سے پہلے پہنچ گئے اور مشرکین آئے۔ (بعد میں) پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ”تم میں کوئی شخص کسی چیز میں کوئی قدم نہ اٹھائے جب تک کہ میں نہ کروں یا کہوں۔“ چنانچہ مشرکین قریب ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ”اٹھو اس جنت کی طرف جس کی چوڑائی آسمان و زمین کے برابر ہے۔ عمیر بن ہمام کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنت کی چوڑائی آسمان و زمین کے برابر ہے۔ آپؐ نے فرمایا : ”جی ہاں۔“ انہوں نے کہا خوب خوب ! اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ”تمہیں اس خوب خوب کی بات پر کس نے آمادہ کیا؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی قسم اس میں اس کے سوا اور کوئی بات نہیں کہ میں جنت والوں میں سے ہو جاؤں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : ”بے شک تو جنت والوں میں سے ہے پھر انہوں نے چند کھجوریں اپنے ترکش سے نکالی اور انہیں کھانے لگے پھر کہا اگر میں زندہ رہوں تو ان کھجوروں کے کھانے تک بے شک یہ تو بڑی لمبی زندگی ہے ! پس انہوں نے اپنے پاس جو کھجوریں تھیں انہیں پھینک دیا پھر کفار سے لڑے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ (مسلم)

الْقُرْنُ : تیر رکھنے کا فیصلہ۔

بھیجے جن کا لقب قراء تھا۔ ان میں میرے ماموں حرام بھی تھے یہ سب لوگ دن کو قرآن مجید پڑھتے رات کو اس کا ورد کرتے اور سیکھتے سکھاتے دن کے وقت میں پانی لا کر مسجد میں رکھتے اور لکڑیاں کاٹ کر ان کو فروخت کر کے اس کے بدلے میں اہل صفہ کے لئے اور فقراء کے لئے کھانا خریدتے۔ پس رسول اللہ نے ان کو بھیج دیا پھر لے جانے والے ان کے دشمن ہو گئے اور ان کو اصل مقام تک پہنچنے سے پہلے ہی قتل کر دیا۔ (انہوں نے قتل سے پہلے) دعا کی اے اللہ! ہماری طرف سے اپنے پیغمبر کو یہ بات پہنچا دے کہ ہماری ملاقات ہو گئی اور ہم اس سے راضی ہو گئے اور وہ ہم سے راضی ہو گیا۔ ایک آدمی حضرت انس کے ماموں حرام پر پیچھے سے حملہ آور ہوا اور ان کو اس طرح نیزہ مارا کہ ان کے آ رہا ہو گیا اس پر حضرت حرام نے کہا: رب کعب کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بے شک تمہارے بھائیوں کو قتل کر دیا گیا اور انہوں نے یہ کہا اے اللہ! ہماری طرف سے ہمارے پیغمبر کو یہ بات پہنچا دے کہ ہم اپنے رب کو مل گئے ہیں وہ ہم پر راضی ہو گیا اور ہم اس پر راضی ہو گئے۔ (بخاری و مسلم) یہ مسلم کے الفاظ ہیں۔

مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُمُ الْقُرَاءُ فِيهِمْ خَالِي حَرَامٌ يَفْرَأُ وَنَ الْقُرْآنُ وَيَقْدَارُ سُوْنَهُ بِاللَّيْلِ يَتَعَلَّمُونَ وَكَانُوا بِالنَّهَارِ يَجِئُونَ بِالْمَاءِ فَيَضَعُونَهُ فِي الْمَسْجِدِ وَيَحْتَبِطُونَ فَيَسْمَعُونَهُ وَيَسْتَرْوْنَ بِهِ الْعَطَامَ لِأَهْلِ الصُّفَّةِ وَلِلْفُقَرَاءِ لَبَّعَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : فَعَرَضُوا لَهُمْ فَقَتَلُوهُمْ قَبْلَ أَنْ يَبْلُغُوا الْمَكَانَ فَقَالُوا : اَللَّهُمَّ بَلِّغْ عَنَّا نَبِيَّنَا أَنَّا قَدْ لَقِينَاكَ فَرَضِينَا عَنْكَ وَرَضِيتَ عَنَّا وَآتَى رَجُلٌ حَرَامًا خَالَ أَنَسٍ مِنْ خَلْفِهِ فَطَعَنَهُ بِرُمْحٍ حَتَّى انْفَذَهُ فَقَالَ حَرَامٌ : فُرْتُ وَرَبِّ الْكُعبَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِنَّ إِخْوَانَكُمْ قَدْ قُتِلُوا وَإِنَّهُمْ قَالُوا : اَللَّهُمَّ بَلِّغْ عَنَّا نَبِيَّنَا أَنَّا قَدْ لَقِينَاكَ فَرَضِينَا عَنْكَ وَرَضِيتَ عَنَّا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَهَذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی الجہاد باب من ینکب او یطعن فی سبیل اللہ و مسلم فی الامارۃ باب ثبوت الجنة للشہید۔

**اللُّغَاۃ:** ناس: اہل نجد کی ایک جماعت جس کا سربراہ ابو براء بن ملاعب الاسد تھا۔ خالی حرام: یہ ہرام بن طمان ہیں یہ حضرت انس کے ماموں ہیں۔ الصفا: مسجد نبوی کے پچھلی جانب ایک چھپر جہاں فقراء صحابہ ٹھہرتے تھے۔ فعرضوا الہم: ان کا سامنا اللہ کے دشمن عامر بن طفیل نے کیا اور ان کے خلاف عصیہ اور سلیم اور رعل کے قبائل میں اعلان کر دیا۔ جنہوں نے مل کر ان کو قتل کر دیا۔ رضینا عنک: یعنی جو آپ نے ہمیں حکم دیا ہم اس پر خوش ہیں۔ رضینا عننا: یعنی آپ کی اطاعت اور وہ توفیق جس سے آپ اور آپ کا رسول راضی ہے۔ انفضہ نیزہ اس کے آ رہا کر دیا۔

**ہوائد:** (۱) صحابہ قراء قرآن اور حصول علم کے لئے کس طرح متوجہ تھے اور رسول اللہ ﷺ کے حکم کو کس قدر جلد قبول کرنے والے تھے جو آپ ان کو حکم دیتے اور جس مشکل چیز سے آپ ان کو تکلیف دیتے اور وہ جو قضاء و قدر کا فیصلہ تھا اس پر خوش تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق وحی سے اطلاع دے کر کس قدر ان کا اکرام فرمایا۔ (۲) مسجد میں کھانے اور پینے کی چیزیں رکھنا جائز ہے جبکہ فقراء وہاں ٹھہرتے ہوں۔

۱۳۱۸ : وَعَنْهُ قَالَ : غَابَ عَمِّيْ أَنَسُ بْنُ حَضْرَتِ اَنَسٍ رَضِيَ اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ میرے چچا



النَّضْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ قِتَالِ بَدْرٍ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ غِبْتُ عَنْ أَوَّلِ قِتَالٍ قَاتَلْتُ الْمُشْرِكِينَ، لَيْنَ اللَّهِ أَشْهَدَنِي قِتَالِ الْمُشْرِكِينَ لَرَبِّينَ اللَّهُ مَا أَصْنَعُ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ أَحُدٍ وَانْكَشَفَ الْمُسْلِمُونَ فَقَالَ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعْتَذِرُ إِلَيْكَ بِمَا صَنَعَ هَؤُلَاءِ يَعْنِي أَصْحَابَهُ وَأَبْرَأُ إِلَيْكَ بِمَا صَنَعَ هَؤُلَاءِ يَعْنِي الْمُشْرِكِينَ - ثُمَّ تَقَدَّمَ فَاسْتَقْبَلَهُ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فَقَالَ: يَا سَعْدُ ابْنَ مُعَاذٍ الْجَنَّةُ وَرَبِّ النَّضْرِ إِنِّي أَجِدُ رِيحَهَا مِنْ دُونِ أَحَدٍ قَالَ سَعْدُ: لَمَّا اسْتَطَعْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا صَنَعْتُ قَالَ أَنَسُ: فَوَجَدْنَا بِهِ بَضْعًا وَكَمَانَيْنِ ضَرْبَةً بِالسَّيْفِ، أَوْ طَعْنَةً بِرُمَحٍ أَوْ رَمِيَّةً بِسَهْمٍ، وَوَجَدْنَاهُ قَدْ قُتِلَ وَمَقِلَ بِهِ الْمُشْرِكُونَ فَمَا عَرَفَهُ أَحَدٌ إِلَّا أُخْتُهُ بَيْنَانِهِ قَالَ أَنَسُ: كُنَّا نَرَى - أَوْ نَظَرُ - أَنَّ هَذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِيهِ وَفِي أَشْبَاهِهِ "مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ إِلَى آخِرِهَا مُتَّقِينَ عَلَيْهِ" وَقَدْ سَبَقَ فِي بَابِ الْمُجَاهِدَةِ.

انس بن نضر رضی اللہ عنہ بدر کی لڑائی میں حاضر نہ تھے۔ اس لئے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اس پہلی لڑائی سے جو آپ نے مشرکین کے خلاف لڑی غائب رہا۔ اگر اللہ نے مجھے مشرکین کے ساتھ لڑائی میں حاضری کا موقع دیا تو ضرور اللہ دیکھ لیں گے کہ میں کیا کرتا ہوں۔ جب احد کا دن آیا اور مسلمان بکھر گئے تو انہوں نے کہا اے اللہ میں تیری بارگاہ میں معذرت کرتا ہوں جو انہوں نے کیا یعنی ان کے ساتھیوں نے اور تیری بارگاہ میں بے زاری کا اظہار کرتا ہوں اس سے جو انہوں نے کیا یعنی مشرکین نے۔ پھر آگے بڑھے تو ان کا سامنا سعد بن معاذ سے ہو گیا تو کہنے لگے اے سعد بن معاذ! رب نضر کی قسم جنت یہ ہے۔ بے شک میں اس کی خوشبو احد سے ادھر پار رہا ہوں۔ پس سعد فرماتے ہیں کہ یا رسول اللہ میں وہ نہ کر سکا جو انہوں نے کیا۔ انس بن مالک کہتے ہیں کہ ہم نے ان کے جسم پر اسی سے کچھ زائد تلوار کے وار یا نیزے کے زخم یا تیر کے نشان پائے اور ہم نے ان کو اس حال میں پایا کہ وہ شہید ہو چکے اور مشرکین نے ان کا مثلہ کیا پس ان کو سوائے ان کی ہمشیرہ کے اور کسی نے نہ پہچانا۔ انہوں نے بھی انگلیوں کے پوروں سے ان کی پہچان کی۔ انس کہتے ہیں کہ ہمارا خیال یا گمان یہ تھا کہ یہ آیت ان کے اور ان ہی جیسے لوگوں کے بارے میں اُتری: ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ..... مُؤْمِنُونَ﴾ سے کچھ ایسے مرد ہیں جنہوں نے اس وعدے کو پورا دیا جو اللہ تعالیٰ سے کیا۔ (بخاری و مسلم) باب مجاہدہ میں یہ روایت گزری۔

تخریج: رواہ البخاری فی الجہاد باب قول اللہ تعالیٰ من المؤمنین رجال الایۃ ومسلم فی الامارۃ باب ثبوت الحنۃ للشہید۔

نوٹ: حدیث کی تشریح باب المجاہدہ رقم ۱۰۹/۱۵ میں ملاحظہ فرمائیں۔

۱۳۱۹: حضرت سرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں نے رات کو دیکھا کہ دو آدمی میرے پاس آئے۔ وہ مجھے لے کر درخت پر چڑھے پھر مجھے انہوں نے ایک ایسے گھر میں داخل کیا جو بہت خوبصورت اور اعلیٰ تھا کہ میں نے اس سے زیادہ شاندار گھر کبھی نہیں دیکھا۔ دونوں نے کہا یہ گھر شہداء کا

۱۳۱۹: وَعَنْ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ آتِيَانِي فَصَعِدَا بِي الشَّجَرَةَ فَأَدْخَلَانِي دَارًا هِيَ أَحْسَنُ وَأَفْضَلُ لَمْ أَرَقُطْ أَحْسَنَ مِنْهَا قَالَا: أَمَا هَذِهِ الدَّارُ فَدَارُ الشَّهَدَاءِ - رَوَاهُ

ہے۔ (بخاری)

البخاری وَهُوَ بَعْضُ مِنْ حَدِيثٍ طَوِيلٍ فِيهِ  
أَنْوَاعٌ مِنَ الْعِلْمِ سَيَاتِي فِي بَابِ تَحْوِيمِ  
الْكَذِبِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى۔  
یہ طویل روایت کا حصہ ہے جس میں علم کی کئی قسمیں ہیں۔ وہ  
”بَابِ تَحْوِيمِ الْكَذِبِ“ میں ان شاء اللہ آئے گا۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی ابواب الجنائز بعد باب ما قبل فی اولاد المشرکین

**الذخائر:** روایت میں نے خواب میں دیکھا۔ رجین و فرشتے جبرائیل اور میکائیل جو مردوں کی شکل میں تھے۔  
**ہوائد:** شہداء کی فضیلت ذکر کی گئی اور وہ عظمت جو ان کو اللہ نے عزت کے مقام پر ان کے لئے تیار فرمائی اس کو بیان کیا۔ مزید یہ بھی  
ثابت کیا کہ انبیاء کے خواب برحق ہیں اور ملائکہ مختلف انسانی شکلیں بدلنے کی قدرت رکھتے ہیں۔

۱۳۲۰: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ أُمَّ  
الرَّبِيعِ بِنْتَ الْبَرَاءِ وَهِيَ أُمُّ حَارِثَةَ بِنِ سُرَّاقَةَ  
أَتَتْ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ لَا  
تُحَدِّثْنِي عَنْ حَارِثَةَ، وَكَانَ قَتْلَ يَوْمَ بَدْرٍ،  
فَإِنْ كَانَ فِي الْجَنَّةِ صَبَرْتُ وَإِنْ كَانَ غَيْرَ  
ذَلِكَ اجْتَهَدْتُ عَلَيْهِ فِي الْبُكَاءِ؟ فَقَالَ: «يَا  
أُمَّ حَارِثَةَ إِنَّهَا جَنَّانٌ فِي الْجَنَّةِ وَإِنَّ ابْنَكَ  
أَصَابَ الْفَرْدَوْسَ الْأَعْلَى رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔  
۱۳۲۰: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اُم ربیع بنت  
براءؓ یہ حارثہ بن سراقہ کی والدہ ہیں خدمت نبوی میں حاضر ہوئیں  
اور عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے حارثہ کے بارے نہیں  
بتلاتے۔ یہ حارثہ بدر میں شہید ہوئے تھے کہ اگر وہ جنت میں ہے تو  
صبر کروں اور اگر کوئی دوسری بات ہے تو پھر میں اس پر خوب روؤں۔  
اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اے حارثہ کی والدہ! بے  
شک جنت میں بہت سے باغات ہیں اور یقیناً تیرا بیٹا تو فردوسِ اعلیٰ  
میں پہنچ چکا۔“ (بخاری)

**تخریج:** رواہ البخاری فی الجہاد باب من اتاہ سهم غرب فقتلہ۔

**الذخائر:** الفردوس: وہ باغ جس میں ہر چیز جمع ہو۔ مراد اس سے جنت کا خاص مکان ہے اور وہ وسط جنت یا اعلیٰ جنت ہے۔ جیسا  
کہ بخاری میں آیا اور وسط کے معنی بھی اعلیٰ آتا ہے۔

**ہوائد:** خطابي کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اس کو رونے میں خوب کوشش کرنے پر باقی رکھا تو اس سے رونے کا جواز ثابت ہوتا  
ہے بعض نے کہا یہ حکم نوے کی حرمت سے پہلے تھا۔ (۲) جنت باغات اور مکانات ہیں۔ شہداء جنت کے اعلیٰ دروازے میں سے داخل  
ہوں گے۔

۱۳۲۱: وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: جِئْتُ أَبَا بَكْرٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَدْ مِثَلَ  
بِهِ، فَوَضَعَ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَذَهَبْتُ أَكْشِفُ عَنْ  
وَجْهِهِ فَهَانِي قَوْمٌ - فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَا  
زَالَتِ الْمَلَائِكَةُ تُظِلُّهُ بِأَجْنِحَتِهَا» مُتَّفَقٌ  
عَلَيْهِ۔  
۱۳۲۱: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میرے  
والد (عبد اللہ) کو نبی اکرم ﷺ کی خدمت پیش کیا گیا، اس حال  
میں کہ ان کا مثلہ کیا گیا تھا، ان کو آپ کے سامنے رکھ دیا گیا تو میں ان  
کے چہرے سے کپڑا ہٹانے لگا تو بعض لوگوں نے مجھے منع کیا۔ اس پر  
نبی اکرم ﷺ نے فرمایا فرشتے عبد اللہ کو اپنے پروں سے سایہ کئے  
ہوئے ہیں۔“ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی الجہاد باب ظل الملائكة علی الشہید و مسلم فضائل الصحابة باب فضائل عبد اللہ بن

عمرو والد جابر۔

**اللَّخَائِذُ:** مثل بہ: یعنی ان کا مثلہ کیا گیا۔ یہ احد کے دن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے موقع پر پیش آیا۔  
**فَوَافِدُ:** شہداء کا مرتبہ ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ کے فرشتے اعزاز و اکرام میں اپنے پروں سے ان کو ڈھانپ لیتے ہیں اور عبداللہ بن ابوجابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی فضیلت بیان کی گئی۔

۱۳۲۲: وَعَنْ سَهْلِ بْنِ حَنْبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ سَأَلَ اللَّهَ تَعَالَى الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ بَلَغَهُ اللَّهُ مَنَازِلَ الشَّهَدَاءِ وَإِنْ مَاتَ عَلَى فِرَاشِهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
 ۱۳۲۲: حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے پچی نیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے شہادت طلب کی اللہ تعالیٰ اس کو شہداء کے مقامات میں پہنچا دیں گے۔ خواہ وہ بستر پر فوت ہو۔"  
 (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی الامارۃ باب استحباب طلب الشہادۃ۔

حدیث کی شرح باب الصدق رقم ۵۷۱۴ میں ملاحظہ فرمائیں۔

۱۳۲۳: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "مَنْ طَلَبَ الشَّهَادَةَ صَادِقًا أُعْطِيَهَا وَلَوْ لَمْ تُصَبِّ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
 ۱۳۲۳: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے سچائی سے شہادت طلب کی وہ اس کو دے دی جاتی ہے خواہ وہ شہادت نہ پائے۔" (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی الامارۃ باب استحباب طلب الشہادۃ۔

**اللَّخَائِذُ:** طلب: بمعنی سوال کیا۔ اعطیہا: یعنی اس کا ثواب دیا گیا۔

**فَوَافِدُ:** (۱) انسان کو اس کی اچھی نیت اور ارادے کا ثواب ملتا ہے خواہ ارادے کے مطابق فعل نہ کر سکے۔ (۲) مسلمانوں کو سچائی، اخلاص کے ساتھ بہادری اور شجاعت کی ترغیب دی۔

۱۳۲۴: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَا يَجِدُ الشَّهِيدُ مِنْ مَسِّ الْقَتْلِ إِلَّا كَمَا يَجِدُ أَحَدُكُمْ مِنْ مَسِّ الْقُرْصَةِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔  
 ۱۳۲۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "شہید قتل سے اتنی (معمولی) تکلیف محسوس کرتا ہے جتنی تم میں سے کوئی چیونٹی کے کانٹے سے محسوس کرتا ہے۔" (ترمذی)  
 یہ حدیث حسن ہے۔

**تخریج:** رواہ الترمذی فی فضائل الجہاد باب ما جاء فی فضل الرابطة

**اللَّخَائِذُ:** مس القتل: یعنی قتل کی تکلیف۔ القرصۃ: چیونٹی کا ڈنگ مارنا قرص اصل میں کسی چیز کو انگلی کے پوروں سے پکڑنے کو کہتے ہیں۔

**فَوَافِدُ:** شہید پر اللہ کی کس قدر عنایات ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کی تکلیف کو ہلکا کر دیتے ہیں تاکہ وہ جلدی سے زائل ہو جائے اس کے بعد کوئی دکھ اور تکلیف آئی ہی نہیں۔

۱۳۲۵: حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کسی معرکہ میں جو دشمن کے ساتھ پیش آیا، سورج کے ڈھلنے کا انتظار فرمایا۔ پھر خطبہ کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور فرمایا: ”اے لوگو! دشمن سے مقابلہ کی تمنا نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو۔ مگر جب دشمن سے مقابلہ ہو جائے تو صبر کرو اور یقین سے جان لو کہ جنت تلواروں کے سایہ میں ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی: ”اے اللہ تو کتاب کا اتارنے والا، بادلوں کا چلانے والا، گروہوں کو ٹکست دینے والا ہے۔ دشمن کو ہزیمت دے اور ان کے خلاف ہماری مدد فرما۔“ (بخاری و مسلم)

۱۳۲۵: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي بَعْضِ أَيَّامِهِ الَّتِي لَقِيَ فِيهَا الْعَدُوَّ انْتَضَرَ حَتَّى مَالَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ قَامَ فِي النَّاسِ فَقَالَ: ”أَيُّهَا النَّاسُ لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ، وَاسْأَلُوا اللَّهَ الْعَافِيَةَ، فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاصْبِرُوا، وَاعْلَمُوا أَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوفِ“ ثُمَّ قَالَ: ”اللَّهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ وَمُجِيرَ السَّحَابِ، وَهَازِمَ الْأَحْزَابِ اهْزِمْنَاهُمْ وَانصُرْنَا عَلَيْهِمْ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

**تخریج:** رواد البخاری فی الجہاد، باب لا تتمنوا لقاء العدو ومسلم فی الجہاد، باب کراهیۃ تمنی لقاء العدو اللغائی: مالت الشمس یعنی غروب کی طرف جھک گیا۔ العافیۃ: مشتقوں سے سلامتی۔

**فوائد:** مستحب یہ ہے کہ زوال کے بعد لڑائی شروع کی جائے۔ اس سے گویا اچھا گمان لیا جائے گا کہ دکھ سے حالت کشادگی میں بدل گئی۔ (۲) دشمن کا سامنا کرنے کی ممانعت کیونکہ اس میں اپنے نفس کی طاقت پر اعتماد لڑائی کی رغبت، طاقت کی طرف جھکاؤ پایا جاتا ہے اور یہی بزدلی کا سبب ہے۔ (۳) جب دشمن سے سامنا ہو جائے اور بغیر لڑائی کے چارہ نہ ہو تو اس وقت صبر کرنا اور اللہ تعالیٰ سے ان کے خلاف مدد طلب کرنا ضروری ہے کیونکہ کامیابی اللہ کے ہاتھ میں ہے وہ جس کو چاہتا ہے دیتا ہے، باب الصبر رقم ۵۳/۲۱

۱۳۲۶: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو دعائیں ایسی ہیں جو رد نہیں کی جاتیں: (۱) اذان کے وقت کی دعا۔ (۲) لڑائی کے وقت کی دعا جب کہ آپس میں رن پڑ (یعنی دونوں فریقوں کے درمیان لڑائی شروع ہو چکی ہو) چکا ہو۔ (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

۱۳۲۶: وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثِنْتَانِ لَا تُرَدَّانِ أَوْ قَلَّمَا تُرَدَّانِ: الدُّعَاءُ عِنْدَ النَّدَاءِ وَعِنْدَ النَّاسِ حِينَ يُلْحِمُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی الجہاد، باب الدعاء عند اللقاء۔

اللغائی: ثنتان: دو دعائیں۔ النداء: اذان۔ الناس: لڑائی۔ يلحم بعضهم بعضا: ایک دوسرے کے قریب ہو جائیں اور مل جائیں۔

**فوائد:** ان دونوں وقتوں میں دعا مستحب ہے کیونکہ اس میں قبولیت کی فضیلت پائی جاتی ہے۔

۱۳۲۷: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ کے لئے تشریف لے جاتے تو یوں دعا کرتے: ”اے اللہ تو ہی میرا بازو اور مددگار ہے تیری مدد سے میں پھرتا اور تیری

۱۳۲۷: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا غَزَا قَالَ: ”اللَّهُمَّ أَنْتَ عِزِّي وَنَصِيرِي، بِكَ أَعُولُ، وَبِكَ

اصول ، وِبِكَ الْكَاتِلُ“ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيثٌ حَسَنٌ۔  
معاونت سے حملہ آور ہوتا ہوں اور تیری مدد کے ساتھ دشمن سے لڑتا ہوں۔“ (ابوداؤد ترمذی) حدیث حسن ہے۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی الجہاد، باب ما یدعی عند اللقاء و الترمذی فی الدعوات، باب فی الدعا اذا غزا  
الْخَنَازِئِ: عضدی: تیرے ساتھ ہی میری قوت ہے۔ عضد: بازو کا کندھے کے قریب والا حصہ۔ احوال: میں قوت حاصل کرتا ہوں اور ایک مکان حالت سے دوسری حالت میں منتقل ہوتا ہوں۔ اصول: دشمن پر حملہ آور ہوتا اور غلبہ پاتا ہوں۔  
**فوائد:** اللہ تعالیٰ کی ذات پر لڑائی اور سختی کے اوقات میں کامل اعتماد کرنے کی طرف متوجہ کیا گیا اور یہ چیز تیاری اور سباب مہیا کرنے کے معانی نہیں کیونکہ ان کا بھی حکم دیا گیا ہے۔

۱۳۲۸: وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا خَافَ قَوْمًا قَالَ: "اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ ، وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔  
۱۳۲۸: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب کسی قوم سے خطرہ محسوس فرماتے تو یہ دعا فرماتے: اے اللہ ہم آپ کو ان کا مد مقابل قرار دیتے ہیں اور ان کے شر سے تیری پناہ میں آتے ہیں۔“ (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی الصلوۃ، باب ما یقول الرجل اذا خاف قوما۔  
الْخَنَازِئِ: نجعلک: ہم آپ کے حکم اور امر کو مکرر کرتے ہیں۔ نحورہم ان کے سینے۔ نعوذ بک: ہم مضبوطی حاصل کرتے ہیں۔  
**فوائد:** اللہ تعالیٰ کے ناموں کے ذریعے حفاظت اور پناہ طلب کرنی چاہئے اور اس کی بارگاہ میں اس سلسلے میں التجا کرنی چاہئے جو خوفناک چیز انسان پر اترے۔

۱۳۲۹: وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "الْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِيْ نَوَاصِيْهَا وَالْخَيْرُ اِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
۱۳۲۹: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”گھوڑوں کی پیشانیوں میں بھلائی قیامت تک کے لئے باندھ دی گئی ہے۔“ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی الجہاد، باب الخیل معقود۔ الخ و مسلم فی الامارۃ، باب الخیل فی نواصیہا الخیر الی یوم القیمۃ۔

الْخَنَازِئِ: معقود: باندھی گئی ہے۔ نواصیہا: جمع ناصیۃ، پیشانی پر لٹکے ہوئے بال۔  
**فوائد:** گھوڑوں کا باندھنا اور تیار کرنا مستحب ہے جبکہ خیران میں اس وقت ہے جب وہ جہاد کے لئے استعمال ہوں۔ ان دنوں یہ قتال کے عظیم ذرائع میں سے تھا۔ آج کل بھی جب کہ قتال کے وسائل ترقی کر گئے ہیں مگر اس کا فائدہ منقطع نہیں ہوا۔

۱۳۳۰: وَعَنْ عُرْوَةَ الْبَارِقِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "الْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِيْ نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ اِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ : الْاَجْرُ وَالْمُنْعَمُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
۱۳۳۰: حضرت عروہ باریقی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”قیامت تک کے لئے بھلائی گھوڑوں کی پیشانیوں میں باندھ دی گئیں ہیں یعنی اجر (ثواب) اور (مال) غنیمت۔“ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی الجہاد، باب الجہاد ما ض مع البر و الفاجر و مسلم فی الامارۃ، باب الخیل فی نواصیہا الخیر



اللَّعْنَاتُ: الاجر: وہ ثواب جو اس کے باندھنے پر ملتا ہے اور وہ بدلا ملنے والی بہترین چیز ہے۔ ولمغرم: وہ مال جو کہ کافروں کے مال میں سے حاصل کیا جائے یہ جلدی ملنے والی بہترین چیز ہے۔

۱۳۳۱: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ احْتَبَسَ فَرَسًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ، اِئْتَانًا بِاللَّهِ، وَتَصَدِيقًا بِوَعْدِهِ، فَإِنَّ شِبَعَهُ، وَرِيَّتَهُ، وَرَوْتَهُ وَبَوْلَهُ فِي مِيزَانِهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۳۳۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جس نے اللہ کی ذات پر یقین کرتے ہوئے اور اس کے وعدے کی تصدیق کرتے ہوئے اللہ کی راہ میں گھوڑا باندھا۔ پس اس کا سیراب ہونا اور اس کی گھاس اور گو برا اور پیشاب قیامت کے دن اس کے میزان عمل میں ہوگی"۔ (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی الجہاد، باب من احتبس فرسا۔

اللَّعْنَاتُ: احتبس: بروکا اور جہاد کے لئے تیار کیا۔ بوعدہ: یعنی وہ ثواب جو اس پر مرتب ہوتا ہے۔ وروثہ فی میزانہ: یعنی اس کے میزان میں قیامت کے دن نیکیاں ہوں گی۔

ہوائد: اللہ کی راہ میں گھوڑا تیار کرنے کی ترغیب دی گئی مزید یہ کہ انسان جو اس پر خرچ کرے گا وہ اس کے لئے نیکیاں ہوں گی اور جو اس پر اس کو ملے گا وہ اس کے لئے اجر ہوگا۔

۱۳۳۲: وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِنَاقَةٍ مَخْطُومَةٍ فَقَالَ: هَذِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَكَ بِهَا يَوْمَ الْقِيَمَةِ سَبْعُ مِائَةِ نَاقَةٍ كُلُّهَا مَخْطُومَةٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۳۲: حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی مہار والی اونٹنی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تیرے لئے اس کے بدلے میں سات سو اونٹنیاں ہوں گی جو تمام مہار والی ہوں گی (یعنی سواری کے لئے تیار)۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الامارۃ، باب فضل الصدقة فی سبیل اللہ وتضعیفها

اللَّعْنَاتُ: مخطومه: لگام ڈالی ہوئی۔ خطام کو خطم اس لئے کہتے ہیں کہ وہ اونٹ کی ناک کے اگلے حصے میں ڈالی جاتی ہے ناک کے اس حصے کا نام خطم ہے۔

ہوائد: جس چیز سے لڑائی میں مدد ملے مثلاً گھوڑا، اونٹنی وغیرہ اس کو اللہ کی راہ میں دینے کی ترغیب دلائی گئی۔ اللہ اس پر کئی گنا بدلہ دیں گے۔ نیکی کا بدلہ سات سو گنا ہے۔

۱۳۳۳: وَعَنْ أَبِي حَمَّادٍ وَيَقَالُ أَبُو سَعَادٍ وَيَقَالُ أَبُو أُسَيْدٍ وَيَقَالُ أَبُو عَامِرٍ وَيَقَالُ أَبُو عَمْرٍو وَيَقَالُ أَبُو الْأَسْوَدِ وَيَقَالُ أَبُو عَبْسٍ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ الْجُهَنِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ: "وَاعِدُوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ"۔

۱۳۳۳: حضرت ابی حماد بعض نے کہا ابو سعاد یا کہا جاتا ہے ابو اسد اور یہ بھی کہا جاتا ہے ابو عامر اور کہا جاتا ہے ابو عمرو اور کہا جاتا ہے ابو الاسود اور کہا جاتا ہے ابو عبس عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برسر منبر یہ فرماتے سنا: "تم ان دشمنوں کے لئے تیاری کرو جس حد تک طاقت ہے خبردار! سن لو طاقت تیرا اندازی ہے، سن لو طاقت تیری اندازی

آلَا إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمِيَّ ، آلا إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمِيَّ ، آلا  
ہے سن لو طاقت تیر اندازی ہے۔  
إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمِيَّ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی الامارۃ باب فضل الرمی والحث علیہ وذمن من علمہ ونسیہ

**اللغزات:** الایہ حرف تنبیہ ہے اور ان حرف تاکید ہے۔ یہ جملہ حصر کا فائدہ دے رہا ہے مراد یہ ہے کہ طاقت کی عظیم اقسام اور دشمن کو زیادہ نقصان پہنچانے والی اور لڑائی میں فائدہ پہنچانے والی تیر اندازی ہے۔

**فوائد:** طاقت کا مہیا کرنا اس لئے ضروری ہے تاکہ اس سے دشمن کو ڈرایا جائے اور اسلام کی حفاظت کی جاسکے اور ہر قسم کے ہتھیاروں کی دعوت کو پھیلا یا جائے جن میں سب سے مقدم تیر اندازی ہے۔ یہ مختلف زبانوں میں مختلف ہے اسلحے کی سخت ترین اقسام کو استعمال کرنے کی طرف متوجہ کیا گیا تاکہ دشمن پر اچانک حملہ کیا جاسکے۔

۱۳۳۴: وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ  
کو فرماتے سنا: ”عنقریب تم پر زمینوں کے فتح کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور اللہ تمہارے لئے کافی ہو جائے گا۔ پس تم میں کوئی شخص بھی تیروں کے بارے میں کوتاہی کا شکار نہ ہو۔“ (مسلم)  
رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

**تخریج:** رواہ مسلم فی الامارۃ باب فضل الرمی والحث علیہ۔ الخ۔

**اللغزات:** یکفیکم اللہ: اللہ لڑائی میں تمہارے لئے کافی ہو جائے اور دشمنوں پر تمہیں غلبہ دے۔ فلا یعجزو: مت بیٹھے اور نہ کمزور بنے۔ ان یلھو: یعنی فراغت کا وقت تیر اندازی کی مشق میں مشغول ہو۔

**فوائد:** (۱) تیر اندازی کی مشق مستحب ہے اگرچہ فارغ وقت میں ہو۔ (۲) اسلام کی دعوت یہ ہے کہ پیش آنے والے کسی بھی حادثہ کو سامنے رکھتے ہوئے دشمن کے لئے پوری تیاری کی جائے خواہ صلح کا وقت ہو۔

۱۳۳۵: وَعَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ  
”مَنْ عَلِمَ الرَّمِيَّ ثُمَّ تَرَكَهُ فَلَيْسَ مِنَّا أَوْ فَقَدْ غَضَى“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
۱۳۳۵: عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے تیر اندازی سیکھ کر اس کو چھوڑ دیا تو وہ ہم میں سے نہیں یا اس نے نافرمانی کی۔“ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی الامارۃ باب فضل الرمی۔ الخ۔

**فوائد:** بہت سخت ڈانٹ پلائی گئی اس آدمی کو جو تیر اندازی سیکھ کر بلا عذر بھلا دے اس کی وجہ یہ ہے کہ جس نے تیر اندازی سیکھی اس نے دین کے دفاع اور دشمن کو نقصان پہنچانے کی اہلیت حاصل کر لی۔ جہاد کے وظیفہ کے انجام دینے کے وہ لائق ہو گیا اور جب اس نے اس کو چھوڑ دیا تو اس نے اپنے ذمے متعین ہو جانے والی ذمہ داری میں کوتاہی کی۔

۱۳۳۶: وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ  
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ”إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ  
بِالسَّهْمِ الْوَاحِدِ ثَلَاثَةَ نَفَرٍ الْجَنَّةَ: صَانِعُهُ  
يُحْتَسِبُ فِي صُنْعِهِ الْخَيْرَ وَالرَّامِيُ بِهِ“  
۱۳۳۶: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”اللہ تعالیٰ ایک تیر سے تین آدمیوں کو جنت میں داخل فرماتے ہیں۔ اس کا بنانے والا جو اس کے بنانے میں بھلائی کی نیت کرنے والا ہو۔ تیر چلانے والے اور اس کو

وَمُنْبِلَهُ - وَارْمُوا وَارْكَبُوا وَأَنْ تَرْمُوا أَحَبُّ  
إِلَى مَنْ أَنْ تَرْكَبُوا - وَمَنْ تَرَكَ الرَّمْيَ بَعْدَ مَا  
عِلْمُهُ رَغْبَةً عَنْهُ فَإِنَّهَا نِعْمَةٌ تَرَكَهَا أَوْ قَالَ -  
كَفَرَهَا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ -

تیر نکال کر دینے والا - تم تیر اندازی کرو گھر سواری کرو اور تمہارا  
تیر اندازی کرنا سواری سیکھنے سے زیادہ محبوب ہے جس نے تیر  
اندازی کو سیکھنے کے بعد بے رغبتی سے چھوڑ دیا - اس نے ایک نعمت کو  
چھوڑ دیا یا اس نے نعمت کی ناشکری کی - (ابوداؤد)

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی الجہاد باب فی الرمی۔

**اللَّخَائِذُ:** یحتسب: وہ ثواب طلب کرتا ہے۔ منبلہ: وہ شخص جو تیر انداز کو تیر واپس لا کر دیتا ہے بعض نے کہا وہ شخص مراد ہے جو تیر  
انداز کو تیر پکڑاتا ہے یا اس کے لئے تیر تیار کرتا ہے۔ رغبۃ عنہ: اعراض کرتے ہوئے اور اس میں بے پرواہی کرتے ہوئے کسی مرض کے  
عذر کے بناء پر نہیں۔

**فوائد:** (۱) لڑائی کے لئے تیاری کی ترغیب دلائی گئی اور اس آدمی کو ثواب ملتا ہے جو اس میں شرکت کرنے والا ہو۔ مسلمانوں کے ذمہ  
لازم ہے کہ وہ ان اہم ترین ہتھیاروں کی طرف اہتمام و توجہ کریں جن سے دشمن پر غلبہ لازمی ہو۔ (۲) لڑائی کے ہتھیار تیر اندازی وغیرہ کی  
مشق سے بغیر عذر کے سستی برتنے پر مواخذہ ہوگا کیونکہ یہ جہاد سے بے رغبتی کے مترادف ہے۔

۱۳۳۷: وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُ قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى نَفَرٍ يَنْتَضِلُونَ  
فَقَالَ: "ارْمُوا بَنِي إِسْمَاعِيلَ فَإِنَّ أَبَاكُمْ كَانَ  
رَامِيًا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ -

۱۳۳۷: حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی  
اکرم ﷺ کا گزر ایک جماعت کے پاس سے ہوا جو تیر اندازی میں  
مقابلہ کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: "اے اسمعیل کی اولاد! تم تیر  
اندازی کرو۔ بے شک تمہارا باپ تیر انداز تھا۔" (بخاری)

**تخریج:** رواہ البخاری فی الجہاد باب التحریص علی الرمی۔

**اللَّخَائِذُ:** يَنْتَضِلُونَ: آپس میں تیر اندازی کا مقابلہ کر رہے تھے بنو اسماعیل وہ عرب ہیں۔  
**فوائد:** سابقہ احادیث کی طرح اس میں بھی تیر اندازی کی ترغیب اور مشق کا تذکرہ کیا گیا۔

۱۳۳۸: وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْسَةَ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ:  
"مَنْ رَمَى بِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَهُوَ لَهُ عَدْلٌ  
مُحَرَّرَةٌ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ:  
حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ -

۱۳۳۸: حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "جس نے اللہ کی راہ میں  
ایک تیر پھینکا اس کے لئے ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب  
ہے۔" (ابوداؤد ترمذی)

دونوں نے کہا حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی کتاب العتق باب ای الرقاب افضل والترمذی فی فضائل الجہاد باب ما جاء فی فضل  
الرمی فی سبیل اللہ واللفظ لہ

**اللَّخَائِذُ:** عدل محررة: اللہ کی راہ میں آزادی ہوئی گردن کے برابر ثواب۔  
**فوائد:** اللہ کی راہ میں تیر اندازی کی فضیلت اور اس کا عظیم ثواب ذکر کیا گیا ہے۔

۱۳۳۹: وَعَنْ أَبِي يَحْيَى خُرَيْمِ بْنِ قَاتِكٍ  
۱۳۳۹: حضرت ابو یحییٰ خرم بن قاتک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ :  
 "مَنْ أَنْفَقَ نَفَقَةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ كُتِبَ لَهُ سَبْعُ  
 مِائَةِ ضِعْفٍ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيثٌ  
 حَسَنٌ۔  
 روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے اللہ  
 کی راہ میں کچھ بھی خرچ کیا اس کے لئے سات سو گنا لکھا جاتا  
 ہے۔" (ترمذی)  
 حدیث حسن ہے۔

**تخریج:** رواہ الترمذی فی فضائل الجہاد، باب ما جاء فی فضل النفقة فی سبیل اللہ۔

**فوائد:** ہر اس آدمی کا ثواب کئی گنا ہے جس نے اللہ کی راہ میں کوئی چیز خرچ کی اور اس کے ذریعہ وہ اجر کا طالب تھا۔

۱۳۴۰ : وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
 قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "مَا مِنْ عَبْدٍ  
 يَصُومُ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِلَّا بَاعَدَ اللَّهُ  
 بِذَلِكَ الْيَوْمِ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا  
 مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
 ۱۳۴۰: حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو بندہ اللہ کے راستے میں ایک دن  
 روزہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس دن کے بدلے میں اس کے چہرے کو  
 آگ سے ستر خریف (سال) دور کر دیتے ہیں۔"  
 (بخاری و مسلم)

**تخریج:** باب الصوم رقم ۱۲۱۹۱۵

**فوائد:** اس حدیث کی شرح اور تخریج باب الصوم ۱۲۱۹۱۵ میں گزری، باب الجہاد میں اس کو اس لئے ذکر کیا گیا کہ فی سبیل اللہ کا  
 مفہوم تمام طاعات جن میں جہاد بھی ہے سب کو شامل ہے۔

۱۳۴۱ : وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ  
 النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ  
 جَعَلَ اللَّهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّارِ خَنْدَقًا كَمَا بَيْنَ  
 السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :  
 حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔  
 ۱۳۴۱: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے  
 ہیں: "جس نے اللہ کی راہ میں ایک روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس کے اور  
 آگ کے درمیان آسمان اور زمین کے برابر خندق ڈال دیتے  
 ہیں۔" (ترمذی)  
 حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخریج:** رواہ الترمذی فی فضائل الجہاد، باب ما جاء فی فضل الصوم فی سبیل اللہ۔

**فوائد:** (۱) روزے کی فضیلت سابقہ روایت کی طرح ذکر کی گئی۔ خندق۔ خندق کنایہ ہے آگ سے دوری کا اور یہ بھی ممکن ہے کہ دونوں  
 روایتوں میں روزے کا لغوی معنی مراد ہو یعنی رک جانا اس وقت مطلب یہ ہوگا کہ ایک دن اپنے آپ کو جہاد فی سبیل اللہ سے روکنا۔

۱۳۴۲ : وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
 قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَغْزُ  
 لَمْ يُحَدِّثْ نَفْسَهُ بِالْغَزْوِ مَاتَ عَلَى شُعْبَةٍ مِنْ  
 نِفَاقٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
 ۱۳۴۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو اس حالت میں مرا کہ اس نے  
 (کبھی) غزوہ نہ کیا اور نہ ہی اس کے دل میں جہاد کی بات آئی اس کی  
 موت منافقت کی ایک خصلت پر ہوئی۔" (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی الامارہ، باب زم من مات ولم يغزو... الخ۔

**اللغزائ:** لم يغزو یعنی براہ راست اس نے لڑائی میں حصہ نہیں لیا۔ لم يحدث: اس نے غزوے کی نیت نہیں کی۔ شعبة: خصلت۔

**فوائد:** (۱) جس نے جہاد نہ کیا اور نہ ہی اس کے دل میں خیال آیا تو گویا اس نے جہاد سے پیچھے رہنے میں منافقین کے ساتھ مشابہت اختیار کی۔ (۲) علامہ قرطبی نے فرمایا جو آدمی کسی نیک کام کی قدرت نہیں رکھتا تو اس کو اس کے کرنے کا ارادہ ضرور رکھنا چاہئے۔ اگر اس کو قوت میسر ہوگی تو وہ ایسا کرے گا تا کہ یہ اس کے فعل کا بدل بنے اور جب اس کا ظاہر و باطن ان دونوں باتوں سے خالی ہوگا تو یہ منافق کی حالت ہے جو نہ بھلائی کا کام کرتا ہے اور نہ ہی اس کی نیت کرتا ہے۔ خاص طور پر جہاد کہ اللہ تعالیٰ نے جس کی وجہ سے عزت اور سارے دینوں پر غلبہ دیا۔

۱۳۴۳: وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزَاةٍ فَقَالَ: "إِنَّ بِالْمَدِينَةِ لَرَجُلًا مَا يَسِرُّكُمْ مَسِيرًا وَلَا قَطْعُكُمْ وَادِيًا إِلَّا كَانُوا مَعَكُمْ: حَسَبَهُمُ الْمَرَضُ" وَفِي رِوَايَةٍ: "إِلَّا شَرَكُوكُمْ فِي الْأَجْرِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ مِنْ رِوَايَةِ أَنَسٍ وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ مِنْ رِوَايَةِ جَابِرٍ وَاللَّفْظُ لَهُ۔

۱۳۴۳: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ہم ایک غزوہ میں حضورؐ کے ساتھ تھے تو آپؐ نے فرمایا: "بے شک مدینہ میں کچھ آدمی ایسے (رہ گئے) ہیں کہ تم نے جو سفر طے کیا یا کسی وادی کو عبور کیا مگر وہ تمہارے ساتھ (ثواب میں شریک) ہیں ان کو بیماری نے روک دیا ایک اور روایت میں ہے کہ ان کو ایک عذر نے روک لیا ایک اور روایت میں ہے کہ وہ اجر میں تمہارے ساتھ شریک ہیں۔" بخاری نے حضرت انسؓ اور مسلم نے جابرؓ سے روایت کیا اور یہ الفاظ مسلم کے ہیں۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی الجہاد، باب من حبسہ العذر عن الغزو وفي السير، باب نزول النبي صلى الله عليه وسلم الحجر ومسلم فی الامارہ، باب ثواب من حبسہ عن الغزو مرض لو عذر آخر۔

**فوائد:** (۱) اس حدیث کی شرح باب الاخلاص رقم ۳/۳ میں ملاحظہ ہو۔ (۲) مزید فائدہ جو آدمی جہاد کے لئے نکلنے کی طاقت نہیں رکھتا تو اس کو خرچ اور قربانی کی سچی نیت کرنی چاہئے تاکہ مجاہدین کے ساتھ اجر میں شریک ہو جائے۔

۱۳۴۴: وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ أَعْرَابِيًّا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ الرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِلْمَنْعِ، وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِيُدْعَرَ، وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِيُرَى مَكَانُهُ؟ وَفِي رِوَايَةٍ يُقَاتِلُ شُجَاعَةً، وَيُقَاتِلُ حِمِيَّةً، وَفِي رِوَايَةٍ يُقَاتِلُ عَصَبًا، فَمَنْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ قَاتَلَ لِيَكُونَ كَلِمَةً اللَّهُ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۴۴: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ایک آدمی غنیمت حاصل کرنے کے لئے لڑتا ہے اور ایک آدمی شہرت کے لئے اور ایک آدمی اس لئے لڑتا ہے تاکہ اس کا مقام معلوم ہو جائے اور ایک روایت میں ہے کہ بہادری اور غیرت کے لئے لڑتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ غصہ کی خاطر لڑتا ہے۔ ان میں کون سا اللہ کی راہ میں لڑنے والا ہے؟ پس اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے اس لئے لڑائی کہ تاکہ اللہ کی بات ہی بلند ہو۔ وہ اللہ کی راہ میں لڑنے والا ہے۔"

**تخریج:** رواہ البخاری فی الجہاد، باب من قاتل لتكون كلمة الله هي العليا ومسلم فی الامارہ، باب من قاتل لتكون كلمة الله هي العليا۔

**اللغات:** اعرابياً: عرب جنگل کے رہنے والے۔ للمنع: غنیمت حاصل کرنے کے لئے۔ لیری: مکانہ: بہادری میں اس کا مرتبہ



معلوم ہو۔ حمیہ: خاندان کی حفاظت اور غیرت کے لئے۔ کلمتہ اللہ: یعنی کلمہ توحید۔

**فوائد:** ثواب اس آدمی کو ملے گا جو کفار سے مقابلہ اللہ پر یقین کر کے اور ثواب کی امید میں کسی دینی سمجھ رکھ کر اسے کرے۔ کسی دنیوی غرض یا حقیر غرض کی خاطر لڑنے والے کو ثواب نہیں ملے گا۔

۱۳۴۵: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَا مِنْ غَازِيَةٍ أَوْ سَرِيَّةٍ تَغْزَوُ فَتَغْنَمُ وَتَسْلَمُ إِلَّا كَانُوا قَدْ تَعَجَّلُوا ثَلَاثِي أَجُورِهِمْ وَمَا مِنْ غَازِيَةٍ أَوْ سَرِيَّةٍ تُخَفِقُ وَتُصَابُ إِلَّا تَمَّ لَهُمْ أَجُورُهُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۴۵: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو لڑنے والا گروہ یا دستہ جہاد کرے پھر غنیمت پائے اور صحیح سالم واپس آجائے۔ تو انہوں نے اپنے اجر کا دو تہائی دنیا میں جلد پالیا اور جو لڑنے والا گروہ یا دستہ شہید ہو جائے یا زخمی کیا جائے تو ان کا اجر پورا رہتا ہے۔" (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی الامارۃ باب بیان قدر ثواب من غزا فغنم و من لم یغنم۔

**اللغزات:** غازیۃ: پہلی غزوہ کرنے والی جماعت۔ سریۃ: چھوٹا لشکر جس کی تعداد چار سو تک ہو۔ تخفیق: یہ اخفاق سے بنا ہے یعنی ان کا مقصود حاصل نہ ہو۔

**فوائد:** وہ غازی جو صحیح سالم رہیں اور غنیمت پائیں تو ان کا اجر ان سے کم ہے جو سلامت نہ رہیں۔ اسی مفہوم کے بارے میں صحابہ فرماتے ہیں کہ ہم میں سے کچھ لوگ ایسے تھے کہ جنہوں نے اجر میں سے کچھ نہیں کھایا جبکہ کچھ ایسے لوگ ہیں جن کا پھل پک گیا اور وہ ان کو چن رہے ہیں۔

۱۳۴۶: وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ائْذَنْ لِي فِي السِّيَاحَةِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّ سِيَاحَةَ أُمَّتِي الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ جَيِّدٍ۔

۱۳۴۶: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے سیاحت کی اجازت دیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میری امت کی سیرو سیاحت جہاد فی سبیل اللہ ہے۔" (ابوداؤد)

سند جید کے ساتھ۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی الجہاد، باب النہی عن السیاحۃ۔

**اللغزات:** الصحاحۃ: وطن کو چھوڑ کر کسی دوسری جگہ جانا۔

**فوائد:** (۱) زمین میں سب سے اچھی چلنے کی قسم اللہ کی راہ میں جہاد کی کوشش کرتے ہوئے چلنا ہے کیونکہ اس میں کفار کی ذلت اور اسلام کی عزت ہے اس لئے حضور ﷺ نے آدمی کو سیاحت کی اجازت نہیں دی کیونکہ جہاد اس کے ذمے متعین تھایا یوں کہا جائے کہ آپ نے مردوں کو اس سے افضل چیز کی طرف راہنمائی فرمائی۔ (۲) یہ بھی بات ظاہر ہے کہ یہ جائز نہیں کہ انسان سیاحت اور سفر کے ساتھ آرام کو کسی جائز ارادے کے بغیر ترجیح دے اور اللہ کی راہ میں جہاد کو چھوڑ دے۔ خواہ جہاد بالنفس ہو یا بالمال ہو یا علم و دعوت کے ساتھ ہو کیونکہ یہی جہاد ہے اور اللہ کے کلمے کو بلند کرنا ہے۔

۱۳۴۷: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو ابْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَا مِنْ غَازِيَةٍ أَوْ سَرِيَّةٍ تَغْزَوُ فَتَغْنَمُ وَتَسْلَمُ إِلَّا كَانُوا قَدْ تَعَجَّلُوا ثَلَاثِي أَجُورِهِمْ وَمَا مِنْ غَازِيَةٍ أَوْ سَرِيَّةٍ تُخَفِقُ وَتُصَابُ إِلَّا تَمَّ لَهُمْ أَجُورُهُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۴۷: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو لڑنے والا گروہ یا دستہ جہاد کرے پھر غنیمت پائے اور صحیح سالم واپس آجائے۔ تو انہوں نے اپنے اجر کا دو تہائی دنیا میں جلد پالیا اور جو لڑنے والا گروہ یا دستہ شہید ہو جائے یا زخمی کیا جائے تو ان کا اجر پورا رہتا ہے۔" (مسلم)

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ : قَالَ "قَفْلَةُ كَفَرُورَةٍ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ جَيِّدٍ۔  
روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جہاد سے لوٹنا جہاد کرنے کی طرح ہے"۔ (ابوداؤد)

"الْقَفْلَةُ" : الرُّجُوعُ - وَالْمُرَادُ : الرُّجُوعُ مِنَ الْغَزْوِ بَعْدَ فَرَاغِهِ - وَمَعْنَاهُ أَنَّهُ يُثَابُ فِي رُجُوعِهِ بَعْدَ فَرَاغِهِ مِنَ الْغَزْوِ۔  
سند جید کے ساتھ۔  
الْقَفْلَةُ : لوٹنا مراد فراغت کے بعد واپس لوٹنا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ فراغت کے بعد واپس لوٹنے میں بھی برابر ثواب ملتا ہے۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی اوائل الجہاد باب فضل القفل فی الغزو۔

**فوائد:** نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجاہد جاتے ہوئے اور لوٹتے ہوئے ثواب پاتا ہے کیونکہ اس کا واپس لوٹنا گھر والوں کا حصہ ہے اور نفس کو آرام ہے اور دوبارہ جہاد میں جانے کے لئے قوت ہے۔

۱۳۴۸ : وَعَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوكَ تَلَقَّاهُ النَّاسُ فَلَقِيْنَهُ مَعَ الصَّبِيَّانِ عَلَى ثَنِيَّةِ الْوُدَاعِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ بِهَذَا اللَّفْظِ وَرَوَاهُ الْبُخَارِيُّ قَالَ : ذَهَبْنَا نَتَلَقَّى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَعَ الصَّبِيَّانِ إِلَى ثَنِيَّةِ الْوُدَاعِ۔  
۱۳۴۸ : حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک سے واپس لوٹے تو لوگ ان کو ملے۔ پس میں نے بھی بچوں کے ساتھ ثنیۃ الوداع پر آپ سے ملاقات کی۔ ابوداؤد نے ان الفاظ کو صحیح سند سے روایت کیا۔ بخاری کی روایت میں ہے ہم بچوں کے ساتھ ثنیۃ الوداع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کے لئے حاضر ہوئے۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی اواخر کتاب الجہاد باب فی التلقی رواہ البخاری فی اول باب فی کتاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی کسری وقیصر۔

اللَّغْزَانِ : تَلَقَّاهُ النَّاسُ : پیچھے رہنے والے خواہ وہ صاحب عذرتھے یا منافقین انہوں نے ان کا استقبال کیا۔ الصبیان : بلوغ سے پہلے لڑکے کو کہتے ہیں۔ ثنیۃ الوداع : مدینہ کے قریب جگہ ہے جہاں وہ مسافر کو الوداع کہنے کے لئے جاتے تھے۔  
**فوائد:** لڑائی یا سفر سے واپس لوٹنے والوں کا استقبال جائز ہے۔

۱۳۴۹ : وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "مَنْ لَمْ يَغْزُ ، أَوْ يَجْهَزْ غَازِيًا أَوْ يَخْلُفْ غَازِيًا فِي أَهْلِهِ بِغَيْرِ أَصَابَةٍ اللَّهُ بِقَارِمَةٍ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَمَةِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ۔  
۱۳۴۹ : حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے جہاد نہ کیا یا کسی غازی کو سامان نہ تیار کر کے دیا یا بھلائی کے ساتھ کسی غازی کے اہل کی نگہبانی نہ کی تو قیامت سے پہلے اللہ تعالیٰ اس پر بڑی مصیبت ڈالیں گے"۔ (ابو داؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی الجہاد و باب کراہیۃ ترک الغزو۔

اللَّغْزَانِ : الْقَارِعَةُ : مصیبت یا ایسا حادثہ جو اس کو ہلا دے۔

**فوائد:** جہاد کے چھوڑ دینے پر جلد سزا ملنے سے ڈرایا گیا ہے یا مجاہدین کی مالی اعانت یا ان کے اہل و عیال کی نگہبانی کو ترک کر دینے پر خبردار کیا گیا ہے۔ بروہ جماعت جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے منہ موڑتی ہے ان پر کوئی مصیبت اترے گی جو انکی جڑوں کو ہلا ڈالے گی۔

۱۳۵۰: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "جَاهِدُوا الْمُشْرِكِينَ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ وَالسِّتِكُمْ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ۔

۱۳۵۰: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مشرکین کے ساتھ اپنے مالوں، جانوں اور زبانوں سے جہاد کرو۔"

ابوداؤد صحیح سند کے ساتھ۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی الجہاد باب کراہیۃ ترک الغزو۔

**فوائد:** مال کو خرچ کرنے کے ذریعے لڑائی میں جہاد واجب ہے اسی طرح جان کو خرچ کرنا تاکہ کامیابی حاصل ہو جائے۔ یا شہادت کی طرف رغبت دیتے ہوئے جان کو خرچ کرنا اور کفر کو دلیل و برہان سے پچھاڑنے کے لئے ایسا کرنا ضروری ہے۔ یہ ساری باتیں اسلام کو پھیلانے کے لئے وطن کی حفاظت اور کفر و سرکشی کے نشانات کو مٹانے کے لئے ضروری ہیں۔

۱۳۵۱: وَعَنْ أَبِي عَمْرٍو - وَيُقَالُ أَبُو حَكِيمٍ النَّعْمَانِ بْنِ مَقْرِنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: شَهِدْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِذَا لَمْ يُقَاتِلْ مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ آخَرَ الْقِتَالِ حَتَّى تَزُولَ الشَّمْسُ وَتَهْبِ الرِّيحُ، وَيُنْزِلَ النَّصْرُ، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

۱۳۵۱: حضرت ابو عمرو و بعض نے کہا ابو حکیم نعمان بن مقرن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (لڑائیوں میں) حاضر رہا۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دن کے اوّل حصہ میں لڑائی کا آغاز نہ فرماتے تو پھر زوال تک لڑائی کو مؤخر فرماتے۔ ہواؤں کے چلنے تک اور مدد کے اترنے تک تاخیر فرماتے۔ (ابوداؤد ترمذی)

حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی الجہاد باب ای وقت یستحب اللقاء والترمدی ابواب السیر باب ما جاء فی الساعة الثانی

یستحب فیہا القتال

**اللغزات:** مستحب یہ ہے کہ لڑائی کے لئے سب فرصتوں کا خواہش مند ہو اور صبح کا وقت ان میں سب سے افضل ہے جب کہ فضا ٹھنڈی اور ہوا چل ہو رہی ہوتی ہے یا زوال کے بعد جب کہ ٹھنڈا وقت ہوتا ہے اور ہتھیاروں کا پہننا آسان ہوتا ہے۔ اسی طرح گھوڑوں پر سوار اور مڑ کر حملہ یا بھاگنا آسان ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ کی تائید سے مدد ملتی ہے یہ جنگی سیاست ہے اور موافق مصلحت کو اختیار کرنا ہے۔

۱۳۵۲: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ فَإِذَا لَقِيتُمْ فَاصْبِرُوا مُتَّفِقِينَ عَلَيْهِ"۔

۱۳۵۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دشمن سے لڑنے کی تمنا مت کرو مگر جب ان سے آنا سامنا ہو جائے تو صبر (ثابت قدمی) کرو" (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی الجہاد باب لا تمنوا لقاء العدو و مسلم فی الجہاد باب کراہیۃ تمنی لقاء العدو و قد

تقدم شرح هذا فی نفس الباب رقم ۱۳۲۵/۹۵ و هذا جزا منه

**فوائد:** اس حدیث کی تشریح اسی باب میں رقم ۱۳۲۵ پر فرمائی۔

۱۳۵۳: وَعَنْهُ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ

۱۳۵۳: حضرت ابو ہریرہ سے ہی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

النَّبِيُّ قَالَ: "الْحَرْبُ خُدْعَةٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ فرمایا: "لڑائی (جنگ) ایک چال ہے"۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی الجہاد، باب الحرب خدعة و مسلم فی الجہاد باب حواجز الخداع فی الحرب۔  
**اللغزات:** خدعة یعنی دُشمن کے خلاف حیلہ کرنا۔

**فوائد:** دُشمن کو شکست دینے کے لئے ہر ممکن حیلہ استعمال کرنا درست ہے کیونکہ دُشمن اسلام اور مسلمانوں سے لڑنے والا ہے۔ اس کا خون و مال مسلمانوں کے لئے حلال اور اس کو ظلم سے روکنا ضروری ہے۔ مہلب کہتے ہیں کہ لڑائی میں ہر طرح کا حیلہ جائز ہے مگر ایمان اور معاہدات میں نہیں۔

**آخری گزارش:** ان احادیث کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام مسلمانوں کی عزت کا کس قدر حریص ہے۔ ان کے دین و وطن کی کس قدر نگرانی کرنے والا ہے۔ اسی لئے مسلمانوں کو جہاد پر آمادہ کیا اور شہادت کی ترغیب دلائی۔ موجودہ حالات میں مسلمانوں کو جو ذلت پیش آرہی ہے اس کا سب سے بڑا سبب راحت کو اختیار کرنا، جہاد اور مال و جان کو اللہ کی راہ میں قربان کرنے سے گریز کرنا ہے۔

**بَابُ:** آخرت کے ثواب میں شہداء کی ایک

جماعت جن کو غسل دیا جائے گا اور ان پر نماز

جنائزہ پڑھی جائے گی بخلاف ان لوگوں کے جو

کفار کے ساتھ میدان میں قتل ہوں

۲۳۵: بَابُ بَيَانِ جَمَاعَةٍ مِّنَ

الشُّهَدَاءِ فِي ثَوَابِ الْآخِرَةِ

وَيُغْسَلُونَ وَيُصَلَّى عَلَيْهِمْ بِخِلَافِ

الْقَتْلِ فِي حَرْبِ الْكُفَّارِ

۱۳۵۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "شہید پانچ ہیں" (۱) طاعون سے مرنے والا، (۲) پیٹ کی بیماری سے مرنے والا، (۳) ذوب کر مرنے والا، (۴) نیچے دب کر مرنے والا، (۵) اللہ کی راہ میں شہادت پانے والا۔ (بخاری و مسلم)

۱۳۵۴: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "الشُّهَدَاءُ خُمْسَةٌ: الْمَطْعُونُ وَالْمَبْطُونُ، وَالْغَرِيقُ، وَصَاحِبُ الْهَدْمِ، وَالشَّهِيدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی الجہاد، باب الشهادة سبع سوى القتل و مسلم فی الامارۃ باب الشہید۔

**اللغزات:** شہدا: جمع شہید اس کو اس لئے شہید کہا جاتا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول نے اس کے جنتی ہونے کی گواہی دی یا لفظ شہود سے ہے کیونکہ رحمت کے فرشتے اس کے پاس حاضر ہوتے ہیں اور اس کے آرام کو باقی رکھتے ہیں۔ یا اس لئے کہ وہ معرکہ میں حاضر ہوا اور اپنی روح وہیں قربان کر دی۔ خمسۃ: پانچ قسمیں ہیں یہ دوسری روایات میں آنے والے شہداء جو اس سے زائد ہیں اس کے منافی نہیں کیونکہ عدد میں حصہ کا مفہوم نہیں۔ یا پہلے اتنی قلیل تعداد بتلائی گئی پھر تعداد میں اضافے کی اطلاع دی گئی جس کو آپ نے دوسری مرتبہ بیان فرمایا۔ المبطون: جس کی موت طاعون سے آئے۔ المبطون: جو پیٹ کی بیماری سے مرے۔ صاحب الہدم: جو کسی چیز کے نیچے آ کر فوت ہو۔

**فوائد:** چار قسم کے لوگ جن کی موت ان اسباب کے ذریعے آئے آخرت میں شہداء کے مراتب پائیں گے جب کہ وہ مسلمان ہوں اور اس ابتلاء پر صبر کرنے والے ہوں۔

۱۳۵۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم اپنے میں کن لوگوں کو شہید کہتے ہو؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو اللہ کی راہ میں قتل ہو جائے۔ فرمایا پھر تو میری امت میں شہید بہت کم ہوئے۔ انہوں نے عرض کیا پھر یا رسول اللہ شہید کون ہے؟ فرمایا: ”جو اللہ کی راہ میں قتل ہو جائے شہید ہے“ جو اللہ کی راہ میں فوت ہو جائے وہ بھی شہید ہے“ جو طاعون سے مر جائے وہ بھی شہید ہے“ جو پیٹ کی بیماری سے مر جائے وہ بھی شہید ہے“ جو ڈوب جائے وہ بھی شہید ہے۔“ (مسلم)

۱۳۵۵: وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”مَا تَعْدُونَ الشَّهْدَاءَ فِيكُمْ؟“ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَهُوَ شَهِيدٌ۔ قَالَ: ”إِنَّ شَهِدَاءَ أُمَّتِي إِذَا لَقِيَ لَمْ يَكُنْ قَالُوا: فَمَنْ يَا رَسُولَ اللَّهِ۔ قَالَ: ”مَنْ قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَهُوَ شَهِيدٌ“ وَمَنْ مَاتَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَهُوَ شَهِيدٌ“ وَمَنْ مَاتَ فِي الطَّاعُونِ فَهُوَ شَهِيدٌ“ وَمَنْ مَاتَ فِي الْبَطْنِ فَهُوَ شَهِيدٌ“ وَالْغَرِيقُ شَهِيدٌ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج: رواہ مسلم فی الامارہ باب بیان الشهداء۔

اللغزات: فی سبیل اللہ یعنی جہاد میں قتل کے سوا کسی اور سبب سے مثلاً گھوڑے سے گرایا اپنی طبعی موت مر گیا۔ بقیہ احادیث کے الفاظ پیچھے گزرے۔

۱۳۵۶: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو اپنے مال کے دفاع میں قتل ہو جائے وہ بھی شہید ہے۔“ (بخاری و مسلم)

۱۳۵۶: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

تخریج: رواہ البخاری فی المظالم باب فی قتل دون ماله و مسلم فی الايمان باب الالبيل على ان فی اخذ مال غیرہ۔ الخ۔

اللغزات: دون ماله: علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ دون اصل میں ظرف مکان ہے جو تحت کے معنی میں آتا ہے اور مجازاً تنبیہ کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو آدمی اپنے مال سے دفاع کرتا ہے وہ اس کو اپنے پیچھے یا نیچے رکھتا ہے پھر لڑائی کرتا ہے۔

۱۳۵۷: حضرت ابوالاعور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل جو عشرہ مبشرہ (وہ دس صحابہ جن کو دنیا میں ہی جنت کی خوشخبری دی گئی) میں سے ہیں روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ”جو اپنے مال کے دفاع میں قتل ہو وہ بھی شہید ہے اور جو اپنے خون کو بچانے کے لئے قتل ہو وہ بھی شہید ہے اور جو اپنے گھر والوں کی حفاظت کی خاطر قتل ہو وہ بھی شہید ہے۔“

۱۳۵۷: وَعَنْ أَبِي الْأَعْوَرِ سَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ نَفِيلٍ، أَحَدِ الْعَشْرَةِ الْمَشْهُودِ لَهُمْ بِالْجَنَّةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ”مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ“ وَمَنْ قُتِلَ دُونَ دَمِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ“ وَمَنْ قُتِلَ دُونِ أَهْلِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ“ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

(ابوداؤد ترمذی)

حدیث حسن صحیح ہے۔



**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی آخر کتاب السنۃ باب فی قتال اللصوص والترمذی فی ابواب الایات باب ما جاء فیمن قتل دون ماله فیہو شہید۔

**فوائد:** (۱) دونوں روایتوں میں مذکورہ معاملات میں دفاع جائز ہے جو آدمی مدافعت کرتے ہوئے مظلومیت میں قتل ہوا اور وہ دفاع کر رہا تھا یا وہ اس سے دفاع کر رہا تھا یا ان دونوں میں سے کسی ایک سے دفاع کر رہا تھا تو اس کے لئے اللہ کے ہاں آخرت میں فضیلت اور اجر کے لحاظ سے شہداء کا مقام ملے گا۔ (۲) مال کو پہلے ذکر کیا کیونکہ اس کی طمع زیادہ ہوتی ہے تاکہ یہ گمان نہ ہو کہ اس میں کمی مطلوب ہے یا حد سے بڑھنا مباح ہے۔

۱۳۵۸: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَرَأَيْتَ إِنْ جَاءَ رَجُلٌ يُرِيدُ أَخْذَ مَالِي؟ قَالَ: فَلَا تُعْطِهِ مَالَكَ. قَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ قَاتَلَنِي؟ قَالَ: "قَاتِلْهُ". قَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ قَتَلَنِي؟ قَالَ: "فَأَنْتَ شَهِيدٌ". قَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ قَتَلْتُهُ؟ قَالَ: "هُوَ فِي النَّارِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۳۵۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! کیا حکم ہے اس بات کا کہ اگر کوئی آدمی میرا مال لینے کے ارادے سے آئے؟ فرمایا: اس کو اپنا مال مت لینے دو۔ عرض کیا اگر وہ مجھ سے لڑے تو پھر کیا حکم ہے؟ فرمایا اس سے لڑو۔ اس نے پھر سوال کیا اگر وہ مجھے قتل کر دے؟ جواب میں فرمایا: تو شہید ہے۔ اس نے پھر سوال کیا؟ اگر میں اس کو قتل کر دوں۔ فرمایا: "وہ جہنمی ہے"۔ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی الایمان باب الدلیل علی ان من قصه اخذ... الخ۔

**اللغزات:** اراءیت مجھے بتلاؤ۔ اخذ ماله: اس نے ظلم سے میرا مال ناحق لے لیا۔

**فوائد:** مال سے مدافعت میں لڑائی جائز ہے اگر وہ قتل ہو گیا تو آخرت کے لحاظ سے وہ شہید ہوا مگر اس کو غسل دیا جائے گا اور نماز پڑھی جائے گی۔ اگر وہ دفاع میں قتل ہوا اور وہ قتل کا ارادہ نہیں رکھتا تھا مگر دفاع ہی کی صورت میں تو اس پر گناہ نہ ہوگا مگر وہ شخص جو مال پر ظلماً حملہ آور ہے اگر وہ مارا گیا تو ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ اگر اس نے مسلمان بھائی کا مال لینا حلال سمجھا اور اگر اس نے حلال نہ سمجھا تو اس کو عذاب ہوگا تو پھر اللہ کے فضل سے اس کو جہنم سے نکال لیا جائے گا کیونکہ جس آدمی کے دل میں ایمان کا ایک ذرہ بھی ہوگا وہ جہنم میں نہ رہے گا۔

**بَابُ: آزادی کی فضیلت**

**۲۳۶: باب فَضْلِ الْعِتْقِ**

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ﴾ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْعَقَبَةُ؟ فَكُّ رَقَبَةٍ ﴿

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "پس نہ وہ داخل ہوا گھاٹی میں اور تمہیں کیا معلوم وہ گھاٹی کیا ہے وہ گردن کا آزاد کرنا ہے"۔ (البلد)

**حل الایات:** اقتحم: داخل ہوا اور سختی کے ساتھ گزر گیا۔ العقبة جگہ کو کہتے ہیں اور مجازاً سختی کے لئے استعمال ہوتا ہے وما أدراك: تو اس کی سختی کا اندازہ نہیں کر سکتا۔ فك رقبہ سے مراد غلام ہے اور فك سے مراد آزاد کرنا ہے۔ رقبہ کو خاص اس لئے کہا گیا کہ غلام کی حیثیت قیدی کے گلے میں بیڑی ڈالنے کی طرح ہے۔

۱۳۵۹: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً" ۱۳۵۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے ایک مسلمان کی

مُسْلِمَةً أَعْتَقَ اللَّهُ بِكُلِّ عَضْوٍ مِّنْهَا عَضْوًا مِّنْهُ  
مِنَ النَّارِ حَتَّىٰ فَرْجُهُ بِفَرْجِهِ“۔  
گرددن آزاد کی اللہ اس کے بدلے میں اس کے ہر عضو کو آگ سے  
آزاد فرمادیں گے۔ یہاں تک کہ اس کی شرمگاہ کو شرمگاہ کے بدلے  
مَتَّقٍ عَلَيْهِ“ میں۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی الکفارات، باب قول اللہ تعالیٰ او تحریر رقبة و مسلم فی العتق، باب فضل العتق۔  
اللُّغَاتُ: من اعتق: جس مسلمان نے کوئی غلام آزاد کیا۔ لكل عذر منه: اللہ کی راہ میں آزاد کئے ہوئے کے بدلے۔  
عضو منه: معتق کا عضو۔ حتیٰ فرجہ بفرجہ: یعنی آگ سے اس کی شرمگاہ کی آزادی اس غلام کی شرمگاہ کے بدلے میں ہوگی۔  
فوائد: (۱) اگر مسلمان غلام پائے جائیں تو ان کو آزاد کرنے کی ترغیب دی گئی کیونکہ اس میں غلامی کی ذلت کو دور کرنا مسلمانوں کی حقیقی  
عزت کا باعث ہے۔ سلف صالحین نے بہت مرتبہ ایسا ہی کیا۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تیس ہزار غلام آزاد کئے۔  
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک ہزار سے زائد غلام آزاد کئے۔ (۲) قیدی کی گردن چھڑوانے سے قیامت کے دن آگ  
سے نجات ملے گی اور جنت کے درجات میں بلندی حاصل ہوگی۔

۱۳۶۰: وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ :  
قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ قَالَ  
: ”الْإِيمَانُ بِاللَّهِ ، وَالْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ“  
قَالَ قُلْتُ : أَيُّ الرِّقَابِ أَفْضَلُ؟ قَالَ :  
”أَنْفُسُهَا عِنْدَ أَهْلِهَا“ وَكَثَرُهَا ثَمَنًا“ مَتَّقٍ  
عَلَيْهِ۔  
۱۳۶۰: حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے  
عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعمال میں کون سا عمل افضل  
ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اللہ پر ایمان اور اس کی  
راہ میں جہاد“۔ میں نے عرض کیا کون سی گردن افضل ہے؟ آپ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جو گردن کہ مالکوں کے ہاں نفیس  
اور قیمت میں زیادہ ہو۔“ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی العتق، باب ای الرقاب افضل و مسلم فی الایمان، باب بیان کون الایمان فی باللہ تعالیٰ  
افضل الاعمال۔

اللُّغَاتُ: ای الرقاب افضل: یعنی کس گروہ کے آزاد کرنے میں زیادہ ثواب ہے۔ انفسہا: جو نفیس اور عمدہ ہو۔ عند اہلہا: اس  
کے مالکوں کے ہاں۔

فوائد: (۱) ایمان اعمال صالحہ کی بنیاد ہے اور افضل ترین اعمال میں اللہ کے کلمے کو بلند کرنے کے لئے جہاد کرنا ہے۔ (۲) آزاد کرنے  
کی ترغیب دی گئی جس غلام کا اپنے مالکوں کو فائدہ زیادہ ہوگا اس کو آزاد کرنا افضل اور زیادہ باعث ثواب ہے۔ اس طرح پسندیدہ ترین مال  
سے نفل نیکی کرنے کا بھی یہی حکم ہے۔

بَابُ: غلاموں سے

حسن سلوک

۲۲۷: باب فَضْلِ الْإِحْسَانِ إِلَى

الْمَمْلُوكِ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے  
ساتھ کسی چیز کو شریک مت ٹھہراؤ“ والدین کے ساتھ احسان کرو

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى : ”وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا  
بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا“ وَبِذِي الْقُرْبَىٰ

وَالْيَتَامَىٰ، وَالْمَسَاكِينَ، وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ،  
وَالْجَارِ الْجُنُبِ، وَالصَّاحِبِ بِالْجَنبِ وَابْنِ  
السَّبِيلِ، وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ [النساء: ۳۶]

قرابت والوں، یتیموں، مساکین، قرابت والے پڑوسی، اجنبی پڑوسی،  
پاس بیٹھنے والے، مسافر کے ساتھ اور جن کے مالک تمہارے دائیں  
ہاتھ ہیں، اچھا سلوک کرو۔ (النساء)

**حل الآیات:** احساناً بے معقول مطلق ہے یعنی تم احسان کرو احسان کرنا۔ الیتامی: جمع یتیم کی نابالغ بچہ یا بچی جس کا والد فوت ہو جائے۔ المساکین: جمع مسکین محتاج کو کہتے ہیں۔ الجار الجنب: ساتھ والا پڑوسی جو رشتہ دار نہ ہو یا گھر کے لحاظ سے دور والا پڑوسی۔  
الصاحب بالجنب: سفر و حضر کا ساتھی۔ ابن السبیل: وہ مسافر جس کو مشقت کسی شہر میں الگ تھلگ کر دے۔ وما ملک ايمانکم: غلام و لونڈیاں۔

۱۳۶۱: وَعَنِ الْمَعْرُورِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ :  
رَأَيْتُ أَبَا ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ  
وَعَلَى غَلَامِهِ مِثْلُهَا، فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذَلِكَ، فَذَكَرَ  
أَنَّهُ سَابَّ رَجُلًا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَبَّرَهُ بِأَمِّهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "إِنَّكَ أَمْرٌ فَيْلَكَ جَاهِلِيَّةٌ"  
هُمْ إِخْوَانُكُمْ وَخَوَلُكُمْ جَعَلَهُمُ اللَّهُ تَحْتَ  
أَيْدِيكُمْ، فَمَنْ كَانَ أَخُوهُ تَحْتَ يَدِهِ فَلْيُطْعِمْهُ  
مِمَّا يَأْكُلُ وَيَلْبَسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ، وَلَا تَكْلِفُوهُمْ  
مَا يَغْلِبُهُمْ فَإِنْ كَلَّفْتُمُوهُمْ فَأَعْيَنُوهُمْ" مُتَّفَقٌ  
عَلَيْهِ.

۱۳۶۱: حضرت معرور بن سويد کہتے ہیں کہ میں نے ابو ذرؓ کو دیکھا کہ  
ان پر ایک عمدہ جوڑا تھا اور ان کے غلام کے جسم پر بھی ویسا ہی تھا۔  
میں نے ان سے اس کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے بیان کیا کہ میں  
نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک شخص کو برا بھلا کہا اور اس کی  
ماں کی نسبت سے عار دلائی۔ اس پر نبی اکرمؐ نے فرمایا: "تو ایسا آدمی  
ہے کہ تجھ پر جاہلیت کا اثر ہے۔ وہ تمہارے بھائی اور خدمت گزار  
ہیں اللہ نے ان کو تمہارے ماتحت کر دیا۔ پس جس کے ماتحت اس کا  
کوئی بھائی ہو وہ اسے وہی کھلائے جو خود کھاتا ہے اور وہی پہنائے جو  
خود پہنتا ہے۔" مزید یہ بھی فرمایا: "تم ان کو ایسی تکلیف نہ دو کہ جس  
کی ان میں طاقت نہ ہو اگر تم ان کو ایسا کام سپرد کرو تو پھر ان کی مدد  
کرو۔" (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی العتق باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم العبد اخوانکم و مسلم فی الايمان، باب اطعام  
المملوك مما یاكل۔

**التخانی:** المعرور بیه تابعی ہیں اور ثقہ ہیں ان سے بخاری و مسلم اور سنن اربعہ نے روایت لی ہے۔ ایک سو بیس سال عمر پائی۔ حله:  
وہ لباس جو اندرو باہر ایک کپڑے کا بنا ہوا ہو۔ غلامہ غلام، مملوک۔ عن ذلك: یعنی لباس میں اپنے غلام کے ساتھ مساوات کے سبب  
برخلاف اس طریقے کے جو لوگوں میں غلاموں کے ساتھ لباس میں فرق پایا جاتا ہے۔ سابه: گالی دی۔ رجلا: کسی آدمی کو یعنی حضرت  
بلال رضی اللہ عنہ۔ عہد: زمانہ۔ عبّرہ: ان کی طرف برائی کی نسبت کی عار دلائی۔ روایات میں آیا ہے کہ ان کو کہا اے کالی کے لڑکے۔  
فید جاہلیہ: یعنی تیرے اخلاق میں وہ خلق ہے جاہلیت میں جس پر فخر کرتے تھے یعنی باپوں پر فخر۔ ہم: یعنی غلام۔ اخوانکم: انسانیت  
میں یعنی دین میں۔ اخوانکم: تمہارے خدام۔ فتح الباری میں ہے کہ غلام کو خول اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ کاموں کی اصلاح کرتے  
ہیں۔ تحت ایدیکم: ملکیت تصرف اور قدرت سے مجاز ہے۔ تکلفوہم: یعنی ان کو کسی ایسے کام کا حکم دو جس میں تکلیف ہو۔  
ما یغلبہم: جس سے وہ عاجز ہوں یا ایسی مشقت لاحق ہو کہ ان جیسے لوگ ایسی مشقت اٹھانہیں سکتے۔ فان کلفتہم: یعنی اگر تم ان کو  
تکلیف دو جو ان پر غالب ہو۔

**فوائد:** (۱) غلاموں کے ساتھ احسان کرنے کی ترغیب دی گئی۔ ان میں سے ایک یہ بھی احسان ہے کہ ان کے ساتھ معاملہ اپنی ذات و اہل و عیال جیسا کریں اور ان کو انہی جیسا لباس پہنائیں۔ یہ مستحب اور ضروری ہے کہ ان کو وہ دے جس سے ان کے کھانے اور ان جیسے لوگوں کے لباس پہننے کی ضرورت پوری ہو جائے۔ مزدور اور خادم کا بھی یہی حکم ہے۔ ماتحت پر شفقت کرنی چاہئے اور اس پر ایسی تکلیف نہ ڈالنی چاہئے جو اس کی طاقت سے زائد ہو۔ مستحب یہ ہے کہ خدام اور مزدوروں کی اس سلسلے میں معاونت کرے جس سے وہ اپنا کاموں کو پہلے انجام دے سکیں۔ (۳) جاہلیت کے اخلاق و عادات جیسے عصیت نسوں پر فخر وغیرہ سے بچنا چاہئے۔ (۴) اسلام میں حقیقی مساوات ہے۔ تمام لوگ بھائی بھائی ہیں اور فضیلت تقویٰ کے سبب سے ہے۔

۱۳۶۲: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "إِذَا أَتَى أَحَدَكُمْ خَادِمُهُ بِطَعَامِهِ فَإِنْ لَمْ يُجْلِسْهُ مَعَهُ فَلْيَنَالْهُ لُقْمَةً أَوْ لُقْمَتَيْنِ أَوْ أَكْلَةً أَوْ أَكْلَتَيْنِ فَإِنَّهُ وَلِيُّ عِلَاجَةٍ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۱۳۶۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم میں سے کسی کا خادم اس کے لئے کھانا تیار کر لائے تو اگر اس کو اپنے ساتھ نہ بٹھا سکے تو چاہئے کہ اس کو ایک یا دو لقمے ضرور دے کیونکہ اس نے اس کے (پکانے) کی تکلیف برداشت کی۔" (بخاری)

"الْأَكْلَةُ" بِضَمِّ الهمزة وَهِيَ اللُقْمَةُ.

الْأَكْلَةُ: ہمزہ کی پیش کے ساتھ لقمہ کو کہتے ہیں۔

**تخریج:** روا البخاری فی کتاب العتق باب اذا اتاه خادمه بطعامه۔ الخ۔

**اللُّغْزَانِ:** او اکلہ: راوی کو شک ہے رسول اللہ ﷺ نے کون سا لفظ بولا۔ ولی علاجہ یعنی اس نے اس کو بنایا ہے اور تیار کیا ہے۔ نہایہ میں ہے اس نے اس کو بنایا ہے۔

**فوائد:** (۱) افضل یہ ہے کہ جو کسی کے پاس کھانا لائے اس کو بھی دسترخوان پر بٹھائے کیونکہ تواضع اور حسن سلوک کا تقاضا یہی ہے۔ (۲) مستحب یہ ہے جو آدمی کھانا پکائے خادم وغیرہ اس کو اصل کھانے میں سے کچھ دینا چاہئے نہ یہ کہ جو بچ رہے۔

**بَابُ:** اس غلام کی فضیلت جو اللہ کا حق

اور اپنے آقاؤں کا حق ادا کرے

۱۳۶۳: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "غلام جب اپنے آقا سے اخلاص برتا ہے اور اللہ کی عبادت اچھے طریقے سے کرتا ہے۔ تو اس کو دو مرتبہ اجر ملے گا۔" (بخاری و مسلم)

۲۳۸: بَابُ فَضْلِ الْمَمْلُوكِ الَّذِي

يُؤَدِّي حَقَّ اللَّهِ وَحَقَّ مَوْلَاهُ!

۱۳۶۳: عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا نَصَحَ لِسَيِّدِهِ، وَاحْسَنَ عِبَادَةَ اللَّهِ، فَلَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ."

**تخریج:** روا البخاری فی العتق باب العبد اذا احسن عبادہ ربہ و مسلم فی الایمان باب ثواب العبد و اجرہ اذا الصح لسیدہ۔

**اللُّغْزَانِ:** العبد: وہ غلام جو خواہ مذکر ہو یا مؤنث۔ نصیح لسیدہ: یعنی اپنے مالک کی خیر خواہی کی اس کی خدمت میں رہ کر اپنی طاقت کے مطابق اس کی خدمت اور اس کے مال کی حفاظت کی۔ نصیح اخلاص کو کہا جاتا ہے۔ اور مشورہ و عمل میں سچائی ہونی چاہئے۔ احسن عبادۃ اللہ: یعنی ارکان و شروط و آداب سمیت اس کو ادا کیا۔

۱۳۶۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اس غلام کے لئے جو اپنے آقا کا خیر خواہ ہو داجر ہیں۔ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضے میں ابو ہریرہ کی جان ہے۔ اگر جہاد فی سبیل اللہ حج اور اپنی والدہ سے حسن سلوک کا معاملہ نہ ہوتا تو میں پسند کرتا کہ میری موت غلامی کی حالت میں آئے۔“ (بخاری و مسلم)

۱۳۶۴: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لِلْعَبْدِ الْمَمْلُوكِ الْمُصْلِحِ أَجْرَانِ" وَالَّذِي نَفْسُ أَبِي هُرَيْرَةَ بِيَدِهِ لَوْ لَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَالْحَجُّ وَبِرُّ أُمِّي، لَأَحْبَبْتُ أَنْ أَمُوتَ وَأَنَا مَمْلُوكٌ مُتَّقٍ عَلَيْهِ.

**تخریج:** رواہ البخاری فی العتق، باب العبد اذا احسن الخ و مسلم فی الايمان، باب ثواب العبد و اجرہ۔

**التَّخَارُجَاتُ:** المصلح: یعنی اپنے رب کی عبادت کے لئے اچھائی کرنے والا اور اپنے آقا کا خیر خواہ۔ لولا الجہاد: یعنی اگر اللہ کا فضل ان اعمال کی ادائیگی کے لئے نہ ہو۔ ان الرق بمنع منها: یعنی غلامی اس سے روکتی ہے کیونکہ غلام کو تو اس لئے روکا جاتا ہے کیونکہ وہ اپنے آقا کی خدمت کے لئے رکا ہوا ہے اور غلامی اس بات کی رکاوٹ ہے۔ انا مملوك: تاکہ میں دگنا اجر پاؤں۔

۱۳۶۵: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو غلام اچھے طریقے سے اپنے رب کی عبادت کرتا ہے اور اپنے آقا کا حق بھی ادا کرتا ہے اور اس کے ساتھ خیر خواہی اور اطاعت سے پیش آتا ہے تو اس کے لئے دو اجر ہیں۔“ (بخاری)

۱۳۶۵: وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "الْمَمْلُوكُ الَّذِي يُحْسِنُ عِبَادَةَ رَبِّهِ، وَيُؤَدِّي إِلَى سَيِّدِهِ الَّذِي عَلَيْهِ مِنَ الْحَقِّ، وَالنَّصِيحَةِ وَالطَّاعَةِ لَهُ أَجْرَانِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

**تخریج:** رواہ البخاری فی العتق، باب کراهية و التطاول علی الرقيق۔

**التَّخَارُجَاتُ:** الذى عليه: جو اطاعت اس کے ذمے واجب ہو۔ الطاعة: معصیت میں لگانے والا نہ ہو۔

۱۳۶۶: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تین ایسے آدمی ہیں جن کو دو اجر ملیں گے: (۱) اہل کتاب کا وہ آدمی جو اپنے پیغمبر پر ایمان لایا اور حضرت محمد ﷺ پر (بھی) ایمان لایا (۲) وہ مملوک غلام جو اللہ کا حق بھی ادا کرے اور اپنے آقا کا حق بھی ادا کرے (۳) وہ آدمی کہ جس کی لونڈی ہو وہ اس کو عمدہ ادب سکھائے اور اچھی اور اعلیٰ ترین تعلیم دلائے پھر آزاد کر کے اُس کے ساتھ شادی کرے اُس کے لئے دو اجر ہیں۔“ (بخاری و مسلم)

۱۳۶۶: وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "ثَلَاثَةٌ لَهُمْ أَجْرَانِ: رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمَنَ بِنَبِيِّهِ وَآمَنَ بِمُحَمَّدٍ، وَالْعَبْدُ الْمَمْلُوكُ إِذَا آدَى حَقَّ اللَّهِ وَحَقَّ مَوْلَاهُ، وَرَجُلٌ كَانَتْ لَهُ أَمَةٌ فَأَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ تَأْدِيبَهَا وَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا ثُمَّ اعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا فَلَهُ أَجْرَانِ".

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

**تخریج:** رواہ البخاری فی العلم، باب تعلیم الرجال امته و اهلہ و مسنم فی الايمان، باب وجوب الايمان رسالة نبينا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

**التَّخَارُجَاتُ:** اهل الكتب: یہودی و عیسائی۔ موالیه: جمع مولیٰ یعنی بندوں کا مالک۔ امۃ: غلام عورت۔ فاربیہا: اسلامی اخلاق پر اس



کی تربیت کی۔ علمہا: زندگی میں جن چیزوں کی ضرورت تھی اور جو آخرت میں کام آنے والی تھیں۔ فترو جہا بجا از شرط سے شادی کر لی مثلاً مہر دیا۔

**فوائد:** خیر خواہ نیک غلام کی فضیلت۔ اس کے اجر میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس لئے اضافہ کہ وہ اپنے رب کی عبادت میں پیش آنے والی مشقت بھی برداشت کرتا ہے اور اپنے آقا کی خدمت بھی انجام دیتا ہے۔ (۲) کمزوروں، مسکینوں اور جوان کے حکم میں ہوں ان کی دلجوئی کرنی چاہئے اور ان کو اس آزمائش پر صبر کی تلقین کرنی چاہئے۔ یہ بھی ترغیب دینی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کو عظیم اجر ملے گا۔ (۳) مسلمانوں کو اس پر متوجہ کیا گیا کہ وہ اپنے غلاموں کی طرف توجہ دیں اور ان پر تربیت کا احسان کریں۔ ان کو نفع بخش تعلیم دیں اور ان کی شادی کر کے ان کو آزاد کر دیں۔ خاص طور پر ان میں سے جو عورتیں ہیں ان سے شادی کرنا۔ (۴) حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میں جہاد و حج کی فضیلت ذکر کی گئی۔ والدین کے ساتھ نیکی کا حکم دیا گیا خاص طور پر والدہ کے ساتھ۔ (۵) چوتھی حدیث میں اہل کتاب کو اسلام کی دعوت دی تاکہ اپنے پیغمبر پر ایمان کی فضیلت اور ان کی پیشین گوئی کے مطابق رسول اللہ ﷺ پر ایمان کی فضیلت جس سے ان کا ثواب دوگنا ہو۔

### بَابُ: جَنگ و جدال

اور

### ۲۳۹: بَابُ فَضْلِ الْعِبَادَةِ فِي

### الْهَرَجِ وَهُوَ الْإِخْتِلَاطُ وَالْفِتْنُ

### وَنَحْوُهَا

### فتنوں کے زمانے میں عبادت کی فضیلت کا بیان

۱۳۶۷: عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الْعِبَادَةُ فِي الْهَرَجِ كَهَجْرَةِ الْيَمَنِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
۱۳۶۷: حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "شدید فتنے کے وقت عبادت کرنا اس طرح ہے جیسے میری طرف (مدینہ) ہجرت کرنا"۔ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی الفتن، باب فضل العبادۃ فی الحرج۔

**التخاريف:** ہرج: نہایہ میں فرمایا کہ اصل میں اس کی کسی شئی میں کثرت اور وسعت ہے۔ امام نووی نے اس کی تفسیر معاملات کے مل جانے، فتنوں کی کثرت اور اسی طرح کی افواہوں وغیرہ سے کی ہے۔ کھجورۃ الی: یعنی اس کو مدینہ النبی ﷺ کی طرف ہجرت کرنے کا ثواب ملے گا جب اس کی طرف ہجرت کرنا واجب تھا۔

**فوائد:** (۱) عبادت اور اللہ کی طرف متوجہ ہونے کی ترغیب دی گئی خصوصاً جب کہ فتنے ہوں اور معاملات خلط ملط ہو جائیں کیونکہ ایسے حالات میں لوگ غفلت اختیار کرتے ہیں سوائے تھوڑے لوگوں کے۔ (۲) ہجرت کی دو قسمیں ہیں۔ (ا) ہجرت ظاہرہ لغت میں وہ ایک شہر سے دوسرے شہرے میں منتقل ہونے کو کہتے ہیں اور شرع میں جو ہرج کے معنی میں اوپر نقل کیا۔ (ب) ہجرت معنویہ۔ اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو چھوڑ کر اس کے اوامر کو اختیار کرنا۔ اسی لئے جو آدمی اپنے دین کو بچانے کے لئے فتنوں سے بھاگنے والا اور اپنے رب کی عبادت کو مضبوطی سے تھامنے والا ہو وہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کرنے والا ہے۔ (۳) شریعت اور سنت کو لازم پکڑنے کی ترغیب دلائی گئی تاکہ فتنوں سے بچ جائے اور فساد سے محفوظ رہے۔

بَاب: خرید و فروخت لینے دینے میں نرمی اختیار کرنے کی  
فضیلت اور ادائیگی اور مطالبہ میں اچھا رویہ اختیار کرنے

اور

ناپ تول میں زیادہ دینے کی فضیلت اور کم دینے سے  
ممانعت اور مالدار اور تنگدست کو مہلت دینے اور اس کو

معاف کر دینے کی فضیلت کا بیان

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”تم جو بھی بھلائی کرو۔ پس بے شک اللہ  
اس کو جاننے والے ہیں۔“ (البقرة: ۲۱۵) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:  
”اے میری قوم! ناپ تول کو انصاف سے پورا کرو اور لوگوں کو ان کی  
چیزیں کم کر کے مت دو۔“ (هود: ۸۵) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:  
”ہلاکت ہے ان لوگوں کے لئے جو ناپ تول میں کمی کرنے والے  
ہیں وہ جو کہ جب لوگوں سے ناپ کر لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں اور  
جب ان کو ناپ کر دیتے ہیں یا وزن کرتے ہیں تو وہ کمی کرنے والے  
ہیں کیا ان کو یقین نہیں کہ ان کو اٹھایا جائے گا ایک بڑے دن میں جس  
دن لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔“ (المطففين)

حل الآیات: المراد ای یعنی کوئی سی نیکی کرنے میں خواہ وہ چھوٹی ہو یا بڑی۔ اللہ تعالیٰ اس کو جاننے والے ہیں اور وہ تمہیں اس  
کا ثواب دیں گے۔ و یقوم: اس قوم سے مراد قوم شعیب ہے اور یہ کلام ان سے حکایت بیان کی گئی ہے۔ او فوا تم اس کا حق دو۔ المکیال  
و المیزان: کیل و وزن کا آلہ۔ بالقسط: یعنی عدل کے ساتھ۔ لا تبخسوا: یعنی نہ کم کرو۔ اشیاء ہم: یعنی وہ جن کو تم کیل یا وزن  
کرتے ہو۔ ویل ہلاکت اور سخت عذاب۔ المطففين: جمع مطفف کی جو ناپ تول کرتے ہوئے کمی کرتے ہیں۔ اکتالوا: جب وہ کیل کے  
حق کا مطالبہ کریں۔ یستوفون: مکمل لیتے ہیں۔ کلو اہم: جب ان کو ناپ کر دیتے ہیں۔ و وزنوہم: جب ان کو وزن کر کے دیتے  
ہیں۔ یخسرون: وہ کمی کرنے والے ہیں۔ یظن: اعتقاد رکھے اور جانے۔ یوم عظیم: قیامت کا دن کیونکہ اس میں عظیم خوف ہوگا۔

۱۳۶۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نبی  
اکرم ﷺ کی خدمت میں آ کر تقاضا کرنے لگا اور آپ سے درشت  
رویہ اختیار کیا۔ اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کو سزا دینا چاہی  
تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس کو چھوڑ دو اس لئے کہ حق والے کو  
بات کرنے کا حق حاصل ہے۔“ پھر فرمایا: ”اس کو اتنی عمر کا اونٹ

۲۴۰: بَابُ فَضْلِ السَّمَاخَةِ فِي

الْبَيْعِ وَالشِّرَاءِ وَالْأَخْذِ وَالْعَطَاءِ

وَحُسْنِ الْقَضَاءِ وَالتَّقَاضِي

وَارْجَاحِ الْمِكْيَالِ وَالْمِيزَانِ

وَالنَّهْيِ عَنِ التَّطْفِيفِ وَفَضْلِ انْظَارِ

الْمُوسِرِ وَالْمُعْسِرِ وَالْوَضْعِ عَنْهُ!

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ

اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ﴾ [البقرة: ۲۱۵] وَقَالَ تَعَالَى:

﴿وَيَقُومِ أَوْفُوا الْمِكْيَالِ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ

وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ﴾ [هود: ۸۵]

وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ الَّذِينَ إِذَا

اِكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ وَإِذَا كَالُوهُمْ

أَوْزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ أَلَا يَظُنُّ أُولَئِكَ أَنَّهُمْ

مَبْعُوثُونَ لَيَوْمٍ عَظِيمٍ؟ يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ

الْعَالَمِينَ﴾ [المطففين: ۱-۶]

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ

رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بِقَضَاةٍ فَأَغْلَظَ لَهُ، فَهَمَّ بِهِ أَصْحَابُهُ فَقَالَ

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «دَعُوهُ فَإِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ

مَقَالًا» ثُمَّ قَالَ: «أَعْطُوهُ سَنًا مِثْلَ سَنَتِهِ» قَالُوا:

یا رَسُولَ اللّٰهِ لَا تَجِدُ إِلَّا أَمْثَلَ مَنْ سِوَهُ قَالَ :  
 ”أَعْطُوهُ فَإِنَّ خَيْرَكُمْ أَحْسَنُكُمْ قَضَاءً“ مُتَّفَقٌ  
 عَلَیْهِ۔  
 دے دو جتنا اس کا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ہم تو اس  
 کے جانور کی عمر سے بہتر والا پاتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: ”اس کو وہی  
 دے دو تم میں بہتر وہ ہے جو ادا نیگی میں بہتر ہو۔“ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی الوكالة، باب الوكالة فی قضاء الدین و مسلم فی البیوع، باب من استلف شیئاً ففقد فی خیراً  
 منه۔

**اللتخانی:** رجلاً: بعض نے کہا یہ زید بن شعبہ کنانی ہیں جو بعد میں اسلام لائے۔ یتقاضاہ: یعنی اپنے مالی قرضے کی ادائیگی طلب  
 کی۔ فاعلظ: اپنے مطالبہ میں سختی کی۔ فہم اصحابہ بہ: صحابہ رسولؐ نے ان کی سختی کا بدلہ لینا چاہا۔ مقالاً: بات میں غلبہ و اختیار۔  
 اعطوہ وہ اس کے مخاطب ابورافع رسول اللہ ﷺ کے مولا ہیں۔ حسنا مثل سینہ ایسا اونٹ جس کی عمر اس کے اونٹ کی عمر کے برابر  
 ہو۔ امثل: عمر اور فضیلت میں بڑھ کر۔ قضاء: اس حق کی ادائیگی کے جو اس کے ذمہ تھا۔

**فوائد:** (۱) اچھے معاملے اور گفتگو میں نرمی پر آمادہ کیا گیا خواہ انسان صاحب حق ہی کیوں نہ ہو۔ حق والے کے لئے جائز ہے کہ وہ  
 اپنے حق کے مطالبہ میں سختی کرے لیکن شرع کی حدود کے اندر اندر لیکن وہ اس پر قابل سزا نہ ہوگا۔ (۲) اس آدمی کے لئے جس کے ذمے  
 قرضہ ہو مستحب یہ ہے کہ قرض والے کو اس کے حق سے زیادہ دے جبکہ اس کی ادائیگی کر رہا ہو لیکن اس کی شرط نہ لگائے کیونکہ یہ ربو بن  
 جائے گا۔ (۳) قرضے سے بچنا چاہئے کیونکہ یہ مطالبہ ذلت میں مبتلا کرتا ہے۔

۱۳۶۹: وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ :  
 سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ”رَحِمَ اللَّهُ رَجُلًا  
 سَمِعًا إِذَا بَاعَ وَإِذَا اشْتَرَى، وَإِذَا اقْتَضَى“  
 ۱۳۶۹: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ اس آدمی پر رحم فرمائے جو  
 فروخت، خرید اور رقم کے تقاضے کے وقت درگزر (مہلت) کرنے  
 والا ہو۔“ (بخاری)

**تخریج:** رواہ البخاری فی البیوع، باب السہولتہ فی الشراء البیع

**اللتخانی:** سمعاً: آسان یہ سمع سے صفت مشبہ کا صیغہ ہے جب کوئی سخاوت کرے اور اپنی مہربانی سے عطیہ دے۔ اقتضاء:  
 اس کے حق کی ادائیگی اس نے طلب کی۔

**فوائد:** (۱) بیع اور شراء میں درگزر سے کام لیا جائے اس لئے کہ ہر بالغ اور مشتری کو ایسی بات چھوڑ دینی چاہئے جو دوسرے کی اکتاہٹ  
 اور نیگی کا باعث ہو۔ باقی مطلقاً مفاد اس سے کوئی چیز مانع نہیں اور شاید کہ یہ درگزر مشتری کے ثمن میں اضافے کا باعث ہوا اور بالغ جو  
 ہے وہ سامان میں اضافہ کر دے۔ (۲) حقوق کے پورا کرنے کے مطالبہ میں نرمی کی ترغیب دی گئی اور اس میں کسی چیز سے دستبردار ہونے  
 کو مستحب قرار دیا گیا۔

۱۳۷۰: وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ :  
 سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : مَنْ مَرَّةً أَنْ  
 يُتَجِبَهُ اللَّهُ مِنْ كُرْبٍ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فَلْيَنْفَسْ عَنْ  
 مُعْسِرٍ أَوْ يَصْعُ عَنْهُ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
 ۱۳۷۰: حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ”جو یہ پسند کرتا ہو کہ اللہ تعالیٰ  
 اس کو قیامت کے دن دکھوں سے نجات دے تو اسے چاہئے کہ تنگ  
 دست کو مہلت دے یا مقروض کو معاف کرے۔“ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی البیوع باب فضل انتظار المعسر۔

**اللَّغْزَانِ:** سرہ: اس کو خوش کرے۔ یہ مضارع کے معانی میں ہے۔ ینجیہ: یعنی اس کو چھڑائے۔ محروب: جمع کربۃ یہ غم کو کہتے ہیں۔ اس کی شدت کی وجہ سے نفس میں تنگی پیدا ہوتی ہے۔ فلینفس عن معسر: یعنی قرضے کے مطالبہ میں وقت آنے پر تاخیر کرے جب کہ اس کو پورا کرنے میں اس کی ہمت نہ ہو یا اس کے قرضے کو اس سے دور کرے۔ یعنی اس کو مال دے تاکہ اس کے قرضے کو وہ دور کرے۔ یضع عنه: سارا قرضہ یا بعض قرضہ اس سے ہٹالے۔

۱۳۷۱: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ يُدَايِنُ النَّاسَ وَكَانَ يَقُولُ لِفَتَاهُ إِذَا آتَيْتَ مُعْسِرًا فَتَجَاوَزْ عَنْهُ لَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يَتَجَاوَزَ عَنَّا ، فَلَقِيَ اللَّهَ فَتَجَاوَزَ عَنْهُ ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
۱۳۷۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک آدمی لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا اور وہ اپنے غلام کو ہدایت کرتا کہ جب کسی تنگ دست کے پاس جاؤ تو درگزر کرنا۔ شاید اللہ تعالیٰ ہم سے درگزر کرے۔ پس جب وہ اللہ تعالیٰ سے ملا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے درگزر فرمایا۔“ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی البیوع باب من انظر معسر و مسلم۔

**اللَّغْزَانِ:** کان رجل: گزشتہ امتوں میں سے ایک آدمی تھا۔ یداین: قرضے کا معاملہ لوگوں سے بہت کرتا تھا۔ فتاہ: کا معنی اجیر اور نوکر کو۔ اتیت معسرا: یعنی قرضے کا مطالبہ کرنے کے لئے جائے۔ فتجاوز عنه: تو اس سے آسانی کر اس میں حسن مطالبہ قرضے کا ہٹانا اور مدت میں تاخیر کرنا سب شامل ہے۔ ان يتجاوز عنا: وہ ہمارے گناہوں کو معاف کر دے کیونکہ بدلہ عمل کی جنس سے ہوتا ہے۔ فلقى اللہ: یہ موت سے کنایہ ہے۔

۱۳۷۲: وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: حُوسِبُ رَجُلٍ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَلَمْ يُوْجَدْ لَهُ مِنَ الْخَيْرِ شَيْءٌ إِلَّا كَانَ لَهُ يُخَالِطُ النَّاسَ وَكَانَ مُوسِرًا ، وَكَانَ يَأْمُرُ غِلْمَانَهُ أَنْ يَتَجَاوَزُوا عَنِ الْمُعْسِرِ۔ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: ”نَحْنُ أَحَقُّ بِذَلِكَ مِنْهُ تَجَاوَزُوا عَنْهُ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
۱۳۷۲: حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم سے پہلے لوگوں میں سے ایک شخص کا حساب لیا گیا۔ اس کے نام اعمال میں کوئی بھلائی نہ پائی گئی سوائے اس بات کے کہ وہ لوگوں سے میل جول رکھتا اور صاحب خیر (بھلائی میں تعاون کرنے والا) تھا۔ اس نے اپنے غلاموں کو حکم دے رکھا تھا کہ وہ تنگ دست سے درگزر کریں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم اس سے (بھلائی میں) تجاوز کے زیادہ حقدار ہیں۔ اس کے گناہوں سے درگزر کرو۔“ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی البیوع باب فضل انتظار المعسر۔

**اللَّغْزَانِ:** حوسب: یہ قیامت کے دن ہونے والے معاملے کی اطلاع ہے۔ یخالط الناس: ان سے معاملہ کرتا قرضہ لیتا دیتا۔ موسر: یہ لفظ یسار سے بنا ہے مال دار کو کہتے ہیں۔ غلمانہ: یہ غلام کی جمع ہے غلام اور نوکر۔ احق بذلك: معافی اور درگزر کا زیادہ حق دار ہے۔ تجاوزوا عنه: ملائکہ کو خطاب ہے تم بھی اس کو معاف کرو۔

۱۳۷۳: وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: حضرت حذیفہ سے روایت ہے کہ اللہ کے بندوں میں سے

ایک بندہ جس کو اللہ نے مال عنایت فرمایا تھا اسے فرمایا تو نے دنیا میں کیا کیا؟ اس پر حضرت حذیفہ نے یہ آیت پڑھی کہ ﴿وَلَا يَكْتُمُونَ اللَّهَ حَدِيثًا﴾ کہ وہ اللہ سے کوئی بات چھپا نہیں سکیں گے۔ حضرت حذیفہ کہتے ہیں کہ وہ بندہ پھر جواب دے گا اے میرے رب! تو نے مجھے اپنا مال دیا تھا جس کی میں نے لوگوں سے خرید و فروخت کرتا تھا اور میری عادت درگزر کرنے کی تھی۔ چنانچہ میں خوشحال پر آسانی کرتا اور تنگ دست کو مہلت دیتا اللہ فرمائیں گے میں اس بات کا تم سے زیادہ حق دار ہوں۔ اللہ فرشتوں کو فرمائیں گے تم میرے اس بندے سے درگزر کرو اس پر حضرت عقبہ بن عامر اور ابو مسعود انصاریؓ نے کہا اسی طرح ہم نے بھی رسول اللہ کے منہ سے یہ بات سنی۔ (مسلم)

أَبَى اللَّهُ تَعَالَى بِعَبْدٍ مِّنْ عِبَادِهِ أَنَّهُ اللَّهُ مَا لَا فَقَالَ لَهُ : مَاذَا عَمِلْتَ فِي الدُّنْيَا؟ قَالَ وَلَا يَكْتُمُونَ اللَّهَ حَدِيثًا : قَالَ : يَا رَبِّ أَتَيْتَنِي مَا لَكَ فَكُنْتُ : أَبَايَعُ النَّاسَ ، وَكَانَ مِنْ خُلُقِي الْجَوَازُ ، فَكُنْتُ أَتَيْسِرُ عَلَى الْمُوسِرِ ، وَأَنْظُرُ الْمُعْسِرَ - فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى : "أَنَا أَحَقُّ بِذَا مِنْكَ تَجَاوَزُوا عَنْ عَبْدِي" فَقَالَ عَقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ ، وَأَبُو مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا : هَكَذَا سَمِعْنَاهُ مِنْ فِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

**تخریج:** رواہ مسلم فی البیوع فضل انظار المعسر۔

**التَّخَانُثُ:** اتنی: یہ مستقبل کی اطلاع ہے یعنی لائیں گے۔ اعطاء: یعنی اس کو دیا ہے۔ قال: حذیفہ نہ کہا۔ لا یکتُمون اللہ حدیثا: یعنی کوئی چیز چھپانے کی طاقت نہیں رکھ سکیں گے۔ ابایع: یعنی میں ان سے پہلے کا معاملہ کروں گا۔ خلقی: خلق نفس کے اندر ایک ایسی عادت ہے جس کے ساتھ اچھا کام سہولت سے ہو جاتا ہے۔ الجواز درگزر۔ اتیسر میں قبول کر لیتا جس میں تھوڑا سا نقص یا معمولی سے عیب ہو تاہم انظار: میں سہلت دیتا۔ من فی: یعنی رسول اللہ کے منہ مبارک سے میں نے اسی طرح سنا۔ هذا سمعناہ: یعنی یہ حدیث حضرت حذیفہ سے موقوفہ روایت ہے کہ اور موقوف مرفوع کے حکم میں ہے کیونکہ اس جیسی بات بغیر وحی کے فقط رائے سے نہیں کہی جاسکتی۔

۱۳۷۴: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا، أَوْ وَضَعَ لَهُ، أَظْلَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

۱۳۷۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے تنگ دست کو مہلت دی یا اس کا قرضہ معاف کر دیا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے عرش کا سایہ عنایت فرمائیں گے جس دن کہ اس کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔" (ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخریج:** رواہ الترمذی فی البیوع، باب ما جاء فی انظار المعسر و الرفق بہ۔

**الظِّلُّ:** اظله اللہ: یعنی اللہ تعالیٰ سورج کی تپش سے اس کی حفاظت فرمائیں گے جبکہ سورج بندوں کے سروں سے اتنا قریب ہوگا کہ قیامت کے دن ان کو پسینے کی لگا میں چڑھ جائیں گی۔

**فوائد:** (۱) مقروض سے درگزر کی ترغیب دی گئی خواہ مہلت زیادہ کر دی جائے یا سارے قرضے سے اس کو بری کر دیا جائے یا کچھ قرضہ اس کا چھوڑ دیا جائے۔ افضل یہ ہے کہ اگر قرض خواہ خوشحال ہو وہ سارا ہی معاف کر دے۔ (۲) قرض خواہ جو درگزر کرنے والا ہو اس کی فضیلت بتلائی گئی اور وہ عظیم الشان اجر ذکر کیا گیا جو اس کو ملے گا اور اس کو اچھے انجام والی جو نجات میسر ہوگی اس کا ذکر کیا گیا کیونکہ مقروض کو معاف کر دینے سے اللہ نے اس کے گناہوں کو معاف کر دیا اور اس کو جنت میں داخل فرما دیا۔ (۳) بدلہ اسی عمل کی جنس ملے گا جس طرح قرض خواہ نے قرض دار کو دنیا میں قرضہ چھوڑ کر نفس کی تنگی سے درگزر کر دی تو اللہ تعالیٰ اس سے درگزر فرمائیں گے، جہنم کی لپٹوں سے



اس کی حفاظت فرمائیں گے، قیامت کے دکھوں کو اس سے دور کریں گے اور چمکنے والے سورج کی لپٹوں سے اس کی حفاظت کریں گے۔ (۴) خوشحال لوگوں کے ساتھ بھی قرضے کے معاملے میں درگزر کرنا چاہئے۔ (۵) لوگوں کے ساتھ میل جول اور اچھا معاملہ کرنا چاہئے اگر اس سے ان کو فائدہ حاصل ہو اور تکلیف دفع ہو سکتی ہو۔ (۶) لوگوں کی مصلحتوں میں آسانی کرنے کی فضیلت ذکر کی گئی۔ لوگوں کے لئے مدد کا ہاتھ دراز کرنا چاہئے اور قرضے کا معاملہ کرنا جائز ہے۔ وکیل اگر مفت کام کرے بشرطیکہ وہ موکل کی طرف سے ہو۔

۱۳۷۵: وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اشْتَرَى مِنْهُ بَعِيرًا فَوَزَنَ لَهُ فَأَرْجَحَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ  
۱۳۷۵: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ان سے ایک اونٹ خریدا تو ان کو وزن کر کے دیا تو جھکتی ہوئی تول سے دیا (یعنی مقررہ رقم سے زیادہ دیا)۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی البیوع، باب شراء الدواب و الحمیر، و مسلم فی البیوع، باب من استلف شیئا فقصی غیراً منه۔  
**اللُّغَاتُ:** ووزن له فارجح: یعنی حکم دیا کہ اس کو ثمن کے طور پر سونے یا چاندی پر وزن کیا جائے۔ اس کے وزن کو اس مقدار وزن سے بڑھایا جائے جو مقدار میں بالاتفاق ہے اور وزن کے اندر اضافہ کیا جائے۔ روایات میں آیا ہے کہ ایک قیراط اضافہ کیا جائے گا اور یہ سونے کا ایک معین وزن ہے۔

۱۳۷۶: وَعَنْ أَبِي صَفْوَانَ سُوَيْدِ بْنِ قَيْسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: جَلَبْتُ أَنَا وَمَحْرَمَةُ الْعَبْدِيِّ بَرًّا مِنْ هَجَرَ، فَبَجَاءَ نَا النَّبِيُّ ﷺ فَسَاوَمَنَا سَرَاوِيلٌ وَعِنْدِي وَزَّانٌ يَزِنُ بِالْأَجْرِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "لِلْوَزَّانِ: زِنْ وَأَرْجِحْ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔  
۱۳۷۶: حضرت ابی صفوان سويد بن قيس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور مخرمہ عبدی مقام ہجر سے کچھ کپڑا بیچنے کے لئے لائے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم سے ایک پا جائے کا سودا کیا۔ میرے پاس ایک وزن کرنے والا تھا جو معاوضے پر وزن کرتا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وزن کرنے والے کو فرمایا: "تول اور جھکتا ہوا تول"۔ (ابوداؤد ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی البیوع، باب ما جاء فی الرجحان فی الوزن۔  
**اللُّغَاتُ:** بڑا: کپڑے۔ ہجو: یہ بحرین کے قریب ایک شہر ہے۔ فساو منا ہم سے اس کی قیمت جس سودے کے لحاظ سے تھی وہ پوچھی۔ صاحب نہا یہ کہتے ہیں کہ مساومت سے بائع اور مشتری کا وہ جھگڑا جو سامان پر ہو۔ اس کی قیمت طے کر لی۔ بسرا میل: یہ مفرد اور جمع دونوں پر بولا جاتا ہے یہ معرب لفظ ہے یہ اس کپڑے کو کہتے ہیں جو کمر سے لے کر نیچے تک پہنا جاتا ہے۔ پینٹ کی طرح اس کی بھی آستینیں ہوتی ہیں۔ ذن وارجع: یعنی قیمت کی مقدار سے وزن کرو۔ جو طے شدہ ہے اور کچھ اس سے زائد بھی دے دو۔

**فوائد:** (۱) شرط کے اوپر بھی فیصلہ کرنا جائز ہے مگر اس صورت میں بائع جنگی اکتاہٹ محسوس نہ کرے۔ مشتری کے لئے مستحب یہ ہے کہ وہ بائع کے ساتھ کوئی چیز اپنی طرف سے ثمن میں اضافہ کر دے اس طرح یہ بھی بیچنے والے کی طرف سے مستحب ہے کہ قیمت کے کچھ حصے سے وہ دستبردار ہو جائے یا سامان میں کسی چیز کا اضافہ کر دے۔ (۲) آنحضرت ﷺ کے درگزر اور مخلوق پر شفقت کو ذکر کیا گیا۔

## کِتَابُ الْعِلْمِ

## ۲۴: بَابُ فَضْلِ الْعِلْمِ

## بَابُ: علم کی فضیلت

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا﴾  
[طہ: ۱۱۴] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِي  
الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ﴾ [الزمر: ۹]  
وَقَالَ تَعَالَى: ﴿يَرْفَعُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ  
وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ مِنْكُمْ دَرَجَاتٍ﴾

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”اور کہہ دیجئے اے میرے رب میرے علم میں اضافہ فرما۔“ (طہ) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”فرما دیجئے کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہیں۔“ (الزمر)  
اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ تم میں سے بلند کرتے ہیں ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور وہ لوگ جو علم دیئے گئے درجات کے لحاظ سے۔“ (المجادلہ)

[المجادلہ: ۱۱]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”بے شک اللہ تعالیٰ سے اس کے بندوں میں علماء ہی ڈرنے والے ہیں۔“ (فاطر)

وَقَالَ تَعَالَى: ﴿إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ  
الْعُلَمَاءُ﴾ [فاطر: ۲۸]

حل الآيات: نبی اکرم ﷺ کو حکم دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ سے مزید علم طلب کریں۔ یہ علم کی عظمت کی دلیل ہے کیونکہ اس کے علاوہ کوئی اور ایسی چیز نہیں جس کے اضافے طلب کرنے کا حکم دیا گیا۔ (۲) ہل یستوی: ان کے درمیان برابری نہیں یہ استفہام انکاری ہے جو نفی کے معنی میں ہے۔ (۳) درجات جنت کی منازل معنی یہ ہے کہ اللہ مومنوں کو بلند کریں گے اور علماء کو خاص مراتب دیں گے اس لئے کہ انہوں نے علم حاصل کیا اور اس کے ساتھ لوگوں کو نفع پہنچایا۔ (۴) یعنی یہ ہے صحیح ایمان اور حقیقی خشیت اللہ تعالیٰ کی علماء میں ہوتی ہے اس لئے کہ ان کا علم اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت اور کثیر فضل کی طرف ان کی راہنمائی کرتا ہے۔

۱۳۷۷: وَعَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۳۷۷: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص کے ساتھ اللہ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اس کو دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے۔“ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی العلم باب من یرد اللہ بہ خیرا و مسلم فی الزکاة باب النہی عن المسئلہ

الْفَخَّارَاتُ: یفقیہ فی الدین: یعنی اللہ تعالیٰ اپنے احکام اور تعلیم کی معرفت عنایت کرتے ہیں اور فقہ لغت میں فہم کو کہتے ہیں۔  
فوائد: (۱) علم کی فضیلت ذکر کی گئی اور یہ بتلایا گیا کہ یہ بھلائیوں کا مجموعہ ہے اور اللہ کی توفیق اور رضامندی کا عنوان ہے۔

۱۳۷۸: وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”لَا حَسَدَ إِلَّا لِمَنْ سَنَّ: رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَسَلَّطَهُ عَلَى هَلَكِهِ فِي الْحَقِّ، وَرَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ الْحِكْمَةَ فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَيَعْلَمُهَا“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۳۷۸: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رشک دو آدمیوں کے بارے میں جائز ہے: ایک وہ آدمی جس کو اللہ نے مال دیا پھر حق کے راستے میں اس کو خرچ کرنے کی ہمت دی۔ دوسرا وہ آدمی جس کو اللہ نے سمجھ عنایت فرمائی پس وہ اس کے ساتھ فیصلے کرتا اور لوگوں کو تعلیم دیتا ہے۔“

تخریج: رواہ البخاری فی العلم باب من یرد اللہ بہ خیرا و مسلم فی الزکاة باب النہی عن المسئلہ

وَالْمُرَادُ بِالْحَسَدِ الْغِبْطَةُ وَهُوَ أَنْ يَتَمَنَّى  
(بخاری و مسلم) حسد سے مراد رشک ہے اور وہ یہ ہے کہ آدمی اس کی  
مثلاً۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی العلم، باب الاغتباط فی العلم و الحکمة و مسلم فی کتاب صلاة المسافرين، باب فضل من  
يقوم بالقرآن و يعلمه۔

**اللَّغَاَتُ:** التین: یعنی دو خصلتیں۔ اعطاء یعنی اس کو دی ہے۔ فسلطه علی ہلکته فی الحق: اس کو وہاں خرچ کرتا ہے جہاں  
خرچ کرنے کا حق ہے یعنی نیکی کے کاموں میں اور قربت کے مقامات پر۔ الحکمة: فائدہ مند علم۔ بقضی: دو جھگڑنے والوں کے  
درمیان فیصلہ کرتا ہے اور پوچھنے والوں کو علم صحیح کے ساتھ بتلاتا ہے۔

**فوائد:** (۱) طلب علم کی ترغیب دی گئی اور علم پر عمل کو واجب قرار دیا گیا۔ اسی طرح کی تعلیم کو بھی ضروری قرار دیا گیا اور اس کو اس کے  
لئے استعمال کرنا جس سے ان کی منسلکتیں پوری ہوں استعمال کرنا لازم کیا گیا۔ (۲) مال کو حاصل کرنا مستحب ہے تاکہ نیکی کے راستے پر اس  
کو خرچ کر سکے۔ نیک کاموں کی تمنا جائز ہے۔ (۳) جو چیز دوسرے کے پاس ہو اس کی تمنا کرنا ممنوع ہے مگر اس شکل میں جس کا ذکر ہوا۔

۱۳۷۹: وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: مَثَلُ مَا بَعَثَنِي اللَّهُ بِهِ مِنَ الْهُدَى وَالْعِلْمِ كَمَثَلِ غَيْثٍ أَصَابَ أَرْضًا فَكَانَتْ مِنْهَا طَائِفَةٌ طَيِّبَةٌ قَبِلَتِ الْمَاءَ فَأَنْبَتَتِ الْكَلَاءَ، وَالْعُشْبَ الْكَثِيرَ، وَكَانَ مِنْهَا أَجَادِبُ أَمْسَكَتِ الْمَاءَ فَفَقَعَ اللَّهُ بِهَا النَّاسَ فَشَرِبُوا مِنْهَا وَسَقَوْا وَزَرَعُوا وَأَصَابَ طَائِفَةٌ مِنْهَا أُخْرَى إِنَّمَا هِيَ قَيْعَانٌ لَا تُمْسِكُ مَاءً وَلَا تُنْبِتُ كَلًّا، فَذَلِكَ مَثَلُ مَا فَقَعَ فِي دِينِ اللَّهِ وَنَفَعَهُ مَا بَعَثَنِي اللَّهُ بِهِ فَعِلِمٌ وَعَلَمٌ، وَمَثَلُ مَنْ لَمْ يَرْفَعْ بِذَلِكَ رَأْسًا وَلَمْ يَقْبَلْ هُدَى اللَّهِ الَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۷۹: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے مجھے جو ہدایت اور علم دیا اس کی مثال اس بادل جیسی ہے جو ایک زمین پر برسا پھر اس زمین کا ایک حصہ عمدہ ہے جس نے پانی کو قبول کر لیا اور گھاس اُگائی اور بہت زیادہ جڑی بوٹیاں اور اس میں سے ایک حصہ زمین کا سخت تھا جس نے پانی کو روک لیا جس سے اللہ نے لوگوں کو فائدہ دیا پس انہوں نے خود بھی پانی پیا اور پلایا اور کھیتوں کو دیا اور ایک حصہ زمین کا وہ ہے جو چٹیل میدان تھا نہ وہ پانی کو روکتا اور نہ گھاس اُگاتا پس یہی مثال اس کی ہے جس نے اللہ کے دین میں سمجھ حاصل کی اور جو اللہ نے دے کر مجھے بھیجا ہے اس سے اللہ نے اس کو نفع دیا پس اس نے خود اس دین کو سیکھا اور دوسروں کو سکھایا اور اس کی حالت کہ جس نے اس کی طرف سراٹھا کر بھی نہ دیکھا اور اللہ کی اس ہدایت کو جو میں دے کر بھیجا گیا ہوں اس کو قبول نہ کیا۔“ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** یہ روایت باب الامر بالمحافظة علی السنة رقم ۱۶۳۰۷ میں گزر چکی۔

**اللَّغَاَتُ:** غیث: بارش۔ طائفہ: حصہ۔ طیبہ: شاداب کا زرخیز۔ الکلاء: چارہ خواہ تر ہو یا خشک۔ العشب: تر گھاس۔ اجادبہ: سخت زمین جو جلدی پانی نہ پئے اور پانی اس میں برقرار رہے۔ قیعان: جمع قاع۔ برابر اور ملائم زمین جس میں نباتات نہ ہوں۔ من لم يرفع بذلك دأماً: یہاں جہالت شدت اعراض سے کنایہ ہے۔

**فوائد:** (۱) علم کی طلب میں محنت کی ترغیب دی گئی اور اس کی تعلیم میں کوشش کرنے پر ابھاراتا کہ اس کا نفع عام ہو۔ (۲) لوگوں کی علم

کے لحاظ سے تین قسمیں ہیں (۱) جو علم کی حفاظت کر کے دوسرے کی طرف منتقل کرتے ہیں اپنے آپ کو بھی فائدہ پہنچاتے ہیں اور دوسروں کو بھی یہ سب سے افضل حالت اور اعلیٰ قسم ہے۔ (۲) علم کی حفاظت تو کرتے ہیں اور ان لوگوں کی طرف منتقل بھی کرتے ہیں جو اس سے استفادہ کریں مگر خود علم کے تقاضوں کے مطابق عمل نہیں کرتے۔ یہ سب سے کم رتبہ ہے اور (۳) کچھ ان میں سے وہ ہیں جو علم سے اعراض کرتے ہیں اور اس کو سنتے نہیں تاکہ اس سے فائدہ اٹھائیں اور نہ کہ اس کو محفوظ کرتے ہیں تاکہ دوسروں تک اس کو منتقل کریں۔ یہ لوگوں میں سب سے بدترین لوگوں کی قسم ہے۔

۱۳۸۰: وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِعَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: "قَوِّ  
اللَّهِ لَأَنْ يَهْدِيَ اللَّهُ بِكَ رَجُلًا وَاحِدًا خَيْرٌ  
لَّكَ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
۱۳۸۰: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی  
اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کی قسم  
ہے اگر تیری وجہ سے اللہ تعالیٰ کسی ایک آدمی کو ہدایت دے دے یہ  
سرخ اونٹوں سے بدرجہا بہتر ہے"۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی المغازی، باب غزوہ خیبر و مسلم فی فضائل الصحابة، باب من فضائل علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ۔

**اللُّغَاتُ:** حمر نعم: حمر جمع احمر کی سرخ، نعم اونٹ یہ عمدہ چیز کی مثال بیان کی جاتی ہے اصل بات یہ ہے کہ سرخ اونٹ  
عربوں کے ہاں تیس ترین مال تھا۔

**فوائد:** (۱) اللہ کی طرف دعوت دینے کی فضیلت اور مخلوق کو حق کی طرف راہنمائی کی ترغیب اور یہ بغیر علم کے میسر نہیں ہو سکتی۔

۱۳۸۱: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو ابْنِ الْعَاصِ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: يَلْعَنُوا  
عَنِي وَلَوْ آيَةً، وَحَدِّثُوا عَنْ بَنِي إِسْرَآءِ يَلْ  
وَلَا حَرَجَ، وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَّبِعُوا  
مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔  
۱۳۸۱: حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے  
روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میری طرف  
سے پہنچا دو اگرچہ ایک آیت ہی کیوں نہ ہو۔ بنی اسرائیل سے باتیں  
بیان کرو کیونکہ اس میں کوئی حرج نہیں مگر جس نے جان بوجھ کر مجھ پر  
جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنالے"۔ (بخاری)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الانبیاء، باب ما ذکر عن بنی اسرائیل۔

**اللُّغَاتُ:** ولو آية: یعنی خواہ قرآن مجید کی ایک میں سے ایک آیت ہی پہنچائی جائے۔ قرآن مجید کی تبلیغ کا حکم جس کی حفاظت کی ذمہ  
داری خود اللہ نے لی ہے۔ اسلئے حدیث کی تبلیغ کی حفاظت جس کی حفاظت کی ذمہ داری لوگوں پر چھوڑ دی گئی۔ اسکی حفاظت بدرجہ اولیٰ لوگوں  
کے ذمہ ہوگی۔ لا حرج یعنی کوئی گناہ نہیں۔ فلیتبعوا مقعده من النار: یعنی اپنا ٹھکانہ آگ بنالے۔ النبوء: منزل اور مسکن بنانا۔

**فوائد:** طلب علم واجب ہے تاکہ اللہ کی شریعت کو پہنچانے کی قدرت حاصل ہو۔ یہ فرض کفایہ ہے جب بعض مسلمان اس کو کریں تو بقیہ  
کے ذمہ سے ساقط ہو جائے گی اور اگر کوئی بھی نہ کرے تو سب گنہگار ہوں گے۔ (۲) بنی اسرائیل کے جو حالات گزرے ان کو بیان کرنا  
جائز ہے بشرطیکہ اس سے نصیحت اور عبرت مقصود ہو اور ایسی بات بھی نہ جس کا جھوٹ ہونا ظاہر ہونا اور ان میں ایسی باتیں تلاش کرے جو  
ثابت ہوں اور شریعت اسلامیہ کے قریب ہوں۔ (۳) جھوٹ اللہ کے دین میں اور رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے مطابق ان بڑے  
گناہوں میں ہیں جو کرنے والوں کو آگ تک پہنچانے والا ہے۔ (۴) کلام میں سچ کو تلاش کرنے کی ترغیب اور باتوں میں احتیاط کا حکم تاکہ  
جھوٹ میں مبتلا نہ ہوں۔ اور یہ احتیاط شریعت میں اور بھی زیادہ کی جائے کہ یہ صحیح گہرے علم کی محتاج ہے۔

۱۳۸۲: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "وَمَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللَّهُ لَهُ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
 ۱۳۸۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو آدمی کسی ایسے راستے پر چلا جس سے علم طلب کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان کر دیتے ہیں۔" (مسلم)

**تخریج:** اس حدیث کی شرح اور تخریج باب قضاء الحوائج المسلمین رقم ۲۴۷/۴ میں ملاحظہ ہو۔

**فوائد:** طلب علم کی فضیلت ذکر کی گئی کہ جنت میں داخلے کا یہ راستہ ہے کیونکہ وہ علم مسلمان کو اللہ کے حکم کی دلیل مہیا کرتا، نیکی کے اعمال کی طرف اس کی رہنمائی کرتا اور اس کے دل میں وہ روشنی پیدا کرتا ہے جس سے وہ حق و باطل کے درمیان تمیز اور صحیح و غلط اعمال کی پہچان کرتا ہے۔

۱۳۸۳: وَعَنْهُ أَيْضًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "مَنْ دَعَا إِلَى هُدًى كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ أُجُورٍ مَنْ تَبَعَهُ لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
 ۱۳۸۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے کسی ہدایت کی بات کی طرف دعوت دی اس کو اتنا اجر ملے گا جتنا کہ ان کو ملے گا جو اس کی پیروی کریں گے اور ان کے اجر میں سے کچھ بھی کم نہ کیا جائے گا۔" (مسلم)

**تخریج:** اس حدیث کو باب الدلالة على الخير رقم ۱۸۶/۱ میں ملاحظہ ہو۔

**اللغزات:** دعا الی ہدی: یعنی سچی بات کی طرف اس نے بلایا اور اپنے بیان اور فعل پر اس کو آمادہ کیا۔  
**فوائد:** جس آدمی نے خود علم سیکھا اور لوگوں کو سکھایا اور اس کو سکھانے کے لئے لوگوں کو بلایا تا کہ اس کو کثیر نفع اور عام فضیلت حاصل ہو جائے۔

۱۳۸۴: وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "إِذَا مَاتَ ابْنُ آدَمَ انْقَطَعَ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ: صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
 ۱۳۸۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب آدم کا بیٹا مر جاتا ہے تو اس کے تمام عمل منقطع ہو جاتے ہیں مگر تین: (۱) صدقہ جاریہ (۲) ایسا علم جس سے نفع اٹھایا جا رہا ہو (۳) نیک لڑکا جو اس کے لئے دعا گو ہو۔" (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی الوصیۃ باب ما يلحق الانسان من الثواب بعد وفاته۔

**اللغزات:** انقطع عمله: یعنی اس کے عمل پر جو ثواب ہے وہ منقطع ہو جاتا ہے کیونکہ عمل موت کی وجہ سے موقوف ہو جاتا ہے اور اسی وجہ سے اس کا ثواب بھی موقوف ہو جاتا ہے۔ ثلث تین خصلتیں ایسی ہیں جن کا ثواب کرنے والے کی موت کے باوجود منقطع نہیں ہوتا بلکہ اس کی اصل کے ساتھ ساتھ باقی رہتا ہے۔ صدقہ جاریہ: جیسے مسجد کا وقف وغیرہ۔ علم ینتفع بہ: وہ علم جس سے نفع اٹھایا جا رہا ہو جیسا کہ دوسروں کو پڑھانا یا علم کی کتابیں تالیف کرنا۔

**فوائد:** (۱) علم حاصل کرنے اور اس کی تعلیم دینے کی فضیلت ذکر کی گئی اور ترغیب دی گئی تا کہ موت کے بعد بھی اجر و ثواب میں ترقی ہوتی رہے۔ (۲) ان صدقات جاریہ کا ذکر کیا گیا جن کا نفع ہمیشہ رہے گا اولاد کی صحیح اسلامی تربیت کرنے کی طرف متوجہ کیا گیا تا کہ والد اپنے بیٹے کے نیک اعمال سے فائدہ حاصل کرے مثلاً اس کے لئے استغفار اور دعا وغیرہ کرے۔



۱۳۸۵: وَعَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "الدُّنْيَا مَلْعُونَةٌ، مَلْعُونٌ مَا فِيهَا، إِلَّا ذَكَرَ اللَّهَ تَعَالَى، وَمَا وَالَاهُ، وَعَالِمًا، أَوْ مُتَعَلِّمًا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

۱۳۸۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "دنیا ملعون ہے اور اس میں سب کچھ ملعون ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کے ساتھ وابستگی کے اور عالم یا علم حاصل کرنے والے۔" (ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

قَوْلُهُ "وَمَا وَالَاهُ" أَيْ طَاعَةُ اللَّهِ.

مَا وَالَاهُ: اللہ تعالیٰ کی اطاعت۔

تخریج: اس روایت کی تخریج اور شرح باب فضل الزهد فی الدنیا رقم ۴۷۸/۲۲ میں ملاحظہ کریں۔

ہوائد: (۱) علم حاصل کرنے اور تعلیم دینے کی ترغیب دلائی گئی تاکہ اللہ کا قرب حاصل ہو اور اس کی رحمت سے دھتکارے جانے سے آدمی بچ جائے۔ (۲) دنیا کا علم حاصل کرنا بھی مذموم نہیں اگرچہ وہ دنیا کے معاملات سے متعلق ہو بشرطیکہ یہ نیت میں مخلص ہو۔ اللہ تعالیٰ نے بندوں کی مصلحت کے ارادے میں بچ فرمایا۔

۱۳۸۶: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ خَرَجَ فِي طَلَبِ الْعِلْمِ فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ حَتَّى يَرْجِعَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

۱۳۸۶: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو علم کی تلاش میں نکلا وہ اللہ کی راہ میں ہے جب تک کہ لوٹے۔" (ترمذی)

یہ حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ الترمذی فی ابواب العلم باب فضل طلب العلم۔

اللُّغَاثَاتُ: فی سبیل اللہ: اس کی اطاعت کے ساتھ ملی ہوئی ہے۔ یو جمع اس مقام سے جہاں سے وہ نکلا۔

ہوائد: (۱) علم کی تلاش جہاد فی سبیل اللہ کی طرح ہے۔ طالب علم کے لئے اجر لڑائی کے میدانوں میں لڑنے والے مجاہدین جیسا ہے کیونکہ ان میں سے ہر ایک اس چیز کو انجام دیتا ہے جو دین کو زندہ کرنے والی اور اس کی حفاظت کرنے والی ہے۔ (۲) جو علم کے حاصل کرتے ہوئے دین کو زندہ کرنے اور اس کی حفاظت کرنے میں مصروف ہے۔ (۳) جس آدمی کی موت تعلیم کے دوران آئی تو اس کو شہید کے برابر درجہ ملے گا۔ طالب علم کو زکوٰۃ دینی بھی جائز ہے جب کہ وہ ضرورت مند ہو اور یہ فی سبیل اللہ کا حصہ ہے۔

۱۳۸۷: وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "لَنْ يَشْبَعَ مُؤْمِنٌ مِنْ خَيْرٍ حَتَّى يَكُونَ مُنْتَهَاهُ الْجَنَّةُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

۱۳۸۷: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مؤمن کبھی خیر سے سیر نہیں ہوتا یہاں تک کہ اس کی انتہاء جنت ہے۔" (ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ الترمذی فی ابواب العلم باب ما جاء فی فضل الفقه علی العبادۃ۔

اللُّغَاثَاتُ: يشبع: وہ قناعت کرتا ہے۔ خیر: ہر وہ چیز جو قرب الہی کا ذریعہ ہو۔ منتہاء: انجام اور انتہا یعنی وہ بھلائی سے نہیں رکتا یہاں تک کہ اس کو موت آ جاتی ہے اور وہ نیک عمل کر رہا ہوتا ہے چنانچہ اس کے نیک عمل سے حاصل شدہ ثواب اس کے جنت میں داخلے کا سبب بن جاتا ہے۔

**فوائد:** نیکی کے اعمال کی ترغیب اور ان پر بیشکی کا حکم دیا گیا ان میں سب سے اعلیٰ علم کا سیکھنا اور سکھانا ہے کیونکہ اس سے عمل منضبط ہو جاتا ہے اور وہ اس پر حاکم بن جاتا ہے۔

۱۳۸۸: وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِي عَلَى أَدْنَاكُمْ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ وَأَهْلَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ حَتَّى النَّمْلَةِ فِي حُجْرِهَا وَحَتَّى الْحَوْتَ لِيُصَلُّونَ عَلَى مُعَلِّمِي النَّاسِ الْخَيْرِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

۱۳۸۸: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "عالم کی عابد پر اس طرح فضیلت ہے جس طرح میری فضیلت تم میں سے سب سے کم درجہ کے مقابلے میں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اور اہل سماء اور اہل ارض یہاں تک کہ چوئیاں اپنے بلوں اور مچھلیاں (اپنے پانی) میں لوگوں کو بھلائی کی تعلیم دینے والے کے لئے دعا کرتی ہیں۔" (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

**تخریج:** رواہ الترمذی فی ابواب العلم باب ما جاء فی فضل الفقه علی العبادۃ۔

**التلخیص:** العالم: جو علم کے فوائد کو جانتا ہو اور اپنے اوقات کو علم کی طلب میں خرچ کرے اور اس کی تعلیم فرائض و عبادات کی ادائیگی کے بعد دے۔ العابد: وہ جو عبادت کا حق پورا کرے اس کے بعد کہ جن احکام کی پہچان اس کے ذمہ واجب ہے وہ سیکھے۔ ادناکم: فضیلت میں سب سے کم درجے والا مسلمان۔ النملة: چوئی یعنی خشکی کے حیوانات میں بہت چھوٹا جانور۔ حجرها: وہ سوراخ جس میں چوئیاں رہتی ہوں۔ الحوت: مچھلی مراد سمندر کے حیوانات اور ان دونوں کا تذکرہ بطور مبالغہ کے لئے تاکہ خشکی اور سمندر کے تمام حیوانات شامل ہو جائیں۔ لیصلون: صلوة سے مراد درجات کے مطابق ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت ہو تو رحمت ملائکہ کی طرف ہو تو استغفار اور انسانوں اور حیوانات کی طرف ہو تو تفرغ اور دعا۔ معلم الناس الخیر یعنی علماء

**فوائد:** (۱) ایسی چیز کی ترغیب دینی چاہئے کہ کرنے والے کے لئے جس کا فائدہ عام ہو۔ (۲) واجب سے زائد علم نقلی عبادات سے افضل ہے کیونکہ عبادات کا فائدہ صرف کرنے والے کی حد تک ہے اور علم کا فائدہ فاعل سے متعدی ہو کر دوسرے تک پہنچنے والا ہے۔ (۳) علماء اور طلباء کے احترام کی ترغیب دی گئی اور ان کے لئے دعا کا حکم دیا۔

۱۳۸۹: وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَتَعَبَى فِيهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللَّهُ لَهُ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ" وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ أَجْنِحَتَهَا لِطَالِبِ الْعِلْمِ رِضًا بِمَا صَنَعَ، وَإِنَّ الْعَالَمَ لَيَسْتَغْفِرُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ حَتَّى الْحِيتَانُ فِي الْمَاءِ، وَفَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ عَلَى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ، وَإِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ، وَإِنَّ

۱۳۸۹: حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: "جو شخص کسی راستہ پر علم طلب کرنے کیلئے چلا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان فرما دیتے ہیں اور بے شک فرشتے طالب علم کے اس فعل پر خوش ہو کر اپنے پر بچھاتے ہیں۔ بے شک عالم کے لئے تمام آسمان اور زمین والے یہاں تک کہ مچھلیاں بھی استغفار کرتی ہیں اور عالم کی فضیلت عابد (ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عبادت کرنے والا) پر اس طرح ہے جس طرح چاند (اپنی روشنی و نور کے باعث) کو دیگر ستاروں پر ہے۔ بے شک علماء انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں۔ اور

الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوْرَثُوا دِيْنَارًا وَلَا دِرْهَمًا إِنَّمَا وَرَثُوا الْعِلْمَ ، فَمَنْ أَخَذَهُ أَخَذَ بِحِطٍّ وَافٍ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ ، وَالتِّرْمِذِيُّ ۔

بلاشبہ انبیاء علیہم السلام کسی درہم و دینار کو وارث نہیں بناتے بلکہ وہ علم ہی کو ورثہ میں چھوڑ کر جاتے ہیں ۔ پس جو شخص علم حاصل کرے تو اس نے اس (ورثہ) میں سے عظیم حصہ حاصل کر لیا ۔ (ابوداؤد ترمذی)

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی اول العلم، باب الحث علی طلب العلم و الترمذی فی العلم، باب ما جاء فی فضل الفقه علی العبادۃ۔

**اللتخانی:** تضع اجنتھا بئہ اس کی تواضع اور احترام سے مجاز ہے یا اس کی کوشش میں وہ اس کی اعانت کرتے اور اس کے اسباب میں آسانی پیدا کرتے ہیں ۔ بعض نے کہا اس سے مراد یہ ہے کہ اڑنے سے اپنے پروں کو روک لیتے ہیں اور مجلس علم میں حاضری کے لئے اتر پڑتے ہیں ۔ لیستغفرلہ: استغفار بھی اپنے درجے کے مطابق ہے اللہ تعالیٰ تو سب بولیاں جانتے ہیں خود اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يَنْبِغُ بِحَمْدِهِ﴾ الایۃ۔ فضل العلم: یعنی دوسرے کو نفع عام پہنچانے کی حیثیت سے ۔ کفضل القمر: دوسرے کو روشنی عام پہنچانے کی حیثیت سے ۔ ورثۃ الانبیاء: علم و عمل اور لوگوں کی راہنمائی میں ان کے نائب ۔ بحظ: نصیب ۔ وافر: کامل و مکمل ۔

**فوائد:** (۱) طالب علم کے احترام اور ان کے ساتھ تواضع کی ترغیب دی گئی اور ان کے اس عمل پر خوش ہونا چاہئے اور ان کے لئے دعا و استغفار کرنا چاہئے ۔ (۲) علم کی فضیلت اس لئے ہے کیونکہ اس سے وہ روشنی پھوٹی ہے جو لوگوں کے لئے حق و خیر کے راستے کو روشن کرتی ہے ۔ (۳) علم عظیم ترین دولت اور اعلیٰ سرمایہ ہے جو اس کو جمع کرے اور اس کا اکرام و احترام کرے ۔ (۴) علم کی کمال عمل اور اخلاق اور طریق میں رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں حاصل ہوتی ہے ۔ (۵) علماء کی توہین اور ان کو ایذا پہنچانا فسق و گمراہی ہے کیونکہ یہ میراث نبوت کو اٹھانے والے ہیں ۔

۱۳۹۰: وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "نَضَرَ اللَّهُ أَمْرًا سَمِعَ مِنْ شَيْءٍ فَلَفَّهْ كَمَا سَمِعَهُ قَرُبَ مُبْلَغٍ أَوْ عِيٍّ مِنْ سَامِعٍ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

۱۳۹۰: حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ سے سنا: "اللہ تعالیٰ اس شخص کو سرسبز و شاداب کرے جس نے ہم سے کوئی بات سن کر پھر اس کو اسی طرح پہنچا دیا جس طرح اس نے سنا ۔ بسا اوقات وہ لوگ جن کو بات پہنچائی جاتی ہے سننے والے سے زیادہ یاد رکھنے والے ہوتے ہیں" ۔ (ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے ۔

**تخریج:** رواہ الترمذی فی العلم، باب ما جاء فی الحث علی تبلیغ السماع۔

**اللتخانی:** نضر: یہ نضار سے ہے اصل میں چہرے کی خوبصورتی اور چمک کے لئے آتا ہے ۔ خوش عیش رکھے یعنی نہایہ میں ہے کہ مراد اس سے حسن اخلاق اور اس کی قدر ہے ۔ شیئاً: تھوڑا سا علم ۔ کما سمعہ: جیسا اس نے لفظ و معنی کے اعتبار سے اس کو سنایا ۔ دونوں میں سے ایک ۔ قرب مبلغ: بہت سے مبلغین ۔ اوعی: یاد کرنے میں بڑھے ہوئے ہوتے ہیں یعنی مخفی معانی کے بارے میں زیادہ خبردار ہوتے ہیں ۔

**فوائد:** (۱) علم کی فضیلت ذکر کی گئی اور اس پر آمادہ کیا گیا ۔ (۲) علم کا نقل کرنا بھی امانت ہے اور اس کے یاد کرنے اور سمجھنے میں بھی پوری احتیاط چاہئے ۔ (۳) تابعین میں سے کئی ایسے ہوئے ہیں جو حدیث رسول کو سمجھنے میں بعض صحابہ سے زیادہ فقیہ تھے ۔

۱۳۹۱: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۱۳۹۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ سِئِلَ عَنْ عِلْمٍ لَكُمُ الْجَمُّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُلْجَأُ مِنْ نَارٍ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس سے کوئی علم کی بات پوچھی گئی پھر اس نے چھپالی قیامت کے دن اس کو آگ کی لگام دے دی جائے گی"۔ (ابوداؤد ترمذی) حدیث حسن ہے۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی العلم کراہیۃ منع العلم و الترمذی فی العلم باب ما جاء فی کتمان العلم۔

**اللُّغَاتُ:** علم: یعنی وہ علم جس کی تعلیم لازم اور اس کی ضرورت بھی ہے۔ کتمہ: اس کو بیان نہ کیا۔ الجم: جو لگام سے ہے لگام کو کہتے ہیں مراد اس سے یہ ہے کہ جس نے علم کو چھپایا گویا اس نے اپنے منہ کو لگام دی تو اس کی سزا بھی اسی فعل کی جنس سے گی۔  
**فوائد:** علم کی تبلیغ ضروری ہے جب کہ اس کے ذمے متعین ہو خاص کر جس علم کا تعلق دین سے ہو اس علم کا چھپانا ان کبیرہ گناہوں میں سے ہے جس پر سخت اور دردناک عذاب کی وعید ہے۔

۱۳۹۲: وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا يَنْتَفَعِي بِهِ وَجْهَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَتَعَلَّمُهُ إِلَّا لِيُصِيبَ بِهِ عَرَصًا مِنَ الدُّنْيَا لَمْ يَجِدْ عَرَفَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَعْنِي رِبْحَهَا" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ۔  
 ۱۳۹۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے کوئی علم سیکھا (یعنی) جس سے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی حاصل کی جاتی ہے (لیکن) اُس نے اس علم کو دنیا کی غرض سے حاصل کیا تو وہ روز قیامت جنت کی خوشبو بھی نہ پائے گا"۔ (ابوداؤد) عمدہ سند کے ساتھ۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی العلم باب طلب العلم لغير الله تعالى۔

**اللُّغَاتُ:** پیدا: جس سے طلب کیا جائے گا یا قصد کیا جائے۔ لیسب بہ ارضاً: تاکہ اس کے ذریعے دنیا کے کسی منصب یا رتبے یا دنیا کی کوئی چیز پالے۔ لم يجد عرف الجنة: وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھے گا۔ یہ جنت سے دوری سے کنایہ ہے اور کامیاب ہونے والوں میں داخل نہ ہونے سے کنایہ ہے۔

**فوائد:** (۱) طلب علم میں اخلاص اختیار کرنا چاہئے اور اس کا مقصد فقط اللہ کو راضی کرنا ہے۔ (۲) جس نے علم اللہ کی رضا مندی کے لئے حاصل کیا مگر دنیا تبعاً آگئی تو اس کو لینا جائز ہے اور یہ چیز اس کو نقصان نہ دے گی۔

۱۳۹۳: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو ابْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "إِنَّ اللَّهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ النَّاسِ وَلَكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بَقْبِضِ الْعُلَمَاءِ حَتَّى إِذَا لَمْ يَبْقَ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُؤُوسًا جُهَالًا، فَسُئِلُوا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
 ۱۳۹۳: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ سے سنا: "بے شک اللہ علم کو سینوں سے اسی طرح قبض نہ کریں گے کہ اس کو ان کے سینوں سے کھینچ لیں لیکن علم کو علماء کی وفات سے قبض کریں گے۔ یہاں تک کہ جب وہ کوئی عالم باقی نہیں رکھے گا تو لوگ جاہلوں کو سردار بنالیں گے پس ان سے سوال کیا جائے گا تو وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے اس طرح وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے"۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی العلم باب کیف یقبض العلم و مسلم فی العلم باب رفع العلم و قبضہ۔

**اللُّغَاتُ:** لا یقبض العلم: اس کو اٹھائے گا نہیں یعنی آخری زمانہ میں۔ انتزاعاً: کھینچنا یا اکھاڑنا۔ یقبض العلماء: ان کی موت

کے سبب۔ رؤس: جسے راس ایک روایت میں رؤس جمع ہے رؤس کی ہے۔

**فوائد:** (۱) علماء زمین پر لوگوں کے لئے امن کا سبب ہیں اور فضیلت و خیر کے چشمے ہیں۔ (۲) علماء کو اللہ کے فضل کی تکمیل میں یہ بشارت ہے کہ جو علم اللہ نے ان کو دیا ہے اس کو ان سے نہیں چھینے گا۔ (۳) طلب علم پر آمادہ کیا گیا تاکہ علماء زیادہ ہوں لوگ ان سے فائدہ حاصل کریں اور وہ اپنے دین کے معاملات میں خوب غور و فکر کریں۔ (۴) جس نے (بغیر علم کے) علم کا دعویٰ کیا اور لوگوں کو جہالت کا فتویٰ دیا اس نے اللہ پر افتراء کر کے لوگوں کو گمراہی اور اپنے آپ کو نقصان میں ڈالا۔ لوگوں میں سب سے نقصان دہ حق کو باطل کے ساتھ ملانا ہے۔ (۵) جاہلوں سے فتویٰ نہ لینا چاہئے یا بغیر علم کے فتویٰ نہ دینا چاہئے علم دین کا کم ہونا علامات قیامت میں سے ہے۔

## کِتَابُ حَمْدِ اللَّهِ تَعَالَى وَشُكْرِهِ

باب: اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کے شکر کا بیان

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”پس تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا اور تم میرا شکر ادا کرو اور میری ناشکری نہ کرو۔“ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”اگر تم شکر یہ ادا کرو تو ضرور بضرور تمہیں نعمتیں زیادہ دوں گا۔“ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”کہہ دیجئے تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔“ نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اور ان کی آخری پکار یہی ہوگی کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنہار ہے۔“

**حل الآیات:** فاذكرونی یعنی تم یاد کرو میری اطاعت کے ساتھ یا خوشحالی میں۔ اذکروکم یعنی مغفرت کے ساتھ یا سختی کے ساتھ۔ واشکرو لی: اور میرا شکر یہ ادا کرو میری نعمتوں پر۔ شکر اعتقاد زبان اور فعل سے ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے بندے کا ان چیزوں کی طرف پھر جانا یا متوجہ ہونا جو اللہ تعالیٰ نے اس پر انعام فرمایا۔ تکفرون: نعمتوں کا انکار کرنا اور شکر نہ کرنا۔ کفر ان نعمتوں کے انکار کو کہتے ہیں۔ لازیدنکم: ضرور میں نعمتیں بڑھاؤں گا۔ اخر دعواہم: یعنی جب بھی اہل جنت کسی نعمت سے فیض یاب ہوں گے تو کہیں گے الحمد للہ رب العالمین۔ حمد لغت میں زبان سے کسی اختیاری اچھائی پر بطور تعظیم کے تعریف کرنے کو کہتے ہیں اور عرف میں ایسا فعل جس سے منعم کی تعظیم ظاہر ہو کیونکہ وہ تعریف کرنے والے اور نہ کرنے والے پر انعام کرنے والا ہے۔

۱۳۹۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس معراج کی رات دو پیالے (ایک) شراب اور (ایک) دودھ کے لائے گئے پس آپ نے ان دونوں کی طرف دیکھا پھر دودھ لے لیا تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا: ”اس اللہ کا شکر ہے جس نے آپ کی راہنمائی فطرت کی طرف کی۔ اگر آپ شراب والا (پیالہ) لے لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔“ (مسلم)

۱۳۹۴: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُنِيَ لَيْلَةً أُسْرِيَ بِهِ بِقَدْحَيْنِ مِنْ خَمْرٍ وَلَبَنٍ فَنَظَرَ إِلَيْهِمَا فَأَخَذَ اللَّبَنَ - فَقَالَ جِبْرِيلُ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَذَاكَ لِلْفِطْرَةِ لَوْ أَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ أُمَّتُكَ - رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔



**تخریج:** رواہ مسلم فی الایمان، باب الاسراء برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

**اللَّخَائِذُ:** اسری ہی: یعنی بیت المقدس سے آسمانوں کی سیر کرائی گئی۔ سراء اور اسراء رات کو چلنے کو کہتے ہیں۔ بقدر حین: یعنی شراب اور دودھ کا بھرا ہوا۔ هداك: یعنی آپ کی راہنمائی کی اور الہام کیا کہ آپ نے فطری علامت کو چنا۔ یہاں مراد استقامت، توحید اور انجام کی سلامتی ہے۔ دودھ کو اس کی علامت بتلایا گیا کیونکہ وہ پاکیزہ، طاہر، نرم اور پینے والوں کے لئے خوش گوار ہے۔ بعض کو فائدہ پہنچاتا ہے اور دکھ نہیں دیتا۔ ولو اخذت الخمر غوت امتك: یعنی جہالت و گمراہی میں مشغول ہو جاتی کیونکہ شراب ام الخبائث ہے اور برائیوں کو دعوت دینی والی ہے۔

**فوائد:** (۱) اسلام دین فطرت ہے اس کو صحیح سالم نفس قبول کرتا ہے۔ مضبوط فہم اس کو پالیتے یا اس کا اور اک کر لیتے ہیں۔ (۲) اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنے کی ترغیب دی گئی ان بھلائیوں اور فضیلتوں پر جو میر آئیں۔ (۳) اللہ تعالیٰ کی تعریف امت پر کی جانے والی عمومی نعمتوں پر بھی لازم ہے۔ (۴) اچھی بشارتوں سے بہتر گمان لینا اور اسی طرح خوش کن نشانات سے اچھا خیال لانا مستحب ہے۔ (۵) شراب ام الخبائث ہے اور امت کے لئے جہالت اور فہم کے الٹ ہونے کا عنوان اور ہلاکت و تباہی کا ذراوا ہے۔

۱۳۹۵: وَعَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "كُلُّ أَمْرٍ ذِي بَالٍ لَا يَبْدَأُ فِيهِ بِالْحَمْدِ لِلَّهِ فَهُوَ أَقْطَعُ" حَدِيثٌ حَسَنٌ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَغَيْرُهُ۔  
۱۳۹۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ ہر وہ کام جو اہمیت والا ہو اس کو اللہ کی تعریف کے ساتھ شروع نہ کیا جائے تو وہ بے برکت ہے۔ (ابوداؤد وغیرہ) حدیث حسن ہے۔

**تخریج:** رواہ ابوداؤد فی الادب، باب الہدی فی الکلام وغیرہ کابن ماجہ فی النکاح، باب خطبة النکاح۔

**اللَّخَائِذُ:** امر: دنیا اور آخرت کے کاموں میں سے کوئی کام۔ ذی بال: اہمیت والا۔ بال اصل میں دل کو کہتے ہیں۔ بالحمد للہ: یعنی اس لفظ کے ساتھ یا ایسا لفظ جس میں حمد کا معنی پایا جائے۔ اقطع: ناقص خیر و برکت میں قلیل۔

**فوائد:** (۱) مسلمانوں کے آداب میں سے یہ ہے کہ اپنے قول و فعل کا آغاز اللہ کی تعریف سے کرے۔ افضل یہ ہے کہ الحمد للہ اور بسم اللہ کو جمع کیا جائے۔ ابتداء بسم اللہ اور الحمد للہ سے کریں جبکہ فعل مباح، مستحب یا واجب ہو۔ اگر وہ فعل مکروہ ہے تو پھر حرام ہے اور اگر حرام ہے تو تب بھی حرام ہے۔

۱۳۹۶: وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "إِذَا مَاتَ وَلَدُ الْعَبْدِ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى لِمَلَائِكَتِهِ: قَبِضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِي فَيَقُولُونَ: نَعَمْ - فَيَقُولُ: قَبِضْتُمْ ثَمَرَةً فَوَادِهِ؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ - فَيَقُولُ: فَمَاذَا قَالَ عَبْدِي؟ فَيَقُولُونَ حَمْدَكَ وَاسْتَرْجَعَ فَيَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى: ابْنُوا لِعَبْدِي بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَاسْمُوهُ بَيْتَ الْحَمْدِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔  
۱۳۹۶: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب کسی کا بیٹا فوت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کو فرماتے ہیں تم نے میرے بندے کے بیٹے (کی روح) کو قبض کیا ہے؟ وہ کہتے ہیں جی ہاں پھر اللہ فرماتے ہیں تم نے اس کے دل کے پھل کو قبض کیا ہے؟ وہ کہتے ہیں جی ہاں۔ اس پر اللہ فرماتے ہیں کہ پھر میرے بندے نے کیا کہا؟ وہ کہتے ہیں تیری تعریف کی اور ان اللہ پڑھا تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے بندے کے لئے جنت میں ایک گھر بنا دو اور اس کا نام بیت الحمد رکھ دو"۔ (ترمذی) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخریج:** رواہ الترمذی فی الجنائز باب فضل المصیبة اذا احتسب۔

**اللَّعْنَانِ:** قبضتم: مقام کی عظمت کے بارے میں متنبہ کرنے کے لئے استفہام لایا گیا۔ ولا عبدی: ولا کا اطلاق چھوٹے اور بڑے سب پر ہوتا ہے۔ ثمرة فوادیہ: یہ لڑکے سے کتایہ ہے دلی تعلق کے زیادہ ہونے کی وجہ سے۔ پس وہ اسی طرح ہو گیا گویا اس کا مقصود پھل ہے۔ استرجع: انا اللہ کہا۔

**فوائد:** (۱) مصیبت کے وقت صبر کی فضیلت اور اللہ تعالیٰ کے اس فیصلے پر اس کی تعریف جب مصیبت بڑی ہوتی ہے تو اجر بھی بڑا ملتا ہے۔ (۲) وہ بندہ جو مبتلا ہو اور وہ مؤمن جو قضا الہی پر راضی ہو اور اللہ کے ہاں ثواب کا اُمیدوار بھی ہو۔ (۳) ہر حال میں اللہ کی تعریف پر آمادہ کیا گیا۔ (۴) اسلام نے فطرت کی نگہبانی کی اور اس کو پختہ کیا گیا تاکہ والد کا تعلق بیٹے سے پختہ ہو جائے۔

۱۳۹۷: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِنَّ اللَّهَ لَيَرْضَى عَنِ الْعَبْدِ يَأْكُلُ الْأَكْلَةَ فَيَحْمَدُهُ عَلَيْهَا، وَيَشْرَبُ الشَّرْبَةَ فَيَحْمَدُهُ عَلَيْهَا، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
۱۳۹۷: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بے شک اللہ اس بندے سے خوش ہوتے ہیں جو کھانا کھا کر اس کی حمد کرتا ہے اور پی کر اس پر بھی حمد کرتا ہے۔“ (مسلم)

**تخریج:** اس حدیث کی تخریج اور شرح باب بیان کثرة طرق الخیر ۲۴/۱۴۰ میں گزر چکی ہے۔

**فوائد:** اللہ تعالیٰ کی حمد کی فضیلت اور اس کے اجر عظیم کی بڑائی اور اس کے لئے ابھارا گیا خواہ اچھی چیز تھوڑی ہو یا زیادہ۔ (۴) اللہ کے فضل اور وسعت رحمت کو بتلایا۔

## کِتَابُ الصَّلَاةِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

۲۷۲: بَابُ فَضْلِ الصَّلَاةِ عَلَى

بَابُ: رَسُولِ اللَّهِ ﷺ پر

رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

درود شریف

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ [الاحزاب: ۵۶]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت بھیجتے ہیں اے ایمان والو! تم بھی ان پر رحمت و سلام بھیجا کرو۔“ (الاحزاب)

**حل الآيات:** صلوة کی نسبت اللہ کی طرف ہو تو رحمت اور احسان میں اضافہ مراد ہوتا ہے جبکہ ملائکہ سے استغفار اور انسانوں سے دعا۔ رسول اللہ ﷺ کو صلوة کا فائدہ درجات کی بلندی اور مراتب کمال میں ترقی پاتا ہے۔ سنت یہ ہے کہ صلوة و سلام دونوں کو جمع کیا جائے۔

۱۳۹۸: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو ابْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ”مَنْ صَلَّى عَلَى صَلَاةٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۳۹۸: عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ”جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں دس مرتبہ رحمتیں نازل فرماتا ہے۔“ (مسلم)

**تخریج:** رواہ الترمذی فی ابواب الصلوة باب ما جاء فی فضل الصلوة علی النبی ﷺ۔

**اللَّحَاقَاتُ:** صلاة: ایک مرتبہ پڑھا کسی بھی صیغہ کے ساتھ۔ بھا: اس کے بدلے میں یا اس کے سبب۔

**فوائد:** نبی اکرم ﷺ پر درود کی فضیلت اور اس کی ترغیب دلائی گئی ہے۔

۱۳۹۹: وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ”أَوْلَى النَّاسِ بِي يَوْمَ الْقِيَمَةِ أَكْثَرُهُمْ عَلَى صَلَاةٍ“ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

۱۳۹۹: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”لوگوں میں قیامت کے دن میرے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو مجھ پر سب سے زیادہ درود پڑھتا ہو۔“ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

**تخریج:** رواہ الترمذی فی ابواب الصلوة باب ما جاء فی فضل الصلوة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

**اللَّحَاقَاتُ:** اولی الناس لی: میرے ساتھ خاص اور مجھ سے زیادہ قریب اور میری شفاعت کا سب سے زیادہ حقدار۔ اکثرهم علی صلاة: مجھ پر دنیا میں سب سے زیادہ درود پڑھنے والا۔

**فوائد:** نبی اکرم ﷺ پر درود میں کثرت کا حکم دیا گیا اور کثرت درود والے کو قیامت کے دن اونچے درجے کی خوشخبری دی گئی۔

۱۴۰۰: وَعَنْ أُوسِ بْنِ أُوسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۱۴۰۰: حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : "إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاتَّكِرُوا عَلَى مِنَ الصَّلَاةِ فِيهِ ، فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ ، قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَكَيْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ أَرَمْتَ قَالَ يَقُولُ : يَلَيْتُ قَالَ : "إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ۔

اللہ ﷻ نے فرمایا: ”تمہارے سب سے زیادہ فضیلت والے دنوں میں جمعہ کا دن ہے پس اس دن مجھ پر زیادہ درود پڑھو۔ پس تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔“ صحابہ نے کہا یا رسول اللہ کس طرح ہمارا درود آپ پر پیش کیا جاتا ہے جب کہ آپ کا جسم بوسیدہ ہو چکا ہوگا آپ نے ارشاد فرمایا: ”بے شک اللہ نے زمین پر انبیاء علیہم السلام کے جسموں کو حرام کر دیا۔“

(ابوداؤد)

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الصلاة باب فضل يوم الجمعة و ليلة الجمعة۔

اللَّغَاثَاتُ : معروضہ علی: وہ فرشتے پیش کرتے ہیں جو اس کے لئے مقرر ہیں۔ ان اللہ حرم علی الارض ان تاكمل اجساد الانبياء: یعنی زمین کو روک دیا کہ ان کے اجساد کو بوسیدہ کرے۔

فوائد: (۱) جمعہ کے دن کی فضیلت ذکر کی گئی۔ اس دن درود شریف کی فضیلت ذکر کی گئی۔ (۲) جن اعمال صالحہ کی کثرت سے ترغیب دی گئی ان میں ایک درود شریف ہے کیونکہ یہ آپ پر پیش کیا جاتا اور آپ اس پر خوش ہوتے ہیں۔ آپ اللہ تعالیٰ سے درود پڑھنے والے کے لئے مزید رضامندی طلب فرماتے ہیں اور یہ بھی آتا ہے کہ آپ کی روح لوٹائی جاتی ہے جب آپ کو درود پیش کیا جاتا ہے۔

۱۴۰۱: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "رَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عَنْدهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

۱۴۰۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اس آدمی کی ناک خاک آلود ہو جس کے ہاں میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔“ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ الترمذی فی ابواب الدعوات 'باب قول رسول الله صلى الله عليه وسلم رَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ

اللَّغَاثَاتُ : رَغِمَ أَنْفُ: مٹی سے مل جائے۔ یہ جملہ ذلت و حقارت اور خسارے سے کنایہ ہے۔ ذکر ت عنده: میرے نام کا ذکر سنو۔ فوائد: نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنا جب بھی آپ کا ذکر کیا جائے لکھ کر یا آواز سے درود بھیجنا مستحب ہے اور یہ تذکرے وغیرہ کے لئے مستحب ہے بعض علماء اس کے وجوب کی طرف گئے ہیں۔

۱۴۰۲: وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَجْعَلُوا قَبْرِي عِيدًا وَصَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ تَبْلُغُنِي حَيْثُ كُنْتُ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ۔

۱۴۰۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میری قبر کو عید مت بناؤ اور مجھ پر درود بھیجو بے شک تمہارا درود مجھے پہنچتا ہے جہاں تم ہو۔“ (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی آخر المناسك 'باب زيارة القبور۔

اللَّغَاثَاتُ : لَا تَجْعَلُوا قَبْرِي عِيدًا: یعنی میری زیارت کے لئے ایسے مت جمع ہو جیسے لوگ عید کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ تبلغنی: مجھ پر پیش کیا جاتا ہے اور میرے پاس اس کا نتیجہ پہنچتا ہے۔

**فوائد:** ایسے کاموں کے کرنے کی ممانعت کی گئی ہے جو آپؐ کی زیارت کے ادب کے خلاف ہو جیسے بطور نیت جس کی رخصت عید میں دی گئی ہے کیونکہ یہ بسا اوقات ایسی چیز کی طرف پہنچانے والا ہے جو بت پرستی میں سے ہے جیسا پہلی امتوں میں ہوا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جس فعل کو مسلمان جاہل لوگ بعض نیک لوگوں کی قبروں کی زیارت کے لئے باطل اور بے نفع انفعال کرتے ہیں ایسی حرکات جو رقص کے مشابہ سے ہوتی ہیں ان کی عظمت کا پردہ اٹھ جاتا ہے یہ حقیقت میں بے ادبی اور جہالت کا نمونہ ہیں تو حید میں خلل اندازی اسلام کی پاکیزگی اس کے جمال اور اصل جوہر میں ملاوٹ سے مشابہ ہے۔ (۲) مسجد نبویؐ کی زیارت مستحب ہے۔ حضور ﷺ پر درود پڑھنے کی ترغیب دی گئی جہاں بھی آپؐ کا ذکر کیا جائے کیونکہ درود آپؐ تک پہنچایا جاتا ہے۔

۱۴۰۳: وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: مَا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ إِلَّا رَدَّ اللَّهُ عَلَيَّ رُوحِي حَتَّىٰ أَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ۔  
۱۴۰۳: انہی راوی سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”وہ آدمی بخیل ہے کہ جس کے ہاں میرا تذکرہ ہو اور وہ مجھ پر لوٹا دیتے ہیں یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔“ (ابو داؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

**تخریج:** ابوداؤد فی البحر المستطاب باب زیارۃ القبور۔

**اللغزات:** رد اللہ علی روحی یعنی وہ جو اس نطق کو عام حالات میں لازم ہے۔

**فوائد:** (۱) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں اور ہر اس شخص کو سلام کا جواب دیتے ہیں جو سلام بھیجتا ہو اور کوئی زمانہ بھی سلام سے خالی نہیں ہوتا۔ (۲) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زندگی کی حقیقت اللہ ہی جانتے ہیں وہ ہماری اس زندگی سے مختلف ہے۔ (۳) درود و سلام کے کثرت سے پڑھنے کی ترغیب دی گئی تاکہ مسلمان سلام کے جواب کے شرف سے حصہ پائے اور یہ جواب بھی سب رسولوں کے سردار کی طرف سے ہے۔

۱۴۰۴: وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”الْبَحِيلُ مَنْ ذَكَرْتُ عَنْدهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ“ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔  
۱۴۰۴: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”وہ آدمی بخیل ہے کہ جس کے ہاں میرا تذکرہ ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔“ (ترمذی) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخریج:** ابوداؤد الترمذی فی ابواب الدعوات باب قول الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رغبہ النہ رجل۔

**اللغزات:** البخیل: کاس بخل والا اور اصل بخل مستحق سے چیز کو چھین لینا یا روک لینا۔ ذکر ت عنده یعنی میرا تذکرہ سنو۔

**فوائد:** آنحضرت ﷺ درود کے حقدار ہیں جب بھی آپؐ کا تذکرہ آئے کیونکہ آپؐ کا امت پر احسان ہے۔ دنیا اور آخرت میں امت کی سعادت کا سبب آپؐ ہی ہیں۔ (۲) آپؐ پر درود کا چھوڑ دینا بخل کا عنوان خباثت نفس کی دلیل اور بد بطنی کی علامت ہے کیونکہ اس نے ایسی چیز چھوڑی جس کا بہت بڑا نفع خود اس کی طرف لوٹنے والا ہے۔ درود کے پڑھنے میں اس کی کوئی مشقت بھی نہیں اور نہ ہی کوئی چیز کم ہوتی ہے البتہ اس میں اللہ کے حکم کی پیروی کو چھوڑنا لازم آتا ہے۔

۱۴۰۵: وَعَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: حَدَّثَنَا فَضَالَةُ بْنُ عُبَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سَے روایت ہے



کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو اپنی نماز میں اس طرح دعا کرتے ہوئے سنا کہ اس نے اللہ کی حمد کی نہ اس نے حضور پر درود بھیجا اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اس آدمی نے جلدی کی ہے پھر اسی کو یا دوسرے کو بلا کر فرمایا جب تم میں سے کوئی دعا کرے تو اپنے رب کی حمد و ثناء سے ابتداء کرے پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے پھر اس کے بعد جو چاہے دعا کرے۔“ (ابوداؤد ترمذی)

دونوں نے کہا حدیث صحیح ہے۔

قَالَ: سَمِعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَجُلًا يَدْعُو فِي صَلَاتِهِ لَمْ يُمَجِّدِ اللَّهَ تَعَالَى وَلَمْ يُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «عَجَلْ هَذَا» ثُمَّ دَعَا فَقَالَ لَهُ - أَوْ لغيره -: «إِذَا صَلَّي أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِتَحْمِيدِ رَبِّهِ سُبْحَانَهُ وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِ ثُمَّ يُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ يَدْعُو بَعْدَ بَسْمَاءٍ شَاءَ» رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

**تخریج:** رواه أبو داود في الصلاة باب في ثواب تحسب الترمذی ص ۱۰۰۰ باب ادع تحب

**اللَّحْنَانِ:** فی صلوٰۃ۔ ظہریٰ معلوم ہوتا ہے نماز سے فارغ ہونے کے بعد۔ عجل: اس نے جلدی کی ہے اللہ کی حمد نہیں کی یا اس نے اپنی دعا کی ہے حضور پر درود نہیں بھیجا۔ صلی احدکم: یعنی دعا کرنے کا ارادہ کرے۔ ثناء: اللہ کی ذاتی صفات اور جو باتیں اس کے لائق ہیں ان سے پاکیزگی بیان کرے۔

**فوائد:** اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء سے دعا کو شروع کرنا مستحب ہے۔ پھر ضرور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے۔ جس طرح کہ دعا کا درود کے ساتھ ختم کرنا مستحب ہے لیکن آخر میں حمد آنا چاہئے۔ (واخر دعواہم ان الحمد لله رب العالمین)

۱۴۰۶: حضرت ابو محمد کعب بن جحر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم (گھر سے) نکل کر ہمارے پاس تشریف لائے۔ تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم نے یہ تو جان لیا کہ ہم کس طرح آپ پر سلام بھیجیں مگر آپ پر درود کس طرح بھیجیں۔ آپ نے فرمایا: ”تم کہو اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ... حَمْدٌ مَّجِيدٌ اے اللہ محمد اور آل محمد پر رحمت نازل فرما جس طرح آپ نے آل ابراہیم پر رحمت نازل فرمائی ہے شک آپ تعریف و بزرگی والے ہیں۔ اے اللہ محمد اور آل محمد پر برکت نازل فرما جس طرح آپ نے آل ابراہیم پر برکت نازل فرمائی۔ بے شک آپ تو صبیحوں والے بزرگی والے ہیں۔“ (بخاری و مسلم)

۱۴۰۶: وَعَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ عَلِمْنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فَكَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ؟ قَالَ: قُولُوا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

**تخریج:** رواه البخاری فی التفسیر باب قوله تعالى ﷻ اِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ يُصَلُّوْنَ عَلٰی النَّبِيِّ ﷺ الایة و مسلم فی الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد التشہد

**اللَّحْنَانِ:** علمنا کیف نسلم عليك: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سکھایا کہ وہ تشہد میں السلام عليك ايها النبي ﷺ الى آخره کہا کرے۔ صلی علی محمد: یعنی آپ پر جو رحمت اس عظمت کے ساتھ ملی ہوئی ہو آپ کے مقام کے لائق ہے جس کو اے اللہ آپ ہی جانتے ہیں۔ آل محمد: آپ کے قرابت رشتہ دار بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب یا امت میں جو بھی آپ کے طریقے پر

چلنے والا ہو۔ کما صلیت: جیسے آپ نے رحمت بھیجی۔ حمید مجید: یہ حمد اور مجد سے مبالغے کے صیغے ہیں یعنی کیونکہ آپ تعریف بزرگی اور عظمت کے ذاتی طور پر مستحق ہیں۔ بارک: یہ برکت سے ہے زیادتی اور نمو کو کہتے ہیں۔

**فوائد:** مستحب یہ ہے کہ ان مذکورہ الفاظ سے درود بھیجا جائے۔ اس سے پیغمبر پر درود کی فضیلت حاصل ہوگی اور آپ کی پیروی اور اقتداء اور جس کا آپ نے حکم دیا اس کو لازم پکڑنے کی فضیلت میسر آئے گی۔ مزید یہ کہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اتباعِ نبیؐ کی چیزیں ایجاد کرنے سے بہتر جبکہ سنت دوسری چیزوں سے مستغنی کر دیتی ہے۔

۱۴۰۷: حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس اس حالت میں تشریف لائے کہ ہم سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی مجلس میں بیٹھے تھے آپ سے بشیر بن سعد نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمیں اللہ نے آپ پر درود بھیجنے کا حکم فرمایا۔ پس کس طرح ہم آپ پر درود بھیجیں؟ اس پر رسول اللہ خاموش ہو گئے یہاں تک کہ ہمارے دل میں تمنا پیدا ہوئی کہ وہ آپ سے سوال نہ کرتے۔ پھر آپ نے فرمایا تم کہو: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرٰہِیْمَ وَبَارَکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ..... حَمِیدٌ مَّجِیدٌ: ”اے اللہ محمد اور آل محمد پر رحمت نازل فرما جس طرح آپ نے ابراہیم پر رحمت نازل فرمائی اور برکت نازل فرما محمد اور آل محمد پر جس طرح آپ نے ابراہیم پر برکت نازل فرمائی بے شک آپ تعریفوں والے بزرگی والے ہیں اور سلام اسی طرح ہوگا جس طرح تم جان چکے ہو۔“ (مسلم)

۱۴۰۷: وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَانَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَنَحْنُ فِي مَجْلِسٍ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ لَهُ بَشِيرُ بْنُ سَعْدٍ: أَمَرَنَا اللَّهُ أَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَكَيْفَ نُصَلِّيُ عَلَيْكَ؟ فَسَكَتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى تَمَنَيْنَا أَنَّهُ لَمْ يَسْأَلْنَا ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قُولُوا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرٰہِیْمَ وَبَارَکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرٰہِیْمَ اِنَّكَ حَمِیدٌ مَّجِیدٌ وَالسَّلَامُ کَمَا قَدْ عَلِمْتُمْ۔

رَوَاهُ مُسْلِمٌ

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد التشہد۔

**اللَّحَاقَاتُ:** بشیر ابن سعد: یہ ابن سعد بن ثعلبہ ہیں۔ یہ ابن سعد بن عبادہ نہیں۔ حتی تمنینا: یعنی بہت دیر تک خاموش رہنے کی وجہ سے شفقت کرتے ہوئے آپ پر تمنا کی۔ آپ کی یہ خاموشی انتظار وحی یا اجتہاد کے لئے تھی۔ کما قد علمتم: یعنی تشہد میں۔ **فوائد:** اسی طرح کے فوائد جو پہلی روایت میں نزرے۔ دونوں حدیثوں سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ نبی اکرم ﷺ پر درود ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل کے ساتھ ملایا جائے گا۔ (۲) مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ جو اس کو اشکال پیدا ہو یا دین کا جو حکم اس پر مخفی ہو اس کے متعلق اہل علم سے پوچھے اور اہل علم سے سوال کرنے کے بغیر بغیر علم کے دل سے کوئی چیز نہ گھرے۔

۱۴۰۸: حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح آپ پر درود بھیجیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کہو: ”اے اللہ محمد ﷺ اور آپ کی ازواج اور ذریت پر رحمت نازل فرما جس

۱۴۰۸: وَعَنْ أَبِي حَمِيدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلِّ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلِّمْ كَيْفَ نُصَلِّيُ عَلَيْكَ؟ قَالَ: ”قُولُوا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی

اَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ طرَح آپ نے ابراہیم پر نازل فرمائی بے شک آپ تعریف و بزرگی والے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی احادیث الانبیاء، باب یزفون النسلان فی المشی، و فی الدعوات اهل یصلی علی غیر النبی صلی اللہ علیہ وسلم و مسلم فی الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد الشہد۔

**اللغات:** ازواجہ: ازواج جمع زوج، یہ لفظ مذکر اور مؤنث دونوں پر بولا جاتا ہے۔ آپ ﷺ کی گیارہ ازواج رضی اللہ عنہن تھیں۔ دو آپ ﷺ کی زندگی میں فوت ہوئیں اور نو آپ کے بعد زندہ رہیں۔ ذریتہ آپ کی تمام اولاد بیٹیاں اور ان کی اولاد آپ ﷺ کی اولاد میں آپ کی وفات کے بعد فاطمہ اور اس کی اولاد کے علاوہ کوئی بھی باقی نہ رہا۔

**فوائد:** گزشتہ فوائد سمیت مستحب یہ ہے کہ درود اور برکت کی دعا آپ کی ازواج اور ذریت کے لئے بھی کی جائے اور یہ جمعاً ہوگی کیونکہ صلوٰۃ کا لفظ غیر انبیاء کے لئے انفرادی طور پر استعمال کرنا مکروہ ہے۔

## کِتَابُ الْأَذْكَارِ

۴۴۴: بَابُ فَضْلِ الذِّكْرِ

وَالْحَثُّ عَلَيْهِ!

بَابُ: ذکر کرنے کی فضیلت اور اس پر

رغبت دلانے کا ذکر

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: البتہ اللہ تعالیٰ کا ذکر سب سے بڑی چیز ہے۔ (العنکبوت)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔“ (البقرة)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اپنے رب کو اپنے دل میں صبح و شام گڑگڑا کر اور ڈرتے ہوئے یاد کرو۔ زبان سے زور سے بول کر نہیں اور غافلوں سے مت بنو۔“ (الاعراف)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کو تم بہت زیادہ یاد کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔“ (الجمعة)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”بے شک مسلمان مرد اور عورتیں اللہ تعالیٰ کے اس قول تک اور اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ یاد کرنے والے مرد اور عورتیں اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے بخشش اور بہت بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔“ (الاحزاب)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کرو اور صبح و شام اس کی پاکیزگی بیان کرو۔“ (الاحزاب)

اس سلسلہ میں آیات بہت اور معلوم ہیں۔

وَالْآيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيرَةٌ مَّعْلُومَةٌ۔

**حل الآيات:** اکبر: یعنی ہر چیز سے افضل ہے۔ فاذا کرونی: ذکر شرع میں بطور بعض کے زبان سے ثناء اور دعا کرنا بعض اوقات ذکر کا لفظ اس بات کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جس کا کہنے والا بات کا مستحق ہو۔ علامہ حجر نے فتح الباری میں لکھا کہ ذکر کا لفظ مطلقاً آئے تو اس سے مراد اس عمل پر بیشکی ہوتی ہے جو اللہ نے لاحق کیا (لازم کیا ہے) یا مستحب قرار دیا ہے اور زبان سے ذکر جیسے سبحان اللہ، الحمد للہ پڑھنا اور قلب سے ذکر ذات و صفات کے دلائل میں سوچ و بچار کرنا اور اعضا، وجوہ کا ذکر طاعات میں مشغولیت جیسے نماز، حج، زکوٰۃ۔ اذکرکم: تم پر میں رحم کروں گا اور بخشش فرماؤں گا۔ فی نفسک: یعنی آہستہ۔ تضرعاً: عاجزی سے۔ خیفۃ: خوف سے۔ دون الجہر: جہر سے کم ابن عباس فرماتے ہیں کہ تیرا نفس خود سنے اور دوسرا نہ سنے۔ بالغدو: دن کا پہلا حصہ۔ الاصال: دن کا آخری حصہ۔ خاص طور پر ان دونوں اوقات میں ذکر کا مطالبہ ان کی فضیلت کی وجہ سے کیا گیا اور اس لئے بھی کہ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى : ﴿وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ﴾ [العنکبوت: ۴۵] وَقَالَ تَعَالَى : ﴿فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ﴾ [البقرة: ۱۵۲] وَقَالَ تَعَالَى : ﴿وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ بِالْغَدُوِّ وَالْأَصَالِ وَلَا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ﴾ [الاعراف: ۲۰۵] وَقَالَ تَعَالَى : ﴿وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ [الجمعة: ۱۰] وَقَالَ تَعَالَى : ﴿إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ ..... إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى ..... وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا﴾ [الاحزاب: ۳۵] وَقَالَ تَعَالَى : ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا﴾ [الاحزاب: ۴] الْآيَةُ۔

دن کی ابتداء اور اختتام نیکی اور اعمال صالحہ سے ہو اور عمل صالح اس مغفرت کو جو کہ بخشش کی طرف پہنچانے والا ہے۔ سبحوہ: ان کو پاک قرار دو ان باتوں سے جن کے وہ لائق نہیں۔ بکروۃ: دن کا پہلا حصہ۔ اصیلا: دن کا پچھلا حصہ۔

۱۴۰۹: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "كَلِمَتَانِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ، ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ، حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمَنِ: سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
 ۱۴۰۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دو کلمے جو زبان پر ہلکے پھلکے ہیں۔ میزان میں بہت بھاری ہیں اور رحمان کو بہت محبوب ہیں وہ: سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ اور سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ ہیں۔" اللہ پاک ہے اپنی تعریفوں کے ساتھ اور اللہ پاک ہے عظیموں والا۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی الايمان، باب اذا قال واللہ لا نکلم الیوم، و الدعوات۔ باب فضل التسمیح و التوحید و مسلم فی الذکر و الدعاء، باب فضل التہلیل و التسمیح۔

**اللَّحْنَانِ:** کلمتان: کلمہ سے مراد یہاں لغوی معنی ہے یعنی جملہ مفیدہ۔ خفیفتان: یعنی آسان علامہ طبری فرماتے ہیں کہ خفت یہاں آسانی سے کنایہ ہے۔ اس کلام کے زبان پر آسانی سے جاری ہونے کو اس بوجھ سے تشبیہ دی۔ جو اٹھانے والے کے لئے آسان ہو۔ ثقلینان: بعض نے کہا ثقل کا لفظ یہاں حقیقی معنی میں ہے کیونکہ اعمال میزان میں اعیان کی طرح جسم دار ہیں اور ان کا بھی بوجھ ہو گا جس سے ان کا بھی وزن کیا جائے گا بعض نے کہا کہ اعمال کے صحیفوں کا وزن کیا جائے گا۔ فی المیزان: کہا گیا کہ ایک محسوس جسم ہے جس کی ایک زبان اور دو پڑے ہیں حقیقت اللہ جانتے ہیں۔ حبیبان الی الرحمن: اللہ کی محبت سے مراد کہنے والے سے اس کی رضامندی ہے۔ سبحان اللہ و بحمدہ۔ یعنی میں اس کو پاک قرار دیتا ہوں جو اس کی حمد و ثناء سے پاکیزگی ملی ہوئی ہے۔ پہلا ان صفات سے اللہ کی پاکیزگی کو ظاہر کرتا ہے جو اس کی ذات کے لائق نہیں اور دوسرا کلمہ اس کو ان صفات سے مزین مانتا ہے جو کامل ہیں۔

۱۴۱۰: وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَا أَقُولُ: سُبْحَانَ اللَّهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ، أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
 ۱۴۱۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر میں یہ کلمات کہوں: سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ ..... اللہ پاک ہے اور تمام تعریفیں اسی کے لئے ہیں اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑے ہیں تو یہ کلمات کہنا مجھے ان تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے جن پر سورج طلوع ہوتا ہے۔ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الذکر و الدعاء، باب فضل التہلیل و التسمیح و الدعاء۔

**ہوائند:** ما قبل کے فوائد ملاحظہ ہوں۔ نیز اللہ تعالیٰ کو تنزیہ و تحمید کے ساتھ یاد کرنے کی ترغیب دی گئی۔ اس کی تعظیم توحید اور بڑائی کی طرف متوجہ کیا گیا۔ یہ اذکار دنیا اور جو کچھ اس میں ہے ان سب سے افضل ہیں کیونکہ یہ آخرت کے اعمال سے تعلق رکھتے ہیں جو باقی رہنے والے ہیں۔ ان کا ثواب کبھی بھی بیکار اور ان کا اجر کبھی بھی منقطع نہ ہو گا مگر دنیا جو زوال کی طرف جارہی اور فنا کی طرف لوٹ رہی ہے۔ اللہ نے فرمایا جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ ختم ہونے والا ہے اور جو اللہ کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے۔

۱۴۱۱: وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ  
 ۱۴۱۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ



الْمَلِكُ ..... ” اللہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لئے بادشاہی ہے اور اسی کے لئے تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر قدرت والے ہیں۔“ یہ کلمات دن میں ایک سو مرتبہ پڑھے تو اس کو دس گردنیں آزاد کرنے کا ثواب ملے گا، سونکیاں لکھی جائیں، سو گناہ مٹا دیے جائیں گے اور وہ اس کے لئے شام تک شیطان سے حفاظت کا ذریعہ بن جائے گا اور کوئی بھی اس سے زیادہ افضل کام نہ لائے گا مگر وہ شخص جس نے اس سے زیادہ کیا ہو اور آپ نے فرمایا جس نے: سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ ایک دن میں سو مرتبہ کہا اس کی غلطیاں مٹا دی جاتی ہیں خواہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔“ (بخاری و مسلم)

الْمَلِكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ، فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ كَانَتْ لَهُ عِدْلَ عَشْرِ رِقَابٍ وَكُتِبَتْ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ ، وَمُحِيتُ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ ، وَكَانَتْ لَهُ حِرْزًا مِنَ الشَّيْطَانِ يَوْمَهُ ذَلِكَ حَتَّى يُمِيسَ ، وَلَمْ يَأْتِ أَحَدٌ بِأَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهِ إِلَّا رَجُلٌ عَمِلَ أَكْثَرَ مِنْهُ ، وَقَالَ : مَنْ قَالَ : سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ ، فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

**تخریج:** الاول رواه البخاری فی الدعوات ، باب فضل التهلیل ، و فی بدء ابداء ابداء ، باب صفة ابليس و الثاني فی الدعوات ، باب فضل التسبیح و مسلم رواهما فی المذکر و الدعاء ، باب فضل التهلیل و التسبیح و الدعاء۔  
اللُّغَاتُ : له الملك : تسلط اور غلبہ اسی ہی کو ہے اور کوئیں۔ عدل عشر رقاب : یعنی اس کا ثواب دس گردنیں آزاد کرنے کے برابر ہے۔ حرزاً : بچاؤ۔ عمل اکثر منه : یعنی سو سے زائد۔ زبد البحر : یعنی سمندر کی جھاگ۔

۱۴۱۲: حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے یہ کلمات: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ دس مرتبہ پڑھا اس کا یہ عمل اس آدمی کے عمل کی طرح ہے جس نے اولاد اسماعیل میں سے چار گردنیں آزاد کیں۔“ (بخاری و مسلم)

۱۴۱۲: وَعَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ”مَنْ قَالَ : لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ ، وَلَهُ الْحَمْدُ ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ، عَشْرَ مَرَّاتٍ ، كَانَ كَمَنْ أَعْتَقَ أَرْبَعَةَ أَنْفُسٍ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

**تخریج:** رواه البخاری فی الدعوات ، باب فضل التهلیل و مسلم فی المذکر ، باب فضل التسبیح و التهلیل و الدعاء۔  
فوائد: درجات کی بلندی اور گناہوں کو مٹانے میں ان اذکار کا بہت بڑا ثواب اور شیطان کی گمراہیوں سے حفاظت ہے۔ یہ اس لئے کہ اللہ کی تقدیس تنزیہ ثناء قسم و قسم کی خوبیوں پر مشتمل ہے۔ بعض نے کہا کہ یہ اذکار جن برائیوں کو مٹاتے ہیں وہ صغیرہ گناہ ہیں جبکہ کبیرہ کے لئے توبہ ضروری ہے۔

۱۴۱۳: حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا میں تجھے ایسا کلام نہ بتاؤں جو اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہے؟ بے شک اللہ تعالیٰ کی محبوب ترین کلام: سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ ہے۔“ (مسلم)

۱۴۱۳: وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ”أَلَا أُخْبِرُكَ بِأَحَبِّ الْكَلَامِ إِلَى اللَّهِ؟ إِنَّ أَحَبَّ الْكَلَامِ إِلَى اللَّهِ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

**تخریج:** رواه مسلم فی کتاب المذکر و الدعاء ، باب فضل سبحان الله و بحمده

فوائد: ماقبل کے فوائد ملاحظہ ہوں۔

۱۴۱۴: وَعَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "الطَّهَوْرُ شَطْرُ الْإِيمَانِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمْلَأُ الْمِيزَانَ، وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمْلَأَانِ - أَوْ تَمْلَأُ مَا بَيْنَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۱۴: حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "طہارت ایمان کا حصہ ہے اور الحمد للہ میزان کو بھر دیتا ہے اور سبحان اللہ والحمد للہ یہ دونوں اس خلاء کو بھر دیتے ہیں جو آسمان و زمین کے درمیان ہے۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الطہارۃ باب فضل الوضوء۔

اللَّحْنَانُ: الطَّهَوْرُ: طہ کے ضم کے ساتھ طہارت کرنا۔ الطَّهَوْرُ: طافح کے ساتھ پانی۔ شَطْرُ الْإِيمَانِ: شَطْرِ اصل میں نصف کو کہتے ہیں بعض نے کہا اس کا معنی شَطْرُ الصَّلَاةِ ہے کیونکہ صلوٰۃ کو اللہ تعالیٰ نے ایمان سے تعبیر فرمایا: وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ ای صلوٰۃ تم کو: بعض نے کہا ایمان سے یہاں مراد وہی شریعتی ایمان یعنی دل سے اس چیز کی تصدیق کرنا جو نبی اکرم ﷺ لائے اور طہارت کے شَطْرُ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس کا اہم معاملہ ہے۔ یہ اسی طرح ہے جس طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: الحج عزوہ یعنی وقوف عرفات حج کے اہم ترین ارکان میں سے ہے۔

فوائد: (۱) طہارت حسیہ اور طہارت معنویہ کی ترغیب دی گئی ہے ان اذکار کا بہت بڑا ثواب ہے اس طرح اگر یہ کلمات جسم بن جائیں تو زمین و آسمان کے درمیان والا خلا بھر جائے۔ (۲) اللہ کے فضل کی وسعت اور عظیم رحمت کی عظمت ذکر کی گئی۔

۱۴۱۵: وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ أَغْرَابِيٌّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: عَلِّمْنِي كَلَامًا أَقُولُهُ - قَالَ: "قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، اللَّهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا، وَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ" قَالَ: فَهَذَا لِرَبِّي فَمَالِي؟ قَالَ: قُلْ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي، وَارْحَمْنِي، وَاهْدِنِي" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۱۵: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا مجھے ایسا کلام سکھلائیں جو میں کہا کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس طرح کہا کرو: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، اللَّهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا، وَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ اس نے عرض کیا یہ تو میرے رب کے لئے ہے پس میرے لئے کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: "تم اس طرح کہو: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاهْدِنِي..... آخر تک اے اللہ مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے ہدایت دے اور مجھے رزق عنایت فرما۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الذکرو الدعاء باب فضل التسبیح و التہلیل و الدعاء۔

فوائد: یہ اذکار اکثر کرنے چاہئیں کیونکہ یہ پاکیزہ کلام ہیں اور اللہ کو بہت محبوب ہیں۔ اس میں اللہ کی ثناء اثبات و وحدانیت کے ساتھ کی گئی ہے اور ان باتوں سے اللہ کی تعز یہ بیان کی گئی جو اسکے لائق نہیں۔ (۲) انسان کے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ اپنے لئے عمدہ دعا کرے اور وہ جو منقول ہو خصوصاً دین و دنیا کی بھلائیوں کی جامع ہو۔ دین کے معاملات میں اہم ترین وہ ہدایت ہے جو اللہ کی رضا مند یوں تک پہنچانے والی ہو۔ دنیا کی اہم ترین چیزوں میں وہ رزق ہے جس سے بدن کا قوام بنتا اور سوال کی ذلت سے چہرہ بچا رہتا ہے۔

۱۴۱۶: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوتے تو تین مرتبہ استغفار فرماتے اور یہ دعا پڑھتے: اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ۔۔۔ کہ ”اے اللہ تو سلامتی دینے والا ہے اور تیری طرف سے سلامتی مل سکتی ہے اے جلال و اکرام والے۔“ امام اوزاعی جو اس حدیث کے ایک راوی ہیں ان سے پوچھا گیا کہ استغفار کا طریقہ کیا تھا؟ انہوں نے بتلایا کہ آپ ”اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْکَیْفَ“ فرماتے۔ (مسلم)

۱۴۱۶: وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلَاتِهِ اسْتَغْفَرَ ثَلَاثًا، وَقَالَ: "اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ، وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ" قِيلَ لِلْأَوْزَاعِيِّ: وَهُوَ أَخَذَ رُوَاةَ الْحَدِيثِ، كَيْفَ اسْتَغْفَرُ؟ قَالَ يَقُولُ: "اسْتَغْفِرُ اللَّهَ، اسْتَغْفِرُ اللَّهَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

**تخریج:** رواہ مسلم فی المساجد و هو اضع الصلاة باب استحباب الذکر بعد الصلاة و بیان صفتہ۔

**اللُّغَات:** السلام: ان تمام باتوں سے محفوظ جو اس کے جلال کے لائق نہیں یہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ منک السلام: سلامتی کی تجھ سے امید کی جاتی ہے۔ تبارکت تیری برکتیں بے شمار ہیں۔ یا ذا الجلال: اے عظمت، غلبے اور زبردستی والے۔ استغفر اللہ: میں اپنے گناہوں کے لئے اس سے استغفار کا سوال کرتا ہوں۔

۱۴۱۷: حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ جب نماز سے فارغ ہوتے اور سلام پھیر لیتے تو یہ کلمات فرماتے ”اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں“ بادشاہی اسی کے لئے اور تمام تعریفیں اسی ہی کے لئے ہیں اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ اے اللہ اس کو کوئی روکنے والا نہیں جو آپ دیتے ہیں اور جو آپ روک لیتے ہیں اس کا کوئی دینے والا نہیں اور کسی مالدار کو اس کی مالداری فائدہ نہیں دے سکتی۔ (بخاری و مسلم)

۱۴۱۷: وَعَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا فَرَغَ مِنَ الصَّلَاةِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ" وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ: "اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطَى، لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی الاذان باب الذکر بعد الصلاة و کذا فی کتاب القدر و الاعتصام و مسلم فی کتاب المساجد باب استحباب الذکر بعد الصلاة۔

**اللُّغَات:** الجدد: نصیب اور غناء کوئی غنا اس کی غنا کے بغیر فائدہ نہیں دے سکتی اور اس کو وہی کچھ کام آئے گا جو اس نے عمل صالح آگے بھیجا ہے۔

۱۴۱۸: حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ ہر نماز کے بعد جب سلام پھیر لیتے تو یہ کلمات کہتے: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں“ بادشاہی اسی کے لئے ہے اور تمام تعریفوں کا حقدار وہی ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ پھر نا اور طاقت نہیں مگر اللہ کی مدد سے۔ اللہ کے سوا کوئی

۱۴۱۸: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ: "حِينَ يُسَلِّمُ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ" وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ - لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ، لَا إِلَهَ إِلَّا

معبود نہیں۔ ہم خاص اسی کی عبادت کرتے ہیں۔ نعمتیں اسی ہی کے لئے ہیں اور فضل بھی اسی کے لئے ہے۔ اسی کی اچھی تعریف ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ہم پکار کو اسی کے لئے خاص کرنے والے ہیں۔ گرچہ کافر اس کو ناپسند کریں۔“ ابن زبیر کہتے ہیں کہ رسول اللہ ان کلمات سے اللہ تعالیٰ کی عظمت ہر نماز کے بعد فرماتے۔“ (مسلم)

اللَّهُ ، وَلَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ ، لَهُ النِّعْمَةُ وَالْفَضْلُ  
وَلَهُ الْبِنَاءُ الْحَسَنُ ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ، مُخْلِصِينَ  
لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ، قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ :  
وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَهْتَلُ بِهِنَّ ذُبُرَ كُلِّ  
صَلَاةٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب المساجد، باب استحباب اذکر بعد الصلاۃ۔

**التَّحْنِاتُ:** دہر کل صلوٰۃ: اس سے پیچھے اور اس سے فارغ ہونے کے بعد۔ لاحول: یعنی طاقت نہیں۔ النعمۃ: اچھے انجام والا نذیر کام۔ الفضل: مطلقاً کمال (عام کمال)۔ الثناء: تعریف اور اچھا تذکرہ۔

**ہوائند:** (۱) مستحب یہ ہے کہ ان جامع اذکار کو جن میں کمالات الہیہ والی صفات پائی جاتی ہیں ہر فرض نماز کے بعد پڑھیں۔ (۲) اللہ تعالیٰ کے حکم کو تسلیم کرنا اور اس کی ذات پر مکمل اعتماد کرنا چاہئے۔

۱۴۱۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فقرائے  
مہاجرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور  
کہنے لگے: مالوں والے بلند درجات اور ہمیشہ رہنے والی نعمتیں لے  
گئے۔ وہ نماز پڑھتے ہیں جس طرح ہم پڑھتے ہیں اور روزہ رکھتے ہیں  
جس طرح ہم روزہ رکھتے ہیں اور ان کو مالوں کی زائد فضیلت حاصل  
ہے وہ حج کرتے اور عمرہ کرتے اور جہاد اور صدقات کرتے ہیں۔  
آپ نے فرمایا: ”کیا میں ایسی چیز تم کو نہ سکھلا دوں جس سے تم  
پہلوں کو پا لو گے اور بعد والوں سے آگے بڑھ جاؤ گے اور تم سے  
کوئی افضل نہ ہوگا مگر وہ جس نے اسی طرح کیا جس طرح تم نے عمل  
کیا؟“ انہوں نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ؟ آپ صلی  
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ اور اللَّهُ أَكْبَرُ  
ہر نماز کے بعد تینتیس تینتیس (۳۳، ۳۳) مرتبہ کہا کرو۔ ابو صالح جو  
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والے ہیں کہتے ہیں  
کہ جب ان کے ذکر کیفیت دریافت کی گئی تو ابو صالح نے کہا:  
سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَاللَّهُ أَكْبَرُ پڑھتے رہو۔ یہاں تک کہ ہر کلمہ  
تینتیس (۳۳) مرتبہ ہو جائے۔ (بخاری و مسلم) مسلم نے اپنی  
روایت میں یہ اضافہ ذکر کیا ہے کہ اس پر فقرائے مہاجرین رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لوٹ کر گئے اور کہا کہ ہمارے مال

۱۴۱۹: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ  
فُقَرَاءَ الْمُهَاجِرِينَ اتُّوا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالُوا  
: ذَهَبَ أَهْلُ الدُّنُورِ بِالدرَجَاتِ الْعُلَى  
وَالنِّعَمِ الْمُقِيمِ : يُصَلُّونَ كَمَا نُصَلِّي  
وَيَصُومُونَ كَمَا نَصُومُ ، وَلَهُمْ فَضْلٌ مِنْ  
أَمْوَالٍ : يَحْجُونَ ، وَيَعْمُرُونَ ، وَيُجَاهِدُونَ ،  
وَيَتَصَدَّقُونَ فَقَالَ : ”أَلَا أَعْلَمُكُمْ شَيْئًا  
تَذَرُكُونَ بِهِ مَنْ سَبَقَكُمْ ، وَتَسْبِقُونَ بِهِ مَنْ  
بَعْدَكُمْ ، وَلَا يَكُونُ أَحَدٌ أَفْضَلَ مِنْكُمْ إِلَّا مَنْ  
صَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُمْ؟“ قَالُوا : بَلَى يَا رَسُولَ  
اللَّهِ ، قَالَ : ”تَسْبِقُونَ ، وَتَحْمَدُونَ ،  
وَتُكَبِّرُونَ ، خَلْفَ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ“  
قَالَ أَبُو صَالِحٍ الرَّاَوِي عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ لَمَّا  
سُئِلَ عَنْ كَيْفِيَّةِ ذِكْرِهِمْ قَالَ : يَقُولُ :  
سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَاللَّهُ أَكْبَرُ ، حَتَّى  
يَكُونَ مِنْهُمْ كُلُّهُمْ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ مُتَّفَقٌ  
عَلَيْهِ - وَزَادَ مُسْلِمٌ فِي رَوَاتِهِ فَرَجَعَ فَقَرَأَ  
الْمُهَاجِرِينَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالُوا سَمِعَ

والے بھائیوں نے بھی وہ سنا جو ہم نے کیا پس انہوں نے بھی اسی طرح کیا اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہے وہ عنایت فرمائے۔

إِخْوَانَنَا أَهْلُ الْأَمْوَالِ بِمَا فَعَلْنَا فَنَعْلُوا مِثْلَهُ؛ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ"۔

ذُفُوز: جمع دُفُر کی ہے دال کی زبر کے ساتھ زیادہ مال کو کہتے ہیں۔

"الذُّفُوزُ" جَمْعُ دُفُرٍ "يَفْتَحُ الدَّالِ وَاسْكَانُ الثَّاءِ السُّنَّةِ" هُوَ: الْمَالُ الْكَثِيرُ۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الاذان باب المذکر بعد الصلوة ومسلم فی المساجد باب استحباب المذکر بعد الصلوة وفی المساجد۔

**فوائد:** (۱) اس حدیث کی شرح باب بیان کثرت طرق الخیر رقم ۱۲۰۱ میں ملاحظہ کریں۔ مزید فائدہ یہ ہے کہ فتح الدلہ میں کہا گیا ہے کہ ابوصالح نے بیان کیا ان کو ملا جلا کرنا چاہئے ہر قسم کو الگ الگ نہیں کرنا چاہئے۔ یہ غیر محمول ہے کامل ترین کی بہ نسبت کیونکہ کامل یہی ہے کہ ہر ایک کو الگ الگ ذکر کیا جائے کیونکہ الگ الگ کامل کی بہ نسبت غیر محمول بہ ہے کیونکہ وہ اس طرح ہے کہ ہر عدد کو الگ بولا جائے۔ قاضی عیاض نے فرمایا کہ ابوصالح کی تاویل سے یہ بہتر ہے۔ (۲) کیا ہر ایک الگ الگ تینتیس مرتبہ ہوگا یا ان کا مجموعہ تینتیس مرتبہ ہوگا۔ روایتیں دونوں پر دلالت کرتی ہیں اور سب سے زیادہ مکمل صورت یہ ہے کہ ہر ایک کو تینتیس مرتبہ الگ پڑھا جائے۔ جیسا کہ حدیث آئندہ اس پر دلالت کرتی ہے۔

۱۴۲۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے ہر نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سُبْحَانَ اللَّهِ اور ۳۳ مرتبہ الْحَمْدُ لِلَّهِ اور ۳۳ مرتبہ اللَّهُ أَكْبَرُ پڑھا اور پھر سو کے عدد کو پورا کرنے کے لئے ایک مرتبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ ... الخی الخیرہ" اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں بادشاہی اسی کی ہے اور تمام تعریفیں اسی کے لئے ہیں وہ ہر چیز پر قدرت والا ہے تو اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں"۔ (مسلم)

۱۴۲۰: وَعَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "مَنْ سَبَّحَ اللَّهَ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَحَمِدَ اللَّهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَكَبَّرَ اللَّهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَقَالَ تَمَامَ الْمِائَةِ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، غُفِرَتْ خَطَايَاهُ، وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زُبَدِ الْبَحْرِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الذکر والدعاء باب فضل التسبیح والتہلیل۔

**اللُّغَاتُ:** زبد البحر: یہ کثرت سے کنایہ ہے۔

۱۴۲۱: حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نماز کے بعد پڑھے جانے والے کچھ کلمات ہیں جن کا کہنے والا یا کرنے والا نامراد نہیں ہوتا۔ ہر فرض نماز کے بعد تینتیس (۳۳) مرتبہ سُبْحَانَ اللَّهِ تینتیس (۳۳) مرتبہ الْحَمْدُ لِلَّهِ اور چونتیس (۳۴) مرتبہ اللَّهُ أَكْبَرُ

۱۴۲۱: وَعَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "مُعَقَّاتٌ لَا يَحِيبُ قَائِلُهُنَّ - أَوْ فَاعِلُهُنَّ - دُبُرُ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ تَسْبِيحَةً، وَثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ تَحْمِيدَةً وَارْبَعًا وَثَلَاثِينَ



کہے۔ (مسلم)

تکبیرۃً رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج: رواہ مسلم فی المساجد باب استحباب الذکر بعد الصلاۃ۔

اللَّغَاتُ: معقبہ: یعنی ایسی تسبیحات جو نماز کے بعد پڑھی جاتی ہیں۔

۱۴۲۲: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر نماز کے بعد ان کلمات کے ساتھ پناہ مانگا کرتے تھے: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ ..... اے اللہ بزدلی اور بخل سے میں تیری پناہ میں آتا ہوں اور میں تیری پناہ میں آتا ہوں اس بات سے کہ میں رزقِ عمر (جس میں انسان اپنی ضروریات کے لئے دوسروں کا محتاج ہو جاتا ہے) کی طرف لوٹا یا جاؤں اور تیری پناہ مانگتا ہوں دنیا کے فتنے سے اور عذابِ قبر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ (بخاری)

۱۴۲۲: وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَتَعَوَّذُ دُبُرَ الصَّلَاةِ بِهَذِهِ الْكَلِمَاتِ: "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبَنِ وَالْبُخْلِ" وَاعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ اَرُدَّ اِلَى اَرْدَلِ الْعُمُرِ وَاعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَاعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

تخریج: رواہ البخاری فی الدعوات باب التعوذ من البخل و فی الجہاد باب ما يتعوذ به من الجن۔

اللَّغَاتُ: اعوذ: میں پناہ لیتا ہوں۔ الجبن: بزدلی، کمزور دل والا بخل، شرع میں واجب چیز جو ذمہ واجب ہو اس کو روکنا اور بچے ہوئے سے سائل کو نہ دینا۔ ارذل العمر: ذلیل ترین عمر، روی اور خبیث عمر اور وہ بڑھاپا ہے۔ فتنۃ الدنیا: آخرت سے ہٹ جانا۔ فتنۃ القبر: یعنی فرشتوں کا سوال و جواب کہ نبی اکرم ﷺ ان کلمات کو سلام سے پہلے کہتے اور سابقہ تسبیحات۔

فوائد: ہر نماز کے بعد ہر آدمی کو یہ کلمات کہنے چاہئیں۔ سلام سے پہلے اس کا وقت ہے اس کو گزشتہ اذکار کو جمع کرنا افضل ہے۔ بعض نے کہا ان کلمات کو نبی اکرم ﷺ سلام سے پہلے نماز کے آخر میں پڑھتے تھے اور سابقہ تسبیحات سلام کے بعد آپ کہتے تھے۔

۱۴۲۳: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: "اے معاذ اللہ کی قسم بے شک مجھے تم سے محبت ہے پھر فرمایا اے معاذ میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ ہر نماز کے بعد ان کلمات کو ہرگز نہ چھوڑنا: اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلَى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ: اے اللہ! اپنے ذکر اور شکر اور اچھی عبادت پر میری مدد فرما۔"

۱۴۲۳: وَعَنْ مُعَاذٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَخَذَ بِيَدِهِ وَقَالَ: "يَا مُعَاذُ وَاللَّهِ اِنِّیْ لَا حُبَّكَ" فَقَالَ: اَوْصِيْكَ يَا مُعَاذُ لَا تَدَعَنَّ فِیْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ تَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلَى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ"

(ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

رَوَاهُ ابُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی النور باب الاستغفار۔

فوائد: (۱) معاذ بن جبل کی فضیلت اور رسول اللہ ﷺ کی محبت کا تذکرہ ہے۔ (۲) اللہ کی یاد و من کو اس کے شکر یہ کی طرف لے جاتی ہے اور یہ شکر یہ حتیٰ عبودیت تک پہنچاتا ہے۔

۱۴۲۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی ایک تشہد پڑھ لے تو اسے

۱۴۲۴: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: إِذَا تَشَهَّدَ أَحَدُكُمْ

فَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنْ اَرْبَعٍ يَقُولُ : اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَالِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

ان چار کلمات کے ساتھ اللہ کی پناہ مانگنی چاہئے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَالِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الذکر والدعاء باب التعوذ من شر الفتن۔

**اللَّغَوَاتُ:** فتنۃ المحیّا: یعنی تمام مصیبتوں اور مشقتوں سے جو کہ زندگی میں واقع ہونے والی ہیں خواہ وہ بدن کے لئے مضر ہوں یا دین کے لئے۔ الممات: یعنی وہ ابتلاء جو انسان کو موت سے تھوڑی دیر پہلے موت کے حاضر ہونے کے وقت پیش آتا ہے۔ المسیح: یعنی جس کی ایک آنکھ پھوٹی ہوئی ہو۔ الدجال: یعنی کذاب۔ مسیح الدجال: وہ جھوٹا آدمی جو قیامت کے قریب ظاہر ہوگا اور الوہیت کا دعویٰ کرے گا اور بہت سارے لوگ اس کی وجہ سے فتنے میں مبتلا ہو جائیں گے۔

**فوائد:** حدیث میں مذکورہ امور سے اللہ سے پناہ مانگنی چاہئے۔ قبر کا فتنہ اور اس کے سوال کو ذکر کیا اور دجال کا ظہور جو کہ قرب قیامت کی علامات میں سے ہے بتلایا۔

۱۴۲۵: وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ يَكُونُ مِنْ آخِرِ مَا يَقُولُ بَيْنَ الشَّهَادَةِ وَالتَّسْلِيمِ : "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا آخَّرْتُ ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ ، وَمَا أَسْرَفْتُ ، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي : أَنْتَ الْمُقَدِّمُ ، وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۲۵: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو نماز کے آخر میں تشہد اور سلام کے درمیان اس طرح فرماتے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ۔۔۔ آخر تک۔ اے اللہ مجھے بخش دے جو میں نے (گناہ) آگے بھیجا اور جو پیچھے چھوڑا اور جو میں نے چھپ کر کیا اور جو علانیہ کیا اور وہ بھی جس کو تم مجھ سے زیادہ جانتے والا ہے۔ آپ (بھلائی کی توفیق دے کر) آگے بڑھانے والے اور (محروم کر کے) پیچھے بٹانے والے ہیں۔ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی صلاة المسافرين باب الدعاء فی صلاة اللیل و قیامہ۔

**اللَّغَوَاتُ:** ما اسررت: جو میں نے چھپائے۔ اعلنت: جو میں نے ظاہر کئے۔ اسرفت: میں نے زیادتی کی۔

**فوائد:** (۱) رب کے سامنے کامل خشوع کا ذکر ہے اور مقام عبودیت کا تذکرہ ہے۔ (۲) استغفار اور خضوع کرنے کی مقام عبودیت میں ترغیب دی گئی ہے۔ (۳) جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن کو اللہ تعالیٰ نے گناہوں سے محفوظ کیا۔

۱۴۲۶: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَكْبِّرُ أَنْ يَقُولَ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ : سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ : اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۴۲۶: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رکوع اور سجود میں سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ۔۔۔ آخر تک۔ اے اللہ تو پاک ہے اے ہمارے رب اور تمام خوبیاں تیرے لئے ہیں اے اللہ مجھے بخش دے۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی صفة الصلاة باب التسبیح و الدعاء فی السجود و باب الدعاء فی الركوع و مسلم فی

الصلاة باب ما يقال في الركوع والسجود۔

۱۴۲۷: وَعَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ: "سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۲۷: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ اپنے رکوع اور سجود میں یہ کلمات پڑھتے تھے: "سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ" بہت ہی پاک اور پاکیزگی والا ہے۔ فرشتوں اور روح کا رب ہے۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الصلاة باب ما يقال فی الركوع والسجود۔

اللَّحَنَاتِ: سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ: یہ اللہ کے دو نام ہیں جو پاکیزگی اور صہرت میں مبالغہ کو ظاہر کرتے ہیں براس چیز سے جو اللہ تعالیٰ کے اکل نہیں۔ الروح: جبرائیل علیہ السلام۔

فوائد: مستحب یہ ہے کہ رکوع اور سجدے میں حضور کی ائمہ میں یہ دعا پڑھے۔

۱۴۲۸: وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "فَإِمَّا الرُّكُوعُ فَعَظِمُوا فِيهِ الرَّبَّ. وَإِمَّا السُّجُودَ فَاجْتَهِدُوا فِي الدُّعَاءِ فَقِيمٌ أَنْ يُسْتَجَابَ لَكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۲۸: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "پس تم رکوع میں اللہ کی عظمت کے کلمات کہنا کرو اور رہا سجدہ تو اس میں دعا کی خوب کوشش کرو۔ پس زیادہ امید ہے کہ وہ دعا میں قبول ہوں۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الصلاة باب ما يقال فی الركوع والسجود۔

اللَّحَنَاتِ: فیمن: مناسب ہے۔

۱۴۲۹: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ، فَكَثِّرُوا الدُّعَاءَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۲۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بندہ اپنے رب سے سجدہ کی حالت میں سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ اس لئے تم سجدہ میں بہت دعا کیا کرو۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الصلاة باب ما يقال فی الركوع والسجود۔

فوائد: پہلے والے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔ نیز رکوع میں تسبیح مستحب ہے اور افضل تسبیح سبحان ربی العظیم وبحمدہ ہے اور تم سنت ایک مرتبہ ہے اور سب سے کم کمال تین مرتبہ ہے۔ کمال کی تیرہ صورتیں ہیں۔ سجدے میں مستحب یہ ہے کہ کثرت سے تسبیح والی دعا کرے کیونکہ انسان کی کامل تواضع اپنے رب کی بارگاہ میں اسی حالت میں ہوتی ہے اسی لئے وہ اپنے رب کے ہاں اس حالت میں سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ یہ قرب معنوی ہے جو اللہ تعالیٰ کی اپنے رب پر رضا مندی اور اس کی طلب کو پورا کرنے کی خبر دیتا ہے۔

۱۴۳۰: وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ فِي سُجُودِهِ: "اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي كُلَّهُ، دِقَّةَ رِجْلِي وَأَوَّلَهُ وَآخِرَهُ وَعَلَانِيَتَهُ وَسِرَّتَهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۳۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سجدہ میں یہ دعا فرماتے: "اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي كُلَّهُ، دِقَّةَ رِجْلِي وَأَوَّلَهُ وَآخِرَهُ وَعَلَانِيَتَهُ وَسِرَّتَهُ" میرے تمام گناہ معاف فرما خواہ چھوٹے ہوں یا بڑے پہلے ہوں یا پچھلے ملامت ہوں یا پوشیدہ۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الصلاة، باب ما یدکر فی الركوع و السجود۔

اللَّحْنَانُ: دقہ: چھوٹی۔ جملہ: بڑی۔ علانیہ: ظاہر۔

۱۴۳۱: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: افْتَقَدْتُ النَّبِيَّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَتَحَسَّسْتُ فَإِذَا هُوَ رَاكِعٌ أَوْ سَاجِدٌ يَقُولُ: "سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ" وَفِي رِوَايَةٍ: فَوَقَعَتْ يَدِي عَلَى بَطْنِ قَدَمَيْهِ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ وَهُمَا مَنْصُوبَتَانِ وَهُوَ يَقُولُ: "اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۳۱: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے ایک رات حضور ﷺ کو تلاش کیا تو پایا کہ آپ رکوع یا سجدہ میں فرما رہے ہیں: سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ اور ایک روایت میں ہے کہ میرا ہاتھ ٹوٹتے ہوئے آپ کے قدموں کے تلووں کو لگا۔ اس حال میں کہ آپ کے پاؤں کھڑے تھے اور آپ سجدہ میں تھے اور زبان پر یہ دعا تھی: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ..... آخر تک "اے اللہ میں تیری ناراضگی سے تیری رضا مندی کی پناہ میں آتا ہوں اور تیری سزا سے تیری عافیت کی پناہ میں آتا ہوں اور تیرے قہر سے تیری ذات کی پناہ میں آتا ہوں۔ میں تیری تعریف کا شمار اس طرح نہیں کر سکتا جس طرح تو نے اپنی تعریف فرمائی ہے۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الصلاة، باب ما یقال فی الركوع و السجود۔

اللَّحْنَانُ: افتقدت: میں نے آپ کو گم پایا اور اطلاع نہ پاسکتی۔ فتحسست: میں نے آپ کو ڈھونڈا اور تلاش کیا۔ فی المسجد: یعنی سجدے میں۔ سخطک: تیرے غمے اور انتقام سے۔ بمعافاتک: تیری معافی کے ساتھ۔ اعوذ بک منک: میں تیری رحمت کی تیرے عذاب سے بچنے کے لئے التجا کرتا ہوں کیونکہ تیرے عذاب سے بچنے کی تیرے سوا کوئی پناہ نہیں دے سکتا کیونکہ تیرے بغیر ذرہ بھر کا کوئی مالک و مختار نہیں۔ لا احصى: میں طاقت نہیں رکھتا کہ گن سکوں یا تیرے اچھے اوصاف اور تیرے بے شمار فضل شمار کر سکوں۔ ثناء علیک: احسانات کے ساتھ آپ کا تذکرہ۔

فوائد: (۱) ما قبل کے فوائد ملاحظہ ہوں۔ یہ بھی ہے کہ سجدے میں ان اذکار کو زبان پر لانا جو اللہ تعالیٰ کی تعزیر و تقدیس کو جامع ہو اور جن کا وہ اہل ہے مستحب ہے۔ (۲) آدمی اللہ کی تعریف اور تقدیس میں جتنا بھی مبالغہ کرے اس کی عظمت کی مقدار تک نہیں پہنچ سکتا۔ اللہ پاک نے اپنی معزز کتاب کی بہت ساری آیات میں اپنی تعریف فرمائی ہے وہ ان کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔

۱۴۳۲: وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: "أَيَعْجِزُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَكْسِبَ فِي كُلِّ يَوْمٍ أَلْفَ حَسَنَةٍ فَمَّا سَأَلَهُ سَائِلٌ مِنْ جُلَسَائِهِ كَيْفَ يَكْسِبُ أَلْفَ حَسَنَةٍ؟ قَالَ: "يُسَبِّحُ مِائَةَ تَسْبِيحَةٍ فَيُكْتَبَ لَهُ أَلْفُ حَسَنَةٍ" أَوْ يَحُطَّ عَنْهُ أَلْفُ خَطِيئَةٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ - قَالَ

۱۴۳۲: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "کیا تم میں سے کوئی شخص ہر روز ایک ہزار نیکیاں کرنے سے عاجز ہے؟" اس پر پاس بیٹھنے والوں سے میں نے کہا ایک ہزار نیکیاں کیسے کما سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: "سو مرتبہ سُبْحَانَ اللَّهِ کہے تو اس کی ایک ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور ایک ہزار غلطیاں مٹائی

جاتی ہیں۔ (مسلم)

امام حمیدی کہتے ہیں کہ امام مسلم کی کتاب میں اَوْ يَحْطُّ کا لفظ ہے۔ علامہ برقانی نے کہا کہ شعبہ اور ابو عوانہ اور یحییٰ قطان نے اس موسیٰ سے جس سے مسلم نے روایت کی ہے۔ اَوْ کی بجائے وَيَحْطُّ کا لفظ بغیر الف نقل کیا ہے۔

الْحَمِيدِيُّ : كَذَا هُوَ فِي كِتَابِ مُسْلِمٍ : "أَوْ يَحْطُّ قَالَ الْبَرْقَانِيُّ : وَرَوَاهُ شُعْبَةُ ، وَأَبُو عَوَانَةَ ، وَيَحْيَى الْقَطَّانُ ، عَنْ مُوسَى الَّذِي رَوَاهُ مُسْلِمٌ مِنْ جِهَتِهِ فَقَالُوا : "وَيَحْطُّ" بِغَيْرِ الْفِ-

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الذکر و الدعاء باب فضل التهلیل و التسبیح و الدعاء۔

فوائد: نیکیاں دس گنا تک بڑھائی جاتی ہیں اور یہ اسی طرح ہے جیسا کہ اللہ نے فرمایا۔ من جاء بالحسنة فله عشر امثالها اور یہ اضافہ کا سب سے زیادہ نچلا درجہ ہے ورنہ سات سو گنا بھی وارد ہے او کا لفظ اس روایت میں واؤ کے معنی میں ہے یعنی ایک ہزار گناہ مٹائے جاتے ہیں۔ بعض نے کہا یہ قسم کو بیان کرنے کے لئے ہے۔ پس بعض تسبیحات ایسی ہیں جن کے بدلے میں نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور بعض وہ ہیں جن کے ساتھ برائیاں مٹائی جاتی ہیں۔

۱۴۳۳: حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہر صبح کو تم میں سے ہر ایک پر اس کے ہر جوڑ کا ایک صدقہ لازم ہے پس تسبیح صدقہ ہے اور ہر تکبیر صدقہ ہے اور امر بالمعروف صدقہ ہے اور نہی المنکر صدقہ ہے اور ان سب کی طرف سے چاشت کی دو رکعت کافی ہے۔“

(مسلم)

۱۴۳۳ : وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : "يُصْبِحُ عَلَى كُلِّ سُلَامَى مِنْ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ ، فَكُلُّ نَسِيحَةٍ صَدَقَةٌ ، وَكُلُّ تَكْبِيرَةٍ صَدَقَةٌ ، وَآمُرٌ بِالْمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ ، وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ ، وَيُجْزَى مِنْ ذَلِكَ رَكْعَتَانِ يَرْكَعُهُمَا مِنَ الصُّلَى رَوَاهُ مُسْلِمٌ-

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الذکر و الدعاء باب فضل التهلیل و التسبیح و الدعاء۔

اس حدیث کی شرح باب کثر طرق الخیر رقم ۱۱۸/۲ میں ملاحظہ فرمائیں۔

فوائد: نماز چاشت کی فضیلت ذکر کی گئی اس لئے کہ اس کی ادائیگی سے اعضاء کی عافیت کا شکر ادا ہو جاتا ہے اور بیماری سے وہ اعضاء محفوظ رہتے ہیں۔

۱۴۳۴: حضرت ام المؤمنین جویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صبح سویرے ان کے پاس سے (باہر) تشریف لے گئے۔ جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز ادا فرمائی اور وہ (جویریہ) اپنی نماز کی جگہ میں بیٹھی تھیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کے بعد لوٹے اور وہ اسی جگہ بیٹھنے والی تھیں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو اسی حال میں ہے جس میں میں تجھ سے جدا ہوا؟ انہوں نے کہا۔ جی ہاں۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

۱۴۳۴ : وَعَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ جُوَيْرِيَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهَا بِكُرَّةٍ حِينَ صَلَّى الصُّبْحَ وَهِيَ فِي مَسْجِدِهَا ثُمَّ رَجَعَ بَعْدَ أَنْ أَصْحَى وَهِيَ جَالِسَةٌ فَقَالَ : مَا زِلْتُ عَلَى الْحَالِ الَّتِي فَارَقْتُكِ عَلَيْهَا؟" قَالَتْ : نَعَمْ - فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : "لَقَدْ قُلْتُ بَعْدَكَ أَرْبَعَ كَلِمَاتٍ ثَلَاثَ



نے فرمایا: ”میں نے تمہارے (پاس سے جانے کے) بعد چار کلمات تین مرتبہ کہے ہیں۔ اگر اس کا وزن کیا جائے تو جو تم نے آج کے دن کلمات کہے ہیں تو ان سے وزن میں بڑھ جائیں۔ (کلمات یہ ہیں) سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، وَرِضَا نَفْسِهِ، وَزِنَةَ عَرْشِهِ، وَمَدَادَ كَلِمَاتِهِ“ ”اللہ کی تسبیح و حمد کرتے ہیں اس کی مخلوق کی کثرت کے برابر اور اس کی ذات کی رضا مندی کے برابر اور اس کے عرش کے وزن کے برابر اور اس کے کلمات کی سیاقی کے برابر۔“

مسلم کی ایک روایت میں سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ رِضَا نَفْسِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ مَدَادَ كَلِمَاتِهِ کے الفاظ ہیں اور ترمذی روایت میں ہے کہ ”کیا میں تم کو ایسے کلمات نہ سکھلا دوں جو تم پڑھتی رہو؟“

سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ زِنَةَ عَرْشِهِ، تین مرتبہ سُبْحَانَ اللَّهِ مَدَادَ كَلِمَاتِهِ تین مرتبہ پڑھو۔

مَرَاتٍ لَوْ وَزِنَتْ بِمَا قُلْتَ مِنْذُ الْيَوْمِ لَوَزَنَتْهُنَّ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، وَرِضَا نَفْسِهِ، وَزِنَةَ عَرْشِهِ، وَمَدَادَ كَلِمَاتِهِ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ - وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ: سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ رِضَا نَفْسِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ زِنَةَ عَرْشِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ مَدَادَ كَلِمَاتِهِ“ وَفِي رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ: أَلَا أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ تَقُولُنَّهَا؟ سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ رِضَا نَفْسِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ رِضَا نَفْسِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ زِنَةَ عَرْشِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ زِنَةَ عَرْشِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ مَدَادَ كَلِمَاتِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ مَدَادَ كَلِمَاتِهِ۔

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الذکر و الدعاء، باب التَّسْبِيحِ اَوَّلَ النَّهَارِ و عندَ الْيَوْمِ وَ التِّرْمِذِيُّ فِي ابْوَابِ الدَّعَوَاتِ، باب من اوعنه المغفرة۔

**الذِّكْرُ:** فی مسجدھا: گھر میں بنائی جانے والی نماز کی جگہ۔ اضحیٰ: چاشت کے وقت میں داخل ہوا یعنی سورج کے بلند ہونے کے بعد۔ الحال التي فارقتك علیہا؟: اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف تم اسی طرح متوجہ ہو۔ وزنتھن: مقابلہ کیا جائے۔ لوزنتھن: اجرا اور فضیلت میں ضرور اس کے برابر ہو جائے۔ رضا نفسہ: یعنی وہ رضا جو کہ اس کی بلند ذات کے لائق ہو۔ زنة عرشہ: یعنی اتنی مقدار جو اس کے عرش کا وزن ہے عرش چار پائی کو کہتے ہیں۔

**فوائد:** اس ذکر کی عظمت بیان کی کہ وہ جس صیغہ کے ساتھ ہو جو ان احادیث میں مذکور ہیں۔ (۲) اللہ تعالیٰ تھوڑے سے عمل پر کثیر اجر عطا فرماتے ہیں۔

۱۴۳۵: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اس کی مثال جو اپنے رب کو یاد کرتا ہے اور اس کی جو یاد نہیں کرتا زندہ اور مردہ جیسی ہے۔ بخاری، مسلم کی روایت میں ہے۔ اس گھر کی مثال جس میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا جاتا ہو اور وہ گھر جس میں اللہ تعالیٰ کو یاد نہ کیا جاتا ہو۔ زندہ اور مردہ کی مثال ہے۔“

۱۴۳۵: وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ”مَثَلُ الَّذِي يَذْكُرُ رَبَّهُ وَالَّذِي لَا يَذْكُرُهُ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ“ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ فَقَالَ: ”مَثَلُ الْبَيْتِ الَّذِي لَا يَذْكُرُ اللَّهُ فِيهِ وَالْبَيْتِ الَّذِي لَا يَذْكُرُ اللَّهُ فِيهِ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ۔“

**تخریج:** رواہ البخاری فی الدعوات، باب فضل ذکر اللہ عزوجل و مسلم فی صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة النافلة فی بیتہ۔

**فوائد:** اللہ کی یاد کو چھوڑ دینا موت کے مشابہ ہے کیونکہ اس کے چھوڑنے سے وہ غفلت پیدا ہوگی جو بھلائی کے کاموں سے اس کو دور کر دے گی اس سے بھلائی کا نفع کم ہو جائے گا یا بالکل ختم ہو جائے گا اور یہ چیز میت کے مشابہ ہے عدم اشفاع میں۔

۱۴۳۶: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى: أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي وَأَنَا مَعَهُ إِذَا ذَكَرَنِي: فَإِنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي، وَإِنْ ذَكَرَنِي فِي مَلَأٍ ذَكَرْتُهُ فِي مَلَأٍ خَيْرٍ مِنْهُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
۱۴۳۶: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اللہ تعالیٰ کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ اپنے بندے کے گمان پر ہوں جس طرح کا گمان وہ میرے بارے میں رکھے۔ میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے۔ اگر وہ اپنے دل میں مجھے یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجلس میں میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس سے بہتر مجلس میں اس کا ذکر کرتا ہوں۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی التوحید، باب ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم و روايتہ عن ربہ و مسلم فی الذکر و الدعاء، باب الحث علی ذکر اللہ۔

**اللَّحَاقَاتُ:** عن ظن عبدی بی: میں اپنے بندے کے اعتقاد پر ہوں جو اعتقاد و یقین اس کا مجھ پر ہے۔ ذکر نی فی نفسہ: یعنی پوشیدہ طور پر۔ ذکر تہ فی ملأ ذاکرین کی جماعت میں سے میں اس کو یاد کرتا ہوں۔ خیر من ملأہ: وہ معزز فرشتے ہیں ملائکہ کی فضیلت وہ اس سبب سے ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی جانب میں ہیں۔

**فوائد:** اللہ تعالیٰ کے بارے میں حسن ظن لازم ہے اس کے بارے میں خیر ہی کا گمان کیا جائے گا۔ وہ ثواب کو قبول کرتا اور گناہ کو دھوتا ہے مجبور کو پناہ دیتا اور تکلیف کو دور کرتا ہے اس لئے اس کی رحمت سے ناامیدی کفر ہے۔ (۲) اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے ساتھ ہوتے اس کے ذکر کو سنتے اس کی پوشیدہ حالت کو جانتے اس کی اطاعت کو قبول کرتے اور اس پر ثواب عنایت فرماتے ہیں۔ (۳) علماء نے فرمایا کہ خاص انسان یعنی انبیاء وہ خاص فرشتوں سے افضل ہیں جیسے جبریل اور خاص فرشتے عام انسانوں سے افضل ہیں اور نیک انسان عام ملائکہ سے افضل ہیں اور عام ملائکہ نافرمان انسانوں سے افضل ہیں۔

۱۴۳۷: وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: سَبَقَ الْمُفَرِّدُونَ " قَالُوا وَمَا الْمُفَرِّدُونَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: "الذَّاكِرُونَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
۱۴۳۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مُفَرِّدُونَ سَبَقَتْ لَکُمْ"۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مُفَرِّدُونَ کون ہے؟ آپ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ یاد کرنے والے مرد اور عورتیں"۔ (مسلم)

رَوَى: "الْمُفَرِّدُونَ" بِتَشْدِيدِ الرَّاءِ وَتَخْفِيفِهَا وَالْمَشْهُورُ الَّذِي قَالَهُ الْجَمْهُورُ التَّشْدِيدُ۔  
الْمُفَرِّدُونَ: راء کے شر سے جمہور نے نقل کیا۔ الْمُفَرِّدُونَ بھی منقول ہے۔

**تخریج:** رواہ مسلم فی الذکر و الدعاء، باب الحث علی ذکر اللہ تعالیٰ۔

**قَوَائِد:** ذکر مستحب ہے۔ خواہشات کی اتباع اور لذات کے اختیار کرنے سے اس میں مشغول ہونے سے زیادہ بہتر ہے۔ آخرت کے اندر سبقت کثرت طاعات اور عبادات میں اخلاص کی بناء پر ہوگی۔

۱۴۳۸: وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "أَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" كَرِهَ سَبَّ أَفْضَلِ ذِكْرٍ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

۱۴۳۸: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "أَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" کہ سب سے افضل ذکر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ہے۔ (ترمذی)

یہ حدیث حسن ہے۔

**تخریج:** رواہ الترمذی فی ابواب الدعوات 'باب ما جاء ان دعوة المسلم مستجابة۔

**قَوَائِد:** (۱) کلمہ توحید افضل ترین کلام ہے کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا ثبوت اور شرکاء کی نفی ہے۔ یہ ان میں سب سے افضل ہے جو انبیاء نے باتیں فرمائیں اور اس کی وجہ سے ان کو مبعوث کیا گیا۔ اسی کے جھنڈے کے نیچے انہوں نے جہاد کیا اور اسی کے راستے میں وہ شہید کئے گئے۔ یہ جنت کی چابی اور آگ سے چھٹکارا ہے۔

۱۴۳۹: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَسْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ شَرَائِعَ الْإِسْلَامِ قَدْ كَثُرَتْ عَلَيَّ فَأَخْبِرْنِي بِشَيْءٍ أَتَشَبَّهُ بِهِ قَالَ: "لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

۱۴۳۹: حضرت عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کے احکام تو مجھ پر بہت زیادہ ہو گئے۔ آپ مجھے ایک ایسی چیز بتلا دیں جو کہ میں مضبوطی سے تھام لوں۔ آپ نے فرمایا: "تیری زبان اللہ کی یاد سے ہر وقت تر رہنی چاہئے۔" (ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

**تخریج:** رواہ الترمذی فی ابواب الدعوات 'باب فضل الذکر۔

**الذِّكْرَانِ:** شرائع الاسلام: اسلام کے وہ واجب اور مستحب احکام جو اللہ نے اپنے بندوں کے لئے مشروع کئے ہیں۔ التشبہ: بہ: میں اس کے ساتھ معلق ہو جاؤں اور ان کو مضبوطی سے تھام لوں تاکہ وہ مجھے کثیر نوافل سے مستغنی کر دیں جو مجھ پر غالب آ گئے ہیں اور جن کا میں احاطہ کرنے سے عاجز ہوں۔ رطباً: علامہ طیبی نے فرمایا رطبیت لسان سے مراد آسانی سے زبان پر جاری ہونا ہے اور یہ ذکر کی ہمیشگی سے کنایہ ہے۔

**قَوَائِد:** (۱) انسان ساری طاعات کا احاطہ کرنے سے عاجز ہے کیونکہ وہ بے شمار ہیں اگر اس کا ارادہ یہ ہو کہ ان کے احاطے کا ثواب اس کو مل جائے تو اس کی زبان اور دل اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول رہنا چاہئیں۔ یہ انسان کے لئے بڑی آسان چیز ہے۔ (۲) اللہ کے فضل کی وسعت اس قدر ہے کہ تھوڑے سے عمل پر بہت بڑا ثواب دیتے ہیں۔

۱۴۴۰: وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ غُرِمَتْ لَهُ نَخْلَةٌ فِي الْجَنَّةِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

۱۴۴۰: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ کہا جنت میں اس کے لئے کھجور کا ایک درخت لگا دیا جاتا ہے۔" (ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

**تخریج:** رواہ الترمذی فی ابواب الدعوات، باب فضل سبحان اللہ۔

**فوائد:** اللہ کی جنت بہت وسیع ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ وہاں حقیقت میں بندے کی تسبیح کے بدلے میں اللہ کے فضل سے درخت لگتے ہوں اور احتمال یہ بھی ہے کہ مجازی معنی مراد ہو یعنی اجر کا قائم رہنا اور ثواب کا زیادہ ملنا۔

۱۴۴۱: وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَقِيتُ إِبْرَاهِيمَ ﷺ لَيْلَ أُسْرَى بِي فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ اقْرَأْ أَمَّاكَ مِنِّي السَّلَامُ، وَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ الْجَنَّةَ طَيِّبَةُ التُّرْبَةِ، عَذْبَةُ الْمَاءِ، وَأَنَّهَا قِيَعَانٌ وَأَنَّ غِرَاسَهَا: سُبْحَانَ اللَّهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

۱۴۴۱: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں اسراء (معراج) کی رات حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملا۔ انہوں نے فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف سے اپنی امت کو سلام کہنا اور ان کو بتلانا کہ جنت کی زمین بہت عمدہ ہے اور اس کا پانی بہت میٹھا ہے اور وہ چٹیل میدان ہے۔ اس کے درخت سُبْحَانَ اللَّهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ اور لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ ہیں۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

**تخریج:** رواہ الترمذی فی ابواب الدعوات، باب غراس الجنة سبحان اللہ۔

**اللُّغَاةُ:** قِيَعَانٌ: جمع قاعن، وسیع برابر زمین۔

**فوائد:** ان الفاظ سے اللہ کو یاد کرنا جنت کی نعمتوں، اس کے درختوں اور اس کی رونق کو بڑھاتا ہے۔ اس لئے مسلمان کو ان کی خوب حرص کرنی چاہئے۔ حقیقتاً اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر یہ وسیع فضل اور رحمت ہے۔

۱۴۴۲: وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "إِلَّا أَنْتُمْ بِخَيْرِ أَعْمَالِكُمْ، وَأَزْكَاهَا عِنْدَ مَلِكِكُمْ، وَأَرْفَعَهَا فِي دَرَجَاتِكُمْ وَخَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ انْفَاقِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، وَخَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ أَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّكُمْ فَتَضْرِبُوا أَعْنَاقَهُمْ وَيَضْرِبُوا أَعْنَاقَكُمْ؟" قَالُوا: بَلَى، قَالَ: "ذِكْرُ اللَّهِ تَعَالَى" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، قَالَ الْحَاكِمُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: إِسْنَادُهُ صَحِيحٌ۔

۱۴۴۲: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں تمہارے اعمال میں سب سے بہتر عمل نہ بتلا دوں اور وہ عمل نہ بتلا دوں جو تمہارے بادشاہ کے ہاں سب سے پاکیزہ اور تمہارے درجات میں سب سے بلند ہو اور تمہارے لئے سونا اور چاندی خرچ کرنے سے بھی زیادہ بہتر ہو۔ نیز اس سے بھی بہتر ہو کہ تم دشمنوں کا سامنا کر کے ان کی گردنیں اڑاؤ اور وہ تمہاری گردنیں اڑائیں۔ "صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: کیوں نہیں؟ آپ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کا ذکر۔" (ترمذی) حاکم نے کہا اس کی سند صحیح ہے۔

**تخریج:** رواہ الترمذی فی ابواب الدعوات، باب خیر الاعمال۔

**اللُّغَاةُ:** اَزْكَاهَا: یعنی سب سے زیادہ پاکیزہ اور ثواب میں بڑھ کر۔ مَلِكِكُمْ: تمہارے مالک۔ اَرْفَعَهَا: اعلیٰ اور زائد۔

**فوائد:** اللہ کے ذکر پر ظاہر اور باطنی مداومت یہ عظیم ترین قربتوں میں سے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انتہائی نفع دینے والی چیزوں میں سے ہے کیونکہ اس نے اپنے سارے وقت اور ساری عمر کو اس میں مشغول کیا۔ اس لئے یہ جہاد کی وہ قسم ہے جو لوگوں کو تقویٰ پر آمادہ کرتی، فتنوں سے ان کو دور اور نفس امارہ کی بری خواہشات سے بچاتی ہے۔ مومن کا اپنے رب سے ایک دائمی تعلق ہے۔

۱۴۴۳: وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَلَى  
امْرَأَةٍ وَبَيْنَ يَدَيْهَا نَوِي - أَوْ حَصَى - تَسْبِيحُ  
بِهِ فَقَالَ: "أَخْبِرُكَ بِمَا هُوَ أَيْسَرُ عَلَيْكَ مِنْ  
هَذَا - أَوْ أَفْضَلُ" فَقَالَ: "سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ  
مَا خَلَقَ فِي السَّمَاءِ وَسُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا  
خَلَقَ فِي الْأَرْضِ، وَسُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا بَيْنَ  
ذَلِكَ، وَسُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا خَالِقُ، وَاللَّهُ  
أَكْبَرُ مِثْلَ ذَلِكَ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ مِثْلَ ذَلِكَ، وَلَا  
إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مِثْلَ ذَلِكَ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا  
بِاللَّهِ مِثْلَ ذَلِكَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ:  
حَدِيثٌ حَسَنٌ.

۱۴۴۳: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ  
رسول اللہ ﷺ کی معیت میں ایک عورت کے پاس داخل ہوئے  
جس کے سامنے گھٹلیاں یا کنکریاں پڑی تھیں جن پر وہ تسبیح پڑھ رہی تھی  
تو آپ نے فرمایا: "کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتلا دوں جو تمہارے  
لئے اس سے آسان تر یا اس سے افضل ہو۔ پھر فرمایا: "سُبْحَانَ اللَّهِ  
عَدَدَ مَا .....۔" اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی بیان کرتا ہوں اس تعداد کے  
مطابق جو اس نے آسمان میں بنائی اور پاکیزگی بیان کرتا ہوں جو اس  
نے زمین میں پیدا کی اور پاکیزگی بیان کرتا ہوں اس گنتی کے مطابق  
جو اس کے درمیان مخلوق ہے اور پاکیزگی بیان کرتا ہوں اس کے  
مطابق جو وہ پیدا کرنے والے ہیں۔" اور اللہ اکبر، الحمد للہ،  
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ بھی ساتھ ملا کر اسی طرح  
پڑھیں۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

**تخریج:** رواہ الترمذی فی ابواب الدعوات، باب فی دعا النبی ﷺ و تَعُوذُهُ فِی دَبْرِ كُلِّ صَلَاةٍ۔  
اللُّغَاتُ: نوی: یہ نواۃ کی جمع ہے کھجور کی گھٹلیاں۔

**فوائد:** ان الفاظ کو اسی انداز سے جیسا حدیث میں آیا کنکریاں یا تسبیح کے استعمال کی بہ نسبت افضل ہے کیونکہ حضور ﷺ کا ارشاد  
عدد ما خلق اور جو اس کے بعد کلمات ذکر ہوئے تو اس کے بدلے میں ان مذکورہ تعداد کے مطابق ثواب ملتا ہے اور جو وہ کنکریوں یا  
گھٹلیوں میں استعمال کریگا وہ اس کے مقابلے میں بہت تھوڑا ہے اس زیادہ کے مقابلے میں جس کی حقیقت اور تعداد اللہ ہی جانتے ہیں۔  
۱۴۴۴: وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "إِلَّا أَدُلَّكَ عَلَى  
كُنْزٍ مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ؟" فَقُلْتُ: بَلَى يَا رَسُولَ  
اللَّهِ قَالَ: "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ" مُتَّفَقٌ  
عَلَيْهِ.

۱۴۴۴: حضرت ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: "کیا  
میں تمہیں جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانے کے بارے میں مطلع  
نہ کر دوں؟" میں نے کہا: کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ! فرمایا: "لَا  
حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ" برائی سے پھرنے کی ہمت نہیں اور نیکی پر آنے  
کی طاقت نہیں مگر اللہ تعالیٰ کی مدد سے۔" (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی الدعوات، باب قول لا حول ولا قوة الا بالله، و فی المغازی و القدر و مسلم فی الدعاء  
والذكر، باب استحباب خفض الصوت بالذكر۔

**اللُّغَاتُ:** کُنُوزُ: کُنُوزِ جنت کی نفیس چیزیں اور اس کے ذخائر ہیں۔  
**فوائد:** لا حول ولا قوة کثرت سے پڑھنا چاہئے کیونکہ اس میں تسلیم و تفویض اللہ کی بارگاہ میں دونوں پائے جاتے ہیں۔ بندہ  
اپنے معاملے میں کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا۔ اس کو شر کے دور کرنے اور بھلائی کے حاصل کرنے میں ارادہ الہی کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔



۲۴۵: بَابُ ذِكْرِ اللَّهِ تَعَالَى قَائِمًا

وَقَاعِدًا وَمُضْطَجِعًا وَمُحْدِثًا وَجُنُبًا

وَحَائِضًا إِلَّا الْقُرْآنَ فَلَا يَحِلُّ

لِجُنُبٍ وَلَا حَائِضٍ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ: لآيَاتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَى جُنُوبِهِمْ﴾ [آل عمران: ۱۹۰]

بَابُ: اللہ تعالیٰ کا ذکر کھڑے ہونے بیٹھنے

لیٹنے بلا وضو جنابت کی حالت میں اور

حیض کی حالت میں درست ہے مگر تلاوت قرآن مجید جہنی

اور حائضہ کے لئے جائز نہیں

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات دن کے آنے جانے میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کو کھڑے بیٹھے اور پہلو پر لیٹے یاد کرتے ہیں۔“ (آل عمران)

حل الآيات: لايت: اللہ کے وجود اور اس کی وحدانیت اور علم و قدرت پر دلائل ہیں۔ اولی الالباب۔ روشن عقل والے۔

۱۴۴۵: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کو ہر وقت یاد کرتے تھے۔

۱۴۴۵: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَذْكُرُ اللَّهَ عَلَى كُلِّ أَحْيَانِهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الحيض 'باب ذکر اللہ تعالیٰ فی حال الجنابة۔

اللتخاريف: علی کل احیاء: تمام اوقات و حالات میں خواہ حدیثین سے طہارت کی حالت میں ہوتے یا ان دونوں میں سے کسی ایک کے ساتھ ہوتے۔

فوائد: اللہ تعالیٰ کا ذکر ہر حال اور ہر وقت جائز و مستحب ہے۔

۱۴۴۶: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اگر تم میں سے کوئی ایک جب اپنی گھر والی سے صحبت کرنے لگے تو اس طرح دعا کرے بِسْمِ اللَّهِ..... ”اللہ کے نام سے“ اے اللہ ہم کو شیطان سے اور شیطان کو ہم سے دور رکھ اور جو اولاد ہمیں عنایت کریں“ پس اگر اس حمل میں کوئی اولاد مقدر ہوئی تو شیطان اس کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔“ (بخاری و مسلم)

۱۴۴۶: وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا أَتَى أَهْلَهُ قَالَ: بِسْمِ اللَّهِ، أَلَلَّهُمْ جَنَّاتِ الشَّيْطَانِ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا، فَقَضَى بَيْنَهُمَا وَلَدٌ لَمْ يَضُرَّهُ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

تخریج: رواہ البخاری فی بدء الخلق 'باب صفة ابليس و النکاح' باب ما يقول الرجل اذا اتى اهله و الدعوات ما يقول

اذا اتى اهله التوحيد با السئوال باسماء الله تعالى و مسلم فی کتاب النکاح 'باب ما يسحب ان يقوله عند الجماع۔

اللتخاريف: جنینا الشیطان: اس کو ہم سے دور کرے۔ فقضی: پس مقدر کیا جاتا ہے۔

فوائد: (۱) مستحب یہ ہے کہ انسان یہ ذکر جماع کے شروع کرنے سے پہلے کہے لے۔ جماع کے وقت میں تو کلام مکروہ ہے۔

(۲) شیطان کے کس اور ایذا سے وہ بچ محفوظ ہوگا جو اس جماع سے پیدا ہوگا۔

۲۴۶: بَابُ مَا يَقُولُهُ عِنْدَ نَوْمِهِ

وَأَسْتَقَاطِهِ

۱۴۴۷: وَعَنْ حُدَيْفَةَ، وَآبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَا: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ قَالَ: «بِسْمِكَ اللَّهُمَّ أَحْيَا وَآمُوتُ» - وَإِذَا اسْتَقَاطَ قَالَ: «الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ» رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

بَابُ: نیند کے وقت اور اس سے بیداری

کی وقت کیا کہے؟

۱۴۴۷: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اور ابو ذر رضی اللہ عنہ دونوں سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بستر پر آرام فرماتے تو یہ دعا پڑھتے ”تیرے نام سے اے اللہ میں مرتا ہوں اور زندہ ہوتا ہوں“ اور جب آپ بیدار ہوتے تو یہ دعا پڑھتے ”تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں مارنے کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف سب نے جمع ہونا ہے“۔ (بخاری)

**تخریج:** رواہ البخاری فی الدعوات، باب ما یقولہ اذا نام و فی التوحید، باب السئوال باسماء اللہ تعالیٰ۔  
الْحَيَاتِ: اَحْيَانَا: ہمیں جگایا۔ اَمَاتَنَا: ہمیں سلا یا۔ النُّشُور: موت کے بعد زندگی۔

**فوائد:** نیند کے وقت یہ ذکر مستحب ہے اور بیداری کے وقت بھی۔ تاکہ انسان بیداری میں ذکر کرنے والا اور نیند میں اپنے مولا کی طرف متوجہ ہونے والا ہو۔ دن و رات اللہ تعالیٰ کے ذکر کو ہمیشہ پیش نظر اور کبھی بھی اس سے غفلت نہ برتے۔

۲۴۷: بَابُ فَضْلِ حَلْقِ الذِّكْرِ

وَالنَّدْبِ عَلَى مُلَازِمَتِهَا وَالنَّهْيِ عَنْ

مُفَارَقَتِهَا لِغَيْرِ عُدْرٍ!

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ یُرِیدُونَ وَجْهَهُ، وَلَا تَعْدُ عَیْنُکَ عَنْهُمْ﴾ [کہف: ۲۸]

بَابُ: ذکر کے حلقوں کو لازم کرنے

اور

ان سے بلا وجہ جدائی اختیار کرنے کی ممانعت

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ روک کر رکھ جو اپنے رب کو صبح اور شام پکارتے ہیں اور اسی ہی کی رضا مندی چاہتے ہیں اور آپ کی آنکھیں ان سے تجاوز نہ کریں“۔ (کہف)

**حل الآیات:** واصر نفسک: یعنی اس کو روک اور مضبوط رکھ۔ ولا تعد عینک: ان سے نگاہیں اپنی پھیر کر مال و مرتبے والوں کی طرف مت کرو۔

۱۴۴۸: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: ”بے شک اللہ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو راستوں پر گھوم پھر کر ذکر والوں کو تلاش کرتے ہیں۔ جب وہ کسی ایسی جماعت کو اللہ کی یاد میں پالیتے ہیں تو وہ ایک دوسرے کو آواز دیتے ہیں کہ ادھر آؤ۔ یہاں تمہاری حاجت ہے۔ پس وہ ان کو آسمان دنیا تک اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں (جب وہ وہاں سے فارغ ہو کر بارگاہ خداوندی میں جاتے ہیں) تو ان کا

۱۴۴۸: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ”إِنَّ لِلَّهِ تَعَالَى مَلَائِكَةً يَطُوفُونَ فِي الطُّرُقِ يَلْتَمِسُونَ أَهْلَ الذِّكْرِ، فَإِذَا وَجَدُوا قَوْمًا يَذْكُرُونَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ تَنَادَرُوا: هَلُمُّوا إِلَيَّ حَاجَتُكُمْ فَيُخَفِّرُهُمْ بِأَجْنَحَتِهِمْ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا“

رب ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ ان کی حالت سے واقف ہے۔ میرے بندے کیا کہتے تھے؟ جواب دیتے ہیں کہ وہ تیری تسبیح و تکبیر اور بڑائی بیان کر رہے تھے اس پر اللہ فرماتے ہیں کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ فرشتے جواب دیتے ہیں نہیں اللہ کی قسم! نہیں دیکھا۔ پھر اللہ فرماتے ہیں اگر دیکھ لیں تو؟ فرشتے عرض کرتے ہیں تو اس سے بھی زیادہ تیری عبادت بزرگی اور تسبیح کریں۔ پس اللہ فرماتے ہیں وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں؟ جواب دیتے ہیں کہ آپ سے جنت مانگتے ہیں۔ اللہ فرماتے ہیں کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے؟ جواب دیتے ہیں نہیں! اللہ کی قسم اے رب نہیں دیکھا۔ اللہ فرماتے ہیں اگر وہ جنت کو دیکھ لیں؟ فرشتے جواب دیتے ہیں تو جنت کی حرص بہت بڑھ جائے اور اس کی طلب اور تیز تر ہو جائے اور رغبت میں پہلے کی نسبت بہت اضافہ ہو جائے۔ اللہ پوچھتے ہیں وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں وہ آگ سے پناہ مانگتے ہیں۔ اس پر اللہ فرماتے ہیں کیا انہوں نے آگ کو دیکھا ہے؟ فرشتے جواباً عرض کرتے ہیں کہ نہیں۔ اللہ فرماتے ہیں اگر وہ آگ کو دیکھ لیں؟ فرشتے جواب دیتے ہیں تو اس سے اور زیادہ دور بھاگیں اور خوف کھائیں۔ اللہ فرماتے ہیں: میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کو بخش دیا۔ فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کہتا ہے کہ فلاں آدمی ان میں سے نہ تھا وہ اپنی کسی ضرورت سے آیا تھا۔ اللہ فرمائیں گے وہ ایسے لوگ ہیں کہ جن کے پاس بیٹھنے والا بھی بدنصیب نہیں رہ سکتا۔ (بخاری و مسلم) مسلم کی روایت جو حضرت ابو ہریرہؓ سے ہے میں یہ الفاظ ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: ”بے شک اللہ کے کچھ فرشتے جو حفاظتی فرشتوں کے علاوہ ہیں زمین میں گھوم پھر کر ذکر کی مجالس تلاش کرتے ہیں۔ جب وہ کوئی ذکر کی مجلس پا لیتے ہیں تو اس میں ان کے ساتھ شریک ہو جاتے ہیں اور ان کو اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے یہاں تک کہ اپنے سامنے اور آسمان وزمین کے درمیان جگہ کو ڈھانپ لیتے ہیں۔ پھر جب لوگ منتشر ہو جاتے ہیں تو یہ فرشتے آسمان کی طرف چڑھ جاتے ہیں۔ پس اللہ ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ ان کی حالت سے خوب واقف ہے کہ تم کہاں سے آئے ہو؟ عرض کرتے ہیں کہ ہم تیرے ان بندوں کے پاس سے آئے ہیں جو

فَسَالَهُمْ رَبُّهُمْ - وَهُوَ أَعْلَمُ - : مَا يَقُولُ عِبَادِي؟ قَالَ : يَقُولُونَ : يُسَبِّحُونَكَ ، وَيُكَبِّرُونَكَ ، وَيُحَمِّدُونَكَ ، وَيُتَجَدِّدُونَكَ : فَيَقُولُ هَلْ رَأَوْنِي؟ فَيَقُولُونَ : لَا وَاللَّهِ مَا رَأَوْكَ - فَيَقُولُ : كَيْفَ لَوْ رَأَوْنِي؟ يَقُولُونَ لَوْ رَأَوْكَ كَانُوا أَشَدَّ لَكَ عِبَادَةً ، وَأَشَدَّ لَكَ تَمَجُّدًا ، وَأَكْثَرَ لَكَ تَسْبِيحًا فَيَقُولُ : فَمَاذَا يَسْأَلُونَ؟ قَالَ : يَقُولُونَ : يَسْأَلُونَكَ الْجَنَّةَ قَالَ : يَقُولُ : وَهَلْ رَأَوْهَا؟ قَالَ : يَقُولُونَ : لَا وَاللَّهِ يَا رَبِّ مَا رَأَوْهَا - قَالَ : يَقُولُ : فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْهَا؟ قَالَ : يَقُولُونَ لَوْ أَنَّهُمْ رَأَوْهَا كَانُوا أَشَدَّ عَلَيْهَا حِرْصًا ، وَأَشَدَّ لَهَا طَلَبًا ، وَأَعْظَمَ فِيهَا رَغْبَةً - قَالَ : فِيمَ يَتَعَوَّدُونَ مِنَ النَّارِ؟ قَالَ : فَيَقُولُ وَهَلْ رَأَوْهَا؟ قَالَ : يَقُولُونَ : لَا وَاللَّهِ مَا رَأَوْهَا - فَيَقُولُ : كَيْفَ لَوْ رَأَوْهَا؟ قَالَ يَقُولُونَ : لَوْ رَأَوْهَا كَانُوا أَشَدَّ مِنْهَا فِرَارًا ، وَأَشَدَّ لَهَا مَخَافَةً - قَالَ : فَيَقُولُ : فَأُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ - قَالَ : يَقُولُ مَلَكٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ : فِيهِمْ فَلَانٌ لَيْسَ مِنْهُمْ ، إِنَّمَا جَاءَ لِحَاجَةٍ قَالَ : هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْفِي بِهِمْ جَلِيسُهُمْ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ”إِنَّ لِلَّهِ مَلَائِكَةً سَيَّارَةً فَضُلَّاءَ يَتَّبِعُونَ مَجَالِسَ الذِّكْرِ ، فَإِذَا وَجَدُوا مَجْلِسًا فِيهِ ذِكْرٌ قَعَدُوا مَعَهُمْ ، وَخَفَّ بَعْضُهُمْ بَعْضًا بِأَجْنِحَتِهِمْ حَتَّى يَمْلَأُوا مَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَإِذَا تَفَرَّقُوا

زمین میں تیری تسبیح و بڑائی، وحدانیت، عظمت اور حمد و ثناء بیان کر رہے تھے اور تجھ سے سوال کرتے تھے۔ اللہ فرشتوں سے پوچھتے ہیں وہ مجھ سے کیا سوال کر رہے تھے؟ عرض کرتے ہیں تجھ سے تیری جنت کا سوال کر رہے تھے اللہ پوچھتے ہیں کیا انہوں نے میری جنت دیکھی ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ نہیں اے پروردگار! اللہ فرماتے ہیں۔ اگر دیکھ لیں تو؟ فرشتے عرض کرتے ہیں اور وہ تجھ سے پناہ بھی مانگ رہے تھے۔ اللہ پوچھتے ہیں کہ وہ کس چیز کی بابت مجھ سے پناہ طلب کر رہے تھے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں اے پروردگار! تیری آگ سے۔ اللہ پوچھتے ہیں کیا انہوں نے میری آگ کو دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں نہیں۔ اللہ فرماتے ہیں اگر دیکھ لیں تو پھر؟ فرشتے عرض کرتے ہیں وہ تجھ سے بخشش بھی مانگ رہے تھے۔ اللہ فرماتے ہیں میں نے ان کو بخش دیا اور جس چیز کا وہ سوال کر رہے تھے وہ عطا کیا اور جس چیز سے پناہ طلب کر رہے تھے میں نے اس سے پناہ دے دی۔ پھر فرشتے عرض کرتے ہیں اے رب! ان میں تیرا فلاں خطا کار بندہ بھی تھا جو وہاں سے صرف گزر رہا تھا اور ان کے ساتھ (چند لمحے) بیٹھ گیا۔ اللہ فرماتے ہیں: میں نے اس کو بھی بخش دیا کیونکہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی محروم نہیں رہتا۔

عَرَجُوا وَصَعَدُوا إِلَى السَّمَاءِ فَيَسْأَلُهُمُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ - وَهُوَ أَعْلَمُ مِنْ أَيْنَ جِئْتُمْ؟ فَيَقُولُونَ جِئْنَا مِنْ عِنْدِ عِبَادِكَ لَكَ فِي الْأَرْضِ: يُسَبِّحُونَكَ، وَيُكَبِّرُونَكَ، وَيُهَيِّلُونَكَ، وَيَحْمَدُونَكَ، وَيَسْتَلُونَكَ- قَالَ: وَمَاذَا يَسْتَلُونِي؟ قَالُوا: يَسْتَلُونَكَ جَنَّتَكَ - قَالَ: وَهَلْ رَأَوْا جَنَّتِي؟ قَالُوا: لَا أَيْ رَبِّ: قَالَ: فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْا جَنَّتِي؟ قَالُوا: وَيَسْتَجِيرُونَكَ قَالَ: وَمِمَّ يَسْتَجِيرُونِي؟ قَالُوا: مِنْ نَارِكَ يَا رَبِّ - قَالَ: وَهَلْ رَأَوْا نَارِي؟ قَالُوا: لَا، قَالَ: فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْا نَارِي؟ قَالُوا: وَيَسْتَغْفِرُونَكَ؟ فَيَقُولُ: قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ، وَأَعْطَيْتُهُمْ مَا سَأَلُوا، وَأَجَرْتُهُمْ مِمَّا اسْتَجَارُوا- قَالَ: يَقُولُونَ: رَبِّ فِيهِمْ فَلَانٌ عَبْدٌ خَطَاءٌ إِنَّمَا مَرَّ فَجَلَسَ مَعَهُمْ - فَيَقُولُ: وَلَهُ غَفَرْتُ هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقَى بِهِمْ جَلِيسُهُمْ-

**تخریج:** رواہ البخاری فی الدعوات، باب فضل ذکر اللہ عز و جل و مسلم فی الدعوات، باب فضل مجالس الذکر۔ **اللَّحْنَانِ:** یلتسون: وہ تلاش کرتے ہیں۔ اہل الذکر: ذکر والے ذکر کا لفظ نماز، قراءت، قرآن دارین کے لئے بھلائی کی دعا طلب علم وغیرہ سب کو شامل ہے۔ علامہ ابن حجر نے فتح میں فرمایا زیادہ بہتر یہ ہے کہ اس کو مجالس تسبیح تکبیر اور تلاوت کے ساتھ خاص مانا جائے یہی کافی ہے۔ تنادہ: وہ ایک دوسرے کو آواز دیتے ہیں۔ ہلموا: تم آؤ۔ کیفونہم: چکر لگاتے اور ان کے گرد گھومتے ہیں۔ یتعذون: پناہ طلب کرتے۔ سیارۃ: زمین میں چلتے ہوئے سفر کرتے ہیں۔ فضلاء: یعنی حفاظتی فرشتوں کے علاوہ یہ فرشتے چلنے پھرنے والے ہیں ان کا وظیفہ یہی ہے۔ یتبعون: وہ تلاش کرتے ہیں۔

**فوائد:** ذکر اور ذکر کرنے والوں کی فضیلت۔ اس پر جمع ہونے کی فضیلت۔ ذکر کرنے والوں کے ساتھ بیٹھنے والا ان تمام فضیلتوں میں شامل ہو جاتا ہے جو ان پر ان کے رب کی طرف سے بطور اعزاز اترتی ہیں۔ اگرچہ وہ اصل ذکر میں ان کے ساتھ شریک نہ بھی ہو۔ (۲) اولاد آدم میں ذکر کرنے والوں سے ملائکہ محبت کرتے ہیں اور ان کی طرف خاص توجہ دیتے ہیں۔ (۳) بعض اوقات سوال ان کی طرف سے بھی ہوتا ہے جو مسئول علیہ سے زیادہ علم والے ہوتے ہیں اس سے مسئول علیہ کے مرتبے کی طرف اشارہ ہے اور اس کے مقام کی بلندی کا اعلان ہوتا ہے۔

۱۴۴۹: وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَا: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَا يَقْعُدُ قَوْمٌ يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ وَذَكَرَهُمُ اللَّهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۴۹: حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو لوگ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے لئے بیٹھتے ہیں تو ان کو فرشتے آکر گھیر لیتے رحمت الہی ان پر سایہ فگن ہو جاتی اور سکینت ان پر اترتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کا ذکر ان لوگوں میں فرماتے ہیں جو اس کی بارگاہ میں ہیں۔" (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی الذکر والدعاء باب فضل الاجتماع علی تلاوة القرآن و علی الذکر اللّٰخَاتِ: حَفَّتْهُمُ الرَّحْمَةُ: رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے یعنی اس رحمت کے آثار اللہ کے فضل سے ان پر اترتے ہیں۔ السکینة: اطمینان اصلاً و تاراً کہتے ہیں۔

**فوائد:** ذکر کی فضیلت ذکر کرنے والوں کا اللہ کی بارگاہ میں مرتبہ بیان کیا گیا۔

۱۴۵۰: وَعَنْ أَبِي وَاقِدٍ الْحَارِثِ بْنِ عَوْفٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ وَالنَّاسُ مَعَهُ إِذْ أَقْبَلَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ - فَأَقْبَلَ اثْنَانِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَذَهَبَ وَاحِدٌ: فَوَقَّفَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ - فَأَمَّا أَحَدُهُمَا فَرَأَى فُرْجَةً فِي الْحَلَقَةِ فَجَلَسَ فِيهَا ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَجَلَسَ خَلْفَهُمْ ، وَأَمَّا الثَّالِثُ فَادْبَرَ ذَاهِبًا - فَلَمَّا فَرَغَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "أَلَا أُخْبِرُكُمْ عَنِ النَّفَرِ الثَّلَاثَةِ: أَمَّا أَحَدُهُمْ فَأَوَى إِلَى اللَّهِ فَأَوَاهُ اللَّهُ ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَاسْتَحْيَى فَاسْتَحْيَى اللَّهُ مِنْهُ ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَاعْرَضَ فَأَعْرَضَ اللَّهُ عَنْهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۴۵۰: حضرت ابو واقد حارث بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں لوگوں کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ تین آدمی آئے دو ان میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آگئے اور ایک چلا گیا۔ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑے ہو گئے۔ پھر ان میں سے ایک نے حلقہ درس میں جگہ پائی تو وہ اس میں بیٹھ گیا اور دوسرا ان کے پیچھے بیٹھ گیا اور رہا تیسرا شخص وہ وہاں سے پیٹھ پھیر کر چلا گیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہوئے تو فرمایا کیا میں تمہیں افراد کے متعلق بتاؤں! "ان میں سے ایک نے اللہ تعالیٰ کی رحمت میں پناہ لی تو اس کو پناہ مل گئی اور دوسرے نے حیا کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے درگزر فرمائی اور تیسرے نے اعراض (منہ پھیرا) کیا تو اللہ تعالیٰ نے بھی اس سے اعراض فرمایا۔" (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی العلم باب من قعد حیثیت ینتہی بہ المجلس و مسلم فی السلام باب من اتی مجلس موحدا فرجة مجلس فیہا و الا وراء ہم۔

**اللّٰخَاتِ:** ثلثة نفر: تین مرد۔ فرجة: فارغ جگہ۔ حلقہ: اس سے مراد رسول اللہ ﷺ کے سامنے حلقہ کی طرح بیٹھنے والے آدمی مراد ہیں۔ حلقہ سے مراد ہر گول چیز جس کا درمیان خالی ہو۔ فادبر: لوٹا اور پھر گیا۔ اوی: خالی جگہ میں بیٹھ گیا تاکہ اللہ کا ذکر نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مبارک مجلس کی فضیلت کے سبب اس کا اکرام فرمایا۔ فستحی: اس نے حیا کی یعنی گھنے سے بعض رہا۔ کیونکہ اس سے مجلس میں تنگی پیدا ہو جاتی ہے۔ وہ حلقے سے پیچھے بیٹھ گیا۔ فاستحی اللہ منہ مراد اس سے اللہ کی بارگاہ میں اس کا اکرام اور عدم توہین ہے۔

**فوائد:** علم کی مجلس میں بیٹھنا مستحب ہے۔ خالی جگہ میں بیٹھنا چاہئے۔ (۲) حیا اور لوگوں کو ایذا نہ دینے کی فضیلت ذکر کی گئی۔



(۳) بغیر عذر کے مجلس علم سے اعراض کرنے کی مذمت اور جو آدمی اس سے اعراض کرتا ہے اس نے گویا اپنے آپ کو اللہ کی ناراضگی پر پیش کر دیا۔

۱۴۵۱: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مسجد میں ایک حلقہ میں تشریف لائے اور کہا تم یہاں کیوں بیٹھے ہو؟ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے کے لئے بیٹھے ہیں۔ انہوں نے کہا کیا قسم دے کر کہتے ہو کہ تمہیں اس چیز نے ہی بٹھایا ہے۔ آپ نے فرمایا ہمیں تو اسی چیز نے ہی بٹھایا ہے۔ آپ نے فرمایا اچھی طرح سنو! میں نے تم سے قسم کسی بے اعتمادی کی وجہ سے نہیں اٹھوائی۔ رسول اللہ ﷺ سے قریب کا تعلق ہونے کے باوجود کوئی شخص ایسا بھی نہ ملے گا جو مجھ سے کم روایات بیان کرنے والا ہو۔ (بیان حدیث میں شدید احتیاط کا ذکر کیا) بے شک رسول اللہ ﷺ مسجد میں اپنے صحابہ کے ایک حلقہ میں تشریف لائے اور فرمایا: ”تم یہاں کیوں بیٹھے ہو؟ انہوں نے کہا ہم اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے اور اس کی حمد و ثناء کرنے کے لئے بیٹھے ہیں کہ اس نے ہمیں اسلام کی ہدایت دی اور ہم پر احسان فرمایا۔“ آپ نے فرمایا: ”کیا اللہ کی قسم دے کر تم کہتے ہو کہ تمہیں اسی چیز نے بٹھایا ہے؟“ آپ نے فرمایا: ”سنو! میں نے تم سے قسم اس بناء پر نہیں لی کہ تم پر بے اعتمادی ہے لیکن میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے بتلایا کہ اللہ تعالیٰ تم پر فرشتوں کے سامنے فخر فرماتے ہیں۔“ (مسلم)

۱۴۵۱: وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجَ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى حَلْقَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ: مَا أَجْلَسَكُمْ؟ قَالُوا: جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللَّهَ، قَالَ: اللَّهُ مَا أَجْلَسَكُمْ إِلَّا ذَاكَ؟ قَالُوا: مَا أَجْلَسَنَا إِلَّا ذَاكَ، قَالَ: أَمَا إِنِّي لَمْ أَسْتَحْلِفْكُمْ تَهْمَةً لَكُمْ، وَمَا كَانَ أَحَدٌ بِمَنْزِلَتِي مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَقَلَّ عَنْهُ حَدِيثًا مِنِّي: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَرَجَ عَلَى حَلْقَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ: مَا أَجْلَسَكُمْ؟ قَالُوا: جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللَّهَ وَنَحْمَدُهُ، عَلَى مَا هَدَانَا لِلْإِسْلَامِ، وَمَنْ بِهِ عَلَيْنَا - قَالَ: «اللَّهُ مَا أَجْلَسَكُمْ إِلَّا ذَاكَ؟» قَالُوا: اللَّهُ مَا أَجْلَسَنَا إِلَّا ذَاكَ - قَالَ: «أَمَا إِنِّي لَمْ أَسْتَحْلِفْكُمْ تَهْمَةً لَكُمْ، وَلَكِنَّهُ أَتَانِي جِبْرِيلُ فَأَخْبَرَنِي أَنَّ اللَّهَ يُبَاهِي بِكُمْ الْمَلَائِكَةَ»

رَوَاهُ مُسْلِمٌ

تخریج: رواہ مسلم فی الذکر و الدعاء، باب فضل الاجتماع علی تلاوة القرآن و علی الذکر۔

الذخائر: تہمة لکم: تمہاری سچائی پر شک کرتے ہوئے۔ بیاہی: وہ فخر کرتے ہیں۔

ہوائد: (۱) مجالس ذکر کی فضیلت ذکر کی گئی۔ (۲) اللہ کی بارگاہ میں ذکر کرنے والوں کی عظمت کو بیان کیا گیا۔

بَابُ: صبح اور شام کو اللہ کا

۲۴۸: بَابُ الذِّكْرِ عِنْدَ الصَّبَاحِ

ذکر کرنا

وَالْمَسَاءِ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”اور اپنے رب کو اپنے دل میں یاد کرو گزر گزاتے ہوئے نہ کہ اونچی آواز سے (اعتدال کے ساتھ) صبح و شام اور غفلت کرنے والوں میں سے نہ ہو۔“

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ وَلَا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ﴾

[الاعراف: ۲۰۵]

(الاعراف)

قَالَ أَهْلُ اللُّغَةِ "الأَصَالُ" جَمْعُ أَصِيلٍ وَهُوَ مَا بَيْنَ الْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ۔

اہل لغت نے فرمایا اَصَالِ یہ اَصِيل کی جمع ہے۔ یہ عصر اور مغرب کے درمیان کا وقت ہے۔

وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا﴾ [طہ: ۱۳۰]  
وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعِشِيِّ وَالْإِبْكَارِ﴾ [غافر: ۵۵]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "اور اپنے رب کی تسبیح کرو اس کی حمد کے ساتھ سورج کے طلوع و غروب ہونے سے پہلے۔"  
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "صبح و شام اپنے رب کی تسبیح اس کی حمد کے ساتھ بیان کرو۔"

قَالَ أَهْلُ اللُّغَةِ: الْعِشِيُّ مَا بَيْنَ زَوَالِ الشَّمْسِ وَغُرُوبِهَا۔

اہل لغت نے فرمایا عِشِيُّ زوال شمس اور غروب کے درمیان کے وقت کو کہتے ہیں۔

وَقَالَ تَعَالَى: ﴿فِي بَيِّنَاتٍ آذَنَ اللَّهُ أَنْ تَرْفَعَ وَيَذْكُرَ فِيهَا اسْمُهُ يُسَبِّحُ لَهُ فِيهَا بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ﴾ [النور: ۳۶] الْآيَةُ۔ وَقَالَ تَعَالَى: ﴿إِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهُ يُسَبِّحْنَ بِالْعِشِيِّ وَالْإِشْرَاقِ﴾ [ص: ۱۸]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "(وہ نور) ایسے گھروں میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بلند کرنے کا حکم دیا اور ان میں اس کے نام کا ذکر کیا جائے۔ ان میں صبح و شام تسبیح کرتے ہیں ایسے مرد جن کو کوئی تجارت اور بیع (خرید و فروخت) اللہ کی یاد سے غافل نہیں کر سکتی۔" اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "ہم نے پہاڑوں کو ان کے تابع کر دیا وہ صبح و شام اللہ تعالیٰ کی تسبیح ان کے ساتھ کرتے تھے۔"

**حل الآيات:** فی نفسک: پوشیدہ طور پر۔ تضرعاً: عاجزی سے اور گڑگڑا کر۔ خيفة: ڈر کر۔ دون الجہر: جہر سے کم ابن عباس رضی اللہ عنہما کے بقول جو تمہیں خود سے دوسرے کو نہ سنے۔ الابکار: دن کے شروع میں۔ اذن اللہ ان ترفع: یعنی ان کی تطہیر اور ان کی قدر اور ان کی تعظیم ان کے مرتبے کے مطابق کی جائے۔ نسخونا: ہم نے تابع کر دیا۔ معہ: یعنی داؤد علیہ السلام کے ساتھ۔ الاشراق: سورج کے چمکنے کا وقت۔

۱۴۵۲: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "مَنْ قَالَ حِينَ يُصْبِحُ وَحِينَ يُمَسِّي: سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ مِائَةً مَرَّةً لَمْ يَأْتِ أَحَدٌ يَوْمَ الْقِيَمَةِ بِأَفْضَلٍ مِمَّا جَاءَ بِهِ إِلَّا أَحَدٌ قَالَ مِثْلَ مَا قَالَ أَوْ زَادَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۳۵۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے صبح کے وقت اور شام کے وقت سو مرتبہ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ کہہ لیا۔ قیامت کے دن اس سے زیادہ افضل عمل کوئی نہیں لائے گا مگر وہ شخص جس نے اس کلمہ کو اتنی مرتبہ یا اس سے زائد مرتبہ کہا ہو۔" (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی الذکر و الدعاء باب فضل التهلیل و التسبیح۔

**فوائد:** (۱) یہ ذکر کثرت سے کرنا اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے اور اسکی کوئی حد نہیں کہ جس سے تجاوز کرنا منع ہو۔ صبح و شام کے اوقات کو ذکر کے ساتھ خاص کرنے میں حکمت یہ ہے کہ ابتداء اور اختتام ایک دینی عمل و اطاعت سے ہو اور وہ دن کے بقیہ کاموں کیلئے کفارہ بن جائیں۔

۱۳۵۳: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریمؐ کی خدمت میں عرض کیا رات مجھے بچھو کے کانٹے کی وجہ سے بہت تکلیف پہنچی۔ فرمایا: ”اگر تو نے شام کے وقت یہ کلمات کہے ہوتے تو وہ تجھے تکلیف نہ پہنچا سکتا“ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ تَعَالٰی کی کامل صفات کی برکت کے ساتھ میں مخلوق کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔ (مسلم)

۱۴۵۳: وَعَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا لَقِيتُ مِنْ عَقْرَبٍ لَدَغْتَنِي الْبَارِحَةَ قَالَ: أَمَا لَوْ قُلْتَ حِينَ امْسَيْتَ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ لَمْ تَضُرَّكَ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الذکر و الدعاء باب التعوذ من سوء القضاء و درک الشقاء وغیرہ۔

**اللَّغَوَاتُ:** ما لقیتم: یعنی بہت بڑی چیز ہے جس کو میں نے پایا۔ اَعُوْذُ: میں پناہ مانگتا ہوں۔ کلمتہ اللہ: اللہ کا کلام اور اس کے فیصلے اور اس کے کام اور اس کی قدرت۔ التامات: جو ہر نقص سے پاک ہو۔

**فوائد:** تمام ایذا دینے والی چیزوں سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہئے جو ان چیزوں سے پناہ طلب کرے گا اللہ اس کی حفاظت کرے گا۔

۱۳۵۴: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرمؐ صبح کے وقت یہ کلمات پڑھتے: اَللّٰهُمَّ بِكَ ..... ”اے اللہ ہم نے تیری مدد سے صبح و شام کی اور تیری قدرت سے ہم زندہ ہوتے اور مرتے ہیں اور اٹھ کر تیری بارگاہ میں پہنچنا ہے۔“ اور جب شام ہوتی تو یہ کلمات پڑھتے: اَللّٰهُمَّ بِكَ ..... ”اے اللہ تیری مدد سے ہم نے شام کی اور تیری قدرت سے ہم زندہ ہوتے اور مرتے ہیں اور تیری طرف لوٹ کر جانا ہے۔“ (ابوداؤد ترمذی) یہ حدیث حسن ہے۔

۱۴۵۴: وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ إِذَا أَصْبَحَ: ”اَللّٰهُمَّ بِكَ أَصْبَحْنَا ، وَبِكَ أَمْسَيْنَا ، وَبِكَ نَحْيَا ، وَبِكَ نَمُوتُ ، وَإِلَيْكَ النُّشُورُ“ وَإِذَا أَمْسَى قَالَ: ”اَللّٰهُمَّ بِكَ أَمْسَيْنَا ، وَبِكَ نَحْيَا ، وَبِكَ نَمُوتُ ، وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ“ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی الادب ما یقول اذا اصبح و الترمذی فی الدعوات باب ما جاء فی الدعاء اذا اصبح و اذا امسى۔

**اللَّغَوَاتُ:** بِكَ اصبحنا: یعنی آپ کی قدرت کے ساتھ ہم صبح میں داخل ہوئے۔ النشور: کا معنی لوٹنا۔

۱۳۵۵: حضرت ابو ہریرہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ایسے کلمات سکھا دیں جو میں صبح شام کہہ لیا کروں۔ آپؐ نے فرمایا: اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ..... ”اے اللہ تو آسمان اور زمین کو پیدا کرنے والا ہے۔ آپ عالم الغیب والشہادہ ہیں۔ آپ ہر چیز کے رب اور ان کے مالک ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اے اللہ میں اپنے نفس کی شرارت سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور شیطان کی شرارت سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔“ آپؐ نے فرمایا یہ کلمات صبح و شام اور بستر پر لیتے ہوئے پڑھو۔ (ابوداؤد ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۴۵۵: وَعَنْهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مُرِّنِي بِكَلِمَاتٍ أَقُولُهُنَّ إِذَا أَصْبَحْتُ وَإِذَا أَمْسَيْتُ - قَالَ: ”قُلِ: اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ رَبِّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِكُهَا“ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ، اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي ، وَشَرِّ الشَّيْطَانِ وَشَرِّكُمْ“ قَالَ: قُلْهَا إِذَا أَصْبَحْتَ ، وَإِذَا أَمْسَيْتَ ، وَإِذَا أَخَذْتَ مَضْجَعَكَ“ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی الادب ما یقول اذا اصبح والترمذی فی الدعوات باب ما یقال فی الصبح والمساء۔  
**اللغزات:** فاطر: بغیر سابقہ مثال کے پیدا کرنے والے۔ الغیب و الشهادة: جو غائب ہے اور جو سامنے نظر آتا ہے اس کے علم سے کوئی چیز بھی غائب نہیں۔ ملیکہ: اس کا مالک۔ جس کی طرف وہ دعوت دیتا ہے یعنی اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا۔

۱۴۵۶: وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَمْسَى قَالَ: "أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمُلْكُ لِلَّهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ" قَالَ الرَّائِي: أَرَاهُ قَالَ فِيهِنَّ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، رَبِّ أَسْأَلُكَ خَيْرَ مَا فِي هَذِهِ اللَّيْلَةِ وَخَيْرَ مَا بَعْدَهَا، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِي هَذِهِ اللَّيْلَةِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهَا، رَبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَسُوءِ الْكِبَرِ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَإِذَا أَصْبَحَ قَالَ ذَلِكَ أَيْضًا "أَصْبَحْنَا وَأَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلَّهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
 ۱۴۵۶: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ شام کرتے تو اس طرح دعا فرماتے: اَمْسَيْنَا..... کہ ہم نے شام کی اور اللہ کے ملک نے شام کی اور تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ میرے خیال میں یہ لفظ بھی فرمائے بادشاہی اسی ہی کے لئے ہے۔ اور تعریفیں اسی ہی کے لئے ہیں۔ اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ اے میرے رب میں آپ سے اس رات کی بھلائی طلب کرتا ہوں اور بعد والی رات کی بھلائی چاہتا ہوں اور اس رات اور بعد والی رات میں پائے جانے والے شر سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اے میرے رب میں تیری پناہ میں آتا ہوں۔ سستی اور بڑھاپے کی برائی سے اور آگ کے عذاب اور عذاب قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور جب صبح کرتے تو پھر یہ کلمات کہتے۔ ہم نے صبح کی اور اللہ کے ملک نے صبح کی۔ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی الذکر الدعاء باب التعوذ من شر ما عمل و من شر ما لم يعمل۔

**اللغزات:** قال فیہن: یعنی اس کے ساتھ کیا۔ سوء الکبر: مرض اور بڑھاپا۔

**فوائد:** (۱) صبح شام اور سوتے جاگتے ان اذکار پر مواظبت مستحب ہے تاکہ رب کے حضور میں انسان کا ذہن حاضر رہے۔ اس کی بارگاہ سے حفاظت ہدایت نجات اور موزی اشیاء جو آخرت اور دنیا میں ایذا پہنچانے والی ہیں ان سے سلامتی کا امیدوار رہے۔ اس کی ربوبیت کا اقرار اور اس کی الوہیت کا معترف رہے۔

۱۴۵۷: وَعَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَبِيبٍ "بُضْمِ الْخَاءِ وَالْمُعْجَمَةِ" رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "اقْرَأْ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ وَالْمُعَوَّذَتَيْنِ حِينَ تُمْسِي وَحِينَ تُصْبِحُ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ تَكْفِيكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔  
 ۱۴۵۷: حضرت عبداللہ بن حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کہ تم قُلْ هُوَ اللَّهُ (یعنی سورہ اخلاص) اور معوذتین یعنی (قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ) صبح و شام تین مرتبہ پڑھ لیا کرو یہ ہر چیز کے لئے تمہیں کافی ہیں۔" (ابوداؤد ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

صَحِيحٌ۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی الادب، باب ما یقول اذا اصبح والترمذی فی الدعوات، باب ما یقال عند النوم۔

**اللَّحْنَانِ:** المعوذتین: سورہ قلقل و ناس۔ تکفیک: دوسرے اذکار کی جگہ کافی ہے حصول ثواب اور تمام موزی اشیاء سے بچانے کیلئے۔  
**فوائد:** سورۃ اخلاص اور معوذتین صبح شام پڑھنا مسنون ہے۔ نبی اکرم ﷺ بستر پر لیٹتے ہوئے ان کو پڑھتے اور پھر ہاتھوں پر پھونک مار کر جہاں تک ہاتھ پہنچ سکتا وہاں تک اپنے جسم مبارک پر پھیر لیتے۔

۱۴۵۸: وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَا مِنْ عَبْدٍ يَقُولُ فِي صَبَاحِ كُلِّ يَوْمٍ وَمَسَاءٍ كُلِّ لَيْلَةٍ بِسْمِ اللَّهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ" ثَلَاثَ مَرَّاتٍ إِلَّا لَمْ يَضُرَّهُ شَيْءٌ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔  
۱۴۵۸: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو بندہ یہ کلمات ہر صبح و شام کہہ لیا کرے اس کو کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ بِسْمِ اللَّهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ" اس اللہ کے نام کی برکت سے شروع کرتا ہوں جس کے نام کے ساتھ کوئی چیز آسمان و زمین میں نقصان نہیں دے سکتی اور وہ سننے والے اور جاننے والے ہیں۔" (ابوداؤد ترمذی)  
حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخریج:** رواہ ابوداؤد فی الادب، باب ما یقول اذا اصبح والترمذی فی الدعوات، باب ما جاء فی الدعاء اذا اصبح و اذا ملى۔

**اللَّحْنَانِ:** باسم اللہ: یعنی میں اس زبردست ذات کے نام کی حمایت حاصل کرتا ہوں جس کی حمایت حاصل کی جاتی ہے۔ ہر برائی سے خواہ وہ جمادات یا چوپایوں یا جنات و شیاطین یا حیوان و عاقل و غیر عاقل کی طرف پہنچنے والی ہو۔ وہ ذات کائنات کے تمام حالات کو جاننے والی اور ان حالات کے پھیرنے پر جس طرح چاہے قدرت رکھنے والی ہے۔ کائنات کی کوئی چیز بھی ازلی تقدیر کے بغیر واقع نہیں ہو سکتی۔

**فوائد:** (۱) اس ذکر کے کرنے کی تاکید کی گئی تاکہ انسان اللہ کی قدرت کے ذریعے تمام تکالیف اور نقصانات سے بچ سکے۔ (۲) اللہ وحدہ لا شریک پر نجات و سلامتی کی طلب اور تمام مصائب و آفات سے عافیت کی طلب میں اللہ ہی کی ذات پر اعتماد ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہی انسان کی حفاظت اور بچاؤ کرنے والے اور وہ اپنی قدرت کے ساتھ ہر ایذا و مصیبت کو پھیرتے ہیں۔

**بَابُ:** نیند کے وقت کیا کہے؟

۴۴۹: بَابُ مَا يَقُولُهُ عِنْدَ النَّوْمِ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور دن رات کے آنے جانے میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کو کھڑے بیٹھے اور پہلو کے بل لیٹے یاد کرتے ہیں اور آسمان اور زمین کی تخلیق میں سوچ و بچار کرنے والے ہیں۔" (آل عمران)

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاعْتِدَالِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ [آل عمران: ۱۹۰-۱۹۱]

**حل الآيات:** لا ولی الا لباب: عقلمند۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد تک ان اللہ لا یخلف المیعاد۔



١٤٥٩: وَعَنْ حُدَيْفَةَ وَأَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ قَالَ: «بِسْمِكَ اللَّهُمَّ أَحْيَا وَمَيِّتٌ»  
رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۱۳۵۹: حضرت حذیفہ اور ابو ذر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے بستر پر لیٹتے تو یہ کلمات پڑھتے: بِاسْمِكَ اللَّهُمَّ أَحْيَاءُ وَأَمْوَاتُ اے اللہ تیرے نام سے میں زندہ ہوتا ہوں اور مرتا ہوں۔ (بخاری)

**تخریج:** باب آداب النوم رقم ۱/۴۷۴ میں ملاحظہ ہو۔

**فوائد: (۱)** رسول اللہ ﷺ کی اقتداء و پیروی کے طور پر نیند سے قبل ان کلمات کا پڑھنا مستحب ہے۔ (۲) مستحب یہ ہے کہ مسلمان ہر حال میں موت کو متحضر رکھنے والا ہو۔

١٤٦٠ : وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ  
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَهُ وَلِفَاطِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُمَا : "إِذَا أَوَيْتُمَا إِلَى فِرَاشِكُمَا أَوْ إِذَا  
أَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا - فَكَبِّرَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ ،  
وَسَبِّحَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ ، وَاحْمَدَا ثَلَاثًا  
وَثَلَاثِينَ " - وَفِي رِوَايَةِ التَّشَيْخِ أَرْبَعًا  
وَثَلَاثِينَ وَفِي رِوَايَةِ التَّكْبِيرِ أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ -  
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

۱۴۶۰: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا جب تم دونوں اپنے بستروں پر لیٹو تینتیس (۳۳) مرتبہ اللہ اکبر، تینتیس (۳۳) مرتبہ سُبْحَانَ اللہ، تینتیس (۳۳) مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہہ لیا کرو اور دوسری روایت میں سُبْحَانَ اللہ چونتیس (۳۴) مرتبہ آیا ہے اور ایک روایت میں اللہ اکبر چونتیس (۳۴) مرتبہ آیا ہے۔

(بخاری و مسلم)

**تخريج:** رواه البخارى فى النفقات، باب عمل المرأة فى بيت زوجها، و فى الدعوات، باب التكبير و التسبيح عند النوم و مسلم فى الذكر و الدعاء، باب التسبيح اول النهار و عند النوم.

اللَّحَائِثُ: اویٹما الی فراشکما: نیند کے ارادہ سے بستر کی طرف متوجہ ہو۔ مضاجعکما جمع مضجع، بستر سونے اور لیٹنے کی جگہ اور او اخذ تما مضاجعکما: تم دونوں اپنے بستروں پر جاؤ۔ یہ راوی کو شک ہے کہ کون سے الفاظ اختیار فرماتے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ تسبیح چونتیس مرتبہ اور ایک روایت میں تکبیر ۳۴ مرتبہ اور نسائی کی روایت میں ۳۲ مرتبہ اور طبرانی کی روایت میں اور نسائی کی روایت میں ان میں کسی ایک یعنی تسبیح، تحمید، تکبیر کو ۳۴ مرتبہ پڑھا جائے۔ یہ اضافہ اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ تینوں سو مرتبہ ہونی چاہئیں۔

فوائد: (۱) ان الفاظ سے اللہ تعالیٰ کے ذکر پر آمادہ کیا گیا ہے اور ان پر مداومت نیند سے پہلے اور لیٹنے کی حالت میں ہے۔

١٤٦١ : وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : " إِذَا أَوَى  
أَحَدُكُمْ إِلَى فِرَاشِهِ فَلْيَنْقُضْ فِرَاشَهُ بِدَاخِلَةِ  
إِزَارِهِ فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي مَا خَلْفَهُ عَلَيْهِ ، ثُمَّ يَقُولُ :  
بِاسْمِكَ رَبِّي وَضَعْتُ جَنْبِي وَبِكَ أَرْقَعُهُ : إِنَّ  
أَمْسَكَتَ نَفْسِي فَأَرْحَمَهَا وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا

۱۳۶۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی بستر پر آرام کرنے لگے تو اپنے چادر کی طرف سے بستر کو جھاڑے۔ اس کو معلوم نہیں کہ اس کے بعد اس پر کون رہا ہے۔ پھر یہ کلمات پڑھے: بِاسْمِكَ.....“ اے میرے رب! تیرے نام سے میں نے اپنے پہلو کو رکھا اور تیری مدد سے اس کو اٹھاتا ہوں اگر تو میری روح قبض کرے تو اس پر رحم فرمانا

فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ عِبَادَكَ الصَّالِحِينَ“ اور اگر تو اس کو چھوڑ دے تو اسکی ان چیزوں سے حفاظت کرنا جن سے متفق علیہ۔  
تو اپنے نیک بندوں کی (حفاظت) فرماتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی الدعوات، باب التعوذ و القراءة عند المنام و فی التوحید و مسلم فی الذکر و الدعاء باب ما یقول عند النوم و اخذ المضع۔

**اللَّغَائِثُ:** بداخلہ ازارہ: یعنی اس جانب سے جو جسم کے قریب ہے۔ اسکت نفسی: یہ موت سے کنایہ ہے۔ ارسلنا: یہ دنیا میں باقی رہنے سے کنایہ ہے۔

**فوائد:** (۱) بستر میں داخل ہونے سے قبل اس کو جھاڑنا مستحب ہے تاکہ اس پر پڑی ہوئی مٹی وغیرہ بھی صاف ہو جائے یا میل کچیل جھڑ جائے یا کیڑے مکوڑے جو ایذا کا باعث ہیں وہ نہ رہ جائیں۔ (۲) اس حدیث میں وارد شدہ دعا کو مانگنے کا حکم دیا کیونکہ اس میں مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سپردگی اور دلی اطمینان میسر ہوتا ہے جو اس کے لئے مقدر ہوتا ہے۔

۱۴۶۲: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ نَفَثَ فِي يَدَيْهِ ، وَقَرَأَ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَمَسَحَ بِهِمَا جَسَدَهُ - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَفِي رِوَايَةٍ لَّهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ كُلَّ لَيْلَةٍ جَمَعَ كَفَّيْهِ ، ثُمَّ نَفَثَ فِيهِمَا فَقَرَأَ فِيهِمَا : قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ، وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ، وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ، ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهِ : يَبْدَأُ بِهِمَا عَلَى رَأْسِهِ وَوَجْهِهِ وَمَا أَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهِ يَفْعَلُ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۴۶۲: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بستر پر تشریف لے جاتے تو معوذات پڑھ کے اپنے ہاتھوں پر دم کر کے اپنے جسم مبارک پر پھیر لیتے۔ (بخاری و مسلم) دونوں کی ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بستر پر استراحت فرمانے لگتے تو اپنے ہاتھوں کو جمع فرما کر ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ اور ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پڑھ کر دونوں ہاتھوں پر دم کرتے اور جسم پر جہاں تک ہاتھ پہنچتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم مل لیتے اور ابتداء سر اور چہرے سے فرماتے اور اسی طرح جسم کے سامنے والے حصہ پر ملتے اور یہ تین مرتبہ کرتے۔ (بخاری و مسلم)

قَالَ أَهْلُ اللَّغَةِ : النَّفْثُ نَفْخٌ لَطِيفٌ بِالْأَرْيَقِ۔ اہل لغت فرماتے ہیں : النَّفْثُ : بغیر تھوک کے جو پھونک ہو۔

**تخریج:** الاول رواہ البخاری فی الدعوات، باب التعوذ والقراءة عند المنام و الثانی فی فضائل القرآن، باب فضل المعوذتین و مسلم فی السلام، باب رقية المريض بالمعوذات و النفث۔

**اللَّغَائِثُ:** بالمعوذات: یعنی قل هو اللہ احد اور معوذتین۔ غالباً تینوں کو معوذات کہا۔  
**فوائد:** اس روایت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول اور عمل سے غینہ کے ارادے کے وقت جو کچھ کہنا اور کرنا ہے وہ سکھایا۔ مزید یہ کہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس مکمل التجا میں ہر ضرر سے نجات ہے۔

۱۴۶۳: وَعَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ : حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم اپنے بستر پر جانے لگو تو نماز والا وضو کرو۔ پھر اپنی دائیں جانب لیٹ کر یہ دعا پڑھو: اَللّٰهُمَّ اَسَلْتُكَ ..... کہ اے اللہ میں نے اپنی ذات تیرے سپرد کی اور اپنا چہرہ تیری طرف متوجہ کیا اور اپنا معاملہ تیرے سپرد کیا اور تجھے میں نے اپنا پشت پناہ بنا لیا۔ آپ کی رحمت کی رغبت کرتے ہوئے اور عذاب سے ڈرتے ہوئے۔ کوئی پناہ کی جگہ نہیں اور نہ نجات کا مقام ہے مگر تیری طرف۔ میں تیری کتاب پر ایمان لایا جو تو نے اتاری اور اس پیغمبر پر ایمان لایا جو آپ نے بھیجا۔“ اگر اسی رات تیری موت آجائے تو فطرتِ اسلام پر تیری موت آئی۔ ان کلمات کو اپنے آخری کلمات بناؤ۔ (بخاری و مسلم)

عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَتَيْتَ مَضْجَعَكَ فَتَوَضَّأْ وَضُوءَكَ لِلصَّلَاةِ ، ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلَى شِقِّكَ الْأَيْمَنِ وَقُلْ : اَللّٰهُمَّ اَسَلْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِيَ إِلَيْكَ ، وَفَوَضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ ، وَالْجَنَاتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ ، رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ ، لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنَاجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ ، أَمْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ ، وَبَنِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ ، فَإِنْ مِتَّ مِتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ وَاجْعَلْهُنَّ آخِرَ مَا تَقُولُ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

تخریج: تخریج اور شرح باب الیقین و التوکل رقم ۸۰۱۲ میں ملاحظہ کریں۔

اللَّغَايَاتُ : اسلمت نفسی الیک: میں نے اپنی جان کو آپ کے حکم کا مطیع بنایا۔ وجہت وجہی الیک: یعنی میں نے اپنی ذات اور اپنے نفس کو صرف آپ ہی کی طرف متوجہ کیا وجہ ذات سے کنایہ ہے۔ الجہت ظہری الیک: اپنے تمام معاملات میں آپ پر بھروسہ کیا۔ رغبة و رهوة الیک: یعنی تیری سزا سے ڈرتے ہوئے اور تیرے ثواب کی طمع رکھتے ہوئے۔ الفطرة: خالص دین توحید جو شرک سے خالی ہو۔

فوائد: نیند طہارت کی حالت میں کرنی چاہئے اور یہ دعا مانگنی چاہئے۔ (جو عبودیت اور اللہ کی غلامی کو) اللہ کی حقی غلامی اور کامل عبودیت کو ظاہر کرتی ہو۔

۱۴۶۴: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ قَالَ : ”الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَكَفَّفَنَا وَآوَانَا فَكُم مِمَّنْ لَا كَافِيَ لَهُ وَلَا مُوَوِّ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۶۴: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آپ بستر پر استراحت کا ارادہ فرماتے تو یہ کلمات پڑھتے: اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ..... ”تمام تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا اور ہمیں کافی ہو گیا اور ہمیں ٹھکانا دیا۔ بہت سے ایسے لوگ ہیں جن کی کفایت کرنے والا اور ان کو ٹھکانا دینے والا کوئی نہیں۔“ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الذکر و الدعاء باب ما یقول عند النوم و اخذا المضجع۔

اللَّغَايَاتُ : کفانا: یہ کفایت سے ہے اور ہمیں کافی ہو گیا۔ اوانا: ہمارے لئے ایسا ٹھکانہ بنا دیا جہاں ہم ٹھہرتے ہیں۔ لا کافی ولا مؤدی: کوئی مہربانی کرنے والا نہیں اور نہ کوئی شفقت کرنے والا۔ بعض نے کہا اسکا کوئی وطن نہیں اور اس کیلئے کوئی ٹھکانہ حاصل کرنا ممکن نہیں۔

فوائد: نیند سے پہلے ان لفظوں سے دعا کرنی مستحب ہے۔ اس میں بندہ ان نعمتوں کو شمار کرتا ہے جو اس پر اللہ نے کی ہیں اور ان پر نگاہ ڈالتا ہے جن کو دنیوی لحاظ سے ان کو اس سے نچا بنایا ہے تاکہ جو اس کے پاس ہے اس کو بڑا سمجھے اور اللہ کے شکرِ یے میں اضافہ کرے۔

(۲) ہر چیز میں کفایت کرنے والے اور عنایت کرنے والا اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہیں۔ (۳) اللہ تعالیٰ ہی لوگوں کو رزق میں کفایت کرنے والا اور ٹھکانہ میسر کرنے والے ہیں۔

۱۴۶۵: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سونے کا ارادہ فرماتے تو اپنا دایاں ہاتھ اپنے رخسار کے نیچے رکھ کر یہ دعا پڑھتے: اَللّٰهُمَّ قِنِّیْ ..... ”اے اللہ تو مجھے اپنے عذاب سے بچالے جس دن آپ اپنے بندوں کو اٹھائیں گے۔“ ترمذی یہ حدیث حسن ہے۔ ابوداؤد نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے اس کو روایت کیا اور اس میں اضافہ ہے کہ یہ دعا آپ تین مرتبہ فرماتے تھے۔

۱۴۶۵: وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْقُدَ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى تَحْتَ خَدِّهِ ثُمَّ يَقُولُ: ”اَللّٰهُمَّ قِنِّیْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ“ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ وَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ مِنْ رِوَايَةِ حَفْصَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَ فِيهِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔

**تخریج:** رواہ الترمذی فی الدعوات، باب من الادعية عند النوم و ابوداؤد فی الادب، باب ما یقولہ عند النوم۔  
اللتخات: قنی: میری حفاظت فرما۔

**فوائد:** اس روایت میں اس دعا کی فضیلت ذکر کی گئی۔ نبی اکرم ﷺ کا اپنے رب کے سامنے جھکنا ذکر کیا گیا۔ ہمیشہ اللہ کو یاد کرنے اور تعظیم کرنے میں اللہ تعالیٰ کے حق کی ادائیگی ہے۔ (۲) نبی اکرم ﷺ نے امت کو خبردار کیا کہ اللہ کے عذاب سے بے خوف نہ ہوں یا اپنی کوتاہی پر جھکے جہالت کا اظہار نہ کریں یا شیطان اور اس کے دوسرے سے غافل نہ ہوں۔

## کِتَابُ الدَّعَوَاتِ

### بَابُ: دُعَا کی فضیلت

### ۲۵: بَابُ فَضْلِ الدُّعَاءِ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”تمہارے رب نے حکم دیا کہ مجھے پکارا کرو! میں جواب دوں گا۔“ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”تم اپنے رب کو پکارو گڑ گڑا کر اور آہستہ آہستہ بے شک وہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں فرماتے۔“ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”جب میرے بند سے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں پس بے شک میں قریب ہوں۔ میں پکارنے والے کی پکار کا جواب دینے والا ہوں جب وہ مجھے پکارے۔“ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”کون ہے وہ جو مجبور کی فریاد رسی کرے جب وہ اس کو پکارے اور تکلیف کا ازالہ کرے۔“ (یعنی اللہ کے سوا کوئی بھی ایسا نہیں)

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ [غافر: ۶۰] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ﴾ [الاعراف: ۵۵] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ﴾ [البقرہ: ۱۸۶] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ﴾

[النمل: ۶۲]

**حل الآيات:** ادعونی: آیت میں دعا سے مراد عبادت ہے بعض نے کہا پکارنا اور سوال کرنا ہے۔ تضرعاً بجا جزی اور ذلت ظاہر کرتے ہوئے۔ وخفیة: اور اپنے دلوں میں پوشیدہ طور پر۔

۱۴۶۶: وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۱۴۶۶: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے

عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : هُوَ " (ابوداؤد ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "دعا عبادت ہی حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی الصلاة باب الدعاء والترمذی فی الدعوات باب الدعاء مع العبادۃ۔

**اللتخانی:** الدعاء هو العبادۃ: قاضی عیاض کہتے ہیں وہ حقیقی عبادت ہے جو کہ عبادت کہلانے کی اہل ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے اور اس کے علاوہ سے اعراض کرنے اور منہ موڑنے پر دلالت کرتی ہے۔

**فوائد:** اسلام میں عبادت کا مفہوم ہر اطاعت و عاجزی اور اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے کو شامل ہے لیکن اس کا یہ معنی ہرگز نہیں کہ فرضی عبادات نماز روزے زکوٰۃ حج سے دعا مستغنی کر دے گی۔ حدیث سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ دعا عبادت میں بشمول ہے اور دعا سے اللہ تعالیٰ کی بندگی کا اظہار ہوتا ہے۔

۱۴۶۷: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ : كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَسْتَحِبُّ الْجَوَامِعَ مِنَ الدُّعَاءِ وَيَدْعُ مَا سِوَى ذَلِكَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ۔  
۱۴۶۷: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جامع (ہمہ گیر) دعائیں پسند فرماتے اور ان کے علاوہ چھوڑ دیتے۔ (ابوداؤد) صحیح سند سے۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی کتاب الصلاة باب الدعاء۔

**اللتخانی:** يستحب: پسند کرتے استعمال مبالغہ کیلئے ہے۔ الجوامع من الدعاء: وہ دعائیں جن کے الفاظ قلیل اور معانی زیادہ ہوں۔ يدع: وہ چھوڑ دیتے ہیں۔

**فوائد:** دعا میں مختصر لفظ لانا مسنون ہے اور دعا جامع ہونی چاہئے تاکہ دعا کرنے والے کو مطلوبہ چیز آسان طریقے سے پہنچ جائے۔

۱۴۶۸: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ أَكْثَرُ دُعَاءِ النَّبِيِّ ﷺ : اَللّٰهُمَّ اِنَّا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةٌ وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ " مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ زَادَ مُسْلِمٌ فِي رَوَايَتِهِ قَالَ : وَكَانَ أَنَسٌ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَدْعُوَ بِدَعْوَةٍ دَعَا بِهَا ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَدْعُوَ بِدُعَاءٍ دَعَا بِهَا فِيهِ۔  
۱۴۶۸: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر دعا یہ ہوتی تھی: "اے اللہ تو ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عنایت فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عنایت فرما اور آگ کے عذاب سے ہمیں بچا"۔ (بخاری و مسلم) مسلم کی روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ جب بھی کوئی دعا فرماتے تو یہ دعا کرتے اور جب کوئی خصوصی دعا فرماتے تو اس کو ساتھ شامل کر لیتے۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الدعوات باب قول البخاری ربنا ائنا فی الدنيا حسنة ومسلم الذکر والدعاء

باب كراهة الدعاء بتعجيل العقوبة في الدنيا۔

**اللتخانی:** وقنا عذاب النار: یعنی آگ کے عذاب سے تو ہماری حفاظت فرما۔

**فوائد:** (۱) مستحب یہ ہے کہ دعا میں آنے والی اس دعا کو کرنا مستحب ہے کیونکہ دنیا و آخرت دونوں کی بھلائیاں اس میں جمع ہیں اور



اس لئے بھی کہ حضور ﷺ اس پر مداومت فرماتے تھے۔ (۲) صحابہ کرام افعال و اقوال میں حضور اقدس ﷺ کی اقتداء کے کس قدر حریص اور خواہش مند تھے۔

۱۴۶۹: وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ  
الْهُدَى ، وَالتَّقَى ، وَالْعَفَافَ ، وَالْغِنَى رَوَاهُ  
مُسْلِمٌ .  
۱۴۶۹: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی  
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرماتے: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ..... ”اے اللہ میں  
آپ سے ہدایت اور تقویٰ کا اور پاک دامنی اور غناء کا سوال کرتا  
ہوں۔“ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الذکر و الدعاء باب التعوذ من شر ما لم يعمل۔  
اللَّغَاثَاتُ: الہدی: بھلائی کی ہدایت اور توفیق یہ ہدایت کا لفظ ضلالت کی ضد ہے۔ التقی: تقویٰ کو لازم پکڑنا اور وہ درحقیقت جن  
باتوں کا اللہ نے حکم دیا ان کو کرنا اور منہیات سے پرہیز کرنا ہے۔ العفاف: گناہوں سے رکنا۔ الغنی: لوگوں کی طرف حاجت پیش  
کرنے سے استغناء اختیار کرنا۔

**فوائد:** (۱) مختصر کلمات جن سے نبی اکرم ﷺ دعا فرمایا کرتے تھے اگر وہ مسلمان کو میسر ہو جائیں اس کو دنیا و آخرت دونوں میں  
کامیابی حاصل ہوگئی۔

۱۴۷۰: وَعَنْ طَارِقِ بْنِ أَشِيمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
قَالَ: كَانَ الرَّجُلُ إِذَا أَسْلَمَ عَلَّمَهُ النَّبِيُّ ﷺ  
الصَّلَاةَ ثُمَّ أَمَرَهُ أَنْ يَدْعُوَ بِهَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ:  
”اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ، وَارْحَمْنِي ، وَاهْدِنِي ،  
وَعَافِنِي ، وَارْزُقْنِي“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِي رِوَايَةٍ  
لَهُ عَنْ طَارِقٍ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ وَآتَاهُ رَجُلٌ  
فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ أَقُولُ حِينَ أَسْأَلُ  
رَبِّي؟ فَقَالَ: ”قُلِ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ، وَارْحَمْنِي ،  
وَعَافِنِي ، وَارْزُقْنِي فَإِنَّ هَؤُلَاءِ تَجْمَعُ لَكَ  
دُنْيَاكَ وَآخِرَتَكَ“

۱۴۷۰: حضرت طارق بن اُشیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب  
کوئی آدمی نیا مسلمان ہوتا تو آپ اس کو نماز سکھاتے پھر اس کو دعا  
کے لئے یہ کلمات سکھاتے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَ ارْحَمْنِيْ وَ اهْدِنِيْ  
وَعَافِنِي وَ ارْزُقْنِي ”اے اللہ تو مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور مجھ  
ہدایت دے اور عافیت عنایت فرما اور مجھے رزق عنایت کر۔“  
(مسلم) حضرت طارق کی ایک روایت میں ہے کہ ایک آدمی آپ  
کی خدمت میں آ کر کہنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے  
رب سے کس طرح سوال کروں؟ آپ نے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ..... دعا  
تلقین فرمائی اور پھر فرمایا: ”یہ دعا تیری دنیا و آخرت دونوں کو جمع  
کرنے والی ہے۔“

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الذکر و الدعاء باب فضل الدعاء باللہم اتنا فی الدنیا حسنة۔  
اللَّغَاثَاتُ: تجمع لك دنياك و آخرتك: یعنی یہ تیری دنیا اور آخرت کے مقاصد کو جامع ہے اس لئے رزق عافیت رحمت دنیا  
اور آخرت دونوں کے لئے عام ہے اور مغفرت آخرت کے لئے خاص ہے۔

**فوائد:** (۱) نماز کا اہتمام کرنا چاہئے کیونکہ یہ اسلام کا عظیم رکن ہے۔ (۲) اس دعا پر آمادہ کیا گیا کیونکہ یہ دنیا اور آخرت دونوں کے  
مقاصد کو جامع ہے۔

۱۴۷۱: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو ابْنِ الْعَاصِ  
۱۴۷۱: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ :  
 ”اللَّهُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوبِ صَرِّفْ قُلُوبَنَا عَلَى طَاعَتِكَ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی : اَللّٰهُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوبِ..... ”اے دلوں کو پھیرنے والے ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت کی طرف پھیر دے۔“ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب القدر، باب تصریف اللہ تعالیٰ القلوب کیف شاء

**اللَّخَائِذُ:** مصرف القلوب: یعنی ایک حالت سے دوسری حالت میں تبدیل کرنے والا۔ صرف قلوبنا علی طاعتک: یعنی ہمارے دلوں کو طاعت کی طرف اس طرح پھیر کہ وہ ہدایت کے بعد ٹیڑھے نہ ہوں۔

**فوائد:** یہ دعا اس لئے مسنون ہے کہ اس میں ہدایت طاعت کے ساتھ طلب کی گئی اور اس پر ہمیشگی مانگی گئی ہے۔

۱۴۷۲: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : تَعَوَّذُوا بِاللَّهِ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ وَدَرَكِ الشَّقَاءِ ، وَسُوءِ الْقَضَاءِ وَشَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ ”مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ سُفْيَانُ : أَشْكُ أَنْ يَزِدْتُ وَاحِدَةً مِنْهَا۔

۱۴۷۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”تم پناہ مانگو محنت کی (نا قابل برداشت) مشقت سے، بد بختی کے آ لینے سے، برے فیصلے سے اور دشمنوں کے خوش ہونے سے۔“ (بخاری و مسلم) ایک روایت میں یہ ہے کہ سفیان نے کہا مجھے شک ہے کہ میں نے ایک کا اضافہ کر دیا۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب القدر، باب من تعوذ باللہ من من در الشقاء و سوء القضاء و مسلم فی الذکر و الدعاء، باب فی التعوذ من سوء القضاء و درک الشقاء۔

**اللَّخَائِذُ:** جہد البلاء: جہد مشقت کو کہتے ہیں اور ہر وہ چیز جو انسان کو مشقت کی شدت میں پہنچے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ان سے جہد البلاء کی تفسیر پوچھی گئی تو فرمایا مال کی قلت عیال کی کثرت درک الشقاء شدت اور تنگ دستی کا ملنا اور پالیسیا یہ ہلاکت پر بھی لفظ بولا جاتا ہے۔ شماتۃ الاعداء: شامت کا معنی دشمن کے غم پر خوشی کا اظہار کرنا۔ سوء القضاء: دین، دنیا، بدن مال اور اہل میں پریشانی، کبھی یہ خاتمہ یعنی انتہا میں بھی ہوتی ہے۔

**فوائد:** نبی اکرم ﷺ نے طلب کیا کہ ہم یہ دعا کیا کریں کیونکہ یہ دعا جامع ہے ناپسندیدہ چیز کے واقع ہونے اور اس کے دور کرنے کے لئے ہے۔

۱۴۷۳: وَعَنْهُ قَالَ : كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : اللَّهُمَّ أَصْلِحْ لِي دِينِي الَّذِي هُوَ عِصْمَةُ أَمْرِي وَأَصْلِحْ لِي دُنْيَايَ الَّتِي فِيهَا مَعَاشِي ، وَأَصْلِحْ لِي آخِرَتِي الَّتِي فِيهَا مَعَادِي ، وَاجْعَلِ الْحَيَاةَ زِيَادَةً لِي فِي كُلِّ خَيْرٍ ، وَاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَةً لِي مِنْ كُلِّ شَرٍّ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۴۷۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: ”اے اللہ میرے اس دین کو درست فرما جو میرے معاملات کی حفاظت کا ذریعہ ہے، اس دنیا کی درست فرما جس پر میرا گزران ہے، میری اس آخرت کو درست فرما جہاں میں نے لوٹ کر جانا ہے، زندگی کو میرے لئے ہر بھلائی میں اضافہ کا ذریعہ بنا اور موت کو میرے لئے ہر برائی سے راحت کا مسبب بنا۔“ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی الذکر و الدعاء، باب التعوذ من شر ما عمل

**اللَّغَائِلُ** : عصمة امری: تمام امور جس سے میں حفاظت طلب کرتا ہوں۔ عصمت اصل میں حفاظت اور ممانعت کو کہتے ہیں۔  
التي فيها معاشي: یعنی جس میں میرا گزر اوقات ہے یعنی جہاں میری زندگی کا مقام اور زمانہ میسر ہو۔ التي فيها معادي: یعنی میرے لوٹنے کی جگہ یا لوٹائے جانے کا زمانہ۔ واجعل الحياة: یعنی میری طویل عمر دے۔ واجعل الموت: اور موت جلدی عنایت فرما۔

**فوائد:** نبی اکرم ﷺ دعا فرمایا کرتے تھے امت کی تعلیم کے لئے اس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ میری عمر کو ایسے کاموں میں مصروف کر دے جس کو آپ پسند کرتے ہوں اور اپنی ناپسند سے مجھے بچا۔

۱۴۷۴: وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ: "قُلْ: اللَّهُمَّ اهْدِنِيْ وَسَدِّدْنِيْ" وَفِي رِوَايَةٍ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْهُدَى وَالسَّدَادَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.  
۱۴۷۴: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ نے فرمایا تم اس طرح کہو: اللَّهُمَّ اهْدِنِيْ ..... "اے اللہ مجھے ہدایت دے اور درست و سیدھا رکھ۔" اور ایک روایت میں یہ ہے: "اے اللہ میں آپ سے ہدایت اور درستی کا سوال کرتا ہوں۔" (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی الذکر و الدعاء: باب التعوذ من شر ما عمل

**اللَّغَائِلُ** : سددنی: تو مجھے توفیق دے۔ الہدی: راہنمائی۔ سداد: استقامت اور میانہ روی۔

**فوائد:** (۱) ان جامع کلمات سے دعا مستحب ہے کیونکہ یہ توفیق اور ہدایت کو جامع ہے۔ (۲) دعا کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ اپنے عمل کی درستی و پختگی کا حریص ہو اور سنت کو لازم پکڑنے والا ہو۔

۱۴۷۵: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْهَرَمِ وَالْبُخْلِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ" وَفِي رِوَايَةٍ وَضَلَعَ الدِّينَ وَغَلَبَهُ الرَّجَالُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.  
۱۴۷۵: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: "اے اللہ میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں عاجزی، سستی، بزدلی، بڑھاپا اور بخل سے اور اے اللہ میں عذاب قبر سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں، زندگی اور موت کی آزمائش سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں۔ ایک روایت میں قرض کے بوجھ اور آدمیوں کے زبردستی کرنے سے" کے الفاظ ہیں۔ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی الذکر و الدعاء: باب التعوذ من العجز و الكسل

**اللَّغَائِلُ** : العجز: بھلائی کی قدرت نہ ہونا۔ الكسل: نووی فرماتے ہیں کہ کسل بھلائی کی طرف نفس کا آمادہ نہ ہونا اور اس کے امکان کے باوجود اس کی طرف رغبت کی کمی۔ الجبن: خوف اور دل کی کمزوری اور یہ شجاعت کی ضد ہے۔ الهرم: بڑھاپا۔ البخل: جس چیز کی ادائیگی کا مطالبہ ہو اس چیز سے رک جانا۔ ضلع الدین قرضے کا بوجھ اور اس کی شدت۔ غلبة الرجال اس سے مقصد اس بات سے پناہ مانگنا ہے کہ وہ ظالم بنے یا مظلوم۔

**فوائد:** اللہ کی طرف پناہ لینی چاہئے ان تمام شرور سے نجات اسی لئے طلب کرنی چاہئے اور ان کے اندر مبتلا ہونے سے بچنا چاہئے۔

۱۴۷۶: وَعَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ: عَلِّمْنِي دُعَاءَ  
۱۴۷۶: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے کوئی دعا سکھلائیں جو

میں اپنی نماز میں مانگا کروں تو حضور علیہ السلام نے فرمایا: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ ، فَاغْفِرْ لِیْ مَغْفِرَةً..... ”اے اللہ بے شک میں نے اپنے آپ پر بہت ظلم کیا اور تیرے سوا گناہوں کو کوئی بخش نہیں سکتا پس تو مجھے اپنی خاص بخشش سے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما۔ بے شک تو بخش ہار رحم کرنے والا ہے۔“ (بخاری و مسلم)

اور ایک روایت میں ہے فِیْ بَیْتِیْ (اپنے گھر میں) کے الفاظ میں کَثِیْر کی جگہ کَبِیْر کے الفاظ ہیں پس مناسب ہے کہ دونوں کو اکٹھا کر کے کَثِیْرًا کَبِیْرًا پڑھیں۔

**تخریج:** رواہ مسلم فی الذکر و الدعاء باب التعوذ من شر ما عمل...

**اللَّغَاۤتِ:** فِیْ بَیْتِیْ: یعنی اپنی نماز کے بعد گھر میں۔

**فوائد:** یہ کلمات جو نبی اکرم ﷺ نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سکھائے۔ ان سے دعا کرنی گھر اور نماز میں ان پر مداومت مستحب ہے۔

۱۴۷۷: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ..... ”اے اللہ مجھے بخش دے اور میری غلطی اور جہالت اور معاملات میں میرا تجاوز اور وہ بھی بخش دے جسے آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔ اے اللہ! میرا ارادہ کیا ہوا اور مذاق کے طور پر کیا ہوا اور غلطی سے کیا گیا اور ارادہ کیا گیا سب بخش دے اور یہ تمام میری ہی طرف سے ہوئے۔ اے اللہ! میرے وہ گناہ بخش دے جو میں نے آگے بھیجے اور جو پیچھے چھوڑے اور علانیہ کئے یا خفیہ کئے اور وہ بھی جو آپ مجھ سے زیادہ جاننے والے ہیں۔ آپ آگے بڑھانے والے اور پیچھے ہٹانے والے ہیں اور آپ کو ہر چیز پر قدرت حاصل ہے۔“ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الدعوات باب قول النبی اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ ما قدمت۔ و مسلم فی الذکر و الدعاء

باب التعوذ من سوء ما عمل۔

**اللَّغَاۤتِ:** اسرافی: میرا حد سے تجاوز کرنا۔ کل ذلك عندی: یعنی یہ تمام معاملات تجھ میں موجود ہیں اور میرے نفس کا ان میں واقع ہونا ممکن ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے امت کی تعلیم اور اپنے خالق کی بارگاہ میں تواضع کے لئے یہ الفاظ فرمائے۔ ما قدمت وما اخرت: یعنی جو مجھ سے واقع ہو چکے یا جو مجھ سے آئندہ ہوں گے۔ وما اسرر مع: اور جو میں نے لوگوں کی نگاہوں سے خفیہ کیا۔ وما اعلنت: اور جو میں نے ظاہر اُکے۔ انت المقدم: آپ جس کو چاہتے ہیں جنت کی طرف آگے بڑھا دیتے ہیں۔ انت المؤخر اور

اَدْعُوا بِهٖ فِیْ صَلَاتِیْ ، قَالَ : قُلْ : اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ ، فَاغْفِرْ لِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ ، وَارْحَمْنِیْ ، اِنَّكَ اَنْتَ الْغُفُوْرُ الرَّحِیْمُ“ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ، وَفِیْ رِوَاۤیَۃٍ : ”وَفِیْ بَیْتِیْ“ وَرَوٰی : ”ظُلْمًا کَثِیْرًا“ وَرَوٰی ”کَبِیْرًا“ بِاللَّغَاۤءِ الْمُتَّفَکَةِ وَبِاللَّغَاۤءِ الْمُوَحَّدَةِ فِیَنْبَغِیْ اَنْ یُّجْمَعَ بَيْنَهُمَا فِیْقَالَ : کَثِیْرًا کَبِیْرًا۔

۱۴۷۷: وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهُ كَانَ یَدْعُوْا بِهٰذَا الدُّعَاۤءِ۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ خَطِیْئَتِیْ وَجَهْلِیْ ، وَاسْرَافِیْ فِیْ اَمْرِیْ ، وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنِّیْ : اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ جِدِّیْ وَهَزْلِیْ ، وَخَطِیْیَ وَعَمْدِیْ ، وَکُلُّ ذٰلِکَ عِنْدِیْ : اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ ، وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ ، وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنِّیْ ، اَنْتَ الْمُقَدِّمُ ، وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ ، وَاَنْتَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ“ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

جس کو چاہتے ہیں ذلیل کر کے آگ کی طرف ہٹانے والے ہیں۔

**فوائد:** (۱) نبی اکرم ﷺ نے اپنی امت کے لئے جامع دعا طلب فرمائی اس دعا سے آپ کی دعا اللہ کی بارگاہ میں قول و عمل سے نمایاں ہو رہی ہے۔ (۲) ہر گناہ سے تمام حالات و اوقات میں دعا اور طلب مغفرت کرنی چاہئے۔

۱۴۷۸: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ فِي دُعَائِهِ: "اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَلِمْتُ وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ أَعْمَلْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
 ۱۴۷۸: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعا میں فرماتے: "اے اللہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں اس کے شر سے جو میں جانتا ہوں اور اس کے شر سے جو میں نے عمل نہیں کیا۔" (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الذکر والدعاء، باب التعوذ فی شر ما عمل۔۔۔۔۔

**اللَّحَنَاتُ:** اَعُوذُ: میں پناہ مانگتا ہوں۔

**فوائد:** جو گناہ واقع ہو چکے اور جن کے واقع ہونے کا امکان ہے اللہ تعالیٰ سے ان کے شر سے پناہ طلب کی گئی ہے کیونکہ اس میں اللہ کے لئے سچی عبودیت پائی جاتی ہے۔ تکبر اور خود پسندی کا چھوڑنا ظاہر ہوتا ہے۔

۱۴۷۹: وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ مِنْ دُعَاءِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: "اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ ، وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ ، وَفُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ ، وَجَمِيعِ سَخَطِكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
 ۱۴۷۹: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا یہ ہوتی تھی: "اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں تیری نعمت کے زوال اور عافیت کے پھر جانے اور ناراضگی کے اچانک اترنے اور تیری ہر قسم کی ناراضگی سے۔" (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الرقاق، باب اکثر اهل الجنة الفقراء۔

**اللَّحَنَاتُ:** زوال نعمتک: یعنی وہ نعمت جو آپ نے دینی یا دنیوی دے رکھی ہے اس کا زائل ہونا۔ تحوّل عافیتک: آپ نے جو صحت عنایت فرما رکھی ہے اس کا ضعف اور مرض میں تبدیل ہونا۔ فجاءة نِقْمَتک: اچانک سزا میں مبتلا ہونا۔ جمیع سَخَطک: یعنی تیری ناراضگی کے اسباب۔

**فوائد:** اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگنی چاہئے اس بات سے کہ اس کی نعمتیں زائل ہو جائیں عافیت بدل جائے اور اچانک سزا میں گرفتار ہو جائے۔ مزید اسی طرح اس کی ناراضگی کے دوسرے اسباب سے بھی۔ (۲) نعمت اور عافیت کو ان چیزوں میں استعمال کرنا چاہئے جو اللہ کو خوش کرنے والی ہوں تاکہ یہ ان نعمتوں کے بقاء کا سبب بن جائے۔

۱۴۸۰: وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعُجْزِ وَالْكَسَلِ ، وَالْبُخْلِ وَالْهَرَمِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ ، اللَّهُمَّ ابْنِ نَفْسِي تَقْوَاهَا ، وَزَكَّيْهَا أَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا ، أَنْتَ

۱۴۸۰: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا میں یوں فرماتے: "اے اللہ! میں عاجزی، سستی، بخل، شدید بڑھاپا اور عذاب قبر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ! تو میرے نفس کو اس کا تقویٰ عنایت فرما اور اس کو پاک کر دے تو سب سے بہتر اس کو پاک کرنے والا ہے تو ہی اس کا



وَلِيَّهَا وَمَوْلَاهَا : اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا یَنْفَعُ ، وَمِنْ قَلْبٍ لَا یَخْشَعُ ، وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ ، وَمِنْ دَعْوَةٍ لَا یُسْتَجَابُ لَهَا“  
رواہ مسلم۔

مالک اور کارساز ہے۔ اے اللہ! میں ایسے علم سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو نفع بخش نہ ہو، ایسے دل سے جس میں خشوع نہ ہو اور ایسے نفس سے جو سیر نہ ہو اور ایسی دعا سے جو قبولیت والی نہ ہو۔ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الذکر و الدعاء، باب الاستعاذہ من شر ما عمل

**الذَّخَائِرُ:** انت نفسی تقواها: یعنی اس کو قوت عنایت فرما کہ وہ تیرے حکم کی اطاعت کرے۔ خواہشات کی اتباع سے دوری اور ارتکاب سے بچنے کی توفیق عنایت فرما۔ زکھا: اس کو ذاکل سے پاک کر دے۔ انت ولیہا: تو اس کا مددگار ہے۔ مولا ہا تو اس کا مالک و مختار ہے۔ من علم لا ینفع: ایسے علم سے جو فائدہ مند نہ ہو۔ بعض نے کہا وہ علم جو فائدہ نہ دے۔ لا یخشع: جو جلال الہی کے سامنے عاجزی نہ اختیار کرے۔ وہ دل سخت ہے۔ ولا تشبع: حرص کی بناء پر سیر نہ ہو اور پیاسا رہے۔

**فوائد:** (۱) حدیث میں مذکورہ امور سے استفادہ مستحب ہے۔ (۲) تقویٰ کی ترغیب دی گئی اور عمل و علم کو پھیلانے کی طرف متوجہ کیا گیا۔ (۳) مؤمن پر لازم ہے کہ وہ تقویٰ اختیار کر لے اور اطاعت اور واجبات کی ادائیگی کے لئے پابرجا رہے اور اپنی طرف سے ایسے کام کرے جو بھلائی میں یا خلاص ظاہر کرنے والے ہیں اور اعمال کی توفیق میں باری تعالیٰ کی ذات پر مکمل اعتماد و بھروسہ کرے۔ (۴) اپنے دین اور دنیا کے لئے فائدہ مند علم کو حاصل کر لے اور بے فائدہ علم کو چھوڑ دے اور قناعت پر راضی ہو جائے۔

۱۴۸۱: وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ: "اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ ، وَبِكَ اَمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ ، وَاِلَيْكَ اَنْبَتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ ، وَاِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ ، وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ ، اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلَهَ اِلَّا اَنْتَ" زَادَ بَعْضُ الرُّوَاةِ: "وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۳۸۱: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دعا فرمایا کرتے تھے: "اے اللہ! میں نے اپنے آپ کو تیرے سپرد کیا اور تجھ پر ایمان لایا، آپ پر توکل کیا، آپ کی طرف میں رجوع کرتا ہوں اور آپ کی طرف ہی میں نے فیصلہ میں رجوع کیا۔ پس تو مجھے بخش دے وہ گناہ جو میں نے آگے بھیجے اور جو پیچھے چھوڑے اور جو ظاہر کئے اور جو مخفی کئے۔ آپ ہی آگے بڑھانے والے اور آپ ہی پیچھے ہٹانے والے ہیں۔ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں۔" بعض راویوں نے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کے الفاظ زائد نقل کئے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی التہجد (الحديث الاول) و الدعوات، باب الدعاء اذا انتبه من الليل و مسلم فی کتاب الذکر و الدعاء، باب ما يقول عند النوم و الخذل المضجع۔

**الذَّخَائِرُ:** اليك انبت: میں صرف تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں۔ بك خاصمت: میں تیرے راستہ میں تیرے دشمن سے دشمنی رکھتا ہوں اور اس پر تیری مدد سے غالب آتا ہوں۔ اليك حاکمت: یہ حکمت کے معنی میں ہے اور باب فاعلہ مبالغہ کے اظہار کے لئے ہے۔ میں تیری بارگاہ میں فیصلہ پیش کرتا ہوں۔

**فوائد:** (۱) اس روایت میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کامل رجوع تمام حالات میں جھکاؤ اور میلان اختیار کرنا بیان کیا گیا۔ اسی کی رسی مضبوط تھامنا اور اس کی پناہ میں آنا چاہئے نہ کہ کسی اور کی۔

۱۳۸۲: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرمایا کرتے تھے: ”اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ، وَعَذَابِ النَّارِ، وَمِنْ شَرِّ الْغِنَى وَالْفَقْرِ“ ”اے اللہ میں آگ کی آزمائش اور آگ کے عذاب، غناء کے شر اور فقر کے شر سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں“۔ (ابوداؤد ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔ یہ لفظ ابوداؤد کے ہیں۔

۱۴۸۲: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَدْعُو بِهَذِهِ الْكَلِمَاتِ: ”اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ، وَعَذَابِ النَّارِ، وَمِنْ شَرِّ الْغِنَى وَالْفَقْرِ“ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَهَذَا لَفْظُ أَبِي دَاوُدَ۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی الصلاة، باب الاستعاذة والترمذی فی الدعوات، باب الاستعاذة من عذاب القبر و الدجال وكذلك رواہ البخاری فی الدعوات، باب التعوذ من فتنۃ الفقر۔

**اللَّغَوَاتُ:** من فتنۃ النار: آگ کے ابتلاء سے۔ من شر الغناء و الفقر: اور ترمذی کی روایت میں من شر فتنۃ الغنی اور من شر فتنۃ الفقر کے الفاظ آئے ہیں کیونکہ غناء فتنے کا باعث اس وقت بنتا ہے جبکہ حلال و حرام کا مال جمع کیا جائے اور انسان بخل، تکبر اور خوش عیشی میں مبتلا ہو جائے اور فقر بعض حالات میں ناامیدی، اکتاہٹ اور تقدیر سے بیزاری تک پہنچا دیتا ہے۔

**فوائد:** (۱) آگ سے خوف کا تذکرہ فرمایا گیا۔ ان معاصی کے ارتکاب سے دور رہنے کا حکم دیا گیا جو آگ میں داخلے کا باعث بنتے ہیں۔ (۲) غناء اور فقر میں بھلائی ہے جو ان کو بھلائی میں لگائے اور ان سے بھلائی کمائے۔ (۳) فتنۃ غناء و فقر سے خبردار کیا گیا۔

۱۳۸۳: حضرت زیاد بن علاقہ اپنے چچا قطبہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرمایا کرتے تھے: ”اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ مُنْكَرَاتِ الْأَخْلَاقِ، وَالْأَعْمَالِ، وَالْأَهْوَاءِ“ ”اے اللہ برے اخلاق و اعمال اور خواہشات سے میں تیری پناہ چاہتا ہوں“۔ (ترمذی) یہ حدیث حسن ہے۔

۱۴۸۳: وَعَنْ زَيْدِ بْنِ عَلَاقَةَ عَنْ عَمِّهِ، وَهُوَ قُتَيْبَةُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: ”اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ مُنْكَرَاتِ الْأَخْلَاقِ، وَالْأَعْمَالِ، وَالْأَهْوَاءِ“ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

**تخریج:** رواہ الترمذی فی ابواب الدعوات، باب من دعاء داؤد علیہ السلام۔

**اللَّغَوَاتُ:** قطبہ بن مالک: یہ ثعلبی صحابی ہیں جو کوفہ میں رہائش پزیر ہوئے اور آپ ﷺ سے انہوں نے دو حدیثیں روایت کی ہیں۔ منکرات الاخلاق مثلاً خود پسندی، تکبر، فخر، غرور، حسد، ظلم و بغاوت۔ منکرات الاعمال: زنا، شراب خوری اور تمام محرّمات۔ منکرات الہواء: غلط عقائد اور باطل مقاصد۔ تباہ کن افکار و خیالات اور گھٹیا عادات و اطوار۔

**فوائد:** (۱) روایت میں منکرات سے بچنے کی تاکید اور عمدہ اخلاق اور اعمال صالح کو اپنانے کی ترغیب دی گئی ہے۔

۱۳۸۴: حضرت شکر بن حمید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے ایک دعا سکھلا دیں۔ آپ نے فرمایا اس طرح کہا کرو: ”اے اللہ میں اپنے کان کے شر، آنکھ کے شر، اپنی زبان کے شر، اپنے دل کے شر، منی (مادہ حیات) کے شر سے تیری پناہ

۱۴۸۴: وَعَنْ شُكْرِ بْنِ حَمِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلِّمْنِي دُعَاءً قَالَ: ”قُلِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِي وَمِنْ شَرِّ بَصَرِي، وَمِنْ شَرِّ لِسَانِي

وَمِنْ شَرِّ قُلُوبِي 'وَمِنْ شَرِّ مَنِيِّي' رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ (چاہتا ہوں)۔ (ابوداؤد ترمذی)  
وَالْتِّرْمِذِيُّ قَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔ حدیث حسن ہے۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی الصلاة، باب الاستعاذۃ، فی ابواب الدعوات، باب الاستعاذۃ من شر السمع۔  
**اللَّغَات:** شر سعمی: یعنی یہ کہ میں جھوٹی بات بہتان و غیبت اور جن باتوں کا سننا حرام ہے ان کو سنوں اور حق بات کو نہ سنوں۔  
شر بصری: لوگوں کے مستورہ مقامات پر میری نظر پڑے یا محرمات پر یا اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر نگاہ رکھوں۔ شر قلبی: اللہ تعالیٰ کی یاد کے علاوہ دل کو کسی دوسری چیز میں مشغول کروں۔ شر مینی: مبنی لذت و شہوت سے نکلنے والے انسانی مادہ یہاں مراد شرمگاہ ہے جیسا کہ ترمذی کی روایت میں صراحتاً مذکور ہے اور اس کا ثریہ ہے کہ اس کو غیر مشروع مقام پر استعمال کرے۔

**فوائد:** (۱) اس روایت میں کان، آنکھ، دل، زبان اور شرمگاہ کی حفاظت کی تاکید کی گئی اور ان کو اللہ تعالیٰ کی ناراضی کے مقامات پر استعمال سے منع کیا گیا۔ (۲) حواس کے سلسلہ میں انسان کی مسؤلیت ذکر کی گئی۔ جیسا ارشاد فرمایا: ﴿إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا﴾ کہ ان تمام سے قیامت کے دن سوال ہوگا۔

۱۴۸۵: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ: "اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبَرَصِ، وَالْجُنُونِ، وَالْجُدَامِ، وَسَيِّئِ الْأَسْقَامِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ۔  
۱۳۸۵: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ فرمایا کرتے تھے: "اے اللہ میں برص، جنون، کوڑھ اور دیگر بری بیماریوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں"۔ (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی کتاب الصلاة، باب الاستعاذۃ۔

**اللَّغَات:** البرص: یہ معروف بیماری ہے جس سے بدن پر سفید دھبے بن جاتے ہیں۔ الجنون: عقل کا زائل ہونا۔ الجذام: صاحب قاموس کہتے ہیں یہ مرض جسم میں سوداء کے پھیل جانے سے پیدا ہوتا ہے۔ اعضاء کا مزاج اور ان کی ہیئت کو بگاڑ کر رکھ دیتا ہے۔ بعض اوقات پر تمام اعضاء کو کھا جاتا ہے اور زخموں سے گوشت کٹ کٹ کر گرے لگتا ہے۔ سینی الاسقام: بدترین بیماریاں مثلاً فالج، اندھا پن وغیرہ۔

**فوائد:** (۱) مہلک اور بدترین بیماریوں سے پناہ طلب کی گئی ہے۔ یہ بیماریاں انسان کے صبر کو زائل کر کے اس کے اجر کو ختم کر دیتی ہیں۔

۱۴۸۶: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُوعِ فَإِنَّهُ يُنْسِ الضَّجِيعُ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخِيَانَةِ فَإِنَّهَا يُنْسِتِ الْبَطَانَةُ؟" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ۔  
۱۳۸۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: "اے اللہ بھوک سے تیری پناہ چاہتا ہوں کیونکہ وہ بہت بدترین ساتھ لیٹنے والا ساتھی ہے اور خیانت سے تیری پناہ مانگتا ہوں کیونکہ وہ بدترین رازداری ہے"۔ (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی الصلاة، باب الاستعاذۃ۔

**اللَّغَات:** الضجیع: ساتھی۔ البطانة: اندرونی خصلت۔

**فوائد:** (۱) سخت بھوک سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کی گئی اور خیانت کی عادت سے بھی پناہ طلب کی گئی۔

۱۴۸۷: وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ مُكَاتِبًا جَاءَهُ فَقَالَ: إِنِّي عَجَزْتُ عَنْ كِتَابَتِي فَأَعِنِّي قَالَ: أَلَا أَعْلَمُكَ كَلِمَاتٍ عَلَّمْنِيَهُنَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَوْ كَانَ عَلَيْكَ مِثْلُ جَبَلٍ دَبْنَا أَدَاهُ اللَّهُ عَنْكَ؟ قُلِ: "اللَّهُمَّ اكْفِنِي بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَأَغْنِنِي بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

۱۴۸۷: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مکاتب ان کی خدمت میں آیا اور کہا کہ میں اپنے بدل کتابت سے عاجز آ گیا ہوں۔ پس آپ میری مدد فرمائیں۔ حضرت علیؑ نے اسے فرمایا کیا میں تجھے وہ کلمات نہ سکھلا دوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سکھلائے اگرچہ تجھ پر پہاڑ کے برابر قرض ہو گا اللہ اس کو ادا فرما دیں گے۔ دعا یہ کلمات یہ ہیں: ”اے اللہ حلال کو میرے لئے کفایت فرما دے اور حرام سے حفاظت فرما اور اپنے فضل سے دوسروں سے بے نیاز کر دے“۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

**تخریج:** رواہ الترمذی فی باب ابواب الدعوات۔

**اللُّغَاثَاتُ:** مکاتب: وہ غلام جس کو ایک طے شدہ رقم کے بدلے آزاد کرنے کا معاہدہ مالک کرے۔ کتائبنتی: وہ قرض جو بدل کتابت کا مجھ پر بنتا ہے۔

**فوائد:** (۱) ان کلمات سے دعا کرنا قرض کی ادائیگی میں معاون ہے اور اس سے لوگوں سے استغناء بھی مل جاتا ہے۔

۱۴۸۸: وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخُصَّيْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ عَلَّمَ أَبَاهُ خُصَيْنًا كَلِمَتَيْنِ يَدْعُو بِهِمَا: "اللَّهُمَّ الْهِمْنِي رُسْدِي وَأَعِزَّنِي مِنْ شَرِّ نَفْسِي" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

۱۴۸۸: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے والد حصین کو دو کلمات بتلائے جن سے وہ دعا کیا کرتے تھے: "اللَّهُمَّ الْهِمْنِي....." اے اللہ میری ہدایت کا میرے دل میں الہام فرما اور میرے نفس کی شرارت سے مجھے پناہ میں رکھ۔" (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

**تخریج:** رواہ الترمذی فی باب الدعوات۔

**اللُّغَاثَاتُ:** الہمنی رشدی: اے اللہ مجھے ہدایت کا الہام فرما ان اعمال کے ذریعہ جو آپ کو پسند ہیں۔ اعزنی: مجھے پناہ دے اور میری حفاظت فرما۔ من شر نفسی: مجھے میرے نفس کے شرور اور اس کی خواہشات سے محفوظ فرما۔ یہ دنیا میں ہلاکت اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری پیدا کرنے والی ہیں۔

**فوائد:** (۱) نفس کی شرارتوں سے بچنا چاہئے اور تمام امور و معاملات میں اللہ تعالیٰ سے استقامت و ہدایت طلب کرنی چاہئے۔

۱۴۸۹: وَعَنْ أَبِي الْفَضْلِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلَّمْنِي شَيْئًا أَسْأَلُهُ اللَّهُ تَعَالَى: "سَلُوا اللَّهَ الْعَافِيَةَ" فَمَكَّنْتُ أَيَّامًا ثُمَّ جِئْتُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلَّمْنِي شَيْئًا أَسْأَلُهُ اللَّهُ

۱۴۸۹: حضرت ابوالفضل عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے کوئی چیز سکھلا دیں جس سے میں اللہ تعالیٰ سے مانگا کرو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم اللہ سے عافیت مانگو“ میں کچھ دن گزرنے کے بعد حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھے کوئی ایسی چیز سکھا دیجئے

تَعَالَى قَالَ لِي: "يَا عَبَّاسُ يَا عَمَّ رَسُولِ اللَّهِ" جو میں اللہ تعالیٰ سے مانگا کروں۔ آپ نے مجھے فرمایا: اے عباس! سَلُوا اللَّهَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ" رَوَاهُ اَلْتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔ اے اللہ کے رسول کے چچا! اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت کی عافیت مانگو۔ (ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج: رواہ الترمذی فی ابواب الدعوات: باب ای الدعاء الفضل۔

اللَّحَاقَاتُ: العافیة: یہ عافاہ اللہ سے اسم مصدر ہے یعنی اے اللہ میرے نفس کو ان چیزوں سے دور رکھ جو اس کو ایذا دینے والی ہیں۔ فوائد: (۱) دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ عافیت مانگنی چاہئے کیونکہ اس میں گناہوں اور بیماریوں سے سلامتی میسر آتی ہیں۔

۱۴۹۰: وَعَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ: قُلْتُ لَأُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: يَا أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ مَا كَانَ أَكْثَرُ دُعَاءِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِذَا كَانَ عِنْدَكَ؟ قَالَتْ: كَانَ أَكْثَرُ دُعَائِهِ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔ حضرت شہر بن حوشب کہتے ہیں کہ میں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا اے ام المؤمنین جب حضور آپ کے پاس ہوتے تو آپ کی اکثر دعا کیا ہوتی تھی؟ انہوں نے جواب میں فرمایا آپ کی اکثر دعا یہ تھی: "اے دلوں کو پلٹنے والے میرے دل کو اپنے پر مضبوط رکھ۔" (ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج: رواہ الترمذی فی الدعوات باب یا مقلب القلوب ثبت قلبی۔

اللَّحَاقَاتُ: یا مقلب القلوب: اے دلوں کو پھیرنے اور گمراہی سے ہدایت کی طرف تبدیل کرنے والے۔ فوائد: (۱) نبی اکرم ﷺ کی تواضع اور عاجزی بارگاہ الہی میں اس سے ظاہر ہو رہی ہے اور آپ نے اپنی امت کو یہ دعا سکھا کر اسی کی تعلیم دی۔ (۲) استقامت و ثابت قدمی کی اہمیت واضح کی گئی اور بتلایا کہ اعتبار خاتمہ کا ہے۔

۱۴۹۱: وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "كَانَ مِنْ دُعَاءِ دَاوُدَ ﷺ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ، وَالعَمَلِ الَّذِیْ یُکْفِیْ حُبَّكَ: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ احَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَفْسِیْ، وَاهْلِیْ، وَمِنْ الْمَاءِ الْبَارِدِ" - رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "حضرت داؤد علیہ السلام کی ایک دعا یہ تھی: "اے اللہ میں آپ سے آپ کی محبت کا سوال کرتا ہوں اور اس کی محبت کو جو آپ سے محبت کرتا ہو اور اس عمل کی محبت کا جو مجھے آپ تک پہنچا دے اے اللہ! اپنی محبت کو میری جان، اہل و عیال اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب بنادے۔" (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ الترمذی فی کتاب الدعوات: باب من دعاء داؤد علیہ السلام۔

اللَّحَاقَاتُ: و من الماء البارد: ٹھنڈے پانی کا خاص طور پر ذکر کیا کیونکہ طبیعت کا میلان اس کی طرف بہت ہوتا ہے اور خصوصاً گرمیوں میں تو یہ سب سے زیادہ لذیذ چیز ہے۔

فوائد: (۱) اللہ تعالیٰ کی محبت پر ابھارا گیا اور عمل صالح کی طرف کوشش کی ترغیب دی اور اتباع رسول اللہ ﷺ کی طرف متوجہ کیا اور ارشاد فرمایا: ﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ.....﴾۔ الایۃ (۲) اپنی ذات و اہل و عیال اور ہر وہ چیز جس کی طرف نفس مائل ہو ان سب



پر اللہ کی اطاعت اور اس کے رسول کی فرمانبرداری اور مجاہدہ نفس کو مقدم کیا۔

۱۴۹۲: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "الْظُّوْرُ بَيَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَرَوَاهُ النَّسَائِيُّ مِنْ رِوَايَةِ رَبِيعَةَ ابْنِ عَامِرٍ الصَّحَابِيِّ قَالَ الْحَاكِمُ: حَدِيثٌ صَحِيحُ الْأَسْنَادِ:

۱۴۹۲: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ" کے کلمات کا خوب اہتمام کرو۔ (ترمذی)

نسائی نے اس روایت کو ربیعہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی سند سے بیان کیا۔

حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

الْظُّوْرُ: اس دعا کو لازم پکڑو اور بہت زیادہ کیا کرو۔

المُعْجَمَةُ مَعْنَاهُ: الزُّمُورُ هَذِهِ الدَّعْوَةُ وَاکْثِرُوا مِنْهَا۔

**تخریج:** رواہ الترمذی فی ابواب الدعوات، باب رقم ۹۹ ولم نرد فی النسائی و قد ذکر فی التعليق علی الترمذی ان هذا مما تغرد به الترمذی۔

**اللُّغَاتُ:** الجلال و الاکرام: اللہ تعالیٰ کی یہ دونوں صفات والوہیت کے لئے جو صفات ضروری ہیں ان کی جامع ہے۔ بعض نے کہا الجلال و الاکرام یہ اسم اعظم ہیں اس میں اعظم کی تعیین میں ایک قول یہ بھی ہے۔

**فوائد:** کثرت سے دعا کرنی چاہئے اور حدیث میں وارد الفاظ سے دعا کی ابتداء کرنی چاہئے کیونکہ اس میں اللہ کی مکمل تعریف اور صفات کمال سے اس کو موصوف کیا گیا ہے۔

۱۴۹۳: وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: دَعَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِدُعَاءٍ كَثِيرٍ لَمْ نَحْفَظْ مِنْهُ شَيْئًا، قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ دَعَوْتَ بِدُعَاءٍ كَثِيرٍ لَمْ نَحْفَظْ مِنْهُ شَيْئًا، فَقَالَ: "أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى مَا يَجْمَعُ ذَلِكَ كُلُّهُ؟ تَقُولُ: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرٍ مَا سَأَلَكَ مِنْهُ نَبِیُّكَ مُحَمَّدٌ ﷺ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَكَ مِنْهُ نَبِیُّكَ مُحَمَّدٌ ﷺ وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْكَ الْبَلَاغُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

۱۴۹۳: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے بہت ساری دعائیں مانگیں جن میں بہت سی ہمیں ذرا بھی یاد نہ رہی ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے بہت ساری دعائیں مانگیں جن میں ہمیں کچھ بھی یاد نہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا کیا میں تم کو ایسی دعا نہ بتلا دوں جو ان تمام کو جمع کرنے والی ہو؟ تم اس طرح کہو: "اے اللہ میں آپ سے وہ بھلائی مانگتا ہوں جو آپ کے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگی اور میں آپ سے اس برائی سے پناہ مانگتا ہوں جس سے آپ کے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی آپ ہی مددگار ہیں۔ آپ ہی مددگار ہیں اور آپ ہی کفایت کرنے والے ہیں۔ گناہ سے پھرنا اور نیکی کی قوت بھی آپ ہی کی مدد سے ہو سکتی ہے۔" (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

**تخریج:** رواہ الترمذی فی کتاب الدعوات، باب اللهم انا نسالك بما سالك به نبيك صلى الله عليه وسلم

**اللَّحَاقَاتِ** : المستعان اس سے مقصود اعانت ہے۔ عليك البلاغ اس کا معنی کفایت ہے جو چیز دنیا اور آخرت کی بھلائی کی کفایت کی حد تک پہنچ جائے۔

**فوائد:** (۱) اس جامع دعا پر ہمیشگی اختیار کرنی چاہئے کیونکہ یہ نبی اکرم ﷺ کی تمام دعاؤں کی جامع ہے۔ (۲) اس حدیث کا فائدہ خاص طور پر اس آدمی کے لئے ظاہر ہے جس کو نبی اکرم ﷺ کی دعائیں یاد نہ ہوں یہ اسلام کی آسانی اور اللہ کی اپنے بندے پر رحمت کی وسعت ہے۔

۱۴۹۴: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک دعا یہ بھی تھی: ”اے اللہ میں آپ سے وہ چیزیں مانگتا ہوں جو آپ کی رحمت کو لازم کرنے والی ہیں اور ان کاموں کا سوال کرتا ہوں جو تیری بخشش کا تقاضا کرنے والے ہیں ہر گناہ سے سلامتی چاہتا ہوں اور ہر نیکی کی کثرت چاہتا ہوں اور جنت کی کامیابی اور آگ سے نجات کا آپ سے سوال کرتا ہوں۔“ حاکم نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث شرط مسلم پر ہے۔

۱۴۹۴: وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ مِنْ دُعَاءِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَغَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ ، وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ ، وَالنَّعِیْمَةَ مِنْ كُلِّ بَرٍّ ، وَالتَّقْوَى بِالْجَنَّةِ ، وَالنَّجَاةَ مِنَ النَّارِ “ رَوَاهُ الْحَاكِمُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ وَ قَالَ : حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ مُسْلِمٍ۔

**تخریج:** رواہ الی کم فی المستدرک۔

**اللَّحَاقَاتِ** : موجبات رحمتك یعنی جو چیزیں تیری رحمت کو لازم کرنے والی ہیں۔ عزائم مغفرتك یعنی وہ چیزیں جو تیری بخشش کا تقاضا کرتی ہیں۔ السلامة من كل اثم: اثم سے مراد یہاں معصیت ہے۔ والنعیمۃ من كل بر: یعنی ہر بھلائی کی کثرت۔

**فوائد:** نیکی اور اطاعت کے کاموں میں کوشش کرنی چاہئے۔ گناہوں اور نافرمانی سے بچنا چاہئے۔ اس باب کے اختتام پر امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس میں اس طرف اشارہ ہے۔ اصل مطلوب تو دعائیں ہیں جیسے دوسرے اعمال اللہ تعالیٰ کے حق عبودیت کے بعد اور آگ سے نجات اور سلامتی کے ساتھ جنت کا داخلہ طلب کرنا چاہئے۔ اس عظیم مقصد میں قبولیت کا مدار جنت میں داخلہ اور دوزخ سے بچاؤ ہی تو ہے۔ جیسا ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَمَنْ رُحِزَ عَنِ النَّارِ﴾..... الاية۔

**بَابُ: پِسِ پِشْتِ دَعَا كَرْنِ**

**۲۵۱: بَابُ فَضْلِ الدُّعَاءِ بِظَهْرِ**

**کِ فَضِيلَتِ**

**الْغَيْبِ!**

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”وہ لوگ جو ان کے بعد آئے ہیں وہ کہتے ہیں اے رب ہمارے ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لائے۔“ (الحشر) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”اور اپنے ذنب (گناہ) سے استغفار کریں اور مومن مردوں اور عورتوں کے لئے بھی استغفار کریں۔“ (محمد) اللہ تعالیٰ نے ابراہیم

قَالَ اللَّهُ تَعَالٰی : ﴿وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ﴾ [الحشر: ۱۰] وَ قَالَ تَعَالٰی : ﴿وَاسْتَغْفِرْ لِدُنُوبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ﴾ [محمد: ۱۹] وَ قَالَ تَعَالٰی : إِبْرَاهِیْمَ عَنْ

إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ : رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ  
وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ

[ابراہیم: ۴۱]

۱۴۹۵ : وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : "مَا مِنْ عَبْدٍ  
مُسْلِمٍ يَدْعُو لِأَخِيهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ إِلَّا قَالَ  
الْمَلَكُ : وَلَكَ بِمِثْلٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ

علیہ السلام (کی دعا) کے بارے میں خبر دیتے ہوئے فرمایا: "اے  
رب ہمارے مجھے بخش دے اور میرے والدین کو اور مؤمنوں کو جس  
دن حساب قائم ہو"۔ (ابراہیم)

۱۴۹۵: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "جو مسلمان بندہ اپنے بھائی  
کے لئے اس کی غیر موجودگی میں دعا کرتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے کہ تمہیں  
بھی اس کے مثل ملے"۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الذکر و الدعاء باب فضل الدعاء للمسلمین بظہر الغیب

اللُّغَاتُ: لَاحِیْہُ: یعنی اسلامی بھائی۔ بظہر الغیب: اس کی غیر موجودگی میں۔ وَلَکَ بِمِثْلٍ: یعنی تمہیں بھی اس کی مثل اور اس  
کے بدلے میں ملے جو تو نے دعا کی۔

فوائد: (۱) مسلمان کی غیر موجودگی میں اس کے لئے دعا کرنے کی فضیلت ذکر کی گئی۔ یہ فضیلت تمام مسلمانوں یا مسلمانوں کی کسی  
جماعت کے کرنے سے حاصل ہو جائے گی۔

۱۴۹۶ : وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ  
يَقُولُ : "دَعْوَةُ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ لِأَخِيهِ بِظَهْرِ  
الْغَيْبِ مُسْتَجَابَةٌ : عِنْدَ رَأْسِهِ مَلَكٌ مُوَكَّلٌ  
كُلَّمَا دَعَا لِأَخِيهِ بِخَيْرٍ قَالَ الْمَلَكُ الْمُوَكَّلُ  
بِهِ : آمِينَ وَلَكَ بِمِثْلٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ

۱۴۹۶: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: "مسلمان بھائی کی غیر موجودگی  
میں اس کے لئے دعا اللہ کی بارگاہ میں مقبول ہے اس کے پاس ایک  
فرشتہ مقرر کر دیا جاتا ہے جب بھی وہ اپنے بھائی کے لئے بھلائی کی دعا  
کرتا ہے تو مقرر فرشتہ آمین کہتا ہے اور یہ بھی کہتا ہے تمہیں اس کے  
مثل ملے"۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الذکر و الدعاء باب فضل الدعاء للمسلمین بظہر الغیب

اللُّغَاتُ: مَلَكٌ مُوَكَّلٌ: یعنی اس عمل کے لئے خاص طور پر ایک فرشتہ مقرر ہے۔ آمین: یہ اسم فعل ہے جو امر کے معنی میں ہے یعنی  
تو قبول کر۔

فوائد: مستحب یہ ہے کہ مسلمان اپنے لئے اور مسلمان بھائیوں کے لئے دعا کرے تاکہ اس کی دعا قبول ہو اور اس کی مثل اس کو  
حاصل ہو جائے۔

۲۵۲: بَابُ فِي مَسَائِلِ مِنَ الدُّعَاءِ

۱۴۹۷ : عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا  
قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : "مَنْ صَعَّ إِلَيْهِ  
مَعْرُوفٌ فَقَالَ لِفَاعِلِهِ : جَزَاكَ اللَّهُ خَيْرًا فَقَدْ

بَابُ: دعا کے متعلق چند مسائل

۱۴۹۷: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ  
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس کے ساتھ کوئی بھلائی کی  
جائے اور وہ بھلائی کرنے والے کو جَزَاكَ اللَّهُ خَيْرًا (یعنی اللہ تجھ کو

أَبْلَغُ فِي الشَّاءِ“ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ : (بہتر بدلہ دے) دے تو اس نے اس کی خوب تعریف کر دی۔“  
حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔  
(ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخریج:** رواہ الترمذی فی ابواب البر والصلة باب ما جاء فی المستشع بسانم یعظم۔

**اللَّغَاتُ:** ابلغ فی الشاء: یعنی کرنے والے کی اس نے پوری تعریف کر دی اور احسان کرنے والے کو اس کے احسان کا بہترین بدلہ دے دیا۔

**فوائد:** مؤمن کی دعا قبول ہوتی ہے۔ مؤمن کو احسان کر کے جتنا مانگے چاہئے البتہ احسان کرنے والے کے احسان کا اعتراف کرنا چاہئے۔

۱۴۹۸: وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ :  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ”لَا تَدْعُوا عَلَى  
أَنْفُسِكُمْ ، وَلَا تَدْعُوا عَلَى أَوْلَادِكُمْ وَلَا  
تَدْعُوا عَلَى أَمْوَالِكُمْ لَا تَوَافِقُوا مِنَ اللَّهِ  
سَاعَةً يُسْأَلُ فِيهَا عَطَاءٌ فَيَسْتَجِيبَ لَكُمْ“  
رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
۱۴۹۸: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ  
نے فرمایا: ”اپنی جانوں کے لئے بددعا نہ کرو اور نہ اپنی اولاد کے لئے  
بددعا کرو اور نہ اپنے اموال کے لئے بددعا کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ  
تمہاری موافقت اس گھڑی سے ہو جائے جس میں اللہ تعالیٰ سے  
جو چیز بھی مانگی جائے وہ دے دی جاتی ہے پھر یہ بددعا تمہارے حق  
میں قبول کر لی جائے۔“ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی اوائل کتاب الزهد و الرقائق باب حدیث جابر الطویلی و قضاة ابی الیسر

**فوائد:** (۱) اپنے لئے اولاد یا مال کے لئے کسی نقصان کی بددعا نہ کرنی چاہئے کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ بددعا قبولیت کے وقت میں ہو۔  
(۲) بعض اوقات کن کچھ خصوصیات ہیں جن میں اللہ دعا قبول فرماتے ہیں۔ مؤمن کو ان مبارک گھڑیوں میں دعا کے لئے اہتمام کرنا  
چاہئے لیکن دعا بھی خیریت رحمت اور عافیت کی ہونی چاہئے نہ کہ عذاب و بلاکت کی۔ (۳) قبولیت دعا میں سب سے زیادہ قابل امید  
اوقات رات کا پچھلا پہر اور فرضی نمازوں کے بعد کے اوقات ہیں۔

۱۴۹۹: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ  
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : ”أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ  
مِنْ رَبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ ، فَكْثِرُوا الدُّعَاءَ“ رَوَاهُ  
مُسْلِمٌ۔  
۱۴۹۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول  
اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بندہ اپنے رب سے سجدہ کی حالت میں سب  
سے زیادہ قریب ہوتا ہے اس لئے تم اس میں بہت زیادہ دعا کیا  
کرو۔“ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الصلاة باب ما یقال فی الركوع و السجود

**اللَّغَاتُ:** اقرب ما یكون العبد من ربه: یعنی مرتبے کا قرب جو کہ معنوی ہے مراد ہے۔

**فوائد:** (۱) سجدہ کی حالت میں دعا افضل ہے کہ اس حالت میں نمازی اپنے رب اور خالق سے انتہائی قریب ہوتا ہے۔

۱۵۰۰: وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ :  
”يُسْتَحَابُّ لِأَحَدِكُمْ مَا لَمْ يَعْجَلْ يَقُولُ : قَدْ  
دَعَوْتُ رَبِّي فَلَمْ يَسْتَجِبْ لِي“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
۱۵۰۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ  
ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کسی ایک کی دعا قبول کی جاتی ہے جب  
تک وہ جہدی میں نہ پڑے کہ اس طرح کہنے لگے میں نے اپنے رب

سے دعا کی لیکن اس نے میری دعا قبول نہ کی۔ (بخاری و مسلم) مسلم کی روایت میں یہ ہے کہ بندے کی دعا قبول کی جاتی ہے جب تک وہ گناہ یا قطع رحمی کی دعا نہ کرے اور جب تک جلدی میں نہ پڑے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! جلدی میں پڑنے کا کیا مطلب ہے۔ آپ نے فرمایا: ”میں نے دعا کی لیکن مجھے تو ایسا معلوم نہیں ہوتا کہ میری دعا قبول ہو پھر وہ بیٹھ جائے اور دعا کو چھوڑ دے۔“

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: "لَا يَزَالُ يُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَا لَمْ يَدْعُ بِإِثْمٍ، أَوْ قَطِيعَةٍ رَّحِمٍ، مَا لَمْ يَسْتَعْجِلْ" قِيلَ: "يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا الْإِسْتِعْجَالُ؟" قَالَ: "يَقُولُ: قَدْ دَعَوْتُ، وَقَدْ دَعَوْتُ، فَلَمْ أَرَ يُسْتَجِبْ لِي، فَيَسْتَحْسِرُ عِنْدَ ذَلِكَ وَيَدْعُ الدُّعَاءَ"

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الدعوات، باب يستجاب للعبد ما لم يدع ما لم يعجل

اللُّغَاتُ: بِإِثْمٍ: یعنی معصیت: فلیث تحسر: پس وہ جلدی مچانے سے تھک جاتا ہے۔

**فوائد:** مسلمان اپنے رب سے دعا کرے اور اس کی دعا خیر ہی ہونی چاہئے اور اس کی دعا قبول ہوتی ہے بے شک کہ وہ گناہ کی دعا نہ کرے یا جلدی نہ مچائے۔ (۲) قبولیت سے مانع جلد بازی وہ ہے جو دعا کے چھوڑنے تک لے جانے والی ہے

۱۵۰۱: حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کون سی دعا زیادہ مقبول ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”رات کے پچھلے حصے اور فرض نمازوں کے بعد کی۔“ (ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

۱۵۰۱: وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قِيلَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ: أَيُّ الدُّعَاءِ أَسْمَعُ؟ قَالَ: "جَوْفَ اللَّيْلِ الْآخِرِ وَدُبَرَ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوبَاتِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

**تخریج:** رواہ الترمذی فی ابواب الدعوات، باب العزم فی المسألة۔

اللُّغَاتُ: جَوْفَ اللَّيْلِ: رات کا درمیانہ حصہ۔ و دبر الصلوات المكتوبات: یعنی پانچ فرضی نمازوں کے بعد۔

**فوائد:** (۱) دعا کی قبولیت کے لئے مسلمان پر ضروری ہے کہ وہ کثرت سے دعا کرے۔

۱۵۰۲: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”زمین پر جو مسلمان بھی اللہ پاک سے کوئی دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو قبول فرماتے ہیں یا اسی طرح کی کوئی تکلیف اس سے دور کر دیتے ہیں جب تک کہ وہ گناہ یا قطع رحمی کی دعا نہ کرے۔“ لوگوں میں سے ایک نے کہا پھر تو ہم بہت زیادہ دعائیں کریں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ زیادہ دیں گے۔“ (ترمذی)

حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۵۰۲: وَعَنْ عِبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "مَا عَلَى الْأَرْضِ مُسْلِمٍ يَدْعُوا اللَّهَ تَعَالَى بِدَعْوَةٍ إِلَّا آتَاهُ اللَّهُ إِيَّاهَا، أَوْ صَرَفَ عَنْهُ مِنَ الشُّوْءِ مِثْلَهَا مَا لَمْ يَدْعُ بِإِثْمٍ، أَوْ قَطِيعَةٍ رَّحِمٍ فَقَالَ: رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ إِذَا نُكِّرَ قَالَ: "اللَّهُ أَكْثَرُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ - وَرَوَاهُ الْحَاكِمُ مِنْ رِوَايَةِ أَبِي سَعِيدٍ وَزَادَ فِيهِ: "أَوْ يَدْخِرْ لَهُ مِنَ الْآجِرِ مِثْلَهَا۔

حاکم نے ابوسعید سے اس کو روایت کیا اور اس میں یہ الفاظ زائد ہیں یا اس کے لئے اسی طرح کا اجر ذخیرہ فرما لیتے ہیں۔



**تخریج:** رواہ الترمذی فی ابواب الدعوات 'باب استجابة الدعاء فی غیر قطعیہ رحمہ اللہ: اذا نکثر: یعنی جب دعا بغیر گناہ کے قبولیت والی ہے تو ہم کثرت سے دعا کریں گے۔ اللہ اکثر: یعنی اللہ کے احسانات بہت زیادہ ہیں اور اس کی عنایتیں اس سے کہیں بہت بڑھ کر ہیں۔ صرف: روک لیا۔ فوائد: دعا ضائع نہیں جاتی یا تو وہ اسی وقت قبول ہو جائے گی اور اس کا مقصد حل ہو جائے گا یا اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے اپنی قدرت سے برائی کو روک دے گا یا اسی کی طرح کا نفع اس کے لئے جمع کر دے گا کیونکہ اللہ کے ہاں بھلائیاں اس سے کہیں بڑھ کر ہیں جتنی لوگ مانگتے اور طلب کرتے ہیں۔

۱۵۰۳: وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ عِنْدَ الْكُرْبِ: "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْعَظِيمُ الْحَلِيمُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَرَبُّ الْأَرْضِ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۵۰۳: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخت پریشانی کے وقت یہ دعا پڑھا کرتے تھے: "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ عظمتوں والے اور حلم والے ہیں۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ عرش عظیم کے رب ہیں ان کے سوا کوئی معبود نہیں وہ آسمان کے رب اور زمین کے رب اور معزز عرش کے رب ہیں۔" (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الدعوات 'باب الدعاء عند الکرب۔ و مسلمہ فی کتاب التذکر 'باب الدعاء الکرب اللغائت: الکرب: سخت فوائد: سختیوں اور پریشانیوں کے وقت اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر کامل اعتماد اور ماسوا پر نظر نہ رکھنا اسباب کو جمع کرنے کے بعد بھی اس کی دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر اور دعا کثرت سے ایسے موقعہ پر کرنی چاہئے۔

بَابُ: اولیاء اللہ کی کرامات اور ان

۲۵۳: بَابُ كَرَامَاتِ الْأَوْلِيَاءِ

کی فضیلت

وَفَضْلِهِمْ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "خبردار! بے شک اللہ کے اولیاء ان پر نہ خوف ہو گا نہ وہ غمگین ہوں گے وہ لوگ جو ایمان لائے اور وہ ڈرتے تھے ان کے لئے خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی باتوں میں کوئی تبدیلی نہیں یہی بڑی کامیابی ہے۔" (یونس) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اے مریم تو کھجور کے تنے کو اپنی طرف حرکت دے وہ تجھ پر تازہ پکی ہوئی کھجوریں گرا دے پس تو کھا اور جی۔" (مریم) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "جب بھی زکریا علیہ السلام محراب میں داخل ہوتے تو اس کے ہاں کھانے کی چیزیں پاتے زکریا علیہ السلام نے کہا اے مریم یہ تیرے پاس کہاں سے آیا ہے؟ اس نے جواب دیا

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: «إِلَّا أَنْ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ ذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ» [يونس: ۶۴-۶۲] وَقَالَ تَعَالَى: «وَهَٰذَا إِلَيْكَ بِحِذِّ النَّخْلَةِ نُسَاقِطُ عَلَيْكَ رَطْبًا جَنِيًّا فَكُلْهُ وَاشْرَبْهُ» [مریم: ۲۵-۲۶] وَقَالَ تَعَالَى: «كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ

وہ اللہ کی طرف سے ہے بے شک اللہ جس کو چاہتے ہیں بغیر حساب کے رزق دیتے ہیں۔ (آل عمران) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”اور جب تم ان سے اور ان کے معبودوں سے جن کی یہ اللہ کے سوا پوجا کرتے ہیں علیحدگی اختیار کر لو پھر نماز میں پناہ لو۔ تمہارے لئے تمہارا رب اپنی رحمت پھیلا دے گا اور تمہارے لئے تمہارے معاملے میں آسانی مہیا فرما دے گا۔ اور تم دیکھو گے کہ سورج طلوع ہوتے وقت نماز کے دانتی سے مڑ کر نکلتا ہے اور جب غروب ہوتا ہے تو بائیں طرف ان سے ستر کر نکل جاتا ہے۔“ (الکہف)

يَمُرُّمُ أَنَّى لَكَ هَذَا؟ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ [۱۳۷] عِصْرَانِ ۱۳۷: وَقَالَ تَعَالَى: وَإِذْ اَعْتَزَلْتُمُوهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ فَأَوُّوْا إِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ رَحْمَتِهِ وَيَهَيِّئْ لَكُمْ مِنْ أَمْرِكُمْ مِرْفَقًا وَتَرَى الشَّمْسَ إِذَا طَلَعَتْ تَزَاوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَإِذَا غَرَبَتْ تَقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ [۱۳۸] الْكَهْفِ ۱۳۸:

**حل الآيات:** اولیاء اللہ جمع ولی وہ مؤمن جو اپنے مولیٰ کا فرمانبردار ہو۔ اس لئے کہ اس نے اللہ کی رضا مندی کی اتباع کر کے اس کے ساتھ دوستی اختیار کر لی۔ رطباً جنبا یعنی وہ تازہ کھجوریں جو توز جانے کے لائق ہوں یا تازہ کھجوریں۔ المحراب: وہ کمرہ جس میں مریم بیت المقدس میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتی تھی اور زکریا علیہ السلام نے یہ کردار ان کے لئے بنایا تھا۔ انی بلک هذا: یہ انی کیف کے معنی میں ہے کہ تمہیں کیسے ملے یا دین کے معنی میں ہے کہ تمہیں کہاں سے ملیں۔ یستشر: وہ پھیلائے گا۔ موفق: وہ چیز جس سے تم اپنی زندگی میں فائدہ اٹھاتے ہو۔ تزور: ماکل ہونا اور پھر جانا۔ تفرض: ان سے پھر کر اور دور ہو کر۔

۱۵۰۴: حضرت ابو محمد عبد الرحمن ابن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اصحاب صفہ فقیر لوگ تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا جس کے پاس دو کا کھانا ہو وہ تیسرے کو لے جائے اور جس کے پاس چار کھانا ہو وہ پانچویں اور چھٹے کو سات لے جائے یا جس طرح فرمایا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ تین کو لائے اور نبی اکرم ﷺ دس کو گھر لے گئے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے شام کا کھانا نبی اکرم ﷺ کے ساتھ کھایا پھر رز کے رہے یہاں تک کہ عشاء کی نماز پڑھی۔ پھر اتنی دیر بعد گھر لوٹے کہ رات کا اتنا حصہ گزر چکا تھا جتنا اللہ نے چاہا۔ ان کی بیوی نے کہا تمہیں اپنے مہمانوں سے کس چیز نے روک لیا۔ انہوں نے پوچھا: ”کیا تم نے انہیں شام کا کھانا نہیں کھلایا؟ اس نے جواب دیا انہوں نے آپ کے آنے تک انکار کیا حالانکہ ان کو کھانا پیش کیا گیا۔ عبد الرحمن کہتے ہیں کہ میں جا کر چھپ گیا! اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا اونا نادان! مجھے برا بھلا کہا اور بد عادی اور مہمانوں کو کہا تم کھاؤ۔ تمہارے لئے خوشگوار نہ ہو اور اللہ کی قسم میں اس کو کبھی نہیں چکھوں گا۔ عبد الرحمن کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم! ہم جو لقمہ

۱۵۰۴: وَعَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ أَصْحَابَ الصُّفَّةِ كَانُوا إِنْسًا فَقَرَأَ وَأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مَرَّةً: ”مَنْ كَانَ عِنْدَهُ طَعَامٌ اثْنَيْنِ فَلْيَذْهَبْ بِثَالِثٍ ، وَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ طَعَامٌ أَرْبَعَةٍ فَلْيَذْهَبْ بِخَامِسٍ بِسَادِسٍ“ أَوْ كَمَا قَالَ ، وَأَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ جَاءَ بِثَلَاثَةٍ ، وَانْطَلَقَ النَّبِيُّ ﷺ بِعَشْرَةٍ ، وَأَنَّ أَبَا بَكْرٍ تَعَشَّى عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ لَبِثَ حَتَّى صَلَّى الْعِشَاءَ ، ثُمَّ رَجَعَ فَجَاءَ بَعْدَ مَا مَضَى مِنَ اللَّيْلِ مَا شَاءَ اللَّهُ - قَالَتْ امْرَأَتُهُ : مَا حَبَسَكَ عَنْ أَصْيَافِكَ ، قَالَ : أَوْ مَا عَشَّيْتُهُمْ؟ قَالَتْ : أَبُؤُا حَتَّى تَجِيءَ وَقَدْ عَرَضُوا عَلَيْهِمْ قَالَ : فَذَهَبْتُ أَنَا فَاخْتَبَأْتُ! فَقَالَ : يَا غَشْرُ! فَجَدَّعَ وَسَبَّ ، وَقَالَ : كُلُّوْا

بھی لیتے تو نیچے سے اس سے زیادہ ابھر آتا جتنا کہ پہلے تھا اور کھانا اس سے بہت زیادہ ہو گیا جتنا اس سے پہلے تھا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کھانے کو دیکھا تو اپنی بیوی کو فرمایا اے بنی فراس کی بہن! یہ کیا؟ انہوں نے کہا میری آنکھوں کی ٹھنڈک البتہ وہ کھانا پہلے سے تین گنا زیادہ ہے۔ پھر اس میں کچھ کھانا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کھایا اور فرمایا میری قسم شیطان (کے ورغلانے) سے تھی پھر اس میں سے ایک لقمہ کھایا پھر اسے نبی اکرم ﷺ کے پاس اٹھا کر لے گئے وہ صبح تک آپ کے پاس رہا۔ ہمارے اور ایک قوم کے درمیان معاہدہ تھا جس کی مدت پوری ہو گئی ہم نے بارہ آدمی مختلف اطراف میں بھیجے ان میں سے ہر آدمی کے ساتھ پچھ آدمی تھے ہر آدمی کے ساتھ کتنے آدمی تھے؟ یہ اللہ ہی جانتا ہے پس ان سب نے وہ کھانا کھایا!

اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ وہ کھانا نہیں کھائیں گے اور ان کی بیوی نے کھانا نہ کھانے کی قسم کھائی پھر مہمان یا مہمانوں نے بھی قسم اٹھائی کہ اس وقت تک کھانا نہیں کھائیں گے جب تک ابو بکر ان کے ساتھ کھانا نہ کھائیں۔ پس ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ قسم شیطان کی طرف سے ہے۔ چنانچہ انہوں نے کھانا منگوا یا اور خود کھایا اور مہمانوں نے بھی کھایا پس جو نبی وہ لقمہ اٹھاتے تھے تو نیچے سے لقمہ اس سے بڑھ کر ابھر آتا تھا پس ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے بنی فراس کی بہن! یہ کیا؟ تو انہوں نے کہا میری آنکھوں کی ٹھنڈک بے شک وہ کھانا اب ہمارے کھانے سے پہلے جتنا تھا یقیناً اس سے بہت زیادہ ہے پھر انہوں نے کھایا اور نبی اکرم ﷺ کی طرف بھیجا اور اس روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ نے اس میں سے نوش فرمایا۔ ایک اور روایت میں یہ لفظ ہیں کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمن کو کہا تم اپنے مہمانوں کی دیکھ بھال کرو۔ میں حضور ﷺ کی خدمت میں جا رہا ہوں میرے آنے سے پہلے تم ان کی مہمانی سے فارغ ہو جاؤ۔ پس عبدالرحمن ان کے پاس جو کھانا میسر تھا وہ لائے اور کہا تم کھاؤ۔ مہمانوں نے کہا ہمارے گھر کا مالک کہاں ہے؟ عبدالرحمن نے کہا تم کھانا کھا لو انہوں

لَا هَيْبًا وَاللَّهِ لَا أَطْعَمُهُ أَبَدًا ۖ قَالَ : وَآيَهُ  
اللَّهُ مَا كُنَّا نَأْخُذُ مِنْ لُقْمَةٍ إِلَّا رَبًّا مِنْ أَسْفَلِهَا  
أَكْثَرَ مِنْهَا حَتَّى شَبِعُوا وَصَارَتْ أَكْثَرُ مِمَّا  
كَانَتْ قَبْلَ ذَلِكَ فَنَظَرَ إِلَيْهَا أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ  
لَا مُرَاتِهِ : يَا أُخْتُ بَنِي فِرَاسٍ مَا هَذَا؟ قَالَتْ :  
لَا وَقُوَّةَ عَيْنِي لَهُيَ الْآنَ أَكْثَرُ مِنْهَا قَبْلَ  
ذَلِكَ بِثَلَاثِ مَرَّاتٍ ! فَأَكَلَ مِنْهَا أَبُو بَكْرٍ  
وَقَالَ : إِنَّمَا كَانَ ذَلِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ : بَعْنِي  
بِمِئْنَةٍ ثُمَّ أَكَلَ مِنْهَا لُقْمَةً ثُمَّ حَمَلَهَا إِلَى  
النَّبِيِّ ﷺ فَاصْبَحَتْ عِنْدَهُ - وَكَانَ بَيْنَنَا  
وَبَيْنَ قَوْمٍ عَهْدٌ فَمَضَى الْأَجَلُ ۖ فَتَفَرَّقْنَا  
إِنِّي عَشَرَ رَجُلًا مَعَ كُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ نَاسٌ  
اللَّهُ أَعْلَمُ كَمِّ مَعَ كُلِّ رَجُلٍ فَأَكَلُوا مِنْهَا  
أَجْمَعُونَ - وَفِي رِوَايَةٍ فَحَلَفَ أَبُو بَكْرٍ لَا  
يَطْعَمُهُ ۖ فَحَلَفَتِ الْمَرْأَةُ لَا تَطْعَمُهُ ۖ فَحَلَفَ  
الصَّيْفُ أَوْ الْأَصْيَافُ أَنْ لَا يَطْعَمَهُ أَوْ  
يَطْعَمُوهُ حَتَّى يَطْعَمَهُ - فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ هَذِهِ  
مِنَ الشَّيْطَانِ فَدَعَا بِالطَّعَامِ فَأَكَلَ وَأَكَلُوا  
فَجَعَلُوا لَا يَرْفَعُونَ لُقْمَةً إِلَّا رَبَّتْ مِنْ  
أَسْفَلِهَا أَكْثَرَ مِنْهَا فَقَالَ : يَا أُخْتُ بَنِي  
فِرَاسٍ : مَا هَذَا؟ فَقَالَتْ : وَقُرَّةَ عَيْنِي إِنَّهَا  
الْآنَ أَكْثَرُ مِنْهَا قَبْلَ أَنْ نَأْكُلَ ! فَأَكَلُوا وَبَعَثَ  
بِهَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرَ أَنَّهُ أَكَلَ مِنْهَا -  
وَفِي رِوَايَةٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ قَالَ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ :  
دُونَكَ أَصْيَافُكَ فَإِنِّي مُنْطَلِقٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ  
فَأَفْرُغْ مِنْ قِرَاهِمُ قَبْلَ أَنْ أَجِيءَ ۖ فَانْطَلَقَ  
عَبْدُ الرَّحْمَنِ فَأَتَاهُمُ بِمَا عِنْدَهُ فَقَالَ :  
أَطْعَمُوا ۖ فَقَالُوا : أَيْنَ رَبُّ مَنْزِلِنَا؟ قَالَ

اطْعَمُوا ۚ قَالُوا مَا نَحْنُ بِأَكْلِيْنَ حَتَّىٰ يَجِيَّ  
رَبُّ مَنَزِلِنَا ۚ قَالَ ۖ أَقْبِلُوا عَنَّا قِرَاكُمْ فَإِنَّهُ  
جَاءَ وَلَمْ تَطْعَمُوا لَلْمَلَكِ مِنْهُ فَأَبَوْا فَعَرَفْتُ  
أَنَّهُ يَجِدُ عَلَيَّ ۖ فَلَمَّا جَاءَ تَنَحَّيْتُ عَنْهُ ۖ  
فَقَالَ ۖ مَا صَنَعْتُمْ؟ فَأَخْبَرُوهُ ۖ فَقَالَ ۖ يَا عَبْدَ  
الرَّحْمَنِ فَسَكَّتُ ۖ ثُمَّ قَالَ ۖ يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ  
فَسَكَّتُ ۖ فَقَالَ غُثْرُ أَفْسَمْتُ عَلَيْكَ إِنَّ  
كُنْتَ تَسْمَعُ صَوْتِي لَمَّا جِئْتُ! فَخَرَجْتُ  
فَقُلْتُ سَلْ أَضْيَاكَ ۖ فَقَالُوا ۖ صَدَقَ ۖ أَنَا  
بِهِ - فَقَالَ ۖ إِنَّمَا أَنْتَ تَمُونِي وَاللَّهِ لَا  
أَطْعَمُهُ اللَّيْلَةَ - فَقَالَ الْآخَرُونَ ۖ وَاللَّهِ لَا  
نَطْعَمُهُ حَتَّىٰ تَطْعَمَهُ فَقَالَ ۖ وَيْلَكُمْ! مَا لَكُمْ لَا  
تَقْبَلُونَ عَنَّا قِرَاكُمْ! هَاتِ طَعَامَكَ فَجَاءَ بِهِ  
فَوَضَعَ يَدَهُ فَقَالَ ۖ بِسْمِ اللَّهِ الْأُولَىٰ مِنَ  
الشَّيْطَانِ ۖ فَآكَلُوا وَآكَلُوا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -  
قَوْلُهُ "غُثْرُ" بِغَيْنٍ مُّعْجَمَةٍ مَّضْمُومَةٍ ثُمَّ  
نُونٌ سَاكِنَةٌ ثُمَّ تَاءٌ مُّثَلَّثَةٌ وَهَوَاءٌ ۖ الْغَبِيُّ الْجَاهِلُ  
وَقَوْلُهُ فَجَدَّعَ ۖ أَيُّ شَتْمَةٍ ۖ وَالْجَدُّعُ الْقَطْعُ -  
قَوْلُهُ "يَجِدُ عَلَيَّ" هُوَ بِكَسْرِ الْجِيمِ ۖ أَيُّ  
يَغْضَبُ -

نے جواب دیا جب تک ہمارے گھر کا مالک نہیں آئے گا ہم کھانا نہیں  
کھائیں گے۔ عبدالرحمن نے کہا ہماری طرف سے اپنی مہمانی قبول کر  
لو اگر وہ اس حال میں آگئے کہ تم نے کھانا نہ کھایا ہوگا تو ہمیں ضرور ان  
کی طرف سے ڈانٹ پڑے گی مگر انہوں نے انکار کیا۔ عبدالرحمن کہتے  
ہیں کہ میں نے جان لیا کہ میرے والد مجھ پر ناراض ہوں گے۔ اس  
لئے جب وہ آئے تو میں ایک طرف ہو گیا۔ انہوں نے فرمایا: تم  
لوگوں نے کیا کیا؟ انہوں نے اطلاع دی اس پر ابو بکر رضی اللہ عنہ  
نے آواز دی اے عبدالرحمن! میں خاموش رہا انہوں نے پھر آواز دی  
اے عبدالرحمن! میں پھر خاموش رہا تو انہوں نے فرمایا: اونا دان! میں  
تمہیں قسم دیتا ہوں کہ اگر تو میری آواز سن رہا ہے تو فوراً آ جا۔ پس  
میں نکلا اور میں نے کہا آپ اپنے مہمانوں سے پوچھ لیں مہمان نے  
کہا اس نے سچ کہا۔ یہ ہمارے پاس کھانا لایا تو ابو بکر صدیق نے کہا تم  
نے میرا انتظار کیا اللہ کی قسم میں آج کی رات یہ کھانا نہیں کھاؤں گا۔  
انہوں نے کہا اگر آپ کھانا نہیں کھائیں گے تو ہم بھی نہیں کھائیں  
گے۔ فرمایا: ”تم پر افسوس ہے تم ہماری مہمانی کیوں قبول نہیں کرتے  
ہو؟ تو کھانا لا۔ عبدالرحمن کھانا لائے۔ پس آپ نے اپنا ہاتھ کھانے پر  
رکھا اور کہا: بسم اللہ! پہلی بات یعنی قسم کھانا شیطان کی طرف سے تھا  
پھر آپ نے کھانا کھایا اور انہوں نے بھی۔“ (بخاری و مسلم)  
غُثْرُ: غبی اور نادان۔ فَجَدَّعَ: ان کو برا بھلا کہا جَدَّعُ کا اصل  
معنی کاٹنا ہے يَجِدُ عَلَيَّ: ناراض ہونا۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب مواقیت الصلاة باب السمر مع الہل و کتاب المناقب و مسند فی کتب  
الاشربة باب اکرام الضیف و فضل ایشارہ۔

**اللُّغَاتُ:** الصفة: وہ چہوڑا جس کو رسول اللہ ﷺ نے مسجد کی پچھلی جانب اس لئے بنوایا تھا تاکہ وہاں وہ فقراء، صحابہ ٹھہر سکیں جن  
کے کوئی اہل و عیال نہ تھے۔ بسا دس: اور چھٹے سمیت۔ لبث: کسی معاملے میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ٹھہرے رہے۔ و قد  
عرضوا: گھروالوں یا خدام نے پیش کیا اور بخاری کی روایت میں یہ لفظ ہیں کہ ہم نے ان پر پیش کیا مگر انہوں نے انکار کیا۔ فجَدَّعَ:  
انہوں نے کان کاٹنے کی دعا کی یا جَدَّعَ سے مراد ناک یا ہونٹ۔ رہا بڑھ گیا۔ یاخت بنی فراس: یہ بنو فراس کنانہ کا قبیلہ بمصر ادا اس  
سے اے ان لوگوں کی بہن جن کی نسبت بنو فراس کی طرف ہے۔ و فرقة العين: دو اقسام اور فرقة لعین یہ خوشی سے کنایہ ہے اس چیز کو  
دیکھنا جس کو انسان پسند کرے۔ یہ مراد ہے۔ فحلقت المرأة امرأة سے مراد ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی ہے۔ هذه من  
الشيطان: اس سے مراد وہ قسم ہے جو نہ کھانے کی تھی یا اس سے مراد غصے کی وہ حالت ہے جس کی وجہ سے قسم کھائی جائے۔ و ذلك

اضیافک: یعنی اپنے مہمانوں کو لو اور ان کی خدمت کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔ فافرغ من قراہم: یعنی ان کی مہمانی اور اکرام کو مکمل کر لو۔ رب منزلنا: گھر کا مالک۔ تنحیت: یعنی میں دور ہوا اور ان کے غصے سے ڈر کر چھپ گیا۔ لما جنت: یہ جواب قسم ہے یعنی میں تمہیں قسم دیتا ہوں تو ضرور آ۔ ویلکم: ویل کا معنی بلاکت ہے اور یہ کلمہ بددعا کے طور پر کہا جاتا ہے۔ الاولی من الشیطن: یعنی وہ پہلی قسم جو انہوں نے نہ کھانے کے لئے اٹھائی۔

فوائد: (۱) کھانے میں اضافہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت ہے۔ (۲) ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اور ان کی بیوی اور بیٹے کی سخاوت اور کرم نفس کہ مہمانوں کے کھانا نہ کھانے کی وجہ سے ان کے دل پریشان ہوئے۔ (۳) قسم توڑنا جائز ہے اور اس کا کفارہ ادا کرنا چاہئے جبکہ کسی بھلائی کے چھوڑ دینے کی قسم کھائی ہو۔ جیسا بخاری اور مسلم کی روایت میں ہے: ”انی لا احلف بيمينی فاری غیرہا خیر منها الا کفرت عن یمینی“ (الحديث) یعنی ”جب میں کسی چیز کی قسم اٹھالیتا ہوں پھر دوسرا کام اس سے بہتر پاتا ہوں تو اپنی قسم کا کفارہ ادا کر کے وہ بہتر کام کر لیتا ہوں“۔

۱۵۰۵: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ”لَقَدْ كَانَ فِيمَا قَبْلَكُمْ مِنَ الْأُمَمِ نَاسٌ مُّحَدِّثُونَ فَإِنْ يَكُ فِي أُمَّتِي أَحَدٌ فَإِنَّهُ عُمَرُ“ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ مِنْ رِوَايَةِ عَائِشَةَ وَفِي رِوَايَتِهِمَا قَالَ ابْنُ وَهْبٍ: ”مُحَدِّثُونَ“ أَيْ مُلْهَمُونَ۔

۱۵۰۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم سے پہلی امتوں میں کچھ لوگ محدث تھے اگر میری امت میں کوئی محدث ہے تو وہ عمر ہے۔“ (بخاری)

مسلم نے حضرت عائشہ سے یہ روایت کی ہے اور دونوں روایتوں میں ابن وہب کے بقول مُحَدِّثُونَ کا معنی مُلْهَمُونَ یعنی الہام کئے ہوئے ہے۔ (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی فضائل الصحابة، باب مناقب عمر و فی کتاب الانبیاء و مسلم فی فضائل الصحابة، باب من فضائل عمر رضی اللہ عنہ۔

فوائد: اس میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی فضیلت بیان کی گئی۔

۱۵۰۶: وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: شَكَأَ أَهْلُ الْكُوفَةِ سَعْدًا، يَعْنِي ابْنَ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِلَى عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَاسْتَعْمَلَ عَلَيْهِمْ عَمَّارًا فَشَكُّوا حَتَّى ذَكَرُوا أَنَّهُ لَا يُحْسِنُ يُصَلِّيُ - فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَقَالَ: يَا أَبَا إِسْحَاقَ، إِنَّ هَؤُلَاءِ يَزْعُمُونَ أَنَّكَ لَا تُحْسِنُ تُصَلِّيُ فَقَالَ: أَمَّا أَنَا وَاللَّهِ فَإِنِّي كُنْتُ أَصَلِّيُ بِهِمْ صَلَوةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَا أَحْرِمُ عَنْهَا أَصَلِّيُ عَشَوَتِي الْعِشَاءَ فَأَرْكُضُ فِي الْأَوَّلِينَ وَأُخَفُّ

۱۵۰۶: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اہل کوفہ نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے پاس کی تو آپ نے ان کو معزول کر کے عمار کو ان کی جگہ پر گورنر بنا دیا پس انہوں نے شکایت میں یہاں تک بیان کیا یہ نماز اچھے طریقے سے نہیں پڑھاتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سعد رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیج کے کہا اے ابواسحاق! ان کا خیال یہ ہے کہ تم اچھے طریقے سے نماز نہیں پڑھاتے! اس پر سعد رضی اللہ عنہ نے کہا سنو میں اللہ کی قسم ان کو حضور ﷺ جیسی نماز پڑھاتا ہوں میں اس میں کوئی کمی نہیں کرتا میں عشاء کی نماز پڑھاتا ہوں۔ پہلی دو رکعتوں میں قیام لمبا کرتا ہوں اور پچھلی دو رکعتوں میں مختصر۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابو



اسحاق تمہارے بارے میں میرا یہی گمان تھا اور آپ نے (تحقیقات کیلئے) ان کے ساتھ ایک یا کئی آدمیوں کو کوفہ بھیجا تا کہ وہ کوفہ والوں سے دریافت کریں۔ چنانچہ انہوں نے مسجدوں میں جا کر ان کے متعلق دریافت کیا۔ سب نے ان کی اچھی تعریف کی یہاں تک کہ وہ وفد مسجد بنو عباس میں آیا تو ایک آدمی نے ان میں سے کھڑے ہو کر کہا جس کو اسامہ بن قتادہ کہتے تھے اور اس کی کنیت ابو سعده تھی کہ جب تم نے ہمیں قسم دلائی ہے تو گزارش ہے کہ سعد لشکر جہاد کے ساتھ نہیں جاتے اور نہ (مال غنیمت) کی تقسیم میں برابری کرتے ہیں اور نہ ہی فیصلوں میں عدل کرتے ہیں۔ حضرت سعدؓ نے کہا سنو اللہ کی قسم میں ضرور تین دعائیں کروں گا اے اللہ اگر تیرا یہ بندہ جھوٹا ہے ریاکاری اور شہرت کے لئے کھڑا ہوا ہے تو اس کی عمر کو طویل فرما اور اس کے فتنوں کو لہا کر دے اور فتنوں کو اس کو نشانہ بنا۔ چنانچہ جب اس سے پوچھا جاتا تو وہ کہتا فتنوں میں مبتلا ایک بہت بوڑھا شخص ہوں۔ مجھے سعد کی بددعا لگی ہے۔ جابر بن سمرہ سے راوی عبد الملک بن عمیر سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے خود اس کو دیکھا اس کی ابرو بڑھاپے کی وجہ سے آنکھوں پر پڑی ہیں اور وہ راستوں پر لڑکیوں کے سامنے آتا اور ان کو اشارے کرتا۔ (بخاری و مسلم)

فِي الْاُخَرَيْنِ قَالَ : ذَلِكَ الظَّنُّ بِكَ يَا اَبَا اسْحَقَ وَاَرْسَلَ مَعَهُ رَجُلًا - اَوْ رَجُلًا اِلَى الْكُوفَةِ يَسْأَلُ عَنْهُ اَهْلَ الْكُوفَةِ فَلَمْ يَدْعُ مَسْجِدًا اِلَّا سَأَلَ عَنْهُ وَيَتَنَوَّنَ مَعْرُوفًا ، حَتَّى دَخَلَ مَسْجِدًا لِبَنِي عَبَّاسٍ فَقَامَ رَجُلٌ مِنْهُمْ ، يُقَالُ لَهُ اُسَامَةُ بْنُ قَتَادَةَ ، يُكْنَى اَبَا سَعْدَةَ ، فَقَالَ : اَمَّا اِذْ نَشَدْتُنَا فَاِنْ سَعْدًا كَانَ لَا يَسِيرُ بِالسَّرِيَّةِ وَلَا يَقْسِمُ بِالسَّرِيَّةِ وَلَا يَعْدِلُ فِي الْقَضِيَّةِ ، قَالَ سَعْدٌ : اَمَّا وَاللَّهِ لَا دُعُونَ بِلَثَلَاثٍ اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ عَبْدُكَ هَذَا كَاذِبًا ، قَامَ رِيَاءً ، وَسُمْعَةً فَاطْلُ عُمُرِهِ ، وَاطْلُ فَقْرِهِ وَغَرَضُهُ لِلْفِتَنِ - وَكَانَ بَعْدَ ذَلِكَ اِذَا سُئِلَ يَقُولُ : شَيْخٌ كَبِيرٌ مَفْتُونٌ ، اَصَابَتْنِي دَعْوَةُ سَعْدٍ قَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمِيرٍ الرَّاَوِي عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ : فَاَنَا رَأَيْتُهُ بَعْدُ قَدْ مَقَطَ حَاجِبَاهُ عَلَى عَيْنِهِ مِنَ الْكِبَرِ ، وَانَّهُ لَيَتَغَرَّضُ لِلْجَوَارِي فِي الطَّرِيقِ فَيُعِمِّرُهُنَّ ، مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الاذان باب وحبوب القراءة للامام و مسلم فی کتاب الصلاة باب القراءة فی الظہر و العصر۔

**الذخائر:** واستعمل: یعنی عامل بنایا۔ عمار: ان کے حالات کتاب کے آخر میں باب التراجم میں دیکھو۔ یا ابا اسحق: یہ سعد بن ابی وقاص کی کنیت ہے ان کے حالات بھی باب التراجم میں دیکھو۔ لا اخوم: میں کم نہیں کرتا۔ فارقد: یہ لفظ رتود سے بنا ہے جس کا معنی لمبی دیر قیام کرنا ہے۔ نشدتنا: ٹو نے ہم سے بات طلب کی۔ لایسیر بالسریة: یعنی لشکر کے ساتھ نہ نکلتے ہیں اور نہ جاتے ہیں۔ لایقسم بسویة: یعنی مال عدل و مساوات سے نہیں دیتے بلکہ غرض کی خاطر جس کو چاہتے ہیں ترجیح دیتے ہیں۔ ولا يعدل فی القضية: یعنی فیصلوں میں اور احکام میں عدل نہیں کرتے۔ رباء و سعته: یعنی تا کہ لوگ اس کو دیکھیں اور اس کی بات سنیں۔ پس اس کو اس کی وجہ سے شہرت ہے اور اس کا تذکرہ ہو۔

**فوائد:** (۱) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی فضیلت ذکر کی گئی اور یہ بھی ذکر کیا گیا کہ وہ مستجاب الدعوات تھے۔ (۲) ترمذی ابن حبان اور حاکم نے سعد بن ابی وقاص سے روایت کیا کہ اے اللہ تو سعد کی دعا قبول کر جو وہ تم سے دعا کرے۔ (۳) جو آدمی کسی دانی کے متعلق چغلی کھائے۔ تو اس کے عمل کے مقام پر فضیلت والے لوگوں سے اس کے متعلق پوچھ چھ کر لینی چاہئے کیونکہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہی لوگوں سے سوال کیا جو نماز کے لئے مساجد کو لازم پکڑنے والے تھے۔ (۴) امام کسی حاکم کو جس کے متعلق شکایت پیدا ہو

خواہ وہ شکایت جھوٹی ہو جب کہ وہ مصلحت سمجھے تو معزول کر سکتا ہے تاکہ وہ ان پر امیر نہ بنا رہے اس حال میں کہ ان میں کچھ ناپسند کرنے والے ہوں۔

۱۵۰۷: وَعَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ زَيْدٍ بْنَ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ خَاصَمْتَهُ أُرْوَى بِنْتُ أَوْسٍ إِلَى مَرْوَانَ ابْنِ الْحَكَمِ، وَادَّعَتْ أَنَّهُ أَخَذَ شَيْئًا مِنْ أَرْضِهَا، فَقَالَ سَعِيدٌ: أَنَا كُنْتُ أَخَذُ مِنْ أَرْضِهَا شَيْئًا بَعْدَ الَّذِي سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: مَاذَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "مَنْ أَخَذَ شَيْئًا مِنَ الْأَرْضِ ظُلْمًا طَوَّقَهُ إِلَى سَبْعِ أَرْضِينَ" فَقَالَ لَهُ مَرْوَانُ: لَا أَسْأَلُكَ بَيِّنَةً بَعْدَ هَذَا، فَقَالَ سَعِيدٌ: اللَّهُمَّ إِنْ كَانَتْ كَاذِبَةً فَأَعْمِ بَصَرَهَا، وَاقْتُلْهَا فِي أَرْضِهَا قَالَ: فَمَا مَاتَتْ حَتَّى ذَهَبَ بَصَرُهَا وَبَيَّنَّ مَا هِيَ تَمْشِي فِي أَرْضِهَا إِذْ وَقَعَتْ فِي حُفْرَةٍ فَمَاتَتْ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ زَيْدٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بِمَعْنَاهُ وَأَنَّهُ رَأَاهَا عَمِيَاءَ تَلْتَمِسُ الْجَدْرَ تَقُولُ: أَصَابَتْنِي دَعْوَةُ سَعِيدٍ، وَأَنَّهَا مَرَّتْ عَلَى بَرٍّ فِي الدَّارِ الَّتِي خَاصَمْتَهُ فِيهَا فَوَقَعَتْ فِيهَا وَكَانَتْ قَبْرَهَا.

۱۵۰۷: حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے اروی بنت اوس نے جھگڑا کیا اور حضرت مروان بن حکم رضی اللہ عنہ کے پاس شکایت کی اور دعویٰ کیا کہ سعید رضی اللہ عنہ نے اس کی کچھ زمین زبردستی لے لی ہے۔ پس سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کیا رسول اللہ ﷺ سے (ارشاد) سننے کے بعد میں نے اس کی زمین واپس لی ہے؟ حضرت مروان نے کہا تم نے رسول اللہ ﷺ سے کیا سنا؟ انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا جس نے ظلم کے ساتھ کسی کی ایک باشت زمین لے لی تو اس کو ساتوں زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔ اس پر حضرت مروان رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس کے بعد آپ سے کوئی دلیل طلب نہیں کروں گا تو حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے کہا: "اے اللہ اگر یہ عورت جھوٹی ہے تو اس کی آنکھیں اندھی کر دے اور اس کی زمین میں اس کو ہلاک کر۔" حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ موت سے پہلے وہ اندھی ہو گئی اور وہ اپنی اسی زمین میں چلی جا رہی تھی کہ ایک گڑھے میں جا گری (بخاری و مسلم) مسلم کی روایت جو محمد بن زید بن عبد اللہ بن عمر سے ہے وہ اس کے ہم معنی ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ اس نے اس کو خود ناپنا اور دیواریں ٹٹولتے دیکھا اور یہ کہتے سنا کہ مجھے سعید کی بددعا لگ گئی اور اس کا گزرا ایک کنویں کے پاس سے ہوا جو اس کے گھر میں واقع تھا جس کے متعلق اس نے جھگڑا کیا تھا وہ اس کنویں میں گر پڑی اور وہ اس کی قبر بن گیا۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی بدء الخلق، باب ما جاء فی سبع ارضین و رواہ فی کتاب المظالم و مسلم فی المساقاۃ، باب تحريم الظلم و غصب الارض۔

**اللغات:** سعید بن زید: یہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں ان کے حالات باب التراجم میں ملاحظہ ہوں۔ مروان بن الحکم: یہ بنو امیہ سے ہیں یہ خلافت پر متمکن ہوئے۔ جب یہ معاملہ پیش ہوا اس وقت یہ مدینہ کے گورنر تھے۔ ابی سبع ارضین: ظلمائی جانے والی ایک باشت زمین پر اس کو سزا سات زمینوں تک دھنسا کر لی جائے گی اور ہر زمین اس کی گردن میں ایک طوق بنا کر لٹکا دی جائے گی۔ بینۃ: حجت دلیل۔ تلتمس الجدر: دیواریں تلاش کرتی پھرتی اندھے پن میں مبتلا ہونے کی وجہ سے۔

**فوائد:** (۱) حضرت سعید بن زید کی فضیلت اور ان کی قبولیت دعا میں کرامت اور اللہ تعالیٰ کی حدود کا لحاظ نہ کر رہے۔ (۲) نیک لوگوں کو ایذا پہنچانے سے احتراز کرنا چاہئے اور بعض اوقات سزا دنیا میں واقع ہو جاتی ہے۔

۱۵۰۸: وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا حَضَرْتُ أَحَدَ دَعَائِي أَبِي مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ: مَا أُرَانِي إِلَّا مُقْتُولًا فِي أَوَّلِ مَنْ يُقْتَلُ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، وَإِنِّي لَا أَتْرُكُ بَعْدِي أَعَزَّ عَلَيَّ مِنْكَ غَيْرُ نَفْسِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَإِنَّ عَلَيَّ دَيْنًا فَاقْضِ، وَاسْتَوْصِ بِأَخَوَاتِكَ خَيْرًا، فَاصْبَحْنَا فَكَانَ أَوَّلَ قَبِيلٍ، وَدَفَنْتُ مَعَهُ آخَرَ فِي قَبْرِهِ، ثُمَّ لَمْ تَطْبُ نَفْسِي أَنْ أَتْرُكَهُ مَعَ آخَرَ، فَاسْتَخْرَجْتُهُ بَعْدَ سِتَّةِ أَشْهُرٍ فَإِذَا هُوَ كَيَوْمٍ وَضَعْتُهُ غَيْرَ أُذُنِهِ فَبَجَعْتُهُ فِي قَبْرِ عَلَى حَدِّهِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۱۵۰۸: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب احد کا موقع آیا۔ تو اس رات کو میرے والد نے مجھے بلایا اور فرمایا مجھے معلوم ہوتا ہے کہ میں اصحاب نبی ﷺ میں جو لوگ مقتول ہوں گے ان میں سب سے پہلا میں ہوں گا اور میں اپنے بعد رسول اللہ ﷺ کی ذات کے ملاوہ ایسا کوئی شخص چھوڑ کر نہیں جا رہا جو مجھے تجھ سے زیادہ معزز ہو اور بے شک میرے ذمہ قرض ہے اس کو ادا کر دینا اور اپنی بہنوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔ چنانچہ ہم نے صبح کی تو وہ سب سے پہلے مقتول تھے اور میں نے ان کے ساتھ دوسرے کو ان کی قبر میں دفن کیا۔ پھر مجھے اچھا معلوم نہ ہوا کہ میں ان کو دوسرے کے ساتھ رہنے دوں۔ چنانچہ میں نے ان کو چھ ماہ بعد نکالا تو وہ اس طرح تھے جس طرح میں نے یوم احد کو انہیں دفن کیا تھا۔ سوائے ان کے کان کے۔ پس میں نے ان کو علیحدہ قبر میں دفن کیا۔ (بخاری)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الجنائز باب هل یخرج الميت من القبر۔

**اللغزات:** حضرت احد: میں معرکہ احد میں حاضر تھا۔ ما ارانی: میں اپنے متعلق نہیں گمان کرتا مگر مقتول ہونا۔ فاقض: قرض والوں کو قرضہ ادا کر دینا۔ لم تطب نفسي: یعنی مجھے آرام و اطمینان میسر نہ ہوا۔ فاستخرجته یعنی میں نے ان کو ان کی قبر سے نکالا شاید کہ جابر رضی اللہ عنہ نے اجتہاد کیا کہ میت کے ریزہ ریزہ ہونے سے پہلے ان کو قبر سے نکالنا شافعیہ کے نزدیک قبر کا کھولنا میت کے ریزہ ریزہ ہونے کے غالب گمان اور اس کے اثرات کا غالب گمان ہونے سے پہلے جائز نہیں۔ علی حدہ: میں نے ان کو علیحدہ قبر کے اندر دفن کیا۔

**فوائد:** (۱) عبد اللہ والد جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی کرامت اس سے ظاہر ہوتی ہے کافی عرصہ کے بعد بھی ان کا جسم نہیں پھٹا۔ موت سے پہلے ان کو اپنی موت کا احساس ہو گیا اور انہوں نے سچے دل سے اللہ سے شہادت طلب کی۔ (۲) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نبی اکرم ﷺ کے ساتھ شدید محبت اور اپنے نفس اہل اور اولاد پر آنحضرت ﷺ کا ترجیح دینا۔

۱۵۰۹: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلَيْنِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ خَرَجَا مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ ﷺ فِي لَيْلَةٍ مُظْلِمَةٍ وَمَعَهُمَا مِثْلُ الْمِصْبَاحَيْنِ بَيْنَ أَيْدِيهِمَا، فَلَمَّا افْتَرَقَا صَارَ مَعَ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا وَاحِدٌ حَتَّى أَتَى أَهْلَهُ.

۱۵۰۹: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین میں سے دو آدمی اندھیری رات کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نکلے تو ان کے ساتھ دو چراغ جیسی چیز سامنے جا رہی تھی جب وہ راستے میں جدا ہوئے تو ہر ایک کے ساتھ ایک چراغ ہو لیا۔

یہاں تک کہ وہ اپنے گھر پہنچے۔ بخاری نے کئی اسناد سے بیان کیا۔ بعض میں یہ بھی ہے کہ دو آدمی اسید بن حضیر اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہما تھے۔

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ مِنْ طُرُقٍ وَفِي بَعْضِهَا أَنَّ  
الْوَجَلَيْنِ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ ، وَعَبَادُ بْنُ بَشِيرٍ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الصلوٰۃ فی الباب التاسع و السبعین قبیل 'باب الخوخة و المرفی المسجد و مناقب الانصار' باب منقبہ اسید بن حضیر و عباد بن بشر

**حواشی:** (۱) ان دو صحابہ کی کرامت اس میں ظاہر ہوتی ہے اور پیغمبر ﷺ کا معجزہ کیونکہ جو ان کے سامنے روشنی ظاہر ہوئی تھی وہ نور نبوت کی روشنی تھی۔ (۲) جو آدمی اللہ کے فرائض ادا کرنے اور اللہ تعالیٰ کے حق کو قائم کرنے کے لئے نکلتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی اعانت فرماتے ہیں۔

۱۵۱۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دس صحابہ کا دستہ بطور جاسوس بھیجا اور ان پر حضرت عاصم بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا۔ وہ چلتے رہے یہاں تک کہ جب وہ مقام بداءہ میں پہنچے جو عسفان اور مکہ کے درمیان ہے تو ہزہل کے قبیلہ بنو لحيان کو ان کی اطلاع ہو گئی پس وہ سوتیر انداز لے کر ان کے مقابلے کے لئے نکل پڑے اور ان کے نشان بائے قدم کا پیچھا کیا۔ جب حضرت عاصم اور ان کے ساتھیوں کو ان کی آہٹ محسوس ہوئی تو انہوں نے ایک جگہ پناہ لی۔ تیر اندازوں نے ان کو گھیر لیا اور کہا کہ نیچے اتر آؤ اور اپنے آپ کو حوالے کر دو ہم تم سے عہد و میثاق کرتے ہیں کہ تم میں سے کسی کو بھی قتل نہ کریں گے۔ پس عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا میں کافر کی ذمہ داری میں اترنے کو تیار نہیں۔ اے اللہ! ہماری اس حالت کی اطلاع اپنے پیغمبر ﷺ کو پہنچا دے۔ بنو لحيان نے ان پر تیر برسائے اور عاصم کو قتل کر دیا۔ تین اور شخص ان کے عہد و میثاق پر نیچے اتر آئے۔ ان میں خبیب اور زید بن دشنہ ایک دوسرا آدمی تھا۔ جب بنو لحيان نے ان پر قابو پا لیا تو ان کی کمانوں کے تانت کھول کر انہی سے ان کو باندھ لیا تیسرے آدمی نے کہا۔ یہ پہلی غداری ہے اللہ کی قسم میں تمہارے ساتھ نہ جاؤں گا۔ میرے لئے یہ (مرنے والے) نمونہ ہیں۔ پس انہوں نے اس کو کھینچا اور مروڑا مگر اس نے ساتھ جانے سے انکار کر دیا جس پر انہوں نے ان کو قتل کر دیا اور خبیب اور زید بن دشنہ کو لے کر چل دیئے یہاں تک

۱۵۱۰: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:  
بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَشْرَةَ رَهْطٍ عَيْنًا سَرِيَّةً  
وَأَمَرَ عَلَيْهِمْ عَاصِمَ ابْنَ ثَابِتٍ الْأنْصَارِيَّ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْهُ فَانْطَلَقُوا حَتَّى إِذَا كَانُوا  
بِالْهَدَاةِ بَيْنَ عُسْفَانَ وَمَكَّةَ ذُكِرُوا لِحَيٍّ مِنْ  
هَزْلٍ يُقَالُ لَهُمْ بَنُو لِحْيَانَ فَتَفَرُّوا لَهُمْ  
بِقَرِيبٍ مِنْ مِائَةِ رَجُلٍ رَامَ فَاقْتَصَوْا آثَارَهُمْ -  
فَلَمَّا أَحَسَّ بِهِمْ عَاصِمٌ وَأَصْحَابُهُ لَجَاءُوا إِلَى  
مَوْضِعٍ ، فَاحْطَطَ بِهِمُ الْقَوْمُ فَقَالُوا انْزِلُوا  
فَاعْطُوا بِأَيْدِيكُمْ وَلَكُمْ الْعَهْدُ وَالْمِيثَاقُ أَنْ لَا  
نَقْتُلَ مِنْكُمْ أَحَدًا: فَقَالَ عَاصِمُ بْنُ ثَابِتٍ: أَيُّهَا  
الْقَوْمُ أَمَّا أَنَا فَلَا أَنْزِلُ عَلَى ذِمَّةِ كَافِرٍ: اللَّهُمَّ  
أَخْبِرْ عَنَّا نَبِيَّكَ ﷺ ، فَرَمَوْهُمْ بِالنَّبْلِ فَفَقَتَلُوا  
عَاصِمًا ، وَنَزَلَ إِلَيْهِمْ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ عَلَى الْعَهْدِ  
وَالْمِيثَاقِ ، مِنْهُمْ خُبَيْبٌ ، وَزَيْدُ بْنُ الدَّثَنِةِ ،  
وَرَجُلٌ آخَرٌ - فَلَمَّا اسْتَمْسَكُوا مِنْهُمْ أَطْلَقُوا  
أَوْ تَارَقَسِيهِمْ فَرَبَطُوهُمْ: قَالَ الرَّجُلُ الثَّالِثُ:  
هَذَا أَوَّلُ الْغَدْرِ وَاللَّهِ لَا أَصْحَبُكُمْ إِنْ لِي  
بِهَوْلَاءِ أَسْوَأَ يُرِيدُ الْقَتْلَى فَجَرُّوهُ وَعَالَجُوهُ  
فَأَبَى أَنْ يَصْحَبَهُمْ فَفَقَتَلُوهُ وَأَنْطَلَقُوا بِخُبَيْبٍ ،

کہ ان کو واقعہ بدر کے بعد اہل مکہ کے ہاتھوں فروخت کر دیا۔ چنانچہ بنو حارث بن عامر بن نوفل نے خبیب کو خریدا۔ حضرت خبیب نے حارث کو بدر کے دن قتل کیا تھا۔ پس حضرت خبیب ان کے قیدی بن کر رہے۔ یہاں تک کہ ان کے قتل کا انہوں نے فیصلہ کیا۔ (دوران قید) ایک دن خبیب نے حارث کی کسی بیٹی سے ایک آسترہ زیناف بالوں کی صفائی کے لئے منگوائی۔ اس نے عاریہ دے دیا۔ اس کا بچہ لڑکھڑاتا ہوا حضرت خبیب کے پاس پہنچ گیا جبکہ وہ اس سے غافل تھی۔ پس اس نے بچے کو ان کی گود میں بیٹھے پایا اس حالت میں کہ آسترہ ان کے ہاتھ میں تھا۔ وہ لڑکی سخت گھبرائی۔ اس بات کو حضرت خبیب نے جان کر کہا کیا تمہیں خطرہ ہے کہ میں اس کو قتل کر دوں گا میں ایسا کرنے والا نہیں! وہ عورت کہتی ہیں میں نے حضرت خبیب سے بہتر کوئی قیدی نہیں دیکھا۔ اللہ کی قسم میں نے ان کو ایک دن انگور کا خوشہ ہاتھ میں لئے کھاتے دیکھا حالانکہ وہ زنجیروں میں بندھے ہوئے تھے اور مکہ میں کسی پھل کا نام تک نہ تھا! وہ عورت کہا کرتی تھی کہ وہ رزق تھا جو اللہ تعالیٰ نے حضرت خبیب کو دیا تھا۔ جب (کفار مکہ نے انہیں) حرم سے حل (حدود حرم سے باہر) میں نکالاتا کہ ان کو قتل کر دیں تو حضرت خبیب نے ان کو کہا مجھے مہلت دو تا کہ میں دو رکعت نماز پڑھ لوں۔ پس انہوں نے چھوڑ دیا پس اس نے دو رکعت نماز پڑھی اور (مخاطب ہو کر کفار کو کہا) اللہ کی قسم اگر تم یہ گمان نہ کرتے کہ مجھے (قتل کی) گھبراہٹ ہے تو میں نماز کو لمبا کرتا۔ (پھر دعا کی) اے اللہ ان کی تعداد گن لے اور ان کو منتشر کر کے ہلاک کر اور ان میں سے کسی ایک کو باقی نہ چھوڑ اور (یہ شعر) پڑھے:

”مجھے کوئی پرواہ نہیں جبکہ مجھے اسلام کی حالت میں قتل کیا جا رہا ہے۔ کہ آیا کس پہلو پر میرا یہ قتل ہو کر گرنا ہے اور میری یہ موت اللہ کی راہ میں ہے وہ اگر چاہے تو جسم کے ان کٹے ہوئے اعضاء میں برکت ڈال دے۔“

حضرت خبیب وہ شخص ہیں جنہوں نے ہر مسلمان کے لئے جس کو جکڑ کر باندھ کر قتل کیا جا رہا ہو۔ یہ نماز کا طریقہ جاری کیا۔ نبی اکرم ﷺ

وَزَيْدُ بْنُ الدَّثَنَةِ ، حَتَّى بَاعُوهُمَا بِمَكَّةَ بَعْدَ وَقْعَةِ بَدْرٍ ، فَابْتَاعَ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ عَامِرِ بْنِ نَوْفَلِ ابْنِ عَبْدِ مَنَاظٍ خُبَيْبًا ، وَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ قَتَلَ الْحَارِثَ يَوْمَ بَدْرٍ ، فَلَبِثَ خُبَيْبٌ عِنْدَهُمْ أَسِيرًا حَتَّى أَجْمَعُوا عَلَى قَتْلِهِ فَاسْتَعَارَ مِنْ بَعْضِ بَنَاتِ الْحَارِثِ مُوسَى يَسْتَحِدُّ بِهَا فَأَعَارَتْهُ فَدَرَجَ بَنِي لَهَا وَهِيَ غَافِلَةٌ حَتَّى آتَاهُ فَوَجَدَتْهُ مُجْلِسَةً عَلَى فَحْدِهِ وَالْمُوسَى بِيَدِهِ ، فَفَزَعَتْ فَرَعَةً عَرَفَهَا خُبَيْبٌ فَقَالَ : اتَّخَشَيْنَ أَنْ أَقْتُلَهُ مَا كُنْتُ لَأَفْعَلَ ذَلِكَ ! قَالَتْ : وَاللَّهِ مَا رَأَيْتُ أَسِيرًا خَيْرًا مِنْ خُبَيْبٍ ، فَوَاللَّهِ لَقَدْ وَجَدْتُهُ يَوْمًا يَأْكُلُ قِطْعًا مِنْ عِنَبٍ فِي يَدِهِ وَانَّهُ لَمَوْثِقٌ بِالْحَدِيدِ وَمَا بِمَكَّةَ مِنْ ثَمَرَةٍ ! وَكَانَتْ تَقُولُ : إِنَّهُ لِرِزْقٍ رَزَقَهُ اللَّهُ خُبَيْبًا فَلَمَّا خَرَجُوا بِهِ مِنَ الْحَرَمِ لِيَقْتُلُوهُ فِي الْحِلِّ قَالَ لَهُمْ خُبَيْبٌ : دَعُونِي أُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ ، فَتَرَكُوهُ فَارْكَعَ رَكْعَتَيْنِ فَقَالَ : وَاللَّهِ لَوْ لَا أَنْ تَحْسَبُوا أَنَّ مَا بِي جَزَعٌ لَرِذْتُ : اللَّهُمَّ أَحْصِهِمْ عَدَدًا ، وَاقْتُلْهُمْ بَدَدًا ، وَلَا تَبْقِ مِنْهُمْ أَحَدًا - وَقَالَ :

فَلَسْتُ أَبَالِي خَيْنَ أَقْتُلُ مُسْلِمًا عَلَى نَفْسِي جَنْبٍ كَانَ لِلَّهِ مَضْرَعِي وَذَلِكَ فِي ذَاتِ الْإِلَهِ وَإِنْ يَشَأْ يَبَارِكْ عَلَى أَوْصَالِ شُلُو مُمَزَّعٍ وَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ سَنَ لِكُلِّ مُسْلِمٍ قِتْلَ صَبْرًا لِمُصَلَاةٍ ، وَآخِرَ يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ أَصْحَابَهُ يَوْمَ أَصْبَحُوا خَبَرَهُمْ ، وَبَعَثَ نَاسٌ مِنْ قُرَيْشٍ إِلَى عَاصِمِ ابْنِ ثَابِتٍ حِينَ حَدَّثُوا أَنَّهُ قُتِلَ أَنَّ يُوتُوا بِشَيْءٍ مِنْهُ يُعْرَفُ ، وَكَانَ قِتْلَ رَجُلًا



نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ان کی اطلاع اسی روز ہی دی جس دن وہ قتل ہوئے۔ قریش کے کچھ لوگ عاصم بن ثابت کی طرف بھیجے جب ان کو معلوم ہوا کہ ان کو قتل کر دیا گیا ہے۔ تاکہ یہ لوگ ان کے جسم کا کوئی معروف حصہ لائیں۔ (مثلاً سر وغیرہ) حضرت عاصم نے قریش کے ایک بڑے آدمی کو (بدر میں) قتل کیا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے حضرت عاصم کی حفاظت کے لئے شہد کی مکھیوں کو بادل کی طرح بھیج دیا۔ ان مکھیوں نے ان کے جسم کی قریش کے قاصدوں سے حفاظت کی۔ پس وہ ان کے جسم کا کوئی حصہ نہ کاٹ سکے۔ (بخاری) **الْهَدَاةُ**: جگہ کا نام ہے۔

**الظَّلَّةُ**: بادل۔

**الدَّبْرُ**: شہد کی مکھی۔

**اَقْتُلْهُمْ بِذَاذَا**: یہ **بِذَاذَا** کی جمع ہے جس کا معنی حصہ۔ اب مطلب یہ ہوا کہ ہر ایک کو تقسیم کر کے مار کہ ہر ایک کا حصہ ہو۔ بعض نے **بِذَاذَا** کی جمع بنایا جس کا معنی منتشر کر کے مارنا کہ ایک کے بعد دوسرا ہلاک ہو۔ اس باب میں بہت سی احادیث صحیح ہیں۔ جو اپنے مقام پر ابواب میں سرچکی ہیں۔

ان میں وہ حدیث ہے جن میں ایک لڑکے کا تذکرہ ہے جو راہب کے اور ساحر کے پاس آتا جاتا تھا اور حدیث غار جو بند ہو گئی اور حدیث کہ آدمی نے بادل سے آواز سنی وغیرہ دلائل اس سلسلہ میں بے شمار معروف ہیں دیگر واقعات اور۔

**تخریج**: رواہ البخاری فی کتاب المغازی، باب غزوة الرجیع و کتاب الجہاد، باب هل یستار۔

**اللُّعَّانَاتُ**: رھط: آدمیوں کی جماعت۔ عینا: یعنی دشمن کے متعلق جاسوسی کرنے والا تاکہ ان کے حالات اور پوشیدہ راز وہ معلوم کر سکے۔ بالہدة: عسکان سے سات میل کے فاصلے پر ایک جگہ کا نام ہے۔ فنفر وہم: وہ تیزی کے ساتھ ان سے لڑنے کے لئے نکلے۔ فاعطوا بایدیکم: یعنی تم فرمانبرداری اختیار کرو۔ یہ جملہ قید ہونے اور اطاعت میں داخل ہونے سے کنایہ ہے۔ درجل: اخر: یہ عبد اللہ بن طارق ہیں۔ استمکنوا منهم: انہوں نے ان پر قدرت پالی۔ اوتار قسیہم: یعنی کمانوں کی تانت۔ یستحد: زیر ناف بال صاف کرے۔ فدرج بنی: بچہ ان کے ہاتھوں اور پاؤں میں لڑھکنے لگا۔ قطفنا: گچھ (انگوروں کا)۔ لموثق بالحديد: لوہے کی زنجیروں میں بندھے ہوئے۔ فی الہل: یعنی ان کو تنہیم کی طرف نکالتا کہ حرم کی زمین سے ان کو دور لے جائیں۔ جزع: موت کی گھبراہٹ۔ مصرعی: میری موت۔ اوصال: اعضاء۔ شلو: جسم۔ ممزع: کٹا ہوا۔

مِنْ عَظْمَانِهِمْ، فَبَعَثَ اللَّهُ لِعَاصِمٍ مِثْلَ الظَّلَّةِ  
مِنَ الدَّبْرِ فَحَمَّتْهُ مِنْ رُسُلِهِمْ فَلَمْ يَقْدِرُوا أَنْ  
يَقْطَعُوا مِنْهُ شَيْئًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

قَوْلُهُ "الْهَدَاةُ" مَوْضِعٌ، وَالظَّلَّةُ:  
السَّحَابُ - وَالذَّبْرُ: النَّحْلُ - وَقَوْلُهُ:  
"اَقْتُلْهُمْ بِذَاذَا" يَكْسِرُ الْبَاءَ وَفَتْحَهَا فَمَنْ  
كَسَرَ قَالَ هُوَ جَمْعٌ بِذَّةٍ يَكْسِرُ الْبَاءَ وَهِيَ  
النَّصِيبُ وَمَعْنَاهُ: اَقْتُلْهُمْ حِصَصًا مُنْقَسِمَةً  
لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ نَصِيبٌ، وَمَنْ فَتَحَ قَالَ  
مَعْنَاهُ: مُتَفَرِّقِينَ فِي الْقَتْلِ وَاحِدًا بَعْدَ وَاحِدٍ  
مِّنَ التَّبْدِيدِ - وَفِي الْبَابِ أَحَادِيثٌ كَثِيرَةٌ  
صَحِيحَةٌ سَبَقَتْ فِي مَوَاضِعِهَا مِنْ هَذَا  
الْكِتَابِ مِنْهَا حَدِيثُ الْغُلَامِ الَّذِي كَانَ  
يَأْتِي الرَّاهِبَ وَالسَّاحِرَ وَمِنْهَا حَدِيثُ  
جُرَيْجٍ، وَحَدِيثُ أَصْحَابِ الْغَارِ الَّذِينَ  
أُطِيقَتْ عَلَيْهِمُ الصَّخْرَةُ، وَحَدِيثُ الرَّجُلِ  
الَّذِي سَمِعَ صَوْتًا فِي السَّحَابِ يَقُولُ:  
اسْمِي حَدِيقَةُ فَلَانٍ، وَغَيْرُ ذَلِكَ، وَالذَّلَالَةُ  
فِي الْبَابِ كَثِيرَةٌ مَشْهُورَةٌ، وَبِاللَّهِ  
التَّوْفِيقُ۔

**فوائد:** (۱) نبی اکرم ﷺ کے صحابہ میں اس جماعت کی فضیلت۔ ان کے صبر اور بہادری کا بیان۔ (۲) حضرت عاصم اور خبیب رضی اللہ عنہما کی کرامت اور مشرکین کے تکلیف دینے پر ان کا صبر اور موت کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی حفاظت۔ (۳) مؤمن پر لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کے ساتھ نرمی نہ کرے اور قید میں اپنی بنیادی اور اخلاقی باتوں پر قائم رہے اور دشمن کی طرف سے تکلیف دیئے جانے پر بھی ثابت قدم رہے۔ (۴) شہادت سے پہلے دو رکعتیں پڑھنا مستحب ہے کیونکہ حضرت خبیب نے یہ عمل کیا اور آنحضرت ﷺ نے اس کو باقی رکھا یعنی اس کی تردید نہیں فرمائی۔

۱۵۱۱: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: مَا سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ لَيْسَ بِفَقْطٍ: إِنِّي لَا أَظُنُّ كَذًّا إِلَّا كَانَ كَمَا يَظُنُّ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔  
۱۵۱۱: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب بھی کسی چیز کے بارے میں اس طرح کہتے سنا کہ میرا خیال اس کے متعلق یہ ہے تو وہ اسی طرح ہوتا جیسا کہ اپنا خیال ظاہر فرماتے۔ (بخاری)

**تخریج:** رواہ البخاری فی مناقب الانصار باب اسلام عمر

**فوائد:** عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور ان کی قوتِ ذکاوت اور صحیح حاضر دماغی اور یہ اللہ کا ان پر خاص فضل تھا۔ اللہ تعالیٰ اپنے نیک اور صالح بندوں سے ایسا معاملہ فرمادیتے ہیں۔

## کِتَابُ الْأُمُورِ الْمَنْهِي عَنْهَا

۲۵۴: بَابُ تَحْرِيمِ الْغِيْبَةِ وَالْأَمْرِ

بِحِفْظِ اللِّسَانِ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى : وَلَا يَغْتَبِ بَعْضُكُم بَعْضًا  
أَيُّحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا  
فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَحِيمٌ  
[نحجرات: ۱۲] وَقَالَ تَعَالَى : وَلَا تَقْفُ مَا  
لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ  
كُلُّ أُولَئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا [الاسراء: ۳۶]  
وَقَالَ تَعَالَى : مَا يُلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ  
رَقِيبٌ عَتِيدٌ [ق: ۱۷]

بَابُ غِيْبَتِ كِي حَرْمَتِ اُور زبَانِ پَر

پابندی لگانے کا حکم

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”اور تم میں سے کوئی شخص دوسرے کی غیبت نہ کرے۔ کیا کوئی شخص اس بات کو نہ کہتا ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے۔ تم اسے ناپسند فرماتے ہو اور اللہ سے: رو بے شک اللہ تو یہ قبول کرنے والے مہربان ہیں۔“ (نحجرات) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”تم اس چیز کے پیچھے نہ پڑو جس کا تمہیں علم نہیں۔ بے شک کان اور آنکھیں اور دل ان تمام سے باز پرس ہوگی۔“ (الاسراء) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”وہ جو لفظ بھی زبان سے بولتا ہے تو اس کے پاس نگران تیار ہے۔“ (ق)

حل الآيات: لا یغتب او غیبت نہ کرے۔ غیبت چھپے چھپی کرنا آیت میں مسلمان بھائی کی عزت کو خراب کرنے کو بدترین قسم کی چیز سے تشبیل دی گئی۔ لا تقف: یعنی مت اتباع کرو۔ رقیب عتید: یعنی وہ فرشتہ جو باتوں کی نگہبانی کیلئے تیار اور موجود رہتا ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اچھی طرح جان لو کہ ذمہ دار انسان کو اپنی زبان کی حفاظت ہر قسم کے کلام سے کرنی چاہئے سوائے اس کلام کے جس کی مصلحت ظاہر ہو اور جب کلام اور ترک کلام برابر ہو تو سنت یہ ہے کہ کلام سے زبان کو روکے کیونکہ کبھی مباح کلام حرام و مکروہ گفتگو تک پہنچا دیتی ہے۔ عادتاً یہ چیز کثرت سے پائی جاتی ہے اور سلامتی کا مقابلہ کوئی چیز نہیں کر سکتی۔

۱۵۱۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ: ”جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کو بھلی بات کہنی چاہئے یا پھر خاموشی اختیار کرنی چاہئے۔“ (بخاری و مسلم) یہ روایت اس سلسلے میں واضح ہے کہ آدمی گفتگو خیر کے سوائے نہ کرے اور خیر وہ ہے جس کی بھلائی ظاہر ہو۔ جب اس کی درستگی میں شبہ ہو تو بالکل زبان پر نہ لائے۔

إِعْلَمُ أَنَّهُ يُبْعَى لِكُلِّ مُكَلِّفٍ أَنْ يَحْفَظَ لِسَانَهُ عَنْ جَمِيعِ الْكَلَامِ إِلَّا كَلَامًا ظَهَرَتْ فِيهِ الْمَصْلَحَةُ وَمَتَى اسْتَوَى الْكَلَامُ وَتَرَكُهُ فِي الْمَصْلَحَةِ فَالْسُّنَةُ الْإِمْسَاكُ عَنْهُ لِأَنَّهُ قَدْ يَنْجَرُ الْكَلَامُ الْمُبَاحُ إِلَى حَرَامٍ أَوْ مَكْرُوهٍ وَذَلِكَ كَثِيرٌ فِي الْعَادَةِ وَالسَّلَامَةُ لَا يَعْدِلُهَا شَيْءٌ۔

۱۵۱۲: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ”مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَهَذَا صَرِيحٌ فِي أَنَّهُ يُبْعَى أَنْ لَا يَتَكَلَّمَ إِلَّا إِذَا كَانَ الْكَلَامُ خَيْرًا وَهُوَ الَّذِي ظَهَرَتْ مَصْلَحَتُهُ وَمَتَى شَكَّ فِي ظُهُورِ الْمَصْلَحَةِ فَلَا يَتَكَلَّمْ۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الادب و الرفاق و مسلم فی کتاب المغتطفة باب الضیافة و نحوھا

اللِّغَاتِ: مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ: جو کامل ایمان رکھتا ہو۔ لیصمت: ارادہ اور قصد سے کلام نہ کرے۔

فوائد: (۱) کمال ایمان میں سے یہ ہے کہ آدمی بھلی بات کہے یا اپنی زبان کو بے فائدہ بات کرنے سے روک کر رکھے۔

۱۵۱۳: وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَيُّ الْمُسْلِمِينَ أَفْضَلُ؟ قَالَ: "مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۵۱۳: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون سا مسلمان افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔" (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الایمان، باب ای الاسلام افضل و الرقاق و مسلم فی کتاب الایمان، باب بیان تفاضل الاسلام۔

اللِّغَاتِ: سلم: امن سے رہیں۔ من لسانہ ویدہ زبان اور ہاتھ سے۔ زبان اور ہاتھ کو اس لئے خاص کیا کہ بہت سارے کام انہی سے انجام پاتے ہیں۔

فوائد: لوگوں کو ایذا پہنچانے کی ممانعت کی گئی۔ فضیلت والا وہ مسلمان ہے جو دوسرے مسلمان کو ایذا نہ پہنچائے۔

۱۵۱۴: وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "مَنْ يَضْمَنُ لِي مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنُ لَهُ الْجَنَّةَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۵۱۴: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: "جو مجھے ضمانت دے اس کی جو اس کے دونوں جڑوں کے درمیان ہے اور اس کی جو اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان ہے تو میں اس کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔" (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الرقاق، باب حفظ اللسان۔

اللِّغَاتِ: يضمن: حفاظت کو لازم قرار دے۔ ما بین لحييه: لسان یہ دونوں وہ ہڈیاں ہیں جن کے اوپر اور نیچے دانت اُگتے ہیں اور ان کے درمیان زبان ہے۔ مثال کے طور پر اس کو آپ نے ظاہر فرمایا تا کہ اس میں کامل تاکید آجائے۔ ما بین رجليه: یہ شرم گاہ سے کنایہ ہے کہ وہ نہ زنا کرے اور نہ کسی حرام کار تکاب کرے۔

فوائد: زبان اور شرم گاہ کو حرام میں مبتلا ہونے سے محفوظ رکھنا چاہئے یہ جنت میں داخلے اور آگ سے نجات پانے کا راستہ ہے۔

۱۵۱۵: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: "إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مَا يَتَّبِعُ فِيهَا يَزُولُ بِهَا إِلَى النَّارِ أَبْعَدَ مِمَّا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَمَعْنَى: "يَتَّبِعُ" يُفَكِّرُ أَنَّهَا خَيْرٌ أَمْ لَا.

۱۵۱۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "بے شک بندہ بعض اوقات کوئی بات کرتا ہے اور اس پر غور نہیں کرتا مگر اس سے مشرق و مغرب کی درمیانی مسافت کے برابر آگ کی طرف پھسل جاتا ہے۔" (بخاری و مسلم)

"يَتَّبِعُ": سوچنا کہ آیا خیر ہے یا شر۔

تخریج: رواہ البخاری فی الرقاق، باب حفظ اللسان و مسلم فی کتاب الزهد، باب حفظ اللسان۔

اللِّغَاتِ: يزول: گر جاتا اور پھسل جاتا ہے۔

فوائد: آدمی پر لازم ہے کہ وہ زبان کی حفاظت کرے اور گفتگو میں اسکو آزادت چھوڑے۔ بعض کلمات آگ تک لے جانے والے ہیں حالانکہ وہ انکی بالکل پرواہ بھی نہیں کرتا۔ اسلئے ضروری ہے کہ کلام کرنے سے پہلے انکا وزن کیا جائے اور اسکے انجام کو پہچانا جائے۔

۱۵۱۶: حضرت ابو ہریرہؓ سے ہی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”یقیناً بندہ اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے کلمات میں سے کوئی کلمہ زبان سے نکلتا ہے مگر اس کی طرف کوئی توجہ بھی نہیں ہوتی اور اللہ اس سے اس کے درجات بلند کر دیتے ہیں اور بے شک بندہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے کلمات میں سے کوئی کلمہ کہتا ہے اور اس کی طرف کوئی توجہ نہیں ہوتی۔ مگر اس کے ساتھ وہ جہنم میں گر جاتا ہے۔“ (بخاری)

۱۵۱۶: وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللَّهِ تَعَالَى مَا يُلْقِي لَهَا بَلَا يَرْفَعُهُ اللَّهُ بِهَا دَرَجَاتٍ، وَإِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللَّهِ تَعَالَى لَا يُلْقِي لَهَا بَلَا يَهْوِي بِهَا فِي جَهَنَّمَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی الرقاق، باب حفظ اللسان۔

**الذخائر:** لا یلقى لها بالاً وہ اسکا اہتمام نہیں کرتا اور نہ اسکو زیادہ سمجھتا ہے۔ مسخط اللہ: اللہ کی ناراضگی۔ یھوی: اترتا ہے۔ **فوائد:** اچھی بات کہنے والے کو جنت میں بلند درجات کا وعدہ دیا گیا اور بری بات کرنے والے کیلئے جہنم میں گرنے کی وعید سنائی گئی۔

۱۵۱۷: حضرت ابو عبد الرحمن بلال بن حارث مزی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”آدمی اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے کلمات میں سے ایک کلمہ کہتا ہے۔ اس کا گمان بھی نہیں ہوتا کہ وہ اس بلند مقام پر پہنچے گا جتنا وہ پہنچ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کلمہ کی وجہ سے ملاقات کے تک اپنی رضا مندیاں لکھ دیتا ہے۔ بے شک آدمی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی ایک بات کہتا ہے اس کو گمان بھی نہیں ہوتا کہ یہ اس مقام تک پہنچے گا جہاں وہ پہنچ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اپنی ملاقات کے دن تک اس کے متعلق ناراضگی لکھ لیتے ہیں۔ (موطا مالک ترمذی) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۱۵۱۷: وَعَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ بَلَالِ بْنِ الْحَارِثِ الْمُزَنِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "إِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللَّهِ تَعَالَى، مَا كَانَ يَظُنُّ أَنْ تَبْلُغَ مَا بَلَغَتْ يَكْتُبُ اللَّهُ لَهُ بِهَا رِضْوَانَهُ إِلَى يَوْمٍ يَلْقَاهُ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللَّهِ مَا كَانَ يَظُنُّ أَنْ تَبْلُغَ مَا بَلَغَتْ يَكْتُبُ اللَّهُ لَهُ بِهَا سَخَطَهُ إِلَى يَوْمٍ يَلْقَاهُ" رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمَوْطَا وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

**تخریج:** رواہ مالک فی الموطا، کتاب الجامع، باب ما یؤمر بہ من التحفظ فی الکلام والتیرمذی فی ابواب الزهد، باب قلة الکلام۔

**فوائد:** علامہ ابن عبد البر کہتے ہیں آپ ﷺ کے اس ارشاد کے متعلق کسی کا اختلاف مجھے معلوم نہیں کہ آدمی کوئی بات کرتا ہے اور وہ بات ظالم بادشاہ کے ہاں اس کو خوش کرنے والی ہوتی ہے جس سے اللہ ناراض ہو جاتے ہیں اور اس کے لئے باطل کو مزین کرتے ہیں جس کا وہ ارادہ کرتا ہے یعنی خون بہانا مسلمان پر ظلم کرنا وغیرہ۔ جس سے وہ اپنی خواہشات کی رسی میں گھرتا چلا جاتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ سے دور ہوتا ہے اور اس کی ناراضگی کو پاتا ہے۔ اس طرح بعض کلمات ایسے ہیں جس سے اللہ راضی ہوتا ہے اور بادشاہ کے ہاں وہ آدمی کہتا ہے تاکہ اس کو اس کی خواہش سے پھیر دے اور اس معصیت اور گناہ سے روک دیں جس کا وہ ارادہ کئے ہوئے ہے اور اس سے وہ اللہ کی رضا مندی اس قدر پالے گا جس کا وہ گمان بھی نہیں کر سکتا۔

۱۵۱۸: وَعَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ۱۵۱۸: حضرت سفیان بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں



نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے کوئی ایسی بات بتائیں جس کو مضبوطی سے تھام لوں۔ فرمایا: ”تم کہو میرا رب اللہ ہے پھر اس پر استقامت اختیار کرو“۔ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو میرے متعلق سب سے زیادہ خطرہ کس چیز کا ہے؟ پس آپ نے اپنی زبان مبارک کو پکڑا کر فرمایا: ”اس کا“۔ (ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حَدِّثْنِي بِأَمْرٍ أَعْتَصِمُ بِهِ قَالَ: ”قُلْ رَبِّيَ اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقِم“ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا أَخُوفُ مَا تَخَافُ عَلَيَّ؟ فَأَخَذَ بِلِسَانِ نَفْسِهِ ثُمَّ قَالَ: ”هَذَا“ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

تخریج: رواہ الترمذی فی ابواب الزہد باب ما جاء فی حفظ اللسان۔

اللَّغَاثَاتِ: اعتصم: میں مضبوطی سے تھام لوں گا۔ قل ربی اللہ: میں اپنے رب پر پہلے ایمان لایا کیونکہ تمام اعمال صالحہ کی بنیاد ہے۔ ثم استقم: اوامر الہی کے انجام دینے اور نواہی سے بچنے پر ہمیشگی کرے۔

فوائد: (۱) پہلے ایمان کو پختہ کرے پھر اعمال صالحہ کرے تاکہ ایمان دل میں جم جائے اور اندرونی ایمان پر وہ دالالت کرے۔ (۲) زبان کا معاملہ بہت بڑا ہے اس لئے اس کے شرور سے بچنا چاہئے کیونکہ یہ بلاکت میں بہت جلد مبتلا کر دیتی ہے۔ علامہ ابن عسلان فرماتے ہیں کہ علامہ عاقول رحمۃ اللہ نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہاں خوف کی نسبت زبان کی طرف فرمائی کیونکہ یہ انسان کی لگام ہے۔ جب آدمی اس کو آزاد چھوڑ دے تو یہ اس کو ناپسندہ کاموں کی طرف لے جاتی ہے خواہ وہ چاہے یا نہ چاہے اس کے علاوہ کس انسانی عضو میں یہ خصوصیت نہیں پائی جاتی۔

۱۵۱۹: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بغیر زیادہ کلام نہ کرو۔ اس لئے کہ کثرت کلام (بے پرکی ہانکنا) دل کی سختی کا باعث ہے بے شک لوگوں میں اللہ تعالیٰ سے سب سے دور سخت دل والا ہے“۔ (ترمذی)

۱۵۱۹: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ”لَا تُكْثِرُوا الْكَلَامَ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللَّهِ فَإِنَّ كَثْرَةَ الْكَلَامِ تَعَالَى قَسْوَةً لِلْقَلْبِ! وَإِنَّ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنَ اللَّهِ الْقَلْبُ الْقَاسِي“ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

تخریج: رواہ الترمذی فی کتاب الزہد باب بعد الناس من الله القلب القاسی۔

اللَّغَاثَاتِ: قسوة القلب: دل کی سختی اور وعظ سے اس کا متاثر نہ ہونا۔

فوائد: (۱) بے فائدہ گفتگو کثرت دل کی سختی کا سبب اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری کا باعث ہے۔

۱۵۲۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس کو اللہ تعالیٰ اس کے شر سے محفوظ کر لے جو اس کے دونوں جبڑوں کے درمیان ہے اور اس کے شر سے جو اس کی ٹانگوں کے درمیان ہے وہ جنت میں داخل ہوگا“۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

۱۵۲۰: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ”مَنْ وَقَاهُ اللَّهُ شَرَّ مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَشَرَّ مَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ“ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

تخریج: رواہ الترمذی فی کتاب الزہد باب ما جاء فی حفظ اللسان۔

**اللِّغَاتُ** : وقاہ اللہ: اس کی حفاظت و نگہبانی کرتا ہے۔ مابین لہجہ یعنی زبان۔ مابین راجلیہ: شرم گاہ۔  
**فوائد:** (۱) زبان پر کنٹرول کرنے کی تاکید کی گئی ہے کہ اس کو آزاد نہ چھوڑنا چاہئے تاکہ اللہ تعالیٰ کی ناپسند میں مبتلا نہ ہو جائے اور شرم گاہ کی حفاظت کرنی چاہئے کہ حرام میں مبتلا نہ ہو۔

۱۵۲۱: وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَا النَّجَاةُ؟ قَالَ: "أَمْسِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَلْيَسْعَكَ بَيْتُكَ" وَأَبْلِكْ عَلَى حَظِيَّتِكَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔  
 ۱۵۲۱: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نجات کس طرح مل سکتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اپنی زبان کو قابو میں رکھ اور تمہارا گھر تمہارے لئے وسیع ہو یعنی زائد وقت گھر میں گزارو اور اپنی خطا پر رو"۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

**تخریج:** رواہ الترمذی فی کتاب الزہد باب ما جاء فی حفظ اللسان۔

**اللِّغَاتُ** : ما النجاة نجات تک پہنچنے کا کیا راستہ ہے؟ ویسے بیک: ظاہر میں محم تو گھر کو ہے مگر مراد اس کا مالک ہے یعنی ایسا کام کر جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے ساتھ گھر میں رہنے کا سبب بنے۔  
**فوائد:** زبان کی حفاظت کی تاکید کی گئی اور انسان کو اپنی حالت میں مگن رہنے کی تاکید کی گئی جبکہ دوسرے کو نفع پہنچانے سے عاجز ہو یا اپنے دین یا جان کے بارے میں میل جول کی صورت میں نقصان کا خطرہ محسوس کرتا ہو۔

۱۵۲۲: وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "إِذَا أَصْبَحَ ابْنُ آدَمَ فَإِنَّ الْأَعْضَاءَ كُلَّهَا تُكْفِّرُ اللِّسَانَ تَقُولُ: اتَّقِ اللَّهَ فِينَا فَإِنَّمَا نَحْنُ بِكَ: فَإِنْ اسْتَقَمَّتْ اسْتَقَمْنَا، وَإِنْ اعْوَجَجَتْ اعْوَجَجْنَا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔  
 ۱۵۲۲: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب انسان صبح کو اٹھتا ہے تو تمام اعضا اس سے عاجزی کے ساتھ عرض کرتے ہیں: ہمارے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا ہم تیرے ساتھ منسلک ہیں اگر تو درست رہی تو ہم درست و سیدھے رہیں گے اور تو نیڑھی ہو گئی تو ہم نیڑھے ہو جائیں گے"۔ (ترمذی)

معنی "تُكْفِرُ اللِّسَانَ": اُی تَذَلُّ وَتَخْضَعُ۔  
 تُكْفِرُ اللِّسَانَ: عاجزی سے عرض کرتے ہیں۔

**تخریج:** رواہ الترمذی فی کتاب الزہد باب ما جاء فی حفظ اللسان۔

**اللِّغَاتُ** : اذا اصبح: جب صبح کرے۔ نحن بك جو ہم سے صادر ہوگا ہم سے اس کے متعلق سوال کیا جائے گا۔  
**فوائد:** (۱) انسان کی سلامتی میں زبان کی بڑی اہمیت ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ دل کی خلیفہ و ترجمان ہے اور انسان دو چھوٹی چیزوں کا نام ہے یعنی زبان و دل۔ (۲) تمام اعضاء کی عضو کے گناہ و معصیت میں مبتلا ہونے کی وجہ سے متاثر ہوتے ہیں۔

۱۵۲۳: وَعَنْ مُعَاذٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ وَيُبَاعِدُنِي مِنَ النَّارِ؟ قَالَ: "لَقَدْ سَأَلْتُ عَنْ عَظِيمٍ، وَإِنَّهُ لَيَسِيرٌ عَلَى مَنْ يَسْرُهُ اللَّهُ"۔  
 ۱۵۲۳: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے کوئی ایسا عمل بتلائیں جو مجھے جنت میں داخل کر دے اور آگ سے دور کر دے۔ آپ نے فرمایا: "تو نے بہت بڑی بات پوچھی۔ یہ بات اُس کے لئے آسان ہے جس پر اللہ تعالیٰ"

آسان فرما دے تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کر اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت بنا نماز کو قائم کر زکوٰۃ ادا کر رمضان کے روزے رکھ اور بیت اللہ کا حج کرا کر تجھے وہاں پہنچنے کی طاقت ہو۔ پھر فرمایا کیا بھلائی کے دروازے نہ بتلا دوں؟ (پھر خود ہی) فرمایا: ”روزہ ڈھال ہے اور صدقہ نمطی کو اس طرح مٹاتا ہے جس طرح پانی آگ بجھاتا ہے۔ آدمی کا آدھی رات کو نماز ادا کرنا“ پھر آپؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ”تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ“ ”ان کے پہلو خواب گاہوں سے الگ رہتے ہیں۔“ یہاں تک کہ ”يَعْلَمُونَ“ تک تلاوت فرمائی۔ پھر فرمایا کیا میں تمہیں اس معاملے کی جزا اور اس کے ستون اور اس کے وہاں کی چوٹی نہ بتلا دوں؟ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ فرمایا سارے معاملے کی جزا اسلام اس کا ستون نماز اور اس کے وہاں کی چوٹی جہاد ہے۔ پھر فرمایا: ”کیا میں تم کو ان سب کا مدار نہ بتلا دوں؟ میں نے عرض کیا۔ کیوں نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ پس آپؐ نے اپنی زبان مبارک پکڑی اور فرمایا: ”اس کو اپنے اوپر روک کر رکھ“۔ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم سے اس چیز کا مواخذہ ہوگا جو ہم بات چیت کرتے ہیں؟ تو فرمایا تمہاری ماں تمہیں گم پائے۔ لوگوں کو ان کی زبانوں کی کھیتیاں ہی جہنم میں اوندھا ڈالیں گی۔“ (ترمذی)

حدیث حسن صحیح ہے اسکی شرح اس سے ماقبل باب میں گزری۔

تَعَالَى عَلَيْهِ : تَعْبُدُ اللَّهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا ، تَقِيْمُ الصَّلَاةَ ، وَتُوْنِي الزَّكَاةَ ، وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ ، وَتَحُجُّ الْبَيْتَ ، اِنْ اسْتَطَعْتَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا“ ثُمَّ قَالَ : ”اَلَا اَدُلُّكَ عَلَى ابْوَابٍ اَلْخَيْرِ“ الصَّوْمُ جُنَّةٌ ، وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ ، وَصَلَاةُ الرَّجُلِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ“ ثُمَّ تَلَا : ”تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ“ حَتَّى بَلَغَ يَعْمَلُونَ ثُمَّ قَالَ : ”اَلَا اُخْبِرُكَ بِرَاسِ الْاَمْرِ وَعَمُوْدِهِ“ وَذِرْوَةِ سَنَامِهِ قُلْتُ : بَلَى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ، قَالَ : ”رَاسُ الْاَمْرِ الْاِسْلَامُ ، وَعَمُوْدُهُ الصَّلَاةُ وَذِرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ“ ثُمَّ قَالَ : ”اَلَا اُخْبِرُكَ بِمَلَاكٍ ذٰلِكَ كَلِمَةً“ قُلْتُ : بَلَى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ، فَاَخَذَ بِلِسَانِهِ قَالَ : ”كُفَّ عَنْكَ هٰذَا“ قُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاَنَا لَمُوْا خٰذُوْنَ بِمَا نَتَكَلَّمُ بِهِ“ فَقَالَ : ثَكَلَتْكَ اَمْكٌ وَهَلْ يَكُفُّ النَّاسُ فِي النَّارِ عَلَى وُجُوْهِهِمْ اِلَّا حَصَايِدُ اَلْسِنَتِهِمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَقَدْ سَبَقَ شَرْحُهُ فِيْ بَابٍ قَبْلَ هٰذَا۔

**تخریج:** رواه الترمذی فی ابواب الایمان باب ما جاء فی حرمة الصلاة۔

**الَّتَحَاثُّ:** جُنَّة: آگ سے بچاؤ۔ الصدقة تطفی ابخطیئة: گناہ کے اثر کو صدقہ مٹاتا ہے پس اس کا اثر باقی نہیں رہتا۔ جوف الليل: رات کے درمیان میں۔ تتجافی: دور اور بلند رہتی ہیں۔ عن المضاجع: بستر و خوابگاہ۔ حتی بلغ يعلمون: آپؐ نے دو آیتیں تلاوت فرمائیں جن کا اختتام يعلمون پر ہے سورہ سجدہ۔ ذروة سنامہ: یہ بلندی سے کنایہ ہے۔ بمسلاك ذلك: جس پر اس کا دار و مدار ہے۔ ثکلتک: تمہیں گم پائے۔ یکب ان کو آگ میں پلٹا جائے گا۔

**فوائد:** (۱) اسلام کے ارکان میں سے ہر رکن کی اہمیت و مقام بیان کیا۔ (۲) زبان کے خطرات ذکر فرمائے اور یہ بھی ذکر کیا گیا کہ اگر اس کو ضرور سے بچا جائے تو یہ آگ میں لے جاتی ہے۔

۱۵۲۳: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا:

”کیا تم جانتے ہو غیبت کیا ہوتی ہے؟ صحابہ نے عرض کیا۔ اللہ اور اس

۱۵۲۴: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : ”اتَدْرُونَ مَا الْغَيْبَةُ؟“

کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا: تمہارا اپنے بھائی کا تذکرہ اس بات سے کرنا جو وہ ناپسند کرتا ہے۔ عرض کیا: اگر میرے بھائی میں وہ بات ہو جو میں کہہ رہا ہوں تو پھر؟ فرمایا: ”اگر اس میں وہ بات پائی جاتی ہے جو تو کہتا ہے تو تو نے اس کی نصیبت کی اور اگر وہ بات اس میں پائی نہیں جاتی تو تو نے اس پر بہتان باندھا۔“ (مسلم)

قَالُوا : اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ ، قَالَ : "ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ" قِيلَ : أَفَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ فِي أَخِي مَا أَقُولُ؟ قَالَ : "إِنْ كَانَ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدْ اغْتَبْتَهُ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدْ بَهْتَهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب البر باب تحریم الغیبة

اللُّغَاثَاتُ : افرايت : تم مجھے بتلاؤ۔ بہتہ : تو نے اس پر بہتان باندھا۔

فوائد : نصیبت اور بہتان کے معانی کی حد بندی فرمادی جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ انسان کے لئے ان کی کوئی گنجائش نہیں اور یہ زبان کی آفات میں سے ہیں۔

۱۵۲۵: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجت الوداع کے موقع پر یوم نحر کے دن خطبہ میں یہ بات ارشاد فرمائی۔ ”بے شک تمہارے خون اور تمہارے اموال اور تمہاری عزتیں تم پر حرام ہیں جس طرح اس شہر اور اس مہینے میں تمہارے اس دن کی حرمت ہے سنو! کیا میں نے بات پہنچا دی۔“ (بخاری و مسلم)

۱۵۲۵ : وَعَنْ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ فِي خُطْبَتِهِ يَوْمَ النَّحْرِ بِمَنْى فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ : "إِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا ، فِي بَلَدِكُمْ هَذَا ، آلا هَلْ بَلَغْتُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الایمان باب لیبلغ من کم الشاهد و فی کتاب الحج باب الخطبة ایام منی و فی غیرہما و مسلم فی کتاب الحج باب حجة النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

اللُّغَاثَاتُ : یوم النحر : قربانی کے دن۔ یومکم : تمہارے دن۔ قربان کا دن۔ فی شہرکم : ہذا : مکہ۔ ذی الحج کا مہینہ۔ بلدکم : ہذا : مکہ۔ فوائد : (۱) مسلمان کے خون، مال یا عزت پر ایسا تعرض جس کی شریعت نے اجازت نہیں دی حرام قرار دیا گیا۔ اسی طرح نصیبت کر کے کسی مسلمان پر زیادتی کی اجازت نہیں دی۔

۱۵۲۶: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ کے لئے صفیہ رضی اللہ عنہا کا ایسا ہونا کافی ہے۔ بعض راویوں نے کہا مراد ان کا چھوٹا ہونا تھا۔ اس پر آپ نے فرمایا: ”تو نے ایک بات ایسی کہہ دی کہ اگر اس کو سمندر کے پانی میں ملا دیا جائے تو اس کا ذائقہ تبدیل ہو جائے۔“ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے تو ایک انسان کا ذکر بطور حکایت کے کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”میں یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ میں کسی انسان کا تذکرہ بطور حکایت کروں خواہ اس کے بدلے مجھے اتنا اتنا

۱۵۲۶ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ : قُلْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ حَسْبُكَ مِنْ صَفِيَّةَ كَذَا وَكَذَا - قَالَ بَعْضُ الرُّوَاةِ : تَعْنِي قَصِيرَةً فَقَالَ : "لَقَدْ قُلْتَ كَلِمَةً لَوْ مَرَجَتْ بِمَاءِ الْبَحْرِ لَمَرَجَتْهُ قَالَتْ وَحَكَيْتُ لَهٗ إِنْسَانًا فَقَالَ : "مَا أَحَبُّ إِلَيَّ حَكَيْتُ إِنْسَانًا وَإِنْ لِي كَذَا وَكَذَا" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

وَمَعْنَى: "مَرْجَتُهُ" خَالَطَتْهُ مُخَالَطَةً يَتَغَيَّرُ بِهَا طَعْمُهُ أَوْ رِيحُهُ لِشِدَّةِ نَتْنِهَا وَقُبْحِهَا وَهَذَا الْحَدِيثُ مِنْ أَبْلِغِ الزَّوْاجِرِ عَنِ الْغَيْبَةِ - قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى﴾ -

(کچھ) ملے۔ (ابوداؤد ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

مَرْجَتُهُ: اس کا ذائقہ بدل ڈالے یا اس کی بو کو اپنی قباحت و گندگی سے بدبو بنادے۔ یہ روایت غیبت کیلئے بلغ ترین ڈانٹ ہے اللہ نے سچ فرمایا: "(ہمارا پیغمبر) خواہش نفس سے کچھ نہیں بولتا وہ جو کچھ بولتا ہے وہ وحی ہی ہوتی ہے جو اس کی طرف کی جاتی ہے۔"

تخریج: رواہ ابوداؤد فی کتاب الادب باب الغیبة والترمذی فی ابواب صفة القیامة باب تحریم الغیبة۔

اللُّغَاتُ: حَسْبُكَ مِنْ صَفِيَّةٍ: تمہارے لئے اس سے کافی ہے۔ صفیہ بیہ ام المؤمنین بنت حمی بن اخطب ہیں جو بنی نضیر سے تھیں۔ آیت: ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ﴾ (النجم: ۲-۴)

فوائد: امام نووی رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ یہ غیبت کے متعلق بلغ ترین زواجر میں سے ہے۔ مسلمان کو اس سے احتراز کرنا چاہئے۔

۱۵۲۷: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَمَّا عُرِجَ بِي مَرَرْتُ بِقَوْمٍ لَهُمْ أَطْفَارٌ مِنْ نَحَاسٍ يَخْمِشُونَ وَجُوهَهُمْ وَصُدُورَهُمْ فَقُلْتُ: مَنْ هَؤُلَاءِ يَا جَبْرِيلُ؟ قَالَ: هَؤُلَاءِ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ لَحْمَ النَّاسِ وَيَقْعُونَ فِي أَعْرَاضِهِمْ! - رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

۱۵۲۷: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب مجھے معراج کرائی گئی تو میرا گزرا ایسے لوگوں کے پاس سے ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے جن سے وہ اپنے چہروں اور سینوں کو زخمی کر رہے تھے۔ میں نے کہا اے جبرائیل (علیہ السلام) یہ کون ہیں؟ انہوں نے عرض کیا یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے ہیں اور ان کی عزتوں پر حملہ کرتے ہیں۔" (ابوداؤد)

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الادب باب الغیبة۔

اللُّغَاتُ: عُرِجَ لِي: مجھے اسراء و معراج کی رات اوپر لے جایا گیا۔ يَخْمِشُونَ لَحْمَ النَّاسِ: بوجھم یا کھوں لحم الناس لوگوں کی غیبت کرتے ہیں۔ غیبت کو گوشت کھانے سے تشبیہ دی ہے جو کہ تلمذ کو جامع ہے ويقعون فی اعراضهم: بری کلام کر کے ان کی عزت خراب کرتے ہیں۔ عزت انسان کی مذمت اور تعریف کی جگہ ہے۔

فوائد: غیبت سے بہت زیادہ ڈرایا گیا۔ غیبت کرنے والے کو انسانی گوشت کھانے والے اور گہرے کھدواں میں گرے ہوئے شخص سے تشبیہ دی۔

۱۵۲۸: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ: دَمُهُ وَعِرْضُهُ وَمَالُهُ" - رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۵۲۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہر مسلمان کا دوسرے مسلمان پر خون، عزت اور مال حرام ہے۔"

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب النیر باب تحریم ظلم المسلم۔

اللُّغَاتُ: حَرَامٌ: حرام کیا گیا۔ عِرْضُهُ: عزت و ذات و حسب۔

فوائد: (۱) اسلام عزت، خون اور مال کی کس قدر حفاظت کرتا اور دوسرے لوگوں کے احترام و اکرام کا کس قدر پاس کرتا ہے۔



۴۵۵: بَابُ تَحْرِيمِ سَمَاعِ الْغَيْبَةِ  
وَأَمْرٍ مَنْ سَمِعَ غَيْبَةً مُحَرَّمَةً بِرَدِّهَا  
وَالْإِنْكَارِ عَلَى قَائِلِهَا فَإِنْ عَجَزَ أَوْ  
لَمْ يَقْبَلْ مِنْهُ فَارْقَ ذَلِكَ الْمَجْلِسَ  
إِنْ أَمَكَّنَهُ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى : وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوا  
عَنْهُ [الفصل ۵۵] وَقَالَ تَعَالَى : وَالَّذِينَ  
هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ [المؤمنون: ۳۱]  
وَقَالَ تَعَالَى : إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ  
كُلُّ أُولَئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا [الاسراء: ۳۶]  
وَقَالَ تَعَالَى : وَإِذَا رَأَيْتَ  
الَّذِينَ يَخُوضُونَ فِي آيَاتِنَا فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ  
حَتَّى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ وَإِمَّا  
يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَى مَعَ  
الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ [الانعام: ۲۸]

بَابُ: غَيْبَتِ کَا سَنَّا حَرَامِ هے اور  
آدمی غیبت کو سن کر اس کی تردید و انکار کرے  
اگر اس کی استطاعت نہ ہو  
تو

اس مجلس کو حتی المقدور چھوڑ دے

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”جب وہ لغوبات سنتے ہیں تو وہ اس سے  
منہ موڑ لیتے ہیں۔“ (الفصل)  
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”وہ لوگ جو لغوباتوں سے اعراض کرنے والے  
ہیں۔“ (المؤمنون) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”یقیناً کان آنکھ اور دل  
ان تمام کے متعلق جواب دہی ہوگی۔“ (الاسراء)  
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو ہماری آیات کے  
متعلق طعن و تشنیع کر رہے ہیں ان سے اس وقت تک الگ رہو یہاں  
تک کہ وہ کسی دوسری بات میں مصروف ہو جائیں اور اگر تجھے (اے  
مخاطب) شیطان بھلا دے تو پھر یاد آ جانے کے بعد ظالم لوگوں کے  
پاس مت بیٹھو۔“ (الانعام)

حل الآيات: اللغو: سب و شتم وغیرہ بدی باتیں یخوضون: طعن و استہزاء کرتے ہیں۔ فاعرض عنهم: انکی مجلس ترک کر دو۔  
۱۵۲۹: وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ”مَنْ رَدَّ عَنْ عَرَضٍ أَخِيهِ  
رَدَّ اللَّهُ عَنْ وَجْهِهِ النَّارَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ“ رَوَاهُ  
الْبُرْهَانِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔  
۱۵۲۹: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی  
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے کسی مسلمان بھائی کی عزت کا دفاع  
کیا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس چہرے سے آگ رد (دور) فرما  
دیں گے۔“ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تخریج: راود الترمذی فی ابواب البر والصلة باب ما جاء فی الذب عن عمر فی المسلم۔

اللغوات: من رد عن عرض اخیه جس نے مسلمان کی عزت کا دفاع اس شخص کے سامنے کیا جو اس کی غیبت کر رہا تھا۔

فوائد: (۱) مسلمان کی عزت سے دفاع قیامت کے دن آگ کے عذاب سے چھٹکارے کا باعث ہے۔

۱۵۳۰: حضرت عثمان بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان  
کی مشہور روایت میں جو زشتہ باب الرجاء میں گزر چکی کہ  
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے تو

۱۵۳۰: وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُ فِي حَدِيثِهِ الطَّوِيلِ الْمَشْهُورِ الَّذِي تَقَدَّمَ  
فِي بَابِ الرَّجَاءِ قَالَ: قَامَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي

فرمایا: ”مالک بن دُخشم کہاں ہے؟ ایک آدمی نے کہا وہ تو منافق ہے۔ اس کو اللہ اور اس کے رسول سے کوئی محبت نہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ایسا مت کہو۔ کیا تم نہیں دیکھا کہ اس نے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ خالص اللہ کی رضا کے لئے پڑھا اور اللہ تعالیٰ نے خالص اس کی خاطر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ پڑھنے والے پر آگ کو حرام قرار دیا۔“ (بخاری و مسلم)

عُتْبَانُ: مشہور اور عتبان عین کے ضمہ کے ساتھ بھی استعمال ہوا ہے۔  
الدُّخْشُمُ: دال اور شین کے ضمہ کے ساتھ آتا ہے۔

فَقَالَ: ”أَيْنَ مَالِكُ بْنُ الدُّخْشَمِ؟“ فَقَالَ رَجُلٌ: ذَلِكَ مُنَافِقٌ لَا يُحِبُّ اللَّهَ وَلَا رَسُولَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ”لَا تَقُلْ ذَلِكَ إِلَّا تَرَاهُ“ قَدْ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يُرِيدُ بِذَلِكَ وَجْهَ اللَّهِ، وَإِنَّ اللَّهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَتَّبِعُ بِذَلِكَ وَجْهَ اللَّهِ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

”وَعُتْبَانُ“ بِكَسْرِ الْعَيْنِ عَلَى الْمَشْهُورِ وَحُكِيَ ضَمُّهَا وَبَعْدَهَا تَاءٌ مُنْشَأَةٌ مِنْ فَوْقِ ثُمَّ بَاءٌ مُوَحَّدَةٌ وَالِدُّخْشُمُ بِضَمِّ الدَّالِ وَاسْكَانِ الْخَاءِ وَضَمِّ الشَّيْنِ الْمُعْجَمَتَيْنِ۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الصلاة، باب المساجد فی البیوت و مسلم فی کتاب المساجد، باب الرخصة فی المخلف عن الجماعة بعدہ۔

اللُّغَاتُ: حرم علی النار: آگ میں ہمیشہ ہمیشہ رہنا اس پر حرام کر دیا۔ بسا اوقات مؤمن کو کسی گناہ کی معافی نہ ملنے کی وجہ سے کسی گناہ کی سزا مل سکتی ہے۔

فوائد: غیبت کے متعلق حدیث میں جو ممانعت وارد ہے یہ تحریم پر دلالت کرتی ہے۔ غیبت کی ممانعت یا تو اس شخص کو روکنے سے ہوگی جو کسی مسلمان کی غیبت کرنا چاہتا ہے اور اس کا طریق کار اس کو ذانت ڈیٹ کرنا ہے یا اس کی بات کو مسترد کر دینے سے ہوگی۔ (۲) نیک عمل وہ فائدہ مند ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی مقصود ہو اور اس کی عبودیت اور تقرب چاہا گیا ہو۔ اس حدیث کی شرح باب الرجاء رقم ۱۸۰۷ میں ملاحظہ فرمائیں۔

۱۵۳۱: حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اپنی طویل روایت میں اپنی توبہ کا واقعہ نقل کرتے ہیں۔ باب توبہ میں گزرا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تبوک میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان تشریف فرما تھے آپؐ نے فرمایا کعب بن مالک نے کیا کیا؟ بنی مسلمہ کے ایک شخص نے کہا اس کو اس کی دو چادروں اور کندھوں پر نگاہ ڈالنے نے روک دیا (تکبر و خود پسندی مراد ہے) اس کو حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: تُو نے بہت بری بات کہی۔ اللہ کی قسم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے ان میں بھلائی ہی پائی ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاموشی اختیار فرمائی۔ (بخاری و مسلم)

۱۵۳۱: وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي حَدِيثِهِ الطَّوِيلِ فِي قِصَّةِ تَوْبَتِهِ وَقَدْ سَبَقَ فِي بَابِ التَّوْبَةِ - قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ جَالِسٌ فِي الْقَوْمِ يَتَبَوَّكُ: ”مَا فَعَلَ كَعْبُ ابْنُ مَالِكٍ؟“ فَقَالَ: رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَلَمَةَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حَبَسَهُ بُرْدَاهُ وَالنَّظَرُ فِي عِطْفِيهِ فَقَالَ لَهُ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: ”بِئْسَ مَا قُلْتَ: وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا“ فَسَكَتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

عِطْفَاہُ: اطراف یہ خود پسندی کی طرف اشارہ ہے۔

”عِطْفَاہُ“ جَانِبَاہُ، وَهُوَ اِشَارَةٌ اِلٰی اِعْجَابِ

بِهِ بِنَفْسِهِ۔

تخریج: تخریج حدیث باب التوبہ رقم ۲۱/۹ میں ملاحظہ فرمائیں۔

اللُّغَاتُ: جسہ بردارہ: اس کو لڑائی کے میدان میں حاضری سے اس کی چادروں نے روکا یعنی خوشحالی نے۔ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ یہ مشہور صحابی ہیں ان کے حالات باب التراجم میں دیکھیں۔

فوائد: (۱) آپ ﷺ کا معاذ بن جبل کے اس دفاع کو برقرار رکھنا جو انہوں نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہما کی طرف سے کیا اور مسلمانوں کو غیبت سے بچانے کے لئے اس قسم کے اعمال کی شاندار توجیہ پیش کی گئی ہے۔

## ۲۵۶: بَابُ مَا يَبَاحُ مِنَ الْغِيْبَةِ

## بَابُ: جو غیبت مباح ہے

امام نووی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کسی بھی ایسے صحیح غرض شرعی کی بناء پر غیبت جائز ہے جس تک اس کے بغیر نہ پہنچا جاسکے اور اس کے چھ اسباب ہیں: (۱) ظلم، مظلوم کو جائز ہے کہ بادشاہ یا قاضی کے پاس ظلم کی شکایت و حکایت کرے یا اس کے سامنے یا حاکم مجاز کے سامنے ذکر کرے جو ظالم سے بدلہ لے سکتا ہو۔ اس طرح بیان کرے کہ فلاں نے مجھ پر اس طرح ظلم کیا۔ (۲) برائی کو روکنے میں مدد کرنے کے لئے اور گناہ گار کو درست راہ پر لانے کی غرض سے ہو پس اس طرح کہے اس کو جو منکر ہو تبدیل کرنے کی قدرت رکھتا ہو۔ اس طرح کہے کہ فلاں آدمی یہ کام کر رہا ہے اس کو ڈانٹو اور اسی طرح کے الفاظ سے اس کا اصل مقصود یہ ہو کہ برائی کا ازالہ ہو جائے اگر یہ مقصد بھی نہ ہو تو پھر بھی شکایت حرام ہے۔ تیسرا یہ ہے کہ فتویٰ طلب کرے اور مفتی کو اس طرح کہے کہ میرے والد یا بھائی یا میرے خاوند یا فلاں شخص نے اس طرح ظلم کیا ہے۔ کیا اس کو اس ظلم کا حق ہے؟ اور اگر نہیں تو پھر میرے اس سے چھوٹے اور اپنے حق کو پانے اور ظلم کو دور کرنے کا راستہ کیا ہے؟ اور اسی طرح کے الفاظ کہے یہ ضرور ناجائز ہے لیکن زیادہ احتیاط اور فضیلت اس میں ہے کہ مفتی کو اس طرح سوال کرے کہ ایسے مرد یا شخص یا خاوند کا کیا حکم ہے جس کا معاملہ اس طرح ہو؟ اس طرح بغیر متعین کرنے کے مقصد حاصل ہو جائے گا۔ مگر پھر تعین کرنا بھی جائز ہے جس طرح کہ ہم عنقریب حدیث ہند ذکر کریں گے۔ (۴) چوتھا مسلمانوں کو ڈرانے کے لئے اور ان کو

أَعْلَمَ أَنَّ الْغِيْبَةَ تَبَاحُ لِعَرَضٍ صَحِيحٍ شَرْعِيٍّ لَا يُمْكِنُ الْوُصُولُ اِلَيْهِ اِلَّا بِهَا وَهُوَ بَيِّنَةٌ اَسْبَابُ: الْاَوَّلُ الظُّلْمُ فَجُوزُ لِلْمَظْلُوْمِ اَنْ يَتَطَلَّمَ اِلَى السُّلْطَانِ وَالْقَاضِي وَغَيْرِهِمَا مِمَّنْ لَهُ وِلَايَةٌ اَوْ قُدْرَةٌ عَلَى اِنْصَافِهِ مِنْ ظَالِمِهِ فَيَقُوْلُ ظَلَمْنِي فُلَانٌ بِكَذَا، الثَّانِي اِلِسْتِعَانَةً عَلَى تَغْيِيْرِ الْمُنْكَرِ وَرَدِّ الْعَاصِي اِلَى الصَّوَابِ فَيَقُوْلُ لِمَنْ يَرْجُو قُدْرَتَهُ عَلَى اِزَالَةِ الْمُنْكَرِ: فُلَانٌ يَعْمَلُ كَذَا فَارْجُوهُ عَنْهُ وَنَحْوِ ذَلِكَ وَيَكُوْنُ مَقْصُوْدُهُ التَّوَصُّلُ اِلَى اِزَالَةِ الْمُنْكَرِ فَاِنْ لَمْ يَقْصِدْ ذَلِكَ كَانَ حَرَامًا، اَلثَّالِثُ اِلِسْتِفْتَاءٌ فَيَقُوْلُ لِلْمُفْتِي ظَلَمْنِي اَيْ اَوْ اَخِي اَوْ زَوْجِي، اَوْ فُلَانٌ بِكَذَا فَهَلْ لَهُ ذَلِكَ، وَمَا طَرِيقِي فِي الْخَلَاصِ مِنْهُ وَتَحْصِيْلِ حَقِّي وَدَفْعِ الظُّلْمِ وَنَحْوِ ذَلِكَ، فَهَذَا جَائِزٌ لِلْحَاجَةِ وَلَكِنْ الْاَحْوَطُ وَالْاَفْضَلُ اَنْ يَقُوْلَ: مَا تَقُوْلُ فِي رَجُلٍ اَوْ شَخْصٍ اَوْ زَوْجٍ كَانَ مِنْ اَمْرِه كَذَا، فَاِنَّهُ يَحْصُلُ بِهِ الْعَرَضُ مِنْ غَيْرِ تَعْيِيْنٍ وَمَعَ ذَلِكَ فَالتَّعْيِيْنُ جَائِزٌ كَمَا سَنَذْكُرُهُ فِي حَدِيْثِ هِنْدِ

نصیحت کرنے کے لئے اور اس کے کئی طریقے ہیں ان میں سے ایک طریقہ رایوں اور گواہوں پر جرح کرنا ہے اور یہ تمام مسلمانوں کے اجماع سے جائز ہے بلکہ ضرورت کے وقت واجب ہے۔ دوسرے کسی انسان کو داماد بنانے کے لئے مشورہ کرنا یا کسی کو اس کو شریک کار بنانے کے لئے یا اس کے پاس امانت رکھنے کے لئے یا اس سے کوئی معاملہ کرنے کے لئے یا اس کے علاوہ اور کوئی اس کے پڑوس وغیرہ اختیار کرنے کے لئے ہو۔ اس صورت میں مشورہ دینے والے نے لئے ضروری ہے کہ وہ اس کی حالت کو بالکل نہ چھپائے بلکہ خیر خواہی کی نیت کے ساتھ اس کی تمام برائیاں ذکر کر دے۔ تیسرا یہ کہ جب کسی طالب علم کو کسی بدعتی یا فاسق سے علم حاصل کرتا دیکھے اور خطرہ ہو کہ یہ طالب علم اس سے نقصان اٹھائے گا اس کے لئے ضروری ہے کہ اس کی حالت کو بیان کر کے طالب عالم کو نصیحت کر دے لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ نصیحت مقصود ہو اور اس کے اندر بہت ساری غلطیاں کی جاتی ہیں کبھی تو ان غلطیوں کا باعث متکلم کا حسد ہوتا ہے اور شیطان اس پر معاملے کو خلط ملط کر دیتا ہے اور اس کے دماغ میں یہ بات ڈالتا ہے کہ یہ خیر خواہی ہے (حالانکہ یہ حسد کی کارروائی ہے) اس میں خوب بیدار مغزی کی ضرورت ہے اور ایک صورت یہ ہے کہ اس کو عہدہ ملا ہوا لیکن وہ اس کے حقوق کو صحیح انجام نہ دیتا ہو خواہ اس لئے کہ اس میں حکومت کی صلاحیت ہو یا نہیں یا اس لئے کہ وہ فاسق یا کم عقل ہے یا اسی طرح کی اور صورت ہو تو اس صورت میں اس کا تذکرہ ایسے آدمی کے سامنے کرنا ضروری ہے جو اس سے بڑے عہدے پر ہوتا کہ وہ اس کو تبدیل کر دے اور کسی ایسے آدمی کو جو مناسب ہو حاکم بنائے یا اس کو یہ بات بتلا دے تاکہ وہ اس نچلے حاکم کے ساتھ اس کی حالت کے مطابق معاملہ کرے اور اس کے بارے میں دھوکے میں نہ رہے اور وہ یہ کوشش کرے یا تو وہ اس کو سیدھے راستے پر قائم رہنے کے لئے آمادہ کرے یا اسے بدل ڈالے۔ (۵) کہ کوئی آدمی کھلے طور پر فسق و بدعت اختیار کرنے والا ہو مثلاً علانیہ شراب نوشی کرتا ہے اور لوگوں کا مال لیتا ہے اور ان سے

إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى ، الرَّابِعُ تَحْذِيرُ الْمُسْلِمِينَ مِنَ الشَّرِّ وَنَصِيحَتُهُمْ ، وَذَلِكَ مِنْ وَجْهِ : مِنْهَا جَرَحُ الْمَجْرُوحِينَ مِنَ الرِّوَاةِ وَالشُّهُودِ وَذَلِكَ جَائِزٌ بِاجْمَاعِ الْمُسْلِمِينَ ، بَلْ وَاجِبٌ لِلْحَاجَةِ ، وَمِنْهَا الْمُشَاوَرَةُ لِمَنْ مَصَاهِرَةً إِنْسَانٍ أَوْ مُشَارَكْتِهِ ، أَوْ إِبْدَاعِهِ ، أَوْ مُعَامَلَتِهِ ، أَوْ غَيْرِ ذَلِكَ ، أَوْ مُجَاوَرَتِهِ - وَبَجِبُ عَلَى الْمُشَاوَرِ أَنْ لَا يُخْفِيَ خَالَهُ ، بَلْ يَذْكُرُ الْمَسَاوِيَ الَّتِي فِيهِ بِنِيَّةِ النَّصِيحَةِ وَمِنْهَا إِذَا رَأَى مُتَّفَقَهَا يَتَرَدَّدُ إِلَى مُتَّبِعٍ ، أَوْ فَاسِقٍ يَأْخُذُ عَنْهُ الْعِلْمُ ، وَخَافَ أَنْ يَتَضَرَّرَ الْمُتَّفَقُ بِذَلِكَ ، فَعَلَيْهِ نَصِيحَتُهُ بَيَانِ خَالِهِ ، بِشَرْطِ أَنْ يَقْصِدَ النَّصِيحَةَ وَهَذَا مِمَّا يُغْلَطُ فِيهِ وَقَدْ يَحْمِلُ الْمُتَكَلِّمُ بِذَلِكَ الْحَسَدَ ، وَيَلْبِسُ الشَّيْطَانُ عَلَيْهِ ذَلِكَ ذَلِكَ ، وَيُخَيِّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ نَصِيحَةٌ فَلْيَنْتَفِظْ لِذَلِكَ وَمِنْهَا أَنْ يَكُونَ لَهُ وَلَايَةٌ لَا يَقُومُ بِهَا عَلَى وَجْهِهَا ، أَمَّا بَانَ لَا يَكُونُ صَالِحًا لَهَا ، وَأَمَّا بَانَ يَكُونُ فَاسِقًا ، أَوْ مُعَقَّلًا ، وَنَحْوَ ذَلِكَ - فَوَجِبُ ذِكْرُ ذَلِكَ لِمَنْ لَهُ عَلَيْهِ وَلَايَةٌ عَامَّةٌ لِيُزِيلَهُ وَيُؤَلِّيَ مَنْ يَصْلُحُ ، أَوْ يَعْلَمَ ذَلِكَ مِنْهُ لِيُعَامِلَهُ بِمُقْتَضَى خَالِهِ وَلَا يَغْتَرُّ بِهِ ، وَأَنْ يَسْعَى بِهِ أَنْ يَحْتَنِي عَلَى الْإِسْتِقَامَةِ أَوْ يَسْتَبْدِلَ بِهِ ، الْخَامِسُ أَنْ يَكُونَ مُجَاهِرًا بِفُسْقه أَوْ بِدَعْتِهِ ، كَالْمُجَاهِرِ بِشُرْبِ الْخَمْرِ ، وَمُضَادَرَةِ النَّاسِ ، وَاتِّخَاذِ الْمَكْسِ ، وَجَبَايَةِ الْأَمْوَالِ ظُلْمًا ، وَتَوَلَّى الْأُمُورَ الْبَاطِلَةَ - فَيَجُوزُ ذِكْرُهُ بِمَا يُجَاهِرُ بِهِ ، وَيَحُومُ ذِكْرُهُ بِغَيْرِهِ

مِنَ الْعُيُوبِ ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ لِحَوَارِهِ سَبَبٌ  
 آخَرٌ مِمَّا ذَكَرْنَاهُ ، السَّادِسُ التَّعْرِيفُ إِذَا  
 كَانَ الْإِنْسَانُ مَعْرُوفًا بِلَقَبٍ ، كَالْأَعْمَشِ ،  
 وَالْأَعْرَجِ ، وَالْأَصَمِ ، وَالْأَعْمَى ، وَالْأَحُولِ ،  
 وَغَيْرِهِمْ جَازَ تَعْرِيفُهُمْ بِذَلِكَ ، وَيَحْرُمُ  
 إِطْلَاقُهُ عَلَى جِهَةِ التَّقْيِصِ ، وَلَوْ أَمَكَّنَ  
 تَعْرِيفُهُ بِغَيْرِ ذَلِكَ كَانَ أَوْلَى فَعَلِهِ سِتَّةُ  
 أَسْبَابٍ ذَكَرَهَا الْعُلَمَاءُ وَكَثَرَهَا مُجْمَعٌ  
 عَلَيْهِ ، وَذَلَّالُهَا مِنَ الْأَحَادِيثِ الصَّحِيحَةِ  
 مَشْهُورَةٌ قَمْنُ ذَلِكَ :

بہتہ وصول کرتا ہے یا ظلماً نیکس لیتا ہے اور غلط کاموں کی سرپرستی کرتا ہے تو اس کا تذکرہ کھلم کھلا ضروری ہے مگر اس کے دوسرے عیوب (منہی) کا ذکر کرنا حرام ہے مگر یہ کہ اس کے جواز کی کوئی دوسری وجہ ثابت ہو جائے جن کا ہم نے ذکر کیا۔ (۶) مشہور نام سے پکارنا جب کوئی آدمی کسی لقب سے مشہور ہو مثلاً 'عمش' 'اعراج' 'اسم' اہل احوال وغیرہ تو مشہور نام سے ہی اس کا تذکرہ جائز ہے مگر تنقیص کے طور پر اس کا اطلاق حرام ہے۔

یہی چھ اسباب ہیں جن کو علماء نے ذکر کیا ان میں اکثر پر علماء کا اتفاق ہے اور ان کے دلائل صحیح احادیث میں مذکورہ ہیں اور جن میں سے چند احادیث یہ ہیں :

اللغائت: يتظلم: اس کے ظلم کا ازالہ کرے۔ الرواقہ: حدیث کی سند کے لوگ۔ الشہود: گواہ۔ یلبس: خلط ملط کرتا ہے۔ اخذ: المکس: صاحب قاموس نے کہا بیچ میں کمس۔ مکس کا معنی مال وصول کرنا ہے۔ المکس: ظلم و نقص جاہلیت کے زمانے میں کچھ درہم سامان بیچنے والے سے لئے جاتے تھے یا وہ درہم جو صدقہ سے فراغت کے بعد صدقہ کرنے والا اس کو دے اس کو مکس کہتے ہیں۔ مصباح میں ہے مکس وصولی کو کہتے ہیں مگر مکس کا غالب استعمال اس مال میں ہونے لگا جو بادشاہ کے حواری ظلم و وصول کریں۔ الاعمش: وہ شخص کہ جس کی نظر بہت زیادہ آنسوؤں کے بہنے سے بہت زیادہ کمزور ہو جائے۔

۱۵۳۲: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے نبی اکرم ﷺ سے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ آپؐ نے فرمایا: ”اس کو اجازت دے دو یہ خاندان کا ایک بہت برا آدمی ہے۔“ (بخاری و مسلم) بخاری نے اس روایت کا اصل فساد اور مشتبہ لوگوں کی غیبت کو جائز ہونے کی دلیل بنایا۔

١٥٣٢ : عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ  
رَجُلًا اسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ : "اُنْذِنُوا  
لَهُ" ابْنُ أَخُو الْعَشِيرَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - اِحْتَجَّ بِهِ  
الْبُخَارِيُّ فِي جَوَازِ غِيَةِ أَهْلِ الْفُسَادِ وَأَهْلِ  
الرَّيْبِ -

**تخریج:** رواد اشجاری فی کتاب الادب، باب ما لا یجوز من اعتیاب اهل الفساد و مسلم فی التبر، باب مراة من یتقی فحشہ۔  
**الذخائن:** اخو العشیرة: قبیلے کا آدمی یعنی وہ بہت برا ہے جبکہ وہ انہی میں سے ہو۔

**فوائد:** امام نووی نے ذکر کیا کہ مشکوک اور مفید لوگوں کی غیبت جائز ہے تاکہ ان کے ظاہر ہونے سے لوگ دھوکے میں مبتلا نہ ہوں۔

۱۵۳۳: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میرے خیال میں تو فلاں فلاں ہمارے دین میں سے کچھ بھی نہیں جانتے۔“ (بخاری)

١٥٣٣ : وَعَنْهَا قَالَتْ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ :  
 "مَا أَظُنُّ فُلَانًا وَفُلَانًا يَعْرِفَانِ مِنْ دِينِنَا شَيْئًا"  
 رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ قَالَ : قَالَ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ  
 أَحَدُ رَوَاهِ هَذَا الْحَدِيثِ : هَذَانِ الرَّجُلَانِ  
 كَانَا مِنَ الْمُنَافِقِينَ۔

اس حدیث کے راوی لیث بن سعد کہتے ہیں یہ دو آدمی منافقین میں سے تھے۔



**تخریج:** رواه البخاری فی کتاب الادب، باب ما یكون من الظن۔

**الْخَبَائِثُ:** ما ظن فلاناً و فلاناً یعرفان من دیننا شیئاً: یعنی حقیقت میں وہ اسلام کی کسی بات پر نہیں۔

**فوائد:** منافقین کی غیبت جائز ہے تاکہ ان کی ظاہری حالت سے ان لوگوں کو التباس نہ ہو جو ان کی حالت سے ناواقف ہوں۔

۱۵۳۴: وَعَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: إِنَّ أَبَا الْجَهْمِ وَمُعَاوِيَةَ خَطَبَانِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "أَمَّا مُعَاوِيَةُ فَصُغْلُوكَ لَا مَالَ لَهُ، وَأَمَّا أَبُو الْجَهْمِ فَلَا يَضَعُ الْعَصَا عَنْ عَاتِقِهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: "وَأَمَّا أَبُو الْجَهْمِ فَضَرَابٌ لِلنِّسَاءِ" وَهُوَ تَفْسِيرٌ لِرِوَايَةِ: لَا يَضَعُ الْعَصَا عَنْ عَاتِقِهِ " وَقِيلَ مَعْنَاهُ: كَثِيرُ الْأَسْفَارِ۔

۱۵۳۴: فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا ابواجمہم اور معاویہ دونوں نے مجھے نکاح کا پیغام دیا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”معاویہ تو مفلس ہے اس کے پاس مال نہیں اور ابوجہم اپنے کندھے سے لٹھی نہیں رکھتا (یعنی مار پیٹ اور تشدد کرنے والا ہے)۔“ (بخاری و مسلم)

اور مسلم کی روایت میں یہ ہے کہ ابوجہم عورتوں کو بہت زیادہ مارنے والا ہے درحقیقت لَا يَضَعُ کی تفسیر ہے بعض نے کہا اس کا معنی بہت زیادہ سفر کرنا ہے۔

**تخریج:** لم نره البخاری و قد ذكر صاحب المنقذ الاخبار انه رواه الجماعة الا البخاری و مسلم فی کتاب الطلاق، باب المطلقة ثلاثاً لا نفقة لها۔

**الْخَبَائِثُ:** صغلوک: فقیر۔ عاتقه: یعنی کندھے اور گردن کا درمیانی حصہ۔

**فوائد:** مکتبی کا پیغام دینے والے کے سامنے وضاحت جائز ہے اس طرح جس طرح پیغام دیا گیا اور اس میں اس کی غلطیوں کو چھپایا نہ جائے گا اور یہ غیبت نہ ہوگی۔

۱۵۳۵: وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي سَفَرٍ أَصَابَ النَّاسَ فِيهِ شِدَّةٌ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي: لَا تَنْفِقُوا عَلَى مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ حَتَّى يَنْفَضُوا وَقَالَ: لَنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لِيُخْرِجَنَا الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلُّ فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ بِذَلِكَ، فَأَرْسَلَ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي: فَأَجْتَهَدَ يَمِينَهُ مَا فَعَلَ: فَقَالُوا: كَذَبَ زَيْدُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَوَقَعَ فِي نَفْسِي مِمَّا قَالُوهُ شِدَّةٌ حَتَّى أَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى تَصْدِيقِي: "إِذَا جَاءَكَ الْمُنفِقُونَ" ثُمَّ دَعَاهُمْ

۱۵۳۵: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے کہا جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہیں ان پر مت خرچ کرو یہاں تک کہ یہ منتشر ہو جائیں اور یہ بھی کہا کہ اگر ہم مدینہ لوٹ کر گئے تو ہم میں سے جو عزت والے ہیں وہ ذلیلوں کو نکال دیں گے۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو اس کی اطلاع دی آپ نے عبد اللہ بن ابی کو پیغام بھیجا اس نے آپ کی قسم اٹھا کر کہا اس نے یہ نہیں کہا پس لوگ کہنے لگے۔ زید نے جھوٹ بولا میرے دل میں ان کی بات سے بہت رنج پیدا ہوا۔ یہاں تک کہ اللہ نے میری تصدیق ﴿إِذَا جَاءَكَ الْمُنفِقُونَ﴾ میں اتار دی پھر نبی اکرم ﷺ نے ان (منافقین) کو بلایا تاکہ آپ ان کے لئے

النَّبِيُّ ﷺ لِيَسْتَغْفِرَ لَهُمْ فَلَئَوْا رَأَوْا وَهُمْ مُتَّفِقُونَ عَلَيْهِ  
استغفار کر دیں تو انہوں نے اپنے سروں کو استغفار سے بے رغبتی کرتے ہوئے پھیر دیا۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب التفسیر، تفسیر سورة المنافقون و مسلم فی اول کتاب صفات المنافقین۔  
**اللَّخَائِذُ:** عبد اللہ بن ابی سلول: مدینہ کے منافقین کا لیڈر۔ بنفصوا: وہ منتشر ہو جائیں۔ فاجتهد عینہ: یعنی قسم اٹھائی اور تکرار سے قسم کو موکد کیا۔ شدة: دکھ۔ ﴿إِذَا جَاءَكَ الْمُتُنَفِّقُونَ﴾: الایہ: لوو! روسہم: استغفار سے بے رغبتی اور اعراض کرتے ہوئے اپنے سروں کو موڑتے۔

**فوائد:** خائن اور منافق لوگوں کے رازوں کا افشاء کرنا جائز ہے اور یہ غیبت نہیں۔

۱۵۳۶: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَتْ هُنَّ امْرَأَةٌ أَبِي سُفْيَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيحٌ وَلَيْسَ يُعْطِينِي مَا يَكْفِينِي رَوْلَدِي إِلَّا مَا أَخَذْتُ مِنْهُ وَهُوَ لَا يَعْلَمُ قَالَ: "خُذِي مَا يَكْفِيكَ وَوَلَدُكَ بِالْمَعْرُوفِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.  
۱۵۳۶: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ہند زوجہ ابوسفیان رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ابوسفیان بخیل آدمی ہیں۔ وہ مجھے اتنا خرچہ نہیں دیتا جو میرے اور میری اولاد کے لئے کفایت کرے مگر وہ جو میں اس کے بغیر بتلائے لے لوں۔ آپؐ نے فرمایا: "دستور کے موافق جو تمہارے اور تمہاری اولاد کے لئے کافی ہو جائے وہ لے لو"۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب النفقات، باب نفقة المرأة اذا غاب زوجها و البيوع، و باب من اجري امر الامصار على ما يتعارفون و غیرهما و مسلم فی کتاب الاقضية، باب قضية هند۔

**اللَّخَائِذُ:** ہند: یہ ہند بن ربیعہ القرشیہ ہے۔ یہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں۔ اپنے خاوند کے مسلمان ہونے کے ایک رات بعد فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئیں اور رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی۔ شحیح: بخیل و حریص بغیر اسراف اور کمی کے۔

**فوائد:** (۱) میاں بیوی کو ایک دوسرے کی غیبت فتویٰ طلب کرنے کے وقت جائز ہے کیونکہ اس پر شریعت کے احکام کا دار و مدار ہے۔ (۲) عورت کیلئے جائز ہے کہ وہ خاوند کے مال سے اپنا حق بغیر اس کی اجازت کے لے لے جبکہ وہ اس سلسلے میں رکاوٹ بننا ہو۔۔

**بَابُ: چغلی کی حرمت**

چغلی لوگوں کے درمیان فساد پھیلانے

کے لئے بات کو نقل کرنے کو کہتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "بہت زیادہ طعنہ زنی کرنے والے اور چغل خور" اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "جو بھی انسان لفظ بولتا ہے اس پر ایک نگران فرشتہ تیار ہے۔"

۲۵۷: بَابُ تَحْرِيمِ النَّمِيمَةِ وَهِيَ

نَقْلُ الْكَلَامِ بَيْنَ النَّاسِ عَلَى جِهَةٍ

الْإِفْسَادِ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿هَمَّازٌ مَشَاءٌ بِنَمِيمٍ﴾

[۱۱:۵] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا

لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ﴾ [۱۸:۱۸]

**حل الآيات:** ہماز: غیبت کرنے والا یا لوگوں کے لئے غیبت کرنے والا۔ مشاء بنمیم: لوگوں میں بہت زیادہ لگائی بجھائی اور بہت زیادہ فساد لوگوں کے درمیان پھیلانے والا۔

۱۵۳۷: وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ نَمَاءٌ مُتَفَقٌّ عَلَيْهِ".  
۱۵۳۷: حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "چغل خور جنت میں داخل نہ ہو گا۔" (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ الصحاح فی الادب ما یکرہ من مسند من کلمات لا یسألہا اب غلط تحریر التمیمۃ۔  
اللُّغَاتُ: نعام بہت زیادہ چغلی کرنے والے۔ نہ فساد اور بگاڑنے کے کسی بات کی اشاعت کرنا اور بہت سے کلام کو مزین کرنا۔  
فوائد: وہ چغل خور جو چغلی کو حلال سمجھے جبکہ وہ یہ جانتا ہو کہ اس کے حرام ہونے پر سب واقف ہیں تو جنت میں داخل نہ ہو گا اور اگر کسی نافرمان کی چغلی کھائے تو جنت میں اہلسین کامیاب ہونے والوں میں شامل نہ ہو گا۔

۱۵۳۸: وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَرَّ بِقَبْرَيْنِ فَقَالَ: "إِنَّهُمَا يُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ أَمْ لِي أَنَّهُ كَبِيرٌ: أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَهَذَا لَفْظُ إِحْدَى رِوَايَاتِ الْبُخَارِيِّ.  
۱۵۳۸: حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر دو قبروں کے پاس سے ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ان کو عذاب دیا جا رہا ہے اور یہ کہ کسی بڑی بات کے بارے میں عذاب نہیں دیا جا رہا کیوں نہیں جلد وہ بڑی بات ہی ہے پھر ایک ان دونوں میں سے چغلی کرتا تھا اور دوسرا پیشاب کے وقت اپنے پیشاب سے نہیں بچتا تھا یا ستر کا لحاظ نہیں رکھتا تھا۔" (بخاری و مسلم)

یہ بخاری کی ایک روایت ہے کہ علماء نے فرمایا "وَيُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ" یعنی ان کے خیال میں بڑا نہیں تھا۔ بعض نے کہا ان کا چھوڑنا ان پر بھاری نہیں تھا۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی النصوصۃ الباب الذی بعد ما جاء فی غسل البول و الجنائزۃ الباب عذاب القبر من الغيبة و البول و اباب التحریر علی القبر وغیر ہما و مسند فی کتاب الطہارۃ باب الدلیل علی نجاسة البول و وجوب الاستبراء منه۔

اللُّغَاتُ: لا یستتر من بولہ: یعنی لوگوں کی آنکھوں سے وہ پردہ نہیں کرتا تھا یا اپنے پیشاب سے وہ نہیں بچتا تھا۔ ایک اور روایت میں یہ ہے لا یستتر من بولہ: پیشاب سے وہ برأت نہ حاصل کرتا تھا اور نہ ہی اس وقت تک رکھتا تھا کہ پیشاب والی جگہ میں جو کچھ ہے وہ صاف ہو جائے۔

فوائد: (۱) غیبت حرام ہے اور یہ وہ ان کبیرہ گناہوں میں سے ہے جو مرتکب کے لئے عذاب قبر کا باعث ہے۔ پیشاب کے وقت چھپنا یعنی پردہ کرنا ضروری ہے اور اس سے چھٹکارا حاصل کرنا ضروری ہے۔ (۲) عذاب قبر کا ثبوت بتلایا گیا اور اس کے مجملہ اسباب میں چغلی اور پیشاب سے نہ بچنا یا پیشاب کے وقت ستر کا لحاظ نہ کرنا ہے۔

۱۵۳۹: وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "أَلَا أُبْكُكُمْ مَا الْعَصَةُ؟ هِيَ النَّمِيمَةُ: الْقَالَةُ بَيْنَ النَّاسِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.  
۱۵۳۹: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا میں تمہیں بتلاؤں دوں کہ عصہ یا عصہ کیا ہے؟ فرمایا وہ چغلی ہے لوگوں کے درمیان کسی کی بات

کرنا۔ (مسلم)

الْعَصَةُ: عین مہملہ کے فتح اور ضاد معجمہ کے سکون اور ہاء کے ساتھ۔ (الوجه) کے وزن پر اور یہ لفظ عین کے کسرہ اور ضاد معجمہ کی فتح کے ساتھ بھی مروی ہے۔

”عِدَّة“ کے وزن پر جھوٹ بہتان کے معنی میں مستعمل ہے اور پہلی روایت کے لحاظ سے الْعَصَةُ مصدر ہے کہا جاتا ہے۔ عَصَاهُ عَصَاهُ یعنی اس کو متہم کیا۔

”الْعَصَةُ“ بِفَتْحِ الْعَيْنِ الْمُهِمْلَةِ وَاسْكَانِ الضَّادِ الْمُعْجَمَةِ وَبِالْهَاءِ عَلَى وَزْنِ الْوَجْهِ وَرَوَى الْعَصَةُ بِكُسْرِ الْعَيْنِ وَفَتْحِ الضَّادِ الْمُعْجَمَةِ عَلَى وَزْنِ الْعِدَّةِ وَهِيَ الْكَذِبُ وَالْبُهْتَانُ وَعَلَى الرَّوَايَةِ الْأُولَى: الْعَصَةُ مَصْدَرٌ يُقَالُ: عَصَاهُ عَصَاهُ: أَيُ رَمَاهُ بِالْعَصَةِ۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب البر باب تحریم النسیئة۔

فوائد: چغلی سے بچنا چاہئے یہ جھڑے اور افتراق کا سبب ہے۔

بَابُ: لوگوں کی باتوں کو بلا ضرورت

بلا فساد انگیزی وغیرہ کے

حکام تک پہنچانے سے

ممانعت کا بیان

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”مت تعاون کرو گناہ اور ظلم پر“۔

(المائدہ)

گزشہ باب والی احادیث بھی اسی موضوع سے متعلق ہیں۔

۱۵۴۰: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی شخص مجھے میرے صحابہ کے متعلق

کوئی بات نہ پہنچائے اس لئے کہ میں پسند کرتا ہوں کہ میں تم میں نکل

کر آؤں اور اس حالت میں کہ میرا سینہ ہر ایک کے متعلق صاف

ہو۔“ (ابوداؤد ترمذی)

۲۵۸: بَابُ النَّهْيِ عَنْ ثَقُلِ الْحَدِيثِ

وَكَلَامِ النَّاسِ إِلَى وَلَاةِ الْأُمُورِ إِذَا

لَمْ تَدْعُ إِلَيْهِ حَاجَةٌ كَخَوْفِ

مُفْسَدَةٍ وَنَحْوِهَا

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ

وَالْعُدْوَانِ﴾ [المائدة: ۲]

وَفِي الْبَابِ الْأَحَادِيثُ السَّابِقَةُ فِي الْبَابِ قَبْلَهُ۔

حل الآيات الاثم: گناہ۔ العدوان: ظلم

۱۵۴۰: وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”لَا يُلَغْنِي أَحَدٌ

مِنْ أَصْحَابِي عَنْ أَحَدٍ شَيْئًا فَإِنِّي أَحِبُّ أَنْ

أَخْرُجَ إِلَيْكُمْ وَأَنَا سَلِيمٌ الصَّدْرُ“ رَوَاهُ

أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ۔

تخریج: رواہ ابوداؤد فی کتاب الادب باب وقع من المجلس والترمذی فی ابواب المناقب باب فضل ازواج

النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

اللغائت: لا یلغنی من اصحابی عن احد: مجھے کوئی شخص میرے صحابہ کے متعلق کوئی بات نہ پہنچائے جس کو میں ناپسند کرتا

ہوں یا جس کا نقصان اس کو پہنچے۔

**فوائد:** ستر پر آمادہ کیا گیا اور غلطیوں سے درنظر رکرنے پر آمادہ کیا گیا اور آنحضرت ﷺ کی مسلمانوں کی اجتماعی سلامتی اور قوت و ربط کے لئے شدید خواہش ظاہر کی گئی۔

### باب: منافق کی مذمت

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”وہ لوگوں سے چھپتے پھرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ سے تو چھپ نہیں سکتے اور وہ ان کے ساتھ ہوتا ہے (اپنی قدرت کے ساتھ) جب کہ وہ ناپسند بات پر رات گزارتے ہیں اور اللہ تعالیٰ جو وہ عمل کرتے ہیں ان کا احاطہ کرنے والے ہیں۔“

### ۲۵۹: بَابُ ذِمِّ ذِي الْوُجْهِينِ!

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى : يَسْتَخْفُونَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُونَ مِنَ اللَّهِ وَهُوَ مَعَهُمْ إِذْ يُبَيِّتُونَ مَا لَا تَرْضَى مِنَ الْقَوْلِ . وَكَانَ اللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطًا . [النساء: ۱۰۱] الْآيَتِينَ۔

**حل الآيات:** يستخفون: چھپتے۔ یبیتون: غور کرتے اور اصل اس کی یہ ہے کہ رات کو ہو۔

۱۵۴۱: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم لوگوں کو معدن (کانوں) کی طرح پاؤ گے۔ ان میں جو جاہلیت میں اعلیٰ تھے وہ اسلام میں بھی اعلیٰ ہیں جب کہ وہ دین میں سمجھ پیدا کر لیں اور اس معاملہ میں تم لوگوں میں سب سے بہتر ان کو پاؤ گے جو ان عہدوں کو ناپسند کرنے والے ہیں اور لوگوں میں بدترین وہ ہے جو ان کے پاس ایک چہرے سے آئے اور دوسرے کے پاس دوسرے چہرے کے ساتھ۔“ (بخاری و مسلم)

۱۵۴۱: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”تَجِدُونَ النَّاسَ مَعَادِنَ خِيَارِهِمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَفَهُوا وَتَجِدُونَ خِيَارَ النَّاسِ فِي هَذَا الشَّانِ أَشَدَّهُمْ كَرَاهِيَةً لَّهُ . وَتَجِدُونَ شَرَّ النَّاسِ ذَا الْوُجْهِينِ الَّذِي يَأْتِي هَؤُلَاءِ بِوَجْهِهِ وَهَؤُلَاءِ بِوَجْهِهِ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی اوّل باب المناقب و مسلم فی کتاب فضائل الصحابة باب خیار الناس۔

**اللُّغَاتُ:** تجدون الناس معادن: لوگوں کو معدن (کانوں) کی طرح پاؤ گے۔ ان میں جو جاہلیت میں اعلیٰ تھے وہ اسلام میں بھی اعلیٰ ہیں جب کہ وہ دین میں سمجھ پیدا کر لیں اور اس معاملہ میں تم لوگوں میں سب سے بہتر ان کو پاؤ گے جو ان عہدوں کو ناپسند کرنے والے ہیں اور لوگوں میں بدترین وہ ہے جو ان کے پاس ایک چہرے سے آئے اور دوسرے کے پاس دوسرے چہرے کے ساتھ۔“ (بخاری و مسلم)

**فوائد:** (۱) جاہلیت میں اچھی اصل والے لوگ اسلام میں داخل ہونے کے بعد اگر اسلامی احکام سیکھ لیں تو ان کی اصلیت و شرافت کو اور چاند لگ جائیں گے۔ (۲) منصب کا سب سے زیادہ اہل وہ ہے جو اس سے زیادہ بے رغبتی اختیار کرنے والا ہے کیونکہ اگر وہ حاکم بنا دیا جائے تو وہ اللہ تعالیٰ کی حدود پر قائم رہے گا اور ان کو نافذ کرنے میں بہت زیادہ حریص ہوگا۔ (۳) ذو الوجہین سے وہ شخص مراد ہے جو ایک جماعت کے سامنے خود کو ان کا ساتھی اور دوسروں کا مخالف ظاہر کرے وہ بدترین لوگوں میں سے ہے۔ جو آدمی ہر گروہ کے پاس جائے اور اصلاح کے لئے کوشاں ہو وہ اچھا انسان ہے۔

۱۵۴۲: محمد بن زید سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے میرے دادا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا کہ ہم اپنے بادشاہوں کے پاس جاتے ہیں اور ان کو اس کے الٹ کہتے ہیں جو ہم باتیں کرتے ہیں اس وقت جب کہ ان کے ہاں سے نکلتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا

۱۵۴۲: وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ نَاسًا قَالُوا لِحَدِيثِهِ عَبْدُ اللَّهِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا : ”إِنَّا نَدْخُلُ عَلَى سُلَاطِينِنَا فَنَقُولُ لَهُمْ بِخِلَافِ مَا نَتَكَلَّمُ إِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِمْ“ قَالَ : كُنَّا



نَعُدُّ هَذَا نِفَاقًا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ۔ یہ بات تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نفاق شمار ہوتی  
رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔ تھی۔ (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الاحکام باب ما یکرہ من کلام السلطان۔

اللَّخَائِذُ: سلطاننا: اپنے حکمران۔ نقول لهم بخلاف ما نتکلم اذا اخرجنا من عندہم ہم ان کی موجودگی میں ان کی  
تعریف کرتے جبکہ باہر نکل کر ہم ان کی مذمت کرتے ہیں۔ کنا نعدھا نفاقا ہم اس کو نفاق عملی قرار دیتے تھے۔

فوائد: (۱) سچے ایمان والوں کی علامت یہ ہے کہ سامنے اور غیر موجودگی میں سچ بولتے ہیں باقی جو لوگ منہ پر عرف اور پیچھے مذمت  
کرتے ہیں وہ بزدل منافق ہیں۔ (۲) مسلمان حاکم کے ساتھ اپنی پوری خیر خواہی ظاہر کرتا ہے اور عارضی منفعت والی ملاقات اس سے  
نہیں کرتا۔

## ۲۶: بَابُ تَحْرِيمِ الْكِذْبِ

## بَابُ: جھوٹ کی حرمت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اس چیز کے پیچھے مت پڑو جس کا تمہیں مد  
نہیں۔“ (الاسراء)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”جو لفظ بھی انسان بولے، مگر اس پر ایک ٹیہاں  
مقرر ہے۔“ (ق)

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى : وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ  
عِلْمٌ [الاسراء: ۳۶] وَقَالَ تَعَالَى : مَا  
يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ

[۱۸:ق]

حل الآيات: ولا تقف: نہ اتباع کرو۔

۱۵۴۳: وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : " إِنَّ الصِّدْقَ  
يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ  
وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ حَتَّى يَكُتَبَ عِنْدَ اللَّهِ  
صِدْقًا وَإِنَّ الْكُذْبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ  
وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ " وَإِنَّ الرَّجُلَ  
لَيَكُذِبُ حَتَّى يَكُتَبَ عِنْدَ اللَّهِ كَذَابًا مُتَّفَقٌ  
عَلَيْهِ۔

۱۵۴۳: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے  
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”یقیناً سچائی نیکی کی طرف  
راہنمائی کرنے والی ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جانے والی  
ہے۔ آدمی سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے پاس صدق لکھا  
جاتا ہے۔ جھوٹ گناہ کی طرف لے جانے والا اور گناہ آگ تک  
پہنچانے والا ہے۔ آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے  
ہاں کذاب لکھا جاتا ہے۔“

(بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الادب باب قول اللہ تعالیٰ : ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ  
الصَّادِقِينَ﴾ و مسلم فی کتاب البر باب قبح الکذب و حسن الصدق۔

اللَّخَائِذُ: الصدق: اپنے علم کے مطابق اطلاع دینا۔ یہ کذب کی ضد ہے۔ البر: یہ لفظ ہر خیر کو جامع ہے۔ صدیقاً: سچائی کا  
عادی۔ الکذب خلاف واقعہ بات کہنا۔ الفجور: فسق اور گناہوں میں مشغول ہو کر سرعام گناہ کرنا۔ ہر شر کا جامع نام ہے۔

فوائد: (۱) صدق کی طرف توجہ دینے اور اس کا اہتمام کرنے کی ترغیب دلائی گئی۔ جب وہ اس کی طرف راغب ہوگا تو اس سے  
(۲) کذب سے بچنے کی تاکید کی گئی اور اس میں تساہل پسندی اختیار نہ کرنا چاہئے۔ جھوٹ چیزوں میں

سب سے زیادہ نقصان پہنچانے والا اور سچ اشیاء میں سب سے زیادہ فائدہ مند ہے۔ (۳) واقعات کے سامنے بہادری پر سچ دلالت کرتا ہے جبکہ جھوٹ تردد بزدلی اور حالات کے بالمقابل بے یقینی پر دلالت کرتا ہے۔ (۴) کسی اچھے کام کی عادت ڈال لینا جو آدمی کی پہچان بن جائے یہ عمدہ اخلاق میں سے ہے۔

۱۵۴۴: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”چار باتیں جس میں ہوں وہ خالص منافق ہے۔ جس میں ان میں سے ایک خصلت ہو تو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہے جب تک کہ اس کو چھوڑ نہ دے۔ جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے، جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو بدعہدی کرے، جب جھگڑا کرے تو بدزبانی کرے۔“ (بخاری و مسلم) یہ روایت وضاحت کے ساتھ باب ”الْوَفَاءُ بِالْعَهْدِ“ میں گزری۔

۱۵۴۴: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو ابْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِّنْ نِّفَاقٍ حَتَّى يَدْعَهَا: إِذَا أُتُمِنَ خَانَ، وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَقَدْ سَبَقَ بَيَانُهُ مَعَ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ يَنْحُوهُ فِي بَابِ الْوَفَاءِ بِالْعَهْدِ۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الایمان، باب علامات المنافق و مسلم فی کتاب الایمان، باب لا یدخل الجنة الا المؤمنون وقد تقدم فی باب الوفاء بالعهد۔

**اللِّغَاطَاتُ:** اربع: چار خصلتیں۔ يدعها: ان کو چھوڑ دے۔ فجر: جھگڑنے میں مبالغہ کرے اور جھوٹی قسمیں اٹھائے۔ **فوائد:** (۱) ان خصلتوں سے دور رہنا ضروری ہے کیونکہ یہ منافقین کی خصلتوں میں سے ہیں۔ (۲) یہ چار خصلتیں جب کسی انسان میں اکٹھی ہو جائیں تو وہ مکمل منافق ہے۔

۱۵۴۵: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے ایسا خواب بیان کیا جو اس نے نہیں دیکھا تو اس کو قیامت کے دن دو جو کے دانوں میں گرہ لگانے کا حکم دیا جائے گا اور وہ ہرگز نہیں کر سکے گا جس نے کسی ایسی قوم کی بات کی طوف کان لگایا جو اس کو ناپسند کرنے والے تھے تو اس کے دونوں کانوں میں قیامت کے دن پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا جس نے کوئی تصویر بنائی اسے عذاب دیا جائے گا اور مجبور کیا جائے گا کہ وہ اس میں روح پھونکے اور وہ اس میں پھونک نہیں سکے گا۔“ (بخاری)

**تَحَلَّمَ:** یوں کہنا میں نے نیند میں اس طرح اس طرح دیکھا ہے حالانکہ وہ جھوٹ بول رہا ہے۔ **وَالْأُلُكُ:** پگھلا ہوا سیسہ۔

۱۵۴۵: وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "مَنْ تَحَلَّمَ بِحُلْمٍ لَمْ يَرَهُ كُفْلٌ أَنْ يَعْقِدَ بَيْنَ شَعِيرَتَيْنِ وَلَنْ يَفْعَلَ، وَمَنْ اسْتَمَعَ إِلَى حَدِيثِ قَوْمٍ وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ صَبَّ فِي أُذُنِهِ الْأُلُكُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ، وَمَنْ صَوَّرَ صُورَةً عَذِبَ وَكُفْلٌ أَنْ يَنْفَخَ فِيهِ الرُّوحَ وَلَيْسَ بِنَافِعٍ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔" **"تَحَلَّمَ"**: اُنْی قَالَ اِنَّهٗ حَلَمَ فِی نَوْمِهٖ وَرَآی كَذَا وَكَذَا وَهُوَ كَاذِبٌ - "وَالْأُلُكُ" بِالْمَدِّ وَصَمَّ الثُّونَ وَتَخْفِيفُ الْكَافِ: وَهُوَ الرَّصَاصُ الْمُدَابُّ۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب التعبير، باب من کذب فی حلمه۔

اللَّخَائِثُ: بحلم: خواب خواہ اچھا ہو یا برا اصل یہ ہے کہ برے خواب کو کہتے ہیں کیونکہ ارشاد نبوی ﷺ ہے: الرؤيا من الله و الحلم من الشيطان: اچھا خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور برا گندہ خیالات شیطان کی طرف سے ہے۔ ان یعتقد بین الشعیرتین و لن یفعل یوہ دو جو کے درمیان گرہ لگائے مگر وہ ہرگز ایسا نہ کر سکے گا۔ علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ نے فتح الباری میں فرمایا یہ اس لئے تاکہ آگ میں اس کو دگنا عذاب ہو کیونکہ دو جو کے درمیان گرہ لگانا ممکن ہے۔ حسب: ڈالا جائے گا۔

فوائد: (۱) جو جھوٹی خواب بنائے اس کے متعلق سخت وعید ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ لوگوں پر جھوٹ بولنا ہے۔ (۲) جاسوسی اور خفیہ کسی کی باتیں سننے سے ڈرایا گیا۔ (۳) جیسا کرے گا ویسا بھرے گا۔ (۴) تصویر بنانے والوں کے لئے سخت وعید سنائی گئی کیونکہ وہ قدرت الہی کے متعلق منازعت کرنے والے ہیں۔

۱۵۴۶: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "أَفْرَى الْفَرَى أَنْ يَرَى الرَّجُلُ عَيْنَهُ مَا لَمْ تَرَيَا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمَعْنَاهُ يَقُولُ: رَأَيْتُ فِيمَا لَمْ يَرَهُ۔  
۱۵۴۶: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "سب سے بڑا جھوٹ یہ ہے کہ آدمی اپنی آنکھوں کو وہ چیز دکھائے جو انہوں نے دیکھی نہ ہو"۔ (بخاری) معنی اس کا یہ ہے کہ یوں کہے میں نے دیکھا حالانکہ اس نے دیکھا نہ ہو۔

تخریج: رواہ البخاری فی التعبير باب من کذب فی حلمہ۔

اللَّخَائِثُ: افری: سب سے بڑا جھوٹ۔ الفری: جمع فریۃ جھوٹ۔  
فوائد: (۱) نیند یا بیداری میں جھوٹی تصاویر گھڑنے کی مذمت کی گئی۔

۱۵۴۷: وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِمَّا يُكْثِرُ أَنْ يَقُولَ لِأَصْحَابِهِ: "هَلْ رَأَى أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنْ رُؤْيَا؟" فَيَقْصُصُ عَلَيْهِ مَنْ شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقْصُصَ، وَإِنَّهُ قَالَ لَنَا ذَاتَ غَدَاةٍ: "إِنَّهُ أَتَانِي اللَّيْلَةَ اثْنَانِ، وَاتَّهَمَا قَالَا لِي: انْطَلِقْ، وَاتَّيَا انْطَلَقْتُ مَعَهُمَا وَإِنَّا اثْنَانِ عَلَى رَجُلٍ مُضْطَجِعٍ، وَإِذَا آخَرُ قَائِمٌ عَلَيْهِ بِصَخْرَةٍ وَإِذَا هُوَ يَهْوِي بِالصَّخْرَةِ لِرَأْسِهِ فَيُشَلِّغُ رَأْسَهُ، فَيَتَذَهُدُّهُ الْحَجَرُ هَاهُنَا، فَيَتْبَعُ الْحَجَرُ فَيَأْخُذُهُ فَلَا يَرْجِعُ إِلَيْهِ حَتَّى يَصْغَحَ رَأْسُهُ كَمَا كَانَ ثُمَّ يَعُودُ عَلَيْهِ فَيَفْعَلُ بِهِ مِثْلَ مَا فَعَلَ الْمَرَّةَ الْأُولَى" قَالَ: قُلْتُ لَهُمَا: سُبْحَانَ اللَّهِ! مَا هَذَا؟ قَالَا لِي: انْطَلِقْ انْطَلِقْ، فَانْطَلَقْنَا۔  
۱۵۴۷: حضرت سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے فرماتے رہتے کیا تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ پس وہ اپنا خواب آپ صلی اللہ علیہ کے سامنے پیش کرتا جس کو مشیت ایزدی شامل حال ہوتی کہ وہ بیان کرے ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کہ آج رات دو آنے والے میرے پاس آئے۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ چلو چنانچہ میں ان کے ساتھ چل دیا۔ ہمارا گزر ایک لیٹے ہوئے شخص پر ہوا اور دوسرا آدمی اس پر پتھر لے کر کھڑا تھا اچانک وہ پتھر اس کے سر پر مارتا اور اس کے سر کو کچل دیتا پتھر وہاں سے دور لڑھک جاتا وہ آدمی اس پتھر کے پیچھے جاتا اور اس کو پکڑ لاتا ابھی وہ واپس لوٹتا نہیں تھا کہ اس کا سر پہلے کی طرح صحیح ہو جاتا پھر وہ لوٹ کر اس کے ساتھ وہی کرتا جو پہلی مرتبہ کیا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا کہ میں نے ان سے دریافت کیا سبحان اللہ! یہ کیا ہے؟ ان دونوں نے مجھے کہا چلو چلو۔ ہم چل دیے۔ ہم ایک آدمی

کے پاس سے گزرے جو چپ لیٹا ہوا تھا اور ایک دوسرا آدمی اس کے پاس لوہے کا زبور لئے کھڑا ہوا تھا وہ اس کے چہرے کے ایک طرف کے کلی کو گدی تک چیر دیتا اور اس کی ناک کو بھی گدی تک اور اس کی آنکھ کو بھی گدی تک (چیرتا) پھر دوسرے پہلو کی طرف جاتا تو اس کے ساتھ بھی وہی طرز عمل اختیار کرتا جو پہلے کے ساتھ کیا تھا ابھی وہ اس پہلو سے فارغ نہیں ہوتا کہ پہلے وہ درست ہو جاتا پھر دوبارہ اس کے ساتھ وہی عمل اختیار کرتا جو وہ پہلے کر چکا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں نے کہا سبحان اللہ! یہ دونوں کون ہیں؟ تو انہوں نے مجھے کہا (آگے) چلیں (آگے) چلیں۔ ہم چل دیئے چنانچہ ہمارا زور تور جیسی چیز کے پاس سے ہوا۔ راوی کہتے ہیں میرا خیال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس میں بہت شور و شغب کی آوازیں تھیں۔ پس ہم نے اس میں جھانک کر دیکھا تو اس میں ننگے مرد اور عورتیں تھیں جو نبی نیچے آگ کی لپٹ ان کو پہنچتی تو اس وقت وہ شور مچاتے۔ میں نے کہا یہ کون لوگ ہیں؟ دونوں نے مجھے کہا (آگے) چلیں (آگے) چلیں۔ ہم چلتے رہے تو ہمارا زور ایک نہر کے پاس سے ہوا۔ راوی کہتے ہیں کہ میرا گمان ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ خون کی طرح نہر نہر اور اس نہر میں ایک آدمی تیر رہا تھا اور نہر کے کنارے ایک آدمی تھا جس نے اپنے پاس بہت سے پتھر جمع کئے ہوئے تھے جب وہ تیرنے والا تیر کر اس آدمی کی طرف آتا جس کے پاس پتھر جمع تھے تو اپنا منہ اس کے سامنے کھولتا چنانچہ وہ اس کے سامنے پتھر لقمے کے طور پر ڈالتا پھر یہ جا کر تیرنے لگتا کچھ دیر بعد پھر لوٹ کر آتا جب بھی لوٹتا تو یہ اپنے منہ کو کھولتا تو وہ اس کو پتھر کا لقمہ کھاتا میں نے ان دونوں کو کہا یہ کون ہیں؟ دونوں نے مجھے کہا (آگے) چلے (آگے) چلے۔ ہم چل دیئے ہمارا زور ایک کریہہ منظر آدمی کے پاس سے ہوا یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا جتنا کسی انتہاء درجہ کے قبیح آدمی کو تم نے دیکھا اس سب سے زیادہ قبیح کے پاس سے ہوا اس کے پاس آگ تھی جس کو وہ بھڑکا رہا تھا اور اس کے ارد گرد دوڑ رہا تھا میں نے کہا یہ کیا ہے؟ دونوں نے مجھ

فَاتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ مُسْتَلِيٍ لِقَعَاهُ وَإِذَا آخِرُ قَائِمٍ عَلَيْهِ يَكْتُلُوبُ مِنْ حَدِيدٍ . وَإِذَا هُوَ يَأْتِي أَحَدَ شِقِيٍّ وَجْهِهِ فَيُبْرِشُهُ شِدْقَهُ وَمُنْجِرُهُ إِلَى قَعَاهُ . وَغَيْبَةً إِلَى قَعَاهُ . ثُمَّ يَتَحَوَّلُ إِلَى الْجَانِبِ الْآخَرِ . فَيَفْعَلُ بِهِ مِثْلَ مَا فَعَلَ بِالْجَانِبِ الْأَوَّلِ فَمَا يَفْرُغُ مِنْ ذَلِكَ الْجَانِبِ حَتَّى يَصِحَّ ذَلِكَ الْجَانِبُ كَمَا كَانَ ثُمَّ يَعُودُ عَلَيْهِ فَيَفْعَلُ مِثْلَ مَا فَعَلَ فِي الْمَرَّةِ الْأُولَى . قَالَ : قُلْتُ : سُبْحَانَ اللَّهِ ! مَا هَذَا ؟ قَالَ لِي : انْطَلِقْ . انْطَلِقْ . فَانْطَلَقْنَا فَاتَيْنَا عَلَى مِثْلِ الثَّوْرِ . فَاحْسِبْ أَنَّهُ قَالَ : " فَإِذَا فِيهِ لَعَطٌ . وَأَصْوَاتٌ فَاطْلَعْنَا فِيهِ فَإِذَا فِيهِ رِجَالٌ وَنِسَاءٌ عُرَاةٌ . وَإِذَا هُمْ يَأْتِيهِمْ لَهَبٌ مِنْ أَسْفَلٍ مِنْهُمْ فَإِذَا آتَاهُمْ ذَلِكَ اللَّهَبُ ضَوْضُوْ . قُلْتُ : مَا هَؤُلَاءِ ؟ قَالَ لِي : انْطَلِقْ . انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا فَاتَيْنَا عَلَى نَهْرٍ حَسِبْتُ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ أَحْمَرٌ مِثْلَ الدَّمِ . وَإِذَا فِي النَّهْرِ رَجُلٌ سَابِحٌ يَسْبَحُ . وَإِذَا عَلَى شَطِ النَّهْرِ رَجُلٌ قَدْ جَمَعَ عِنْدَهُ حِجَارَةٌ كَثِيرَةٌ . وَإِذَا ذَلِكَ السَّابِحُ يَسْبَحُ مَا يَسْبَحُ ثُمَّ يَأْتِي ذَلِكَ الَّذِي قَدْ جَمَعَ عِنْدَهُ الْحِجَارَةَ فَيَفْعُرُّ لَهُ فَاهُ فَيُلْقِيَهُ حَجَرًا . فَيُطْلِقُ فَيَسْبَحُ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَيْهِ . كُلَّمَا رَجَعَ إِلَيْهِ فَعَرَّ لَهُ فَاهُ فَالْقَمَّةُ حَجَرًا . قُلْتُ لَهُمَا : مَا هَذَا ؟ قَالَ لِي : انْطَلِقْ . انْطَلِقْ . فَانْطَلَقْنَا فَاتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ كَرِيهِهِ الْمَرْأَةِ أَوْ كَأَكْرَهَ مَا أَنْتَ رَأَيْ رَجُلًا مَرَأَى فَإِذَا هُوَ عِنْدَهُ نَارٌ يَحُشُّهَا وَيَسْعَى حَوْلَهَا . قُلْتُ لَهُمَا : مَا هَذَا ؟ قَالَ لِي : انْطَلِقْ . انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا فَاتَيْنَا عَلَى رَوْحَةٍ مُعْتَمَةٍ فِيهَا

کو کہا (آگے) چلے (آگے چلے) ہم چل دیے۔ پھر ہمارا گزرا ایک گھنے باغ سے ہوا جس میں موسم بہار کے ہر قسم کے پھول کھلے ہوئے تھے اور باغ کے درمیان میں ایک طویل قد آدمی تھا کہ اس کی طوالت کے باعث میں اس سر دیکھنے سے بھی قاصر تھا اور اس کے گرد بہت سے بچے تھے ایسے بچے جو میں نے کبھی نہیں دیکھے۔ میں نے کہا یہ کیا ہے؟ اور یہ کون ہے؟ تو انہوں نے مجھے کہا (آگے) چلے (آگے چلے)۔ ہم چلتے رہے۔ ہمارا گزرا ایک بہت بڑے درخت کے پاس سے ہوا کہ جس سے بڑا اور خوبصورت درخت میں نے کبھی نہیں دیکھا تو انہوں نے مجھے کہا اس پر چڑھنے ہم اس پر چڑھے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہاں ایک شہر ہے جس میں ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی تھی جب ہم اس کے دروازہ پر پہنچے تو ہم نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا چنانچہ دروازہ کھول دیا گیا گیا پس ہم اس میں داخل ہوئے تو (وہاں) ہمیں ایسے آدمی ملے کہ جن کا کچھ حصہ بہت خوبصورت تھا کہ اس طرح کا خوبصورت جسم کبھی دیکھا نہیں گیا اور جسم کا ایک حصہ بہت ہی بدصورت تھا کہ اس طرح کا بدصورت جسم کبھی دیکھنے میں نہیں آیا۔ میرے دونوں ساتھیوں نے اس کو کہا تم اس نہر میں کود جاؤ۔ سامنے پانی کی نہر (باغ کے) عرض میں چل رہی تھی۔ اس کا پانی گویا خالص سفید دودھ تھا۔ وہ اس کے قریب جا کر اس میں کود پڑے۔ پھر ہمارے پاس لوٹ کر آئے تو ان کی بد صورتی (ان سے زائل ہو) چکی تھی اور وہ نہایت حسین و جمیل ہو گئے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھے دونوں نے کہا یہ جنت عدن ہے۔ وہ تیرا مکان ہے (اس دوران) میری نگاہ اوپر کی طرف اٹھی تو سفید بادلوں کی مانند ایک محل ہر آیا۔ انہوں نے مجھے کہا کہ وہ تیرے رہنے کی جگہ ہے۔ میں نے ان سے کہا اللہ تم کو برکت عطا فرمائے۔ مجھے اجازت دو کہ میں اس میں داخل ہو جاؤں۔ انہوں نے کہا اس وقت نہیں البتہ آپ اس میں داخل ہوں گے۔ میں نے ان دونوں کو کہا میں نے آج رات جو عجائبات ملاحظہ کیں یہ کیا ہیں۔ آپ بتائیں کہ یہ میں نے کیا دیکھا؟ دونوں نے مجھے کہا سنیں ہم آپ

مِنْ كُلِّ نَوْرٍ الرَّبِيعِ ، وَإِذَا بَيْنَ ظَهْرِي  
الرَّوَضَةِ رَجُلٌ طَوِيلٌ لَا أَكَادُ أَرَى رَأْسَهُ  
طَوِيلًا فِي السَّمَاءِ ، وَإِذَا حَوْلَ الرَّجُلِ مِنْ  
أَكْثَرِ وَلَدَانِ مَا رَأَيْتُهُمْ قَطُّ قُلْتُ : مَا هَذَا؟  
وَمَا هَؤُلَاءِ؟ قَالَ لِي : انْطَلِقْ انْطَلِقْ ، فَانْطَلَقْنَا  
فَأْتَيْنَا إِلَى دَوْحَةٍ عَظِيمَةٍ لَمْ أَرْ دَوْحَةً قَطُّ  
أَعْظَمَ مِنْهَا وَلَا أَحْسَنَ قَالَ لِي : ارْأَوْ فِيهَا ،  
فَارْتَقَيْنَا فِيهَا إِلَى مَدِينَةٍ مَبْنِيَّةٍ بِلَبَنِ ذَهَبٍ  
وَلَبِنٍ فِضَّةٍ ، فَأْتَيْنَا بِالْمَدِينَةِ فَاسْتَفْتَحْنَا فَنُفِصَحَ  
لَنَا فَدَخَلْنَا هَا ، فَتَلَقَّانَا رِجَالٌ شَطْرُ مَنْ  
خَلْفِهِمْ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَأَيْتَ ، وَشَطْرُ مَنْهُمْ  
كَأَفْجَحَ مَا أَنْتَ رَأَيْتَ ، قَالَ لَهُمْ : اذْهَبُوا فَفَعَلُوا  
فِي ذَلِكَ النَّهْرِ ، وَإِذَا هُوَ نَهْرٌ مُعْتَرِضٌ  
يَحْرِي كَأَنَّ مَاءَهُ الْمَحْضُ فِي الْبَيَاضِ ،  
فَذَهَبُوا فَوَقَعُوا فِيهِ ، ثُمَّ رَجَعُوا إِلَيْنَا قَدْ ذَهَبَ  
ذَلِكَ السُّوءُ عَنْهُمْ فَصَارُوا فِي أَحْسَنِ  
صُورَةٍ ، قَالَ : قَالَ لِي : هَذِهِ جَنَّةُ عَدْنٍ  
وَهَذَاكَ مَنْزِلُكَ فَسَمَا بَصْرِي صُعْدًا فَإِذَا  
قَصْرٌ مِثْلَ الرُّبَابَةِ الْبَيْضَاءِ قَالَ لِي : هَذَاكَ  
مَنْزِلُكَ؟ قُلْتُ لَهُمَا بَارَكَ اللَّهُ فِيكُمَا ، فَذَرَانِي  
فَادْخُلَا - قَالَ : أَمَّا الْآنَ فَلَا وَأَنْتَ دَاخِلُهُ -  
قُلْتُ لَهُمَا : فَأَتَيْتُ رَأَيْتُ مِنْهُ اللَّيْلَةَ عَجَبًا؟ فَمَا  
هَذَا الَّذِي رَأَيْتُ؟ قَالَ لِي : أَمَّا أَنَا سَنُخْبِرُكَ :  
أَمَّا الرَّجُلُ الْأَوَّلُ الَّذِي أَتَيْتَ عَلَيْهِ يُثْلَغُ  
رَأْسُهُ بِالْحَجَرِ فَإِنَّهُ الرَّجُلُ يَأْخُذُ الْقُرْآنَ  
فَيَرْفُضُهُ ، وَيَنَامُ عَنِ الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ ، وَأَمَّا  
الرَّجُلُ الَّذِي أَتَيْتَ عَلَيْهِ يُشْرِشُرُ شِدْقَهُ إِلَى  
قَفَاهُ وَمَنْخَرَهُ إِلَى قَفَاهُ فَإِنَّهُ الرَّجُلُ يَغْدُوا مِنْ



کو اطلاع کرتے ہیں۔ پہلا آدمی جس کے پاس آپؐ اس حال میں آئے کہ اس کا سر پتھر سے پکلا جا رہا تھا وہ آدمی تھا جس نے قرآن کو حاصل کیا پھر اس کو چھوڑ دیا اور فرض نماز (ادا کئے بغیر) سو رہا۔ پھر وہ آدمی کہ جس کے پاس آپؐ اس حالت میں آئے کہ اس کے جڑوں کو گدی تک اور اس کے نتھنے کو گدی تک اور آنکھ کو گدی تک چیرا جا رہا تھا وہ ایسا آدمی ہے جو صبح گھر سے نکلتا ہے اور جھوٹ بولتا ہے اور اس کا جھوٹ دنیا کے کناروں تک پہنچ جاتا ہے۔ وہ مرد اور عورتیں جو برہنہ حالت میں تنور جیسی عمارت میں تھے وہ زنا کرنے والے مرد اور زنا کرنے والی عورتیں تھیں۔ اور وہ آدمی جس کے پاس آپؐ اس حالت میں آئے کہ وہ نہر میں تیرتا ہے اور اس کو پتھر کے لقمے دیئے جا رہے تھے وہ سود خور ہے پھر وہ کریہہ المنظر شخص جو آپؐ نے آگ کے پاس دیکھا وہ اس آگ کو بھڑکا رہا اور اس کے ارد گرد دوڑ رہا تھا وہ مالک ہے جو آگ کا نگران ہے اور وہ طویل القامت شخص جو باغ میں تھا وہ ابراہیم علیہ السلام ہیں اور رہے وہ بچے جو ان کے ارد گرد تھے وہ بچے ہیں جو بچپن میں فوت ہوئے اور علامہ برقانی کی روایت میں ہے جو فطرت پر پیدا ہو۔ بعض مسلمانوں نے سوال کیا مشرکین کی اولاد کا کیا حکم ہے؟ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور مشرکین کے بچے بھی (دہیں ہوں گے) پھر وہ لوگ جن کے جسم کا ایک حصہ بہت خوبصورت اور دوسرا نہایت بدصورت تھا وہ ایسے لوگ تھے جنہوں نے نیک اعمال اور برے اعمال ملا دیئے اور اللہ نے ان سے درگزر فرمایا۔

بخاری ان کی ایک روایت میں ہے کہ میں نے آج رات دو آدمیوں کو دیکھا جو میرے پاس آئے اور وہ مجھے نکال کر مقدس سرزمین کی طرف لے گئے پھر آگے اسی طرح ذکر کیا پس ہم چلتے ہوئے ایک تنور جیسے سوراخ کے پاس پہنچے جس کا اوپر والا حصہ ٹنگ اور نیچے والا وسیع تھا اور اس کے نیچے آگ بھڑکائی جا رہی تھی جب آگ بلند ہوتی تو وہ (لوگ جو اس کے اندر تھے) بھی اوپر کواٹھتے یہاں تک کہ نکلنے کے قریب ہو جاتے۔ اور جب شعلوں کی بھڑک کم

بِیْہَ فِیْکُذِبُ الْکِذْبَةُ تَبْلُغُ الْاَفَاقَ وَامَّا الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ الْعُرَاۃُ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ مِثْلِ بِنَاءِ التَّنُوْرِ فَانْتَهُمُ الرِّزَاۃُ وَالزَّوَاۡیِیُ وَامَّا الرَّجُلُ الَّذِیْ اَتَتْ عَلَیْہِ یَسْبَحُ فِی النَّہْرِ وَیُلْقِمُ الْحِجَارَةَ فَانَّہُ اِکْلُ الرَّبَا ، وَامَّا الرَّجُلُ الْکَرِیْہُ الْمَرْآۃُ الَّذِیْ عِنْدَ النَّارِ یَحْشُہَا وَیَسْطِیْ حَوْلَهَا فَانَّہُ مَالِکٌ خَازِنُ جَہَنَّمَ ، وَامَّا الرَّجُلُ الطَّوِیْلُ الَّذِیْ فِی الرَّوْضَةِ فَانَّہُ اِبْرَہِیْمُ ، وَامَّا الْوِلْدَانُ الَّذِیْ حَوْلَهُ فَکُلُّ مَوْلُوْدٍ مَاتَ عَلَی الْفِطْرَةِ ، وَفِیْ رِوَاۡیَۃٍ الْبُرْقَانِیِّ "رُلْدَ عَلَی الْفِطْرَةِ" فَقَالَ بَعْضُ الْمُسْلِمِیْنَ : یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ، وَآوْلَادُ الْمُشْرِکِیْنَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ "وَآوْلَادُ الْمُشْرِکِیْنَ" وَامَّا الْقَوْمُ الَّذِیْنَ کَانُوْا شَطْرًا مِنْهُمْ حَسَنٌ وَشَطْرٌ مِنْهُمْ قَبِیْحٌ فَانْتَهُمُ قَوْمٌ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَآخَرَ سَیِّئًا تَجَاوَزَ اللّٰہُ عَنْهُمْ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ - وَفِیْ رِوَاۡیَۃٍ لَّہُ "رَاَیْتُ اللَّیْلَةَ رَجُلَیْنِ اَتَاَنِیْ فَاخْرَجَانِیْ اِلَیْ اَرْضٍ مُّقَدَّسَةٍ ثُمَّ ذَكَرَہُ وَقَالَ : "فَانْطَلَقْنَا اِلَیْ نَقَبٍ مِّثْلِ التَّنُوْرِ اَعْلَاهُ ضِیْقٌ وَاسْفَلُہُ وَاِسْعٌ یَتَوَقَّدُ تَحْتِہُ نَارًا" فَاِذَا ارْتَفَعَتْ ارْتَفَعُوْا حَتّٰی کَادُوْا اَنْ یَخْرُجُوْا ، وَاِذَا خَمَدَتْ رَجَعُوْا فِیْہَا ، وَفِیْہَا رِجَالٌ وَنِسَاءٌ عُرَاۃٌ وَفِیْہَا "حَتّٰی اَتٰنَا عَلَی نَہْرِ مِنْ دَمٍ" وَلَمْ یَسْلُکْ "فِیْہِ رَجُلٌ قَانِمٌ عَلَی وَسْطِ النَّہْرِ وَ عَلَی شَطِ النَّہْرِ رَجُلٌ وَبَیْنَ یَدَیْہِ حِجَارَةٌ" فَاقْبَلَ الرَّجُلُ الَّذِیْ فِی النَّہْرِ فَاِذَا اَرَادَ اَنْ یَخْرُجَ رَمٰی الرَّجُلُ بِحَجَرٍ فِیْ فِیْہِ فَرَدَّہُ

ہو جاتی تو اس میں لوٹ جاتے اس میں عورتیں اور مرد برہنہ تھے اور اس روایت میں یہ بھی ہے کہ ہمارا گزر خون کی ایک نہر کے پاس سے ہوا اور روایت میں شک و شبہ کے الفاظ کی گنجائش نہیں نہر کے درمیان میں ایک آدمی کھڑا تھا اور نہر کے کنارے پر بھی ایک آدمی کھڑا تھا پس وہ آدمی جو نہر کے درمیان میں (کھڑا) جب نہر سے نکلنے کا ارادہ کرتا تو کنارے والا آدمی اس کے منہ پر پتھر مارتا اور اس کو وہیں لوٹا دیتا جہاں سے وہ آیا تھا۔ اور اس میں یہ بھی ہے کہ دونوں نے مجھے درخت پر چڑھایا اور مجھے ایک ایسے گھر میں داخل کیا کہ جس سے زیادہ خوبصورت گھر میں نے کبھی نہیں دیکھا اس میں بوڑھے اور جوان مرد تھے اس روایت میں یہ بھی ہے کہ جس کو تم نے دیکھا کہ اس کے جڑے چیرے جارہے ہیں وہ کذاب ہے جو جھوٹی باتیں کرتا ہے وہ باتیں اس کی قبول کر لی جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ وہ زمین کے کناروں تک پہنچ جاتی ہیں قیامت تک اس کے ساتھ اسی طرح کیا جاتا رہے گا۔ اس روایت میں یہ بھی ہے کہ جس کو آپؐ نے دیکھا اس کا سر کچلا جا رہا ہے وہ وہ آدمی ہے جس کو اللہ نے قرآن کا علم دیا وہ رات کو اس سے سو رہا اور دن میں اس پر عمل نہ کیا قیامت تک اس کے ساتھ ایسا کیا جاتا رہے گا وہ پہلا گھر جس میں آپؐ داخل ہوئے عام مومنوں کا ہے اور یہ گھر شہداء کا ہے اور میں جبرائیل ہوں اور یہ میکائیل ہے تم اپنا سراٹھاؤ دونوں نے کہا وہ تمہارا مکان ہے میں نے کہا مجھے چھوڑ دو تا کہ میں اپنے مقام میں داخل ہو جاؤں دونوں نے کہا تیری عمر باقی ہے جس کو آپؐ نے پورا نہیں کیا۔ جب آپؐ پورا کریں گے تو آپؐ اپنے مکان میں تشریف لائیں گے۔ (بخاری)

يَنْلَعُ رَأْسُهُ : ثَمَّ مِثْلُهُ ثَلَاثِينَ مَعْجَمَةً كَيْفَ تَحْمِلُ اس كَوْحِيرَ بَاتِحَا۔  
يَنْدَهْدُهُ لَزْهَلَا۔

كُلُوبُ : کاف کے فتح اور لام مشدودہ کے پیش کے ساتھ مشہور چیز ہے جس کو آنکڑا یا جمہور کہتے ہیں۔

فَيُشْرِ شَرُّ : کاٹا جاتا ہے اس کے ٹکڑے کر رہا ہے۔

ضَوْؤَا : دونوں ضاد معجمہ کے ساتھ مراد شور مچایا۔

حَيْثُ كَانَ : فَجَعَلَ كُلَّمَا جَاءَ لِيُخْرِجَ جَعَلَ يَرْمِي فِيهِ بِحَجَرٍ فَيَرْجِعُ كَمَا كَانَ "وَفِيهَا" فَصَعِدَا بَنِي الشَّجَرَةِ فَأَدَخَلَانِي دَارًا لَمْ أَرْقُطْ أَحْسَنَ مِنْهَا : فِيهَا رِجَالٌ شُيُوخٌ وَشَبَابٌ "وَفِيهَا" : "الَّذِي رَأَيْتَهُ يُشَقُّ شِدْقُهُ فَكَذَّابٌ يُحَدِّثُ بِالْكَذِبَةِ فَتُحْمَلُ عَنْهُ حَتَّى تَبْلُغَ الْإِفَاقَ فَيُصْعَقُ بِهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ" وَفِيهَا : "الَّذِي رَأَيْتَهُ يُشْدَخُ رَأْسُهُ فَرَجُلٌ عَلَّمَهُ اللَّهُ الْقُرْآنَ فَنَامَ عَنْهُ بِاللَّيْلِ وَلَمْ يُعَسَلْ فِيهِ بِالنَّهَارِ فَيُفْعَلُ بِهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ" وَالذَّارُ الْأُولَى الَّتِي دَخَلْتَ دَارَ عَامَّةِ الْمُؤْمِنِينَ وَأَمَّا هَذِهِ الدَّارُ فَدَارُ الشُّهَدَاءِ : وَأَنَا جِبْرِيلُ : وَهَذَا مِكَاءُ بُلُّ فَأَرْقِعْ رَأْسَكَ : فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا فَوْقِي مِثْلُ السَّحَابَةِ : قَالَا : ذَاكَ مَنْزِلُكَ : قُلْتُ دَعَانِي أَدْخُلْ مَنْزِلِي : قَالَا : إِنَّهُ بَقِيَ لَكَ عُمُرٌ لَمْ تَسْكُمْلُهُ : فَلَوْ اسْتَكْمَلْتَهُ أَتَيْتَ مَنْزِلَكَ "رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

قَوْلُهُ "يَنْلَعُ رَأْسُهُ" هُوَ بِالنَّاءِ الْمُثَلَّثَةِ وَالْغَيْنِ الْمُعْجَمَةِ أَيْ يَشْدَخُهُ وَيَشْقُهُ - قَوْلُهُ "يَنْدَهْدُهُ" : أَيْ يَنْدَحُرُجُ - "وَالْكُلُوبُ" بِفَتْحِ الْكَافِ وَضَمِّ اللَّامِ الْمُشَدَّدَةِ وَهُوَ مَعْرُوفٌ - قَوْلُهُ "فَيُشْرِ شَرُّ" : أَيْ يَقْطَعُ : قَوْلُهُ - "ضَوْؤَا" وَهُوَ بِضَاوَيْنِ مُعْجَمَتَيْنِ : أَيْ صَاوَحُوا قَوْلُهُ "فَيُفْعَرُ" هُوَ بِالْفَاءِ وَالْغَيْنِ الْمُعْجَمَةِ : أَيْ يَفْتَحُ - قَوْلُهُ "الْمَرْأَةُ" هُوَ بِفَتْحِ الْمِيمِ : أَيْ الْمُنْظَرِ - قَوْلُهُ : "يَحْشُهَا" هُوَ بِفَتْحِ الْيَاءِ وَضَمِّ الْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ وَالشَّيْنِ الْمُعْجَمَةِ :

أَيُّ يُوقِدُهَا "قَوْلُهُ" رَوْضَةٌ مُعْتَمَةٌ "هُوَ بِضَمِّ  
الْيَمِ وَالْكَافِ الْعَيْنِ وَفَتْحِ التَّاءِ وَتَشْدِيدِ  
الْيَمِ : أَيُّ وَافِيَةِ النَّبَاتِ طَوِيلَتِهِ - قَوْلُهُ  
"دَوْحَةٌ" هِيَ بِفَتْحِ الدَّالِ وَالْكَافِ الْوَادِ  
وَبِالْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ : وَهِيَ الشَّجَرَةُ الْكَبِيرَةُ  
- قَوْلُهُ "الْمَحْضُ" هُوَ بِفَتْحِ الْمِيمِ  
وَالْكَافِ الْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ وَبِالضَّادِ الْمُعْجَمَةِ  
: وَهُوَ اللَّبَنُ قَوْلُهُ "فَسَمًا بَصْرِيٌّ" أَيُّ ارْتَفَعَ  
: "وَصُعْدًا" بِضَمِّ الضَّادِ وَالْعَيْنِ : أَيُّ  
مُرْتَفِعًا - "وَالرَّيَابَةُ" بِفَتْحِ الرَّاءِ وَبِالْبَاءِ  
الْمُوَحَّدَةِ مُكَرَّرَةً : وَهِيَ السَّحَابَةُ.

فَيُفْعَرُ : فاء اور غین معجم کے ساتھ اس کا منہ کھولتا ہے۔  
الْمِرْآةُ : مِیم کے فتح کے ساتھ منظر یا نظارہ۔  
يَحْشَاهَا ياء کے فتح اور حاء مہملہ کے ضم اور شین معجم کے ساتھ۔ مراد وہ  
آگ جلا رہا ہے۔ بھڑکا رہا ہے۔ رَوْضَةٌ مُعْتَمَةٌ : کا مِیم کے پیش عین کے  
سکون تاء کے فتح اور مِیم کی شد کے ساتھ جس کی انموری طویل اور وافر  
ہو۔ کافی نباتات والا۔ دَوْحَةٌ : وال کے فتح واؤ کے سکون اور حاء  
مہملہ کے ساتھ بہت بڑے درخت کو کہتے ہیں۔ الْمَحْضُ : مِیم کے فتح  
اور حاء مہملہ کے سکون اور ضاد معجم کے ساتھ دودھ کو کہتے ہیں۔ فَسَمًا  
بَصْرِيٌّ : میری نظر بلند ہوئی یا میری نگاہ اوپر اٹھی۔ صُعْدًا : صاد اور  
عین کے ضم کے ساتھ بلند کے معنی میں ہے بلندی والا یا بلند ہونے  
والے۔ رَّيَابَةٌ : راء کے فتح اور باء موحدہ مکررہ کے ساتھ بادل

تخریج : رواہ البحاری فی التعلیل باب تعیر الرؤیا بعد صلاة الصبح۔

اللَّخَائِنُ : ذات غدا : ایک دن کی صبح۔ ذات کا لفظ زائد ہے۔ یہ شنی کی اضافت اپنی ذات ہی کی طرف ہے۔ حتیٰ صبح  
رأسہ کما کان : اس کا سر صحیح ہو جاتا ہے جیسا کہنے سے پہلے تھا۔ شدقہ بند کی ایک طرف۔ التور : روئی پکانے کی جلد یہ زمین میں  
گڑھے کی شکل میں ہوتا ہے یا سطح زمین کے اوپر گڑھے کی صورت میں۔ لفظ جو کلام ظاہر نہ ہو بلکہ اس میں شور و شغب ہو۔ نور  
الربیع : پھول۔ شطر : آدھا۔ المحض : خالص۔ جنة عدن : یہ عدن بالمكان سے لیا گیا جس کا معنی اقامت اختیار کرنا ہے۔ ہمیشہ  
اور باقی رہنے والا باغ۔ فذرانی : تم دونوں مجھے چھوڑ دو۔ یاخذ القرآن : اس کو یاد کرتا ہے۔ فیر فضہ : اس کا دہر کرنے میں سستی کرتا  
ہے تاکہ پھول بن جاتا ہے۔ الافاق : اطراف۔ تجاوز الله عنهم : اللہ تعالیٰ نے ان کو بخش دیا۔ نقب : پھنسی ہوئی جگہ۔  
فوائد : (۱) یاد کرنے کے بعد قرآن مجید بھلانے سے ڈرایا اور قرآن مجید پر عمل چھوڑنے سے خبردار کیا گیا۔ (۲) فرض نماز سے سستی  
کرنے والے کے لئے سخت ڈراوا ہے۔ (۳) جھوٹ سے بچنا چاہئے اس سے آدمی سخت سزا کا مستحق بن جاتا ہے۔ اسی طرح زنا اور سود  
خوری سے بھی بچنا چاہئے۔ (۴) رسول اللہ ﷺ کے مرتبہ و مقام کا ذکر اور اللہ تعالیٰ کے ہاں شہداء کا مرتبہ و مقام بیان کیا گیا ہے۔  
(۵) جنت کی نعمتیں اور دوزخ کا عذاب برحق ہے اس میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں۔ (۶) اس روایت سے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ  
نے آخرت کے بہت سے امور کو ملاحظہ فرمایا تھا۔

## بَابُ الْكَذِبِ فِي قِصَمِ

جو جائز ہے

اچھی طرح جان لو کہ اگرچہ جھوٹ اصل کے لحاظ سے حرام  
ہے۔ مگر بعض صورتوں میں چند شرائط کے ساتھ جائز ہو جاتا ہے۔ جن  
کو وضاحت کے ساتھ میں نے کتاب الاذکار میں ذکر دیا ہے۔ اس کا

## ۲۶۱ : بَابُ بَيَانِ مَا يَجُوزُ مِنَ

الْكُذْبِ

اعْلَمْ أَنَّ الْكُذْبَ وَإِنْ كَانَ أَصْلُهُ مُحَرَّمًا  
فَيَجُوزُ فِي بَعْضِ الْأَحْوَالِ بِشُرُوطٍ قَدْ  
أَوْضَحْتُهَا فِي كِتَابِ : "الْأَذْكَارِ" وَمُخْتَصَرِّ

ذَلِكَ : أَنَّ الْكَلَامَ وَسِيلَةً إِلَى الْمَقَاصِدِ . فَكُلُّ مَقْصُودٍ مَحْمُودٍ يُمْكِنُ تَحْصِيلُهُ بِغَيْرِ الْكُذْبِ يَحْرُمُ الْكُذْبُ فِيهِ . وَإِنْ لَمْ يُمْكِنُ تَحْصِيلُهُ إِلَّا بِالْكَذْبِ جَازَ الْكُذْبُ ثُمَّ إِنْ كَانَ تَحْصِيلُ ذَلِكَ الْمَقْصُودِ مُبَاحًا كَانَ الْكُذْبُ وَاجِبًا . فَإِذَا اخْتَفَى مُسْلِمٌ مِنْ ظَالِمٍ يُرِيدُ قَتْلَهُ أَوْ اخْتِصَامَ مَالِهِ وَأَخْفَى مَالَهُ وَسُيِّلَ إِنْسَانٌ عَنْهُ وَجَبَ الْكُذْبُ بِأَخْفَائِهِ - وَكَذَا لَوْ كَانَ عِنْدَهُ وَدِيعَةٌ وَأَرَادَ ظَالِمٌ اخْتِصَامَهَا وَجَبَ الْكُذْبُ بِأَخْفَائِهَا - وَالْأَخُوطُ فِي هَذَا كُتِلَ أَنْ يُورَى - وَمَعْنَى التَّوْرِيَةِ أَنْ يَقْصِدَ بِعِبَارَتِهِ مَقْصُودًا صَحِيحًا لَيْسَ هُوَ كَاذِبًا بِالنِّسْبَةِ إِلَيْهِ وَإِنْ كَانَ كَاذِبًا فِي ظَاهِرِ اللَّفْظِ وَبِالنِّسْبَةِ إِلَى مَا يَقْهَمُهُ الْمُخَاطَبُ . وَلَوْ تَرَكَ التَّوْرِيَةَ وَأَطْلَقَ عِبَارَةَ الْكُذْبِ فَلَيْسَ بِحَرَامٍ فِي هَذَا الْحَالِ - وَاسْتَدَلَّ الْعُلَمَاءُ بِجَوَازِ الْكُذْبِ فِي هَذَا الْحَالِ بِحَدِيثٍ .

خلاصہ یہ ہے کلام حصول مقاصد کا ذریعہ ہے۔ پس ہر وہ مقصد جو اچھا ہو اور اسے بغیر جھوٹ حاصل کرنا ممکن ہو تو اس کے لئے جھوٹ کا استعمال حرام ہے اور اگر جھوٹ کے بغیر اس کا حاصل کرنا ممکن نہ ہو تو پھر جھوٹ بولنا جائز ہے۔ پھر اس کی کئی صورتیں ہیں: (۱) اگر وہ مباح ہے تو جھوٹ بولنا مباح ہوگا۔ (۲) اگر وہ واجب ہے تو جھوٹ بولنا واجب ہے مثلاً کوئی مسلمان ایسے ظالم سے چھپ جائے جو اس کو جان سے مارنا یا اس کا مال چھیننا چاہتا ہو یا چھپانا چاہتا ہے۔ اب کسی شخص سے اس کے متعلق دریافت کیا گیا تو اس کے معاملے کو چھپانے کے لئے جھوٹ بولنا واجب ہے۔ اسی طرح اگر اس کے پاس کوئی امانت ہو اور کوئی ظالم اس کو لینا چاہتا ہو تو اس امانت کو چھپانا واجب ہے۔ اس قسم کے تمام معاملات میں زیادہ محتاط طریقہ یہ ہے کہ تو یہ اختیار کیا جائے تو یہ کہ مطلب یہ ہے کہ ذومعنی کلام کیا جائے۔ جس کا ایک ظاہری مفہوم ہو اور ایک باطنی۔ اپنی کلام سے صحیح مقصد کی نیت کرے۔ تاکہ وہ اس کی طرف نسبت کرنے میں جھوٹا نہ ہو۔ اگر ظاہراً اس چیز کی طرف نسبت کرنے میں جس کو مخاطب سمجھ رہا ہو وہ جھوٹا ہو اور اگر تو یہ کہ بجائے وہ صاف جھوٹ بولے تب بھی اس حالت میں جھوٹ بولنا حرام نہ ہوگا۔ اس قسم کے حالات میں جب جھوٹ بولنے کے جواز پر بحث ہوئی، علماء نے ام کلثوم کی روایت سے استدلال کیا:

حل العبارات: (۱) امام نووی رحمۃ اللہ کی کتاب "الاذکار" باب النہی عن الکذب و بیان اقسامہ کو ملاحظہ فرمائیے۔ (۲) جاز الکذب: ممنوع نہیں۔ یہاں جاز کا لفظ مباح کے معنی میں نہیں۔

۱۵۴۸: ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں وہ آدمی جھوٹا نہیں جو دو آدمیوں میں صلح کرائے وہ خیر کو پہنچاتا ہے اور خیر کہتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

مسلم کی روایت میں ہے کہ ام کلثوم کہتی ہیں میں نے نہیں سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز میں اتنی رخصت دیتے ہوں جتنی تین چیزوں میں دیتے تھے:

(۱) لڑائی۔ (۲) لوگوں میں صلح۔

۱۵۴۸: وَعَنْ أُمِّ كَلْثُومٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : "لَيْسَ الْكُذَّابُ الَّذِي يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ فَيُنْمِي خَيْرًا أَوْ يَقُولُ خَيْرًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ فِي رِوَايَةٍ : "قَالَتْ أُمُّ كَلْثُومٍ وَلَمْ أَسْمَعْهُ يُرَخِّصْ فِي شَيْءٍ مِمَّا يَقُولُ النَّاسُ إِلَّا فِي ثَلَاثٍ : تَعْنِي الْحَرْبَ ، وَالْإِصْلَاحَ بَيْنَ النَّاسِ وَحَدِيثَ الرَّجُلِ أَمْرَاتِهِ وَحَدِيثَ

الْمَرْأَةُ زَوْجَهَا۔ (۳) آدمی اپنی بیوی سے بات چیت کرے یا بیوی مرد سے۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الصلح باب ليس الكاذب الذي يصلح بين الناس مسلم فی البر باب تحريك الكذب و بيان المباح منه۔

**الذخائر:** ام کلثوم: یہ عقبہ بن ابی معیط بن عبد شمس کی بیٹی ام کلثوم قرشی ہیں۔ حالات باب التراجم میں ملاحظہ ہوں۔ ليس الكذاب: شرعی لحاظ سے قابل مذمت نہیں۔ فیمنی: پس پہنچاتا ہے۔ حدیث الرجل الی امرأه: اس کے ساتھ ایسا وعدہ جس سے وہ خوش ہو۔

**فوائد:** کذب کی ایک قسم وہ ہے جس کی شرعی طور پر اجازت ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے اس کی رخصت عنایت فرمائی ہے۔

**نائب:** قول و حکایت میں بات پر

پختگی کی ترغیب

۲۶۲: الْحَثُّ عَلَى التَّحَبُّصِ فِيمَا

يَقُولُهُ وَيَحْكِيهِ!

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اس بات کے پیچھے مت پڑو جس کا علم نہ ہو۔“ (الاسراء)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”انسان جو لفظ بھی بولتا ہے اس پر ایک نگہبان تیار ہے۔“ (ق)

۱۵۴۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ جو کچھ وہ سنے وہ (آگے) بیان کر دے۔“ (مسلم)

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى : (۱) وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ [الاسراء: ۳۶] وَقَالَ تَعَالَى : (۲) يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ [ف: ۱۸]

۱۵۴۹: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : ”كَفَى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

**تخریج:** رواہ مسلم فی المقدمة باب النهی عن بكل ما سمع۔

**فوائد:** (۱) پختہ خبر دوسرے تک پہنچانی چاہئے ہر کہی جانے والی بات کی تصدیق نہ کر دینی چاہئے۔ (۲) علامہ ابن عسلاں فرماتے ہیں: باب میں مذکورہ حدیث و آثار کا مقصد یہ ہے کہ ہر سنی سنائی بات آگے کر دینے کے قابل نہیں کیونکہ آدمی بسا اوقات سچ جھوٹ سنتا ہے۔ اُسر اس نے ہر سنی سنائی بات کر دی تو اس نے جھوٹ بولا اس لئے کہ اس نے انہونی بات کی اطلاع دی۔

۱۵۵۰: حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے مجھ سے کوئی بات بیان کی اور اس کا خیال یہ ہے کہ وہ جھوٹ ہے تو جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے۔“ (مسلم)

۱۵۵۰: وَعَنْ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ”مَنْ حَدَّثَ عَنِّي بِحَدِيثٍ يَرَى أَنَّهُ كَذِبٌ فَهُوَ أَحَدُ الْكَذِبِيِّينَ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

**تخریج:** رواہ مسلم فی المقدمة باب وجوب الرواية من الثقات و ترك الكذابين۔

**الذخائر:** فهو احد الكاذبين: ایک روایت میں کاذبین جمع مذکور ہے اور دوسری میں کاذبین تنبیہ مذکور ہے۔ **فوائد:** (۱) رسول اللہ ﷺ سے مروی احادیث کی پڑتال کرنی ضروری ہے اور روایت کرنے سے قبل اس کی صحت جانچ لینی چاہئے۔ (۲) کذاب کا لفظ ہر اس شخص پر بولا جاتا ہے جو خود جھوٹ گھڑے یا جھوٹ کو نقل کرنے اور پھیلانے میں معاونت کرے۔



۱۵۵۱: حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میری ایک سوکن ہے۔ کیا مجھے اس بات سے گناہ ہوگا کہ میں اس کے سامنے ظاہر کروں کہ مجھے خاوند کی طرف سے وہ کچھ ملتا ہے جو واقعاً مجھے نہیں ملتا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جھوٹ موٹ سیرابی ظاہر کرنے والا جھوٹ کے دو کپڑے پہننے والے کی طرح ہے۔“ (بخاری و مسلم)

الْمُتَشَبِعُ: جو سیرابی ظاہر کرے حالانکہ سیر نہ ہو۔ یہاں اس کا معنی یہ ہے وہ ظاہر یہ کرے کہ اس کو فضیلت حاصل ہے حالانکہ اس کو حاصل نہیں۔ لَا بَسُ ثَوْبِي زُورٌ: جھوٹ والے کپڑے پہننے والا وہ وہی شخص ہے جو لوگوں کے سامنے جھوٹ موٹ ظاہر کرے کہ وہ زاہدوں میں سے ہے یا اہل علم میں سے یا اہل مال میں سے ہے تاکہ لوگ اسکے بارے میں دھوکے میں مبتلا ہو جائیں حالانکہ اس میں ان میں سے کوئی خوبی بھی نہ ہو۔ بعض نے اسکا معنی اور بھی بیان کیا ہے۔

تخریج: رواہ البخاری فی النکاح باب المتشبع بما لم ينال ومسلم فی اللباس والزينة باب النهی عن التزوير فی اللباس۔

الْمُتَشَبِعُ: ضُرَّة: سوکن اس کی جمع ضرات اور ضراتر ہے۔ جناح بگناہ۔  
فوائد: (۱) اگر کوئی آدمی ایسی چیز ظاہر کرے جو اس میں نہ ہو تو وہ جھوٹوں اور تزویر کرنے والے لوگوں میں شمار ہے۔ (۲) جہاں تک ممکن ہو ظاہر باطن کے مطابق ہونا چاہئے۔

### بَابُ: جھوٹی گواہی کی

#### شدید حرمت

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”اور تم جھوٹی بات سے بچو۔“ (الحج)  
اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”تم اس چیز کے پیچھے مت پڑو جس کا تمہیں علم نہیں۔“ (بنی اسرائیل)  
اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”انسان جو بھی بولتا ہے اس پر ایک نگران فرشتہ تیار ہوتا ہے۔“ (ق) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”بے شک آپ کا رب البتہ گھات میں ہے۔“ (الفجر)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اور وہ لوگ جو کہ جھوٹ کی مجلسوں میں حاضر

### ۱۶۳: بَابُ بَيَانِ غُلْظِ

#### تَحْرِيمِ شَهَادَةِ الزُّورِ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَأَجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ﴾ [الحج: ۳۰] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ﴾ [بنی اسرائیل: ۳۶] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ﴾ [ق: ۸۱] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ﴾ [الفجر: ۱۴]

وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ

نہیں ہوتے۔ (الفرقان)

الزُّورُ [الفرقان]

**حل الآيات:** قول الزور: باطل اور جھوٹی بات۔ لبس صداد: ان کے اعمال کی کمرانی کرتا اور اس پر ان کو بدلہ دیتا ہے۔ لا یشهدون الزور: باطل گواہی نہیں دیتے۔

۱۵۵۲: وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِكَبِيرٍ الْكَبِيرِ؟" قُلْنَا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ - قَالَ: "الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ، وَعَقُوقُ الْوَالِدَيْنِ" وَكَانَ مُتَكِنًا، فَجَلَسَ فَقَالَ: "أَلَا وَقَوْلُ الزُّورِ! فَمَا زَالَ يُكْرِّرُهَا حَتَّى قُلْنَا: لَيْتَهُ سَكَتَ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ."

۱۵۵۲: حضرت ابی بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کیا میں تم کو سب سے بڑا کبیرہ گناہ نہ بتا دوں؟ ہم نے عرض کیا نہ وہ بتائیے۔ آپ نے فرمایا: "اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا اور والدین کی نافرمانی کرنا۔ آپ پہلے ٹیک لگائے ہوئے تھے پھر سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا: خیر دار! جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی پھر اس کو دہراتے رہے۔ یہاں تک کہ ہم نے کہا: کاش کہ آپ خاموش ہو جائیں۔" (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواد البخاری فی کتاب الشهادات، باب ما قبل فی شهادة الزور ومسلم فی کتاب الايمان، باب بیان الکبائر و اکبرها۔

**اللَّعْنَاتُ:** انہکم: میں تمہیں خبر دیتا اور بتواتا ہوں۔ الاشراک باللہ: اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا۔ کفر اپنی تمام اقسام سمیت مراد ہے۔ والدین کی نافرمانی یعنی ان کو ایذا پہنچانا اور ان کی اطاعت نہ کرنا۔ وکان متکنا فجلس: آپ ٹیک لگائے ہوئے تھے پھر آپ سیدھے بیٹھ گئے۔ تاکہ بات کی اہمیت کے متعلق متنبہ کر دیں۔

**فوائد:** (۱) تحریک حقوق والدین کے باب میں جو افادات ذکر کئے وہ پیش نظر رہیں۔ اس ارشاد میں جھوٹ اور جھوٹی گواہی سے بہت زیادہ ڈرایا گیا۔ آپ ﷺ کا الا وشهادة الزور کو بار بار دہرانا اس بات کی نشاندہی کے لئے ہے کہ امت کے لئے یہ انتہائی خطرناک ہے اور قیامت کے دن جھوٹی گواہی والے سخت عذاب ہوگا۔ (۲) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بغض ترین گناہ شریک و والدین کی نافرمانی، جھوٹ بولنا اور جھوٹی گواہی دینا۔ شرک کی صف میں جھوٹی گواہی کو ذکر کرنا اس کی قباحت اور شفاعت و اور برحمتا ہے کیونکہ معاشرے میں اس سے بے شمار مفاسد اور بڑے نقصانات ہوتے ہیں۔

باب: کسی معین شخص یا جانور کو

۲۶۶: بَابُ تَحْرِيمِ لَعْنِ إِنْسَانٍ

لعنت کرنا حرام ہے

بِعَيْنِهِ أَوْ ذَاتِهِ

۱۵۵۳: حضرت ابو زید بن ثابت بن نضاک انصاری رضی اللہ عنہ جو کہ بیت رضوان والوں میں سے ہیں سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے اسلام کے علاوہ کسی اور دین کی جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھائی وہ اسی طرح ہے جیسا اس نے کہا۔ جس نے اپنی جان کو بغیر کسی چیز کے ساتھ قتل کر دیا اس کو اسی چیز کے ساتھ قیامت

۱۵۵۳: وَعَنْ أَبِي زَيْدِ بْنِ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ - قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ بِمِلَّةٍ غَيْرِ الْإِسْلَامِ كَاذِبًا مُتَعَمِّدًا فَهُوَ كَمَا قَالَ، وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ

بَشَىٰ ۖ عَذَابٌ بِهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ ۚ وَلَيْسَ عَلَىٰ رَجُلٍ نَّذْرٌ فِيمَا لَا يَمْلِكُهُ ۚ وَلَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَقَوْلِهِ ۖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۚ

کے دن عذاب دیا جائے گا۔ کسی آدمی پر اس نذر کا پورا کرنا ضروری نہیں جو اس کے اختیار میں نہیں اور مؤمن کو لعنت کرنا اس کے قتل کرنے کی طرح ہے۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی الجنائز باب ما جاء فی قاتل النفس و الادب باب ما ينهى من السباب و اللعن و الايمان باب من حلف بملء سري الاسلام مع اختلاف فی بعض الالفاظ و مسلم فی الايمان باب غلط تحريم قتل الانسان نفسه۔

**الذخائر:** بیعة الرضوان: ہجرت کے چھٹے سال حدیبیہ میں یہ بیعت پیش آئی۔ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نازل ہوا: ﴿لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ﴾ (الایہ)۔ من حلف علی یمین بملء غیر الاسلام: مثلاً کسی نے اس طرح کہا قسم بخدا اگر تو ایسا کرے تو تو یہودی یا نصرانی ہے تو وہ اسی طرح ہو گیا جب اس نے کہا جبکہ وہ اس دین کو اختیار کرنے کا عزم و ارادہ رکھتا ہو تو وہ فی الحال کافر ہو جائے گا کیونکہ ارادہ کفر بھی کفر ہے اور اگر اپنے آپ کو روکنے کے لئے مبالغہ مقصود ہو مگر قطعاً یہودیت وغیرہ کا قصد نہیں تو پھر معصیت ضرور ہے اس سے استغفار ضروری ہے۔

**فوائد:** (۱) غیر اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھانے کی ممانعت ہے اور کسی بھی جان کو قتل کرنا حرام ہے۔ جو شخص خودکشی کرتا ہے اس کو قیامت کے دن اپنے نفس کو قتل کرنے کی وجہ سے مسلسل عذاب دیا جائے گا تا کہ اس کی سزا اس کے فعل کی جنس سے ہو۔ (۲) جس چیز کا انسان اختیار نہ رکھتا ہو اس کی نذر مان لینے سے نذر کا پورا کرنا لازم نہیں۔ (۳) مسلمان پر لعنت کرنا بہت بڑا گناہ ہے اور یہ گناہ اس کے قتل کے مترادف ہے۔

۱۵۵۴: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "لَا يَنْبَغِي لِصَدِيقٍ أَنْ يَكُونَ لَعَنًا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۵۵۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کسی سچے آدمی کے لئے مناسب نہیں کہ وہ لعن طعن کرنے والا ہو۔" (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب النہی عن لعن الدواب و غیرہا۔

**فوائد:** (۱) کثرت لعن کامل ایمان اور کمال تصدیق کے منافی ہے۔

۱۵۵۵: وَعَنْ أَبِي الدُّدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "لَا يَكُونُ اللَّعَانُونَ شُفَعَاءَ وَلَا شُهَدَاءَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۵۵۵: حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لعن طعن کرنے والے قیامت کے دن سفارشی ہوں گے نہ گواہ۔" (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب النہی عن لعن الدواب و غیرہا۔

**فوائد:** (۱) جو شخص لوگوں کو لعنت کرنے کی عادت بنا لے وہ فاسق ہے اس کی شہادت قابل قبول نہیں اور قیامت کے دن اس کی شفاعت نہ کی جائے گی۔

۱۵۵۶: وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ: قَالَ: ۱۵۵۶: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "لَا تَلَاعَنُوا بِلَعْنَةِ اللَّهِ - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ کی لعنت اور غضب اور  
وَلَا يَغْضِبُهُ وَلَا بِالنَّارِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ - آگ کے ساتھ کسی پر لعنت مت کرو۔ (ابوداؤد ترمذی)  
وَالْتِّرِمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔ حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الادب فی اللعن باب ما جاء فی اللعنة۔

اللَّعْنَاتِ: لَا تَلَاعَنُوا: تم باہمی ایک دوسرے کو لعنت مت کرو۔

فوائد: لعنت اللہ اور غضب اللہ اور جہنم میں جانے کی بددعا مت دی جائے تو یہ تمام بہت بڑی چیزیں ہیں۔

۱۵۵۷: وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ وَلَا الْفَاحِشِ وَلَا الْبَذِيّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔  
۱۵۵۷: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "طعنہ زنی کرنے والا اور لعنت کرنے والا اور فحش گو اور زبان دراز مؤمن نہیں۔" (ترمذی)  
حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج: رواہ الترمذی فی البر باب ما جاء فی اللعنة۔

اللَّعْنَاتِ: لَيْسَ الْمُؤْمِنُ: کامل الایمان۔ بالطعان: جو لوگوں کی مذمت و غیبت کر کے ان کی عزت خراب کرے۔ اللعان: بہت لعنت کرنے والا۔ الفاحش: اپنے کلام اور فعل میں فحش اختیار کرنے والا اور ان کے نسبوں میں طعنہ زنی کرنے والا۔ لعنت: اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری کو کہتے ہیں۔ البذی: وہ فحش گو جو اپنی گفتگو میں بدکلامی کرنے والا ہو خواہ اس کی کلام میں سچائی ہو۔  
فوائد: (۱) ان تمام خصلتوں کی مذمت کی گئی کیونکہ یہ مؤمن کے ایمان میں کمی پیدا کرتی ہیں یہاں تک کہ اس کے ایمان سے نکالنے کے قریب کر دیتی ہیں۔

۱۵۵۸: وَعَنِ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا لَعَنَ شَيْئًا صَعِدَتْ اللَّعْنَةُ إِلَى السَّمَاءِ فَتُغْلَقُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ دُونَهَا، ثُمَّ تَهْبِطُ إِلَى الْأَرْضِ فَتُغْلَقُ أَبْوَابُهَا دُونَهَا، ثُمَّ تَأْخُذُ يَمِينًا وَشِمَالًا، فَإِذَا لَمْ تَجِدْ مَسَاعًا رَجَعَتْ إِلَى الْيَدِ الْيُسْخَرَى، فَإِنْ كَانَ أَهْلًا لِذَلِكَ وَالْأَرْضُ رَجَعَتْ إِلَى قَائِلِهَا" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ۔  
۱۵۵۸: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب بندہ کسی چیز پر لعنت کرتا ہے تو لعنت آسمان کی طرف چڑھتی ہے۔ پس اس کے والے آسمان کے دروازے بند کر لئے جاتے ہیں پھر وہ زمین پر اترتی ہے تو اس کے دروازے بھی اس کے والے بند کر لئے جاتے ہیں پھر دائیں اور بائیں جانب جاتی ہے جب وہ کوئی گنجائش نہیں پاتی تو اس کی طرف لوٹتی ہے جس پر لعنت کی گئی ہو جب کہ وہ اس کا مستحق ہو ورنہ لعنت کرنے والے کی طرف لوٹ آتی ہے۔" (ابوداؤد)

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الادب فی اللعن۔

اللَّعْنَاتِ: مَسَاعًا: راستہ اور گنجائش۔

فوائد: (۱) لعنت کا اثر اگر گناہ کرنے والوں غیر معین لوگوں کی طرف متوجہ نہ ہو یعنی وہ اس کے مستحق نہ ہوں تو پھر اس کا نقصان خود اس کہنے والے کو ضرور پہنچے گا۔

۱۵۵۹: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ایک سفر میں تھے۔ ایک انصاری عورت جو اپنی اونٹنی پر سوار تھی نے اونٹنی پر بیٹھے ہوئے تنگی محسوس کی تو اس پر لعنت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سن کر فرمایا اس اونٹنی پر جو سامان ہے وہ اتار لو اور اس کو چھوڑ دو کیونکہ یہ مطعون ہے۔ عمران کہتے ہیں کہ یہ منظر اب تک میری آنکھوں کے سامنے ہے گویا میں اس کو اب بھی لوگوں میں چلتے ہوئے دیکھ رہا ہوں کہ اس اونٹنی کو کوئی رکھنے کے لئے تیار نہیں۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب البر باب النہی عن لعن الدواب و غیرہا۔

اللُّعْنَاتُ: ضجرت: اونٹنی کے تنگ کرنے تکلیف پہنچانے سے پریشانی ہوئی اور اکتا گئی۔ خذوا ما علیہا: اس کا کجاوہ اور سامان اتار لو۔

فوائد: (۱) حیوانات پر بھی لعنت کرنے کی شدید ممانعت ہے۔ (۲) حیوانات کے سلسلے میں بھی صبر سے کام لینا چاہئے اور ان کے معاملے میں احسان کرنا چاہئے۔

۱۵۶۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بن عبید اسلمی رضی اللہ عنہ کی ایک نوجوان لڑکی ایک اونٹنی پر سوار تھی جس پر لوگوں کا کچھ سامان تھا اچانک اس عورت نے پیغمبر ﷺ کو دیکھا اور پہاڑ کی وجہ سے رستہ تنگ ہو گیا تو اس لڑکی نے کہا (حَلْ) بمعنی حل۔ اے اللہ اس پر لعنت فرما تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہمارے ساتھ ایسی اونٹنی نہ چلے جس پر لعنت کی گئی ہو۔“ (مسلم)

حَلْ کا لفظ زبر کے ساتھ ہے۔ یہ اونٹوں کو تیز چلانے کے لئے بولا جاتا ہے۔ امام نووی فرماتے ہیں جان لو کہ یہ حدیث معنی میں اشکال رکھتی ہے حالانکہ اس میں کوئی اشکال نہیں بلکہ مقصد ممانعت سے صرف یہی ہے کہ وہ اونٹنی ان کے پاس نہ رہے اس میں اس کے فروخت کرنے، ذبح کرنے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت کے علاوہ سوار ہونے کی ممانعت نہیں بلکہ یہ سب تصرفات اس کے لئے جائز ہیں صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں اس پر سواری کی ممانعت کی گئی کیونکہ یہ سارے تصرفات پہلے جائز تھے ان میں سے ایک کو روک دیا تو

۱۵۵۹: وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ، وَامْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ عَلَى نَاقَةٍ، فَضَجِرَتْ فَلَعْنَتْهَا فِسَمَعَ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: "خُذُوا مَا عَلَيْهَا وَدَعُوهَا فَإِنَّهَا مَلْعُونَةٌ" قَالَ عِمْرَانُ: فَكَأَنِّي أَرَاهَا الْآنَ تَمْشِي فِي النَّاسِ مَا يَعْرِضُ لَهَا أَحَدٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۵۶۰: وَعَنْ أَبِي بَرزَةَ نَضْلَةَ ابْنِ عُبَيْدٍ الْأَسْلَمِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَمَا جَارِيَةٌ عَلَى نَاقَةٍ عَلَيْهَا بَعْضُ مَتَاعِ الْقَوْمِ إِذْ بَصُرَتْ بِالنَّبِيِّ ﷺ وَتَضَايَقَ بِهِمُ الْجَبَلُ فَقَالَتْ: حَلْ أَللَّهُمَّ الْعُنْهَا - فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "لَا تُصَاحِبْنَا نَاقَةٌ عَلَيْهَا لَعْنَةٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

قَوْلُهُ "حَلْ" يَفْتَحُ الْحَاءُ الْمُهِمْلَةَ وَاسْكَانَ اللَّامِ وَهِيَ كَلِمَةٌ لَزَجُورِ الْإِبِلِ - وَاعْلَمْ أَنَّ هَذَا الْحَدِيثَ قَدْ يُسْتَشْكَلُ مَعْنَاهُ وَلَا إِشْكَالَ فِيهِ بَلِ الْمُرَادُ النَّهْيُ أَنْ تُصَاحِبَهُمْ نِلْكَ النَّاقَةُ وَلَيْسَ فِيهِ نَهْيٌ عَنْ بَيْعِهَا وَذَبْحِهَا وَرُكُوبِهَا فِي غَيْرِ صُحْبَةٍ النَّبِيِّ ﷺ بَلْ كُلُّ ذَلِكَ وَمَا سِوَاهُ مِنَ التَّصَرُّفَاتِ جَائِزٌ لَا مَنَعَ مِنْهُ، إِلَّا مِنْ مُصَاحَبَةِ النَّبِيِّ ﷺ بِهَا لِأَنَّ هَذِهِ التَّصَرُّفَاتِ



کُلُّهَا كَانَتْ جَائِزَةً فَمَنْعَ بَعْضُ مِنْهَا فَبَقِيَ  
الْبَاقِي عَلَى مَا كَانَ ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب البر باب النہی عن لعن الدواب وغیرہا۔

اللَّعْنَاتُ: جاریہ: نوجوان عورت۔

فوائد: (۱) لعنت سے بچنا چاہئے۔ بدعتی اور فاسق لوگوں کی دوستی سے گریز کرنا چاہئے کیونکہ وہ لعنتوں کا محل ہیں۔ (۲) حدیث میں کوئی ایسا اشارہ نہیں جس سے اونٹنی کا آزاد چھوڑنا معلوم ہوتا ہو کیونکہ اسلام میں سائنڈ بنا کر چھوڑ دینا درست نہیں امام نووی رحمۃ اللہ نے اس کی وضاحت فرمائی ہے۔

بَابُ: غیر متعین گناہ کرنے والوں کو لعنت

۲۶۵: بَابُ جَوَازِ لَعْنِ أَصْحَابِ

کرنا جائز ہے

الْمَعَاصِي غَيْرِ الْمُعَيَّنِ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”خبردار ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔“ (ہود)

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى : ﴿أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ﴾ [ہود: ۱۸] وَقَالَ تَعَالَى : ﴿فَإِذَنْ مَوْذَنٌ بَيْنَهُمْ أَنَّنَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ﴾

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”پھر ان کے درمیان ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا کہ ظالموں پر اللہ کی لعنت ہو۔“ (الاعراف)

[الاعراف: ۴۴]

صحیح حدیث سے یہ بات ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی لعنت ہے ان عورتوں پر جو بال ملانے والی ہیں اور ان عورتوں پر جو بال ملوانے والی ہیں“ اور فرمایا: ”اللہ تعالیٰ لعنت کرے سودخور پر“ اور اسی طرح آپ نے تصویر کھینچنے والوں پر لعنت فرمائی اور اسی طرح فرمایا: ”اللہ کی لعنت ہو ان پر جس نے زمین کی حدود میں رد و بدل کیا“ اور یہ بھی فرمایا: ”اللہ کی لعنت ہو چور پر جو ایک انڈہ چراتا ہے“ اور یہ فرمایا: ”اس پر اللہ کی لعنت ہو جس نے اپنے والدین پر لعنت کی اور اس پر اللہ کی لعنت ہو جس نے غیر اللہ کے لئے ذبح کیا“ اور یہ فرمایا: ”جس نے مدینہ میں کوئی بدعت ایجاد کی یا کسی بدعتی کو ٹھکانہ دیا اس پر اللہ کی لعنت“ اور یہ فرمایا: ”اے اللہ! لعنت کر ذل زکوان اور عصیہ پر جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی“۔ یہ تینوں عرب قبائل ہیں اور فرمایا: ”اللہ کی لعنت ہو یہودیوں پر جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا“ اور یہ فرمایا: ”اللہ کی لعنت ہو ان مردوں پر جو عورتوں سے مشابہت کرنے والے

وَوُتِّتَ فِي الصَّحِيحِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : ”لَعْنَةُ اللَّهِ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَأَنَّهٗ قَالَ : لَعْنَةُ اللَّهِ أَكَلَ الرَّبَا“ وَأَنَّهٗ لَعْنَةُ الْمُصَوِّرِينَ وَأَنَّهٗ قَالَ : لَعْنَةُ اللَّهِ مِنْ غَيْرِ مَنَارِ الْأَرْضِ “ أَيْ حَدُودَهَا : وَأَنَّهٗ قَالَ : ”لَعْنَةُ اللَّهِ السَّارِقِ يَسْرِقُ الْبَيْضَةَ“ وَأَنَّهٗ قَالَ : ”لَعْنَةُ اللَّهِ مَنْ لَعَنَ وَالِدَيْهِ“ ”وَلَعْنَةُ اللَّهِ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللَّهِ“ وَأَنَّهٗ قَالَ : ”مَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا أَوْ أَوَى مُحَدِّثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةُ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ“ وَأَنَّهٗ قَالَ : ”اللَّهُمَّ الْعَن رِعْلًا ، وَذَكْوَانَ ، وَعُصَيَّةَ : عَصَا اللَّهِ وَرَسُولَهُ“ وَهَذِهِ ثَلَاثُ قَبَائِلَ مِنَ الْعَرَبِ وَأَنَّهٗ لَعَنَ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ ، وَجَمِيعُ

ہیں اور ان عورتوں پر جو مردوں سے مشابہت کرنے والی ہیں۔  
 یہ تمام الفاظ صحیح احادیث میں ہیں بعض بخاری و مسلم دونوں میں  
 ہیں اور بعض دونوں میں سے ایک میں نہیں نے مختصراً اشارہ کر دیا۔  
 ان میں زیادہ تر احادیث اپنے اپنے بابوں میں ذکر کی جائیں  
 گی۔ ان شاء اللہ۔

هَذِهِ الْأَفْظُ فِي الصَّحِيحِ : بَعْضُهَا فِي  
 صَحِيحِي الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ ، وَبَعْضُهَا فِي  
 أَحَدِهِمَا وَآلَمَّا قَصَدْتُ الْإِخْتِصَارَ ، بِالْإِشَارَةِ  
 إِلَيْهَا ، وَسَأَذْكُرُ مُعْظَمَهَا فِي أَبْوَابِهَا مِنْ هَذَا  
 الْكِتَابِ ، إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى۔

**حل الآيات:** اذن مؤذن: ایک منادی کرنے والا ندا دے گا۔ الواصلہ و المستوصلہ: وہ عورت جو اپنے بالوں کو آدمی  
 کے بالوں کے ساتھ لگائے۔ مستوصلہ: وہ عورت جو یہ مطالبہ کرے کہ اس کے بالوں کو ملایا جائے بالوں کا ملانا کبیرہ گناہ ہے کیونکہ  
 اس کے مرتکب کو لعنت کا مستحق قرار دیا گیا۔ اس سلسلہ میں اپنی بیوی اور غیر کا بھی فرق نہیں۔ بالوں کے ملانے کی حرمت میں حکمت یہ  
 ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں تبدیلی اور عورت کا اپنے آپ کو غیر حقیقی صورت میں محض خاوند کو دھوکہ دہی کے لئے پیش کرنا ہے۔ اس سے  
 ایسے مفاسد بنتے ہیں جن کا انجام خطرناک ہے۔ من احدث فیہا: جو مدینہ میں نئی چیز ایجاد کرے گا۔ محدثا: دین میں بدعت ایجاد  
 کرنے والا جو اصل دین میں نہ ہو یا اس نے زندگی کو پناہ دی جو اسلام اور مسلمانوں کا دشمن ہے۔

### بَابُ: مُسْلِمَانِ كَوْنًا حَقًّا

### ۲۶۶: بَابُ تَحْرِيمِ سَبِّ

گالی دینا حرام ہے

الْمُسْلِمِ بِغَيْرِ حَقٍّ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”اور وہ لوگ جو ایمان والے مردوں اور  
 عورتوں کو تکلیف دیتے ہیں بغیر کسی گناہ کے جو انہوں نے کمایا پس  
 انہوں نے بہت بڑے بہتان اور گناہ کا ارتکاب کیا۔“ (الاحزاب: ۵۸)

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى : ﴿وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ  
 وَالْمُؤْمِنَاتِ بَغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدْ احْتَمَلُوا  
 بُهْتَانًا وَأَلْمَامًا﴾ [احزاب: ۵۸]

**حل الآيات:** بهتاناً: برا فعل یا سخت جھوٹ۔ مبیناً: ظاہر۔

۱۵۶۱: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول  
 اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مومن کو گالی دینا گناہ اور اس کا قتل (حلال  
 سمجھ کر) کفر ہے۔“ (بخاری و مسلم)

۱۵۶۱: وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
 قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ”سَبَابُ الْمُسْلِمِ  
 فُسُوقٌ ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی الادب، باب ما ینہی من السباب و اللعن و فی الایمان و الفتن و مسلم فی الایمان، باب  
 قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم المسلم فسوق۔

**اللفظ:** سباب المسلم: اس کو گالی دینا اور اس کی عزت میں عیب لگانے والی بات کرنا۔ فسوق: اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے  
 نکلنا ہے۔ قتالہ کفر: اور اس کا قتل حرمت و گناہ میں کفر کی طرح ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ اس کے ساتھ مقاتلہ سے مراد شدت باری  
 اور زیادتی ہو اور ایک نسخے میں سباب المسلم کقتالہ کے الفاظ موجود ہیں اور وہ روایت بھی بخاری و مسلم کی ہے۔

**فوائد:** (۱) مسلمان کو لعنت کرنے اور اس کے ساتھ لڑنے پر ڈانٹ پلائی گئی کیونکہ یہ کفران نعمت اور اخوت ایمانی کے حق کو پورا نہ کرنا  
 ہے۔ ابو جریر طبری رحمۃ اللہ نے فرمایا لعنت و قتل میں مشابہت اس طرح ہے کہ لعنت اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری کو کہتے ہیں اور قتل  
 زندگی سے دوری کو کہتے ہیں۔

۱۵۶۲: وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "لَا يَرْمِي رَجُلٌ رَجُلًا بِالْفُسْقِ أَوْ الْكُفْرِ، إِلَّا ارْتَدَّتْ عَلَيْهِ، إِنْ لَمْ يَكُنْ صَاحِبُهُ كَذَلِكَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۱۵۶۲: حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "کوئی آدمی کسی آدمی پر کفر یا فسق کی تہمت نہ لگائے ورنہ وہ خود اسی پر لوٹے گی اگر وہ (دوسرا) لعنت کا حقدار نہ ہو"۔ (بخاری)

**تخریج:** رواہ البخاری فی الادب باب ما ينهى من السباب و اللعن۔

**اللتخات:** ارتدت بلوٹی ہے۔

**فوائد:** علامہ ابن عسلاں رحمۃ اللہ فرماتے ہیں اس روایت میں اس شخص کو فاسق قرار دیا گیا جو غیر فاسق کو فاسق کہے یعنی وہ خود اطاعت سے خارج ہو جاتا ہے اور اس کا فاسق بن جانا بھی عین ممکن ہے اگر وہ اس فسق پر اصرار کرے۔ (۲) جو شخص کسی مسلمان کو کافر قرار دے وہ خود کافر ہو جاتا ہے۔ اگر اس نے کفر کا قصد کیا ہو اور اس کو حلال سمجھتا ہو۔

۱۵۶۳: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: الْمُتَسَابَانِ مَا قَالَا فَعَلَى الْبَادِي مِنْهُمَا حَتَّى يَعْتَدِيَ الْمَظْلُومُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۵۶۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ایک دوسرے کو گالی دینے والوں نے جو کہا اس میں گناہ اس پر ہے جس نے ابتداء کی یہاں تک کہ مظلوم حد سے گزر جائے"۔ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب البر باب النهی عن السباب۔

**اللتخات:** المتسابان: ایک دوسرے کو گالی گلوچ کرنے والے۔ ماقالا: اس گالی کا گناہ جو ان دونوں نے دی۔ يعتدی المظلوم: بدلے کی حد سے تجاوز کر جائے۔

**فوائد:** امام نووی رحمۃ اللہ نے فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک دوسرے کو گالم گلوچ کا گناہ ان کے درمیان خصوصاً ابتداء کرنے والے کو ملے گا۔ مگر یہ کہ مظلوم بدلے کی حد سے تجاوز کر جائے اور ظالم کو اس کے قول سے بڑھ کر ایذا پہنچائے۔ (۲) بدلہ لینا جائز ہے لیکن صبر اور معاف کرنا افضل ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ إِنَّ ذَلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ﴾ کہ جس نے صبر و عفو سے کام لیا تو یہ عزیمت کے کاموں میں سے ہے۔

۱۵۶۴: وَعَنْهُ قَالَ: أُنْبِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ قَالَ: "اضْرِبُوهُ" قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَمِنَّا الضَّارِبُ بِيَدِهِ، وَالضَّارِبُ بِنَعْلِهِ، وَالضَّارِبُ بِخَوْبِهِ - فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: أَخْزَاكَ اللَّهُ، قَالَ: لَا تَقُولُوا هَذَا، لَا تُعِينُوا عَلَيْهِ الشَّيْطَانَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۱۵۶۴: حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ آپ کی خدمت میں ایک شخص کو لایا گیا جس نے شراب پی تھی۔ آپ نے فرمایا: "اس کو مارو"۔ ہم سے بعض ہاتھ سے مارنے والے تھے اور بعض جوتے سے اور بعض اپنے کپڑے سے جب وہ پٹائی کے بعد واپس لوٹا تو کسی نے کہا: اللہ تمہیں رسوا کرے تو نبی اکرم نے فرمایا: "اس طرح کہہ کر تم شیطان کی اس کے خلاف مدد مت کرو"۔ (بخاری)

**تخریج:** رواہ البخاری فی الحدود باب ما يكره من لعن شارب الخمر۔

**اللتخات:** قد شرب: شراب پی۔ اخزاک اللہ: اللہ تعالیٰ تمہیں رسوا کرے اور ذلیل کرے۔ لا تعینوا علیہ الشیطان: شیطان کی اس کے خلاف مدد مت کرو۔ علامہ ابن عسلاں فرماتے ہیں کہ شیطان کی مدد کی وجہ یہ ہے کہ شیطان اس معصیت کو مزین کر

کے اس کو رسوا کرنا چاہتا ہے جب وہ بھی بددعا کرنے لگے تو گویا انہوں نے شیطان کو اس کے مقصد میں کامیاب کر دیا۔  
**فوائد:** (۱) کوڑے کے علاوہ بھی پٹائی سے شراب کی حد قائم کی جاسکتی ہے۔ علماء کے اس سلسلہ میں تین اقوال ہیں (۱) ان تمام میں صحیح ترین قول یہ ہے کہ کوڑے لگائے جائیں۔ (۲) کپڑے اور ہاتھوں سے پٹائی کرنے پر اکتفاء کرنا جائز ہے۔ (۳) گناہ کرنے والوں کو ایسی بددعا نہ دینی چاہئے جو ان کو اللہ تعالیٰ سے دور کرے اور شیطان کی مددگار ثابت ہو۔ (۴) اسلام میں حدود کا درجہ تادیب کا ہے تعذیب کا نہیں۔

۱۵۶۵: وَعَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: مَنْ قَذَفَ مَمْلُوكَهُ بِالزَّيْنَةِ يَقَامُ عَلَيْهِ الْحَدُّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ كَمَا قَالَ: مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
 ۱۵۶۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”جس نے اپنے غلام پر زنا کی تہمت لگائی اس پر قیامت کے دن حد لگائی جائے گی مگر اس صورت میں (بچے گا) کہ اس (غلام) میں وہ حرکت ہو۔“ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی الحدود؛ باب قذف العبد و مسلم فی الایمان؛ باب التغلیظ علی من قذف مملوکہ بالزنا۔

**اللغز:** قذف: تہمت لگائی۔ الحد شرع میں مقرر شدہ سزا جو تہمت لگانے والے کے لئے مقرر کی گئی۔

**فوائد:** (۱) غلام و خادم پر ظلم قیامت کے دن ظالم کے لئے عذاب کا باعث ہوگا تا کہ عدل الہی کا کمال ظاہر ہو۔

۲۶۷: بَابُ تَحْرِيمِ سَبِّ الْأَمْوَاتِ بِغَيْرِ حَقٍّ وَمُصْلِحَةٍ شَرْعِيَّةٍ

بَابُ: بلا کسی حق اور مصلحت شرعی کے مردوں کو گالی دینا حرام ہے  
 اس کا مقصد یہ ہے کہ بدعات و فسق میں لوگ اس کی اقتداء سے بچ جائیں۔

وَهِيَ التَّحْذِيرُ مِنَ الْإِفْتِدَاءِ بِهِ فِي بَدْعِهِ، وَفُسْقِهِ، وَنَحْوِ ذَلِكَ فِيهِ الْآيَةُ وَالْأَحَادِيثُ السَّابِقَةُ فِي الْبَابِ قَبْلَهُ۔

ما قبل آیات و احادیث اسی باب سے بھی متعلق ہیں۔  
 ۱۵۶۶: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مردوں کو گالیاں مت دو اس لئے کہ وہ اس عمل (کے نتیجے) کو پہنچ گئے جو انہوں نے آگے بھیجا۔“ (بخاری)

۱۵۶۶: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَا تَسُبُّوا الْأَمْوَاتَ فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْضَوْا إِلَى مَا قَدَّمُوا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی الجنائز؛ باب ما ينهی من سب الاموات؛ و فی الرقاق؛ باب سكرات الموت۔

**اللغز:** افضوا: پہنچ گئے۔ ما قدموا: جو انہوں نے اچھایا برا عمل کیا۔

**فوائد:** مسلمان مردوں کو گالی سے منع کیا گیا جبکہ کافر مردوں کو گالی دینا درست ہے مگر ان کے بھی نام لے کر گالی جائز نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ ان کی موت اسلام پر آئی ہو مگر وہ لوگ کہ جن کے متعلق شارع کی طرف سے نص موجود ہو کہ ان کی موت کفر پر آئی مثلاً ابو لہب، ابو جہل وغیرہ۔

## ۲۶۸: بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْإِذَاءِ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ  
وَالْمُؤْمِنَاتِ بَغْيٍ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدْ احْتَمَلُوا  
بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا﴾ [الاحزاب: ۵۸]

۱۵۶۷: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو ابْنِ الْعَاصِ  
قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ  
الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ  
هَجَرَ مَا نَهَى اللَّهُ عَنْهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

## بَابُ: کسی مسلمان کو تکلیف نہ پہنچانا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اور وہ لوگ جو مومن مردوں اور عورتوں کو بلا  
کسی قصور کے ایذا پہنچاتے ہیں انہوں نے یقیناً بہتان اور کھلے گناہ  
کا بوجھ اٹھایا۔“ (الاحزاب)

۱۵۶۷: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت  
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مسلمان وہ ہے جس کے  
ہاتھ اور زبان سے مسلمان سلامت رہیں اور مہاجر وہ ہے جس نے  
اللہ تعالیٰ کی ممنوعہ چیز کو چھوڑا۔“ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الایمان، باب المسلم من سلم المسلمون و مسلم فی کتاب الایمان، باب بیان  
تفاضل الاسلام، و فی رواية مسلم زیادة و المؤمن من امنه الناس علی دمانهم و اموالهم۔

**التغایر:** المسلم: جو اسلام میں داخل ہوا اور زبان سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت دی یہاں مراد کامل مسلم  
مراد ہے۔ ویدہ: حقیقی ہاتھ بھی مراد ہو سکتا ہے اور معنوی ہاتھ غلبہ بھی مراد ہو سکتا ہے۔ المہاجر: جو اپنا وطن اور اہل و عیال چھوڑ کر  
دوسری جگہ چلا جائے۔ جہاد فی سبیل اللہ: حدیث میں مراد کامل مہاجر ہے۔ من ہجر: جو گناہ چھوڑے اللہ تعالیٰ کا حکم سمجھ کر۔  
**فوائد:** (۱) ہر اس چیز سے دور رہنا چاہئے جو مسلمانوں کے لئے نقصان کا باعث ہو۔ (۲) کامل اسلام یہ ہے کہ گناہوں سے نفس کو  
پاک رکھے اور کمال ہجرت یہ ہے کہ گناہوں کو خیر باد کہہ کر اطاعت الہی سے مزین ہو جائے۔

۱۵۶۸: وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:  
"مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُؤْخَزَحَ عَنِ النَّارِ وَيَدْخَلَ  
الْجَنَّةَ فَلْتَاتِهِ مَنِيَّتُهُ وَهُوَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ  
الْآخِرِ، وَلَيَأْتِ إِلَى النَّاسِ الَّذِي يُحِبُّ أَنْ  
يُؤْتَى إِلَيْهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ، وَهُوَ بَعْضُ حَدِيثِ  
طَوِيلٍ سَبَقَ فِي بَابِ طَاعَةِ وَلاَةِ الْأُمُورِ۔

۱۵۶۸: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے  
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس کو پسند ہو کہ وہ  
آگ سے بچا لیا جائے اور جنت میں داخل کیا جائے تو اس کی  
موت اس حالت میں آئے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان  
رکھتا ہو اور لوگوں سے وہ سلوک کرے جو اپنے بارے میں پسند کرتا  
ہو کہ کیا جائے۔“ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الامارة، باب الامر بالوفاء ببيعة الخلفاء فی حدیث طویل۔

**التغایر:** یزحزح: دور کر دیا جائے گا۔

**فوائد:** (۱) ایمان اور اچھے اعمال مداومت کا حکم دیا گیا یہاں تک کہ موت آجائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ  
مُسْلِمُونَ﴾ اور ہرگز تمہیں موت نہ آئے مگر یہ کہ تم مسلمان ہو۔ (۲) مسلمان کو دعوت دی گئی کہ لوگوں کے ساتھ اسی طرح کا معاملہ  
کرے جیسا وہ معاملہ اپنے ساتھ کرنا پسند کرتے ہیں۔



## ۲۶۹: بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّبَاغُضِ

## وَالْتَقَاطُ وَالتَّدَابُرُ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ﴾  
[الحجرات: ۱۰] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿أَذَلَّةٌ عَلَى  
الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ﴾  
[المائدة: ۵۴] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿مُحَمَّدٌ رَسُولُ  
اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ  
بَيْنَهُمْ﴾ [الفتح: ۲۹]

## بَابُ: بَاہمی بغض، قطع تعلقی

## اور بے رخی کی ممانعت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”بے شک مسلمان آپس میں بھائی  
ہیں۔“ (الحجرات)  
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”مؤمنوں پر نرمی برتنے والے اور کافروں پر  
 سخت خو ہیں۔“ (المائدہ)  
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور وہ لوگ جو  
ان کے ساتھ ہیں کفار پر سخت اور باہمی رحم دل ہیں۔“ (الفتح)

**حل الآيات:** اذلة على المؤمنين: ان پر مہربانی کرنے والے اور باہمی رحم کھانے والے۔ اعزة على الكافرين: سخت۔  
اشداء على الكفار: کفار پر سختی کرنے والے۔ رحماء بينهم: ایک دوسرے پر رحم اور نرمی کرنے والے۔

۱۵۶۹: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ  
النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: لَا تَبَاغُضُوا، وَلَا تَحَاسَدُوا  
وَلَا تَدَابَرُوا، وَلَا تَقَاطَعُوا، وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ  
إِخْوَانًا، وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ  
فَوْقَ ثَلَاثٍ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۵۶۸: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا: ”اے  
لوگو! ایک دوسرے کے ساتھ بغض مت رکھو نہ باہمی حسد کرو نہ ایک  
دوسرے کو پیٹھ دکھاؤ نہ باہمی تعلقات منقطع کرو اور اے اللہ کے  
بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔ کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں کہ وہ اپنے  
مسلمان بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے۔“ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی الادب، باب ما ینبہی عن التحاسد و مسلم فی البر، باب النہی عن التحاسد۔

**التَّحَاذُّرُ:** لا تباعضوا: ایسے اعمال مت کرو جو دلوں میں بغض پیدا کرنے والے ہوں۔ لا تحاسدوا: ایک دوسرے کی نعمت  
کے زوال کی تمنا نہ کرو۔ لا تدابروا: تدابر ابدان سے یہ ہے کہ ایک آدمی دوسرے سے ملاقات کے وقت پیٹھ پھیر کر چلا جائے اس  
سے اعراض کرتے ہوئے یہاں مقصود اعراض اور قطع تعلقی ہے۔ لا تقاطعوا: تقاطع: خاص تعلق کو چھوڑ دینا جو بغض نفرت تک پہنچ  
جائے۔ ان یتہجر: وہ چھوڑ دے۔

**فوائد:** (۱) ان باتوں سے منع فرمایا گیا کیونکہ یہ جدائی، کمزوری، علیحدگی کو جنم دینے والی ہیں۔ (۲) مسلمان کو اس طرح چھوڑنا حرام  
ہے کہ اس کو سلام کرنا چھوڑ دے اور تین دن سے زائد اس پر اعراض کرے۔

۱۵۷۰: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ  
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ”تُفْتَحُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ  
يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيسِ فَيُفْقَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ  
لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا، إِلَّا رَجُلًا كَانَتْ بَيْنَهُ  
وَبَيْنَ أَخِيهِ شَحَاءَةٌ فَيَقَالُ: أَنْظِرُوا هَذَيْنِ

۱۵۷۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول  
اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کہ جنت کے دروازے سوموار اور جمعرات کو  
کھولے جاتے ہیں۔ پس ہر اس بندے کی بخشش کر دی جاتی ہے۔ جو  
اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرنے والا ہو مگر وہ آدمی  
(بخشش سے محروم رہتا ہے) کہ جس کے اور مسلمان بھائی کے

درمیان بغض ہو۔ پس کہا جاتا ہے کہ ان دو کو مہلت دو یہاں تک کہ صلح کر لیں ان کو مہلت دو یہاں تک کہ صلح کر لیں۔ (مسلم) مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ اعمال اللہ کی بارگاہ میں جمعرات اور سوموار کو پیش کئے جاتے ہیں اور بقیہ سابقہ روایت کی طرح ہے۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب البر باب النہی عن الفحشاء والتہاجر۔

اللَّغْزَانِ: شحناء: دشمنی و بغض۔ انظروا: مہلت دو اور ایک روایت میں ہے اقرکوا: یعنی اس کو چھوڑے رکھو۔ دونوں کا معنی ایک ہی ہے۔

فوائد: مقاطعہ بلا سبب کے ممنوع قرار دیا گیا جس سبب سے شرع درگزر کرے اور اس بات کو بیان کر دیا گیا کہ مسلمان کی دشمنی اور قطع تعلقی آخرت میں دخول جنت کے لئے رکاوٹ ہے۔

### بَابُ: حَسَدِ كِي مِمَانَعَتِ

حسد کی نعت کے زوال کی تمنا کرنا خواہ دینی نعت ہو یا دنیوی یکساں حکم ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”یا وہ لوگوں پر حسد کرتے ہیں اس چیز کے متعلق جو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے عنایت فرمائی ہے۔ (النساء) اس میں حضرت انس والی سابقہ باب کی روایت بھی ہے۔

۱۵۷۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم اپنے کو حسد سے بچاؤ۔ پس حسد بلاشبہ نیکیوں کو اسی طرح کہا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو یا خشک گھاس کو۔“

(ابوداؤد)

### ۲۷۰: بَابُ تَحْرِيمِ الْحَسَدِ

وَهُوَ تَمَنِّي زَوَالِ النِّعْمَةِ عَنْ صَاحِبِهَا سِوَاءَ كَانَتْ نِعْمَةً دِينٍ أَوْ دُنْيَا۔

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَى مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ﴾ [النساء: ۵۴]

وَفِي حَدِيثِ أَنَسٍ السَّابِقِ فِي الْبَابِ قَبْلَهُ۔

۱۵۷۱: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ”إِيَّاكُمْ وَالْحَسَدَ“ فَإِنَّ الْحَسَدَ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ أَوْ قَالَ الْعُشْبَ“ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ۔

تخریج: رواہ ابوداؤد فی الادب باب الحسد۔

اللَّغْزَانِ: ایاکم والحسد: حسد سے بچو۔ حسد: اپنے دوست و ساتھی سے نعمت کے زائل ہونے کی تمنا کرنا ہے۔ خواہ وہ نعمت دین کی ہو یا دنیا کی۔ یا کل الحسنات: یہ نیکیوں کو ختم کر دیتی ہے۔ العشب: گھاس

فوائد: (۱) حسد کی ممانعت کی گئی اس کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے کیونکہ اس سے نیکیاں ختم ہو جاتی اور جلدی سے باطل ہو جاتی ہیں جس طرح کہ آگ لکڑیوں اور گھاس کا خاتمہ کر دیتی ہے۔

### بَابُ: جاسوسی (ٹوہ) اور اس آدمی کی طرح کہ جو سننے

سے روکتا ہو کہ کوئی اس کی بات سنے

### ۲۷۱: بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّجَسُّسِ

وَالْتَّسْمُعُ مَنْ يَكْثُرُهُ اسْتِمَاعُهُ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”تم جاسوسی مت کرو“۔ (الحجرات)  
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اور وہ لوگ جو مؤمن مردوں اور عورتوں کو  
 بلا تصور ایذا دیتے ہیں پس تحقیق انہوں نے بہت بھاری بوجھ اٹھایا  
 اور بہتان باندھا“۔

(الاحزاب)

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى : ﴿وَلَا تَجَسَّسُوا﴾  
 [الحجرات: ۱۲] وَقَالَ تَعَالَى : ﴿وَالَّذِينَ  
 يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا  
 اكْتَسَبُوا فَقَدْ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا﴾

[الاحزاب: ۵۸]

**حل الآيات:** لا تجسسوا: مسلمانوں کے عیب تلاش کرنے اور ان کی پوشیدہ باتیں ڈھونڈنے مت لگو۔

۱۵۷۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول  
 اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم اپنے آپ کو گمان سے بچاؤ کیونکہ گمان  
 سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے اور تم جاسوسی مت کرو اور جاسوسی  
 مت کرو۔ آپس میں حسد مت کرو ایک دوسرے سے بغض مت کرو  
 ایک دوسرے کو پیٹھ دکھاؤ اور اے اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن  
 جاؤ۔ جس طرح اس نے حکم دیا۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ تو اس  
 پر ظلم کرتا ہے اور نہ اس کو رسوا کرتا ہے اور نہ اس کو حقیر گردانتا ہے۔  
 تقویٰ یہاں ہے، تقویٰ یہاں ہے اور آپ نے اس وقت اپنے ہاتھ  
 سے اپنے سینے کی طرف اشارہ فرمایا۔ آدمی کے شر کے لئے یہی کافی  
 ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔ ہر مسلمان کا مسلمان پر خون  
 عزت اور مال حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں کو نہیں دیکھتے اور  
 نہ تمہاری شکلوں کو بلکہ تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتے ہیں۔ ایک  
 روایت میں ہے آپس میں حسد مت کرو نہ ایک دوسرے سے بغض  
 رکھو نہ جاسوسی کرو نہ عیبوں کی ٹوہ میں لگو اور دھوکہ دینے کے لئے بولی  
 مت بڑھاؤ اور اے اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔ ایک اور  
 روایت میں ہے باہمی حسد نہ کرو نہ ایک دوسرے سے بغض رکھو باہمی  
 مقاطعہ مت کرو نہ ایک دوسرے کو پیٹھ دکھاؤ نہ ایک دوسرے سے  
 بغض رکھو اور نہ حسد کرو بلکہ اے اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔  
 ایک اور روایت میں ہے نہ ایک دوسرے کو چھوڑو اور نہ ایک دوسرے  
 کی بیع پر بیع کرو۔ مسلم نے یہ تمام روایت بیان کی ہیں۔ بخاری نے  
 اکثر کو روایت کیا۔

۱۵۷۲ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ  
 رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : ”إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ  
 الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ“ وَلَا تَحَسَّسُوا ، وَلَا  
 تَجَسَّسُوا ، وَلَا تَنَافَسُوا ، وَلَا تَحَاسَدُوا ،  
 وَلَا تَبَاغَضُوا ، وَلَا تَدَابَرُوا ، وَكُونُوا عِبَادَ  
 اللَّهِ إِخْوَانًا كَمَا أَمَرَكُمْ - الْمُسْلِمُ أَخُو  
 الْمُسْلِمِ : لَا يَظْلِمُهُ ، وَلَا يَخْذُلُهُ وَلَا يَحْقِرُهُ  
 التَّقْوَى هَهُنَا ، التَّقْوَى هَهُنَا“ وَيُشِيرُ إِلَى  
 صَدْرِهِ بِحَسَبِ أَمْرٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ  
 أَخَاهُ الْمُسْلِمَ كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ  
 حَرَامٌ : دَمُهُ ، وَعَرْضُهُ وَمَالُهُ ، إِنَّ اللَّهَ لَا يَنْظُرُ  
 إِلَى أَجْسَادِكُمْ ، وَلَا إِلَى صُورِكُمْ ، وَلَا  
 أَعْمَالِكُمْ ، وَلَكِنْ يَنْظُرُ إِلَى قُلُوبِكُمْ وَفِي  
 رِوَايَةٍ : لَا تَحَاسَدُوا ، وَلَا تَبَاغَضُوا ، وَلَا  
 تَجَسَّسُوا ، وَلَا تَحَسَّسُوا ، وَلَا تَنَاجَسُوا  
 وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا ، وَفِي رِوَايَةٍ لَا  
 تَقَاطَعُوا ، وَلَا تَدَابَرُوا ، وَلَا تَبَاغَضُوا ، وَلَا  
 تَحَاسَدُوا ، وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا“ وَفِي  
 رِوَايَةٍ : ”وَلَا تَهَاجَرُوا وَلَا يَبِيعُ بَعْضُكُمْ عَلَى  
 بَيْعِ بَعْضٍ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ بِكُلِّ هَذِهِ الرِّوَايَاتِ  
 وَرَوَى الْبُخَارِيُّ أَكْثَرَهَا۔

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب البر باب تحریم ظلم اعلم المسلم وخذلہ و البخاری روی اکثرہ فی ابواب متفرقة كالنکاح و الوصایا و الاکراه و المظالم۔

**اللغائت:** اباکم والظن بدگمانی سے بچو۔ امام قرطبی رحمۃ اللہ نے فرمایا دہمت جس کا کوئی سبب نہ ہو یہ اسی طرح ہے جیسا کہ کسی پرزنا کی تہمت لگا دی جائے بغیر اس بات کہ اس کے اسباب ظاہر ہوں۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں فرمایا اس سے مراد یہ نہیں کہ گمان و ظن پر عمل چھوڑ دیا جائے جس ظن پر بہت سے اعمال کا دار و مدار ہے بلکہ یہاں مراد وہ ظن ہے جس پر یقین کر کے بیٹھ جائے۔ اس سے اس شخص کو بھی ضرر پہنچتا ہے جس پر بدگمانی کی گئی اور یہی حکم اس ظن و گمان کا بھی ہے جو بلا دلیل دل میں آتا ہو۔ ولا تجسسوا ولا تھسسوا: ان دونوں میں ایک ایک تاکو حذف کر دیا گیا تاکہ تخفیف پیدا ہو جائے اصل میں یہ تتجسسوا اور ولا تتجسسوا ہے۔ اسی طرح نبی کے تمام صیغے جو اس کے بعد آ رہے ہیں۔ التحسس: عیوب و غیوب کے پیچھے پڑنا اور عام طور پر ہاتھ سے ہو تو اس کو تجسس کہتے ہیں۔ ولا تنافسوا: کسی دوسرے کے حق کے سلسلے میں مفرداً حق کے خواہش مند مت بنو اور اس کے حصول میں مزاحم و آڑ مت بنو۔ ولا یخذلہ: اس کی مدد و اعانت بھی مت چھوڑو۔ ولا یحقرہ: اس کی توہین نہ کرے اور اس کی عظمت کو مہمل قرار نہ دے۔ یحسب: کافی ہے۔ ولا تھا جروا: وہ ایک دوسرے کو نہ چھوڑیں۔ ولا تناجسوا: یہ بخشش سے ہے۔ قیمت میں بغیر خریدنے کی نیت کے اضافہ کر دانا تاکہ دوسرے کو دھوکہ ہو یہ بھی بغض و عداوت کا باعث ہے۔

**فوائد:** (۱) مسلمان کی عزت کی حفاظت کا حکم اور محض گمان سے عزت کے متعلق کسی بھی بات سے روک دیا گیا یا اس کی پوشیدہ باتوں کو معلوم کرنے کے پیچھے پڑنے سے منع کیا گیا۔ (۲) اسلامی بھائی چارے کی کس قدر حفاظت مزید یہ کہ اس کے عملی نشانات کی رعایت کی گئی۔ (۳) مال، خون اور عزت کی عظمت و حرمت ذکر کر دی گئی۔ (۴) کسی کو تکلیف پہنچانے کے لئے مصنوعی بولی دے کر ریٹ بڑھانا ناجائز قرار دیا۔ (۵) اعتبار حقیقت کا ہے مظاہر کا اعتبار نہیں۔ (۶) کسی کے سودے پر سودا کرنا نفرت اور باہمی بغض کو پیدا کرتا ہے۔ (۷) ہر مسلمان دوسرے کے متعلق ذمہ داری رکھتا ہے۔

۱۵۷۳: وَعَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "إِنَّكَ إِنْ اتَّبَعْتَ عَوْرَاتِ الْمُسْلِمِينَ أَفْسَدْتَهُمْ أَوْ كَدْتَ أَنْ تُفْسِدَهُمْ حَدِيثٌ صَحِيحٌ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ۔

۱۵۷۴: حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "اگر تو لوگوں کے عیبوں کی تلاش میں رہے گا تو ان کو بگاڑ دے گا یا ان کے فساد کے قریب کر دے گا۔" (ابوداؤد)

حدیث صحیح الاسناد ہے۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی الادب باب النهی عن التجسس۔

**اللغائت:** اتبع عورات المسلمین: تو ان کی جاسوسی کر کے گویا ان کی عزتوں کا پیچھا کرتا اور ان باتوں کو کھولتا ہے جس کے متعلق ان کو خطرہ ہے۔ او کدت قریب ہے۔

**فوائد:** (۱) مسلمانوں کی جاسوسی سے منع فرمایا اور دوسروں کی پوشیدہ باتوں کے پیچھے پڑنے سے روکا کیونکہ اس سے فساد پھیلتا ہے۔

۱۵۷۴: وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ أُنْبِيَ بِرَجُلٍ فَقِيلَ لَهُ: هَذَا فَلَانٌ تَقْطُرُ لِحْيَتُهُ

۱۵۷۴: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی کو ان کے پاس لایا گیا۔ آپ سے کہا گیا کہ یہ فلاں ہے جس کی

ڈاڑھی سے شراب سے ٹپک رہی ہے۔ آپؐ نے فرمایا: ہمیں لوگوں کے عیوب کی جاسوسی سے روکا گیا ہے لیکن جب ہمارے سامنے کوئی چیز کھل کر آئے گی تو ہم اس کو لیں گے۔ ابو داؤد نے ایسی سند سے بیان کیا جو شرط بخاری و مسلم پر ہے۔

خَمْرًا فَقَالَ إِنَّا قَدْ نُهِنَا عَنِ التَّجَسُّسِ وَلَكِنْ إِنْ يَظْهَرُ لَنَا شَيْءٌ نَأْخُذُ بِهِ حَدِيثٌ صَحِيحٌ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ عَلَى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الادب، باب فی النهی عن التجسس۔

التَّجَسُّسَاتُ: نہینا عن التجسس: ہمیں جاسوسی سے روکا گیا۔ احتمال یہ ہے کہ اس سے مراد وہ ممانعت ہے جو قرآن و سنت میں وارد ہوئی ہے۔ ناخذ بہ: ہم اس کے مقتضاء کے مطابق معاملہ کرتے ہیں خواہ حد کی صورت میں ہو یا تعزیر کی شکل میں۔  
فوائد: (۱) اسلام کے اوامر و نواہی کو مضبوطی سے تھامنے کی صحابہ میں کس قدر حرص تھی۔ (۲) شبہ کی بنیاد پر حد قائم نہ کر دینی چاہئے۔ حد کو واجب کرنے والی چیز کی تاکید و یقین پہلے ضروری ہے۔

### بَابُ: بلا ضرورت مسلمانوں کے متعلق

#### بدگمانی کی ممانعت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اے ایمان والو! بہت زیادہ بدگمانی سے بچو بے شک بعض گمان گناہ ہیں۔“

(الحجرات)

### ۲۷۲: بَابُ النَّهْيِ عَنْ ظَنِّ السُّوءِ

#### بِالْمُسْلِمِينَ مِنْ غَيْرِ ضَرُورَةٍ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ﴾

[الحجرات: ۱۲]

حل الآيات: كثيراً من الظن: بدگمانی ال خیر کے متعلق۔ اثم: گناہ ہے۔

۱۵۷۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم اپنے آپ کو بدگمانی سے بچاؤ بے شک بدگمانی سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے۔“ (بخاری و مسلم)

۱۵۷۵: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ”إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

تخریج: تخریج پہلے سابقہ باب میں رقم ۱۵۷۲ میں گزر چکی ہے۔

فوائد: (۱) بدگمانی کی ممانعت کی گئی کیونکہ اس میں مسلمانوں پر خواہ مخواہ جھوٹی تہمت لازم آتی ہے۔ (۲) اسلامی عقوبات کا دار و مدار یقین پر ہے محض گمان پر نہیں۔ (۳) عدل مسلمانوں کے درمیان اعتبار کی بنیاد ہے مگر جبکہ اس کے الٹ کا ثبوت مہیا ہو جائے۔

### بَابُ: مسلمانوں کی حقیر قرار دینے

#### کی حرمت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اے ایمان والو! تم میں سے کوئی قوم دوسری قوم کے ساتھ تمسخر نہ کرے ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ کوئی عورت دوسری عورت سے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں

### ۲۷۳: بَابُ تَحْرِيمِ احْتِقَارِ

#### الْمُسْلِمِينَ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرُوا قَوْمٍ مِّنْ قَوْمٍ عَمَسَىٰ أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ وَلَا نِسَاءً مِّنْ نِّسَاءٍ عَمَسَىٰ أَنْ يَكُنَّ خَيْرًا مِنْهُنَّ



اور مت طعنہ دو اور دوسرے کو برے لقب سے مت پکارو۔ گناہ والا نام ایمان کے بعد بہت برا ہے۔ جس نے توبہ نہ کی پس وہی ظالم ہیں۔“ (الحجرات)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”ہر طعنہ مارنے والے عیب جو کے لئے ہلاکت ہے۔“ (ہمزہ)

وَلَا تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ  
بِئْسَ الْأَسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ وَمَنْ لَّمْ  
يَتُبْ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿۱۱﴾  
[الحجرات: ۱۱] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَيْلٌ لِّكُلِّ  
هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ﴾ [ہمزہ: ۱]

**حل الآيات:** لا يسخر: مذاق نہ اڑائے۔ ولا تلمزوا: ایک دوسرے کو عیب مت لگاؤ۔ لا تنابزوا بالالقباب: برے القاب سے مت پکارو۔ طعان: لوگوں کے بہت عیب نکالنے والا۔

۱۵۷۶: أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: بِحَسَبِ أَمْرِي مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ - وَقَدْ سَبَقَ قَرِيبًا بِطَوْلِهِ.

۱۵۷۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آدمی کو اتنی برائی کافی ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر قرار دے۔“ (مسلم)

حدیث تفصیل سے پہلے گزر چکی۔

**تخریج:** حدیث کی شرح اور تخریج باب النہی عن التجسس رقم ۱۵۷۲/۱ میں گزری۔

**فوائد:** (۱) مسلمان کی تحقیر بہت بدترین حرکت ہے یہ کرنے والے کو برائی میں ڈبو دیتی ہے۔ یہاں تک کہ اس میں شدت کی بناء پر وہ اس پر بھی اکتفاء نہیں کرتا کہ دوسروں میں سے کوئی اس سے میل جول رکھے۔

۱۵۷۷: وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبَرٍ" فَقَالَ رَجُلٌ: إِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ أَنْ يَكُونَ تَوْبَةً حَسَنًا، وَنَعْلُهُ حَسَنَةٌ فَقَالَ: "إِنَّ اللَّهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ - الْكِبَرُ بَطَرُ الْحَقِّ، وَغَمَطُ النَّاسِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۵۷۷: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”وہ شخص جنت میں نہ جائے گا جس کے دل میں ایک ذرہ کی مقدار تکبر ہو۔ ایک شخص نے پوچھا۔ آدمی پسند کرتا ہے کہ اس کا کپڑا خوبصورت ہو اور جوتا خوبصورت ہو تو اس کے بارے میں کیا خیال ہے؟ آپ نے فرمایا: ”بے شک اللہ جمیل ہیں اور جمال کو پسند کرتے ہیں۔“

(مسلم)

وَمَعْنَى "بَطَرُ الْحَقِّ" دَفْعُهُ "وَعَمَطُهُمْ" إِحْتِقَارُهُمْ - وَقَدْ سَبَقَ بَيَانُهُ أَوْضَحَ مِنْ هَذَا فِي بَابِ الْكِبَرِ.

”بَطَرُ الْحَقِّ“ حق کو نہ ماننا۔

”وَعَمَطُهُمْ“ : لوگوں کو حقیر جاننا اور اس کی وضاحت اس سے بھی زیادہ باب الکبر میں گزر چکی ہے۔

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الایمان باب تحریم الکبر و بیانہ۔

**فوائد:** (۱) مذموم تکبر کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ تھوڑا سا تکبر بھی دخول جنت میں رکاوٹ ہے۔ تکبر کی حقیقت لوگوں کو حقیر سمجھنا اور حق کی طرف نہ جھکنا ہے۔ اس حدیث کی شرح باب تحریم الکبر و الاعجاب رقم ۶۱۲/۱ میں گزر چکی۔

۱۵۷۸: وَعَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

۱۵۷۸: حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ایک شخص نے کہا اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ فلاں کو نہیں بخشے گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کوئی ہے جو مجھ پر اس بات کی قسم کھاتا ہے کہ میں فلاں کو نہ بخشوں گا۔ میں نے فلاں کو بخش دیا اور تیرے عمل پر باد کر دیے۔“

(مسلم)

اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ” قَالَ رَجُلٌ وَاللَّهِ لَا يَغْفِرُ اللَّهُ لِفُلَانٍ - فَقَالَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ : مَنْ ذَا الَّذِي يَتَّالِي عَلَيَّ أَنْ لَا أَعْفِرَ لِفُلَانٍ إِنِّي قَدْ غَفَرْتُ لَهُ ، وَأَحْبَطْتُ عَمَلَكَ “ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب البر باب النهی عن تقییط الانسان من رحمته اللہ۔

الذخائر: يتالى: قسم اٹھائے۔ احبطت عملك: تیرے عمل کا ثواب جاتا رہے گا۔

فوائد: (۱) اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت اپنے بندوں پر وسیع ہے۔ (۲) کسی مسلمان کو حقیر قرار دینے سے ڈرایا گیا ہے۔ (۳) ایسے کسی بھی حکم پر یقین کر کے نہ بیٹھ جائے جو اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ خاص ہو کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بے ادبی کا پہلو نکلتا ہے۔ (مثلاً یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ فلاں گناہ کو یقیناً نہیں بخشے گا)۔

### باب: مسلمان کی تکلیف پر

خوش ہونے کی ممانعت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”بے شک مومن آپس میں بھائی ہیں۔“ (الحجرات) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”بے شک وہ لوگ جو ایمان والوں میں بے حیائی کے پھیلانے کو پسند کرتے ہیں ان کے لئے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے۔“

(النور)

۱۵۷۹: حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اپنے بھائی کی تکلیف پر خوشی مت ظاہر کر، کہیں اللہ اس پر رحم کر کے تمہیں بتلا نہ کر دے۔“ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

اس باب میں حدیث ابو ہریرہ کی جو باب التجسس میں گذری ہے کہ ”ہر مسلمان کا دوسرے مسلمان پر خون، مال اور عزت حرام ہے۔“

### باب: النهی عن اظهار

الشماتۃ بالمسلم

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى : ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ﴾ [الحجرات: ۱۰] وَقَالَ تَعَالَى : ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ﴾

[النور: ۱۹]

۱۵۷۹: وَعَنْ وَائِلَةَ بِنِ الْأَسْقَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ : ”لَا تُظْهِرِ الشَّمَاتَةَ لِأَخِيكَ فَيَرْحَمَهُ اللَّهُ وَيَتْلِيكَ“ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

وفی الباب حدیث ابی ہریرۃ السابق فی باب التجسس : ”کُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ“ الْحَدِيثُ۔

تخریج: رواہ الترمذی فی ابواب صفة القيامة باب لا تظهر الشماتة لأخيك فيما فيه الله و يعليك

الذخائر: الشماتة: دوسروں کی تکلیف پر خوش ہونا۔

فوائد: (۱) اپنے مسلمان بھائی کی تکلیف پر خوشی کا اظہار کرنے کی ممانعت فرمائی اور ایسا کرنے والے کی دینیوی سزا ذکر کی گئی ہے۔

(۲) سچا مؤمن ایسی بات سے دکھ زدہ ہوتا ہے جس سے اس کے مسلمان بھائی کو دکھ پہنچے۔

## ۲۷۵: بَابُ تَحْرِيمِ الطَّعْنِ فِي

الْأَنْسَابِ الثَّابِتَةِ فِي ظَاهِرِ الشَّرْعِ  
قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ  
وَالْمُؤْمِنَاتِ بَغْيٍ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدْ احْتَمَلُوا  
بُهْتَانًا وَإِنَّمَا مُبِينًا﴾ [الاحزاب: ۵۸]

۱۵۸۰: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "الْتِنَانِ فِي النَّاسِ  
هُمَا بِهِمْ كُفْرُ الطَّعْنِ فِي النَّسَبِ وَالنِّيَاحَةِ  
عَلَى الْمَيِّتِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الایمان، باب اطلاق اسم الکفر علی العطن

الْتِنَانِ: التثانیہ: اس سے مراد دو خصلتیں ہیں۔ ہما بہم کفر اگر ان کو جانتے ہوئے حلال سمجھ کر کیا تو بالا جماع کفر ہے کیونکہ یہ دونوں جاہلیت کے کام ہیں۔ النیاحۃ: رونے میں آواز بلند کرنا امام نووی فرماتے اس کے متعلق کئی قول ہیں ان میں سب سے زیادہ درست مطلب یہ ہے کہ یہ کفار کے اعمال اور جاہلیت کے اخلاق میں سے ہیں۔

فوائد: (۱) نوحہ اور نسب میں طعن کرنے کی حرمت اس قدر شدت سے بیان کی گئی کہ ان کو کفر قرار دیا گیا ہے۔ (تاکہ اس سے بچنے کا اہتمام کیا جائے)۔

## بَابُ: کھوٹ اور دھوکے سے منع کرنے کا بیان

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "وہ لوگ جو ایمان والے مردوں اور عورتوں کو بغیر قصور کے جو انہوں نے کمایا" تکلیف دیتے ہیں۔ انہوں نے بہتان اور کھلا گناہ اٹھایا"۔ (الاحزاب)

۱۵۸۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ہمارے خلاف ہتھیار اٹھایا۔ وہ ہم میں سے نہیں، جس نے ہمیں دھوکا دیا، وہ ہم میں سے نہیں۔ (مسلم)

مسلم کی ایک روایت میں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا گدرا ایک ڈھیر کے پاس سے ہوا تو آپؐ نے اپنا ہاتھ اس میں داخل فرمایا، پس آپؐ کی انگلیوں کو تری پھینچی تو فرمایا اے غلے والے یہ کیا ہے؟ اس

## ۲۷۸: بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْغَشِّ وَالْجِدَاعِ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ  
وَالْمُؤْمِنَاتِ بَغْيٍ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدْ احْتَمَلُوا  
بُهْتَانًا وَإِنَّمَا مُبِينًا﴾ [الاحزاب: ۵۸]

۱۵۸۱: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ  
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا  
السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا، وَمَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا"  
رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

رَفِي رِوَايَةٍ لَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَرَّ  
عَلَى صُبْرَةٍ طَعَامٍ فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِيهَا فَتَالَتْ  
أَصَابِعُهُ بَلَلًا - فَقَالَ: "مَا هَذَا يَا صَاحِبَ

الطَّعَامِ؟“ قَالَ أَصَابَتْهُ السَّمَاءُ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
 ﷺ قَالَ: ”أَفَلَا جَعَلْتَهُ فَوْقَ الطَّعَامِ حَتَّى يَرَاهُ  
 النَّاسُ! مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا۔“  
 نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اس پر بارش ہو گئی۔ آپ نے فرمایا اس کو تو  
 نے غلہ کے اوپر کیوں نہ کر دیا کہ لوگ اس کو دیکھ لیں۔ (پھر فرمایا)  
 جس نے ہمیں دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں۔

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب البیان فی بابی من حمل علینا السلاح و من غشنا

**اللَّغَاثُ:** حمل علینا السلاح: مسلمانوں کے خلاف بغاوت و خروج سے کنایہ ہے۔ فلیس منا: وہ ہمارے طریقے اور راستے  
 پر نہیں۔ غشنا: کھوٹ کی کئی اقسام ہیں۔ (۱) کبھی کھوٹ معنوی ہوتی ہے اور وہ یہ ہے کہ باطل کو حق کا لباس پہنایا جائے۔ (۲) مادی کھوٹ  
 سے مراد چیز کے عیب چھپا دینا، عمدہ اور ردی کو ملا دینا اور سامان میں کوئی ایسی چیز بڑھادینا جس کا اس سے تعلق نہ ہوتا کہ اس چیز کا وزن  
 زیادہ ہو جائے۔ صبرۃ: غلہ وغیرہ کا ڈھیر جو باپ تول ہو۔ اصابته السماء: اس پر موسلا دھار بارش برسی۔

**فوائد:** (۱) مسلمان کی طرف اسلحہ سے اشارہ کرنا حرام ہے۔ اسی طرح لوگوں کے درمیان معاملات میں کھوٹ و ملاوٹ حرام کی گئی  
 ہے۔ فروخت کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ اگر چیز عیب دار ہو تو وہ اس کے عیب خریدار کے سامنے واضح کر دے۔ (۲) حکام پر  
 بازاروں کی نگرانی لازم ہے اور ملاوٹ کرنے والوں کو سزا دینا ان کی ذمہ داری ہے کیونکہ ملاوٹ والے مال کو ناجائز ذرائع سے کھانے کے  
 مرتکب ہیں۔ (۳) جو شخص جان بوجھ کر مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لئے ملاوٹ کرے اس کو امت کا دشمن اور امت کے خلاف بغاوت  
 کرنے والا سمجھا جائے گا۔

۱۵۸۲: وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ”لَا  
 تَنَاجِشُوا“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
 ۱۵۸۲: حضرت ابو ہریرہؓ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا:  
 ”خریدنے کی نیت کے بغیر بولی میں اضافہ مت کرو“ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** اس روایت کی تخریج باب ۲۷۱ روایت ۱۵۷۲ رواہ مسلم فی کتاب البر۔

**اللَّغَاثُ:** لا تناجشوا: سامان کی قیمت میں خریدنے کی نیت کے بغیر اضافہ کرنا تا کہ دوسرا زیادہ قیمت سے خرید لے  
**فوائد:** (۱) نجش کو اس لئے حرام قرار دیا گیا کہ اس میں دھوکہ اور ملاوٹ ہے۔

۱۵۸۳: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ،  
 أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ النَّجْشِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
 ۱۵۸۳: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آپ نے دھوکے کی  
 غرض سے قیمت میں اضافہ کرنے سے منع فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب البیوع فی باب النجش و مسلم فی البیوع فی باب النہی عن النجش

**فوائد:** نجش جیسی قبیح حرکت سے روکا گیا کیونکہ اس میں دوسروں کا دھوکا ہوگا۔

۱۵۸۴: وَعَنْهُ قَالَ: ذَكَرَ رَجُلٌ لِرَسُولِ اللَّهِ  
 ﷺ أَنَّهُ يُخْدَعُ فِي الْبُيُوعِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
 ﷺ: ”مَنْ بَايَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ“  
 ۱۵۸۴: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ہی سے روایت ہے کہ ایک آدمی  
 نے رسول اللہ کی خدمت میں عرض کیا کہ اُس کے ساتھ خرید و  
 فروخت میں دھوکہ کیا جاتا ہے۔ فرمایا جس سے تو خرید و فروخت  
 کرے اس کو کہو دھوکہ بازی نہیں ہونی چاہئے۔ (بخاری و مسلم)

”الْخِلَابَةُ“ بِخَاءٍ مُّعْجَمَةٍ مَكْسُورَةٍ وَبَاءٍ  
 مُّوَحَّدَةٍ وَهِيَ الْخَدِيعَةُ۔  
**الْخِلَابَةُ:** خاء مجمہ مکسورہ اور موحدہ کے ساتھ دھوکہ۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب البیوع، باب ما یکرہ من الخداع و مسلم فی البیوع، باب من یخدع فی البیوع

**اللَّغَاثُ:** ذکر رجل: یہ حبان بن منقذ ہیں۔ یخدع: دھوکہ کیا جاتا ہے۔

فوائد: (۱) مشتری کو خیار کا حق حاصل ہے اگر اس کو دھوکہ دیا جائے تو وہ سامان رد کر سکتا ہے بشرطیکہ اس نے شرط پہلے لگائی ہو۔

۱۵۸۵: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ خَبَبَ زَوْجَةً أَمْرِي، أَوْ مَعْلُوكَهُ فَلَيْسَ مِنَّا" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

۱۵۸۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس شخص نے کسی کی بیوی یا اس کے غلام کو دھوکہ دیا۔ پس وہ ہم میں سے نہیں۔"

(ابوداؤد)

"خَبَبَ بِخَاءٍ مُعْجَمَةٍ ثُمَّ بَاءً مُوَحَّدَةً مُكْرَرَةً: أَيُ أَفْسَدَهُ وَخَدَعَهُ."

خَبَبَ: اخاء معجمہ باموحدہ مکررہ کے ساتھ۔ یعنی اس کو دھوکہ دیا اور خراب کیا۔

تخریج: رواہ ابو داؤد دی کتاب الادب، باب من خبب مملوكاً علی مولاه

فوائد: (۱) عورتوں یا خدام کو ان کے خاوندوں یا آقاؤں کے خلاف بھڑکانا حرام ہے۔ اس طرح ان میں باہمی اختلاف ڈالنا بھی حرام ہے۔ (۲) مسلمان کی شان یہ ہے کہ وہ ہمیشہ تعاون اور ایک دوسرے کی مدد پر قائم رہتا ہے۔

### بَابُ: دھوکے کی حرمت

### ۲۷۷: بَابُ تَحْرِيمِ الْغَدْرِ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ﴾ [المائدہ: ۱] قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا﴾ [الاسراء: ۳۴]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "اے ایمان والو تم معاہدوں کی پابندی کرو!"۔ (المائدہ)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "تم وعدے کو پورا کرو بے شک وعدے کے بارے میں سوال ہوگا"۔ (الاسراء)

حل الایات: العقود: مضبوط و پختہ معاہدات۔ العہد: تمام معاہدات میں جو باہمی طے کیا جائے یا اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کا بندے کو مکلف بنایا ہے۔ مسئولا: معاہدوں میں مطلوب جس سے دنیا و آخرت میں ان معاہدات کے متعلق سوال ہوگا۔

۱۵۸۶: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ مُنَافِقًا خَالِصًا وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتَّى يَدْعَهَا: إِذَا أُتِمِّنَ خَانَ، وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۵۸۶: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "چار باتیں جس میں ہوں وہ خالص منافق ہے اور جس میں ان میں سے ایک خصلت ہو تو اس میں نفاق کی اچک ہے یہاں تک اس کو چھوڑ دے۔ جب اس کے پاس امانت رکھوائی جائے تو وہ خیانت کرے جب بات کرے تو جھوٹ بولے جب وعدہ کرے تو دھوکہ کرے اور جب جھگڑا کرے تو بکواس کرے"۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: تقدم تخریج وہ شرحہ فی باب تحریم الکذب رقم ۱۰۴۴/۲

المنافقات: منافقاً: لغت میں نفاق ظاہر کا باطن کے خلاف ہونا شرع میں اس کی دو قسمیں ہیں (۱) نفاق اعتقادی۔ اسلام ظاہر کرنا اور دل میں کفر چھپانا۔ (۲) نفاق عملی: منافقین جیسے اعمال کریں اور یہاں یہی مراد ہے۔ خصلہ: نفس میں رچی ہوئی حالت اس کو خلع بھی کہا جاتا ہے۔ فجور: جھگڑے میں مبالغہ کرے۔



**فوائد:** (۱) یہ عادات اصل تو منافق کے لئے مناسب ہیں پس مؤمن کو ان سے دور رہنا اور اپنے دامن کو ان سے داغدار نہ کرنا چاہئے۔ (۲) اعلیٰ و عمدہ اخلاق قوی ایمان کے ساتھ تعلق کا مضبوط ذریعہ ہیں۔ جہاں ایمان ہوگا یہ اخلاق ہوں گے اور جہاں ایمان غائب ہوگا یہ اخلاق غائب ہوں گے۔ (۳) نفاق طبیعت میں بھی بری عادت ہے مگر تمام انسانوں پر اس کا اثر الٹ ہوتا ہے۔

۱۵۸۷: وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ وَابْنِ عُمَرَ  
وَأَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ قَالُوا: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ  
: لِكُلِّ غَادِرٍ لَوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، يَقَالُ : هَذِهِ  
غَدْرَةُ فُلَانٍ ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

۱۵۸۷: حضرت عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عمر اور انس رضی اللہ عنہم  
سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”ہر دھوکہ باز کے لئے  
قیامت کے دن ایک جھنڈا ہوگا۔ کہا جائے گا یہ فلاں کی بد عہدی  
ہے۔“ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الایمان ، باب اثم الغادر و مسلم فی الجہاد باب تحریم الغدر  
اللُّغَاتُ: غادر: معاہدے کو توڑنے والا۔ لواء: بڑا جھنڈا گاڑا جائے گا تاکہ اس کی خوب رسوائی ہو جائے اور اس کے معاملے کی  
برائی دوسروں کے سامنے آجائے اور اس مجمع عام میں اس کا دھوکہ ظاہر ہو جائے۔

۱۵۸۸: وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ”لِكُلِّ غَادِرٍ لَوَاءٌ  
عِنْدَ اسْتِثْمِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرْفَعُ لَهُ بِقَدْرِ غَدْرِهِ أَلَا  
وَلَا غَادِرٌ أَكْثَمُ غَدْرًا مِنْ أَمِيرٍ عَامَّةٍ“ رَوَاهُ  
مُسْلِمٌ .

۱۵۸۸: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی  
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہر دھوکہ باز کے لئے اس کی سرین  
کے پاس ایک جھنڈا ہوگا جو اس کے دھوکے کی مقدار کے مطابق ہو  
گا۔ خبردار! کوئی غداری امیر عام کے ساتھ غداری سے بڑھ کر نہ ہو  
گی۔“ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الجہاد ، باب تحریم الغدر  
اللُّغَاتُ: استثم: مراد بر ہے اور اس کا تذکرہ اس کی تحقیر مزید اور برائی کا ظاہر کرنے کے لئے ہے۔ امیر عامہ: حاکم اعلیٰ یا اس کا  
نائب۔

**فوائد:** (۱) غداری کی حرمت شدیدہ کو بیان کیا۔ خاص طور پر جبکہ وہ حاکم اور مقتداء میں پائی جائے کیونکہ اس کو وعدہ توڑنے میں کوئی  
مجبوری نہیں وہ اس کو پورا کرنے کی کامل قدرت رکھتا ہے۔ اس کی وعدہ خلافی کا نقصان عام انسانوں کو پہنچنے والا ہے۔

۱۵۸۹: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ  
النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: قَالَ اللَّهُ تَعَالَى ”ثَلَاثَةٌ أَنَا  
خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: رَجُلٌ أَعْطَى بِي ثُمَّ  
غَدَرَ، وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَأَكَلَ ثَمَنَهُ ، وَرَجُلٌ  
اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا فَاسْتَوْفَى مِنْهُ وَلَمْ يُعْطِهِ  
أَجْرَهُ“ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

۱۵۸۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم  
ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تین آدمیوں کی طرف سے میں  
قیامت کے دن جھگڑوں گا: (۱) وہ جس نے مجھ سے عہد کیا پھر توڑ  
دیا۔ (۲) وہ آدمی جس نے کسی آزاد کو فروخت کر کے اس کی قیمت  
کھالی۔ (۳) وہ آدمی جس نے کسی کو مزدور بنایا اس سے پورا کام  
لیا، مگر اس کو مزدوری نہ دی۔ (بخاری)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب البیوع ، باب اثم من باع صرًا  
اللُّغَاتُ: ثَلَاثَةٌ: مکلف لوگوں کی تین قسمیں ہیں خصمہم: جھگڑنے والا اور غالب آنے والا یہ لفظ واحد جمع مذکر مؤنث پر یکساں  
استعمال ہوتا ہے۔ یوم القیامہ: اس دن کو خاص طور پر ذکر کیا گیا حالانکہ اللہ تعالیٰ تو ہر وقت ان کی طرف سے جھگڑنے والے ہیں۔ کیونکہ

وہ بدلہ دیئے جانے کا دن ہے۔ اعطی ہی: میرا نام لے کر اپنے بھائی سے معاہدہ کیا ثم غدر: وعدہ توڑ دیا اور اس کو پورا نہ کیا یا دہونے اور اختیار ہونے کے باوجود۔

**فوائد:** (۱) معاہدوں کو پورا کرنے پر برا بیخوش کیا گیا۔ آزاد آدمی کو فروخت کرنے کی ممانعت فرمائی گئی اور مزدور کو اس کی مزدوری دینے کی تاکید کی گئی۔ (۲) ان تینوں کو خبردار کیا گیا اور سخت عذاب سے ڈرایا گیا۔ پھر ان میں سے جو پہلا ہے اس نے اللہ تعالیٰ کے نام کی حرمت و عظمت کو توڑا اور دوسرا آدمی تو مراد اس سے اس پر مکمل قبضہ اور غلبہ ہے کہ اس کو کوئی اختیار نہ ہو۔ خرید و فروخت مراد نہیں اور نہ ہی اس کی قیمت لینا اور کھانا مراد ہے۔ اس مفہوم کو ابو داؤد کی روایت سے تائید ملتی ہے۔ رجل اعتبه محجوراً: وہ آدمی جس نے آزاد کو غلام بنالیا۔ اس کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے جھگڑنے کی وجہ یہ ہے کہ تمام مسلمان آزادی اور قید میں برابر ہیں۔ پھر تیسرا شخص وہ اس دوسری قسم میں داخل ہے کیونکہ اس نے بلا بدلہ خدمات لی ہے اور یہ عین ظلم ہے اعاذنا اللہ منہ

بَابُ: عطیہ وغیرہ پر احسان

۲۷۸: بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْمَنِّ

جتنا منع ہے

بِالْعَطِيَّةِ وَنَحْوِهَا

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”اے ایمان والو! تم اپنے صدقات کو احسان جتلا کر اور ایذا دے کر ضائع مت کرو۔“ (البقرة) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”وہ لوگ جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ پھر خرچ کر کے احسان نہیں جتلاتے اور نہ دکھ دیتے ہیں۔“ (البقرة)

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَبْطُلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَى﴾ [البقرة: ۲۶۴] وَ قَالَ تَعَالَى: ﴿الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ لَا يُتَّبَعُونَ مَا أَنْفَقُوا مَنًّا وَلَا أَذًى﴾ [البقرة: ۲۶۵]

حل الايات: لا تبطلو صدقاتكم: اس کے ثواب کو باطل نہ کرو۔ بالمن: منعم علیہ کو احسان شمار کرانا۔

۱۵۹۰: حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کلام نہ فرمائیں گے نہ ان کی طرف رحمت کی نگاہ فرمائیں گے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ اس آیت کو آپ ﷺ نے تین مرتبہ پڑھا۔ حضرت ابو ذر کہتے ہیں میں نے عرض کیا وہ تو ناکام و نامراد ہوئے یا رسول اللہ! مگر یہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا: (۱) نخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے والا۔ (۲) احسان کر کے احسان جتلانے والا (۳) جھوٹی قسم کھا کر سامان بیچنے والا۔ مسلم کی ایک روایت میں ہے: ”اپنی چادر اور کپڑے کو تکبر کی وجہ سے نخنوں سے نیچے لٹکانے والا۔“

۱۵۹۰: وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ثَلَاثَةٌ لَا يَكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ، وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ، وَلَا يُزَكِّيهِمْ، وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ“ قَالَ: فَقَرَأَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ - قَالَ أَبُو ذَرٍّ: خَابُوا وَخَسِرُوا مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: الْمُسْبِلُ وَالْمُنْفِقُ سِلْعَتُهُ بِالْحَلْفِ الْكَاذِبِ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ - وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ: ”الْمُسْبِلُ إِزَارَةً“ يَعْنِي الْمُسْبِلُ إِزَارَةً وَتَوْبَةُ أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ لِلْخِلَاءِ“

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الایمان، باب غلظ تحريم اسبال الازار و المن

اللَّغَاتُ: لا یکلّمہم اللہ: ایسا کلام نہیں فرمائیں گے جو ان کو خوش کرے یہ غضب سے کنایہ ہے۔ ولا ینظر الیہم: رحمت و

مغفرت کی نگاہ ان پر نہ ڈالیں گے۔ المسبل: تکبر سے کپڑا لٹکانے والا۔ المنان: وہ آدمی جو دوسروں پر احسان کو کثرت سے جلاتے ہیں۔ سلعتہ: سامان۔

**فوائد:** (۱) احسان جتلانا حرام ہے کیونکہ اس میں نعمت پانے والے کی تذلیل اور ایذا اندوزی ہے۔ (۲) اگر تکبر کی وجہ سے کپڑا لٹکایا جائے تو حرام ہے اور اگر تکبر کی وجہ سے نہ ہو تو مکروہ تنزیہی ہے۔ (۳) فروخت کی خاطر جھوٹی قسم حرام ہے کیونکہ بخاری کی روایت کے مطابق اس سے مال کی بکری تو بڑھ جاتی ہے مگر برکت مٹ جاتی ہے جیسا کہ بخاری کی روایت میں ہے۔

## ۲۷۹: بَابُ النَّهْيِ عَنِ

### الْإِفْتِخَارِ وَالْبُغْيِ

## بَابُ: فُخْرٍ وَسُرْكَشِي

### کی ممانعت

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”تم اپنے متعلق پاک بازی کا دعویٰ مت کرو۔ وہ تقوے والے کو خوب جانتا ہے۔“ (النجم) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”بے شک گناہ ہے ان لوگوں پر جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور ناحق زمین میں سرکشی کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن کے لئے دردناک عذاب ہے۔“ (الشوریٰ)

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿فَلَا تَرْكَبُوا أَنْفُسَكُمْ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقَى﴾ [النجم: ۳۲] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَظْلِمُونَ النَّاسَ وَيَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ أُورْلِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ [الشوری: ۴۳]

**حل الايات:** فلا تمزکوا انفسکم: ان کی تعریف اچھے اعمال پر مت کرو۔ انما السبیل: عقاب دوسرا کے ساتھ۔ یبغون فی الارض: فساد کرتے اور ظلم کرتے ہیں۔

۱۵۹۱: حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی فرمائی ہے کہ تواضع اختیار کرو۔ یہاں تک کہ ایک دوسرے پر بالکل سرکشی نہ کرے۔“

۱۵۹۱: وَعَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَوْحَى إِلَيَّ أَنْ تَوَاضَعُوا حَتَّى لَا يَبْغَى أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ وَلَا يَفْخَرُ أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

(مسلم)

اہل نعمت نے فرمایا:

البغی: ظلم و زیادتی اور دست درازی

قَالَ أَهْلُ اللَّغَةِ: الْبُغْيُ التَّعَدِي

وَالْإِسْطَالَةُ۔

**تخریج:** رواد مسلم فی کتاب الجنة باب الصفات التي يعرف بها أهل الجنة۔

**التعاضات:** او حسی الی ان تواضعوا مجھے اور تمہیں تواضع کا حکم دیا اور اس میں زیادہ سے زیادہ تواضع کے لئے فرمایا گیا۔ یعنی: ظلم میں مبالغہ کرتا اور بہت بڑھتا ہے۔

**فوائد:** (۱) روایت میں فخر و بغاوت کی ممانعت ہے۔ مال و مرتبہ کے متعلق دھوکہ میں مبتلا ہونے سے خبردار کیا گیا اس دنیائے فانی کے کسی بھی سامان کی کسی چیز کے متعلق دھوکہ میں مبتلا ہونے سے خبردار کیا گیا۔

۱۵۹۲: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ ۱۵۹۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی شخص کہتا ہے کہ لوگ تباہ ہو گئے تو وہ ان میں سب سے زیادہ تباہ ہونے والا ہوتا ہے۔“ (مسلم)

مشہور روایت اہلکھم کاف کے ضمہ سے ہے۔ اور زبر بھی پڑھی گئی ہے۔ یہ ممانعت اس کے لئے ہے جو یہ کلمہ خود پسندی کی بناء پر کہتا ہو اور لوگوں کو حقیر قرار دیتا ہو اور اپنے آپ کو ان سے بالا سمجھتا ہو۔ یہ صورت حرام ہے اور اگر کوئی شخص لوگوں کے دینی معاملات میں نقص دیکھ کر کہتا ہے اور بطور غم خواری کہتا ہے تو اس صورت میں کوئی حرج نہیں۔

علماء رحمہم اللہ نے اسی طرح اس کی تفسیر کی ہے۔ جن ائمہ کرام نے اس تفسیر کو اختیار کیا ان کے اسماء گرامی یہ ہیں۔ مالک بن انس، خطابی، حمیدی وغیرہم۔ میں نے اس کی وضاحت کتاب الاذکار میں کی ہے۔

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا قَالَ الرَّجُلُ هَلَكَ النَّاسُ فَهُوَ أَهْلُكُهُمْ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

وَالرَّوَايَةُ الْمَشْهُورَةُ «أَهْلُكُهُمْ يَرْفَعُ الْكَافِ وَرَوَى بِنَصْبِهَا» ذَلِكَ النَّهْيُ لِمَنْ قَالَ ذَلِكَ عُجْبًا بِنَفْسِهِ وَتَصَاغُرًا لِلنَّاسِ وَارْتِفَاعًا عَلَيْهِمْ فَهَذَا هُوَ الْحَرَامُ وَأَمَّا مَنْ قَالَ لِمَا يَرَى فِي النَّاسِ مِنْ نَقْصٍ فِي أَمْرِ دِينِهِمْ، وَقَالَ تَحَزُّنًا عَلَيْهِمْ، وَعَلَى الَّذِينَ قَلَا بَأْسَ بِهِ، هَكَذَا فَسَّرَهُ الْعُلَمَاءُ وَفَضَّلُوهُ۔ وَمِمَّنْ قَالَ مِنَ الْأَيْمَةِ الْأَعْلَامِ: مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَالْخَطَّابِيُّ وَالْحَمِيدِيُّ وَآخَرُونَ وَقَدْ أَوْضَحْتُهُ فِي كِتَابِ: «الْأَذْكَارِ»۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب البر و الصلاة باب النهی عن قول هلك الناس

اللُّغَاتُ: اہلکھم: ہلاکت میں سب سے بڑھ کر یہ منصوب بھی ہے۔ علامہ ابن عسلان نے فرمایا کہ فتح پر مبنی ہے۔ رفع و نصب دونوں اعراب کے لقب ہیں۔

فوائد: خود پسندی اور دوسروں کو حقیر قرار دینا ممنوع ہے اور اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے بے خوف ہو کر نہ بیٹھ جانا چاہئے۔

بَابُ: تین دن سے زیادہ مسلمانوں کے لئے

آپس میں قطع تعلق کی حرمت کا بیان

البتہ بدعت اور فسق وغیرہ کی صورت میں قطع تعلق

کرنے کی اجازت کا بیان

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”بے شک مسلمان بھائی بھائی ہے۔ تم ان کے درمیان اصلاح کرو۔“ (الحجرات)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”مت تعاون کرو گناہ اور ظلم پر۔“

(المائدہ)

۲۸. بَابُ تَحْرِيمِ الْهَجْرَانِ

بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ إِلَّا

لِبُدْعَةٍ فِي الْمَهْجُورِ أَوْ تَظَاهُرٍ

بِفُسْقٍ أَوْ نَحْوِ ذَلِكَ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلَحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ﴾ [الحجرات: ۱۰]

وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ [المائدة: ۲]

حل الایات: ولا تعاونوا علی الاثم و العدوان: برائی اور تعدی میں ایک دوسرے سے تعاون نہ کرو۔ ان میں مسلمان سے قطع تعلق اور بغیر کسی سبب شرعی کے اس کو چھوڑنا ہے۔ جیسا کہ احادیث سے واضح ہو رہا ہے۔

۱۵۹۳: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: باہمی ایک دوسرے سے مقاطعہ نہ کرو ایک دوسرے کو پیٹھ نہ دکھاؤ، آپس میں بغض نہ رکھو ایک دوسرے سے حسد نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔ کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے۔ (بخاری و مسلم)

۱۵۹۳: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَا تَقَاطَعُوا، وَلَا تَدَابِرُوا، وَلَا تَبَاغَضُوا، وَلَا تَحَاسَدُوا، وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الادب، ما نہی عن التحاسد و الباب الذی بعده و فی باب الہجرة

اللُّغَاتُ: لَا تَقَاطَعُوا: یہ اصل میں لَا تَقَاطَعُوا ہے مطلب یہ ہے کہ نہ چھوڑے اور ایک دوسرے سے الگ نہ ہو۔ وَلَا تَدَابِرُوا: اعراض کرتے ہوئے ایک دوسرے کی طرف پیٹھ نہ کرے اور الگ نہ ہو۔ کونوا عباد اللہ اخوانا: آپس میں صلہ رحمی کرنے والے اور رحم کرنے والے کیونکہ اخوت کا تقاضا یہی ہے۔

فوائد: (۱) ان امور کی ممانعت اس لئے کی گئی ہے کیونکہ اس اسلامی اخوت کے منافی اور مخالف ہیں۔ ان میں سب سے اہم بلا کسی شرعی عذر کے علیحدگی اختیار کرنا ہے۔

۱۵۹۴: حضرت ابویوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین راتوں سے زیادہ چھوڑے کہ دونوں آپس میں ملیں اور ایک اس طرف منہ موڑ لے اور دوسرا اس طرف۔ ان میں بہتر وہ ہے جو سلام میں پہل کرے۔“ (بخاری و مسلم)

۱۵۹۴: وَعَنْ أَبِي أَيُّوبَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ لَيَالٍ: يَلْتَقِيَانِ فَيُعْرَضُ هَذَا وَيُعْرَضُ هَذَا وَخَيْرُهُمَا الَّذِي يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

تخریج: رواہ البخاری فی الادب، باب الہجرة و فی الاستیذان و مسلم فی کتاب البر، باب تحریم الہجر فوق ثلاث اللُّغَاتُ: لَا يَحِلُّ: جائز نہیں۔ يَهْجُرُ اخاه: بلا عذر مسلمان بھائی سے الگ رہے اور اس سے قطع تعلقی اختیار کرے۔ يَعْرَضُ هَذَا: ہٹ جائے اور اپنے چہرے کو اس سے پھیرے۔

فوائد: (۱) حدیث بالا میں بھائی کے لفظ سے تعبیر اس بات کو واضح کرتی ہے کہ مسلمانوں میں باہمی میل جول ہونا چاہئے قطع تعلقی اور انقطاع نہ ہونا چاہئے۔ (۲) انقطاع کرنے والوں میں زیادہ بہتر وہ ہے جو سلام و کلام میں ابتداء کرے اور بھائی چارے کو قائم کرے اور قطع تعلقی اسباب کو زائل کرے۔ (۳) تین روز سے زیادہ دوسرے مسلمان سے قطع تعلق حرام ہے۔ تین دن کی حد بندی کرنے میں حکمت یہ ہے کہ یہ عرصہ کینوں کو دفن کرنے اور غلطیوں کو بھلانے اور سوچ و بچار کرنے کے لئے کافی ہے۔ (۴) مسلمان باہمی طور پر کینے کو بھلاتا اور صلح کی طرف جلدی کرتا ہے تاکہ فضیلت کو پالے۔ السلام علیکم کا کلمہ اسلام میں محبت و اخوت کی رمز ہی تو ہے۔

۱۵۹۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عمل ہر سوموار اور جمعرات کو پیش ہوتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کو بخش دیتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک ٹھہرانے والا نہ ہو۔ مگر وہ شخص کہ جس کے اور دوسرے

۱۵۹۵: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ تَعْرِضُ الْأَعْمَالُ فِي كُلِّ اثْنَيْنِ وَخَمْسِينَ، فَيَغْفِرُ اللَّهُ لِكُلِّ أَمْرٍ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا، إِلَّا أَمْرًا



كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخِيهِ شَحْنَاءُ فَيَقُولُ اَتْرُكُوا هَذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
مسلمانوں کے درمیان بغض ہو۔ چنانچہ کہا جاتا ہے ان کو مہلت دو یہاں تک کہ یہ دونوں صلح کر لیں۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی البر و الصلوة باب النهی عن الشحناء والتهاجر

اللَّغَايَاتُ: شحناء: دینوی معاملے کی وجہ سے بغض و عداوت۔

فوائد: (۱) بغض و عداوت دونوں جھگڑے والوں کے لئے حصول مغفرت سے محرومی کا ذریعہ ہے جب تک کہ دونوں صلح نہ کر لیں اور باہمی نفرت و عداوت کو ختم نہ کر دیں۔

۱۵۹۶: وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ يَسَسَ أَنْ يَعْبُدَهُ الْمُصَلُّونَ فِي جَزِيرَةِ الْعَرَبِ، وَلَكِنْ فِي التَّحْرِيشِ بَيْنَهُمْ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
۱۵۹۶: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: ”شیطان اس بات سے مایوس ہو گیا کہ جزیرہ عرب میں نمازی اس کی پوجا کریں لیکن وہ ان کے درمیان بگاڑ پیدا کرنے میں اور قطع تعلقی میں (کامیاب رہے گا)۔“ (مسلم)

”التَّحْرِيشُ“: الْإِنْسَادُ وَتَغْيِيرُ قُلُوبِهِمْ وَتَقَاطُعِهِمْ۔  
التَّحْرِيشُ: فساد دلوں کو بدلنا، آپس میں تعلقات منقطع کرنا۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب صفة القيامة والجنة والنار باب تحريش الشيطان

اللَّغَايَاتُ: يسس: یہ یاس میں ہے نا امید ہونا۔ ایک نسخہ میں ایس ہے معنی ایک ہی ہے۔ المصلون: مسلمان۔  
فوائد: (۱) نماز کے مجملہ فوائد میں سے ایک یہ ہے کہ مسلمانوں کے درمیان جذبہ محبت کی محافظ اور ان کے درمیان بھائی چارے کے روابط کو مضبوط بناتی ہے۔ (۲) شیطان اس بات کیلئے کوشاں رہتا ہے کہ وہ مسلمانوں میں جھگڑے، لڑائیاں، بغض و عداوت، فتنے اور فساد برپا کرے۔ اس لئے مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے نفس کو قابو میں رکھ کر ان سب چیزوں سے دور رہے۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آئے اور اس سے پناہ طلب کرے۔ (۳) یہ حدیث معجزات نبوت میں سے ہے کہ آپ نے آئندہ پیش آنے والی بات کی خبر دی جو اسی طرح واقع ہوئی۔

۱۵۹۷: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ فَمَاتَ دَخَلَ النَّارَ“ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ عَلَى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَ مُسْلِمٍ۔  
۱۵۹۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے جس نے تین دن سے زیادہ تعلق توڑا اور اسی حالت میں مر گیا تو وہ آگ میں جائے گا۔“ (ابوداؤد) بخاری اور مسلم کی شرط کے ساتھ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الادب باب فیمن یهجراخاه المسلم

اللَّغَايَاتُ: فوق ثلاث: تین دن رات کے دوران وہ آپس میں ملتے ہیں ایک دوسرے سے سلام کلام نہیں کرتے۔  
فوائد: (۱) جس آدمی نے اپنے مسلمان بھائی کو تین راتوں سے زیادہ چھوڑا اور اس پر مصر رہا تو اس کو اللہ تعالیٰ آگ میں داخل فرمائیں گے تاکہ گناہ گار مسلمانوں کے ساتھ وہ بھی عذاب چکھے۔

۱۵۹۸: حضرت ابی خراش حدرد بن ابی حدرد سلمیٰ ان کو سلمیٰ بھی کہا جاتا ہے رضی اللہ عنہ کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے سنا: ”جس نے اپنے بھائی سے ایک سال تک تعلق منقطع کیا۔ اس نے گویا اس کا خون بہا دیا۔“ (ابوداؤد) سند صحیح کے ساتھ۔

۱۵۹۸: وَعَنْ أَبِي خِرَاشٍ حَدَرْدِ بْنِ أَبِي حَدَرْدٍ الْأَسْلَمِيِّ وَيُقَالُ السَّلَمِيُّ الصَّحَابِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ”مَنْ هَجَرَ أَخَاهُ سَنَةً فَهُوَ كَسَفِكَ دَمِهِ“ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الادب، باب من ہجرا اخاہ سنۃ اللغائت: کسفک دمہ: گویا اس نے اس کے خون کو دشمنی سے بہایا۔ فوائد: (۱) قطع تعلق سے ڈرایا گیا کیونکہ معنوی قتل مادی قتل سے کم نہیں۔

۱۵۹۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی مؤمن کے لئے حلال نہیں کہ دوسرے مؤمن کے ساتھ تین دن سے زیادہ تعلق کو ترک کرے۔ جب تین دن گزر جائیں تو اس سے ملاقات کرنی چاہئے اور اس کو سلام کرنا چاہئے۔ پھر اگر اس نے سلام کا جواب دے دیا تو دونوں اجر میں شریک ہو گئے۔ اگر اس نے سلام کا جواب نہ دیا تو وہ گناہ گار ہوا اور سلام کرنے والا ترک تعلق کے گناہ سے نکل گیا۔ (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔ ابوداؤد کہتے ہیں کہ اگر ترک تعلق اللہ تعالیٰ کے لئے ہو پھر اس میں کوئی گناہ نہیں۔

۱۵۹۹: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ”لَا يَحِلُّ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَهْجُرَ مُؤْمِنًا فَوْقَ ثَلَاثٍ، فَإِنْ مَرَّتْ بِهِ ثَلَاثٌ فَلْيَقِهِ وَلْيَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَإِنْ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ فَقَدْ اشْتَرَكَ فِي الْأَجْرِ، وَإِنْ لَمْ يَرُدِّ عَلَيْهِ فَقَدْ بَاءَ بِالْإِثْمِ، وَخَرَجَ الْمُسْلِمُ مِنَ الْهِجْرَةِ“ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ - قَالَ أَبُو دَاوُدَ: إِذَا كَانَتْ الْهِجْرَةُ لِلَّهِ تَعَالَى فَلَيْسَ مِنْ هَذَا فِي شَيْءٍ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الادب، باب فیمن یہجرا اخاہ المسلم۔

اللغائت: بقاء بالاثم: گناہ اور برائیاں لے کر لوٹا۔ المسلم: یہ اسم فاعل ہے سلام میں ابتداء کرنے والا۔ فوائد: (۱) تین دن سے زیادہ بغیر کسی شرعی عذر کے کسی مسلمان سے قطع تعلق حرام ہے۔ علامہ خطابی رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ مسلمان بھائی کو عتاب کے طور پر چھوڑنے سے متعلق ہے۔ اس کے لئے تین دن کی مدت رکھی گئی ہے۔ البتہ والد کے بیٹے کو اور خاوند کا بیوی کو چھوڑنا یا جن کا حکم انہی جیسا ہو ان پر تین دن کی قید نہیں بلکہ تین دن سے زیادہ بھی چھوڑنا جائز ہے جیسا نبی اکرم ﷺ نے اپنی ازواج کو ایک ماہ کے لئے چھوڑا۔ (۲) سلام کر لینے سے چھوڑنے کی تکمیل ہو جاتی ہے اگر دوسرے نے جواب دے دیا تو دونوں اجر میں شریک ہو گئے اور اگر جواب نہ دیا تو بوجھ اسی کے ذمہ رہے گا۔ سلام کرنے والا قطع تعلق کے گناہ سے بری الذمہ ہو جائے گا۔ (۳) یہ وعید ان لوگوں کیلئے ہے جو کسی کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف ورزی کی وجہ سے چھوڑے مثلاً ارتکاب بدعت یا برسرعام معصیت کرنا ان حالات میں چھوڑنا نیکی ہے۔

بَابُ: دواؤں کی اجازت کے بغیر سرگوشی کرنے سے روکنے کا بیان ہاں ضرورت کے پیش

۲۸۱: بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَنَاجِيِ اثْنَيْنِ دُونِ الثَّلَاثِ بِغَيْرِ إِذْنِهِ إِلَّا لِحَاجَةٍ

وَهُوَ أَنْ يَتَحَدَّثَا سِرًّا بِحَيْثُ لَا

يَسْمَعُهَا وَفِي مَعْنَاهُ مَا إِذَا تَحَدَّثَا

بِلِسَانٍ لَا يَفْهَمُهُ!

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّمَا النَّجْوَى مِنَ

الشَّيْطَانِ﴾ [المجادلہ: ۸]

حل الایات: النجوى: آہستہ کلام سرگوشی۔

۱۶۰۰: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "إِذَا كَانُوا ثَلَاثَةً فَلَا

يَتَنَاجَوْنَ اثنانِ دُونَ الثَّالِثِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَزَادَ: قَالَ أَبُو صَالِحٍ قُلْتُ

لِابْنِ عُمَرَ: فَأَرْبَعَةٌ؟ قَالَ لَا يَضُرُّكَ" رَوَاهُ

مَالِكٌ فِي الْمَوْطَأِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ قَالَ:

كُنْتُ أَنَا وَابْنُ عُمَرَ عِنْدَ دَارِ خَالِدِ بْنِ عَقْبَةَ

الَّتِي فِي السُّوقِ، فَجَاءَ رَجُلٌ يُرِيدُ أَنْ يَتَنَاجِيَهُ

وَلَيْسَ مَعَ ابْنِ عُمَرَ أَحَدٌ غَيْرِي فَقَدَعَا ابْنُ

عُمَرَ رَجُلًا آخَرَ حَتَّى كُنَّا أَرْبَعَةً فَقَالَ لِي

وَلِلرَّجُلِ الثَّالِثِ الَّذِي دَعَا: اسْتَخِرَا شَيْئًا

فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: لَا

يَتَنَاجَوِ اثنانِ دُونَ وَاحِدٍ۔

نظر اس طرح وہ دونوں گفتگو کریں کہ تیسرا آدمی ان کی

بات سن نہ سکے اور یہی حکم ہے جب وہ دونوں ایسی زبان

میں باتیں کریں جب تیسرا آدمی اس زبان کو سمجھ نہ سکے

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”بے شک سرگوشی شیطان کی طرف سے

ہے۔“ (المجادلہ)

۱۶۰۰: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تین آدمی ہوں تو دو تیسرے کو

چھوڑ کر سرگوشی نہ کریں۔ (بخاری، مسلم و ابوداؤد) ابوداؤد کی

روایت میں یہ اضافہ ہے۔ ابوصالح کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن

عمر رضی اللہ عنہما سے عرض کیا کہ جب چار ہوں؟ فرمایا پھر تمہیں کوئی

گناہ نہیں۔ امام مالک نے موطا میں عبداللہ بن دینار رحمۃ اللہ علیہ

سے نقل کیا کہ میں اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، خالد بن عقبہ رضی اللہ

عنہ کے اس گھر کے پاس تھے جو بازار میں ہے، اچانک ایک آدمی نے

آ کر ان سے سرگوشی کرنا چاہی۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے سوا میرے

پاس اس وقت اور کوئی نہ تھا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک اور آدمی کو

بلایا یہاں تک کہ ہم چار آدمی ہو گئے۔ تو آپ نے مجھے اور اس

تیسرے آدمی کو جس کو بلایا تھا فرمایا۔ ذرا پیچھے ہٹو بے شک رسول اللہ

سے میں نے سنا کہ دو آدمی ایک دوسرے کو چھوڑ کر سرگوشی نہ کرے۔

تخریج: رواہ البخاری فی الاستیذان، باب لا یتناجی اثنان دون الثالث و مسلم فی کتاب السلام باب تحریم مناجدة

الاثنين دون الثالث و ابو داؤد فی کتاب الادب، باب التناجی و مالک فی الموطا کتاب الکلام، باب ما جاء فی

ضاحاة اثنين۔

التَّحَاذُّبُ: فلا یتناجی: یہ لفظاً جملہ خبریہ ہے مگر معنایہ یہی ہے کہ دو خفیہ کلام نہ کریں۔ عبداللہ بن دینار: یہ جلیل القدر تابعی ہیں۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ کے مولیٰ اور ثقہ ہیں۔ یہ درمیانے درجے کے تابعین میں سے ہیں۔ ۱۲۷ھ میں وفات پائی۔ استاخر شینا: تھوڑے

پیچھے ہٹے اور یہ اس لئے تاکہ بلائے والا اپنا مقصد پالے۔

فوائد: (۱) اسلام اپنی ترتیب و تنظیم میں زندگی کی تمام اطراف کو اپنے اندر شامل کرنے والا ہے۔ اس روایت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

مجلس کے آداب کی تلقین فرمائی ہے۔ (۲) تیسرے کو چھوڑ کر دو کا بات کرنا یا چوتھے کو چھوڑ کر تین کا سرگوشی کرنا ممنوع ہے اور یہ اس وقت

ہے جب کہ سرگوشی اچھی بات ہو اور اگر سرگوشی بری بات کی ہو تو وہ دوسرے سے حرام ہے۔ خواہ تیسرا ہو یا نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَةِ الرَّسُولِ۔ اے مسلمانو! جب تم سرگوشی کرو تو گناہ، دشمنی اور رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کی سرگوشی مت کرو۔ (۳) اس میں حکمت یہ ہے کہ ایک آدمی کو کلام کے سننے یا سمجھنے سے دور چھوڑنا غم میں مبتلا کر دے گا اور شک میں ڈال دے گا اور اگر اور بھی اس کے ساتھ ہو تو پھر گناہ نہیں اور سرگوشی کی ممانعت بھی نہیں۔

۱۶۰۱: وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: "إِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَاجَى الثَّانِي دُونَ الْآخِرِ حَتَّى تَخْتَلِطُوا بِالنَّاسِ مِنْ أَجْلِ أَنْ ذَلِكَ يُخْزِنُهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
۱۶۰۱: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم تین آدمی ہو تو دو تیسرے کے بغیر سرگوشی کریں یہاں تک کہ تم لوگوں سے مل جل جاؤ اس وجہ سے کہ وہ غمگین ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الاستبذان، باب اذا كانوا اكثر من ثلاثة فلا باس و مسلم فی کتاب السلام، باب تحريم مناجات الاثنين دون الثالث۔

**اللَّغَاةُ:** حتی تختلطوا: یہاں تک کہ تین زیادہ مجمع میں مل جائیں۔  
**فوائد:** (۱) دو آدمیوں کا تیسرے آدمی کو چھوڑ کر سرگوشی کرنا حرام ہے حرمت کی دلیل اس کا تیسرے کے لئے باعث غم و ایذا ہونا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ جو لوگ مؤمن مردوں اور عورتوں کو ایذا، بغیر کسی قصور کے پہنچاتے ہیں انہوں نے بڑا بہتان اٹھایا اور کھلا گناہ ہے۔

۲۸۲: بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَعْذِيبِ الْعَبْدِ وَالذَّابَّةِ وَالْمَرْأَةِ وَالْوَلَدِ بِغَيْرِ سَبَبٍ شَرْعِيٍّ أَوْ زَائِدٍ عَلَى قَدْرِ الْأَدَبِ!  
بَابُ: غلام، جانور، عورت اور لڑکے کو کسی شرعی سبب کے بغیر یا ادب سے زائد تکلیف دینے کی ممانعت کا بیان

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ" والدین کے ساتھ احسان کرو اور قرابت داروں اور یتیموں مسکینوں، قرابت والے پڑوسیوں اور پہلو کے پڑوسی اور پہلو کے ساتھی اور مسافر اور جن کے مالک تمہارے دائیں ہاتھ ہیں۔ احسان کرو بے شک اللہ پسند نہیں کرتے فخر والے متکبر کو"۔ (النساء)

**حل الايات:** وبالذین احسانا: ان پر خوب احسان کرو۔ احسان سے مراد ان سے بھلائی اور نرم روی ہے۔ یتیمی: القربی: رشتہ دار۔ والجاری ذی القربی: پڑوس میں جو تمہارے قریب ہو یا رشتہ دار میں قریب ہو۔ والجار الجنب: دور کا رشتہ دار۔ والصاحب بالجنب: سفر و پیشہ کا ساتھی بعض نے کہا بیوی مراد ہے۔ ابن السبیل: مسافر جو ضرورت مند ہو جائے۔ وما ملککم ایمانکم: غلام، لونڈی۔ مختالاً: متکبر۔

۱۶۰۲: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ ۱۶۰۲: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک عورت کو بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا جس نے اس کو باندھا تھا۔ یہاں تک کہ وہ مر گئی اور اسی کی وجہ سے وہ آگ میں داخل ہوئی نہ اس نے خود کھلایا پلایا۔ کیونکہ وہ (بلی) بندھی ہوئی تھی اور نہ ہی اس کو چھوڑا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھا لے۔ (بخاری و مسلم)

خَشَاشُ الْأَرْضِ: زخاء معجمہ کے فتح اور شین معجمہ مکررہ کے ساتھ زمین کے کیڑے مکوڑوں کو کہتے ہیں۔

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "عَذِّبَتْ امْرَأَةٌ فِي هِرَّةٍ حَبَسَتْهَا حَتَّى مَاتَتْ فَلَدَخَلَتْ فِيهَا النَّارَ لَا هِيَ أَطْعَمَتْهَا وَسَقَتْهَا إِذْ هِيَ حَبَسَتْهَا وَلَا هِيَ تَرَكَتْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"خَشَاشُ الْأَرْضِ" بِفَتْحِ الْخَاءِ الْمُعْجَمَةِ وَبِالْشِّينِ الْمُعْجَمَةِ الْمُكْرَّرَةِ وَهِيَ هَوَامُّهَا وَخَشَرَائِهَا۔

تخریج: رواہ البخاری فی اواخر کتاب الانبیاء و مسلم فی کتاب السلام، باب تحریم قتل الہرۃ

فوائد: (۱) حیوان کے ساتھ بھی نرمی کرنے کا حکم دیا گیا۔ اس کو بند کرنے اور بھوکا رکھنے کو حرام قرار دیا۔ (۲) اس حیوان کو باندھنا جائز ہے جس کے پالنے کا پورا اہتمام کرے۔

۱۶۰۳: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان کا گذر قریش کے کچھ نوجوانوں کے پاس سے ہوا جنہوں نے ایک پرندے کو نشانے کی جگہ رکھا ہوا تھا اور وہ اس کو تیر مار رہے تھے۔ پرندے والے کے لئے انہوں نے ہر خطا ہونے والا تیر دینا طے کر لیا تھا۔ جب انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا تو منتشر ہو گئے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کس یہ کیا ہے اللہ اس پر لعنت کرے۔ کس نے یہ کیا ہے بے شک رسول اللہ نے اس آدمی پر لعنت کی ہے جو کسی روح والی چیز کو نشانہ بناتا ہے۔ (متفق علیہ)

الْفَرَضُ: نشانہ اور وہ چیز جس پر تیر چھوڑے جائیں۔

۱۶۰۳: وَعَنْهُ أَنَّهُ مَرَّ بِفَتَيَانٍ مِنْ قُرَيْشٍ قَدْ نَصَبُوا طَيْرًا وَهُمْ يَرْمُونَهُ ، وَقَدْ جَعَلُوا لِصَاحِبِ الطَّيْرِ كُلِّ خَاطِئَةٍ مِنْ تَلِيهِمْ فَلَمَّا رَأَوْا ابْنَ عُمَرَ تَفَرَّقُوا فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ : مَنْ فَعَلَ هَذَا ؟ لَعَنَ اللَّهُ مَنْ فَعَلَ هَذَا ، إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَعَنَ مَنْ اتَّخَذَ شَيْئًا فِيهِ الرُّوحُ عَرَضًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"الْفَرَضُ" بِفَتْحِ الْغَيْنِ الْمُجْعَمَةِ وَالرَّاءِ وَهُوَ الْهَدَفُ وَالشَّيْءُ الَّذِي يُرْمَى إِلَيْهِ۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الذبائح، باب ما یکرہ من المثلۃ و مسلم فی کتاب الصيد، باب النہی عن صید البہائم۔

اللَّحَائِشُ: نصبوا طیراً: پرندہ کو نشانہ کے طور پر رکھا تھا۔ خاطئۃ: ہر وہ تیر جو نشانے سے خطا کر جائے۔

فوائد: (۱) ذی روح کو نشانہ بنانے کی جگہ رکھنا ناجائز ہے کیونکہ اس میں بلا شرعی جواز کے حیوان کو ایذا پہنچاتا ہے۔ حدیث اس سلسلہ میں وضاحت کر رہی ہے کہ یہ کبیرہ گناہ ہے۔ اس لئے کہ اس کے کرنے والے کو ملعون قرار دیا گیا ہے۔

۱۶۰۴: حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا کہ جانوروں کو نشانے کے مقام پر باندھا جائے۔ (بخاری و مسلم)

۱۶۰۴: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ تُصَبَّرَ الْبَهَائِمُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔



مفہوم روایت کا یہ ہے کہ ان کو قتل کے لئے بند کر دیا جائے۔

وَمَعْنَاهُ: تُجَسَّسَ لِلْقَتْلِ۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الذبائح، باب ما یکرہ من المثلثة و مسلم فی کتاب الصيد، باب النہی عن صبر البہائم۔  
**فوائد:** (۱) حیوان کو پکڑ کر بند کر کے قتل کرنے کی ممانعت ہے علمی کہتے ہیں کہ اس کی صورت یہ ہے کہ زندہ کو پکڑ لیا جائے پھر کوئی چیز اس کی طرف پھینکی جائے جس سے وہ ہلاک ہو جائے۔

۱۶۰۵: وَعَنْ أَبِي عَلِيٍّ سُوَيْدِ بْنِ مِقْرَنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُنِي سَابِعَ سَبْعَةٍ مِنْ بَنِي مِقْرَنٍ مَالَنَا خَادِمٌ إِلَّا وَاحِدَةً لَطَمَهَا أَصْغَرُنَا فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ نَعْتَقَهَا، رَوَاهُ مُسْلِمٌ - وَفِي رِوَايَةٍ "سَابِعَ إِخْوَةَ لِي"۔  
۱۶۰۵: حضرت ابو علی سويد بن مقرن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مقرن کے سات بیٹوں میں سے ساتواں تھا اور ہمارا ایک ہی خادم تھا۔ ہم میں سے ایک چھوٹے نے اس کو تھپڑ مارا اس پر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس کو آزاد کرنے کا حکم دیا۔ (مسلم) اور ایک روایت میں ہے کہ میں اپنے بھائیوں میں ساتواں تھا۔

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الایمان، باب صحبة المماليك۔

**اللَّغَائِثُ:** سبع سبعة: سات میں سے ایک تھا۔ یہ سات بھائی تھے تمام کے تمام مہاجر صحابہ ہیں ان کے اس کمال میں کوئی اور ثانی نہیں۔ لطمها: تھپڑ مارا۔

**فوائد:** (۱) غلاموں کو سزا میں حد سے گزرنے پر سختی کی گئی بلکہ اس کے آزاد کرنے کو مستحب قرار دیا گیا تاکہ اس کی سزا و ضرب کا کفارہ بن جائے۔

۱۶۰۶: وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْبَذَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ أَضْرِبُ غُلَامًا لِي بِالسَّوْطِ فَسَمِعْتُ صَوْتًا مِنْ خَلْفِي: "إِعْلَمْ أَبَا مَسْعُودٍ" فَلَمْ أَفْهَمْ الصَّوْتَ مِنَ الْغَضَبِ - فَلَمَّا دَنَا مِنِّي إِذَا هُوَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَإِذَا هُوَ يَقُولُ: "إِعْلَمْ أَبَا مَسْعُودٍ أَنَّ اللَّهَ أَقْدَرُ عَلَيْكَ مِنْكَ عَلَى هَذَا الْغُلَامِ" فَقُلْتُ لَا أَضْرِبُ مَمْلُوكًا بَعْدَهُ أَبَدًا وَفِي رِوَايَةٍ: فَسَقَطَ السَّوْطُ مِنْ يَدِي مِنْ هَيْبَتِهِ - وَفِي رِوَايَةٍ: فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ هُوَ خُرُّ لَوْجِهِ لِلَّهِ فَقَالَ: "أَمَا لَوْ لَمْ تَفْعَلْ لَلْفَحَنَكَ النَّارُ أَوْ لَمَسَّتْكَ النَّارُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ بِهَذِهِ الرِّوَايَاتِ۔  
۱۶۰۶: حضرت ابو مسعود بذری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں اپنے غلام کو کوڑے سے مار رہا تھا پس میں نے اپنے پیچھے سے ایک آواز سنی اے ابو مسعود! جان لے میں غصے کی وجہ سے آواز کو سمجھ نہ سکا۔ جب آواز قریب ہوئی تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور فرما رہے تھے خبردار! اے ابو مسعود اللہ تعالیٰ تم پر اس سے زیادہ قدرت رکھتے ہیں جتنی تجھے اس غلام پر ہے۔ میں نے کہا میں اس کے بعد کسی غلام کو کبھی نہیں ماروں گا اور ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رعب کی وجہ سے کوڑا میرے ہاتھ سے گر گیا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ اللہ کی رضا کے لئے آزاد ہے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سنو! اگر تو ایسا نہ کرتا تو تمہیں آگ اپنی لپیٹ میں لیتی یا تمہیں ضرور آگ چھوتی۔

(ان روایات کو مسلم نے بیان کیا)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الایمان، باب صحبة المماليك۔

**اللُّغَاثُ** : فلم افهم الصوت : آواز میں کمی جانے والی بات میں نہ سمجھ سکا۔ دنا : قریب ہوا۔ ابا مسعود : اے ابو مسعود! حرف ندا، و اختصار کے لئے حذف کیا گیا۔ الفحتك النار : تجھے آگ جلا ڈالتی۔

**فوائد:** (۱) غلاموں اور نوکروں سے نرمی برتنی چاہئے خصوصاً اس وقت جب کہ ان کی کوئی غلطی بھی نہ ہو مگر جب غلطی کریں تو گناہ کی مقدار کے مطابق سزا کی اجازت ہے۔ (۲) صحابہ اکرم رضی اللہ عنہم کے دنوں میں حضور ﷺ کا کس قدر رعب تھا اور کس قدر جلدی وہ آپ ﷺ کے ارشادات و فرامین پر عمل پیرا ہونے والے تھے۔

۱۶۰۷ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : "مَنْ ضَرَبَ غُلَامًا لَهُ حَدًّا لَمْ يَأْتِهِ ، أَوْ لَطْمَةً ، فَإِنَّ كَفَّارَتَهُ أَنْ يُعْتِقَهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ . ۱۶۰۷ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس نے اپنے کسی غلام کو ایسے جرم کی حد لگائی جو اس نے نہیں کیا یا اس کو تھپڑ مارا پس اس کا کفارہ یہ ہے کہ وہ اس کو آزاد کر دے۔ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی الایمان، باب صحبة السمالیک و کفارة من لطم عبده۔

**اللُّغَاثُ** : حدًا : مفعول لہ ہے یعنی حد کی بناء پر۔ حد اس سزا کو کہا جاتا ہے جس کو شرع نے مقرر کر دیا ہے۔ لم یأته : حد کے مناسب عمل نہیں کیا۔ کفارۃ : اس ناراضگی کے گناہ کو مٹانے والی ہے۔

**فوائد:** قاضی عیاض رحمۃ اللہ نے فرمایا اس بات پر تو تمام کا اتفاق ہے کہ یہ آزاد کرنا فرض نہیں البتہ مستحب ضرور ہے۔ لیکن اس آزادی کا بدلہ اور اجرا اس کے برابر نہیں ملتا جتنا بغیر کسی سبب کے غلام کو آزاد کرنے کا ملتا ہے۔

۱۶۰۸ : وَعَنْ هِشَامِ بْنِ حَكِيمٍ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ مَرَّ بِالشَّامِ عَلَى أَنَسٍ مِنَ الْأَنْبَاطِ ، وَقَدْ أُقِيمُوا فِي الشَّمْسِ ، وَصَبَّ عَلَى رُؤُسِهِمُ الزَّيْتُ فَقَالَ : مَا هَذَا؟ قِيلَ يُعَذَّبُونَ فِي الْخَرَاجِ ، وَفِي رِوَايَةٍ : حُسُوا فِي الْجِزْيَةِ فَقَالَ هِشَامٌ : أَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : إِنَّ اللَّهَ يُعَذِّبُ الَّذِينَ يُعَذِّبُونَ النَّاسَ فِي الدُّنْيَا ، فَدَخَلَ عَلَى الْأَمِيرِ فَحَدَّثَهُ فَأَمَرَ بِهِمْ فَخُلُوا رَوَاهُ مُسْلِمٌ . ۱۶۰۸ : حضرت ہشام بن حکیم بن حزام رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان کا گذر شام میں کچھ کاشت کاروں کے پاس سے ہوا۔ ان کو دھوپ میں کھڑا کیا گیا تھا اور اس کے سروں پر زیتون کا تیل ڈالا ہوا تھا۔ انہوں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ جواب دیا گیا ان کو خراج نہ دینے کی سزا دی جا رہی ہے۔ ایک اور روایت میں ہے جزیرہ کی وجہ سے ان کو قید کیا گیا۔ ہشام بن حکیم نے کہا میں گواہی دیتا ہوں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ بے شک اللہ ان لوگوں کو عذاب دیں گے جو دنیا میں لوگوں کو عذاب دیتے ہیں پھر وہ امیر کے پاس گئے اور اس کو یہ حدیث سنائی تو اس نے اس کے متعلق چھوڑ دینے کا حکم دیا۔ (مسلم)

**الْأَنْبَاطُ** : عجمی کسان۔

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب النہر، باب الوعيد الشديد لمن عذب الناس بغیر حق۔

**اللُّغَاثُ** : يعذبون فی الخراج : خراج نہ دینے کے سبب سزا دی جا رہی ہے۔ خراج : وہ ٹیکس ہے جو کفار پر ان کی زمینی آمدنی پر مقرر کیا جاتا ہے۔ اشہد لسمعت : میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے ضرور سنا ہے۔ یہ قسم مقدمہ کا جواب ہے یا اشہد کا جواب ہے واقعہ ثابت ہونے کی وجہ سے اس کو قسم کے قائم مقام لایا گیا۔ فخلوا ان کی سزا موقوف کر دی گئی۔

**فوائد:** (۱) ناحق ضعیف و مساکین کو دکھ نہ دینا چاہئے۔ (۲) صحابہ اکرم رضی اللہ عنہم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو لازم کرنے والے تھے۔ (۳) ظالموں کو ظلم سے ڈرانا اور خبردار کرنا چاہئے۔

۱۶۰۹: وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: رَأَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِمَارًا مَوْسُومَ الْوَجْهِ فَأَنْكَرَ ذَلِكَ؟ فَقَالَ: وَاللَّهِ لَا أَسْمُهُ إِلَّا أَقْصَى شَيْءٍ مِّنَ الْوَجْهِ، وَأَمَرَ بِحِمَارِهِ فَكُوِيَ فِي الْجَاعِرَتَيْنِ، فَهُوَ أَوَّلُ مَنْ كُوِيَ الْجَاعِرَتَيْنِ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۶۰۹: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک گدھے کو دیکھا جس کے چہرے کو داغا گیا تھا۔ آپؐ کو یہ بات ناپسند ہوئی تو آپؐ نے فرمایا میں اس کو نہیں داغوں گا مگر چہرے کے اعضاء میں سے جو سب سے دور ہے چنانچہ اس گدھے کے سرینوں کو داغنے کا حکم دیا گیا۔ پس آپؐ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے سرینوں کو داغا۔

”الْجَاعِرَتَانِ“ نَاحِيَةُ الْوَرِكَيْنِ حَوْلَ الذُّبُرِ۔ الْجَاعِرَتَانِ: سرینوں کی طرف

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب اللباس، باب النہی عن ضرب الحيوان فی وجهه و رسمه فیہ۔  
الذَّخَائِرُ: موسوم الوجه: داغا ہو چہرہ تاکہ دوسروں سے ممتاز معلوم ہو۔

**فوائد:** (۱) حیوان کے چہرے پر داغ دینے کی ممانعت کی گئی ہے۔ (۲) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی عظمت ظاہر ہوتی ہے اور آپ ﷺ کے فرمان پر کہ حیوان کے چہرے کو مت داغنا، پر فی الفور عمل کیا۔

۱۶۱۰: وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ عَلَيْهِ حِمَارٌ قَدْ وُسمَ فِي وَجْهِهِ فَقَالَ: «لَعَنَ اللَّهُ الَّذِي وَسَمَهُ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۶۱۰: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ حضور ﷺ کے پاس سے ایک گدھا گزرا جس کے چہرے پر داغ لگائے گئے تھے۔ آپؐ نے فرمایا اس پر اللہ کی لعنت ہو جس نے اس کو داغا ہے۔ (مسلم)

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ أَيْضًا: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الضَّرْبِ فِي الْوَجْهِ وَعَنِ الْوَسْمِ فِي الْوَجْهِ۔

مسلم ہی کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرے پر مارنے اور داغنے سے منع فرمایا۔

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب اللباس، باب النہی عن ضرب الحيوان فی الوجه و رسمه فیہ۔

**فوائد:** (۱) چہرے پر داغنا منع ہے۔ اسی طرح چہرے پر مارنے کی ممانعت ہے کیونکہ چہرہ لطیف عضو ہے جو محاسن اور حواس کو جامع ہے اس پر داغ حواس کے زوال اور بد صورتی کا باعث بن جاتا ہے۔ (۲) یہ مارنے کی ممانعت عمومی ہے جو بیٹے، خادم، بیوی کو تادیب کے طور پر سزا دینے کو بھی شامل ہے۔ اسی طرح گوندنا بھی یہی حکم رکھتا ہے کیونکہ اس کی تاثیر تو عام ضرب سے شدید تر ہے۔

۲۸۳: بَابُ تَحْرِيمِ التَّعْذِيبِ بِالنَّارِ

بَابُ: تمام حیوانات کو آگ کے ساتھ عذاب دینے کی

فِي كُلِّ حَيْوَانٍ حَتَّى الْقَمَلَةِ وَنَحْوَهَا

حرمت کا بیان یہاں تک کہ چیونٹی بھی اس میں شامل ہے

۱۶۱۱: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:

۱۶۱۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک لشکر میں بھیجا پس فرمایا کہ اگر تم فلاں کو پاؤ دو قریشی آدمیوں کے نام لئے تو ان کو آگ میں جلا ڈالو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ ہم نے نکلنے کا ارادہ کیا کہ میں نے تم کو حکم دیا تھا کہ فلاں فلاں کو جلا دو۔ بے شک آگ کا عذاب اللہ کے سوا اور کوئی نہ دے پس اگر تم ان کو پا لو تو قتل کر دو۔

(بخاری)

بَعَثَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي بَعْثٍ فَقَالَ: "إِنْ وَجَدْتُمْ فَلَانًا وَفَلَانًا لِرَجُلَيْنِ مِنْ قُرَيْشٍ سَمَاهُمَا "فَاخِرُ قَوْمَهُمَا بِالنَّارِ" ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "حِينَ أَرَدْنَا الْخُرُوجَ: "إِنِّي كُنْتُ أَمَرْتُكُمْ أَنْ تَحْرِقُوا فَلَانًا وَفَلَانًا، وَإِنَّ النَّارَ لَا يُعَذِّبُ بِهَا إِلَّا اللَّهُ فَإِنْ وَجَدْتُمُوهُمَا فَاقْتُلُوهُمَا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الجہاد، باب لا یعذب بعذاب اللہ

اللَّغَائِثُ: فی بعث: لشکر میں جس کو بھیجا گیا تھا۔

فوائد: (۱) آگ سے جلا نا ممنوع ہے اور قتل پر ہی اکتفاء کرنا چاہئے خواہ کتنے ہی دشمن ہوں کیونکہ یہی انتہائی درجہ کی سزا ہے۔

۱۶۱۲: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ آپ ﷺ قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے تو ہم نے ایک سرخ چڑیا دیکھی جس کے ساتھ دو بچے تھے۔ پس ہم نے اس کے دونوں بچوں کو لے لیا۔ سرخ چڑیا آ کر منڈلانے لگی۔ اتنے میں نبی اکرم ﷺ تشریف لے آئے اور فرمایا کس نے اس کو اس کے بچوں کی وجہ سے تکلیف پہنچائی ہے؟ اس کے بچوں کو واپس کر دو۔ آپ نے ایک چیونٹیوں کی بستی دیکھی جس کو جلا دیا گیا تھا۔ اس پر آپ نے فرمایا آگ سے عذاب دینا مناسب نہیں۔ (ابوداؤد) صحیح سند سے۔

قریۃ نمل: چیونٹیوں سمیت چیونٹیوں کی جگہ۔

۱۶۱۲: وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي سَفَرٍ فَأَنْطَلَقَ لِحَاجَتِهِ فَرَأَيْنَا حُمْرَةً مَعَهَا فُرْعَانٌ فَأَخَذْنَا فُرْعَيْهَا فَجَاءَتْ بِِ الْحُمْرَةُ تُعْرِشُ فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: "مَنْ فَجَعَ هَذِهِ بِوَلَدَيْهَا رُدُّوْا وَلَدَهَا إِلَيْهَا" وَرَأَى قَرِيَّةً نَمْلٍ قَدْ حَرَقْنَاهَا فَقَالَ: "مَنْ حَرَقَ هَذِهِ؟" قُلْنَا: نَحْنُ قَالَ: "إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي أَنْ يُعَذَّبَ بِالنَّارِ إِلَّا رَبُّ النَّارِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

قوله "قَرِيَّةٌ نَمْلٍ" مَعْنَاهُ مَوْضِعُ النَّمْلِ مَعَ النَّمْلِ.

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الجہاد و باب کراہیۃ حرق العدو بالنار۔

اللَّغَائِثُ: حمرة: چڑیا جیسا پرندہ ہے۔ تعرش: ابن اشیر نہایہ میں فرماتے ہیں کہ تعریش تکلیف کی وجہ سے بلند ہونے اور اپنے پروں سے نیچے سایہ کرنے کو کہتے ہیں۔ من رزء هذه: کس نے اس کے بچے چھپا کر تکلف دی؟ قریۃ نمل: چیونٹیوں کی رہائش گاہ۔

فوائد: (۱) پرندوں کو تکلیف دینے اور ان کے بچے پکڑنے کی ممانعت کی ہے۔ اسی طرح چیونٹیوں اور دیگر حشرات کو جلانے کی ممانعت ہے۔ البتہ چیونٹیوں سے خالی سوراخ کا جلانا اس میں شامل نہیں۔ (۲) جس نے کسی انسان کو آگ سے قتل کر دیا تو اگر ولی بدلہ چاہے تو اس کو قصاص قتل کیا جائے گا خواہ تلوار سے ہو یا آگ سے۔

بَابُ: مالدار سے حق دار کا حق طلب کرنے میں

۲۸۴: بَابُ تَحْرِيمِ مَطْلِ الْغَنِيِّ

## بِحَقِّ طَلَبِهِ صَاحِبُهُ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا﴾ [النساء: ۵۸] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿لَإِنْ أَمِنَ بَعْضُكُم بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِي أُؤْتِمِنَ أَمَانَتَهُ﴾ [البقرة: ۲۸۳]

## مال دار کا مال مٹول کرنا حرام ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”خدا تم کو حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں ان کے حوالے کر دیا کرو“۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”اور اگر کوئی کسی کو امین سمجھے (یعنی رہن کے بغیر قرض دے دے) تو امانت دار کو چاہئے کہ صاحب امانت کی امانت واپس کر دے“۔

**حل الایات:** الامانات: امانت کا لفظ تمام حقوق اللہ اور حقوق العباد کو شامل ہے۔ امن بعضکم بعضاً: اگر ایک دوسرے پر اطمینان بغیر رہن اور بغیر گواہوں کے ہو۔

۱۶۱۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مالدار کا مال مٹول کرنا ظلم ہے۔ جب تم میں سے کوئی ایک کسی مالدار کے سپرد کیا جائے تو اس کو اس کے پیچھے لگ جانا چاہئے۔ (بخاری و مسلم)

۱۶۱۳: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ، وَإِذَا اتَّبَعَ أَحَدُكُمْ عَلَىٰ مَلِيٍّ فَلْيَتَّبِعْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

اَتَّبِعْ: سپرد کیا جانا۔

مَعْنَى "اتَّبِعْ": اُحْبِلْ۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی اوّل الحوالات و مسلم فی کتاب البیوع باب تحریم مطل الغنی

**الذخائر:** مطل الغنی: مصدر کی اضافت فاعل کی طرف ہے یعنی مالدار کا مال مٹول کرنا مراد یہاں قدرت کے باوجود مستحق کو ادائیگی میں تاخیر کرنا ہے۔ الغنی: قرضے کو ادا کرنے کی قدرت رکھنے والا۔ ظلم: علامہ سبکی فرماتے ہیں کہ مطل کو ظلم قرار دینا اس کے کبیرہ گناہ ہونے کی علامت ہے۔ علی ملئی: مالدار۔ فلیتبع اس کے پیچھے لگ جائے اس سے وصول کرے۔

**فوائد:** (۱) مالدار کو قرضہ کی ادائیگی بلا عذر تاخیر کرنا حرام ہے (۲) سپردارنی کو قبول کرنے کا حکم ہے امام رافعی کے بقول جب مالدار کا مال مٹول کرنا ظلم ہے تو جس پر قرضہ کی ادائیگی ڈالی جائے قرض خواہ اس کو قبول کر لے کیونکہ مسلمان کی یہی نشانی ہے کہ وہ ظلم سے بچتا ہے اس لئے خواہ مخواہ مال مٹول نہ کرے۔ (۳) لوگوں میں باہمی حسن معاملہ ہونا چاہئے۔

۲۸۵: بَابُ كَرَاهَةِ عَوْدَةِ الْإِنْسَانِ

فِي هِبَةٍ لَمْ يُسَلِّمْهَا إِلَى الْمَوْهُوبِ لَهُ وَفِي هِبَةٍ وَهَبَهَا لِوَلَدِهِ وَسَلَّمَهَا أَوْ لَمْ يُسَلِّمْهَا وَكَرَاهَةِ شِرَائِهِ

شَيْئًا تَصَدَّقَ بِهِ مِنَ الَّذِي تَصَدَّقَ

عَلَيْهِ أَوْ أَخْرَجَهُ عَنْ زَكَاةٍ أَوْ كَفَّارَةٍ

بَابُ: اس ہدیہ کو واپس لینے کی کراہت جس کو موہوب

کی طرف سے سپرد نہیں کیا ہے نیز جو ہبہ اپنی اولاد کے لئے

کیا ان کے سپرد کیا یا نہ کیا اس کو بھی واپس لینے کی حرمت

اور جس چیز کا صدقہ کیا ہے اس سے خریدنے کی کراہت نیز

جو مال بصورتِ زکوٰۃ یا کفارہ وغیرہ میں نکالا ہے

اس میں واپس لوٹنے کی کراہت لیکن اگر وہ مال کسی



وَنَحْوَهَا وَلَا بَأْسَ بِشِرَائِهِ مِنْ

شَخْصٍ آخَرَ قَدْ انْتَقَلَ إِلَيْهِ

۱۶۱۴: عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "الَّذِي يَعُودُ فِي هَبْتِهِ كَالْكَلْبِ يَرْجِعُ فِي قَيْبِهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِي رِوَايَةٍ: "مَثَلُ الَّذِي يَرْجِعُ فِي صَدَقَتِهِ كَمَثَلِ الْكَلْبِ يَهْيُءُ ثُمَّ يَعُودُ فِي قَيْبِهِ فَيَأْكُلُهُ"

وَفِي رِوَايَةٍ: "الْعَائِدُ فِي هَبْتِهِ"

دوسرے انسان کی طرف منتقل ہو چکا ہے تو اس سے

خریدنے کا جواز ہے

۱۶۱۳: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی اپنے ہبہ کو لوٹائے وہ اس کتے کی طرح ہے جو اپنی قے کو لوٹائے۔ (بخاری، مسلم)

ایک روایت میں ہے اس شخص کی مثال جو اپنے صدقے کو واپس کرے اس کتے جیسی ہے جو قے کرے پھر اس کی طرف لوٹ کر اس قے کو کھالے اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں ہبہ کو لوٹانے والا اپنی قے کو لوٹانے والے کی طرح ہے۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الہبۃ فی ابواب متعدده و مسلم فی کتاب البیوع، باب تحريم الرجوع فی الصدقة والہبۃ۔

**اللُّغَاتُ:** يعود فی ہبۃ: لوٹائے اپنے ہبہ کو۔

**حواشی:** (۱) امام نووی رحمۃ اللہ نے فرمایا یہ حدیث حرمت میں ظاہر ہے اور اس کو اجنبی آدمی کے ہبہ پر محمول کیا گیا ہے۔ اگر اپنے لڑکے یا دیگر اولاد میں سے کسی کو ہبہ کر دے تو شرط ہبہ میں رجوع کرنا جائز ہے۔ (۲) علامہ ابن رقیق العید نے فرمایا تشبیہ میں شدت دو درجہ سے ہے۔ (۱) لوٹانے والے کو کتے سے تشبیہ دی۔ (۲) لوٹائی ہوئی چیز کو قے سے تشبیہ دی اور ہر دو قابل نفرت ہیں۔

۱۶۱۵: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک شخص کو اللہ کی راہ میں گھوڑے پر سوار کیا اس نے اس گھوڑے کو ضائع (کمزور) کر دیا پس میں نے اس کو خریدنے کا ارادہ کیا اور خیال یہ آیا کہ وہ اس کو ستا بیچ دے گا پس میں نے نبی اکرم ﷺ سے اس بارے میں سوال کیا تو ارشاد فرمایا کہ اس کو مت خرید و اور اپنے صدقے کو مت واپس لو خواہ وہ تمہیں ایک درہم کے بدلے میں دے دے اپنا صدقہ لوٹانے والا اس شخص کی طرح ہے جو اپنی قے کو واپس لوٹائے۔ (بخاری، مسلم)

حَمَلْتُ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ: کسی مجاہد پر صدقہ کیا۔

۱۶۱۵: وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: حَمَلْتُ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَأَصَاعَهُ الَّذِي كَانَ عِنْدَهُ فَأَرَدْتُ أَنْ أَشْتَرِبَهُ وَظَنَنْتُ أَنَّهُ يَبِيعُهُ بِرُخْصٍ، فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: "لَا تَشْتَرِ، وَلَا تَعُدْ فِي صَدَقَتِكَ وَإِنْ أَعْطَاكَ بِدَرَاهِمٍ، فَإِنَّ الْعَائِدَ فِي صَدَقَتِهِ كَالْعَائِدِ فِي قَيْبِهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

قَوْلُهُ: "حَمَلْتُ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ" مَعْنَاهُ: تَصَدَّقْتُ بِهِ عَلَى بَعْضِ الْمُجَاهِدِينَ.

**تخریج:** رواہ البخاری فی الزکاة، باب هل يشتري صدقته والہبۃ، باب لا يحل لا حдан يرجع فی ہبۃ و مسلم فی الہبات، باب کراهۃ شراء الانسان ما تصدق به ممن تصدق علیه۔

**اللُّغَاتُ:** فعزاعه الذي كان عنده: چارہ کھلا کر اس کا خیال نہ کیا اور نہ اسکی طرف توجہ دی۔ برخص: یعنی قیمت میں سستا ضعیف اور کمزور ہونے کی وجہ سے۔ فان العائد فی صدقته: یعنی صدقہ کو لوٹانے والے خواہ خرید کر ہی ہو۔

فوائد: صدقہ کو خرید کر بھی واپس لوٹانے کی ممانعت ثابت ہو رہی ہے۔

### ۲۸۶: بَابُ تَأْكِيدِ تَحْرِيمِ مَالِ الْيَتِيمِ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَى ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا﴾ [النساء: ۱۰] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ﴾ [الانعام: ۱۵۲] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْيَتَامَى قُلْ إِصْلَاحٌ لَهُمْ خَيْرٌ وَإِنْ تُخَالِطُوهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ﴾ [البقرة: ۲۷۵]

### بَابُ: یتیم کے مال کی حرمت

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: بے شک وہ لوگ جو یتیموں کا مال ظلم سے کھاتے ہیں یقیناً وہ اپنے پیٹوں میں آگ کھاتے ہیں اور عنقریب وہ بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”تم یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ مگر اس طریقے سے جو بہت اچھا ہو۔“ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”آپ سے یتیموں کے بارے میں پوچھتے ہیں آپ ان سے کہہ دیں کہ ان کی اصلاح ہی سب سے بہتر ہے۔ اگر تم ان کو اپنے ساتھ ملا لو تو وہ تمہارے بھائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ بگاڑنے والا کون اور اصلاح کرنے والا کون ہے۔“

**حل الایات:** یا کُلُون تَلَف کرتے ہیں کھانے سے اس کو تعبیر اس لئے کیا کیونکہ عموماً لوگ کھا کر ہی تلف کرتے ہیں۔ ظلماً: اس حال میں کہ اس کو کھا کر ظلم کرنے والے ہیں۔ فی بطونہم ناراً: وہ پیٹ بھر کر وہ چیز کھا رہے ہیں جو ان کو آگ کی طرف لے جا رہی ہے۔ سیصلون سعیراً: وہ آگ میں داخل ہوں گے۔ الا بالتی ہی احسن: مگر اس طریقے کے ساتھ جو طریقوں میں سب سے عمدہ ہو مثلاً مال کی حفاظت اور اس کو تجارت میں لگا کر۔ وان تخالطوہم: یعنی تم اپنا کھانا ان کے کھانے کے ساتھ ملا لو بعض نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے معاملات کو انجام دینے کے لئے ان کے مالوں میں سے کچھ اجرت تم حاصل کرو۔ واللہ یعلم المفسد من المصلح: یعنی اللہ تعالیٰ اس آدمی کو جانتے ہیں جس کا ارادہ بگاڑنے یا اصلاح کرنے کا ہے چنانچہ اس کو اس کے ارادے کے مطابق بدلہ دیں گے۔

۱۶۱۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا سات ہلاک کرنے والی باتوں سے بچو۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (۱) اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا۔ (۲) جادو (۳) اس نفس کو قتل کرنا جس کو اللہ تعالیٰ نے حق کے علاوہ حرام کیا ہے۔ (۴) سود کھانا۔ (۵) یتیم کا مال کھانا (۶) لڑائی سے فرار اختیار کرنا۔ (۷) پاک دامن بھولی بھالی مومنہ عورتوں پر تہمت لگانا۔

المُوبِقَات: ہلاک کر دینے والی چیزیں

۱۶۱۶: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ؟" قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا هُنَّ؟ قَالَ: "الشِّرْكُ بِاللَّهِ، وَالسَّحَرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَאَكْلُ الرِّبَا، وَאَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ، وَالتَّوَلَّى يَوْمَ الرَّحْفِ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔" "الْمُهْلِكَاتُ۔"

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الوسیایا فی باب قول اللہ تعالیٰ: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَى﴾ و رواہ فی باب الحدود و المحاربین و مسلم فی کتاب الایمان باب بیان اکبر الکبائر

اللَّعْنَاتُ: الشِّرْكُ بِاللَّهِ: اللہ کے ساتھ کفر کرنا۔ التوی يوم الرجف: دشمن کے مقابلے کے وقت میدان سے بھاگنا۔ قذف

المحسنات: بھولی بھالی مومنہ عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا۔

**فوائد:** (۱) علامہ نووی رحمۃ اللہ نے فرمایا یہ حدیث بتا رہی ہے کہ سب گناہوں میں سب سے بڑا شرک ہے اور وہ ظاہر ہے اس میں کوئی خفا نہیں۔ (۲) مسلمانوں کو بھلائی کے رستے کی طرف بھلائی کی گئی اور شرور اور قباح سے دور رہنے کا حکم دیا گیا۔ (۳) بعض دوسرے گناہوں کے مقابلہ میں گناہ ہونے میں بڑے ہیں۔ (۴) جس بات سے اللہ کے رسول نے منع فرمایا اس میں لازماً نقصان اور بگاڑ پایا جاتا ہے حدیث کے اندر مذکور اعمال امت میں اتنا بڑا نقصان کرنے والے ہیں جن نقصانات کو شمار کرنا ممکن نہیں اور ان سے بچنے میں انسانیت اور امت گمراہی اور انحراف سے پاک رہ سکتی ہے۔

### بَابُ: سود کی حرمت

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”وہ لوگ جو سود کھاتے ہیں وہ نہیں کھڑے ہوں گے مگر جس طرح کہ وہ شخص کھڑا ہوتا ہے جس کو شیطان نے چھو کر خبطی (پاگل کر دیا) بنا دیا ہو۔ یہ اس سبب سے کہ انہوں نے کہا ہے شک بیع سود کی طرح ہے حالانکہ اللہ نے بیع کو حلال کیا اور سود کو حرام کیا اور جس شخص کے پاس اس کے رب کی طرف سے نصیحت آگئی پھر وہ باز آ گیا تو اس کے لئے ہے جو کچھ اس نے اس سے پہلے کیا اور اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے اور جس نے دوبارہ کیا وہی آگ والے ہیں اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتے اور صدقات کو بڑھاتے ہیں۔“ ..... اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور جو سود میں سے باقی ہے اس کو چھوڑ دو۔“

احادیث اس سلسلے میں بہت ساری صحیح مشہور ہیں ان میں سے سابقہ باب میں حدیث ابو ہریرہ گزری۔

**حل الایات:** الربا: لغت میں اضافے کو کہتے ہیں شرع میں کسی مخصوص غیر معلوم عوض کا معاہدہ کرنا کہ شرح میں عقد کے وقت اس کا مماثل معلوم نہ ہو یا دونوں بدلوں میں سے کسی ایک کو یا دونوں کو مؤخر کرنا۔ لایقومون: یعنی قبروں سے وہ کھڑے نہیں ہوں گے۔ یتخبطہ: اس کو پچھاڑ کر زمین پر گرا دے۔ من المس: مجنون بنا کر یا خبطی بنا کر یمحق اللہ الربا: جس مال میں سود شامل کیا جائے اس کو مٹاتا ہے۔ یربی الصدقات: اللہ تعالیٰ اس مال کو بڑھاتا ہے جس سے زکوٰۃ نکالی جاتی ہے۔ ذروا ما بقی من الربا: اصل مالوں سے زائد جو مال تمہارا لوگوں کے ذمہ ہے۔

۱۶۱۷: وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ”لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اِكْلَ الرِّبَا وَمُؤْكَلَهُ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ زَادَ التِّرْمِذِيُّ وَغَيْرُهُ: ۱۶۱۷: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے اور کھلانے والے پر لعنت فرمائی۔ (مسلم) ترمذی وغیرہ میں یہ اضافہ فرمایا اور اس کی گواہی

### ۲۸۷: بَابُ تَغْلِيظِ تَحْرِيمِ الرِّبَا

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا فَمَنْ جَاءَهُ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّهِ فَانْتَهَى فَلَهُ مَا سَلَفَ وَأَمْرُهُ إِلَى اللَّهِ وَمَنْ عَادَ فَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ يَمْحَقُ اللَّهُ الرِّبَا وَيُزِيلُ الصَّدَقَاتِ ..... إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى ..... يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا﴾ [البقرة: ۲۷۵-۲۷۸]

وَأَمَّا الْآحَادِيثُ فَكَثِيرَةٌ فِي الصَّحِيحِ مَشْهُورَةٌ مِنْهَا حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ السَّابِقُ فِي الْبَابِ قَبْلَهُ۔

۱۶۱۷: وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ”لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اِكْلَ الرِّبَا وَمُؤْكَلَهُ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ زَادَ التِّرْمِذِيُّ وَغَيْرُهُ:

”وَشَاهِدِيهِ وَكَتَابَتِهِ“۔ دینے والے اور اس کے لکھنے والے پر (لعنت فرمائی)۔

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب المساقاۃ باب لعن اکل الربا و الترمذی فی ابواب البیوع باب ما جاء فی اکل الربا۔

**اللَّغَاتُ:** اکل الربا: سود لینے سے مراد ہے خواہ وہ اس کو نہ کھائے۔ موکلہ: دینے والا خواہ نہ کھائے۔

**فوائد:** (۱) سود کی حرمت بیان کرنے میں سختی برتی گئی ہے۔ اس لئے کہ یہ ایسی چیز ہے کہ اس کے لکھنے والے اور گواہوں پر بھی لعنت کی گئی ہے حالانکہ ان کو سود میں سے کوئی حصہ نہیں ملتا تو جو شخص خود لینے والا یا دینے والا وہ لعنت کا مستحق کیوں نہ ہوگا۔ (۲) اس قسم کے معاملہ سے انتہائی احتراز کرنے کی ضرورت ہے بلکہ ایسے معاملے سے بھی جو سود کے لئے معاون بنے یا سود کی طرف رغبت کا باعث ہو یا سود کی طرف راہنمائی کرنے والا ہو۔ (۳) اسلام کا نظام تعاون اور قرض حسن پر قائم ہے۔ جمع کرنے اور اس میں ہٹ دھرمی کرنے کا نام نہیں۔

### ۲۸۸: بَابُ تَحْرِيمِ الرِّيَاءِ

### بَابُ: رِیَاکاری کی حرمت

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ﴾ [البقرة: ۱۷۵] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿لَا تَبْطُلُوا صَدَقَتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَى كَالَّذِي يُنْفِقُ مَالَهُ رِئَاءَ النَّاسِ﴾ [البقرة: ۲۶۴] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿يُرَاءُ وَنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا﴾

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”اور نہیں ان کو حکم دیا مگر اس بات کا کہ وہ اللہ کی عبادت کریں اس کے لئے اطاعت کو خالص کرتے ہوئے یکسو ہو کر“۔ (البقرة) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”ایسے صدقات کو احسان جتلا کر اور تکلیف دے کر ضائع مت کرو اس شخص کی طرح جو اپنا مال لوگوں کو دکھلاوے کے لئے خرچ کرتا ہے“۔ (البقرة) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”اور وہ لوگوں کو دکھلاوا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو بہت

تھوڑا یاد کرتے ہیں“۔ (النساء)

**حل الايات:** حنفاء: سب کو چھوڑ کر اسلام کی طرف جھکنے والے۔ المن: جس پر احسان کیا ہو اس کو نعمتیں گنائی جائیں۔ راء: الناس: لوگوں کو دکھلانے اور شہرت کے لئے۔ يراءون الناس: تاکہ لوگ ان کو دیکھیں اور اس پر ان کی تعریف کریں۔

۱۶۱۸: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ”قَالَ اللَّهُ تَعَالَى أَنَا أَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ - مَنْ عَمِلَ عَمَلًا أَشْرَكَ فِيهِ مَعِيَ غَيْرِي تَرَكْتُهُ وَشِرْكُهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ“

۱۶۱۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اللہ رب العزت فرماتے ہیں جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس میں اس نے میرے ساتھ شریک کر لیا تو میں اُس کو اور اس کے شرک کو چھوڑ دیتا ہوں۔ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی الزہد باب من اشرك فی عمله غیر اللہ۔

**اللَّغَاتُ:** اشرك فيه معي غیری: غیر اللہ کو کھانے کا قصد کیا یا شہرت چاہی شاید کہ اس کو دکھلاوے سے مال مرتبہ یا تعریف میسر ہو جائے۔ تركته و شركه: اجر سے اس کی محرومی اور ثواب کے ضائع ہونے سے کنایہ ہے۔

**فوائد:** علامہ ابن عسلاں رحمۃ اللہ نے فرمایا یا کو شرک کہا گیا یہ شرک خفی ہے اگر اصل ایمان کے لئے نقصان دہ نہیں مگر ثواب و اجر کے جہٹ ہونے سے اور اجر سے محرومی کا باعث ضرور ہے۔

۱۶۱۹: وَعَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

۱۶۱۹: حضرت ابو ہریرہ نبی کریم سے روایت کرتے ہیں کہ: ”سب

سے پہلا شخص جس کا قیامت کے دن پہلے فیصلہ کیا جائے گا وہ شہید ہو گا اسے لایا جائے گا اللہ تعالیٰ اس کو اپنی نعمتیں یاد دلائیں گے جن کو وہ پہچان لے گا۔ اللہ فرمائیں گے تو نے ان کی وجہ سے کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا کہ میں نے تیری خاطر لڑائی کی یہاں تک کہ شہید ہو گیا اللہ فرمائیں گے تو نے جھوٹ بولا لیکن تو نے اس لیے لڑائی کی تاکہ تمہیں بہادر کہا جائے وہ کہا جا چکا پھر حکم ہو گا کہ اس کو چہرے کے بل گھسیٹ کر آگ میں ڈال دیا جائے اور دوسرا وہ آدمی جس نے علم (دین) حاصل کیا اور دوسروں کو اس کی تعلیم دی اور قرآن پڑھا پس اس کو لایا جائے گا اللہ تعالیٰ اس کو اپنی نعمتیں یاد دلائیں گے پس وہ ان کو پہچان لے گا اللہ فرمائیں گے تو نے ان کی وجہ سے کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا میں نے علم کو سیکھا اور اس کو سکھایا اور تیری خاطر قرآن پڑھا اللہ فرمائیں گے تو نے جھوٹ بولا۔ تو نے اس لئے علم سیکھا تاکہ تمہیں عالم کہا جائے اور قرآن پڑھا تاکہ تمہیں قاری کہا جائے وہ کہا جا چکا۔ پھر حکم ہو گا کہ اس کو چہرے کے بل گھسیٹ کر آگ میں ڈال دیا جائے۔ تیسرا وہ آدمی جس پر اللہ نے وسعت فرمائی اور اس کو کئی قسم کا مال دیا پس اس کو لایا جائے گا اللہ اپنی نعمتیں اس کو گنوائیں گے پس وہ ان کو پہچان لے گا۔ پھر اللہ فرمائیں گے تو نے ان نعمتوں کے بارے میں کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا میں نے کوئی راستہ ایسا نہیں چھوڑا جس کو آپ پسند کرتے تھے مگر میں نے اس میں آپ کی خاطر خرچ کیا۔ اللہ فرمائیں گے تو نے جھوٹ بولا یہ سب تو تو نے اس لئے کیا تاکہ تمہیں سخی کہا جائے اور وہ کہا جا چکا۔ پھر حکم ہو گا کہ اس کو چہرے کے بل گھسیٹ کر آگ میں ڈال دیا جائے۔ (مسلم)

جبریؑ: بہت بڑا بہادر۔

يَقُولُ: "إِنَّ أَوَّلَ النَّاسِ يُقْضَىٰ يَوْمَ الْقِيَمَةِ عَلَيْهِ رَجُلٌ اسْتَشْهَدَ فَأَتَىٰ بِهِ فَعَرَفَهُ نِعْمَتُهُ فَعَرَفَهَا قَالَ: فَمَا عَمِلْتُ فِيهَا؟ قَالَ: كَذَبْتُ فَبِكَ حَتَّى اسْتَشْهَدْتُ۔ قَالَ: كَذَبْتُ وَلَكِنَّكَ قَاتَلْتَ لِأَنْ يُقَالَ: جَرِيءٌ فَقَدْ قِيلَ: ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَىٰ وَجْهِهِ حَتَّى الْفَىٰ فِي النَّارِ، وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَعَلَّمَهُ، وَقَرَأَ الْقُرْآنَ، فَأَتَىٰ بِهِ فَعَرَفَهُ نِعْمَتُهُ فَعَرَفَهَا، قَالَ: فَمَا عَمِلْتُ فِيهَا؟ قَالَ: تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ وَعَلَّمْتُهُ، وَقَرَأْتُ فِيكَ الْقُرْآنَ، قَالَ: كَذَبْتُ وَلَكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ لِيُقَالَ: عَالِمٌ! وَقَرَأْتَ الْقُرْآنَ لِيُقَالَ: قَارِئٌ! فَقَدْ قِيلَ: ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَىٰ وَجْهِهِ حَتَّى الْفَىٰ فِي النَّارِ، وَرَجُلٌ وَسَّعَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَعْطَاهُ مِنْ أَصْنَافِ الْمَالِ فَأَتَىٰ بِهِ فَعَرَفَهُ نِعْمَتُهُ فَعَرَفَهَا۔ قَالَ: فَمَا عَمِلْتُ فِيهَا؟ قَالَ: مَا تَرَكْتُ مِنْ سَبِيلٍ تُحِبُّ أَنْ يُنْفِقَ فِيهَا إِلَّا أَنْفَقْتُ فِيهَا لَكَ۔ قَالَ: كَذَبْتُ، وَلَكِنَّكَ فَعَلْتَ لِيُقَالَ: جَوَادٌ! فَقَدْ قِيلَ: ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَىٰ وَجْهِهِ حَتَّى الْفَىٰ فِي النَّارِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"جبریؑ" بفتح الجیم وکسر الواو

وبالمد: آئی شجاع حاذق۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الامارۃ باب من قاتل للریاء و السمعة المستحق النار۔

الذخائر: یقضی یوم القیامہ علیہ: اس کے بارے میں فیصلہ ہو گا۔ فعرّفہ نعمتہ: اللہ تعالیٰ بندے کو وہ نعمت یاد دلائیں گے جو اس پر دنیا میں تھی۔ قاتلت فیک: تیری رضا مندی کے لئے اور تیرے دین کی مدد کے لئے فقہ قبیل: دینا میں وہ تجھے مل چکا جو تو نے ارادہ کیا۔ فسحب: اس کو کھینچا جائے گا۔ ہو جواد: بہت بڑا سخی۔ جواد: وہ ہوتا ہے جو جس کو جو مناسب ہو وہ دے۔

فوائد: (۱) ریاکاری سے بچنے کا حکم دیا گیا۔ سب سے اولین اعمال جن کا فیصلہ قیامت کے دن ہو گا ان میں یہ ریاکاری ہے تاکہ ریاکاروں کی خوب ذلت و رسوائی ہو۔ (۲) آخرت کی نجات کیلئے ظاہری عمل کافی نہیں بلکہ اس عمل میں اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور اخلاص ضروری ہے۔



۱۶۲۰: حضرت بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے ان کو کہا کہ ہم اپنے بادشاہوں کے پاس جاتے ہیں پھر ہم انہیں اس کے الٹ (یعنی سامنے ان کی تعریف کرتے اور بعد میں ان کی تضحیک کرتے ہیں) کہتے ہیں جو ہم اس وقت بات کرتے جبکہ ہم ان کے پاس سے باہر نکلتے ہیں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم اس کو رسول اللہ کے زمانے میں نفاق شمار کرتے تھے۔ (بخاری)

۱۶۲۰: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ نَاسًا قَالُوا لَهُ: إِنَّا نَدْخُلُ عَلَى سُلَاطِينِنَا فَنَقُولُ لَهُمْ بِخِلَافِ مَا نَتَكَلَّمُ إِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِمْ؟ قَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: كُنَّا نَعُدُّ هَذَا نِفَاقًا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

**تخریج:** اس حدیث کی تخریج اور شرح باب ذم ذی الوجهین ۲/۱۵۴۲ میں کی جا چکی ملاحظہ ہو۔

**فوائد:** (۱) حکام کے سامنے چالپوی اور جھوٹ کے متعلق خبردار کیا گیا کیونکہ یہ نفاق کی خصلتوں میں سے ہے۔

۱۶۲۱: جناب بن عبداللہ بن سفیانؒ سے روایت ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا: ”جس نے دکھلاوے کے لئے کوئی عمل کیا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو رسوا کر دیں گے اور جس نے لوگوں کی نظر میں بڑا بننے کے لئے کوئی عمل کیا تو اللہ قیامت کے دن اس کے پوشیدہ رازوں کو لوگوں کے سامنے ظاہر فرما دیں گے۔“ (بخاری و مسلم)

۱۶۲۱: وَعَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ سُفْيَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ”مَنْ سَمِعَ سَمَعَ اللَّهُ بِهِ، وَمَنْ يَرَأَى يَرَأَى الْيَوْمَ اللَّهُ بِهِ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ أَيْضًا مِنْ رَوَايَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا.

مسلم نے بھی اس کو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے ذکر کیا۔

”سَمِعَ“ بِشَدِيدِ الْمِيمِ - وَمَعْنَاهُ أَظْهَرَ عَمَلَهُ لِلنَّاسِ رِيَاءً ”سَمَعَ“ اللَّهُ بِهِ: أَيْ قَضَاهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ - وَمَعْنَى: ”مَنْ رَأَى يَرَأَى اللَّهُ بِهِ“ أَيْ مَنْ أَظْهَرَ لِلنَّاسِ الْعَمَلَ الصَّالِحَ لِعِظَمِ عِنْدِهِمْ ”رَأَى اللَّهُ بِهِ“ أَيْ أَظْهَرَ سَرِيرَتَهُ عَلَى رُءُوسِ الْخَلَائِقِ.

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الرقاق باب الرياء و السمعة و مسلم فی الزهد باب تحريم الرياء۔

**فوائد:** ریا کاری اور دکھلاوے سے بچنے کا حکم دیا گیا اور جو اس کا قصد کرے اللہ تعالیٰ اس کو رسوا کرتے ہیں۔

۱۶۲۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے ایسا علم کہ جس سے اللہ کی رضامندی چاہی جاتی ہے اس لئے حاصل کیا تا کہ اس سے کوئی دنیاوی غرض پالے تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پائے گا۔“ (ابوداؤد)

۱۶۲۲: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا يَبْتَغِي بِهِ وَجْهَ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ لَا يَتَعَلَّمُهُ إِلَّا لِيُصِيبَ بِهِ عَرَضًا مِنَ الدُّنْيَا لَمْ يَجِدْ عَرَفَ الْجَنَّةَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ“ يَعْنِي رِيحَهَا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ - وَالْأَحَادِيثُ فِي الْبَابِ كَثِيرَةٌ مَشْهُورَةٌ.

صحیح سند کے ساتھ۔

احادیث اس بات میں بہت اور معروف ہیں۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی کتاب العلم باب فی طلب العلم لغير الله۔

**اللغائت:** عرضاً: نہایہ میں فرمایا گیا عرض دنیا کے سامان کو کہتے ہیں۔

**فوائد:** (۱) علم شرعی کے حصول میں بھی اخلاص کے چھوڑنے پر ڈرایا گیا ہے۔ (۲) دین کو حصول دنیا کا ذریعہ بنایا قیامت کے دن جنت کی نعمتوں میں سے اپنے آپ کو محروم کرنے کا ذریعہ ہے لیکن خوشبو سے ممانعت کا معنی جنت کے دخول سے ممانعت ہونا ضروری و لازم نہیں خواہ وہ داخلہ عذاب کے بعد ہو یا پہلے بلکہ یہ داخلہ بالکل ممکن ہے۔ یہ اسی طرح ہے جس طرح دنیا میں شراب پینے والے کو جنت کی شراب سے محروم قرار دیا گیا اور دنیا میں ریشم پہننے والے کو جنت کے ریشم سے محروم قرار دیا گیا۔ (۳) طالب علم کو دنیا کی خاطر علم کے حصول سے خبردار کیا گیا ہے اس میں حکمت یہ ہے کہ اس نے اپنی طلب کو ایک حقیر چیز سے معلق کر دیا اور اعلیٰ کو چھوڑ کر ادنیٰ کو اختیار کیا پس مناسب یہ قرار دیا گیا کہ یہ اس شرف سے محروم کر دیا جائے جس کا مستحق خالص نیت والا ہوگا۔

**بَابُ: جس کسی کو ان چیزوں کے متعلق**

**۲۸۹: بَابُ مَا يُتَوَكَّمُ اَنَّهُ**

**ریاء کا خیال ہو جائے جو واقعہ میں ریاء نہ ہو**

**رِيَاءٌ وَلَيْسَ هُوَ رِيَاءٌ**

۱۶۲۳: حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بارے میں کیا حکم ہے کہ کوئی آدمی نیک عمل کرتا ہے اور لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”وہ مؤمن کی جلدی ملنے والی خوشخبری ہے۔“ (مسلم)

۱۶۲۳: عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قِيلَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ: أَرَأَيْتَ الرَّجُلَ الَّذِي يَعْمَلُ الْعَمَلَ مِنَ الْخَيْرِ وَيَحْمَدُهُ النَّاسُ عَلَيْهِ؟ قَالَ: تِلْكَ عَاجِلُ بُشْرَى الْمُؤْمِنِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب البر باب اذا اتنى على الصالح۔

**اللغائت:** آرایت: مجھے بتلائیں۔ عاجل بشری المؤمن۔ یہ مؤمن کو جلد ملنے والی بشارت ہے جس کا اس آیت میں اشارہ ہے۔ لهم البشرى فى الحياة الدنيا والاخره.....

**فوائد:** (۱) اللہ تعالیٰ کے لئے اعمال میں اخلاص اختیار کرنے اور اس کا تقرب حاصل کرنے میں لوگوں کا تعریف و ثناء کرنا مکروہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا لوگوں کی زبان پر اس کی تعریف جاری کر دینا قبولیت کی دلیل اور سچی گواہی ہے اور فوز و فلاح کے لئے جلد میسر آنے کی گواہی ہے۔

**بَابُ: اجنبی عورت اور**

**۲۹: بَابُ تَحْرِيمِ النَّظَرِ إِلَى الْمَرْأَةِ**

**خوبصورت بے ریش بچے**

**الْأَجْنَبِيَّةِ وَالْأَمْرَدِ الْحَسَنِ لغير**

**کی طرف بغیر شرعی ضرورت دیکھنا حرام ہے**

**حَاجَةِ شَرْعِيَّةٍ**

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”اے پیغمبر (ﷺ) آپؐ مومنوں کو فرما دیں کہ وہ اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں۔“ (النور)

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ﴾ [النور: ۳۰] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿إِنَّ

السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْنُؤًا [الاسراء: ۳۶] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ﴾ [غافر: ۱۹] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿إِنَّ رَبَّكَ بِالْمُرْصَادِ﴾ [الفجر: ۱۴]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”بے شک کان، آنکھیں اور دل ان سب کے متعلق باز پرس ہوگی۔“ (الاسراء)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”وہ آنکھوں کی خیانت کو جانتا ہے اور جس کو سینے چھپاتے ہیں۔“ (غافر) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”بے شک آپ کا رب البتہ گھات میں ہے۔“ (الفجر)

**حل الآیات:** بغضوا من ابصارهم: محرمات کی طرف نگاہ ڈالنے سے نگاہوں کو روکا۔ الفؤاد: دل۔ کان: کان عنہ مسنؤلا: اللہ تعالیٰ کان آنکھ دل والوں سے پوچھیں گے کہ انہوں نے ان سے کیا کچھ کیا۔ خائنة الاعین: جس کی طرف دیکھنا حلال نہ ہو اس کی طرف نظر چرا کر دیکھنا۔ لبا لمرصاد: ان کے اعمال کی نگہبانی کرتا اور ان پر ان کو بدلہ دیتا ہے۔

۱۶۲۴: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: كُتِبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ نَصِيئَةٌ مِنَ الزِّنَا مُدْرِكُ ذَلِكَ لَا مَحَالَةَ: الْعَيْنَانِ زِنَاهُمَا النَّظَرُ وَالْأَذْنَانِ زِنَاهُمَا الْإِسْتِمَاعُ وَاللِّسَانُ زِنَاهُ الْكَلَامُ، وَالْيَدُ زِنَاهَا الْبَطْشُ، وَالرِّجْلُ زِنَاهَا الْخُطَا، وَالْقَلْبُ يَهْوَى وَيَتَمَنَّى، وَيَصْدُقُ ذَلِكَ الْفَرْجُ أَوْ يَكْذِبُهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ هَذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ وَرَوَايَةُ الْبُخَارِيِّ مُخْتَصَرَةٌ.

۱۶۲۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ابن آدم کے لئے جو زنا کا حصہ لکھ دیا گیا ہے وہ اس کو ہر صورت میں پانے والا ہے۔ دونوں آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے، دونوں کانوں کا زنا سننا ہے، زبان کا زنا گفتگو کرنا ہے، ہاتھ کا زنا پکڑنا ہے، قدم کا زنا چل کر جانا ہے، دل کا زنا خواہش و تمنا کرنا ہے اور شرم گاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔“ (بخاری اور مسلم)

یہ لفظ مسلم کے ہیں۔ بخاری کی روایت مختصر ہے۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی الاستیذان باب زنا الحوارح و مسلم فی کتاب القدر باب قدر علی ابن آدم حفظہ من الزنی۔

**اللغزات:** کتب: تقدیر میں لکھ دیا۔ مدرك: حاصل کرنے والا ہے۔ زنا هجا النظر: ان چیزوں کو دیکھنا جن کا دیکھنا حلال نہیں۔ الاستماع: وہ کلام جس کا سننا حرام ہے۔ الکلام: جو زبان پر لانا درست نہ ہو۔ القلب يهوى: دل اس کی طرف میلان اختیار کرتا ہے جس شہوت کو نفس پسند کرتا ہے۔

**فوائد:** (۱) زنا اور اس کے محرکات سے بچنے کا حکم دیا گیا ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لَا تَقْرَبُوا الزَّانِيَ﴾ الایۃ کہ تم زنا کے قریب بھی مت جاؤ اس لئے کہ وہ بے حیائی اور برار راستہ ہے۔ علامہ ابن بطال رحمۃ اللہ نے بعض علماء کا یہ قول نقل کیا کہ یہاں سبب کو مجازاً مسبب کے طور پر ذکر کر کے دواعیہ زنی پر زنا کا اطلاق کیا گیا ہے اور یہ وہ لغزش ہے جس کی معافی کا اللہ تعالیٰ نے احسان فرمایا جب کہ شرمگاہ کی تصدیق نہ پائی جائے۔ جب فرج نے تصدیق کر دی تو اس وقت یہ لغزش نہ رہی بلکہ کبیرہ گناہ بن گیا۔ علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ابن آدم کے لئے زنا کا حصہ مقدر ہے پس ان میں سے بعض وہ افراد ہیں کہ جن کا زنا حقیقی یعنی شرمگاہ کو شرمگاہ میں داخل کرنے سے ہوتا ہے اور بعض کا زنا مجازی یعنی محرمات کی طرف نظر کرنے سے ہوگا اور اسی طرح کی دیگر چیزیں جو مذکور ہیں یہ تمام زنا مجازی کی اقسام ہیں اور شرمگاہ ان کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے یعنی شرمگاہ سے وہ گناہ حقیقی بن جاتا ہے اگر دخول پایا گیا یا اسی طرح ہی مجازی رہا۔

۱۶۲۵: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں: ”اے لوگو تم اپنے آپ کو راستوں پر بیٹھنے سے بچاؤ۔“ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے لئے وہاں بیٹھنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ ہم وہاں گفتگو کرتے ہیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب بیٹھنے کے سوا تمہارا چارہ کار نہیں تو پھر راستے کو اس کا حق دو۔“ انہوں نے کہا راستے کا حق یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”نگاہ کا نیچا رکھنا، ایذا سے اپنے ہاتھ کو باز رکھنا، سلام کا جواب دینا، بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا۔“

(بخاری و مسلم)

۱۶۲۵: وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "إِيَّاكُمْ وَالْجُلُوسَ فِي الطَّرِيقَاتِ" قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا لَنَا مِنْ مَّجَالِسِنَا بَدُ؟ تَتَحَدَّثُ فِيهَا - فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "فَإِذَا أَبَيْتُمْ إِلَّا الْمَجْلِسَ فَأَعْطُوا الطَّرِيقَ حَقَّهُ" قَالُوا وَمَا حَقُّ الطَّرِيقِ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: "غَضُّ الْبَصَرِ، وَكَفُّ الْأَذَى، وَرَدُّ السَّلَامِ، وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ، وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

تخریج: رواہ البخاری فی المظالم، باب افنیۃ الدور و الجلوس علی الصعدات و فی اوائل کتاب الاستیذان و مسلم فی کتاب اللباس باب النهی عن الجلوس فی الطرقات۔

اللَّغَاتُ: ایاکم: بچو اور دور رہو۔ مالنا من مجالسنا بد: ان میں بیٹھنے کے سوا چارہ کوئی نہیں۔ غض البصر: محرمات سے نظر کا بچنا۔ کف الاذی: ایذا کا دور کرنا اور ایذا کے واقع ہونے سے منع کرنا۔ المعروف: بھلائی و نیکی۔ المنکر: ہر برائی۔ فوائد: (۱) راستوں کے کناروں پر بیٹھنے سے احتراز کرنا چاہئے کیونکہ اس سے گناہ میں مبتلا ہونے کا غالب امکان ہے (۲) عام راستے تمام لوگوں کی ملکیت ہیں اس میں کسی فرد کو دوسرے پر ترجیح نہیں۔ (۳) مسلم کا فرض ہے کہ وہ بھلائی کو پھیلانے اور اس کی طرف دعوت دینے میں ہمیشہ کوشاں رہے۔ گزرنے والوں پر راستہ کو تنگ نہ کرے۔

۱۶۲۶: ابوطلحہ زید بن سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ہم ڈیوڑھیوں میں بیٹھے بات چیت کر رہے تھے کہ اچانک رسول اللہ ﷺ تشریف لا کر ہمارے پاس کھڑے ہو گئے اور فرمایا: ”تم نے راستوں پر یہ کیسی بیٹھکیں بنالی؟“ ہم نے عرض کیا ہم اس طرح بیٹھے ہیں کہ جس میں کوئی حرج نہیں۔ ہم آپس میں مذاکرہ کر رہے ہیں اور بات چیت کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”اگر اس کے بغیر چارہ نہیں تو پھر ان مجالس کو ان کا حق دو۔“ صحابہ نے پوچھا اے اللہ کے رسول! راستے کا حق کیا ہے؟ فرمایا: ”نگاہ کا نیچا رکھنا، سلام کا جواب دینا اچھی گفتگو کرنا۔“ (مسلم)

الصُّعَدَاتِ: راستے۔

۱۶۲۶: وَعَنْ أَبِي طَلْحَةَ زَيْدِ بْنِ سَهْلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا قُعُودًا بِالْأُفْنِيَةِ تَتَحَدَّثُ فِيهَا فَبَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَامَ عَلَيْنَا فَقَالَ: مَا لَكُمْ وَلِمَجَالِسِ الصُّعَدَاتِ؟ فَقُلْنَا: إِنَّمَا قُعُودُنَا لِغَيْرِ مَا بَأْسٍ: قُعُودُنَا نَتَذَكَّرُ وَتَتَحَدَّثُ قَالَ: "إِنَّمَا لَا فَادُّوْا حَقَّهَا غَضُّ الْبَصَرِ، وَرَدُّ السَّلَامِ، وَحُسْنُ الْكَلَامِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

"الصُّعَدَاتِ" بِضَمِّ الصَّادِ وَالْعَيْنِ: أَيْ

الطَّرِيقَاتِ۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب السلام، باب من حق الجلوس علی الطريق رد السلام۔

**اللَّغَائِثُ** : الافینیہ: جمع فناء، گھر کے سامنے وسیع جگہ۔ مقام علینا: ہمارے پاس آکھڑے ہوئے۔ نغذا کر۔ مسائل علم میں باہم مذاکرہ کر رہے تھے۔

**فوائد:** (۱) راستوں کے کناروں پر بیٹھنا مباح اور جائز ہے مگر اس کے لئے شرط یہ ہے کہ راستے کا حق ادا کیا جائے اور اسلامی آداب کا لحاظ رکھا جائے۔ ان میں سے بعض آداب کا ذکر اس حدیث اور اس سے پہلے والی روایت میں موجود ہے مثلاً نگاہ کا نیچا رکھنا، تکلیف دینے سے اپنے آپ کو بچانا، سلام کا جواب دینا، اچھی گفتگو کرنا، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا۔

۱۶۲۷ : وَعَنْ جَرِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : ۱۶۲۷ : حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اچانک پڑ جانے والی نظر کے بارے میں سوال کیا تو "أَصْرَفَ بَصْرَكَ" رواہ مسلم۔ آپ نے فرمایا: "تو اپنی نظر کو فوراً پھیر لے"۔ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الاداب، باب نظر الفحشاء۔

**اللَّغَائِثُ** : الفحشاء: اچانک بلا قصد نگاہ پڑنا۔

**فوائد:** جس چیز کی طرف نظر کرنا حرام ہے اگر اس پر اچانک نظر پڑ جائے تو درست مگر جان بوجھ کر اس پر نگاہ جما نا جائز نہیں۔

۱۶۲۸ : وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ۱۶۲۸ : حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں قَالَتْ: كُنْتُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَعِنْدَهُ مَيْمُونَةُ، فَأَقْبَلَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ وَذَلِكَ بَعْدَ أَنْ أَمَرْنَا بِالْحِجَابِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ "أَحْتَجِبَا مِنْهُ" فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَيْسَ هُوَ أَعْمَى لَا يُبْصِرُنَا وَلَا يَعْرِفُنَا؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "أَفْعَمِيَا وَإِنْ أَنْتُمَا أَلْسُمَا تُبْصِرَانِهِ؟" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

۱۶۲۸ : حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھی اور میمونہ بھی آپ کے پاس ہی تھیں کہ ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگئے اور یہ واقعہ ہمیں حجاب کا حکم ملنے سے بعد کا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دونوں اس سے پردہ کرو۔ ہم نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا وہ نابینا نہیں ہیں؟ وہ ہمیں نہ دیکھتا ہے اور نہ پہچانتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا تم دونوں بھی نابینا ہو کیا تم دونوں اس کو نہیں دیکھتی ہو؟"۔ (ابوداؤد ترمذی)

حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی اللباس، باب فی قوله تعالیٰ: ﴿وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ﴾ و الترمذی فی ابواب الادب، باب ما جاء فی احتجاب النساء من الرجال۔

**اللَّغَائِثُ** : ميمونة: یہ حارث کی بیٹی ہلالیہ آپ کی زوجہ محترمہ ہیں۔ ابن ام مکتوم: ان کا نام عمرو بن قیس ہے۔ یہ مؤذن رسول ہیں یہ حضرت خدیجہ کے ماموں زاد ہیں۔ افعمیا وان: یہ عمیاء کا ثنیہ ہے۔

**فوائد:** (۱) نبی اکرم ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات کو نابینا سے پردے کا حکم دیا کیونکہ ان کا مقام بہت بلند ہے دوسری عورتوں کو اندھے سے پردہ لازم نہیں البتہ اس کے چہرے پر ان کو نگاہ ڈالنا جائز نہیں جبکہ وہ اجنبی ہو کیونکہ اس میں فتنہ کا احتمال ہے۔ (۲) عورت کو اجنبی مرد پر نگاہ ڈالنا جائز نہیں۔ علماء کی ایک جماعت نے اس کو عمدہ مفسدہ کی وجہ سے جائز قرار دیا ہے ان کے ہاں دلائل موجود ہیں۔

۱۶۲۹ : وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ ۱۶۲۹ : حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ



رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کوئی آدمی اپنی عورت کے ستر کو نہ دیکھے اور نہ کوئی عورت دوسری عورت کے ستر کو دیکھے اور نہ ہی کوئی آدمی دوسرے آدمی کے ساتھ ایک کپڑے میں ننگا لیٹے اور نہ کوئی عورت دوسری عورت کے ساتھ ایک کپڑے میں برہنہ لیٹے۔“ (مسلم)

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ إِلَى عَوْرَةِ الرَّجُلِ، وَلَا الْمَرْأَةُ إِلَى عَوْرَةِ الْمَرْأَةِ، وَلَا يُفْضِي الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، وَلَا تُفْضِي الْمَرْأَةُ إِلَى الْمَرْأَةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الحيض، باب تحريم النظر فی العورات

اللَّخَائِثُ: الرجل: مرد چھوٹے بڑے سب کو شامل ہے۔ لایفصی: پہنچنا، انتہا کرنا۔ فی ثوب واحد: ایک کپڑے میں ننگے نہ لیٹیں۔

فوائد: (۱) مستور مقامات پر نظر ڈالنا جائز نہیں جب کہ جنس ایک ہو اور جنس مختلف ہو تو بدرجہ اولیٰ ناجائز ہے۔ (۲) اسلام نے ماحول کو کس قدر پاک رکھنے کی تاکید فرمائی ہے اور حتی الامکان زنا کا دروازہ بند کیا۔ (۳) ناف سے گھٹنے تک کا حصہ مرد کے لئے ستر ہے۔ اسی طرح لونڈی کا بھی حکم ہے اور آزد عورت کیلئے جسم کا اتنا حصہ ہی ستر ہے مگر اپنی محرم خواتین اور محرم مردوں کے لئے باقی اجنبی کے لئے تو عورت کا سارا بدن ہی ستر ہے مگر چہرہ اور ہتھیلیاں جب کہ فتنہ کا خطرہ نہ ہو ستر سے خارج ہیں۔ (۴) علامہ نووی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں بے ریش بچہ کی طرف نگاہ خواہ فتنہ کا خطرہ ہو یا نہ ہو دونوں صورتوں میں حرام ہے۔

بَابُ: اجنبی عورت سے خلوت حرام ہے

۲۹۱: بَابُ تَحْرِيمِ الْخُلُوَّةِ بِالْأَجْنِبِيَّةِ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”جب تم ان سے کوئی چیز مانگو تو پردے کے پیچھے سے ان سے سوال کرو۔“

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَسَأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ﴾

(احزاب: ۶۵)

[الاحزاب: ۵۳]

حل الايات: متاعاً: ضرورت کا سامان۔ حجاب: پردہ۔

۱۶۳۰: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”عورت کے پاس آنے جانے سے اپنے آپ کو بچا۔“ اس پر ایک انصاری نے کہا: ”دیور کا کیا حکم ہے؟“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”دیور تو موت ہے۔“ (بخاری و مسلم)

۱۶۳۰: وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِيَّاكُمْ وَالْدُّخُولَ عَلَى النِّسَاءِ؟» فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: «أَفَرَأَيْتَ الْحَمُوَ قَالَ: «الْحَمُوُ الْمَوْتُ؟» مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

الْحَمُوُ: خاوند کا قریبی رشتہ دار۔ بھتیجا، بھائی، چچا زاد بھائی۔

”الْحَمُوُ“ قَرِيبُ الزَّوْجِ كَأَخِيهِ وَأَبْنِ أَخِيهِ وَأَبْنِ عَمِّهِ.

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب النکاح، باب لا یخلون رجل بامرأة و مسلم فی کتاب السلام، باب تحريم الخلوة بالاجنبیة

اللَّخَائِثُ: ایاکم: بچو۔ الدخول علی النساء: اجنبی عورتوں کے پاس خلوت یا جب وہ کپڑے اتارے ہوئے ہوں جانا۔

**فوائد:** (۱) اسلام مسلمانوں کی اجتماعی سلامتی کا بہت زیادہ خواہاں ہے اس لئے شر کے دروازے کو بند کرتا اور زنا کے اور دوائی زنا سے بھی روکتا ہے۔ (۲) خاوند کے محرم رشتہ داروں کے علاوہ باقی تمام کے ساتھ عورت کا خلوت میں بیٹھنا منع کیا گیا۔ امام نووی نے فرمایا کہ قریب سے خطرہ دور کی بہ نسبت زیادہ ہے اور شر کی اس سے توقع ممکن ہے اور فتنہ کا خطرہ زیادہ ہے کیونکہ عورت تک پہنچنے اور اس کے ساتھ بغیر انکار کے خلوت کی قدر رکھتا ہے۔ بخلاف اجنبی کے علامہ قاضی ایاز فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ خاوند کے بھائی کے ساتھ خلوت فتنہ اور ہلاکت تک پہنچنے والی ہے اور اس فتنہ کو موت کی ہلاکت سے تعبیر کر کے کلام میں شدت کرنا مقصود ہے۔

۱۶۳۱: وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "لَا يَخْلُونَ أَحَدُكُمْ بِامْرَأَةٍ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
 ۱۶۳۱: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے کوئی آدمی بغیر محرم کے کسی عورت کے ساتھ خلوت میں نہ بیٹھے۔"  
 (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب النکاح، باب لا یخلون رجل المرأة و مسلم فی کتاب الحج باب سفر المرأة مع محرم۔  
**اللَّخَائِذُ:** مامراة: یعنی اجنبی عورت۔ ان مع ذی محرم: یعنی جو عورت کا محرم ہوتا کہ خلوت کی پریشانی نہ ہو۔  
**فوائد:** اجنبی عورت کے ساتھ خلوت حرام ہے کیونکہ یہ برائی پر آمادہ کرنے اور بے حیائی میں مبتلا ہونے کا سبب بن سکتا ہے۔

۱۶۳۲: وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: حُرْمَةُ نِسَاءِ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ كَحُرْمَةِ امْتِهَاتِهِمْ، مَا مِنْ رَجُلٍ مِّنَ الْقَاعِدِينَ يَخْلِفُ رَجُلًا مِّنَ الْمُجَاهِدِينَ فِي أَهْلِهِ فَيَخُونُهُ فِيهِمْ إِلَّا وَقَفَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فَيَأْخُذُ مِنْ حَسَنَاتِهِ مَا شَاءَ حَتَّى يَرْضَى، ثُمَّ التَفَتَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: "مَا ظَنُّكُمْ؟" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
 ۱۶۳۲: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گھروں میں رہنے والے لوگوں پر مجاہدین کی عورتوں کی حرمت ماؤں کی حرمت کے برابر ہے۔ پیچھے رہنے والا کوئی آدمی جو کسی مجاہد کے گھر میں اس کا نائب بنے پھر اس میں خیانت کا ارتکاب کرے تو قیامت کے دن اس کو کھڑا کر دیا جائے گا۔ پھر وہ مجاہد اس کی نیکیاں جتنی چاہے گا لے گا۔ یہاں تک کہ وہ راضی ہو جائے گا پھر ہماری توجہ پا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا کیا خیال ہے؟ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الامارة باب حرمة نساء المجاہدین۔

**اللَّخَائِذُ:** یخلف رجلا من المجاہدین فی اہلہ: یعنی اس کی طرف سے ان کی ضروریات کا ذمہ دار ہو۔

**فوائد:** (۱) مسلمانوں کے درمیان ایک دوسرے کی کفالت پر آمادہ کیا گیا اور دوسروں کی سلامتی کا خواہاں بننے کا حکم دیا گیا۔ (۲) اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کے ساتھ خیانت سے خبردار کیا گیا کیونکہ مجاہدین دین کی نصرت کے لئے کھڑے ہوئے ہیں اور بیٹھنے والوں کی طرف سے مدافعت کر رہے ہیں اس لئے کسی بھی بیٹھنے والے کے لئے جائز نہیں کہ ان کی عورتوں میں سے کسی عورت پر خاوند کی غیر موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ہاتھ ڈالے۔ (۳) مجاہدین کی عورتوں پر زیادتی کرنے والا قیامت کے دن نیکیوں سے خالی کر دیا جائے گا یہاں تک کہ وہ ہلاک ہونے والوں اور خسارہ پانے والوں میں سے ہوگا۔ (۴) اسلام مجاہدین اور غائبین کے اہل و عیال کی امن و سلامتی کا احاطہ کرنے والا ہے۔

۲۹۲: بَابُ تَحْرِيمِ تَشْبِهِ الرِّجَالِ

بِالنِّسَاءِ وَتَشْبِهِ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ

فِي لِبَاسٍ وَحَرَكَهٍ وَغَيْرِ ذَلِكَ!

۱۶۳۳: عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا  
قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمُخَنَّثِينَ مِنَ  
الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَفِي رِوَايَةٍ  
لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ  
بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ  
رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

بَابُ: مردوں کو عورتوں کے ساتھ اور عورتوں کو

مردوں کے ساتھ لباس اور حرکات و سکنات

میں مشابہت حرام ہے

۱۶۳۳: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مردوں پر لعنت فرمائی جو عورتوں  
کے مشابہ حرکات کرتے ہیں اور ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی جو مردوں  
جیسی حرکات کرتی ہیں ایک اور روایت میں کہ رسول اللہ نے ان  
مردوں کو ملعون قرار دیا جو عورتوں کے ہم شکل بنتے ہیں اور ان  
عورتوں کو ملعون قرار دیا جو مردوں کی ہم شکل بنتی ہیں۔ (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی اللباس، باب المتشبهین بالنساء والحدود، باب نفی اهل المعاصی والمخنثین۔

اللُّغَاثُ: جمع مخنث یہ مخنث سے اسم مفعول ہے اور وہ نرمی عاجزی اور انکساری کو کہتے ہیں مراد اس سے وہ لوگ  
ہیں جو عورتوں کے خاص معاملات میں ان سے مشابہت اختیار کریں اور اسی طرح عورتوں کے لئے بھی مردوں کی مشابہت عادی اور طبعی  
امور میں ناجائز ہے۔ (۲) علماء نے فرمایا حدیث: لعنت کے الفاظ یہ ثابت کر رہے ہیں کہ یہ مشابہت کرنا کبیرہ گناہ ہے اور اس حرمت  
کی حکمت یہ ہے کہ مشابہت اختیار کرنے والا مرد یا عورت اپنے آپ کو اس فطرت اور طبیعت سے جس پر رب العالمین نے اس کو پیدا کیا  
اس سے نکالنا چاہتا ہے۔ (۳) آج کل مردوں کے لمبے لمبے بال اور تنگ لباس کا پہننا اور عورتوں کی زینت والی چیزوں میں اور ان کی  
گفتگو اور پاپوش میں تقلید کرنا اسی طرح عورتوں میں بالوں کا چھوٹا کرنا اور مردوں جیسے کپڑے پہننا یہ بلاشبہ تخنث اور تشبیہ میں داخل  
ہے اور آنے والے خطرے کا الارم ہے اور امت کو خبردار کر رہا ہے کیونکہ یہ فطرت کے راستوں سے خروج اور دونوں جنسوں کے اپنے  
فرائض و واجبات سے غفلت کی علامت ہے اور فقط اس اندھی تقلید کا نتیجہ ہے جس میں یہ امت اور اس کے نوجوان لڑکے اور لڑکیاں مبتلا ہو  
گئے۔ اللہ تعالیٰ اس سے حفاظت فرمائے۔ ولا حول ولا قوة الا باللہ۔

۱۶۳۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے لعنت فرمائی اس آدمی پر جو عورت کا لباس پہنے اور اس عورت

پر لعنت فرمائی جو مرد کا لباس پہنے۔ (ابوداؤد)

صحیح سند کے ساتھ۔

۱۶۳۴: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الرَّجُلَ يَلْبَسُ لِبْسَةَ

الْمَرْأَةِ، وَالْمَرْأَةَ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ، رَوَاهُ

أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی اللباس باب لباس النساء۔

اللُّغَاثُ: لبسة المرأة ولبسة الرجل: یعنی وہ لباس جو ان میں سے ہر ایک کے ساتھ خاص ہو۔

فوائد: (۱) مرد کے لئے یہ حرام ہے کہ وہ ایسا لباس پہنے جو عورت کیلئے خاص ہو اسی طرح عورت پر حرام ہے کہ وہ ایسا لباس پہنے جو

مردوں کے ساتھ خاص ہو۔ (۲) لباس میں مرد کا عورت کی نقل کرنا یا عورت کا مرد کی نقل کرنا۔ درحقیقت فطرت انسانی سے انحراف ہے اور

ہر دو جنسوں کو جو عظمت دی گئی اس کا گرانا ہے اور احقانہ تقلید پر چلنا اور فطرت کی حکمت منانا ہے قطع نظر اس کے یہ اسلام کے طریقے اور

سنت نبوی سے نکلنا بھی ہے۔

۱۶۳۵ : وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ :  
صِنْفَانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا : قَوْمٌ مَعَهُمْ  
سِيَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُونَ بِهَا النَّاسَ ،  
وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيلَاتٌ مَائِلَاتٌ ،  
رُءُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ لَا يَدْخُلْنَ  
الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيحَهَا ، وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ  
مِنْ مَسِيرَةٍ كَذَا وَكَذَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

معنی "کاسیات" اُنی مِنْ نِعْمَةِ اللَّهِ  
"عاریات" مِنْ شُكْرِهَا وَقِلَّ مَعْنَاهُ : تَسْتُرُ  
بَعْضَ بَدَنِهَا وَتَكْشِفُ بَعْضَهُ إِظْهَارًا لِجَمَالِهَا  
وَنَحْوِهِ - وَقِيلَ : تَلْبَسُ ثَوْبًا رَفِيقًا يَصِفُ لَوْنَ  
بَدَنِهَا وَمَعْنَى "مَائِلَاتٌ" قِيلَ عَنْ طَاعَةِ اللَّهِ  
وَمَا يَلْزَمُهُنَّ حِفْظُهُ - "مُمِيلَاتٌ" اُنی يَعْلَمْنَ  
غَيْرَهُنَّ فِعْلُهُنَّ الْمَذْمُومَ - وَقِيلَ : مَائِلَاتٌ  
يَمْسِينَ مُتَبَخَّرَاتٍ ، مُمِيلَاتٌ لَا كُتَافِهِنَّ -  
وَقِيلَ : مَائِلَاتٌ يَمْتَشِطْنَ الْمِشْطَةَ الْمَبْلَاءَ ،  
وَهِيَ مِشْطَةُ الْبَغَايَا - "وَمُمِيلَاتٌ" يُمْتَشِطْنَ  
غَيْرَهُنَّ تِلْكَ الْمِشْطَةَ "رُءُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ  
الْبُخْتِ" : "اُنی يَكْبُرُ نَهَا وَيُعْظِمُهَا يَلْفُ  
عِمَامَةٍ أَوْ عَصَابَةٍ أَوْ نَحْوِهَا۔

۱۶۳۵: حضرت ابو ہریرہؓ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا  
دو قسمیں آگ والوں کی ایسی ہیں جن کو میں نے نہیں دیکھا (بعد میں  
ہوئی)۔ ایک گروہ وہ ہے جن کے پاس گائے کی دم جیسے کوڑے ہوں  
گے جس سے وہ لوگوں کو ماریں گے۔ (۲) عورتوں کا وہ گروہ جو لباس  
پہننے کے باوجود برہنہ ہوں گی، لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے والی،  
خود مائل ہونے والی۔ ان کے سر بختی اونٹ کی جھکی ہوئی کہانوں جیسے  
ہوں گے۔ وہ جنت میں داخل نہ ہوں گی اور نہ ہی اس کی خوشبو پائیں  
گی حالانکہ اسکی خوشبو اتنے اتنے فاصلے پر پائی جائے گی۔ (مسلم)

کاسیات: اللہ کی نعمت کا لباس پہننے ہوئے۔ العاریات: نعمت  
کے شکر سے عاری۔ بعض نے کہا اپنے جسم کے بعض حصے کو چھپائے اور  
بعض کو خوبصورتی ظاہر کرنے کے لئے کھولے۔ بعض نے کہا وہ ایسا  
کپڑا پہنے جو ان کے جسم کی رنگت تک کو ظاہر کرے۔ مائلات: اللہ کی  
اطاعت اور اس کی حفاظت کو لازم نہ قرار دینے والی۔ مُمیلات:  
ایسی عورتیں جو اپنے مذموم فعل سے دوسروں کو واقف کراتی ہیں۔  
بعض نے کہا مائلات ناز و انداز سے چلنے والی اور مُمیلات اپنے  
کندھوں کو منکرنے والی۔ بعض نے کہا مُمیلات: وہ ایسی کنگھی پٹی  
کریں گی جس سے دوسروں کو اپنی طرف مائل کریں اور وہ بدکار  
عورتوں کی کنگھی پٹی ہے اور مُمیلات دوسروں کی کنگھی بھی اسی طرح  
کرنے والی۔ اور رءُوسُہُنَّ کَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ: اپنے سروں کو کوئی چیز  
لیٹ کر اونچا کرنے والی ہوں گی۔

تخریج: رواہ مسلم فی اللباس والزینۃ باب النساء الکاسیات العاریات المائلات الممیلات۔

اللَّخَائِذُ : من اهل النار: یعنی وہ لوگ جن کو آگ میں عذاب دیا جائے گا اور اس میں طویل مدت تک اس میں رہیں گے یا ہمیشہ  
رہیں گے۔ لم ارہما: یعنی میرے زمانے میں وہ نہیں پائے گئے۔ سیاط: جمع سوط لاٹھی وغیرہ جس سے لوگوں کو مارا جائے۔ کاذا  
باب البقر: یعنی گائے کی دموں کے مشابہ ہوں گے۔ يضربون بها الناس: یعنی ان سے لوگوں کو ظلم و زیادتی کی وجہ سے ماریں گے  
حدود و قیاس میں نہیں۔ قاسیات عاریات: مصنف کے تذکرے کے مطابق اس کی نسبت اس لباس کی طرف کی گئی ہے جو تنگی میں جسم  
کے حجم کو ظاہر کرے اور اس کی مثال وہ لباس بھی ہے جو کہ اگر چہ کھلا اور نرم ہو لیکن چلنے میں ستر کو ظاہر کرے یا ہوا کے چلنے کے وقت ستر کو  
کھول دے یا اسی طرح وہ چمکدار کڑھا ہوا لباس جو اپنی چمک سے نظروں کو کھینچے اور متوجہ کرے۔ بد معاش آدمیوں کو اس تخیل میں مبتلا کر

دے کہ وہ عورت کو ہر پردے سے نگاہ خیال کریں۔ مانیلات مہیلات گزشتہ جوستہیں ذکر کی گئی ان کے ساتھ ساتھ مردوں کی طرف خود میلان اختیار کرنے والیاں ہوں اور اپنی زینت اور سجاوٹ کو ظاہر کر کے ان کے میلان کو اپنی طرف متوجہ کرنے والیاں ہوں۔ کاسنمۃ البخت: مصنف کے بیان کے مطابق اس میں ان عورتوں کی طرف اضافت کی گئی جو اپنے بالوں کو جمع کرنے والی اور بال ان کے ساتھ ملانے والیاں ہیں تاکہ زیادہ ظاہر ہوں یا عاریتاً، گف کر بال لگانے والیں۔ بخت: لمبی گردن والے اونٹوں کی ایک قسم ہے۔ لایدخلن الجنة: یعنی کامیاب ہونے والوں کے ساتھ جنت میں داخل ہوں گی اگر ان چیزوں کے حرام ہونے کا اعتقاد رکھتی تھیں اور جنت میں بالکل داخل نہیں ہوں گی اگر ان کے حلال ہونے کا اعتقاد رکھتی تھیں۔ لایجدن ریحھا: وہ جنت کی خوشبو نہ پائیں گی یہ دوری میں مبالغہ کو کنایہ بیان کیا گیا۔ کذا و کذا: مسافت معینہ سے کنایہ ہے اور بعض روایات میں یہ ہے پانچ سو سال کا فاصلہ ہے۔ البغایہ: جمع بغی کی زانیہ عورت اس کٹھنھی کو اس کے ساتھ خاص کرنے کی وجہ سے اس کے طرز عمل پر دلالت کرنے کے لئے ہے۔

**فوائد: (۱)** لوگوں کو مارنا اور ایذا دینا ان کے کسی گناہ و جرم کے بغیر حرام ہے۔ وہ لوگوں کو خواہ مخواہ تہمتوں میں پکڑ کے غلاموں کی طرح کوڑے لکائیں گے اور ظلم کے طور پر ان کو قسم قسم کی تکالیف پہنچائیں گے۔ یہی کافرو فاجر لوگ ہوں گے۔ جو دین سے نکلنے والے اور ہر اچھے اخلاق سے عاری ہوں گے اور ان کی سزا بلاشبہ دنیا میں ذلت اور قیامت کے دن آگ میں ہمیشہ ہمیش رہنا ہے۔ (۲) اس روایت میں عورت کو خبردار کیا گیا اور نفرت دلائی گئی کہ وہ اس عزت کو توڑے اور اس عظمت سے نکلے جو اللہ تعالیٰ نے مسلمان عورت کے لئے مقرر فرمائی۔ اسی طرح عورت کو اس پردہ کے اتار پھیلنے سے خبردار کیا جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے مقرر فرما کر اسکی شرافت کا نشان، کرامت کی علامت اور اسکی حفاظت و محفوظیت کا ضامن بنایا۔ (۳) مسلمان عورت کو اللہ تعالیٰ کے حکم لازم پکڑنے پر آمادہ کیا اور ہر ایسی چیز سے دور رہنے کا حکم فرمایا جو اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے اس کے دردناک عذاب کا حقدار بنادے اور جہنم میں ہمیشہ پڑا رہنے والا بنائے۔ (۴) اس حدیث میں امت کے اس طبقہ کے لئے سخت وعید اور ڈراوا ہے جو آج اس بے پردگی اور عریانی میں مبتلا ہو چکی ہے جس سے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے خبردار کیا تھا۔ امت کے مردوں میں زمانہ پن اور عورتوں میں مردوں کی مشابہت رائج ہو چکی ہے اور وہ یہ سب کچھ کرنے والے گڑھے کے کنارے پر کھڑے ہو کر کر رہے ہیں۔ جس کنارے کا گرنا اور ان کا گڑھے میں پڑنا لازم ہے۔ بلکہ اس کے علاوہ بھی امت میں انتشار پھیل چکا ہے اور اچھے والوں کی کثرت سے ظلم، تعدی، غضب، حقوق و نفوس اور ناحق سلب اموال و نفس رواج پا گیا۔ (اعاذنا اللہ منہ)

## ۲۹۳: بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّشْبِہِ

## بَابُ: شَيْطَانٍ أَوْ كُفَّارٍ كَ سَاتِه

### بِالشَّيْطَانِ وَالْكَفَّارِ

### مشابہت ممنوع ہے

۱۶۳۶: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم بائیں ہاتھ سے مت کھاؤ اس لئے کہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھانا کھاتا ہے۔ (مسلم)

۱۶۳۷: عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے بائیں ہاتھ سے ہر گز نہ کھائے اور نہ پیئے اس لئے کہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور پیتا ہے۔ (مسلم)

۱۶۳۶: عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَا تَأْكُلُوا بِالشِّمَالِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِالشِّمَالِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۶۳۷: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "لَا يَأْكُلَنَّ أَحَدُكُمْ بِشِمَالِهِ، وَلَا يَشْرَبَنَّ بِهَا، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ وَيَشْرَبُ بِهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔



**تخریج:** رواہ مسلم فی الاشرۃ باب آداب الطعام والشراب واحکامها۔

**فوائد:** (۱) بائیں ہاتھ سے کھانا پینا مکروہ ہے کیونکہ یہ شیطانی عادت ہے اور اس کا فعل ہے۔ پس گویا اس سے مشابہت پیدا ہو گئی۔ (۲) ہر اچھا عمل کھانے پینے پر قیاس کیا جائے گا اس میں دائیں جانب مسنون اور بائیں ہاتھ کا استعمال مکروہ ہوگا۔ اس کے برعکس ہر خسیس عمل میں بائیں ہاتھ کا استعمال مسنون اور دائیں کا استعمال مکروہ ہوگا۔ شیطان اس کا الٹ کرتا ہے کیونکہ وہ خود گندہ اور خسیس ہے (۳) ہر شیطانی فعل جو فعل شیطانی عمل کی طرف لے جانے والا ہو اس کا کرنا مکروہ ہے اور خسیس حرکت ہے۔ (۴) اسلام کے آداب کے بیان میں عجیب طرز اختیار کیا گیا ہے۔ اسلام کس قدر بشری مصالح کا خواہاں اور دلدادہ ہے۔

۱۶۳۸ : وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : "إِنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى لَا يَصْبِغُونَ فَخَالَفُوهُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
۱۶۳۸ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہود و نصاریٰ سر کے بالوں (اور ڈاڑھی) کے بالوں کو نہیں رنگتے لہذا تم ان کی مخالفت کرو (داڑھی اور سر کے بالوں کو رنگو)"۔ (بخاری و مسلم)

الْمُرَادُ : خِصَابُ شَعْرِ اللَّحْيَةِ وَالرَّأْسِ الْأَبْيَضِ بِصُفْرَةٍ أَوْ حُمْرَةٍ ، وَأَمَّا السَّوَادُ فَمَنْهَى عَنْهُ ، كَمَا سَنَذْكُرُهُ فِي الْبَابِ بَعْدَهُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى۔  
مرد ڈاڑھی اور سر کے بالوں کی سفیدی کو زردی یا سرخی سے رنگنا ہے۔ رہی سیاہی کی ممانعت تو وہ ہم عنقریب ان شاء اللہ اس کو بعد والے باب میں ذکر کریں گے۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی اللباس باب الخضاب و مسلم فی اللباس والزينة باب مخالفة اليهود في الصبغ۔

**اللتخات:** الخضاب: مہندی وغیرہ یہ مصدر ہے خضب و صبغ کا ایک معنی ہے۔ بعض نے کیا جب حناء کو استعمال کریں تو خضب کا لفظ بولتے ہیں اور جب کوئی دوسری استعمال کریں صبغ بولتے ہیں۔

**فوائد:** (۱) مہندی وغیرہ سے بڑھاپے کی سفیدی کو رنگنا چاہئے خواہ سفیدی داڑھی میں ہو یا سر میں۔ (۲) مسلمانوں کو یہود و نصاریٰ کی عادی چیزوں کی مخالفت کا حکم دیا اور اس طرح ان کی خصوصی حالت و لباس وغیرہ میں بھی یہی حکم ہے۔ (۳) مسلمان کی شخصیت دوسروں سے لباس طرز و تمدن میں نمایاں ہونی چاہئے۔ (۴) مسلمانوں کو سنت نبوی کو لازم پکڑنا چاہئے غیر مسلموں کے افعال و اطوار میں ان کی نقل نہ اتارنی چاہئے۔

**باب:** مرد و عورت ہر دو کو سیاہ رنگ سے

۲۹۵ : بَابُ نَهْيِ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ

اپنے بالوں کو رنگنے کی ممانعت

عَنْ خِصَابِ شَعْرِهَا بِسَوَادٍ

۱۶۳۹ : حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ابو قحافہ کو فتح مکہ کے دن (حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں) لایا گیا اس حال میں کہ ان کے سر اور ڈاڑھی کے بال شقامہ بوٹی کی طرح سفید تھے اس پر

۱۶۳۹ : عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : أَمَى بَابِي فُحَافَةً وَالِدِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَوْمَ فَتَحَ مَكَّةَ وَرَأْسُهُ وَلَحْيَتُهُ كَالثَّغَامَةِ بَيَاضًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ

﴿ غَيِّرُوا هَذَا وَاجْتَنِبُوا السَّوَادَ ﴾۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”سفیدی کو بدل دو اور سیاہی سے پرہیز کرو“۔ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی اللباس والزینۃ باب صبغ الشعر و تغیر الشیب۔  
**اللَّحَائِثُ:** ابو قحافہ: ان کا نام عثمان بن عامر ہے۔ ابو بکر صدیقؓ کے والد ہیں۔ ان کو ابو بکر صدیقؓ فتح مکہ کے دن آپ ﷺ کی خدمت میں لائے پس انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔ حضرت عمرؓ کی خلافت میں وفات پائی۔ اللغامة: اس کا واحد فغام ہے یہ پہاڑوں پر پائی جانے والی ایک جڑی بوٹی ہے۔ خشک ہو کر یہ سفیدی میں برف کی طرح ہو جاتی ہے۔ بڑھاپے کو اس سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ بعض نے کہا کہ یہ سفید پھلوں اور پھول والا درخت ہے۔

**فوائد:** (۱) بڑھاپے کے بالوں کو اپنی حالت پر چھوڑنا مکروہ ہے مستحب یہ ہے کہ مہندی وغیرہ سے اس کا رنگ بدل دیا جائے البتہ سیاہ رنگ کا استعمال حرام ہے کیونکہ اس میں دھوکا اور تخلیق باری تعالیٰ کی مشابہت پائی جاتی ہے دشمنوں کو ڈرانے کیلئے جہاد کے موقع پر یہ درست ہے۔

بَابُ: سر کے بالوں کو منڈانے سے روکنے کا بیان

اور

مردوں کے لئے تمام بال منڈانے کی اجازت

البتہ عورت کے لئے اجازت نہیں

۱۶۴۰: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قزع سے منع فرمایا (قزع کا معنی کچھ کو مونڈنا اور کچھ کو چھوڑ دینا)۔ (بخاری و مسلم)

۲۹۲: بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْقَزَعِ

وَهُوَ حَلْقُ بَعْضِ الرَّأْسِ دُونَ

بَعْضٍ وَابَاحَةُ حَلْقِ كُلِّهَا لِلرَّجُلِ

دُونَ الْمَرْأَةِ

۱۶۴۰: عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْقَزَعِ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی اللباس باب القزع و مسلم فی اللباس والزینۃ کراهۃ القزع۔

**اللَّحَائِثُ:** القزع: اس کا معنی دی ہے جو شروع باب میں ذکر ہوا۔ قزع سحاب: یعنی بادل کے ٹکڑے ٹکڑے ہونے کے ساتھ مشابہت ہے اس کا واحد قزعة ہے۔

۱۶۴۱: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک بچے کو دیکھا کہ اس کے بعض بال مونڈ دیئے گئے اور بعض سر کے بال چھوڑ دیئے گئے پس آپؐ نے ان کو اس سے ممانعت فرمائی اور فرمایا: ”اس کے سب بالوں کو مونڈ دو“۔ (ابو داؤد) بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح۔

۱۶۴۱: وَعَنْهُ قَالَ: رَأَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَبِيًّا قَدْ حَلَقَ بَعْضَ شَعْرِ رَأْسِهِ وَتَرَكَ بَعْضَهُ فَنَهَاهُمْ عَنْ ذَلِكَ وَقَالَ: ”أَحْلِقُوهُ كُلَّهُ أَوْ اْتَرَكُوهُ كُلَّهُ“ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ عَلَى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی کتاب الترجل باب الزواہ۔

**فوائد:** گزشتہ روایت سمیت۔ (۱) بعض سر کے بالوں کو مونڈنا اور بعض کو چھوڑنا ممنوع ہے۔ یہ ممانعت کراہت شدیدہ کی علامت ہے

اس میں حکمت یہ ہے کہ فطری شکل کو اس میں بگاڑنا بھی لازم ہوتا ہے اور اہل کتاب کی مشابہت بھی ہوتی ہے کیونکہ یہ یہود کے احبار و رہبان کی عادت ہے۔ اسی طرح فساق و فجار کی علامت ہے۔ البتہ علا جائیہ درست ہے یا کسی عذر کی خاطر۔ (۲) سر کے تمام بالوں کو مونڈ ہنا جائز ہے اور تمام بالوں کو چھوڑنا بھی جائز ہے بشرطیکہ ان کی حفاظت و صفائی کا لحاظ کیا جائے اور عورتوں سے مشابہت نہ اختیار کی جائے۔

۱۶۴۲: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَهَلَ آلَ جَعْفَرٍ فَلَمَّا نَمَّ أَتَاهُمْ فَقَالَ: "لَا تَبْكُوا عَلَيَّ أَحْيَى بَعْدَ الْيَوْمِ" ثُمَّ قَالَ: "ادْعُوا لِي بَنِيَّ أَحْيَى" فَجِئَتْ بَنَاتُكَانَا أَفْرُخُ فَقَالَ: "ادْعُوا لِي الْخَلَّاقَ" فَأَمَرَهُ فَحَلَقَ رُؤُسَنَا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ عَلَى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ۔

۱۶۴۲: حضرت عبداللہ ابن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آل جعفر کو تین دن کی مہلت دی پھر ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: میرے بھائی پر آج کے دن کے بعد مت رونا۔ پھر فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے بھتیجیوں کو بلاؤ پس ہمیں لایا گیا گویا کہ ہم چورے ہیں۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بال مونڈنے والے کو بلاؤ" پھر اس کو حکم دیا کہ اس نے ہمارے سروں کو مونڈ دیا۔ (ابوداؤد) بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الترحل باب حلق الرأس۔

اللُّغَاتُ: اخئی: یہاں مراد چچا زاد بھائی جعفر بن ابی طالب جبکہ ان کی شہادت کی خبر غزوہ موتہ سے آئی۔ بنی اخئی: وہ محمد عبداللہ عوف رضی اللہ عنہم ہیں۔ افرح: جمع فرخ، چوزہ یہ تشبیہ دی کہ وہ چھوٹے چھوٹے ہیں اور ان کے والد کی موت کا غم ان کو پہنچا ہے (جیسے پرندہ مر جائے اور اس کے بچے اڑنے کے قابل نہ ہوں)۔ فخلق رؤسنا: ظاہر لفظوں سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام بال منڈوا دیئے گئے۔ فوائد: (۱) بچوں کے تمام بال منڈوا دینے چاہئیں۔ (۲) اہل میت کے ساتھ اظہار ہمدردی کرنا چاہئے اور خاص کر شہداء کے اہل و عیال اور ان کو ایسے افعال کی طرف دعوت دے جو غم و رنج کو زائل کرنے والے ہوں۔ (۳) کسی بھی فعل حرام مثلاً گریبان پھاڑنا، رخساروں کو پیٹنا وغیرہ کے ارتکاب کے بغیر میت پر رونا جائز ہے۔ میت پر غم و افسوس کی مدت تین دن ہے۔ بیوی کے علاوہ اور کسی کو تین دن سے زائد غم کرنے کی اجازت نہیں۔ (۴) تین دن بعد رونا (ان شرائط کے ساتھ) درست ہے۔ رونے کی ممانعت کراہت تہزیہ کے درجہ میں ہے۔

۱۶۴۳: وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ تَحْلِقَ الْمَرْأَةُ رَأْسَهَا رَوَاهُ النَّسَائِيُّ۔

۱۶۴۳: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ عورت اپنے سر کے بال مونڈھے۔ (نسائی)

تخریج: رواہ النسائی فی کتاب الزینۃ باب النهی عن حلق المرأة رأسها۔

فوائد: عورت کو اپنے بال مونڈ ہنا جائز نہیں کیونکہ یہ مثلہ کی ایک قسم ہے البتہ اگر دوائی کے لئے منڈوائے جائیں مطلقاً جائز ہیں۔

بَابُ: مصنوعی بال (وگ) اور گوندنا اور

۲۹۷: بَابُ تَحْرِيمِ وَصْلِ الشَّعْرِ وَالْوُشْمِ

دانتوں کا باریک کرانا حرام ہے

وَالْوُشْمِ وَهُوَ تَحْدِيدُ الْإِنْسَانِ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”یہ اللہ کے سوا مومنٹ چیزوں کو پکارتے ہیں اور یہ شیطان سرکش ہی کو پکارتے ہیں۔ اللہ نے اُس پر لعنت فرمائی اور اس نے کہا کہ میں ضرور تیرے بندوں میں سے ایک مقررہ حصہ لوں گا اور ضرور انہیں گمراہ کروں گا اور ان کو آرزوں میں مبتلا کروں گا اور ان کو حکم دوں گا پس وہ چوپایوں کے کان (بطور نذر) چیریں گے اور ضرور انہیں میں حکم دوں گا وہ ضرور اللہ کی بنائی ہوئی صورتوں کو تبدیل کریں گے۔“ (النساء: ۱۱۷)

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى : إِنْ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ إِلَّا إِنَاثًا وَإِنْ يَدْعُونَ إِلَّا شَيْطَانًا مَرِيدًا لَّعَنَهُ اللَّهُ وَقَالَ: لَا تَخِذْنِ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَفْرُوضًا، وَلَا ضَلَّتْهُمْ وَلَا مَنِيتْهُمْ وَلَا أَمَرْتَهُمْ فَلْيَسْتَكُنْ أَذَانَ الْأَنْعَامِ وَلَا مَرْثَتَهُمْ فَلْيَغْيِرَنَّ خَلْقَ اللَّهِ ﴿۱۱۷﴾

**حل الايات:** ان نافیہ ما کے معنی میں ہے یدعون: وہ عبادت کرتے ہیں۔ اناساً: بت ہر قبیلے کا الگ بت تھا اور اسی کی مناسبت سے اس کا مومنٹ نام تجویز کرتے اور ان میں کچھ بتوں کے نام کا لفظ بھی مومنٹ مثلاً عزی، اساف، نائیلہ وغیرہ۔ شیطاناً مریداً: سرکش جو مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے نکلنے والا ہو۔ حقیقتاً شیطان نے ہی لوگوں کو بتوں کی عبادت کا حکم دیا اور اسی کی کافر پوجا کرتے ہیں نہ کہ بتوں کی۔ (بت تو ظاہر دکھلاوا ہیں)۔ لَا تَخِذْنِ: میں ان کو اپنا پیرو بناؤں گا۔ نَصِيبًا مَفْرُوضًا: محین تعداد۔ لَا مَنِيتْهُمْ: تمناؤں کا دوسوہ ڈالوں گا کہ وہ عنقریب اپنی تمنا کو پالیں گے اگرچہ وہ معاصی کے مرتکب ہیں۔ اپنے اعمال سے ان گناہوں کا تدارک کر لیں گے کیونکہ زندگی بہت لمبی ہے۔ جنت و دوزخ کے متعلق ان کو شک میں مبتلا کر کے ان کو بلاکت میں ڈالتا ہے۔ فَلْيَسْتَكُنْ أَذَانَ الْأَنْعَامِ: وہ جانوروں کے کان چیریں گے۔ یہ جاہلیت کے اس رواج کی طرف اشارہ ہے کہ وہ ان پر سواری کو حرام سمجھے اور انا کو بحیرہ سائبہ وغیرہ کہتے۔ فَلْيَغْيِرَنَّ خَلْقَ اللَّهِ: وہ اصل خلقت کو تبدیل کریں گے ان افعال کو انجام دے کر جن کا تذکرہ آئندہ روایات میں آ رہا ہے۔

۱۶۴۴: حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ! میری بیٹی کے بال جھڑ گئے ہیں بوجہ حصہ (جلد کی) بیماری کے۔ میں نے اس کی شادی کرنی ہے کیا میں اس موقع پر اس کے بال جڑوا سکتی ہوں۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے بال ملانے والی اور جڑانے والی پر لعنت فرمائی۔ (بخاری و مسلم) ایک روایت میں الْوَاصِلَةُ اور الْمُسْتَوِصِلَةُ کے الفاظ ہیں مگر مطلب ایک ہے۔

۱۶۴۴: وَعَنْ أَسْمَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ ابْنَتِي أَصَابَتْهَا الْحَصْبَةُ فَتَمَرَّقَ شَعْرُهَا، وَإِنِّي زَوَّجْتُهَا أَقَاصِلُ فِيهِ؟ فَقَالَ: "لَعَنَ اللَّهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُوسُوِلَةَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ "الْوَاصِلَةُ وَالْمُسْتَوِصِلَةُ"۔

فَتَمَرَّقَ: گر گئے، بکھر گئے۔  
الْمُوسُوِلَةُ: بال جوڑنے والی اپنے بالوں کو یا دوسری عورت کے بالوں کو اور کے ساتھ۔

قَوْلُهَا "فَتَمَرَّقَ" هُوَ بِالرَّاءِ وَمَعْنَاهُ: انْتَرَى وَسَقَطَ - وَالْوَاصِلَةُ الَّتِي تَصِلُ شَعْرَهَا أَوْ شَعْرَ غَيْرِهَا بِشَعْرِ آخَرَ - وَالْمُوسُوِلَةُ: الَّتِي يُوَصِّلُ شَعْرُهَا - وَالْمُسْتَوِصِلَةُ: الَّتِي تَسْأَلُ مَنْ يَقْعَلُ لَهَا

الْمُوسُوِلَةُ: جس کے بال جوڑے جائیں۔  
الْمُسْتَوِصِلَةُ: جو بال جوڑنے کا سوال اور مطالبہ کرے۔

ذَالِكَ۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا نَحْوَهُ،  
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسی طرح کی روایت ہے۔  
(بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی اللباس، باب الموصلة الشهيرة و مسلم فی اللباس والزينة، باب تحريم فعل الموصلة والمستوصلة۔

**اللُّغَاتُ:** الحَصْبَةُ: پھوڑا جو جسم پر لگتا ہے بعض نے کہا یہ جدری کی بیماری ہے۔ و انہی زوجتھا: اس میں وصل کے متعلق سوال کا ذکر کیا گیا اور وہ خاوند کے لئے اس کا خوبصورت بنانا ہے۔

۱۶۴۵: وَعَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَامَ حَجِّ عَلَى الْمَنْبَرِ وَتَنَاولَ قُصَّةً مِّنْ شَعْرِ كَانَتْ فِي يَدِ حَرِيسٍ فَقَالَ يَا أَهْلَ الْمَدِينَةِ آيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ؟ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَنْهَى عَنْ مِثْلِ هَذِهِ - وَيَقُولُ: "إِنَّمَا هَلَكْتُ بَنُو إِسْرَائِيلَ حِينَ اتَّخَذَهَا نِسَاءُ وَهُمْ۔

۱۶۴۵: حضرت حمید بن عبد الرحمن بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے حج والے سال منبر پر یہ بات سنی اس حال میں کہ ان کے ہاتھ میں بالوں کا ایک گچھا تھا جو انہوں نے اپنے پہرے دار کے ہاتھ سے لیا تھا۔ پس فرمایا اے اہل مدینہ تمہارے علماء کہاں ہیں؟ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی ممانعت سنی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل اس وقت ہلاک ہوئے جب ان کی عورتوں نے ان (بے حیائی کے) کاموں کو پکڑ لیا۔ (بخاری و مسلم)

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی اللباس، باب وصل الشعر و مسلم فی اللباس والزينة، باب تحريم فی الموصلة والمستوصلة۔  
**اللُّغَاتُ:** حمید بن عبد الرحمن بن عوف: یہ بڑے ثقہ تابعی ہیں ان کی وفات ایک سو پانچ ہجری میں ہوئی۔ عام حج: اس سے مراد ۵۵ھ ہے۔ علی المنبر: منبر نبوی مراد ہے۔ قصہ: بالوں کا گچھا بعض کہتے ہیں وہ پیشانی کے بال تھے۔ انہی کو غرہ کہا جاتا ہے۔ حریسی: پہرے دار۔ امیر کے غلام کو بھی کہتے ہیں۔ این علماء کم: یہ استفہام انکاری ہے۔ ان کے انکار نہ کرنے اور چشم پوشی کرنے کی وجہ سے۔ اتخذھا نساؤہم: ان کے علماء نے ان پر انکار نہ کیا۔

**فوائد:** اس سے ما قبل روایت سمیت (۱) کسی کے بالوں سے کچھ بال ملانا یا مکمل طور پر دوسرے کے بال رکھنا۔ آج کل اس کو بارو کہ (وگ) کہتے ہیں۔ بعض علماء تو اس کو مکمل طور پر حرام کہتے ہیں۔ بعض نے اس طرح تفصیل کی ہے کہ اگر ملانا طبعی بالوں سے ہو تو یہ قطعی حرام ہے اور اگر بال مصنوعی ہوں تو یہ عورت کیلئے اس کے خاوند کی اجازت سے جائز ہیں اور کسی دوسرے فرد کیلئے یہ فعل مطلقاً جائز نہیں۔ پس مردوں کیلئے اس کی تحریم مطلق ثابت ہے۔ (۲) حضرت معاویہؓ والی روایت سے تمام حکام کے لئے لازم ہے کہ برے کام کو دور رکھیں اور ان کے ختم کرنے کی کوشش کریں اور جو اس کی اہلیت کے باوجود اس میں کوتاہی کرنے والے ہوں ان کو ڈانٹ پلائی گئی ہے۔ (۳) اللہ تعالیٰ کے عمومی عذاب اور ہلاکت کا سبب منکرات کا لوگوں میں رواج پکڑنا اور خاص لوگوں کا ان کو نہ روکنا ہے۔ (۴) امت کو سخت متنبہ کیا گیا اس بات سے کہ اس میں مخالفین پھیلیں اور معاصی واقع ہوں خاص کر عورتوں کی بے حجابی اور ان کا بازاروں میں سرگشت اور ایسے کاموں کا ارتکاب جو بالوں کے ملانے سے بھی بدتر ہو۔ عام لوگ اس پر بالکل خاموش ہیں اور دوسروں کو اس سے روکنے کے لئے تیار نہیں۔ ولا حول ولا قوة الا باللہ۔

۱۶۴۶: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ  
۱۶۴۶: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول



رَسُولَ اللَّهِ ﷺ : لَعَنَ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ : گوئندے والی اور گندوانے والی پر لعنت فرمائی۔  
(بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی اللباس 'باب المستوشمة و مسلم فی اللباس وازینة' باب تحریم فعل الواصلة والمستوصلة۔  
**اللَّعْنَاتُ:** الواشمة: یہ وشم سے قائلہ کا وزن ہے۔ اس کا معنی جلد میں کسی چیز کو چھونانا تاکہ خون نکل آئے اور پھر اس جگہ کو سرمہ یا نیل سے بھر دیا جائے۔ وہ نیل وغیرہ اس میں پیوست ہو جائے۔ المستوشمة: وہ عورت جو دوسروں کے لئے بھی خواہاں ہو کہ دوسری عورت گوندنی کروائے یا وہ عورت جس کی گوندنی کی جائے۔

**فوائد:** (۱) بالوں کا جوڑنا حرام ہے اور اس پر علماء کا اتفاق ہے۔ اس کا ارتکاب کرنے والے کو توبہ لازم ہے اور گوندنی مردوں اور عورتوں ہر دو کو حرام ہے (۲) علماء شافعیہ رحمہم اللہ نے فرمایا گوندنی والا مقام نجس ہے اس کا ازالہ ضروری ہے جب کہ کسی ضرر فاحش کے بغیر ازالہ ممکن ہو۔ اس کے ازالہ میں دیر کرنا حرام ہے البتہ معذوری اور ضرر فاحش والی صورت مستثنیٰ ہے۔

۱۶۴۷: وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَعَنَ اللَّهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالْمُتَمَصِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغْيِرَاتِ خَلَقَ اللَّهُ! فَقَالَتْ لَهُ امْرَأَةٌ فِي ذَلِكَ فَقَالَ: وَمَالِي لَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ فِي كِتَابِ اللَّهِ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: "وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۶۴۷: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے گوندنی کرنے والی اور گوندوانے والی اور پلکوں کے بال کھلوانے والی اور خوبصورتی کے لئے دانتوں میں فاصلہ کروانے والی اور اللہ تعالیٰ کی بنا کی صورت کو تبدیل کرنے والیوں پر لعنت فرمائی۔ پس ایک عورت نے اس سلسلے میں آپ سے بحث کی تو آپ نے فرمایا میں اس پر کیوں لعنت نہ کروں جس پر اللہ کے رسولؐ نے لعنت کی اور وہ اللہ کی کتاب میں موجود ہے۔ اللہ نے فرمایا: "اور جو تمہیں رسولؐ دیں اس کو اختیار کرو اور جس سے روکیں اس سے رک جاؤ۔" (بخاری و مسلم)

**مُتَفَلِّجَةٌ:** اس عورت کو کہتے ہیں جو اپنے دانتوں پر اس لئے ریتی لگواتی ہے تاکہ ان کے درمیان فاصلہ ہو جائے اور ان میں حسن پیدا ہو جائے اور اسی کو "وشر" کہا جاتا ہے۔ نَامِصَةٌ: اس عورت کو کہتے ہیں جو ابرو کے بالوں کو لیتی ہے اور ان کو باریک کرتی ہے تاکہ وہ ابرو حسین ہو جائے۔ مُتَمَصِّصَةٌ: وہ عورت جو کسی کو یہ کام کرنے کے لئے کہے۔

"الْمُتَفَلِّجَةُ" هِيَ : الَّتِي تَبْرُدُ مِنْ أَسْنَانِهَا لِيَتْبَاعَدَ بَعْضُهَا عَنْ بَعْضٍ قَلِيلًا وَتُحَسِّنُهَا وَهُوَ الْوَشْرُ - وَالنَّامِصَةُ : الَّتِي تَأْخُذُ مِنْ شَعْرِ حَاجِبِ غَيْرِهَا وَتُرَفِّقُهُ لِيَصِيرَ حَسَنًا وَالْمُتَمَصِّصَةُ الَّتِي تَأْمُرُ مَنْ يَفْعَلُ بِهَا ذَلِكَ۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی اللباس 'باب المتفلیجات للحسن و مسلم فی اللباس وازینة' باب تحریم فعل الواصلة والمستوصلة۔  
**اللَّعْنَاتُ:** فَقَالَتْ لَهُ امْرَأَةٌ فِي ذَلِكَ: يَٰ أَمَّ يَعْقُوبَ تَهْمِي مُرَادِيہ ہے کہ ام یعقوب نے ان کو عورتوں کے لعنت کے سلسلے میں ملامت کی۔ ہواہی اللعن: کہ لعنت کتاب اللہ میں کیا موجود ہے؟ فی کتاب اللہ: کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس بات سے رک جانے کا حکم دیا جس سے رسول اللہ ﷺ نے روکا ہے۔

**فوائد:** (۱) کسی بھی تخلیق باری کو تبدیل کرنا جائز نہیں ہے خواہ وہ تبدیلی اضافہ سے ہو یا کمی سے یا خوبصورتی بنانے کے لئے ہو یا بدصورتی (کھال پہن کر بہرہ و پیا بننا) البتہ اگر کوئی عمدہ فائدہ میسر آتا ہو تو پھر کمی و اضافہ درست ہے۔ یہ اس تبدیلی کا حکم ہے جو باقی رہنے والی ہو۔ اس قسم میں دانتوں کا فاصلہ کروانا اور گوندنی ہے اور جو باقی نہ رہے مثلاً مہندی لگانا تو علماء نے اس کی اجازت دی جب کہ کسی اجنبی کو اس کی اطلاع نہ ہو (۲) چہرے کے حصہ ابرو سے بالوں کا لینا حرام ہے اور حناء وغیرہ سے دھاگے وغیرہ سے اکھاڑنا میں حرمت زیادہ اور اس میں مرد و عورت کا حکم برابر ہے عورتوں کا تذکرہ احادیث میں خصوصیت کے ساتھ اس لئے ہے کہ عورتیں اس کا ارتکاب کثرت سے کرتی ہیں۔ (۳) عورت کیلئے جائز ہے کہ وہ اپنے چہرے پر ڈاڑھی اور مونچھوں کے بال اگر آئیں تو ان کو دور کرے۔ (۴) دانتوں میں فاصلہ کروانا حرام ہے۔ یہ فعل عموماً بوڑھی عورتیں حسن کی خاطر کرداتی ہیں اور چھوٹی عمر ظاہر کرنے کیلئے کرتی ہیں اور اگر عورت کی عمر زائد ہو تو یہ مثلہ ہے یا کثرت کی طالب ہو تو ان میں سے کسی چیز کا کاٹنا اور کھینچنا جائز نہیں البتہ اگر انکے باقی رکھنے میں ایذا ضرر ہو جائز ہے۔

### بَابُ: مرد کا ڈاڑھی

اور

سر کے بالوں کا اکھاڑنا بے ریش کا ڈاڑھی

کے بالوں کو اکھاڑنا ممنوع ہے

۴۹۸: بَابُ النَّهْيِ عَنْ نَتْفِ الشَّيْبِ

مِنَ اللَّحْيَةِ وَالرَّأْسِ وَغَيْرِهِمَا وَعَنْ

نَتْفِ الْأَمْرِدِ شَعْرَ لِحْيَتِهِ عِنْدَ أَوَّلِ

طُلُوعِهِ

۱۶۴۸: حضرت عمرو بن شعیب سے روایت ہے کہ وہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (بڑھاپے کے) سفید بالوں کو مت اکھیڑو کیونکہ قیامت کے دن یہ مسلمان کے لئے نور ہوں گے۔ حدیث حسن ہے۔ (ابوداؤد ترمذی نسائی) عمدہ سند کے ساتھ۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔

۱۶۴۸: عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "لَا تَنْتَفُوا الشَّيْبَ، فَإِنَّهُ نُورُ الْمُسْلِمِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ" حَدِيثٌ حَسَنٌ، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَالنَّسَائِيُّ بِإِسْنَادٍ حَسَنَةٍ - قَالَ التِّرْمِذِيُّ: هُوَ حَدِيثٌ حَسَنٌ -

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی الترغیل، باب نَتْفِ الشَّيْبِ وَ التِّرْمِذِيُّ فِي ابْوَابِ الْأَدَبِ وَ النَّسَائِيُّ فِي الرِّيَاقِ بَابُ النَّهْيِ عَنْ نَتْفِ الشَّيْبِ۔

**اللَّحَائِثُ:** نور المسلم: اس کی رونق اسلامی فطرت کا حسن اور اسکے چہرے کی روشنی ہے۔

**فوائد:** (۱) بالوں میں سے سفید بالوں کا اکھاڑنا جہاں بھی ہوں ممنوع ہے کیونکہ یہ لمبی عمر اور بڑھاپے کی علامت ہے اور آخرت کے گھر کی طرف مندر ہے اور احادیث میں آیا ہے کہ اسلام کی حالت میں جس کے بال سفید ہوئے اللہ تعالیٰ کو اب سے عذاب دیتے ہوئے حیا آتی ہے۔

۱۶۴۹: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ: "مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
۱۶۴۹: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے (کوئی) ایسا کام کیا جس کے بارے میں ہمارا حکم نہ ہو وہ (امر) مردود ہے۔" (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی الاقضية باب نقض الاحکام الباطلہ ورد محدثات الامور۔

**اللغائین:** لیس علیہ امرنا ہمارے دین کی کوئی دلیل اس پر دلالت نہیں کرتی اور نہ ہی ہماری شریعت کا کوئی اصول اس کا ساتھ دیتا ہے۔ فہوردد: وہ مردود اور غیر مقبول ہے۔

**فوائد:** جب نیا کام خلاف شرع اور خلاف اصول شرع ہو وہ مردود ناقابل اعتبار اور غیر مقبول ہے۔ بلکہ کرنے والے کا مواخذہ ہوگا ان میں سے وہ کام جو لوگوں نے ایجاد کر رکھے ہیں ڈاڑھیوں کا مونڈ دانا اور چہرے کے بالوں کا نوچنا اسی طرح سفید بالوں کا نوچنا اور سیاہ رنگ سے بالوں کو سیاہ کرنا اس کے علاوہ بھی بہت سی بدعات ہیں جو اسلام کے قواعد و ضوابط اور احکام آداب کے خلاف ہیں۔

## ۲۹۹: بَابُ كَرَاهَةِ الْاِسْتِجَاءِ

بِالْيَمِينِ وَمَسِّ الْفَرْجِ بِالْيَمِينِ مِنْ

غَيْرِ عُدْرٍ!

اور

شرمگاہ کا بلا عذر چھونا مکروہ ہے

۱۶۵۰: حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں کوئی شخص پیشاپ کرے تو اپنے آلہ تناسل کو اپنے دائیں ہاتھ سے نہ پکڑے اور نہ ہی دائیں ہاتھ سے استنجاء کرے اور نہ برتن میں سانس لے۔“ (بخاری و مسلم)

اس باب میں بہت ساری صحیح احادیث ہیں۔

۱۶۵۰: عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ”إِذَا بَالَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَأْخُذَنَّ ذِكْرَهُ بِيَمِينِهِ وَلَا يَسْتَنْجِ بِيَمِينِهِ وَلَا يَتَنَفَّسُ فِي الْإِنَاءِ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

وَفِي الْبَابِ أَحَادِيثٌ كَثِيرَةٌ صَحِيحَةٌ۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی الوضوء باب لا یمسک ذکرہ بيمينہ اذا بال و مسلم فی الطہارة باب النہی عن الاستنجاء باليمين اللغائین: لا یخذن: نہ تھامے اور پکڑے۔ یستنجدی: پیشاپ و پاخانہ کے اثر کو زائل کرنا۔

**فوائد:** (۱) استنجاء کرتے ہوئے دایاں ہاتھ کو استعمال کرنا اور عضو تناسل کو دائیں ہاتھ سے چھونا۔ اسی طرح کا ہر گنداکام دائیں ہاتھ سے مکروہ ہے کیونکہ یہ ہاتھ مکرم اور کھانے اور افعال خیر کے لئے ہے۔ (۲) پانی پینے کے دوران برتن میں سانس لینا مکروہ ہے (۳) بائیں ہاتھ میں کوئی تکلیف ہو تو دائیں ہاتھ کا استعمال گندگی کے ازالہ کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ (۴) اسلام کمال نظافت کا خواہاں ہے اور گندگی سے دوری کو پسند کرتا ہے دایاں ہاتھ معزز کام کے لئے مثلاً کھانا پینا لکھنا مصافحہ وغیرہ کے لئے اور ناپسند امور کے لئے بائیں ہاتھ استعمال کرنا چاہئے۔

## بَابُ: اِیْکِ جُوتَا اور اِیْکِ موزہ پہن کر

بلا عذر چلنا مکروہ ہے

اور جوتا اور موزہ بلا عذر

کھڑے ہو کر پہننا مکروہ ہے

## ۳۰۰: بَابُ كَرَاهَةِ الْمَشْيِ فِي نَعْلٍ

وَاحِدَةٍ أَوْ خُفٍّ وَاحِدٍ لِّغَيْرِ عُدْرٍ

وَكَرَاهَةِ لُبْسِ النَّعْلِ وَالْخُفِّ قَائِمًا

لِغَيْرِ عُدْرٍ

۱۶۵۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

۱۶۵۱: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَا يَمْشِي أَحَدُكُمْ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ لِيُعْلَمَهُمَا جَمِيعًا أَوْ لِيُخْلَعَهُمَا جَمِيعًا وَفِي رِوَايَةٍ: "أَوْ لِيُخْفِيَهُمَا جَمِيعًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے کوئی شخص ایک پاؤں میں جوتا پہن کر مت چلے یا دونوں جوتے پہن لے یا دونوں اتار دے اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں یا دونوں پاؤں کو ننگا کر دے۔" (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی اللباس، باب لا یمشی فی نعل واحد و مسلم فی اللباس والزینة، باب اذا انتعل فلیدء بالیمین۔  
اللُّغَاتُ: یُعْلَمُهُمَا جَمِيعًا: دونوں پاؤں میں جوتا پہنے۔ لِيُخْلَعَهُمَا: دونوں پاؤں سے جوتا اتار دے اور سوزے کا بھی یہی حکم ہے۔

۱۶۵۲: وَعَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "إِذَا انْقَطَعَ شَيْعُ نَعْلٍ أَحَدِكُمْ فَلَا يَمْشِي فِي الْأُخْرَى حَتَّى يُصْلِحَهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۶۵۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "تم میں سے کسی کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو فقط دوسرے جوتے کے ساتھ نہ چلے۔ جب تک کہ اس کو درست نہ کروائے۔" (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی اللباس والزینة، باب اذا انتعل فلیدء بالیمین۔  
اللُّغَاتُ: الشَّيْعُ: ایسا چلنا جس میں جوتا قدم سے رکار ہے اور پاؤں کی پشت پر ہی ہو۔ یُصْلِحُهَا: پاؤں میں دوسرے کو درست کر کے پہن لے۔

**فوائد:** ما قبل حدیث سمیت۔ (۱) ایک پاؤں میں جوتا ہو اور دوسرے میں جوتا نہ ہو اس حالت میں چلنے کو مکروہ قرار دیا گیا۔ کیونکہ یہ بدزیب و قار کے خلاف اور بعض اوقات لوگوں کے ہنسی مذاق کا سبب ہے جیسا کہ اس سے چلنے میں مشکل پیدا ہوتی ہے اسی طرح بعض اوقات زمین پر لڑھک کر گرنے کا باعث بھی بن جاتا ہے اگر کہیں اس سلسلہ میں پوری احتیاط ہو تو پھر ایک پاؤں میں جوتا پہننے میں کراہت نہیں رہے گی۔

۱۶۵۳: وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى أَنْ يَنْتَعِلَ الرَّجُلُ قَائِمًا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

۱۶۵۳: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر جوتا پہننے سے منع فرمایا۔ (ابوداؤد)

حسن سند کے ساتھ۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی اللباس، باب الانتعال۔  
اللُّغَاتُ: يَنْتَعِلُ: جوتے میں اپنا پاؤں داخل کرے۔

**فوائد:** (۱) کھڑے ہونے کی حالت میں جوتا پہننا مکروہ جب کہ بیٹھ کر مستحب ہے اور یہ اس وقت ہے جب کہ پہننے میں ہاتھوں کی معاونت کی ضرورت ہوتا کہ وہ کبڑا ہو قبیح حالت ظاہر نہ کرے اور کبھی اس حالت میں زمین پر بھی آگرتا ہے جب جوتے میں ہاتھ کی معاونت کی ضرورت نہ ہو تو کراہت نہیں۔ (۲) شریعت اسلامیہ نے آداب کا بھی کس قدر اہتمام کیا یہاں تک کہ جوتا پہننے کی کیفیت میں بھی احکام بتلائے تاکہ مسلمان اچھی حالت میں ظاہر ہوں۔

بَابُ: آگ کو سونے کے وقت جلتا ہوا

۳.۱: بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَرْكِ النَّارِ

فِي الْبَيْتِ عِنْدَ النَّوْمِ وَنَحْوِهِ سَوَاءٌ

چھوڑنے کی ممانعت

كَانَتْ فِي سِرَاجٍ أَوْ غَيْرِهِ

خواہ وہ دیا ہو یا دوسری کوئی چیز

۱۶۵۴: عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "لَا تَتْرُكُوا النَّارَ فِي بَيْتِكُمْ حِينَ تَنَامُونَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۶۵۴: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سوتے وقت اپنے گھروں میں (آگ کو) جلتا ہوا مت چھوڑو"۔ (مسلم بخاری)

**تخریج:** رواہ البخاری فی المستیذان، باب لا تترك النار فی البيت عند النوم و مسلم فی الاشریة باب الامر بتغطية الاناء و ابكاء البقاء۔

۱۶۵۵: وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: احْتَرَقَ بَيْتٌ بِالْمَدِينَةِ عَلَى أَهْلِهِ مِنَ اللَّيْلِ، فَلَمَّا حَدَّثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِشَانِهِمْ قَالَ: "إِنَّ هَذِهِ النَّارَ عَدُوٌّ لَكُمْ فَإِذَا نِمْتُمْ فَأَطْفِئُوهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۶۵۵: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مکان مدینہ منورہ میں گھر والوں سمیت جل گیا۔ پس جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ان کی حالت بیان کی گئی تو فرمایا: "بے شک یہ آگ تمہارے لئے تمہاری دشمن ہے پس جب تم سونے لگو تو اس کو بجھا دو"۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی المستیذان، باب لا تترك النار فی البيت عند النوم و مسلم فی الاشریة باب الامر بتغطية النار۔  
اللَّغَاتُ: من الليل: رات کے کسی حصہ میں۔ بشانہم: جو معاملہ ان پر گزرا۔ ان هذا النار عدو لكم: یہ دشمن کی طرح کیونکہ اس میں مال کو تلف کرنے اور ابدان کو ہلاک کرنے کی خصوصیت پائی جاتی ہے۔

۱۶۵۶: وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "عَطُّوا الْإِنَاءَ، أَوْ كُوا السِّقَاءَ، وَأَغْلِقُوا الْأَبْوَابَ وَأَطْفِئُوا السِّرَاجَ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَجِلُّ سِقَاءً وَلَا يَفْتَحُ بَابًا وَلَا يَكْشِفُ إِنَاءً - فَإِنْ لَمْ يَجِدْ أَحَدُكُمْ إِلَّا أَنْ يَغْرِضَ عَلَى إِيَّاهِ عُوْدًا، وَيَذْكُرَ اسْمَ اللَّهِ فَلْيَفْعَلْ فَإِنَّ الْفُؤَيْسِقَةَ تُضْرِمُ عَلَى أَهْلِ الْبَيْتِ بَيْتَهُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۶۵۶: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "برتنوں کو ڈھانپ دو، مشک کا منہ باندھ دیا کرو، دروازوں کو بند کر دیا کرو اور دیا بجھا دیا کرو۔ اس لئے کہ شیطان مشکیزے کے بند کو نہیں کھولتا اور نہ ہی بند دروازے کو کھولتا ہے اور نہ برتن کا ڈھکن اٹھاتا ہے۔ اگر کوئی چیز نہ پاؤ تو پھر برتن کے اوپر لکڑی رکھ دیا کرو اور اللہ کا نام لو اس لئے کہ چولہا بھی گھر کو گھر والوں سمیت جلا دیتا ہے"۔ (مسلم)

فُؤَيْسِقَةُ: چولہا۔

تُضْرِمُ: وہ جلاتا ہے۔

"الْفُؤَيْسِقَةُ" الْفَارَةُ - "وَتُضْرِمُ":

تُحْرِقُ۔

**تخریج:** رواہ مسلم فی الشربة، باب الامر بتغطية الاناء و البكاء و السقاء۔

اللَّغَاتُ: او کٹو: یہ لفظ وکاء ہے جس کا معنی باندھنا ہے۔ وکاء اس دھاگے یا ری کو کہتے ہیں جس سے برتن کو باندھتے ہیں۔



السقاء: مشک۔ لایحل سقاء: مشک کا بند نہ کھولے۔ بعرض: چوڑائی میں رکھ دے۔ تضرع: شعلہ مارتی اور بھڑکتی ہے یعنی اس کا سبب بنتی ہے کہ دیئے کی بتی کو کھینچ کر سامان میں ڈال دیتی ہے جس سے آگ بھڑک اٹھتی ہے۔

**فوائد:** (۱) نیند کی حالت میں کسی بھی جلتی ہوئی چیز کو چھوڑنے کی ممانعت فرمائی کیونکہ بعض اوقات یہ مکان سمیت گھر والوں کو جلا ڈالتی ہے۔ خواہ آگ روشنی کے لئے ہو مثلاً دیا، موم بتی یا تاپنے کے لئے انگیٹھی، چولہا وغیرہ۔ اگر انجام کا پورا خیال کر کے انتظار کیا گیا تو پھر کراہت نہیں۔ مگر پھر بھی افضل بھجانا ہے۔ ایسی چیز میں مشغول ہونا مکروہ جس کی نگرانی میں غفلت ہو سکتی ہے۔ (۲) کھانے کے بعد برتنوں کو ڈھانپ دینا چاہئے اور پانی والے برتنوں کے بندھنوں کو مضبوطی سے باندھ دینا چاہئے یا کم از کم ان کو ڈھانپ دینا چاہئے اس سے وہ حشرات الارض اور گرد و غبار سے بچ جائیں گے۔ (۳) گھروں کے دروازوں اور بالا خانوں کو نیند کے وقت احتیاطاً بند کر دینا چاہئے تاکہ فساق و فجار اور چوروں اور ہر ایسے خطرے سے جس کا امکان ہے حفاظت رہے۔ تاکہ نفس کو اطمینان اور سکون اور نیند کی راحت میسر آ سکے۔ (۴) شیطان غفلت کے اوقات میں مختلف انسانوں سے مختلف حرکات کرواتا ہے۔ حشرات الارض کو ایذا کے لئے برا بیچھتہ کرتا ہے۔ اس لئے ہر متوقع شر سے بچنے کے لئے حفاظتی اقدام اٹھانا ضروری ہے۔ (۵) اشیاء کو رکھنے اور اٹھانے کے وقت بسم اللہ کا پڑھنا مستحب ہے۔

## ۳.۲: بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّكْلِيفِ

وَهُوَ فِعْلٌ وَقَوْلٌ مَّا لَا مَصْلَحَةَ فِيهِ

بِمَشَقَّةٍ

## بَابُ: تَكْلِفِ كِي مَمَانَعَتِ

قَوْلِ جَوْ مَشَقَّتِ سَ

کیا جائے مگر اس میں مصلحت نہ ہو

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”فرما دیجئے کہ میں اس پر تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا اور نہ ہی میں تکلف کرنے والوں میں ہوں۔“ (ص)

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ﴾ [ص: ۸۶]

**حل الايات:** آیت سے مراد یہ ہے کہ میں تم سے اپنی دعوت پر کوئی دینیوی مزدوری نہیں مانگتا کیونکہ میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جو تکالیف ایسی چیزوں کے لئے اٹھاتے ہیں جو بے فائدہ ہوں۔ آپ ﷺ سے تکلف کی نفی تکلف کے قابل مذمت ہونے کو ظاہر کرتی ہے۔

۱۶۵۷: حضرت عبداللہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہمیں تکلف سے منع کیا گیا۔ (بخاری)

۱۶۵۷: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: نُهِنَا عَنِ التَّكْلِيفِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی الاعتصام باب ما کره من کثرة السؤال و تکلف ما لا یعنیہ

**فوائد:** تکلف سے منع فرمایا گیا ہے اور امور بامادیہ ہوں یا معنویہ ہر دو میں تکلف سے دور رہنے کا حکم دیا گیا۔

۱۶۵۸: حضرت مسروق بیان کرتے ہیں کہ ہم عبداللہ بن مسعود رضی

۱۶۵۸: وَعَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: دَخَلْنَا عَلَى

اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے فرمایا کہ اے لوگوں

عَبْدُ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ:

کوئی چیز مانگنا ہے تو اسے کہہ دینی چاہئے اور جو چیز وہ نہیں جانتا تو اس

يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ عَلِمَ شَيْئًا فَلْيَقُلْ بِهِ وَمَنْ لَمْ

کے بارے میں یوں کہے اللہ اعلم یہ بھی علم میں سے ہے کہ کوئی آدمی

يَعْلَمُ فَلْيَقُلْ: اللَّهُ أَعْلَمُ، فَإِنَّ مِنَ الْعِلْمِ أَنْ

يَقُولُ الرَّجُلُ لِمَا لَا يَعْلَمُ: اللَّهُ أَعْلَمُ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى لِنَبِيِّهِ ﷺ: "قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ جس چیز کے بارے میں نہ جانتا ہو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ کو فرمایا: فرما دیجئے میں تم سے کوئی اس پر اجر نہیں مانگتا اور نہ ہی میں متکلفین میں سے ہوں۔ (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی التفسیر سورہ ص: باب قوله تعالى: ﴿وما أنا من المتكلفين﴾ فوائد: (۱) علمی مسائل میں بھی تکلف سے کام نہ لینا چاہئے۔ بعض اوقات آدمی سے کسی غیر واضح بات کے بارے میں پوچھا جاتا ہے تو اس کے جواب کے لئے تکلف کرتا ہے بسا اوقات اس کا بیان حقیقت سے دور نکل جاتا ہے۔ (۲) کوئی بات علم کے متعلق نہ کہے اور نہ ہی فتویٰ کی جرات کرے جب تک کہ اس کو اس کی کہی بات پر پورا یقین نہ ہو۔ (۳) عالم کی قدر و منزلت کے متعلق تنقیص نہ کرے بعض امور کے سلسلہ میں اس کی جہالت اور عدم معرفت کا اظہار کرے۔ (۴) عدم تکلف میں رسول اللہ ﷺ کے طرز عمل کی پیروی اختیار کرنے پر آمادہ کیا گیا ہے۔

بَابُ: مِيتٍ بِرُوحٍ كَرْنَا رُخْسَارِ پِٹِئَا

گریبان پھاڑنا بال نوچنا

اور منڈوانا

ہلاکت و تباہی کا دواویلا کرنا حرام ہے

۱۶۵۹: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میت کو اس کی قبر میں اس پر نوحہ کرنے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے (اگر زندگی میں اس کا اپنا عمل ایسا ہو)۔ (بخاری و مسلم)

۳۰۳: بَابُ تَحْرِيمِ النِّيَاحَةِ

عَلَى الْمَيِّتِ وَلَطْمِ الْخَدِّ وَشَقِّ

الْجَبِّ وَتَفِيفِ الشَّعْرِ وَحَلْقِهِ

وَالدُّعَاءِ بِالْوَيْلِ وَالشُّوْرِ

۱۶۵۹: عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "الْمَيِّتُ يُعَذَّبُ فِي قَبْرِهِ بِمَا يَنْحُ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ: "مَا يَنْحُ عَلَيْهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

تخریج: رواہ البخاری فی الجنائز باب ما یکرہ فی النیاحۃ علی المیت و مسلم فی الجنائز باب المیت یعذب ببکاء و اہلہ۔ اللغات: بما ینح: نوحہ کرنے کے باعث۔ ما ینح: نوحہ کرنے کے وقت تک نوحہ بلند آواز سے میت پر رونا اور میت کی صفات اور اس کے مشابہ چیزیں ذکر کرنا۔

فوائد: (۱) میت پر نوحہ حرام ہے۔ میت کو قبر میں اس کے اہل و عیال کے نوحہ کے سبب عذاب دیا جاتا ہے البتہ جس میت کو نوحہ کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے اس کے متعلق علماء نے اختلاف کیا ہے۔ جمہور علماء کا قول یہ ہے کہ اس سے مراد وہ شخص ہے جس نے نوحہ کی وصیت کی اور انہوں نے اس وصیت کو پورا کیا اس لئے اس کی طرف نسبت کی گئی۔ دوسرے علماء نے فرمایا کہ اس سے مراد وہ جس نے نوحہ نہ کرنے کی وصیت نہیں کی کیونکہ ایسے حالات میں ان کو وصیت واجب تھی۔ (۳) بعض نے فرمایا اس عذاب سے مراد میت کی رقت و شفقت ہے جب کہ وہ ان کو اس پر روتے اور نوحہ کرتے ہوئے سنتا ہے۔

۱۶۶۰: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”وہ ہم میں سے نہیں جس نے

۱۶۶۰: وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَيْسَ مِنَّا مَنْ

ضَرَبَ الْخُدُودَ ۚ وَشَقَّ الْجُيُوبَ ۚ وَدَعَا  
بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
رخساروں کو پینا اور گریبانوں کو پھاڑا اور جاہلیت کا بول  
بول کیا۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی الحائز باب لبس منامن شق الجيوب و مسلم فی الايمان باب تحريم ضرب الخدود۔  
**اللغات:** لبس منامن: وہ ہمارے طریقہ و راستہ پر نہیں۔ الجيوب: جمع جیب گردن کی ایک طرف سے کپڑے کا پھاڑنا اور کھولنا اور  
تعبیر شق سے اس لئے فرمائی گئی کیونکہ عموماً کپڑا اسی مقام سے پھاڑا جاتا ہے۔ دعوی الجاہلیہ: ہائے میرے سہارے اے مرنے  
والے اولاد! ہائے عورتوں کا رانڈ ہونا! ہائے گھر کے سہارے اسی طرح کے الفاظ۔

**فوائد:** (۱) روایت میں جو ذکر ہوا کہ کرنے کی ممانعت کی اور اس کو ان کبیرہ گناہوں میں شمار کیا جو مرتکب کو بعض اوقات اسلام سے  
خارج کر دیتے ہیں کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی ذات پر ناراضگی اور اعتراض ہے۔ قضاء الہی سے بیزاری کا اظہار پایا جاتا ہے۔

۱۶۶۱: وَعَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ: رَجَعَ  
أَبُو مُوسَى قُعُشَى عَلَيْهِ وَرَأْسُهُ فِي حَجَرٍ  
امْرَأَةٍ مِنْ أَهْلِهِ فَأَقْبَلَتْ تَصْبِيحُ بَرْنَةٍ فَلَمْ  
يَسْتَطِعْ أَنْ يَرُدَّ عَلَيْهَا شَيْئًا ۖ فَلَمَّا آفَقَ  
قَالَ: أَنَا بَرِيءٌ وَمَنْ بَرِيءٌ مِنْهُ رَسُولُ اللَّهِ  
ﷺ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَرِيءٌ مِنَ الصَّالِقَةِ  
وَالْحَالِقَةِ وَالشَّاقَّةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
۱۶۶۲: حضرت ابو بردہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو موسیٰ بیمار ہوئے اور ان  
پر غشی طاری ہو گئی اس حالت میں کہ ان کا سر گھروالوں میں سے ایک  
عورت کی گود میں تھا۔ وہ عورت آواز سے رونے لگی مگر آپ اسے غشی  
کے باعث نہ روک سکے۔ پس جب آفاقہ ہوا تو فرمایا میں ان سے  
بیزاری کا اظہار کرتا ہوں جس سے اللہ کے رسول نے بیزاری کا  
اظہار کیا۔ بے شک رسول اللہ نے نوحہ کرنے والی بال موٹہ نے والی  
اور گریبان پھاڑنے والی عورت سے بیزاری کا اظہار فرمایا۔ الصالقة:  
وہ عورت جو نوچے اور بین کے لئے اپنی آواز بلند کرے۔ الحالقہ:  
وہ عورت جو اپنے سر کے بال مصیبت کے وقت موٹے یا  
موٹہ والے۔ الشاقہ: وہ عورت جو اپنے کپڑوں کو پھاڑے۔

"الصَّالِقَةُ" الَّتِي تَرْفَعُ صَوْتَهَا بِالنِّجَاحَةِ  
وَالنَّدْبِ "وَالْحَالِقَةُ" الَّتِي تَحْلِقُ رَأْسَهَا  
عِنْدَ الْمُصِيبَةِ "وَالشَّاقَّةُ" الَّتِي تَشُقُّ ثَوْبَهَا۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی الحائز باب ما ينبغي ۚ عند المصيبة و مسلم فی الايمان باب تحريم ضرب  
الخدود۔

**اللغات:** ابو بردہ: یہ ابو موسیٰ اشعری کے بیٹے ہیں۔ ان کا نام عامریا حراث ہے۔ حجر: گود۔ امراقہ: یہ ان کی بیوی ام عبد اللہ  
صفیہ بنت ابی دوم ہیں۔ فاقبلت: شروع ہوئی۔ الرنة: چیخ اور بلند آواز۔ آفاق: بیہوشی جاتی رہی۔ الصالقة: یہ صلیق سے ہے زوردار  
آواز۔ الندب: میت کے اوصاف شمار کرنا۔ الحالقہ: یہ بالوں کے باندھنے اور کاٹنے کو شامل ہے۔

**فوائد:** (۱) ان چیزوں سے سخت نفرت دلائی گئی مثلاً نوحہ میں آواز بلند کرنا میت کے اوصاف بیان کر کے رونا بالوں کا غم کی وجہ سے  
منڈوانا یا کاٹنا یا گریبان پھاڑنا یا بالوں کا لمبا کرنا جیسا بعض جہلا کرتے ہیں اسی طرح میت پر غم کے دیگر الفاظ۔ (۲) یہ تعبیر کہ رسول اللہ  
ﷺ اس سے بری الذمہ ہیں اس کی شدید حرمت کو ظاہر کرتی ہے اور یہ کمال ایمان اور رضا بالقضاء کے منافی ہیں۔

۱۶۶۲: وَعَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ:  
۱۶۶۳: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ  
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "جس پر نوحہ کیا گیا

مَنْ نَبَحَ عَلَيْهِ فَإِنَّهُ يُعَذَّبُ بِمَا نَبَحَ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

قیامت کے دن اس کو نوحہ کے سبب عذاب ہوگا۔

(بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی الجنائز باب ما یکرہ من النیاحۃ و مسلم فی الجنائز باب الحیت یعذب بہکاء اہلہ۔

**فوائد:** (۱) میت کو اس کے اہل و عیال کے نوحہ کرنے کی وجہ سے قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا اور اس روایت کو اسی شخص سے متعلق قرار دیا گیا ہے جس نے اپنے بعد نوحہ کی وصیت کی ہو۔

۱۶۶۳: وَعَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ نُسَيْبَةَ "بَضَمَ النَّوْنُ وَفَتَحَهَا" رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَخَذَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عِنْدَ الْبَيْعَةِ أَنْ لَا نُنُوحَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۶۶۳: حضرت ام عطیہ نسیتہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بیعت کے وقت یہ وعدہ کیا کہ ہم نوحہ نہ کریں گے۔

(بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی الجنائز باب ما ینہی عن النوح و البکاء و مسلم فی الجنائز باب التشدید فی النیاحۃ۔

**اللغزات:** عند البیعة: جب عورتوں سے بیعت لی۔ یا مدینہ کی طرف آپ ﷺ نے ہجرت کی۔

**فوائد:** (۱) نوحہ جاہلیت کی عادات میں سے ہے۔ ایسی عادات سے مسلمانوں کو بچنا چاہئے۔ اس پر صحابیات نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کے وقت باقاعدہ اقرار کیا۔

۱۶۶۴: وَعَنِ النَّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَغْمَى عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَوَاحَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَجَعَلَتْ أُخْتُهُ تَبْكِي وَتَقُولُ: وَاجِلَاهُ، وَكَذَا، وَكَذَا تُعَدِّدُ عَلَيْهِ، فَقَالَ حِينَ أَفَاقَ: مَا قُلْتَ شَيْئًا إِلَّا قِيلَ لِي أَنْتَ كَذَلِكَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۶۶۴: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن رواحہ پر بے ہوشی طاری ہو گئی ان کی بہن روتے ہوئے کہنے لگی۔ ہائے میرے پہاڑ اور ہائے ایسے اور ایسے ان کی صفات بیان کرنے لگی۔ ان کو جب افاقہ ہوا تو انہوں نے کہا جو تُو نے کہا تو اس کے بارے میں مجھ سے کہا جائے گا۔ کیا تو ایسا ہی ہے؟

(بخاری)

**تخریج:** رواہ البخاری فی المغازی باب غزوہ موتہ من ارض الشام۔

**اللغزات:** اختہ: ان کا نام عمرہ بنت رواحہ ہے یہ نعمان بن بشیر کی والدہ ہیں۔ تعدد علیہ: جاہلیت کے انداز سے ان کی صفات ذکر کرنے لگیں۔ شینا: بعض وہ صفات جو انہوں نے ذکر کیں۔ قیل لی: ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ مراد فرشتے ہیں۔ انت کذلک: یعنی کیا تو اسی طرح ہے جیسا وہ بیان کرتے ہیں؟ یہ استفہام انکاری ہے۔ متنبہ اور خبردار کرنے کے لئے ہے۔

**فوائد:** (۱) میت وغیرہ کے لئے مذہب ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ خاص طور پر ایسی صفات جو اس میں نہ پائی جاتی ہوں ان کا تذکرہ کرنا وہ میت کی برائی و مذمت ہے کیونکہ اس پر میت کو متنبہ کیا جاتا اور ملامت کی جاتی ہے۔

۱۶۶۵: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: اشْتَكَى سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ شَكْوَى فَأَتَاهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَعُودُهُ مَعَ عَبْدِ

۱۶۶۵: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو رسول اللہ ﷺ ان کی عیادت کے لئے عبد الرحمن بن عوف، سعد بن ابی وقاص اور عبد اللہ بن مسعود رضی

اللہ عنہم سمیت تشریف لائے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں داخل ہوئے تو ان کو بے ہوشی میں پایا تو آپ نے پوچھا کیا ان کی وفات ہو گئی ہے؟ اس پر انہوں نے کہا نہیں یا رسول اللہ۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو جاری ہو گئے۔ جب لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو روتے دیکھا تو لوگ بھی رونے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم سنتے نہیں ہو؟ بے شک اللہ آنکھ کے آنسو کی وجہ سے اور دل کے غم کی وجہ سے عذاب نہیں دیتے بلکہ اس کی وجہ سے عذاب دیتے ہیں یا رحم کرتے ہیں اور زبان کی طرف اشارہ فرمایا یعنی بین کرنے سے۔

الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ 'وَسَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ ' وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ وَجَدَهُ فِي غَشِيَةٍ فَقَالَ : "أَقْضَى؟" قَالُوا لَا يَا رَسُولَ اللَّهِ - فَبَكَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ - فَلَمَّا رَأَى الْقَوْمُ بُكَاءَ النَّبِيِّ ﷺ بَكَوْا قَالُوا : "أَلَا تَسْمَعُونَ؟ إِنَّ اللَّهَ لَا يُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ وَلَكِنْ يُعَذِّبُ بِهَذَا" وَأَشَارَ إِلَى لِسَانِهِ أَوْ بِرَحْمٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

تخریج: رواہ البخاری فی الجنائز، باب البكاء عند المريض و مسلم فی الجنائز، باب البكاء علی الميت۔

اللَّغَاثُ : مشکونی بیماری جس کی وجہ سے بیمار تھے۔ یعودہ: عیادت کرنا۔ غشیۃ: ایک مرتبہ غشی آنا۔ قضی: فوت ہو گیا۔ الابیہ حرف تنبیہ اور ابتداء ہے۔ یعذب: بھڑا: اس کے سبب عذاب دیا جاتا ہے کیونکہ حرم فعل نوحہ یا ندبہ میں مبتلا ہوا۔ اویرحم: اس پر رحم کیا جائے گا اگر کوئی صحیح و درست کلمہ کہا مثلاً لا قوة الا بالله یا انا لله وانا الیہ راجعون۔

فوائد: (۱) آنکھ سے رونا اور دل میں مصائب کے وقت غم کرنا جائز ہے اس پر کوئی سزا و عذاب نہیں جیسا کہ اس پر کوئی ثواب بھی نہیں کیونکہ یہ فطری معاملہ ہے۔ باقی ثواب و عذاب کا معاملہ ایسی چیز سے متعلق ہے جو ناراضگی، اکتاہٹ اور رضاء و تقویض پر دلالت کرے۔ (۲) مریض سے مرض کے متعلق پوچھنا اور اسکی تیمارداری کرنا مستحب ہے۔ یہ مسلمان کا دوسرے پر حق بھی ہے۔ (۳) اس سے آپ ﷺ کے کمال فضیلت، کمال تواضع، اپنے اصحاب پر انتہائی شفقت اور خوب خبر گیری ظاہر ہوتی ہے۔ مزید یہ کہ موقعہ بموقعہ لوگوں کو اسلام کی تعلیمات سے روشناس کرانا ان کے سامنے مشکوک اور قابل التباس امور کو اچھی طرح واضح کرنا معلوم ہوتا ہے۔ (۴) تعلیم میں آپ کا عمدہ انداز و اسلوب اور سامعین کو ارشاد کی طرف مناسب انداز سے متوجہ کرنا ظاہر ہو رہا ہے۔

۱۶۶۶: حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر نوحہ کرنے والی عورت موت سے قبل توبہ نہ کرے تو قیامت کے دن اس کو اس حال میں کھڑا کیا جائے گا کہ اس پر تار کول کی قمیص اور خارش کی ذرہ ہو گی۔ (مسلم)

۱۶۶۶: وَعَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : "النَّاحَةُ إِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِهَا تُقَامُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلَيْهَا سِرْبَالٌ مِّنْ قِطْرَانٍ وَدَرْعٌ مِّنْ جَرَبٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج: رواہ مسلم فی الجنائز، باب التشديد فی النياحة۔

اللَّغَاثُ : سربال: قمیص۔ قطران: سیاہ رنگ کا بدبودار مواد جس کو بہت جلد آگ لگتی ہے۔ درع: قمیص کی ایک قسم۔ جرب: خارش۔

فوائد: (۱) نوحہ کرنے پر ڈانٹ پلائی گئی اور اس سے توبہ کرنے کی طرف متوجہ کیا گیا۔ (۲) نوحہ کرنے والی عورتوں کو جو سخت سزا ملے گی اس کا ذکر فرمایا۔ ان کے آنسو ان پر آگ کو اور تیز کرنے والے ہوں گے اور جن کپڑوں کو اس سے پھاڑا ہے اور وہ اس پر بیماری و مصیبت



بن کر چٹ جائیں گے۔

۱۶۶۷: حضرت اسید بن ابی اسید رحمۃ اللہ علیہ رسول اللہ ﷺ سے بیعت کرنے والی عورتوں میں سے ایک عورت سے بیان کرتے ہیں۔ ہم سے جو معاہدہ لیا گیا اس میں یہ بات بھی تھی کہ ہم آپ کی نافرمانی نہیں کریں گے اور چہرے کو نہ نوچیں گی اور ہلاکت کی بددعا نہ کریں گی اور نہ گریبان کو پھاڑیں گی اور نہ ہی بالوں کو بکھیریں گی۔ (ابوداؤد)

عمدہ سند کے ساتھ۔

۱۶۶۷: وَعَنْ أُسَيْدِ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ التَّائِبِيِّ عَنْ امْرَأَةٍ مِنَ الْمُبَايَعَاتِ قَالَتْ: كَانَ فِيمَا أَخَذَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي الْمَعْرُوفِ الَّذِي أَخَذَ عَلَيْنَا أَنْ لَا نَعْصِيَهُ فِيهِ، أَنْ لَا نَخْمِشَ وَجْهًا وَلَا نَدْعُو وَيْلًا، وَلَا نَشُقَّ حَبِيًّا وَأَنْ لَا نَنْشُرَ شَعْرًا، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الحائز باب فی النجس

اللَّحَائِزُ: اسید: یہ صغارتا بعین میں سے ہیں۔ المبايعات: وہ عورتیں جنہوں نے نبی اکرم ﷺ سے بیعت کی۔ الانخمش: ہم ناخنوں سے چہرے کو زخمی نہ کریں۔ اس زخم کے نشان پر بھی خمش کا لفظ بولا جاتا ہے۔ لاندعو ویلا: یا ویلاہ ہائے ہلاکت وغیرہ کے الفاظ نہ کہیں۔ یہ نوحہ اور ندبہ کے الفاظ ہیں۔ تنشر شعرا: بال نہ بکھیریں اور اڑائیں نوچیں مصائب کے وقت عموماً عورتیں یہ کرتی ہیں۔

فوائد: یہ جاہلیت کی خصلتوں میں سے ہیں اور یہ ممنوع نوحہ ہے۔ اسلئے ہر مسلمان مرد اور عورت کو اس قسم کی تمام باتوں سے گریز کرنا چاہئے۔

۱۶۶۸: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی آدمی مر جاتا ہے تو اس پر رونے والے کھڑے ہوئے کہتے ہیں ہائے میرے پہاڑ ہائے میرے سردار یا اس طرح کے بڑے الفاظ تو اس پر دو فرشتے مقرر کر دیئے جاتے ہیں جو اس کے سینے پر مکے مارتے ہیں اور کہتے ہیں کیا تو اسی طرح تھا۔ (ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

اللَّهُزُّ: سینے پر ہاتھوں سے مکہ مارنا

۱۶۶۸: وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَا مِنْ مَيِّتٍ يَمُوتُ فَيَقُومُ بِأَكْبِهِمْ فَيَقُولُ: وَاجْبَلَاهُ، وَاسِيدَاهُ، أَوْ نَحْوَ ذَلِكَ إِلَّا وَكَلَّ بِهِ مَلَكَانِ يُلْهَزَانِهِ أَهْكَذَا كُنْتَ، رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

”اللَّهُزُّ“: الدَّفْعُ بِجَمْعِ الْيَدِ فِي

الصَّدْرِ۔

تخریج: رواہ الترمذی فی الحائز باب ما جاء فی کراهیة البكاء علی المیت

اللَّحَائِزُ: مامن میت: ہر میت من حرف یہاں تاکید کے لئے زائد لگایا گیا ہے۔ واسیدہ: یہ ہاسکتہ کی مندوب کے آخرت میں والتغراق لگائی گئی ہے۔ واسیدہ کے الفاظ میں سے ہے۔ یہاں سید سے مراد سہارا اور پناہ گاہ ہے اور الف ندبہ کے لئے لگائی گئی ہے۔ نحو ذلك: اسی طرح نوحہ و ندبہ کی عبارات۔ اھکذا انت؟: تو بیخ و تنبیہ کے لئے استفہام انکاری ہے۔

فوائد: (۱) میت پر ندبہ ممنوع ہے کیونکہ یہ اس کی ایذا اور عذاب کا سبب ہے۔

۱۶۶۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”دو باتیں لوگوں میں ایسی ہیں جو لوگوں میں

۱۶۶۹: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ”اِئْتِنَانِ فِي النَّاسِ

کفر کا سبب ہیں:

(۱) نسب میں طعن۔ (۲) میت پر نوحہ۔ (مسلم)

هُمَا بِهِمْ كُفْرٌ : الطَّعْنُ فِي النَّسَبِ وَالنِّبَاحَةُ عَلَى الْمَيِّتِ "رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج: اس حدیث کی تخریج اور شرح باب نہریم الطعن فی الانساب الثابتہ ۱۵۸۰/۱ میں ملاحظہ فرمائی

فوائد: (۱) شرعاً جو نسبت ثابت ہو اس میں طعن کرنا اور میت پر نوحہ ہر دو ایسے گناہ ہیں جو مرتکب کو اسلام سے خارج کر دیتے ہیں اور اس کے ساتھ خلود فی النار کا سبب بنتے ہیں جب کہ حلال سمجھ کر کرے۔ (۲) ان دو خصلتوں سے روکا گیا جو مسلمانوں میں کثرت سے پائی جاتی ہیں اور بلا خوف و خطر ان کو کرتے چلے جاتے ہیں۔

بَابُ: کاہنوں، نجومیوں، قیافہ شناسوں، رملیوں اور کنکریاں

اور جو پھینک کر منتر کرنے والوں پرندہ اڑا کر

بدشگونی لینے اور اسی طرح کے دیگر لوگوں کے پاس

جانے کی ممانعت

۳.۴: بَابُ النَّهْيِ عَنْ اتِّبَانِ الْكُهَّانِ

وَالْمُنَجِّمِينَ وَالْعُرَّافِ وَأَصْحَابِ

الرَّمْلِ وَالطَّوَارِقِ بِالْحَصَى

وَبِالشَّعِيرِ وَنَحْوِ ذَلِكَ

۱۶۷۰: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنَسٌ عَنِ الْكُهَّانِ - فَقَالَ: "لَيْسُوا بِشَيْءٍ" فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِنَّهُمْ يُحَدِّثُونَ أَحْيَانًا بِشَيْءٍ فَقَالُوا حَقًّا - فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "تِلْكَ الْكَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ يَخْطُفُهَا الْجَنِيُّ فَيَقْرُهَا فِي أُذُنِ وَلِيِّهِ، فَيَخْلِطُونَ مَعَهَا مِائَةَ كَذِبَةٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۶۷۰: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کاہنوں کے بارے میں سوال کیا آپ نے فرمایا ان کی کچھ حقیقت نہیں۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات وہ ہمیں ایسی چیزیں بتاتے ہیں جو سچی نکلتی ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ سچی بات ہے جسے جن فرشتوں سے اُچک لیتا ہے اور اپنے دوست کے کان میں ڈال دیتا ہے پھر وہ اس کے ساتھ سو جھوٹ ملا لیتا ہے۔" (بخاری و مسلم)

بخاری کی روایت جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے اس میں یہ الفاظ ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ فرشتے بادلوں میں اُترتے ہیں اور آسمان میں فیصل شدہ بات کا تذکرہ کرتے ہیں شیطان چوری چھپے سن لیتا ہے اور سن کر کاہن کی طرف پہنچا دیتا ہے۔ پس وہ اپنی طرف سے دس کے ساتھ سو جھوٹ ملا لیتے ہیں۔

وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "أَنَّ الْمَلَائِكَةَ تَنْزِلُ فِي الْعَنَانِ وَهُوَ السَّحَابُ" فَتَذْكُرُ الْأَمْرَ قُضِيَ فِي السَّمَاءِ فَيَسْتَرْقِي الشَّيْطَانُ السَّمْعَ فَيَسْمَعُهُ فَيُوجِّهِهُ إِلَى الْكُهَّانِ فَيَكْذِبُونَ مَعَهَا مِائَةَ كَذِبَةٍ مِّنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ۔

فَيَقْرُهَا: یہ لفظ یاء کی زبر قاف اور راء کے پیش کے ساتھ

قَوْلُهُ "فَيَقْرُهَا" هُوَ بِفَتْحِ الْيَاءِ وَضَمِّ

الْقَابِ وَالرَّاءِ : اَيُّ يُلْقِيهَا "وَالْعَنَانُ" بِفَتْحِ الْعَيْنِ۔  
 ہے۔ یعنی وہ اس کا القاء کرتا ہے اس کو ڈالتا ہے۔  
 الْعَنَانُ : بادل۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی بدء الخلق باب ذکر الملائكة و مسلم فی کتاب السلام باب تحریم الکھانة و اتيان الکھان و الرواية الثانية للبخاری رواها فی باب الملائكة۔

**الْخَنَائِزُ:** عن الکھان: کاهنوں کی گفتگو کہ ایسا ہوگا۔ یہ کاهن کی جمع ہے جو مستقبل کی اطلاعات کی خبر دے یا زمین کے دور نزدیک مقامات جو مخفی ہیں ان کے متعلق اطلاع ہے۔ لیس ہشٹی: حقیقت و سچائی سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ یحدثونا: یہ اصل میں یحدثونا ہے ایک نون کے حذف والی لغت بھی درست ہے۔ حقاً: ان کے کہنے کے مطابق واقع ہو جاتا ہے۔ تلک الکلمہ: انکی وہ کلام جو واقع کے مطابق ہوئی۔ یخطفہما: اچک لیتا ہے جلدی سے لے لیتا ہے۔ ولیہ: وہ جو کھان کے کام کرتا ہے۔ فتذکر الامر: وہ ایک دوسرے کو اطلاع دیتے ہیں۔ یسترق السمع: خفیہ طور پر سنتا ہے۔ فیوحیہ: اس کو کہتا ہے اور القاء کرتا ہے۔

**فوائد:** (۱) کاهنوں کی تصدیق کرنے کی ممانعت فرمائی اور بتلایا گیا ہے کہ ان کے اقوال جھوٹ و فریب کے ہوتے ہیں بعض اوقات خواہ صحیح بھی نکل آئیں۔ (۲) کاهن کی جو بات سچی نکلتی ہے وہ جنات کی وہ چرائی ہوئی بات ہے جو فرشتوں سے سن کر وہ کرتے ہیں۔ آپ ﷺ کی بعثت سے پہلے وہ آسمان دنیا کے نیچے خاص مقامات پر بیٹھنے اور وہاں بیٹھ کر ملا اعلیٰ کی گفتگو سن لیتے تھے۔ آپ ﷺ کی بعثت سے یہ روک دیا گیا۔ اب وہ خبریں چرانے لگے اور اس پر شہاب ثاقب ان پر پھینکے جانے لگے جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا: ﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِشِرْكَ مِمَّا رَفَعُوا لَهُمْ ذُرِّيَّتًا﴾ استرق اسم فاعله شهاب..... ﴿﴾

۱۶۷۱: وَعَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ بَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ وَرَضِيَ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَنْ أَتَى عَرَّافًا فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ فَصَدَّقَهُ لَمْ يَقْبَلْ لَهُ صَلَوةٌ أَرْبَعِينَ يَوْمًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
 ۱۶۷۱: حضرت صفیہ بنت ابی عبیدہ زوجہ مطہرات میں سے کسی زوجہ مطہرہ سے اور وہ نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو آدمی کسی عراف (غیبی خبروں کا چینل) اور اس سے کسی چیز کے بارے پوچھ کر اس کی تصدیق کی تو اس کی چالیس دن کی نمازیں قبول نہ ہوگی۔ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب السلام باب تحریم الکھانة و اتيان الکھان

**الْخَنَائِزُ:** صفیہ بنت ابی عبیدہ: یہ عبداللہ بن عمر کی بیوی ہے۔ ان کے والد ابو عبیدہ بن مسعود ثقفی ہیں۔ عن بعض ازواج النبی ﷺ: آپ ﷺ کی کسی زوجہ محترمہ سے ہے اور مسلم کی روایت میں حفصہ بنت عمر سے روایت ہے۔ عرافا: جو چوری کے مقامات کو جاننے کا مدعی ہو اور اسی طرح کی دیگر اشیاء و اسباب و مقدمات کے ساتھ ان میں کچھ معلومات رکھنے کا دعوے دار ہو۔ کبھی اس کے فعل کو کہانت بھی کہتے ہیں کیونکہ اس کا یہ عمل اسی کے مشابہ ہے۔ لم تقبل له صلاة: اس کی نماز کا ثواب نہ ملے گا اگرچہ فرض ذمہ سے اتر جائے گا۔

**فوائد:** (۱) عرافین سے کام لینے اور ان کے پاس آنے جانے کی ممانعت کی گئی ہے۔ (۲) کسی بھی کام کے سلسلے میں ان کی معاونت سے ممانعت کی گئی ہے۔ (۳) عرافین کی بات سچا سمجھنے کی وجہ سے جس نیک عمل کا ثواب باطل ہو جاتا ہے ان میں سے ایک نماز بھی ہے کیونکہ یہ ارتداد اسلام اور شرک کی ایک قسم ہے۔ اس لئے کہ ان کی بات میں علم غیب کا دعویٰ اور کذب و افتراء پایا جاتا ہے۔

۱۶۷۲: وَعَنْ قَبِيصَةَ بِنِ الْمُخَارِقِ رَضِيَ ۱۶۷۲: قَبِيصَةُ بِنِ مَخَارِقِ رَضِيَ اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سن: ”پرندوں کو اڑانا اور بدقالی پکڑنا اور رمل کرنا شیطانی کام ہیں۔“ (ابوداؤد)  
عمدہ سند کے ساتھ۔

طرق پرندے کو اڑانا ہے وہ دائیں جانب اڑیں تو اس سے نیک قال لی جائے اور اگر بائیں جانب اڑیں تو اس سے بدقالی پکڑی جائے۔

نیز ابوداؤد نے بیان کیا کہ عیافۃ کا معنی لکیر کھینچنا ہے۔ جوہری نے صحاح میں بیان کیا ہے کہ النجبتُ یا کلمہ ہے جس کا اطلاق بت کاہن اور جادوگر وغیرہ پر ہوتا ہے۔ کاہن اور جادوگر ہے۔

اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : ”الْعَافِيَةُ ، وَالطَّيْرَةُ ، وَالطَّرْقُ مِنَ الْجَبْتِ“ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ ، وَقَالَ الطَّرْقُ : هُوَ الرَّجْرُ : أَيْ زَجْرُ الطَّيْرِ وَهُوَ أَنْ يَتِيمَنَ أَوْ يَتَشَاءَ مَ بِطَيْرَانِهِ فَإِنْ طَارَ إِلَى جِهَةِ الْيَمِينِ تِيمَنَ وَإِنْ طَارَ إِلَى جِهَةِ الْيَسَارِ تَشَاءَ مَ - قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَالْعَافِيَةُ : الْخَطُّ قَالَ الْجَوْهَرِيُّ فِي الصِّحَاحِ : الْجَبْتُ كَلِمَةٌ تَقَعُ عَلَى الصَّنَمِ وَالْكَاهِنِ وَالسَّاحِرِ وَنَحْوِ ذَلِكَ -

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الطب باب فی الخط و زجر الطیر

النجبت: العیافۃ: خط کھینچنا۔ اس کی تفسیر حضرت معاویہؓ والی روایت ۱۶۷۴ میں ہے۔ نہایہ میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا قول نقل کیا کہ خط سے مراد وہ جو پھرتیلا کھینچا کرتا تھا۔ یہ علم ہے جس کو لوگوں نے چھوڑ دیا ضرورت مند آدمی پھرتیلے کے پاس آ کر اس کو مٹھائی پیش کرتے۔ پس وہ کہتا بیٹھ جاؤں میں تیرے لئے خط کھینچتا ہوں۔ اس ماہر کے سامنے اپنا ایک غلام ہوتا جس کے پاس ایک سلائی ہوتی تھی۔ پھر وہ ماہر نرم زمین پر آ کر اس سلائی سے جلدی جلدی استنہ خط کھینچتا جو گئے نہ جاسکتے۔ پھر وہ ایک طرف سے دودھ مٹاتا، تھوڑی تھوڑی مہلت کے ساتھ مٹاتا جاتا اور اس کا غلام شگون کے طور پر کہتا۔ میرا بیٹا ظاہر ہے تم دونوں جلدی بیان کر دو۔ اگر دو خط رہ جاتے تو یہ کامیابی کی علامت شمار ہوتے اور اگر ایک خط رہ جاتا تو یہ ناکامی کی علامت سمجھا جاتا۔ علامہ حربی فرماتے ہیں کہ خط کی اصل یہ ہے کہ تین خط کھینچے جائیں پھر ایک جو یا گٹھلی کو ان خطوط پر مارا جائے اور کہا جائے کہ ایسے ایسے واقع ہوگا۔ یہ کہنات کی ایک قسم ہے۔ شارح کہتے ہیں کہ میرے نزدیک خط سے مراد وہ معروف علم ہے کئی لوگوں کی اس سلسلہ میں بہت سی تصانیف ہیں۔ یہ اب تک مروج ہے اس میں ان کی کئی بناوٹیں اصطلاحات اور اسماء اور بہت اعمال ہیں جن سے اندورنی بات کو نکالتے ہیں اور بہت سی ان میں درست نکلتی ہیں۔ نہایہ: العیافۃ: پرندے کو ہٹکانا اور ان کے نانوں اور آوازوں اور گزرنے سے شگون لینا عربوں میں یہ چیز بہت پائی جاتی تھی چنانچہ ان کے اشعار میں کثرت کے ساتھ یہ موجود ہے۔ چنانچہ عاف، بعیف عیفاً اس وقت کہتے ہیں جب ڈانٹا جانچا اور گمان کیا جائے۔ بنواسد قبیلہ کے لوگ عیافہ کا ذکر کر کے اس کی تعریف کرتے۔ ابوداؤد کا قول العیافۃ اس کا ذکر حدیث خامس (۵) میں آئے گا اور خط کی اس تفسیر سے واضح ہوتا ہے کہ وہ عیافہ سے الگ چیز ہے۔ کذا فی نہایہ الطیرۃ: کسی چیز سے شگون لینا۔ یہ تطیر کا مصدر ہے۔ ظاہر بات یہ ہے کہ یہ پرندے سے شگون لینے کا نام نہیں بلکہ ہر چیز سے شگون لینے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ کذا فی نہایہ۔ الطرق: کنکری پھٹکنے کی ایک قسم ہے جو عورتوں میں مروج ہے۔ بعض نے کہا یہ رمل کا خط ہے عنقریب اس کی وضاحت آئے گی۔ الجبت: ان مذکورہ چیزوں پر اس کا اطلاق ہوتا ہے اسی طرح ہر باطل پر بھی بولا جاتا ہے۔

فوائد: (۱) یہ تینوں امور اپنے معنی کے لحاظ سے باطل ہیں اور کہانت کی قسم میں سے ہیں جس کے اہل جاہلیت عادی تھے۔ اسلام نے آ کر اس کی نفی کی اور ان کو ناجائز و باطل قرار دیا اور واضح کیا کہ کسی نفع کے حاصل ہونے یا نقصان کو دور کرنے میں ان چیزوں کا قطعاً کوئی

داخل نہیں اور یہ بات ثابت کر دی کہ ان کی عادت ڈالنا یا ان کی تصدیق کرنا شرک و گمراہی کی ایک قسم ہے کیونکہ اس میں ظن تخمین کے ساتھ ساتھ افتراء اور ادعاء غیب ہے۔ آج کل بہت سے لوگ اس قسم کی چیزوں کے عادی ہیں اور ان کی تصدیق کرتے اور اس کی بنیاد پر تصرف کرتے ہیں۔ لوگوں کو ان چیزوں سے ہٹ کر کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ اور ہدی نبوت کی اتباع کرنی چاہئے۔ اسی میں اطمینان سلامتی توکل اور رضا الہی ہے

۱۶۷۳: وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنِ اقْتَبَسَ عِلْمًا مِّنَ النُّجُومِ اقْتَبَسَ شُعْبَةً مِّنَ السِّحْرِ زَادَ وَمَا زَادَ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ۔  
۱۶۷۳: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے تھوڑا سا علم نجوم حاصل کیا اس نے جادو کا ایک حصہ حاصل کیا اور اس میں جتنی زیادتی کی اتنا ہی اس نے جادو کو بڑھایا۔" (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الطب، باب فی النجوم۔

اللُّغَاتُ: اقتبس: حاصل کرنا۔ علماسن النجوم: اس پر متحرک کرنے والے امور جان لے اور حوادث کے چلانے کا جن میں تذکرہ ہو۔ شعبہ حصہ عادت۔ السحر: مفتاح میں ہے کہ عرف شرع ہر وہ چیز جس کے اسباب مخفی ہوں اور حقیقت کے خلاف ان کو تخیل میں پیش کیا جائے اور دھوکے اور طمع سازی کی طرح ہو جائے۔ دوسروں نے کہا سحر باطل کو حق کی صورت میں پیش کرنے کو کہتے ہیں۔ زاد ما زاد: جتنا علم نجوم زیادہ حاصل کیا اتنا سحر میں اضافہ کیا۔

ہوائد: نجوم کی اشکال کے مختلف ہونے کے باوجود تمام سے ممانعت ہے اور تخمین کی تصدیق کی ممانعت ہے۔ یہ بتلادیا کہ یہ جادو کی قسم ہے اور ان کبار میں سے ہے جو شرک کے ساتھ ذکر کئے جاتے ہیں۔ (۲) علم نجوم سے علم افلاک مراد نہیں ہے علامہ ابن عسلاں نے امام خطابی سے نقل کیا کہ علم نجوم جس کی ممانعت ہے وہ ہے جن کا اہل نجوم کائنات کے حوادث مستقبلہ کے متعلق مدعی ہیں کہ زمانہ مستقبل میں واقع ہوں گے۔ مثلاً ہواؤں کے اوقات بارش کا آنا، قیمتوں کی تبدیلی وغیرہ (۳) وہ چیزیں جن کے پالینے کے وہ دعوے دارہ ہیں ستاروں کے اپنے اپنے مراکز میں ہونے اور ان کے جمع ہونے اور جدا ہونے کی حالت میں (۴) یہ دعویٰ کہ ستاروں کی سفلیات میں تاثیر ہے اور وہ اسی تاثیر کے ساتھ چلتے ہیں یہ غیب دانی پر بے جا اصرار ہے اور ایسے علم کے حاصل ہونے کا دعویٰ ہے جو ذات باری تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ باقی وہ علم نجوم ہے جو مشاہدہ سے معلوم ہوا اور وہ خبر جس سے زوال کا علم ہوا اور جہت قبلہ معلوم ہو وہ ممنوع میں داخل نہیں کیونکہ اس کا اول مدار سایہ اور ستارے دوسرے نمبر پر ہیں۔

۱۶۷۴: وَعَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِنِّي حَدِيثُ عَهْدٍ بِالْجَاهِلِيَّةِ وَقَدْ جَاءَ اللَّهُ تَعَالَى بِالْإِسْلَامِ وَإِنَّ مِنَّا رِجَالًا يَأْتُونَ الْكُفَّانَ قَالَ: "فَلَا تَأْتِيهِمْ" قُلْتُ: وَمِنَّا رِجَالٌ يَنْطَبِرُونَ؟ قَالَ: "ذَلِكَ شَيْءٌ يَجِدُونَهُ فِي صُدُورِهِمْ"۔  
۱۶۷۴: حضرت معاویہ بن حکم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا جاہلیت کا زمانہ قریب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام نصیب کیا ہم میں بعض لوگ کافروں کے پاس جاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تم ان کے پاس مت جاؤ۔" میں نے عرض کیا: ہم میں سے کچھ آدمی بدشگون، فعال کیلئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ وہ چیز ہے جس کو وہ اپنے سینوں میں پاتے ہیں۔"



فَلَا يَصُدُّهُمْ قُلْتُ : وَمِنَّا رَجُلٌ يَخْطُونَ  
قَالَ : كَانَ نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ يَخْطُ فَمَنْ وَافَقَ  
خَطَّهُ فَذَاكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

پس یہ چیز ان کو کاموں سے نہ روکے۔ میں نے عرض کیا ہم میں سے  
کچھ لوگ خط کھینچتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا : ”ایک پیغمبر خط کھینچتے  
تھے۔ جس کا خط ان کے موافق ہو تو وہ وہی خط ہے۔“ (مسلم)

**تخریج:** اس حدیث کی تخریج اور شرح باب الوعظ والاقتصاد ۷۰۱/۳ میں ملاحظہ ہو

**اللِّغَازَاتُ:** باتوں الکھان: ان سے پوشیدہ معاملات دریافت کرتے ہیں۔ ذلک شئى بجدونه فى صدورهم: یہ ایک خلقی و  
فطری بات ہے جس کو دور کرنے کے وہ ذمہ دار نہیں۔ فلا یصدھم: یہ بات ان کو ایسے کام سے رکاوٹ نہیں بن سکتی جس کا وہ پختہ ارادہ کر  
چکے وہ اس کے مقتضی پر عمل نہ کرنے کے ذمہ دار ہیں۔

**فوائد:** (۱) مسلمان پر پہلی مرتبہ میں جو شئون ذہن میں پیدا ہوتا ہے وہ قابل مواخذہ نہیں۔ اسے چاہئے کہ وہ اس کو دور کرے اور نہ اس کو  
تسلیم کرے اور نہ اس کے مقتضی پر عمل کرے۔ (۲) حدیث کی ایک ایسی قسم ہے جو حرام نہیں اور وہ وہی ہے جس میں غیب کا دعویٰ نہیں بلکہ معلوم  
اسباب اور مقدمات کی بنیاد پر کسی بھی معاملے کی معرفت پہچان ہے۔

۱۶۷۵: وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ ثَمَنِ  
الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ  
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۶۷۵: حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت، بدکار عورت کی کمائی اور کاهن  
کی مٹھائی سے منع فرمایا۔

(بخاری مسلم)

**تخریج:** برواہ البخاری فی البیوع باب ثمن الکلب و مسلم فی البیوع باب تحریم ثمن الکلب۔

**اللِّغَازَاتُ:** ثمن الکلب: کتے کو فروخت کرنا اور اس کی قیمت لینا۔ مہر البغی: زانیہ کی آمدنی اس کو مہر اسلئے کہا کہ اپنے آپ پر قابو  
دینے کی قیمت ہی تو ہے۔ جیسا کہ مہر (مگر یہ ناجائز طریقے سے قدرت دینے کی وجہ سے حرام ہے)  
**فوائد:** (۱) کتے کی خرید و فروخت حرام ہے اور تمام حالات میں اسکی مثل سے کوئی ضمان نہیں ہے۔ (۲) کتے کی قیمت کسی عورت کی  
کمائی کا بن کی آمدنی یہ تمام خبیث آمدنیاں ہیں۔ جن کا کھانا بھی حلال نہیں اور نہ ہی اس کے مالک بنتے ہیں۔ ہر مال حرام اور حرام قیمت  
کا یہی حکم ہے۔ (۳) کتے کی قیمت یا کسی عورت کی آمدنی وغیرہ کسی کو عطیہ کے طور پر دینا بھی جائز نہیں کیونکہ جس کا لینا حرام ہو اس کا دینا  
بھی حرام ہے۔

### بَابُ: شُكُونٍ لِنِي كِي مِمَانَعَت

### ۴۰۵: بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّطَيُّرِ

گزشتہ باب میں بیان کی گئی احادیث کو بھی ملحوظ رکھا جائے۔  
۱۶۷۶: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کوئی بیماری متعدی نہیں اور نہ بدشگونی کوئی  
چیز ہے۔ فعال البتہ مجھے پسند ہے۔“ صحابہ نے فرمایا: فعال کیا ہے؟  
آپ نے فرمایا: ”اچھی بات۔“ (بخاری و مسلم)

فِيهِ الْأَحَادِيثُ السَّابِقَةُ فِي الْبَابِ قَبْلَهُ۔  
۱۶۷۶: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ :  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "لَا عَذْوَى وَلَا طَيْرَةٌ  
وَيُعْجِبُنِي الْقَالُ" قَالُوا : وَمَا الْقَالُ؟ قَالَ :  
"كَلِمَةٌ طَيِّبَةٌ - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

**تخریج:** برواہ البخاری فی الطب باب انفال و مسلم فی السلام باب الطيرة و انفال و ما يكون فيه الشوم۔

**اللَّغَائِثُ**: لاعدوی: مرض بیمار سے صحیح کی طرف منتقل نہیں ہوتا یا یہ مرض کا سبب نہیں۔ لاطیرہ: پرندے وغیرہ اڑا کر شگون مت لو۔ انفال: کوئی اچھی کلام سن کر اس کو خوشخبری قرار دے۔ مثلاً کوئی بیمار تھا اس نے سنا یا سالم یا معافی اے صحت مند و تندرست۔ پس اس کے ذہن میں بیٹھ جائے کہ وہ اس کی وجہ سے صحت مند ہوا۔ وما انفال: صحابہ کرام نے اس فال کی حقیقت دریافت کی جو آپ ﷺ کو پسند تھا تا کہ وہ اس میں آپ ﷺ کی اتباع کریں۔ کلمۃ طیبہ: وہ اچھی کلام جو دل میں اطمینان اور اچھا گمان پیدا کرے۔

**فوائد:** (۱) مریض سے صحت مند کو بیماری لگنے کا اعتقاد رکھنا خواہ بیمار سے میل جول اختیار کرنے کی وجہ سے ہو یہ غلط اعتقاد ہے۔ کسی چیز کا دوسری میں اثر تقدیر الہی کے سوا نہیں ہو سکتا۔ (۲) مرض کو منتقل کرنے کا سبب نہ بننا چاہئے مثلاً صحت مند لوگ بیماروں سے خواہ مخواہ اختلاط اختیار کریں جبکہ یہ واضح معلوم ہو جائے کہ جراثیم ایک شخص سے دوسرے شخص کی طرف منتقل ہو رہے ہیں۔ (۳) بدشگونی سے منع کیا گیا اور اچھا گمان کرنے کی ترغیب دی گئی کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کے متعلق حسن ظن سے اسی لئے آپ ﷺ کو یہ پسند تھا (۴) ایسے کلمات بولنے چاہئیں جو نفس میں خوشی اور امید پیدا کریں اور ایسی کلام کی طرف کان لگانے پر آمادہ کیا گیا۔ ایسے کلمات کو ناپسند کیا گیا جو نفس کو برے معلوم ہوں اور بدشگونی پیدا کرنے والے ہوں اور ان کے سننے سے نفرت دلائی گی۔

۱۶۷۷: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَا عَدْوَى وَلَا طِيرَةَ - وَإِنْ كَانَ الشُّومُ فِي شَيْءٍ فِی الدَّارِ وَالْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ." حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کوئی مرض متعدی نہیں نہ بدشگونی ہے اگر نحوست کسی چیز میں ہوتی تو وہ گھر، عورت اور گھوڑے میں ہوتی۔"۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی الطب باب الطیرۃ و مسلم فی السلام باب الطیرۃ و انفال۔

**اللَّغَائِثُ**: الشوم: برائی۔ التشاؤم: بدشگونی لینا۔

**فوائد:** (۱) مذکورہ کاموں میں کبھی برائی کی توقع کی جاتی ہے۔ جب کوئی آدمی ان میں سے کسی چیز میں بدشگونی کرے تو اس چیز کو چھوڑ کر دوسری اختیار کر لے۔ بعض نے کہا عورت کی نحوست کا مطلب اس کا بچہ جننے کے قابل نہ ہونا ہے اور گھوڑے کی نحوست کا مطلب اس پر جہاد نہ کرنا ہے۔ گھر کی نحوست کا مطلب برا پڑوسی میسر آتا ہے۔ طبرانی کی روایت میں ہے کہ گھر کی نحوست اس کے صحن کا چھوٹا ہونا اور پڑوسیوں کا برا ہونا ہے اور گھوڑے کی نحوست اس پر سواری کا ممنوع ہونا اور عورت کی نحوست اس کا بانجھ پن اور بداخلاق ہونا۔ حاکم کی روایت میں ہے کہ تین چیزیں بدبختی کی علامت ہیں۔ (۲) عورت جس کو دیکھے اور اس کا دیکھنا تمہیں برا معلوم ہو یا وہ اپنی زبان تمہارے متعلق استعمال کرے۔ (۳) نکما گھوڑا اگر تم اس کو مار دو تو وہ تمہیں تھکا دے اور اگر اسی طرح چھوڑے تو سفر میں ساتھیوں کے ساتھ نہ ملائے (۴) وہ گھر جو تنگ اور کم سہولت والا ہو۔ (۵) ان کے علاوہ کسی شے یا زمان و مکان میں نحوست نہیں جن سے بعض لوگ بعض اوقات نحوست مراد لیتے ہیں۔

۱۶۷۸: وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يَتَطَيَّرُ " رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ." حضرت بريدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بدشگونی نہیں لیا کرتے تھے۔ (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی الطب باب فی الطیرۃ۔

**فوائد:** (۱) پرندہ اڑا کر شگون لینا مکروہ ہے۔ آپ ﷺ نے ہر چیز میں بدشگونی سے منع فرمایا اور ہر چیز کے متعلق اچھا گمان کرنے کے

طرز عمل اختیار کرنے کی رغبت دلائی۔

۱۶۷۹: عروہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بدشگونی کا ذکر کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ان میں سب سے بہتر تو فال یعنی اچھا خیال کرنا ہے اور بد فال کسی مسلمان کو کام سے نہ روکے۔ جب تم میں کوئی ناپسند چیز دیکھے تو اس طرح کہے اے اللہ! آپ ہی بھلائیاں لانے والے ہیں اور آپ ہی برائیاں دفع کرنے والے ہیں اور برائیوں سے پھرنا اور بھلائی کی قوت آپ ہی کی مدد سے ہو سکتی ہے۔“ (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

۱۶۷۹: وَعَنْ عُرْوَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ذُكِرَتِ الطَّيْرَةُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ”أَحْسَنُهَا الْقَالُ - وَلَا تَرُدُّ مُسْلِمًا فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ مَا يَكْرَهُ فَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ لَا يَأْتِنِي بِالْحَسَنَاتِ إِلَّا أَنْتَ، وَلَا يَذْهَبُ السَّيِّئَاتِ إِلَّا أَنْتَ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ“ حَدِيثٌ صَحِيحٌ، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الطب باب فی الطیرة۔

التَّحَاذُّبُ: لا تردد مسلماً: اس کو کسی چیز سے بدشگونی لینے والا مت بننا خصوصاً ان چیزوں کے متعلق جن میں کوئی نحوست نہیں۔ کہ ان میں نحوست گمان کر کے اپنے پختہ ارادہ کو چھوڑ بیٹھے کیونکہ ہر مسلمان کو معلوم ہے کہ موثر حقیقی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ مایکروہ: جس سے عادتاً لوگ شگون لیتے ہوں۔ بالחסنات: ایسی چیزیں جو نفس کو پسند اور خوش کرنے والی ہوں۔ السیئات: جو نفس کو ناپسند ہوں۔ فوائد: (۱) الطیرة کا لفظ بدشگونی اور اچھے خیال پر بھی بولا جاتا ہے۔ مسلمان کو چاہئے جس سے شر کا امکان ہو۔ مستحب یہ ہے کہ ایسا خیال آنے پر یہ دعا پڑھنی چاہئے جس سے عادتاً لوگ بدشگونی لیتے ہیں یا ان کے دلوں میں اس کے متعلق کوئی ایسی چیز پائی جاتی ہے۔

بَابُ: حیوان کی تصویر قالین، پتھر، کپڑے، درہم،

بچھونا، دینار یا تکیے وغیرہ پر حرام ہے

اور

دیوار، چھت، پردے، گپڑی، کپڑے وغیرہ پر

تصاویر بنانا حرام ہے

ان تمام تصاویر کو مٹانے کا

حکم ہے

۱۶۸۰: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو لوگ یہ تصویر بناتے ہیں ان کو قیامت کے دن عذاب ہوگا اور ان کو کہا جائے گا جو تم نے بنایا ان کو

۲.۶: بَابُ تَحْرِيمِ تَصْوِيرِ الْحَيَوَانَ

فِي بَسَاطٍ أَوْ حَجَرٍ أَوْ ثَوْبٍ أَوْ

دِرْهَمٍ أَوْ دِينَارٍ أَوْ مَخِذَةٍ أَوْ سَادَةٍ

وَعَبْرِ ذَلِكَ وَتَحْرِيمِ اتِّخَاذِ

الصُّورَةِ فِي حَائِطٍ وَسَقْفٍ وَبِئْرٍ

وَعِمَامَةٍ وَثَوْبٍ وَنَحْوِهَا وَالْأَمْرُ

بِإِنْلَافِ الصُّورَةِ

۱۶۸۰: عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ”إِنَّ الَّذِينَ يَصْنَعُونَ هَذِهِ الصُّورَةَ يُعَذِّبُونَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ يَقَالُ لَهُمْ:

زندہ کرو۔ (بخاری و مسلم)

أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی اللباس، باب عذاب المصورین و مسلم فی اللباس والزینة، باب لا تدخل الملائكة بیتا فیہ کلب ولا صورة۔

**اللُّغَاتُ:** هذا الصورة: روح والی چیز کی تصاویر۔ احيوا ما خلقتم: اس میں روح ڈالو جس کو تم نے تخلیق باری تعالیٰ کے مشابہہ بنایا اور مطالبہ ان کا مجز ظاہر کرنے کے لئے ہوگا۔

**فوائد:** (۱) تصاویر بنانے کی شدید ممانعت اور تاکید سے حرمت ذکر فرمائی۔ قیامت کے دن ایسے مصور کو عذاب دیا جائے گا اور اس کی ابتداء اس میں روح ڈالنے کے مطالبہ سے ہوگی جس پر اس کو کبھی قدرت نہ ہو سکے گی۔ (۲) اگر ضرورہ تعلیمی و سفری دستاویزات کے لئے تصویر بنوانی پڑے یا مرض کی تشخیص کے لئے تو پھر اجازت ہے مگر شرط یہ ہے کہ اس تصویر کو مقصود و منشی مت سمجھے۔ ضرورتیں محظورات کو مباح کرتی ہیں مگر اپنی حدود سے تجاوز کر کے فخر و مباہات اور نفع مندی کا باعث نہیں بن سکتی کیونکہ فخر و مباہات تو حرام ہے۔

۱۶۸۱: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ سَفَرٍ وَقَدْ سَتَرَتْ سَهْوَةً لِي بِقِرَامٍ فِيهِ تَمَائِيلٌ فَلَمَّا رَأَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تَلَوْنَ وَجْهَهُ وَقَالَ: يَا عَائِشَةُ، أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ الَّذِينَ يُضَاهَوْنَ بِخَلْقِ اللَّهِ! قَالَتْ: فَقَطَعْنَاهُ فَجَعَلْنَا مِنْهُ وِسَادَةً أَوْ وِسَادَتَيْنِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۶۸۱: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے تشریف لائے میں نے ایک طاقے (دیوڑھی) کو پردہ کے ساتھ جس پر تصاویر تھیں ڈھانپا ہوا تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا تو آپ کے چہرے مبارک کا رنگ بدل گیا اور فرمایا: ”اے عائشہ! لوگوں میں سب سے زیادہ عذاب قیامت کے دن ان لوگوں کو ہوگا جو اللہ کی تخلیق میں مشابہت کرنے والے ہیں۔“ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں ہم نے اس کو کاٹ کر ایک یا دو تکیے بنائے۔ (متفق علیہ)

”الْقِرَامُ“ بِكُسْرِ الْقَافِ هُوَ: السِّتْرُ وَالسَّهْوَةُ“ بِفَتْحِ السِّينِ الْمُهْمَلَةِ وَهِيَ: الصُّفَّةُ تَكُونُ بَيْنَ يَدَيِ الْبَيْتِ وَقِيلَ هِيَ: الطَّاقُ النَّافِذُ فِي الْحَائِطِ۔

الْقِرَامُ: قاف کے کسرہ کے ساتھ پردے کو کہتے ہیں۔  
سَهْوَةٌ: سین مہملہ کے فتح کے ساتھ وہ الماری جو گھر کے سامنے ہوتی ہے اور بعض نے کہا وہ روشن دان جو دیوار میں ہوتا ہے۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی اللباس، باب ما وصى من التصاویر و مسلم فی اللباس والزینة، باب لا تدخل الملائكة، الخ و انظره فی باب الغضب اذا انتهكت حرمت الشرع رقم ۶۵۰۲۔

**اللُّغَاتُ:** تلون وجهه: آپ کا چہرہ بدل گیا یہ غضب کی علامت تھی۔ يضاهون بخلق الله: اللہ تعالیٰ کی تخلیق کی مشابہت اختیار کرتے ہیں اس کی مخلوقات کی تصاویر بنا کر۔ فقطناه: اس طرح کاٹا کہ حرام تصویر زائل ہوگئی یا احترام ختم ہو گیا مثلاً سر کاٹ دیا۔

**فوائد:** (۱) تصاویر بنانے کی ممانعت معلوم ہو رہی اگر تعظیم والی صورت ہو تو حرمت اور بڑھ جاتی ہے جیسا کہ پردے پر لگی ہو یا چوکھے میں ہو۔ (۲) حرمت کا حکم تصویر بشکل مجسمہ ہو یا کاغذ وغیرہ پر عام ہے احادیث کا مجموعی مفہوم اسی پر دلالت کرتا ہے اس میں تخصیص کی ضرورت نہیں۔ (۳) لوگوں کی تصاویر لٹکانے اور اس کی تعظیم کے حرام ہونے کے متعلق خبردار کرنا چاہئے اور خاص کر ان کا قبور پر بنا قبور پر رکھنا یا ایسی بدعات میں سے ہے جس کا انکار ضروری ہے۔

۱۶۸۲: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ”تمام مصور آگ میں جائیں گے اور اس کی ہر تصویر جو اس نے بنائی اس کے بدلے میں ایک جان دی جائے گی جو اس کو جہنم میں سزا دے گی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اگر تم نے تصویر ضرور بنانی ہو تو درخت اور غیر ذی روح کی بناؤ۔

(بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی البیوع باب بیع التصاویر بلفظ غیر هذا للفظ و کذلت رواہ فی باب التصاویر من کتاب اللباس مسلم فی اللباس و الزینة باب لا تدخل الملائكة... الخ

**الذخائر:** بكل صورة: ہر تصویر کے سبب یا اس کے بدلے۔ فاصنع: تصاویر بناؤ۔

**فوائد:** (۱) تصویر کبیرہ گناہ ہے۔ تصاویر بنانے والے کو اسی قدر عذاب قیامت کے دن ہوگا جتنی مقدار میں اس نے تصاویر بنائیں۔ (۲) جو آدمی تصویر کو حلال سمجھتا ہے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ وہ حرام ہے اور اس کی حرمت پر اتفاق ہے پس وہ آگ میں ہمیشہ رہے گا اور جو اس طرح نہ سمجھتا ہو وہ عرصہ دراز تک آگ میں رہے گا۔ (۳) ایسی تصاویر اور تشبیہ جو کسی درخت یا پہاڑ یا نہر وغیرہ کی ہو جن میں روح نہیں وہ جائز ہیں۔

۱۶۸۳: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ”جس نے دنیا میں کوئی تصویر بنائی تو اس کو قیامت کے دن اس میں روح ڈالنے کی تکلیف دی جائے گی اور وہ ڈال نہیں سکے گا۔“ (بخاری و مسلم)

۱۶۸۳: وَعَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ”مَنْ صَوَّرَ صُورَةً فِي الدُّنْيَا كَلِفَ أَنْ يَنْفَخَ فِيهِ الرُّوحُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَلَيْسَ بِنَافِخٍ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

**تخریج:** رواہ البخاری فی اللباس باب من صور صورة كلف... الخ و مسلم فی اللباس و الزینة باب لا تدخل الملائكة... الخ

**الذخائر:** كلف: اس کو دلانے اور اس کا عجز ظاہر کرنے کے لئے اس کو تکلیف دی جائے گی۔ و لیس بنافخ: وہ اسکی طاقت نہ رکھ سکے گا پس حکم نہ ماننے کی وجہ سے اس کو عذاب دیا جائے گا۔

۱۶۸۴: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ”لوگوں میں سب سے سخت عذاب قیامت کے دن مصوروں کو ہو گا۔“ (بخاری و مسلم)

۱۶۸۴: وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ”إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمُصَوِّرُونَ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

**تخریج:** رواہ البخاری فی اللباس باب عذاب المصورين يوم القيامة و مسلم فی اللباس و الزینة باب لا تدخل الملائكة.

**فوائد:** (۱) تصویر سے نفرت دلائی گئی ہے اور مصورین کے عذاب کا ذکر کیا گیا۔



۱۶۸۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس سے بڑا ظالم کون ہے کہ جو میری مخلوق جیسی مخلوق بنانے لگا ہے پس ان کو چاہئے کہ ایک ذرہ بنا کر دکھائیں یا ایک دانہ بنا کر دکھائیں یا ایک جو (کا دانہ ہی) بنا کر دکھائیں۔“ (بخاری و مسلم)

۱۶۸۵: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ”قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ بِخَلْقِ كَخَلْقِي أَفَلْيَخْلُقُوا ذَرَّةً أَوْ لِيَخْلُقُوا حَبَّةً أَوْ لِيَخْلُقُوا شَعِيرَةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔“

**تخریج:** رواہ البخاری فی اللباس 'باب نقض الصور و مسلم فی اللباس و الزینة' باب لا تدخل الملائكة... الخ اللّٰغَاتُ: من اظلم: وہ سب سے بڑا ظالم ہے۔ یخلق کخلق: اور ایسی چیز بناتا ہے جو میری تخلیق کے مشابہ ہے۔ فلیخلقوا: وہ حقیقی طور پر بنا دیں اور عدم سے وجود دینا ہے۔ ذرہ: سرخ چھوٹی چھوٹی یا وہ چھوٹا جز جس کے ظاہر میں اجزاء نہ ہو سکیں۔ **فوائد:** (۱) مصورین کے عمل کی انتہائی برائی ذکر فرمائی کیونکہ یہ تخلیق باری تعالیٰ کی مشابہت پر جرأت کے مترادف ہے۔ باوجود اس کے کہ وہ اس سے اپنے کو عاجز مانتے ہیں۔ (۲) کسی چیز کی ایجاد سے مخلوق عاجز ہے جو اللہ تعالیٰ کی تخلیق سے مشابہت رکھنے والی ہے خواہ کتنا چھوٹا حیوان کیوں نہ ہو اور یہ پیغمبر ﷺ کا معجزہ ہے کہ باوجود اتنی مخالفتوں اور دشمنیوں کے کوئی بنانے کی جرأت نہ کر سکا۔

۱۶۸۶: حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جہاں کتاب یا تصویر ہو۔“ (بخاری و مسلم)

۱۶۸۶: وَعَنْ أَبِي طَلْحَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ”لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كُتُبٌ وَلَا صُورَةٌ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی اللباس 'باب التصاویر و مسلم فی اللباس و الزینة' باب لا تدخل الملائكة بيتاً... الخ اللّٰغَاتُ: الملائكة: رحمت کے فرشتے مراد ہیں عام فرشتے نہیں کیونکہ حفاظتی فرشتے اس سبب سے الگ نہیں ہوتے۔ بیتاً: ہر جگہ۔ ۱۶۸۷: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے جبرائیل نے آنے کا وعدہ کیا پس انہوں نے دیر کر دی۔ یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات گراں گزری۔ پس آپ باہر نکلے تو جبرائیل آپ کو ملے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے شکوہ کیا تو جبرائیل نے فرمایا: ”ہم ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتاب یا تصویر ہو۔“ (بخاری)

۱۶۸۷: وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: وَعَدَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ جِبْرِيلُ أَنْ يَأْتِيَهُ فَرَأَتْ عَلَيْهِ حَتَّى اشْتَدَّ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَخَرَجَ فَلَقِيَهُ جِبْرِيلُ فَشَكَا إِلَيْهِ، فَقَالَ: إِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ كُتُبٌ وَلَا صُورَةٌ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

”رَأَتْ“ أَبْطَأَ، وَهُوَ بِالْفَاءِ الْمُثَلَّةِ۔ ”رَأَتْ“: اس نے تاخیر کی۔ یہ لفظ تائے مثلث کے ساتھ ہے۔

**تخریج:** رواہ البخاری اللباس 'باب لا تدخل الملائكة بيتاً فيه صورة۔' اللّٰغَاتُ: ان یا بے: ایک مقررہ وقت میں ان کے پاس آئے۔ اشتد علیہ: طویل انتظار کی وجہ سے پریشانی محسوس کی یا نہ آنے کی وجہ سے ان کو جو غم ہوا تھا۔ فخرج: اس جگہ سے نکلے جہاں انتظار کرتے تھے۔ فشکا: تاخیر پر عتاب و ناراضی ظاہر کی۔

۱۶۸۸: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جبرائیل نے رسول اللہ ﷺ سے کسی نام میں آنے کا وعدہ کیا کہ وہ اس وقت میں

۱۶۸۸: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: وَاعَدَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ

آئیں گے لیکن وہ نہ آئے اور وقت آ گیا۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ حضور کے ہاتھ میں لائھی تھی اس کو آپ نے اپنے ہاتھ سے یہ فرماتے ہوئے پھینک دیا کہ نہ اللہ اپنے وعدہ کی خلاف ورزی کرتے ہیں اور نہ اس کے رسول۔ پھر آپ نے توجہ فرمائی کہ کتے کا بچہ آپ کی چارپائی کے نیچے تھا اس پر آپ نے فرمایا: ”یہ کتا کب داخل ہوا؟“ میں نے کہا: اللہ کی قسم! مجھے معلوم نہیں۔ آپ نے اس کو نکالنے کا حکم دیا پس اس کو نکال دیا۔ تو اسی وقت جبرائیل آ گئے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آپ نے مجھ سے وعدہ کیا اور میں آپ کے لئے بیٹھا رہا لیکن آپ نہیں آئے۔“ انہوں نے جواب دیا مجھے اس کتے نے روکے رکھا جو آپ کے گھر میں تھا۔ ہم ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔ (مسلم)

السَّلَامُ فِي سَاعَةٍ أَنْ يَأْتِيَهُ فَجَاءَتْ تِلْكَ السَّاعَةُ وَلَمْ يَأْتِهِ قَالَتْ: وَكَانَ بِيَدِهِ عَصَا فطَرَحَهَا مِنْ يَدِهِ وَهُوَ يَقُولُ: مَا يُخْلِفُ اللَّهُ وَعْدَهُ وَلَا رَسُولُهُ ثُمَّ انْفَتَحَتْ فَإِذَا جَرُّو كَلْبٍ تَحْتَ سَرِيرِهِ - فَقَالَ: «مَتَى دَخَلَ هَذَا الْكَلْبُ؟ فَقُلْتُ: وَاللَّهِ مَا دَرَيْتُ بِهِ» فَأَمَرَ بِهِ فَأُخْرِجَ فَجَاءَهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ - فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «وَعَدْتَنِي فَجَلَسْتُ لَكَ وَلَمْ تَأْتِنِي» فَقَالَ: مَنَعَنِي الْكَلْبُ الَّذِي كَانَ فِي بَيْتِكَ أَنَا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ - رَوَاهُ مُسْلِمٌ -

تخریج: رواہ مسلم فی اللباس والزینۃ باب لا تدخل الملائکۃ بیتاً الخ

اللَّحَائِثُ: ساعۃ: مقررہ وقت۔ قالت: عائشہ نے کہا۔ رسلہ: قاصد۔ مراد فرشتے ہیں۔ جرو: کتے یا درندے کا بچہ۔ بعض نے کہا ہر چیز کا چھوٹا۔ یہ جرو و جیم کے کدہ فتح و ضمہ کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔ فجلسن لك: میں نے آپ کا انتظار کیا۔ فوائد: (۱) تصاویر بنانا ایسا خبیث عمل ہے جس سے فرشتوں کو نفرت ہے اور تصاویر کا کسی مقام پر پایا جانا رحمت سے محرومی کا سبب ہے اور کتے کا بھی یہی حکم ہے (۲) فرشتوں کے داخل نہ ہونے کا سبب اللہ تعالیٰ کے حکم کی مخالفت پر شدت سے انکار کرنا ہے اور اسلئے بھی کتے میں شدید بدبو اور گندگی پائی جاتی ہے۔

۱۶۸۹: حضرت ابی التیاح حیان بن حصین کہتے ہیں کہ مجھے علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا میں تمہیں اسی کام کے لئے نہ بھیجوں جس کے لئے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا تھا کہ تو جس تصویر کو دیکھے اس کو مت چھوڑ۔ یہاں تک کہ اس کو مٹا دے اور کسی بلند قبر کو پائے تو اسے برابر کر دے۔ (مسلم)

۱۶۸۹: وَعَنْ أَبِي التَّيَّاحِ حَيَّانَ ابْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: قَالَ لِي عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: «إِلَّا أَبْعَثَكَ عَلَى مَا بَعَثَنِي عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ لَا تَدْعُ صُورَةً إِلَّا طَمَسْتَهَا وَلَا قَبْرًا مُشْرِفًا إِلَّا سَوَّيْتَهُ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ -

تخریج: رواہ مسلم فی الجنائز باب الامر بتسویۃ القبور۔

اللَّحَائِثُ: حیان بن حصین: یہ ثقہ تابعی ہیں۔ علی رضی اللہ عنہ: یہ امیر المؤمنین علی بن ابی طالب خلیفہ رابع ہیں۔ طمستہا: اس کو مٹا کر دور کر دے۔ مشرفا: بلند۔ سويته: زمین کے برابر کر دو۔

فوائد: (۱) تصویر ان برائیوں میں سے ہے کہ حکام پر لازم ہے کہ ان سے لوگوں کو روکیں اور ان کو مٹائیں۔ (۲) زمین سے قبروں کو بلند کرنا اور قبور کو تعمیر کرنا یہ بھی ممنوع ہے حکام کو لازم ہے کہ وہ لوگوں کو اس سے روکیں۔

باب: کتا رکھنے کی حرمت مگر شکار

۲۰۶: بَابُ تَحْرِيمِ اتِّخَاذِ الْكَلْبِ

## چوپائے اور کھیتی کی حفاظت کے لئے

۱۶۹۰: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ”جس نے کتا پالا سوائے شکار کے لئے یا چوپایوں کی حفاظت کے لئے تو اس کے اجر میں سے ہر روز دو قیراط کم ہو جاتے ہیں۔“

(بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی الذبائح باب من اقتنى کلبا لیس بکلب صید و مسلم فی البیوع باب الامر بقتل الکلاب۔  
اللُّغَاتُ: اقتنى: یہ قنیہ سے ہے اس کا معنی تجارت کیلئے کسی چیز کا بنانا اور تیار کرنا۔ الماشیہ: اونٹ، بکریاں، گائیں۔ کلب الماشیہ: چوپایوں کی حفاظت کے لئے رکھا جائے۔ قیراطان: دو قیراط۔ قیراط کسی چیز کا چوبیسواں جزو۔

۱۶۹۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے کسی کتے کو باندھا اس کے عمل میں سے ایک قیراط کم ہو جاتا ہے۔ مگر شکاری یا مویشیوں کی حفاظت والا کتا۔“ (بخاری و مسلم)

اور مسلم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں جس نے ایسا کتا پالا جو نہ شکار کے لئے ہو اور نہ چوپایوں اور زمین کی حفاظت کے لئے تو اس سے اس کے اجر میں سے روزانہ دو قیراط کم ہوتے ہیں۔

۱۶۹۱: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَنْ أَمْسَكَ كَلْبًا فَإِنَّهُ يَنْقُصُ مِنْ عَمَلِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطٌ إِلَّا كَلْبَ حَرْثٍ أَوْ مَاشِيَةٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: ”مَنْ أَقْتَنَى كَلْبًا لَيْسَ بِكَلْبٍ صَيْدٍ وَلَا مَاشِيَةٍ وَلَا أَرْضٍ فَإِنَّهُ يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِهِ قِيرَاطَانِ كُلَّ يَوْمٍ۔“

**تخریج:** رواہ البخاری فی المزارعة باب اقتناء الکلب للحرث و مسلم فی البیوع باب الامر بقتل الکلاب۔  
اللُّغَاتُ: امسک: پالا۔ ولا ارض: زمین کی حفاظت کے لئے نہ ہو خواہ گھر ہو یا کھیتی۔

**فوائد:** (۱) بلا ضرورت کتا پالنے کو حرام قرار دیا گیا اور شکار، مویشیوں کی حفاظت، کھیتوں کی نگرانی، گھروں کی حفاظت کے لئے اگر ضرورت ہو تو جائز ہے۔ (۲) بلا ضرورت کتے پالنے سے ثواب کم ہو جاتا ہے علماء نے اس ثواب کی کمی کا سبب ذکر فرمایا کہ کتے جو غلاظت کرتے ہیں اس سے بچنا مشکل ہو جاتا ہے۔ بعض اوقات عبادت میں ایسا نقص واقع ہو جاتا ہے جو اس کے ثواب کو کم کر دیتا ہے۔ بعض نے کہا کہ ثواب میں کمی کی وجہ سے مہمان کو بھونکنا اور سائل پر غرانا ہے۔ (۳) ایک قیراط اور دو قیراط والی روایات میں مطابقت اس طرح ظاہر کی کہ اس کو رکھنے کی وجہ سے گندگی کم ہوگی تو ایک قیراط ثواب کم ہوگا اور زیادہ ہوگی تو دو قیراط کم ہوگا یا شہروں والوں کا ثواب دو قیراط کم ہوتا ہے اور دیہات والوں کا ایک قیراط کیونکہ ان کو ضرورت کسی حد تک زیادہ ہے۔ بعض نے دیگر وجوہ بھی بیان فرمائی ہیں۔

بَابُ: سفر میں اونٹ وغیرہ جانوروں پر گھنٹی

باندھنا مکروہ ہے

اور

۳.۷: بَابُ كَرَاهِيَةِ تَعْلِيقِ الْجَرَسِ

فِي الْبُعِيرِ وَغَيْرِهِ مِنَ الدَّوَابِّ

وَكَرَاهِيَةِ اسْتِصْحَابِ الْكَلْبِ

وَالْجَرَسِ فِي السَّفَرِ  
 ۱۶۹۲: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
 قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَا تَصْحَبُ  
 الْمَلَأَنَةَ رَفَقَةً فِيهَا كَلْبٌ أَوْ جَرَسٌ" رَوَاهُ  
 مُسْلِمٌ۔  
 سفر میں کتے اور گھنٹی کو ساتھ لے جانا بھی مکروہ ہے  
 ۱۶۹۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "فرشتے اس قافلے کے ساتھ نہیں  
 ہوتے جس میں کتا اور گھنٹی ہو۔"  
 (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی اللباس والزینۃ باب کراہیۃ الکلب والجرس فی السفر وهو فی ابی داؤد باب تعلیق الاجراس۔  
 اللُّغَاتُ: لا تصحب: حفظ کے علاوہ فرشتے جو رحمت استغفار حفظ کے ہیں وہ ساتھ نہیں چلتے۔ رفقة: سفر کے ساتھی۔ فیہا  
 کلب: وہ کتا جس کی شرعاً اجازت نہ وہ۔ جرس: وہ گھنٹی جو جانوروں کے گلے میں باندھی جاتی ہے تاکہ ان کی حرکت کرنے سے آواز پیدا  
 ہو یہ جرس سے لیا گیا جس کا معنی مخفی کلام ہے۔

۱۶۹۳: وَعَنْ أَنَسِ بْنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "الْجَرَسُ  
 مِنْ مَزَامِيرِ الشَّيْطَانِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ  
 صَحِيحٍ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ۔  
 ۱۶۹۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی  
 کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "گھنٹی شیطان کا باجا ہے۔"  
 (ابوداؤد) شرط مسلم پر صحیح سند کے ساتھ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الجہاد باب تعلیق الاجراس وهو فی مسلم فی کتاب اللباس والزینۃ باب کراہیۃ الکلب  
 والجرس فی السفر۔

اللُّغَاتُ: مزامیر: جمع مزمار "آلہ غناء خواہ گانا یا نسری وغیرہ سے ہو۔  
 فوائد: (۱) کتوں کو پالنے اور ساتھ رکھنے کی ممانعت ہے اور گھنٹیاں یا ان کی مثل آواز والی چیزیں جانوروں کے گلے میں لٹکانے کو مکروہ  
 تاپسند قرار دیا گیا تاکہ ملائکہ کے ساتھ چلنے کی برکت سے محروم نہ ہو۔ خاص کر سفر کے جانوروں پر لٹکانا زیادہ باعث کراہت ہے کیونکہ  
 مسافر کو فرشتوں کی معیت اور برکت و حفاظت کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے اور کراہت کا سبب ملائکہ کی نفرت ہے اور یہ گانے کا آلہ ہے جس  
 کی طرف شیطان کو انس و رغبت ہے اور اس سے وہ لوگوں کو غفلت میں ڈالتا ہے۔ (۲) مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ ملائکہ کی دوستی پر  
 حریص ہوں اور جس سے ملائکہ کو نفرت و دوری ہو اس سے دور رہے۔

۲۰۸: بَابُ كَرَاهِيَةِ رُكُوبِ الْجَلَالَةِ  
 وَهِيَ الْبَعِيرُ أَوِ النَّاقَةُ الَّتِي تَأْكُلُ  
 الْعُذْرَةَ فَإِنْ أَكَلَتْ عُلْفًا طَاهِرًا  
 فَطَابَ لَحْمُهَا زَالَتِ الْكَرَاهَةُ  
 بَابُ: گندگی کھانے والے اونٹ یا  
 اونٹنی پر سواری مکروہ ہے پس  
 اگر وہ پاک چارہ کھانے لگے تو اس کا  
 گوشت ستھرا اور کراہت سے پاک ہے

۱۶۹۴: عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا  
 قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْجَلَالَةِ فِي  
 ۱۶۹۴: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گندگی کھانے والے اونٹوں پر سواری ہونے

الْإِبِلِ أَنْ يَرْكَبَ عَلَيْهَا - رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ - سَمِعَ فَرَمَايَا - (ابوداؤد)  
بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ -

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الجہاد باب رکوب الحلالۃ۔

فوائد: (۱) گندگی کھانے والے اونٹ پر سواری کو مکروہ قرار دیا گیا۔ بقول نووی رحمۃ اللہ علیہ کراہت اس مراد ہوگی جبکہ گندگی کی عادت پڑ جائے اور گندگی کی بدبو اس کے گوشت پر غالب ہو جائے۔ عذرہ انسان کی گندگی کو کہتے ہیں۔ (۲) اسلام طہارت و نظافت کا کتنا خواہاں گندگی سے کس قدر نفرت کرنے والا اور نفوس انسانی جن نجاسات کو برا سمجھنے والے ہیں اس سے دور رہنے والا۔

کتاب: مسجد میں تھوکنے کی ممانعت اور

اس کو دور کرنے کا حکم جب وہ مسجد

میں پایا جائے گندگیوں سے

مسجد کو صاف ستھرا رکھنے کا حکم

۱۶۹۵: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مسجد میں تھوکنا منع ہے اور اس کا کفارہ اس کو دفن کرنا ہے۔“ (بخاری و مسلم)

اور مقصد یہ ہے کہ جب مسجد میں مٹی یا ریت وغیرہ ہے تو مٹی کے نیچے تھوک کو چھپا دیا جائے چنانچہ ابوالحسن رویانی نے اپنی کتاب البحر میں ایسے ہی ذکر فرمایا اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ تھوک کے دفن کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کو مسجد سے نکال دیا جائے لیکن جب مسجد پختہ چونا گچ ہو تو تھوک کے جھاڑو کے ساتھ وہیں مل دیا جائے جیسا کہ بہت سے ناواقف لوگ اسی طرح کرتے ہیں تو یہ دفن کرنا نہیں ہے بلکہ گناہ میں زیادتی ہے اور مسجد کو مزید گندہ کرنا ہے اور جو شخص یہ کام کرے اس کو چاہئے کہ وہ اس کے بعد اپنے کپڑے (رومال وغیرہ) یا اپنے ہاتھ وغیرہ سے اس کو صاف کر ڈالے یا دھو ڈالے۔

۳۰۹: بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْبُصَاقِ

فِي الْمَسْجِدِ وَالْأَمْرِ بِإِزَالَتِهِ مِنْهُ إِذَا

وُجِدَ فِيهِ، وَالْأَمْرُ بِتَنْزِيهِهِ الْمَسْجِدِ

عَنِ الْإِقْدَارِ

۱۶۹۵: عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "الْبُصَاقُ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيئَةٌ وَكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَالْمُرَادُ بِدَفْنِهَا إِذَا كَانَ الْمَسْجِدُ تَرَابًا أَوْ رَمْلًا وَنَحْوَهُ فَيُؤَارِيهَا تَحْتَ تَرَابِهِ - قَالَ أَبُو الْمُحَاسِنِ الرُّومَانِيُّ فِي كِتَابِهِ الْبَحْرُ: وَقِيلَ الْمُرَادُ بِدَفْنِهَا إِخْرَاجُهَا مِنَ الْمَسْجِدِ أَمَّا إِذَا كَانَ الْمَسْجِدُ مُبْلَطًا أَوْ مُجَصَّصًا فَلَدْلُكُهَا عَلَيْهِ بِمَدَاسِهِ أَوْ بِغَيْرِهِ كَمَا يَفْعَلُهُ كَمَا يَفْعَلُهُ كَثِيرٌ مِنَ الْجُهَالِ فَلَيْسَ ذَلِكَ بِدَفْنٍ بَلْ زِيَادَةٌ فِي الْخَطِيئَةِ وَتَكْثِيرٌ لِلْقَذْرِ فِي الْمَسْجِدِ وَعَلَى مَنْ فَعَلَ ذَلِكَ أَنْ يَمْسَحَهُ بَعْدَ ذَلِكَ بِغَيْرِهِ أَوْ بِيَدِهِ أَوْ غَيْرِهِ أَوْ يَغْسِلَهُ.

تخریج: رواہ ابیحاری فی الصلاة باب کفارة البزاق فی المسجد و مسلم فی کتاب المساجد باب النهی البصاق فی المسجد۔

اللغزات: البصاق تھوک یہی معنی بزاق کا بھی ہے۔ انسان کے منہ سے خارج ہونے والا لعاب۔ یوادیہا: یہ موارد سے ہے۔



اس کا معنی غائب کرنا ہے۔ علامہ ابو المحاسن رویانی: ان کا نام عبدالواحد بن اسماعیل بن احد ہے یہ مذہب شافعی کے ثقہ ائمہ میں سے ہیں۔ ان کی ولادت ۴۱۵ھ میں اور وفات طبرستان میں ۶۳۰ھ محرم میں شہادت سے ہوئی۔ رویانی یہ رویان کی طرف نسبت ہے۔ طبرستان کے اطراف کا ایک شہر ہے۔ مداسہ: جوتا وغیرہ

۱۶۹۶: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ رَأَى فِي جِدَارِ الْقُبْلَةِ مُخَاطًا أَوْ بُرَاقًا أَوْ نُخَامَةً، فَحَكَّهُ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
۱۶۹۶: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلے کی دیوار میں رینٹھ یا تھوک یا بلغم دیکھی تو اس کو کھرچ دیا۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الصلاة باب حلت البراق بالید و مسلم فی کتاب المساجد باب النهی عن البصاق فی المسجد۔

**اللُّغَاتُ:** النخامة: ناک سے نکلنے والی رینٹھ یا بلغم جو سینے سے نکلے۔ او کا لفظ شک یک لئے لایا کہ جس کو کرید ا گیا وہ تھوک تھا یا بلغم یا رینٹھ۔ فتحکمہ: اس کو رگڑ کر دور کر دیا۔ ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خشک ہو چکا تھا۔

۱۶۹۷: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "إِنَّ هَذِهِ الْمَسَاجِدَ لَا تَصْلُحُ لِشَيْءٍ مِنْ هَذَا الْبَوْلِ وَلَا الْقَلْبَرِ إِنَّمَا هِيَ لِذِكْرِ اللَّهِ تَعَالَى، وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ، أَوْ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
۱۶۹۷: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ یہ مسجدیں اس پیشاب یا گندگی کے لائق نہیں۔ بے شک وہ اللہ کی یاد کے لئے ہیں اور قرآن کی قراءت کے لئے ہیں یا جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الطهارة باب وجوب غسل البول وغیره من النجاسات اذا حصلت فی المسجد۔  
**اللُّغَاتُ:** لا تصلح: لائق و مناسب نہیں۔ مناسب یہ ہے کہ ان کو مسجد میں نہ کیا جائے۔ من هذا البول: یہ پیشاب جیسا کہ اس دیہاتی نے مسجد میں کر دیا۔ وہی حدیث کا مخاطب ہے۔ انما ہی لذكر الله: یہ اس کے لئے بنائی گئی ہیں یہ انہی کاموں کے لائق ہے جو ان کے مناسب ہیں۔ او کما قال: یہ لفظ اس لئے لائے تاکہ آپ ﷺ کی طرف جھوٹ ک نسبت نہ ہو جائے۔ ممکن ہے کہ آپ نے یہ لفظ نہ فرمائے ہوں۔

**فوائد:** (۱) تھوک وغیرہ گندی چیزیں مسجد میں ڈالنا حرام ہے اور اگر وہ آلودگی گندگی ہو تو حرمت اور زیادہ شدید ہو جائے گی۔ جو آدمی مسجد میں گندگی ڈالے گا وہ گنہگار ہوگا اور اس کا گناہ اس وقت تک باقی رہے گا جب تک گندگی باقی رہے گی مناسب یہ ہے کہ اسکے دور کرنے کی جلد کوشش کرے اور اپنے اس نفل پر اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کرے۔ (۲) مسلمان پر لازم ہے کہ جو گندی چیز مسجد میں دیکھے اسکو فوراً زائل کرے۔ اگر وہ گندی چیز نجاست ہے تو اسکا ازالہ فرض ہے۔ اگر دوسری ہے تو بہتر اور مناسب ہے (۳) مساجد کی نظافت کی طرف خوب توجہ دینی چاہئے اور مساجد کو ذکر اللہ قرآن اور صلوٰۃ حصول احکام دین، تعلیم عام نافع وغیرہ عبادات سے آباد کرنا چاہئے۔

**بَابُ: مسجد میں جھگڑا اور آواز کا بلند کرنا**

۲۱: بَابُ كَرَاهَةِ الْخُصُومَةِ

مکروہ ہے اسی طرح گم شدہ چیز کے لئے اعلان کرنا

فِي الْمَسْجِدِ وَرَفْعِ الصَّوْتِ فِيهِ

خرید و فروخت اجارہ (مزدوری) وغیرہ کے معاملات

بھی مکروہ ہیں

۱۶۹۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ”جو آدمی کسی کو مسجد میں گم شدہ چیز تلاش کرتے ہوئے سنیں تو اس کو کہہ دینا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ یہ چیز اللہ تجھے نہ لوٹائے یہ مسجد اس لئے نہیں بنی۔“

(مسلم)

وَنَشْدُ الضَّالَّةَ وَالْبَيْعَ وَالشِّرَاءَ

وَالْإِجَارَةَ وَنَحْوَهَا مِنَ الْمُعَامَلَاتِ

۱۶۹۸: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ”مَنْ سَمِعَ رَجُلًا يَنْشُدُ ضَالَّةً فِي الْمَسْجِدِ فَلْيَقُلْ: لَا رَدَّهَا اللَّهُ عَلَيْكَ، فَإِنَّ الْمَسَاجِدَ لَمْ تُبْنَ لِهَذَا“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب المساجد، باب النہی عن نشد الضالۃ فی المسجد۔

**اللُّغَاتُ:** ینشد ضالۃ: گم شدہ کو تلاش کرے اور اس کے متعلق پوچھے۔ الضالۃ: ضائع ہونے والی ہر چیز مال، حیوان وغیرہ۔ عرب کے ہاں ضل الشئی اس وقت بولتے ہیں جب کوئی چیز ضائع ہو جائے۔

۱۶۹۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم دیکھو کہ کوئی آدمی کوئی چیز مسجد میں بیچ رہا ہے یا خرید رہا ہے تو یوں کہو اللہ تیری تجارت میں نفع نہ دے۔ جب تم کسی کو دیکھو وہ گم شدہ چیز کا اعلان کر رہا ہے تو کہو اللہ تیری گمشدہ چیز کو واپس نہ کرے۔ (ترمذی)

۱۶۹۹: وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ”إِذَا رَأَيْتُمْ مَنْ يَبِيعُ أَوْ يَبْتَاعُ فِي الْمَسْجِدِ فَقُولُوا: لَا أَرْبَحَ اللَّهُ تِجَارَتَكَ، وَإِذَا رَأَيْتُمْ مَنْ يَنْشُدُ ضَالَّةً فَقُولُوا لَا رَدَّهَا عَلَيْكَ“ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

**تخریج:** رواہ الترمذی فی ابواب البیوع، باب عن البیع فی المسجد۔

**اللُّغَاتُ:** ینباع: خرید رہا ہے۔

۱۷۰۰: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک آدمی نے مسجد میں گم شدہ چیز کا اعلان کیا اور کہا کہ کون ہے جو مجھے سرخ اونٹ کے بارے میں بتا دے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تو اس کو نہ پائے بے شک مسجدیں تو اسی کام کے لئے بنائی گئیں جس کے لئے بنائی گئیں۔“ (مسلم)

۱۷۰۰: وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا نَشَدَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ: مَنْ دَعَا إِلَى الْجَمَلِ الْأَحْمَرِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”لَا وَحَدَّثَ، إِنَّمَا بُنِيَ الْمَسَاجِدُ لِمَا بُنِيَ لَهَا“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب المساجد، باب النہی عن نشد الضالۃ فی المسجد۔

**اللُّغَاتُ:** دعا الی: بتلائے خبر دے، لما بنیت لہ: جس چیز کے لئے یہ بنائی گئی ہیں مثلاً ذکر، تعلیم، علم، قرآن۔

۱۷۰۱: حضرت عمرو بن شعیب وہ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں خرید و فروخت سے منع فرمایا اور اس بات سے بھی منع فرمایا

۱۷۰۱: وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنِ الشِّرَاءِ وَالْبَيْعِ فِي الْمَسْجِدِ وَأَنْ تَنْشُدَ

فِيهِ ضَلَالَةٌ أَوْ يُشَدُّ فِيهِ شَعْرٌ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔  
 کہ گمشدہ چیز کا اعلان کیا جائے یا اس کے اندر (غیر شرعی) شعر  
 پڑھے جائیں۔ (ابوداؤد ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الصلاة باب التحلق يوم الجمعة قبل الصلاة والترمذی فی ابواب الصلاة باب ما جاء فی کراهیۃ البیع والشراء وانشاد الضالة والشعر فی المسجد۔

الذَّخَائِرُ: ان یشد فیہ شعر: اس میں ایسا شعر کہا جائے جو علوم شرعیہ اسلامیہ سے متعلق نہ ہو۔  
 فوائد: (۱) میں دنیاوی امور کی ممانعت کی گئی مثلاً خرید و فروخت، گم شدہ چیز کی تلاش، شعر و شاعری ان چیزوں کی ممانعت کراہت کی حد تک رہے گی اگر ان سے نمازی کو تشویش، قاری قرآن یا مدرس علم و ذکر و عباد کو خلل نہ پڑتا ہو اور اگر ان کو خلل واقع ہو تو پھر نبی تحریم کے لئے ہے۔ (۲) مطلوب کے حاصل ہونے کی بجائے ان افعال کے کرنے والے کو بدو عادی گئی اور ایسا کرنا ہر اس آدمی کو مستحب ہے جو ایسا فعل کرتا دیکھے یا سنے یا جانے۔ (۳) مساجد آخرت کے بازار ہیں۔ دنیا کے بازار نہیں۔ مسجد کے آداب میں سے یہ ہے کہ ان کو ہر ایسی چیز سے پاک رکھا جائے جس کا آخرت سے تعلق نہ ہو۔ (۴) مسلمانوں کی مصلحتوں کے متعلق مساجد میں گفتگو ممنوع نہیں اور ایسے معاملات جو مسلمانوں کے دینی اور اجتماعی فائدے سے متعلق ہوں۔

۱۷۰۲: وَعَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ الصَّخَايَی رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ فِي الْمَسْجِدِ فَحَصَصَنِي رَجُلٌ فَنَظَرْتُ فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ: "إِذْهَبْ فَأَتِنِي بِهِدَيْنٍ" فَجِئْتُهُ بِهِمَا فَقَالَ: مِنْ أَيْنَ أَتَيْتُمَا؟ فَقَالَا: مِنْ أَهْلِ الطَّائِفِ فَقَالَ: لَوْ كُنْتُمَا مِنْ أَهْلِ الْبَلَدِ لَأَوْجَعْتُكُمَا تَرْفَعَانِ أَصْوَاتَكُمَا فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔  
 ۱۷۰۲: حضرت سائب بن یزید صحابی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں مسجد میں تھا مجھے کسی شخص نے کنکری ماری۔ میں نے جب نگاہ اٹھائی تو وہ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ آپ نے پھر فرمایا کہ جا کر ان دونوں کو میرے پاس لاؤ میں ان کو آپ کے پاس لے گیا تو آپ نے فرمایا تم کون ہو اور کہاں سے ہو؟ انہوں نے کہا ہم طائف کے رہنے والے ہیں اور اس پر آپ نے فرمایا کہ اگر تم اس شہر کے ہوتے تو تم دونوں کو ضرور سزا دیتا۔ تم رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں آوازیں بلند کر رہے ہو۔ (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الصلاة باب فرع الصوت فی المساجد۔  
 الذَّخَائِرُ: فحصصنی: میری طرف کنکری پھینکی۔ الطائف: مکہ مکرمہ سے تین مراحل پر واقع ایک بڑا شہر ہے۔ فی مسجد رسول اللہ ﷺ: خصوصی تذکرہ مسجد نبوی کا زائد فضیلت کو ظاہر کرنے کے لئے ہے۔ حکماً تمام مساجد اس میں شامل ہیں۔

فوائد: (۱) مسجد میں آواز بلند کرنا مکروہ ہے خواہ ذکر کی ہو یا قرآن قرآن کی۔ اگر اس سے نمازیوں کو تشویش پیدا ہو تو یہ حرام ہے اور اگر اس سے جھگڑا پیدا ہو تو کراہت و حرمت مزید شدید ہو جائے گی۔ (۲) مسجد میں کسی کو متنبہ کرنے کے لئے اشارہ کرنا چاہئے یا کوئی کنکری وغیرہ پھینکے تاکہ مسجد میں اس کی آواز بلند نہ ہو۔ (۳) مسجد میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر آمادہ کیا گیا کیونکہ یہ اسلام کے عظیم مقاصد میں سے ہے۔ اسی میں اس آدمی کو روکنا بھی شامل ہے جو آداب مسجد کی خلاف ورزی کرے۔ (۴) جو اللہ تعالیٰ کی حدود کی مخالفت کرے اس کو بدنی سزا دینا جائز ہے۔ (۵) اللہ تعالیٰ کے گھر اس کی عبادت و طاعت کے لئے تعمیر کئے گئے ہیں۔ اس لئے ان کی نگہبانی ضروری ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿فِي بَيْوتِ اِذْنِ اللّٰهِ اَنْ تَرْفَعُوْا فِيْهَا اَسْمَہٗ یَسْبَحُ لَہٗ فِیْہَا بِالْغَدُوْکِ الْاٰیۃ﴾۔ وہ روشنی ان گھروں میں ملتی ہے جن کی تعظیم کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا۔ ان میں صبح و شام ایسے لوگ اللہ کی تسبیح کرتے ہیں جن کو کوئی تجارت اور خرید و

فروخت اللہ کی یاد اور نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے سے غافل نہیں کر سکتی۔ وہ ایسے دن سے ڈرتے ہیں جس میں دل اور آنکھیں پلٹ جائیں گی۔ تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کا بہترین بدلہ دے اور اپنے فضل سے اضافہ فرمائے اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں بغیر حساب کے رزق دیتے ہیں۔ (النور)

۳۱۱: بَابُ نَهْيٍ مَنْ أَكَلَ ثَوْمًا أَوْ

بَصَلًا أَوْ كُرْثًا أَوْ غَيْرَهُ مِمَّا لَهُ

رَائِحَةٌ كَرِيهَةٌ عَنْ دُخُولِ الْمَسْجِدِ

قَبْلَ زَوَالِ رَائِحَتِهِ إِلَّا لِحُضُورَةٍ

۱۷۰۳: عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ

النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: مَنْ أَكَلَ مِنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ

يَعْنِي الثُّومَ - فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا مُتَّفَقٌ

عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ مَسْجِدَنَا -

بَابُ: لِبَسَنِ پياز، گندنا (لبسن نماز کاری) وغیرہ جس کی

بدبو ہو، اس کو کھانے کے بعد بدبو زائل کرنے سے قبل مسجد

میں داخل ہونا ممنوع ہے

مگر کسی خاص ضرورت کی بناء پر

۱۷۰۳: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص یہ درخت یعنی لبسن کھائے تو

وہ ہرگز ہماری مسجد کے پاس نہ آئے۔“ (بخاری و مسلم)

مسلم کی روایت میں جمع کا لفظ مساجدنا ہے۔

تخریج: رواہ البخاری فی ابواب صفة الصلاة باب ماجاء فی الثوم النیء و مسلم فی کتاب المساجد باب نہی من اکل ثوماً او بصلاً۔

اللَّعْنَاتُ: یعنی الثوم: یہ جملہ حدیث میں داخل کیا گیا ہے۔ الثوم: لبسن، بدبودار پودا۔

۱۷۰۴: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم نے فرمایا: ”جس

نے اس درخت (لبسن) سے کھایا ہو وہ ہمارے ساتھ ہرگز نماز نہ

پڑھے اور نہ وہ ہمارے قریب آئے۔“ (بخاری و مسلم)

۱۷۰۴: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ

النَّبِيُّ ﷺ: مَنْ أَكَلَ مِنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ فَلَا

يَقْرَبُنَا، وَلَا يُصَلِّيَنَّ مَعَنَا، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

تخریج: رواہ البخاری فی ابواب الصلاة باب ماجاء فی الثوم النیء و مسلم فی المساجد باب نہی من اکل ثوماً و بصلاً۔

اللَّعْنَاتُ: هذا الشجرہ: لبسن قرینہ کی وجہ سے معلوم ہو جانے کی بناء پر نام نہیں لیا گیا۔

۱۷۰۵: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا جس نے لبسن پياز کھایا ہو وہ ہم سے الگ ہو جائے

یا ہماری مسجد سے الگ ہو جائے۔ (بخاری و مسلم)

اور مسلم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: جو پياز، لبسن اور گندنا

کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے۔ اس لئے کہ فرشتوں کو اس

چیز سے ایذا پہنچتی ہے جس سے اولاد آدم کو ایذا پہنچتی ہے۔

۱۷۰۵: وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ

النَّبِيُّ ﷺ: "مَنْ أَكَلَ ثَوْمًا، أَوْ بَصَلًا

فَلْيَعْتَزِلْنَا أَوْ فَلْيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: "مَنْ أَكَلَ الْبَصَلَ،

وَالثُّومَ، وَالْكُرْثَ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا فَإِنَّ

الْمَلَائِكَةَ تَنَادَى مِمَّا يَنَادَى مِنْهُ بَنُو آدَمَ"۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی ابواب صفة الصلاة، باب ماجاء فی الثوم النیء و مسلم فی کتاب المساجد باب نہی من اکل ثوماً و ابصلاً۔

**اللُّغَاتُ:** ابصلاً: پیاز، او کلفظ قویج یعنی اقسام کو بیان کرنے کیلئے ہے اس لئے ہر بدبودار چیز کو اس پر قیاس کریں گے اسی کی مثل مولیٰ ہے کیونکہ اس کے کھانے سے بدبو اور رڈ کا رآتے ہیں۔ الکراث: گدنا، جنگلی پیاز۔

۱۷۰۶: وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ خَطَبَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ فِي خُطْبَتِهِ: ثُمَّ إِنَّكُمْ أَيُّهَا النَّاسُ تَأْكُلُونَ شَجَرَتَيْنِ لَا أَرَاهُمَا إِلَّا خَبِيثَتَيْنِ: الْبَصَلُ وَالثُّومُ، لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِذَا وَجَدَ رِيحَهُمَا مِنَ الرَّجُلِ فِي الْمَسْجِدِ أَمَرَ بِهِ فَأُخْرِجَ إِلَى الْبَيْعِ، فَمَنْ أَكَلَهُمَا فَلَيْمَتُهُمَا طَبْعًا، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۷۰۶: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے جمعہ کے دن خطبہ دیا تو اپنے خطبہ میں یہ بات ارشاد فرمائی بے شک اے لوگو! تم دو ایسے درخت کھاتے ہو جن کو میں برا خیال کرتا ہوں ان میں سے ایک پیاز اور دوسرا لہسن۔ تحقیق! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب ان کی بدبو مسجد میں کسی آدمی سے آپ محسوس فرماتے تو آپ حکم دیتے کہ اس کو بیع کی طرف نکلوا دیا جائے۔ پس جو ان دونوں کو کھائے تو پکا کر ان کی بدبو کو زائل کرے۔ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب المساجد، باب نہی من اکل ثوماً اب و صلاً۔

**اللُّغَاتُ:** لا اراہما: میں ان کو نہیں جانتا۔ خبیثتین: خبیث کا لفظ حرام پر بھی بولا جاتا ہے جیسا کہ زنا اور رڈی اور بد ذائقہ چیز پر بھی بولا جاتا ہے مثلاً لہسن، پیاز اور ان موذی جانوروں کو بھی عرب لوگ خبیث کہتے تھے مثلاً سانپ، بچھو وغیرہ۔ البیع: مدینہ شریف کا قبرستان۔ فلیمتھا: اس کی بدبو زائل کرے۔

**فوائد:** (۱) جو آدمی مسجد میں جانا چاہتا ہو۔ اس کو لہسن، پیاز اور ہر بدبودار چیز کا استعمال ممنوع ہے اور نہ ہی کراہت تحریمہ کو ظاہر کرتی ہے۔ اگر اس طرح پکا کر کھایا جائے کہ بدبو ختم ہو جائے تو کراہت نہ رہے گی۔ (۲) مؤمن عمدہ خوشبو والا ہونا چاہئے اور خاص کر جبکہ اجتماعات میں حاضر ہو یا عبادات کے مقامات میں ہوتا کہ لوگ اس سے گھن نہ کھائیں اور اس کے قریب بیٹھنے کو ناپسند نہ کریں۔ (۳) مساجد کی صفائی کا خاص خیال کرنا چاہئے مسجد کی طرف جاتے ہوئے اچھے کپڑے استعمال کرنے چاہئیں اور کام کاج کے کپڑے بھی جن سے بدبو نکلتی ہے۔ ان کو اتار دینا چاہئے۔ لہسن پیاز پر دھوئیں کو بھی قیاس کیا جائے گا کیونکہ تمباکو وغیرہ کا دھواں جو ہمیشہ استعمال کرے اس کے منہ کی بدبو لوگوں کو تکلیف پہنچاتی ہے۔ (۴) اسلام نے الفت بڑھانے والی چیزوں کی ترغیب دی اور دوری پیدا کرنے والی چیزوں سے نفرت کا اظہار کیا اور ان کی حوصلہ شکنی کی۔ (۵) حکام کا فرض ہے کہ مساجد کی نگہبانی کریں اور ان کی صفائی کا خیال رکھیں اور لوگوں کو اس طرف متوجہ کریں۔

**بَابُ:** جمعہ کے دن دوران خطبہ پیٹ کے ساتھ ملا کر بیٹھنے

کی کراہت کیونکہ اس سے نیند آئے گی

اور خطبہ سننے

۳۴: بَابُ كَرَاهَةِ الْإِحْتِبَاءِ

يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخُطُّ لِأَنَّهُ

يَجْلِبُ النَّوْمَ فَيَقُوتُ اسْتِمَاعُ



الْخُطْبَةِ وَيُخَافُ انْتِقَاضَ الْوُضُوءِ!

۱۷۰۷: عَنْ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ الْحَبْوَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

سے محروم رہ جائے گا اور وضو ٹوٹ جانے کا بھی خدشہ ہوگا  
۱۷۰۷: حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن جبکہ امام خطبہ دے رہا ہو گھٹنوں کو سینے کے ساتھ ملا کر بیٹھنے سے منع فرمایا۔ (ابوداؤد ترمذی) حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الصلاة باب الاختبار و الامام یخطب و الترمذی فی ابواب الصلاة باب ما جاء فی کراہیۃ الاحتباء و الامام یخطب۔

اللُّغَاتُ: الحبوۃ: یہ اسم مصدر ہے احتباء سے۔ گھٹنوں کو پیٹ کے ساتھ ملا کر بیٹھنا اور پشت اور گھٹنوں کو ہاتھ یا کسی پٹکے سے باندھنا۔

فوائد: (۱) خطبہ کے دوران گھٹنوں کو پیٹ سے ملا کر بیٹھنے سے منع کیا کیونکہ اس سے نیند غالب آ کر خطبہ سے محرومی ہو جائے گی حالانکہ خطبہ واجب ہے اور بعض اوقات وضو بھی ٹوٹ جاتا ہے جو کہ نماز کے لئے شرط ہے۔ (۲) مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایسی حالت میں ہو کہ خطبہ کے وقت میں جاگ کر جمعہ کا مقصد حاصل کر لے اور مسجد سے فائدہ پا کر جانے والا بنے۔

۳۱۳: بَابُ نَهْيٍ مَنْ دَخَلَ عَلَيْهِ

عَشْرُ ذِي الْحِجَّةِ وَارَادَ أَنْ

يُضَيِّحَ عَنْ أَخَذِ شَيْءٍ مِّنْ شَعْرِهِ

أَوْ أَظْفَارِهِ حَتَّى يُضَيِّحَ

۱۷۰۸: عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ كَانَ لَهُ ذَبْحٌ

يَذْبَحُهُ فَإِذَا أَهْلَ هَلَالِ ذِي الْحِجَّةِ فَلَا

يَأْخُذَنَّ مِنْ شَعْرِهِ وَلَا مِنْ أَظْفَارِهِ شَيْئًا حَتَّى

يُضَيِّحَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

عشرہ ذی الحجہ آجائے تو اسے اپنے بال و ناخن

نہ کٹوانے چاہئیں

۱۷۰۸: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس شخص کے ذبیحہ ہو تو وہ اس کو ذبح کرنے کا ارادہ

رکھتا ہو تو جب ذوالحجہ کا چاند طلوع ہو جائے تو وہ اپنے بالوں اور

ناخنوں میں سے کوئی چیز ہرگز نہ کاٹے۔ یہاں تک کہ وہ قربانی

کرے۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الاضنامی باب نہی من دخل علیہ عشر ذی الحجہ۔

اللُّغَاتُ: ذبَح: ذبیحہ چوپایوں سے۔ ملا یا خزن: وہ نہ کٹوائے۔

فوائد: (۱) جو آدمی قربانی کرنا چاہتا ہو تو عشرہ ذی الحجہ داخل ہونے کے بعد وہ اپنے بال و ناخن نہ کٹوائے۔ کٹوانے میں کراہت ہے۔

اس میں تو حکمت یہ ہے کہ مغفرت کے تمام اجزاء کو شامل ہو جائے۔ جب وہ قربانی کرے جیسا کہ حج کی قربانی ہوتی ہے جب بال و ناخن

کاٹنے کی ضرورت پڑ جائے بیماری یا زخم تو کراہت زائل ہو جائے گی۔

۳۱۲: بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْحَلْفِ

بِمَخْلُوقٍ كَالنَّبِيِّ وَالْكَعْبَةِ

وَالْمَلَائِكَةِ وَالسَّمَاءِ وَالْأَبَاءِ

وَالْحَيَاةِ وَالرُّوحِ وَالرَّأْسِ وَنِعْمَةٍ

السُّلْطَانِ وَتُرْبَةِ فُلَانٍ وَالْأَمَانَةِ

وَهِيَ مِنْ أَشَدِّهَا نَهْيًا

بَابُ: مخلوقات کی قسم

جیسے پیغمبر، کعبہ، ملائکہ، آسمان

باپ، دادا، زندگی، روح

سر، بادشاہ کی نعمت اور فلاں فلاں مٹی

یا قبر، امانت وغیرہ ممنوع ہے۔ امانت و قبر کی تو ممانعت

سب سے بڑھ کر ہے

۱۷۰۹: عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَنْهَاكُمْ أَوْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ، فَمَنْ كَانَ خَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللَّهِ أَوْ لِيَصْمُتْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِي رِوَايَةٍ فِي الصَّحِيحِ: فَمَنْ كَانَ خَالِفًا فَلَا يَحْلِفْ إِلَّا بِاللَّهِ، أَوْ لِيَسْكُتْ.

۱۷۰۹: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا کہ تم اپنے باپوں کی قسم اٹھاؤ جس کو بھی قسم اٹھانی ہو تو وہ اللہ کی قسم اٹھائے یا خاموش رہے۔ (بخاری و مسلم)

بخاری کی ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں۔ جو شخص قسم اٹھانا چاہتا ہو وہ نہ قسم اٹھائے مگر اللہ ہی کی یا خاموش رہے۔

تخریج: زیوہ البخاری فی الایمان باب لا تدخلوا بابائکم و فی الشهادات وغیرہا و مسلم فی الایمان باب النہی عن الحلف بغير الله تعالى و الروایۃ الثانیۃ عند مسلم فی الایمان و النذر.

الذخائر: تحلفوا یہ حلف سے ہے اور قسم کو کہتے ہیں۔ لیصمت: وہ خاموش رہے اور دوسری روایت اس کی وضاحت کر رہی ہے۔ فوائد: (۱) قسم فقط اللہ تعالیٰ کے نام ہی کی ہو سکتی ہے یا اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے کسی صفت کی مثلاً قدرت، علم وغیرہ۔ (۲) تمام مخلوق کی قسم حرام ہے قسم خاص قسم کی تعظیم ہے اور وہ خاص تعظیم اللہ تعالیٰ ہی کے لائق ہے۔

۱۷۱۰: حضرت عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بتوں کی قسمیں مت اٹھاؤ اور نہ اپنے باپوں کی"۔ (مسلم)

الطواغی جمع طاغیۃ: بہت اور اسی کے بارے میں حدیث ہے۔ ہذہ طاغیۃ دوس کہ یہ دوس کا بت اور معبود ہے۔

مسلم کے علاوہ روایت میں طواغیت کا لفظ ہے جس کا واحد طاغوت ہے اس کا معنی شیطان اور بت ہے۔

۱۷۱۰: عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَحْلِفُوا بِالطَّوَاغِي وَلَا بِآبَائِكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

"الطَّوَاغِي" جَمْعُ طَاغِيَةٍ، وَهِيَ الْأَصْنَامُ - وَمِنْهُ الْحَدِيثُ: "هَذِهِ طَاغِيَةُ دَوْسٍ: "أَيُ صَنَّتْهُمْ وَمَعْبُودُهُمْ - وَرَوَى فِي غَيْرِ مُسْلِمٍ - "بِالطَّوَاغِيَةِ" جَمْعُ طَاغُوتٍ، وَهُوَ الشَّيْطَانُ وَالصَّنَمُ.

تخریج: زیوہ مسلم فی کتاب الایمان باب من حلف باللات والعزى

**اللَّغَائِثُ** : الطواغی: صاحب نہایہ فرماتے ہیں کہ طواغی سے مراد کفر و سرکشی میں بہت بڑھے ہوئے وہ سردارانِ شرک و کفر ہیں۔ الطاغوت: ہر باطل کو کہا جاتا ہے۔

**فوائد:** (۱) باپ دادا سردار اصنام اور جوان کے مشابہہ باطل چیزیں ہیں ان کی قسم اگر تعظیم کی نیت سے ہو تو حرام و کفر ہے خاص طور پر جن کو مقدس قرار دے کر ان کی عبادت کی جاتی ہے۔

۱۷۱۱: وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "مَنْ حَلَفَ بِالْأَمَانَةِ فَلَيْسَ مِنَّا" تَحْدِيثٌ صَحِيحٌ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ۔  
۱۷۱۲: حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے امانت کی قسم اٹھائی وہ ہم میں سے نہیں"۔ (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی الایمان و النذر باب کراہیۃ الحلف بالامانۃ۔

**اللَّغَائِثُ** : الامانۃ: علامہ ابن عسلاں فرماتے ہیں اس سے مراد فرائض اسلام نماز حج وغیرہ ہیں۔ فلیس منّا: وہ ہمارے طریقے کا پیروکار نہیں۔

**فوائد:** (۱) امانت کی قسم اٹھانا حرام ہے علامہ ابن عسلاں فرماتے ہیں کہ امام سیوطی نے امام خطابی سے نقل کیا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ قسم اللہ تعالیٰ کے نام سے منعقد ہوتی ہے یا اس کی صفات سے امانت ان صفات میں سے نہیں بلکہ یہ اس کے احکام میں سے ایک حکم ہے اور فرائض میں سے ایک فرض ہے۔ اس لئے اس سے روکا گیا کہ اس کا حلف اس کو اسماء باری تعالیٰ کے برابر نہ ظاہر کرے۔ (۲) امام ابوحنیفہ اور ان کے شاگردوں رحمہم اللہ نے فرمایا کہ اگر کسی نے اس طرح قسم کھائی و امانۃ اللہ کہ اللہ کی امانت کی قسم تو یہ قسم بن جائے گی اور توڑنے پر کفارہ لازم ہوگا۔ امام شافعیؒ نے فرمایا کہ نہ یہ قسم بنے گی اور نہ کفارہ ہوگا۔

۱۷۱۲: وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ حَلَفَ فَقَالَ: "إِنِّي بَرِيءٌ مِّنَ الْإِسْلَامِ" فَإِنْ كَانَ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ، وَإِنْ كَانَ صَادِقًا فَلَنْ يَرْجِعَ إِلَى الْإِسْلَامِ سَالِمًا" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ۔  
۱۷۱۳: حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ ہی کی روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے یہ قسم اٹھائی کہ میں اسلام سے بیزار ہوں پس اگر وہ جھوٹا ہے تو اس طرح ہو گیا جس طرح اس نے کہا۔ اگر وہ سچا ہے تو پھر اسلام کی طرف ہرگز صحیح سالم نہیں لوٹے گا"۔ (ابوداؤد)

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی الایمان و النذور، ماجاء فی ان الحلف بالبراءۃ۔

**اللَّغَائِثُ** : فقال انی بریء من الاسلام: اگر بات اس طرح نہ ہو یا اگر میں ایسا نہ کروں تو میں اسلام سے بری۔ فہو کما قال: وہ اسلام سے بیزار ہو چکا کیونکہ اس نے قصد ایسا کیا۔ سالمًا: اسلام میں خلل کی وجہ سے۔

**فوائد:** (۱) ان الفاظ اور اسی طرح کے الفاظ سے قسم اٹھانا ممنوع ہے مثلاً اس طرح کہے اگر وہ ایسا کرے تو وہ کافر ہے۔ وہ فلاں دین میں ہے اگر اس طرح ہو۔ علماء نے فرمایا اگر اس نے یہ قسم اٹھائی اور کفر کا پختہ ارادہ کیا تو جس چیز سے اس نے معلق کیا اگر وہ پیش آگئی تو وہ فی الحال کافر ہے اور اگر اس نے قسم اٹھائی ہوئی چیز سے ہمیشہ کیلئے باز رہنا مقصود ہے اور کوئی مقصد نہیں کافر نہ ہوا۔ لیکن یہ لفظ بہت برا ہے اس سے استغفار کرنا ضروری ہے۔ اسلام خلل پہنچ جانے کے سبب سے اصلاح کے لئے شہادتین کا اقرار مستحب ہے۔ (۲) امام شافعیؒ نے فرمایا یہ قسم نہیں اور نہ اس پر کفارہ ہے البتہ کہنے والا گنہگار ہے۔ دوسرے علماء نے فرمایا کیونکہ یہ کفر ہے اس لئے تجبید اسلام ضروری ہے۔

۱۷۱۳: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا يَقُولُ: لَا وَالْكُفَّةِ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: لَا تَحْلِفُ بِغَيْرِ اللَّهِ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللَّهِ فَقَدْ كَفَرَ أَوْ أَشْرَكَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ وَفَسَّرَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ قَوْلَهُ "كَفَرَ أَوْ أَشْرَكَ" عَلَى التَّغْلِیْظِ، كَمَا رَوَى أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "الرِّيَاءُ شُرْكٌ"۔

۱۷۱۳: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک آدمی کو یہ کہتے سنا کعبہ کی قسم! آپ نے اسے فرمایا کہ غیر اللہ کی قسم مت اٹھاؤ۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "جس نے غیر اللہ کی قسم اٹھائی اس نے کفر کیا یا شرک کیا"۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔

بعض علماء نے کفر یا شرک کو تغلیظ ( سخت تنبیہ ) قرار دیا جیسا کہ دوسری روایت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ریاء کو شرک فرمایا۔

**تخریج:** رواہ الترمذی فی الایمان و النذور، باب ما جاء فی کراہیۃ الحلف بغير الله۔

**اللَّغَاظَاتُ:** کما روى..... الخ۔ کہ ریاء گناہ ہے مگر ایمان سے خارج نہیں کرتا لیکن نفرت دلانے کے لئے شرک سے تعبیر کیا گیا۔  
**فوائد:** (۱) غیر اللہ اور اس کی صفات کی قسم ممنوع ہے۔ اس نبی میں جہاں حدیث میں مذکورہ چیزیں داخل ہیں وہاں شرف اولاد و رحمت والد وغیرہ بھی شامل ہیں۔ جس طرح کے مقدس مقامات اور مقدس ہستیاں انبیاء اور صالحین شامل ہیں۔ (۲) جس نے غیر اللہ اور اس کی صفات کے قسم اٹھائی اور اعتقاد و ارادہ مخلوق تعظیم کا کیا جس طرح کے اللہ تعالیٰ کی تعظیم کی جاتی ہے تو اس نے کفر کیا۔ ظاہر حدیث کا یہی محل ہے۔

### ۳۱۵: بَابُ تَغْلِيْظِ الْيَمِيْنِ

#### الْكَاذِبَةُ عَمَدًا

۱۷۱۴: عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "مَنْ حَلَفَ عَلَى مَالٍ أَمْرِيٍّ مُسْلِمٍ بِغَيْرِ حَقِّهِ لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضَبَانُ" قَالَ: لَمْ قَرَأْ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِصْدَاقَهُ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: "إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا" إِلَى آخِرِ الْآيَةِ - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۱۴: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس آدمی نے کسی کے مال پر ناحق قسم اٹھائی وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر ناراض ہوں گے"۔ عبداللہ کہتے ہیں کہ پھر آپ نے اس کی تصدیق میں کتاب اللہ کی یہ آیت پڑھی: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا﴾ "بے شک وہ لوگ جو اللہ کے عہد اور اپنی قسموں پر تھوڑا مول خریدتے ہیں....." (آل عمران)۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی المآقاۃ باب الخصومة فی البشر و كذلك فی الایمان و مسلم فی الایمان، باب وعید من اقتطع حق مسلم

**اللَّغَاظَاتُ:** بغیر حقہ ناحق قسم اٹھائی تاکہ اس سے مسلمان کا مال حاصل کرے۔ غضبان: انتقام لینا۔ مصداقہ: جس پر وہ صادق آئے۔

۱۷۱۵: وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ إِيَّاسِ بْنِ ثَعْلَبَةَ الْحَارِثِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "مَنْ اقْتَطَعَ حَقَّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ بِيَمِينِهِ فَقَدْ أَوْجَبَ اللَّهُ لَهُ النَّارَ، وَحَرَّمَ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: وَإِنْ كَانَ شَيْئًا يَسِيرًا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: "وَإِنْ كَانَ قَضِيًّا مِنْ أَرَاكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۷۱۶: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو ابْنِ الْعَاصِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "الْكَبَائِرُ: الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ وَالْيَمِينِ الْغَمُوسُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۷۱۵: حضرت ابو امامہ ایاس بن ثعلبہ حارثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے کسی مسلمان کا حق قسم کے ساتھ مارا پس اللہ نے اس کے لئے آگ کو واجب کر دیا اور جنت کو حرام کر دیا۔" ایک آدمی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! خواہ معمولی چیز بھی ہو؟۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "خواہ پیلو کے درخت کی شاخ ہی کیوں نہ ہو۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الایمان باب وعید من اقتطع مسلم یمینہ۔

اللُّغَاتُ: اقْتَطَعَ: لینا۔ مسلم: مسلمان اور اس کا حلیف۔ یمینہ: جھوٹی قسم جس کو وہ خود جھوٹا سمجھتا ہے۔ قضیہ: نہیں۔ اراک: پیلو کا درخت۔

۱۷۱۶: حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بڑے گناہ یہ ہیں: "اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی، کسی جان کو قتل کرنا اور جھوٹی قسم اٹھانا۔" (بخاری)

۱۷۱۶: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو ابْنِ الْعَاصِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "الْكَبَائِرُ: الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ وَالْيَمِينِ الْغَمُوسُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

اور ان ہی کی ایک روایت ہے کہ ایک دیہاتی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ بڑے گناہ کون سے ہیں؟ آپ نے فرمایا: "اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا۔" اس نے پوچھا پھر کیا؟ آپ نے جواب دیا: "جھوٹی قسم۔" اس نے سوال کیا: جھوٹی قسم کیا ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا: "وہ قسم کہ جو کسی مسلمان کا مال لینے کے لئے اٹھائے۔" (مسلم) یعنی ایسی قسم جس میں وہ جھوٹا ہو۔

وَفِي رَوَايَةٍ لَهُ: أَنَّ أَعْرَابِيًّا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا الْكَبَائِرُ؟ قَالَ: "الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ" قَالَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: "الْيَمِينُ الْغَمُوسُ؟" قَالَ: وَمَا الْيَمِينُ الْغَمُوسُ؟ قَالَ: "الَّذِي يَقْطَعُ مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ" يَعْنِي بِيَمِينٍ هُوَ فِيهَا كَاذِبٌ۔

تخریج: رواہ البخاری فی الایمان و النذور باب الیمین الغموس وفی غیرہ من الکتاب۔

اللُّغَاتُ: الیمین الغموس: جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھانا اس کا نام اس لئے ہے کیونکہ اس کا کرنے والا گناہ میں غوطہ زنی کرتا ہے۔ قلت: اس کے کہنے والے عبد اللہ بن عمر ہیں۔ الذی یقطع: وہ قسم جو قطع کرے۔

فَوَافِد: جان بوجھ کر جھوٹی قسم حرام ہے اور اس سے بچنا چاہئے خاص کر جب کہ لوگوں کا مال ناجائز طریقہ سے کھانے کے لئے ہو یا صاحب حقوق تلف کرنے کے لئے ہو۔ (۲) جھوٹی قسم ان کبیرہ گناہوں سے ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سخت عذاب کا باعث ہیں اور یہ شرک باللہ، قتل نفس اور والدین کی نافرمانی وغیرہ گناہ کی صف میں ہیں۔ کیونکہ ان میں سے ہر ایک ظلم، باطل اور حقوق کا ضیاع ہے (۳) یمین غموس پر کفارہ کے سلسلہ میں شوافع کفارہ کو لازم کرتے ہیں جبکہ احناف کسی قسم کے کفارہ کے قائل نہیں البتہ جھوٹ ہونے کی وجہ سے توبہ اور حق والوں کو ان کے حقوق لوٹانے کو لازم قرار دیتے ہیں۔



۳۱۶: بَابُ نَذْبٍ مَنْ حَلَفَ عَلَى

يَمِينٍ فَرَأَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا أَنْ

يَفْعَلَ ذَلِكَ الْمُحْلُوفَ عَلَيْهِ ثُمَّ

يُكْفِرُ عَنْ يَمِينِهِ!

بَابُ: جو آدمی کسی بات پر قسم اٹھائے پھر دوسری صورت

میں اس سے بہتر پائے تو وہ اختیار کر لے

اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دے

یہی مستحب ہے

۱۷۱۷: عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ:

قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "وَإِذَا حَلَفْتَ عَلَى

يَمِينٍ فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَأَبِ الدُّيْ

هُوَ خَيْرٌ وَكَفِّرْ عَنْ يَمِينِكَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۷۱۷: حضرت عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کوئی قسم اٹھاؤ اور پھر

دوسری چیز کو اس سے زیادہ بہتر پائو تو اس کو کر لو جو کہ بہتر ہے

اور اپنی قسم کا کفارہ دے دو۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الایمان باب قول اللہ ﷻ لا یواخذکم اللہ باللغو و مسلم فی کتاب الایمان باب مذہب

من حلف یمیناً فرأى.. النسخ وانظره فی باب النہی عن طلب الامارة رقم ۶۷۴/۱

اللُّغْزَانِ: "وَإِذَا حَلَفْتَ عَلَى يَمِينٍ: واو کے ساتھ ذکر کیا تا کہ معلوم ہو کہ یہ ماقبل حدیث کا جزء ہے۔ والحلف قسم یہ لفظ تاکید

کے لئے لائے ابن مالک رحمۃ اللہ نے فرمایا یمین مقسم بہ اور مقسم علیہ کے مجموعہ کو کہتے ہیں لیکن یہاں مراد مقسم علیہ ہے

گویا کل بول کر جزء مراد لیا گیا۔ غیرہا قسم کو پورا کرنے کی بجائے دوسرا فعل اور یہی مقسم علیہ ہے۔ فات: تم کرو۔ کفر: کفارہ ادا

کرو عنقریب وضاحت آئے گی۔ لغة: کفر اللہ کا معنی گناہ کا مٹانا ہے۔ اس کو کفارہ اس لئے کہتے ہیں کیونکہ قسم ٹوٹنے والے گناہ کا یہ مٹانے

والا بن گیا۔ حنث بالیمین: کا معنی قسم توڑنا۔

۱۷۱۸: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ

فَرَأَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَلْيُكْفِرْ عَنْ يَمِينِهِ

وَلْيَفْعَلِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۷۱۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا: "جس نے کسی بات پر قسم اٹھائی پھر دوسری بات کو

اس سے زیادہ بہتر پایا تو اسے چاہئے کہ اپنی قسم کا کفارہ دے اور وہ

کام کرے جو کہ زیادہ بہتر ہو"۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الایمان باب قوله تعالى: ﴿لَا يُوَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ...﴾

۱۷۱۹: عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "إِنِّي وَاللَّهِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ

لَا أَحْلِفُ عَلَى يَمِينٍ ثُمَّ أَرَى خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا

كَفَرْتُ عَنْ يَمِينِي وَأَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ"

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۷۱۹: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بے شک اللہ کی قسم! اگر اللہ نے

چاہا تو میں ایسی چیز پر قسم نہ اٹھاؤں گا کہ پھر میں اس سے بہتر پالوں تو

میں اپنی قسم کا کفارہ دے دوں گا اور وہ کام کروں گا جو زیادہ بہتر

ہے"۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الایمان باب قول اللہ ﷻ لا یواخذکم اللہ باللغو و مسلم فی کتاب الایمان

باب قوله تعالى: ﴿لَا يُوَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ...﴾

۱۷۲۰: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "لَا يَلْجُ أَحَدُكُمْ فِي يَمِينِهِ فِي أَهْلِهِ اِثْمٌ لَهُ عِنْدَ اللَّهِ تَعَالَى مِنْ أَنْ يُعْطِيَ كَفَّارَتَهُ الَّتِي فَرَضَ اللَّهُ عَلَيْهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۲۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر کوئی آدمی اپنے گھر والوں کے بارے میں قسم پر اڑا رہے تو وہ اللہ کے ہاں اس سے زیادہ گناہ کا باعث ہے کہ وہ اپنی قسم توڑ کر اس کا کفارہ ادا کر دے جو اللہ نے اس پر فرض کیا۔" (بخاری و مسلم)

قَوْلُهُ "يَلْجُ" بِفَتْحِ اللَّامِ وَتَشْدِيدِ الْجِيمِ: ائْتَى بَتَمَادِي فِيهَا وَلَا يُكْفَرُ - وَقَوْلُهُ: "اِثْمٌ" هُوَ بِالنَّاءِ الْمُثَنَّى: ائْتَى أَكْثَرُ اِثْمًا۔

يَلْجُ: لام کے فتح اور جیم کی شد کے ساتھ یعنی وہ اس میں اصرار کرے اور اس کا کفارہ نہ دے۔

اِثْمٌ: گناہ میں زیادہ۔ یہ لفظ ثناء مثلاً کے ساتھ ہے۔

تخریج: رواہ البخاری فی فاتحة الكتاب الايمان و مسلمہ فی الايمان باب الاصرار علی اليمين۔

اللَّحْنَانِ: يلج: علامہ عاقول فرماتے ہیں کہ۔ کا معنی یہ ہے کہ کسی چیز پر آدمی قسم کھالے اور پھر دوسرا فعل اس سے بہتر پائے مگر پھر بھی قسم پر قائم رہے اور نہ توڑے اور نہ کفارہ دے۔ ابن عسلاں فرماتے ہیں کہ وہ قسم کا مقررہ کفارہ ادا کرے جو قسم توڑنے پر لازم آتا ہے۔

فوائد: (۱) اس وقت قسم توڑ دینے کا حکم دیا گیا جبکہ دوسرا عمل اس سے زیادہ بہتر ہو اور یہ حکم مقسم علیہ کے اعتبار سے مختلف ہوگا مثلاً اگر اس نے واجب کو چھوڑنے کی قسم اٹھائی یا فعل حرام کرنے کی قسم اٹھائی تو ایسی قسم کو توڑنا فرض ہے۔ اگر کسی مستحب کے ترک یا مکروہ کے کرنے کی قسم اٹھائی تو قسم توڑنا مستحب ہے اور اگر مباح کے چھوڑنے کی قسم اٹھائی تو قسم توڑنا مناسب ہے۔ (۲) جب قسم توڑ دی تو کفارہ لازم ہو گیا۔ قسم توڑنے سے پہلے کفارہ دینے سے ادا ہوگا یا نہیں۔ ابو حنیفہ فرماتے ہیں پہلے کفارہ دینا جائز نہیں کیونکہ وہ واو جو ان احادیث میں وارد ہوئی جن میں کفارے کا ذکر ہے وہ ترتیب کے لئے نہیں اور قسم توڑنا کفارے کا سبب ہے۔ مسبب سبب سے پہلے نہیں ہوتا۔ جمہور علماء نے فرمایا احادیث کے ظاہر پر عمل کرتے ہوئے کفارہ پہلے دینا بھی جائز ہے کیونکہ اصل سبب قسم ہے اور وہ پہلے منعقد ہو چکا۔ پس تقدیم سبب لازم نہ آیا امام شافعی فرماتے ہیں اگر کفارہ صوم سے ہو تو تقدیم جائز نہیں ورنہ جائز ہے۔ (۳) اگر آدمی قسم پر اصرار کر کے باوجود یکہ دوسری صورت افضل ہو تو یہ محض ضد بازی اور گناہ میں اضافہ ہے۔ (۴) امور شرعیہ رسول اللہ ﷺ کے طریقہ کو اپنانا چاہئے۔

بَابُ: لغو قسمیں معاف ہیں

اور اس پر کوئی کفارہ نہیں

لغو قسم وہ ہے جو بلا قصد زبان پر جاری ہو

مثلاً

لَا وَاللَّهِ، بَلَى وَاللَّهِ وَغَيْرِهِ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ لغو قسموں کے بارے میں تمہارا مواخذہ نہیں فرمائے گا لیکن ان قسموں کے بارے میں وہ مواخذہ

۳۱۷: بَابُ الْعَفْوِ عَنْ لُغْوِ الْيَمِينِ

وَأَنَّهُ لَا كَفَّارَةَ فِيهِ وَهُوَ مَا يَجْرِي

عَلَى اللِّسَانِ بِغَيْرِ قَصْدِ الْيَمِينِ

كَقَوْلِهِ عَلَى الْعَادَةِ لَا وَاللَّهِ، وَبَلَى

وَاللَّهِ وَنَحْوِ ذَلِكَ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ وَلَكِنْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُمْ

الْإِيمَانُ فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشْرَةِ مَسَاكِينَ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعَمُونَ أَهْلِيكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ ذَلِكَ كَفَّارَةُ أَيْمَانِكُمْ إِذَا حَلَفْتُمْ وَاحْفَظُوا أَيْمَانَكُمْ [المائدة: ۸۹]

فرمائیں گے جو تم مضبوطی سے باندھ لو پس اس کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا درمیانے درجے کا جو تم کھاتے ہو یا ان کے کپڑے یا گردن کا آزاد کرنا پس جو شخص نہ پائے تو تین دن کے روزے رکھے یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب تم قسمیں اٹھا لو اور تم اپنی قسموں کی حفاظت کرو۔ (المائدہ)

**حل الایات:** لایؤاخذکم تمہیں سزا نہیں دیتے اور کفارے کا مطالبہ نہیں کرتے۔ باللغو فی ایمانکم: لغو ایسی کلام جو ناقابل اعتبار ہو۔ یمین لغو: کسی بات پر اپنے کو سچا گمان کر کے قسم اٹھانا مگر واقعہ میں وہ جھوٹا ہو۔ یا اس کی زبان پر قسم کا لفظ بلا قصد جاری ہو۔ عقدتم الایمان: قصداً جو قسمیں پکی کی ہیں۔ اس کو فقہاء یمین منعقدہ کہتے ہیں اور وہ مستقبل میں کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کی قسم کھاتا ہے۔ من اوسط ما تطعمون اہلیکم: درمیانی قسم کا کھانا درمیانے درجے کا کھانا۔ جیسا تم اپنے اہل و عیال کو بغیر بخل اور بغیر اسراف و فضول خرچی کھلاتے ہو۔ تحریر رقبہ: غلام کا آزاد کرنا۔ اذا حلفتم: جب قسم کھا لو۔ واحفظوا ایمانکم: اس کی حفاظت کرو کہ ہر بات پر قیام مت اٹھاؤ جب قسم اٹھاؤ تو پوری کرو جس حد تک ممکن ہو اور جب ٹوٹ جائے تو کفارہ دو۔

۱۷۲۱: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَنْزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: لَا يُوَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ، فِي قَوْلِ الرَّجُلِ: لَا وَاللَّهِ وَبَلَى وَاللَّهِ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۱۷۲۱: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آیت: ﴿لَا يُوَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ﴾ ”اللہ تعالیٰ لغو قسموں کے بارے میں تمہارا مواخذہ نہیں فرمائے گا“ ایک آدمی کے بارے میں اتری۔ جو بات بات پر لا واللہ بلی واللہ بھی کہتا تھا۔ (بخاری)

**تخریج:** رواہ البخاری فی تفسیر سورة المائدة، باب ﴿يَا أَيُّهَا الرُّسُولُ بَطَغَ مَا نَزَّلَ إِلَيْكَ﴾.

**اللغوات:** لا واللہ وبلی اللہ: یعنی اسی طرح کے الفاظ جو عام زبانوں پر بلا قصد جاری ہوتے ہیں۔

**فوائد:** (۱) آیت کے فوائد ملاحظہ ہوں (۲) قسم کی تین قسمیں ہیں:

(۱) الغموس: جھوٹی قسم جان بوجھ کر کھانا اس کا حکم ذکر کر دیا۔ (ب) اللغو: جس میں نہ گناہ ہے اور نہ کفارہ بلا قصد زبان پر آنے والی قسمیں۔ (ج) المنعقدہ: وہ جس کا اٹھانے والے مستقبل میں کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کی قسم اٹھائے۔ اگر یہ قسم توڑ دی جائے تو کفارہ لازم ہے۔ کفارہ (اذل) تین چیزیں ہیں (۱) دس مساکین کو دو وقت کا کھانا (ب) دس مساکین کے کپڑے (ج) ایک گردن آزاد کرنا تین او کے لفظ کے ساتھ آئے جو تنخیر کے لئے آتا ہے۔ (دوم) اگر ان تین کاموں سے عاجز ہو جائے تو تین دن کے روزے روزہ صرف اس وقت جائز ہے جب کہ وہ کھانا کھلائے یا کپڑے دینے یا گردن آزاد کرنے سے عاجز ہو جائے۔ ان روزوں میں متابع جمہور کے نزدیک شرط نہیں۔ البتہ احناف کے نزدیک شرط ہے۔ کپڑے کی مقدار عند الشوافع جس کو کپڑا کہہ سکیں مثلاً قمیص یا پاجامہ اور احناف کے نزدیک عرف میں جسکو کپڑا کہا جائے اور وہ ہے جس سے جسم کا اکثر حصہ ڈھنپ جائے اور حنابلہ مالکیہ کے نزدیک اتنی مقدار جس میں نماز صحیح ہو سکتی ہو۔

بَابُ: خَرِيدٍ وَفِرْوختٍ فِي قِسْمِ اُٹھانا مکروہ ہے

خواہ وہ سچی ہی کیوں نہ ہو

۲۱۸: بَابُ كَرَاهَةِ الْحَلْفِ فِي الْبَيْعِ

وَأَنْ كَانَ صَادِقًا

۱۷۲۲: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "الْحَلْفُ مَنَفَقَةٌ لِلْسِّلْعَةِ، مَمْحَقَةٌ لِلْكَسْبِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۷۲۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "قسم سودے کے لئے تو (اگرچہ) فائدہ مند ہے لیکن کمائی کی برکت کو مٹانے والی ہے۔" (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی البیوع، باب یمحق اللہ الربا و یربى الصدقات و مسلم فی البیوع، باب النہی عن الحلف فی البیع۔

**اللُّغَاتُ:** مَنَفَقَةٌ لِلْسِّلْعَةِ: بکری کا سبب ہے۔ السِّلْعَةُ: سامان۔ مَمْحَقَةٌ: کم کرنے اور برکت مٹانے والا۔ الْكَسْبُ: نفع۔ والبرکة: اضافہ اور بڑھوتری۔

۱۷۲۳: وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "إِنَّا كُمْ وَكَثْرَةُ الْحَلْفِ فِي الْبَيْعِ، فَإِنَّهُ يَنْفِقُ ثُمَّ يَمْحَقُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۷۲۳: حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "خريد و فروخت میں زیادہ قسمیں اٹھانے سے اپنے آپ کو بچاؤ پس سودہ تو زیادہ بکتا ہے لیکن اس سے برکت مٹ جاتی ہے۔" (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی البیوع، باب النہی عن الحلف فی البیع۔

**فوائد:** (۱) معاملات میں قسم اٹھانے سے بچنے کی تاکید کی گئی اور اس کو اللہ تعالیٰ کی ذات کو اپنے سامان کی فروخت کا آلہ کار بنانے کے مترادف قرار دیا گیا اور حصول نفع اور دنیا کے قلیل سامان کے لئے ذات باری تعالیٰ کو استعمال کرنا لازم آتا ہے (۲) معاملات میں جی قسم اٹھانا مکروہ ہے۔ جھوٹی قسم حرام کبیرہ گناہ اور یمین غموس ہے۔

۳۱۹: بَابُ كَرَاهَةِ أَنْ يُسَالَ

بَابُ: اس بات کی کراہت کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کا واسطہ

الْإِنْسَانَ بِوَجْهِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ غَيْرَ

دے کر آدمی جنت کے علاوہ اور چیز مانگے اور اس بات

الْجَنَّةِ وَكَرَاهَةِ مَنْعٍ مَنْ سَأَلَ بِاللَّهِ

کی کراہت کہ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر مانگنے والے کو مسترد

تَعَالَى وَتَشَفَّعَ بِهِ

کر دیا جائے

۱۷۲۴: عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَا يُسَالُ بِوَجْهِ اللَّهِ إِلَّا

الْجَنَّةُ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

۱۷۲۴: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ کی ذات کا واسطہ دے کر جنت کے سوا

اور کوئی چیز نہ طلب کی جائے۔" (ابوداؤد)

**تخریج:** رواہ داؤد فی الزکاة، باب کراہیۃ المسائۃ بوجہ اللہ تعالیٰ۔

**اللُّغَاتُ:** لَا يُسَالُ: نہ مانگے۔ بوجہ اللہ: اللہ کا واسطہ دے کر مثلاً اس طرح کہے میں اللہ کا واسطہ دے کر فلاں چیز مانگتا ہوں۔

**فوائد:** (۱) دنیاوی غرض حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دینا مکروہ ہے (۲) اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیکر آخرت کی ہر نعمت مانگنی

جائز ہے۔

۱۷۲۵: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَنْ اسْتَعَاذَ بِاللَّهِ فَأَعِذُوهُ، وَمَنْ سَأَلَ بِاللَّهِ فَأَعْطُوهُ وَمَنْ دَعَاكُمْ فَأَجِيبُوهُ وَمَنْ صَنَعَ إِلَيْكُمْ مَعْرُوفًا فَكَافِرُوهُ، فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا مَا تَكْفِرُوهُ بِهِ فَادْعُوا لَهُ حَتَّى تَرَوْا أَنَّكُمْ قَدْ كَفَّاتُمُوهُ“ حَدِيثٌ صَحِيحٌ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ بِإِسْنَادٍ

۱۷۲۵: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو اللہ کے واسطے سے پناہ طلب کرے اس کو پناہ دے دو۔ جو اللہ کا نام لے کر سوال کرے اس کو دو اور جو تمہیں دعوت دے اسے قبول کرو۔ جو تمہارے ساتھ احسان کرے تم اس کا بدلہ دو اگر تم میں اس کا بدلہ دینے کی طاقت نہ ہو اس کے لئے دعا کرو۔ یہاں تک کہ یقین کر لو اس کا بدلہ تم نے ادا کر لیا۔“ (ابوداؤد اور نسائی)

صحیحین کی سندوں کے ساتھ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی اواخر الزکاة باب عطیة من سأل بالله عزوجل والنسائی فی الزکاة باب من سأل بالله عزوجل۔ اللُّغَاتُ: اسعاد: اللہ تعالیٰ کا نام لے کر پناہ طلب کی یا کسی چیز سے بچنے کا سوال کیا۔ فاعیذوہ: اس کو پناہ دو۔ صنع: کرے۔ معروفا: احسان ہر طرح کا۔ کافروہ: اس کا بدلہ اسی قسم کے احسان یا اس سے بہتر احسان سے دو۔

فوائد: (۱) جو اللہ تعالیٰ کا نام لے کر پناہ یا حمایت طلب کرے اس کو پناہ دے دو۔ (۲) اللہ تعالیٰ کا نام لے کر سوال کرنے والے جو سؤل متعلق جس طرح کا علم ہے اس کا حکم اسی کے مطابق ہے۔ اگر وہ جانتا ہے کہ سؤل سے جب اللہ تعالیٰ کا نام لے کر مانگا جائے گا تو اسکے رونگٹے کھڑے ہو جائیں گے اور وہ جلد دے گا اور اللہ تعالیٰ کے قرب کو غنیمت سمجھے گا تو سوال جائز ہے۔ اگرچہ اس قسم کا سوال نہ کرنا بہتر ہے کیونکہ ایک دنیوی غرض کے لئے وہ اللہ تعالیٰ کا نام استعمال کر رہا ہے اور اگر وہ سمجھتا ہے کہ وہ اللہ کے نام سے سوال سے منہ منوڑ لے گا اور اکتا جائے گا اور سوال کا رد کرنا بالکل ممکن ہے تو ایسے شخص سے سوال حرام ہے۔ (۳) جس سے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر کوئی چیز مانگی جائے وہ سائل کو رد نہ کرے اور دینے سے باز نہ رہے بلکہ خوشدلی اور شرح صدر سے بغیر کسی بدلے کے دے دے۔ (۴) دعوت کے قبول کرنے کے متعلق مفصل بحث گزر چکی۔ (۵) مسلمانوں کا اخلاق یہ ہے کہ وہ احسان کے مقابلے میں احسان کرے اور احسان کا اعتراف کرے خواہ دعائی کے ساتھ ہو۔

بَابُ: کسی سلطان کو شہنشاہ کہنا حرام ہے

کیونکہ

اس کا معنی بادشاہوں کا بادشاہ ہے

اور غیر اللہ میں یہ وصف نہیں پایا جاتا

۱۷۲۶: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "إِنَّ أَحْسَنَ أَسْمَاءٍ عِنْدَ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ رَجُلٌ نُسِمَى مَلِكُ الْأَمْلَاقِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - قَالَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ مَلِكُ الْأَمْلَاقِ

۱۷۲۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”سب سے زیادہ ذلیل ترین نام اللہ کے ہاں اس شخص کا ہے جس کا نام بادشاہوں کا بادشاہ (یعنی شہنشاہ) رکھا جائے۔“ (بخاری و مسلم) سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ مَلِكُ



الْأَمْلَکِ شَهْنَشَاهِ کی طرح ہے۔

مِثْلُ شَاهَنْشَاهِ۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الادب، باب البغض الاسماء الی اللہ و المسلم فی کتاب الادب، باب تحریم السمی بملک الملوک۔

**اللُّغَاثُ:** اخنع: بہت ذلیل ہے یہ خنوع سے ہے جس کا معنی ذلت ہے۔ تسمی: اس نے اپنا نام رکھا یا دوسروں نے اس کا نام رکھا اور اس کو قرار دیا۔

**فوائد:** (۱) مخلوقات کو عظمت و تقدیس کے اوصاف سے موصوف نہیں کیا جاسکتا جو عظمتیں حق تعالیٰ ہی کے لائق ہیں وہ صفات جو بندے کو وصف ذاتی سے نکال کر اللہ تعالیٰ کی عبودیت اور غلامی میں لانے والی ہیں۔

**بَابُ:** کسی فاسق و بدعتی کو سید و غیرہ

۳۲۱: بَابُ النَّهْيِ عَنْ مُخَاطَبَةِ

کے

الْفَاسِقِ وَالْمُبْتَدِعِ وَنَحْوِهِمَا بِسَيِّدٍ

معزز القاب سے مخاطب کرنا ممنوع ہے

وَنَحْوِهِ

۱۷۲۷: حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”منافق کو سید مت کہو اگر وہ شخص سردار ہو تو تم نے اپنے رب کو ناراض کر دیا۔“ (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

۱۷۲۷: عَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”لَا تَقُولُوا لِلْمُنَافِقِ سَيِّدًا فَإِنَّهُ إِنْ يَكُنْ سَيِّدًا فَقَدْ اسْتَخَطَّمَتْ رَبُّكُمْ عَزَّ وَجَلَّ“ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی الادب، باب لا یقول المملوک ربی و ربی۔

**اللُّغَاثُ:** ان یکن سیراً: دوسروں سے بڑے مرتبہ والا۔ استخطمت: تم نے ناراض کیا۔

**فوائد:** (۱) احترام و قدر کے اوصاف سے منافق کو پکارنا حرام ہے۔ اگر کسی نے عظمت کے الفاظ سے اس کو آواز دی تو اس نے غضب الہی کو دعوت دی کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے دشمن کی تعریف کر رہا ہے جو توہین کا مستحق ہے۔ (۲) فاسق اور کافر، مشرک، ملحد، مبتدع، کتاب و سنت کا مخالف سب کا یہی حکم ہے۔ (۳) احترام اور قدر کا حقدار وہ ہے جو اللہ کے لئے اطاعت سے تواضع کرنے والا اور اس کی حدود کو لازم پکڑنے والا ہے۔

**بَابُ:** بخار کو گالی دینے کی کراہت

۳۲۲: بَابُ كَرَاهَةِ سَبِّ الْحُمَىٰ!

۱۷۲۸: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام سائب یا ام مسیب کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا: ”اے ام سائب تمہیں کیا ہوا یا اے ام مسیب تمہیں کیا ہوا تم کانپ رہی ہو؟“ انہوں نے عرض کیا بخار ہے اللہ اس میں برکت نہ دے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ”تو بخار کو گالی مت دے اس لئے کہ یہ اولاد آدم کی غلطیاں اس طرح دور کرتا ہے جس طرح کہ بھٹی لوہے کے زنگ کو

۱۷۲۸: عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ دَخَلَ عَلَىَّ امِّ السَّائِبِ أَوْ امِّ الْمُسَيْبِ فَقَالَ: ”مَا لِكَ يَا امِّ السَّائِبِ - أَوْ يَا امِّ الْمُسَيْبِ تَزْفَرِينَ؟“ قَالَتِ الْحُمَى لَا بَارَكَ اللَّهُ فِيهَا! فَقَالَ: ”لَا تُسَبِّ الْحُمَى فَإِنَّهَا تَذْهَبُ خَطَايَا بَنِي آدَمَ كَمَا تَذْهَبُ

دور کرتی ہے۔ (مسلم)

تُزْفَرَفَيْنِ: تو تیزی کے ساتھ کانپ رہی ہے۔ یہ لفظ تاء کے پیش زائے مکرر اور فائے مکرر کے ساتھ ہے۔ اور رائے مکرر اور دو قاف کے ساتھ بھی نقل کیا گیا ہے۔

الْكِبَرُ خَبَثُ الْحَدِيدِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

”تُزْفَرَفَيْنِ“ اَيُّ تَتَحَرَّكَيْنِ حَرَكَةً سَرِيعَةً وَمَعْنَاهُ: تَرْتَعِدُ وَهُوَ بِضَمِّ التَّاءِ وَبِالزَّايِ الْمُكَرَّرَةِ وَالْفَاءِ الْمُكَرَّرَةِ، وَرَوَى اَيْضًا بِالرَّاءِ وَالْمُكَرَّرَةِ وَالْقَافَيْنِ۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب البر والصلوٰۃ والادب، باب ثواب المؤمن فیما یصیبه۔

اللُّغَاثَاتُ: الحمی، بخار۔ خطایا: صغیرہ گناہ جو حقوق سے متعلق ہو۔ الکبیر: لاثمی۔ خبث الحديد: لوہے کی خریاں زنگ وغیرہ۔  
ہواند: (۱) تکالیف اور بیماریاں مؤمن کے گناہوں کا کفارہ اور نیکیوں میں اضافہ کرنے والی ہیں۔ (۲) بیماریوں کو گالی دینے کی کراہت ظاہر کی گئی کیونکہ اس میں تقدیر الہی سے بیزارگی کا اظہار ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ بیماریوں کو اپنے اوپر تسلط دے اور علاج معالجہ نہ کرے۔

۳۲۳: بَابُ النَّهْيِ عَنْ سَبِّ الرِّيحِ

وَبَيَانُ مَا يُقَالُ عِنْدَ هُبُوبِهَا

۱۷۲۹: عَنْ أَبِي الْمُنْذِرِ أَبِي ابْنِ كَعْبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَسُبُّوا الرِّيحَ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ مَا تَكْرَهُونَ فَقُولُوا: اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ هَذِهِ الرِّيحِ وَخَيْرِ مَا فِيهَا وَخَيْرِ مَا أَمَرْتُ بِهِ، وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ هَذِهِ الرِّيحِ وَشَرِّ مَا فِيهَا وَشَرِّ مَا أَمَرْتُ بِهِ“ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

بَابُ: ہوا کو گالی دینے کی ممانعت اور اس

کے چلنے کے وقت کیا کہنا چاہئے؟

۱۷۲۹: حضرت ابو منذر رابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: ”تم ہوا کو گالیاں مت دو جب تم وہ چیز دیکھو جس کو تم ناپسند کرتے ہو (یعنی آندھی وغیرہ) تو اس طرح کہو: اَللّٰهُمَّ اَسْئَلُكَ .....“ اے اللہ ہم آپ سے اس ہوا کی بھلائی کا سوال کرتے ہیں جو اس میں ہے اور اس بھلائی کا جس کے لئے اس کو حکم دیا گیا ہے اور اس ہوا کے شر سے ہم تیری پناہ مانگتے ہیں اور جو کچھ اس میں شر ہے۔ اس سے پناہ مانگتے ہیں جس کے لئے اس کا حکم ہوا اس کے شر سے پناہ مانگتے ہیں۔ (ترمذی) حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج: رواہ الترمذی فی الفتن، باب ما جاء فی فضل الفقر۔

اللُّغَاثَاتُ: ماتکرہوں: اس کے تیز چلنے کی وجہ سے جو تم ناپسند کرتے ہو۔ خیر هذا الريح: وہ بھلائی جو اس سے پیدا ہونے والی ہو مثلاً ان بادلوں کا جمع کرنا جن سے بارش ہوتی ہے۔ مافیہا: وہ بھلائی جو اس میں ہے مثلاً کشتیاں چلنا وغیرہ۔ نعوذ: ہم پناہ طلب کرتے ہیں۔ شر هذه الريح: اس کی برائی کیونکہ وہ آندھی یا مہلک ہوا ہے۔ مافیہا: جو اس سے تباہی ہوتی ہے۔ ما امرت به: بحرین کی ہلاکت مثلاً ریح عاد جو جس پر گزری اس کو ریزہ ریزہ کر دیا۔

۱۷۳۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ”ہو اللہ کی رحمت ہے یہ

۱۷۳۰: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: الرِّيحُ

مِنْ رُّوحِ اللَّهِ ، تَأْتِي بِالرَّحْمَةِ وَتَأْتِي  
بِالْعَذَابِ ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوهَا فَلَا تَسُبُّوهَا ،  
وَأَسْأَلُوا اللَّهَ خَيْرَهَا وَاسْتَعِيدُوا بِاللَّهِ مِنْ  
شَرِّهَا ” رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ -  
قَوْلُهُ ﷺ : ” مِنْ رُّوحِ اللَّهِ ” هُوَ بِفَتْحِ  
الرَّاءِ : أَيُ رَحْمَتِهِ بِعِبَادِهِ -

رحمت لاتی اور عذاب کو دور کرتی ہے۔ جب تم اس کو دیکھو تو اس کو  
گالی مت دو اور اللہ سے اس کی خیر مانگو اور اس کے شر سے پناہ  
مانگو۔ (ابوداؤد)  
صحیح سند کے ساتھ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ” مِنْ رُّوحِ اللَّهِ ” راء کے فتح کے  
ساتھ ہے یعنی اللہ کی رحمت جو اس کے بندوں پر ہے۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الادب، باب ما یقول اذا اهاجت الريح۔

۱۷۳۱ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا  
قَالَتْ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا عَصَفَتِ الرِّيحُ  
قَالَ : اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا  
فِیْهَا وَخَيْرَ مَا اُرْسِلَتْ بِهِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ  
شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِیْهَا مَا اُرْسِلَتْ بِهِ ” رَوَاهُ  
مُسْلِمٌ -

۱۷۳۱: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ  
جب ہوا چلتی تو فرماتے: ” اے اللہ! میں اس کی بھلائی کا طالب ہوں  
اور اس چیز کی بھلائی کا جو اس میں ہے اور اس چیز کی بھلائی جس کے  
ساتھ اس کو بھیجا گیا ہے اور اس کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور  
اس کے شر سے جو اس میں ہے اور اس شر سے جس کے ساتھ بھیجا گیا  
ہے۔“ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی صلوٰۃ الاستسقاء، باب التعوذ عند زویۃ الريح۔

اللَّعَنَاتِ : عَصَفَتْ : تیز ہوا چلی۔

فوائد: (۱) کائنات کی ظاہر چیزیں ہوا وغیرہ کو گالی دینا مکروہ حرکت ہے کیونکہ یہ تمام اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع ہیں اس سلسلہ میں جس  
کے لئے ان کی تخلیق ہوئی۔ (۲) کائنات کی نظر آنے والی چیزیں یہ قدرت باری تعالیٰ کی نشانیاں ہیں اور اللہ کی آیات میں سے ہیں۔ ان  
میں خیر و رحمت ان لوگوں کیلئے ہوتی ہے جن کے لئے اللہ تعالیٰ ارادہ فرماتے ہیں اور ان کے لئے بلاکت و تباہی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ عذاب  
دینا چاہیں۔ (۳) کائنات کی ظاہری چیزوں سے جب خوف و خطرہ نظر آئے تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گزر گڑانا اور عاجزی کرنا  
چاہئے۔ (۴) ہواؤں میں بہت سے فوائد پہناں ہیں مثلاً رزق و بدن کی برکت اور ان میں کھلا ہوا شر بھی ہے مثلاً کھیتی و نسل کی بربادی پس  
مسلمانوں کیلئے مناسب یہ ہے کہ اسکے خیر سے نفع اٹھانے کیلئے اللہ تعالیٰ سے سوال کرے اور شر سے حفاظت کا سوال کرے۔ (۵) مستحب  
یہ ہے کہ یہ دعائیں ہوا کے وقت مانگے۔ (۶) مسلمانوں کے لئے مناسب ہی نہیں کہ وہ سب دشتم کرے خواہ کوئی حیوان ہو یا جہاد۔

بَابُ : مَرْنَعِ كُوْغَالِي دِينَ كِي كَرَاهِت

۳۲۴ : بَابُ كَرَاهَةِ سَبِّ الدِّيكِ

۱۷۳۲: حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ” مَرْنَعِ كُوْغَالِي مِت دَوَا س لَے كِه وَه  
نَمَاز كَے لَے جَكَ تَا هَے “۔ (ابوداؤد)  
صحیح سند کے ساتھ۔

۱۷۳۲ : عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ” لَا  
تَسُبُّوا الدِّيكَ فَإِنَّهُ يُوقِظُ لِلصَّلَاةِ ” رَوَاهُ  
أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ -

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الادب باب ما جاء فی الذیك والنبہائم۔

فوائد: (۱) مرغ کو گالی دینے کی کراہت ذکر کی گئی ہے کیونکہ وہ سونے والوں کو بیدار کرتا اور ان کو جگاتا ہے۔ پس وہ نماز و تہجد کی طرف جلد جاتے ہیں۔ (۲) مرغ کی آواز سن کر جنگ پڑنا مکروہ ہے۔ (۳) مسلمان کی شان یہ ہے کہ وہ چیز جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں اس کی معاون ہو اور اس کیلئے خبردار کرتے والی ہو اس کی طرف رغبت کرے۔

## ۳۲۵: بَابُ النَّهْيِ عَنْ قَوْلِ الْإِنْسَانِ

مُطَرْنَا بِنَوءٍ كَذًا

بَابُ: یہ کہنا ممنوع ہے کہ فلاں ستارے

کی وجہ سے ہم پر بارش ہوئی

۱۷۳۳: عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الصُّبْحَ بِالْحَدِيثِ فِي أَثَرِ سَمَاءٍ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلِ - فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ: "هَلْ تَذَرُونَنِي مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟" قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ - قَالَ: قَالَ: أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنٌ بِيْ وَكَافِرٌ ، فَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطَرْنَا بِفَضْلِ اللَّهِ وَرَحْمَتِهِ فَذَلِكَ مُؤْمِنٌ بِيْ كَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ ، وَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطَرْنَا بِنَوءٍ كَذًا وَكَذًا فَذَلِكَ كَافِرٌ بِيْ مُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ " مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۳۳: حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حدیبیہ میں بارش کے بعد صبح کی نماز پڑھائی۔ اس رات بارش ہوئی تھی۔ جب آپ ﷺ نے چہرہ پھیرا تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: "کیا تم جانتے ہو تمہارے رب نے کیا فرمایا؟" انہوں نے کہا اللہ اور اس کے رسول ﷺ اچھی طرح جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ نے فرمایا ہے کہ میرے بندوں نے میرے ساتھ ایمان کی حالت میں اور کچھ نے کفر کی حالت میں صبح کی ہے جس نے یہ کہا کہ ہم پر اللہ کے فضل اور رحمت سے بارش ہوئی پس وہ مجھ پر ایمان لانے والا ہے اور ستاروں کا انکار کرنے والا ہے اور جس نے یہ کہا کہ ہم پر ستاروں کی فلاں قسم سے بارش ہوئی ہے تو وہ میرا انکار کرنے والا اور ستاروں پر ایمان لانے والا ہے۔"

السَّمَاءُ بَارَشَ۔

وَالسَّمَاءُ هُنَا: الْمَطَرُ۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الاذان باب يستقبل الامام الناس اذا مسلم و رواہ فی الاستسقاء و المغازی و مسلم فی کتاب الايمان باب بيان كفر من قال مصرنا بالنوء۔

اللُّغَاتُ: بنوء: یہ مصدر ہے ناء النجم بنوء: جب ستارہ ڈوب جائے غائب ہو جائے۔ بعض نے کہا طلوع ہونا اور اٹھنا۔ کذا و کذا: یہ ان ستاروں سے کہنا یہ ہے جن کی طرف بارش کی نسبت کی جاتی ہے۔

فوائد: (۱) تمام اشیاء میں فاعل حقیقی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اس لئے مناسب ہے کہ حوادث کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی جائے۔ (۲) اسباب کو ایجاد اشیاء کا سبب حقیقی قرار دینا کفر و شرک ہے۔ (۳) حوادث کی آنکھ اسباب کی طرف نسبت اس طور پر درست ہے کہ ان میں مؤثر حقیقی اللہ تعالیٰ کی ذات کو مانا جائے۔ اگرچہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ جو موجود ہیں اس کی نعمت کی ناشکری ہے۔ اہل جاہلیت جب کسی ستارے کو طلوع و غروب کے وقت بارش پاتے تو اس کی نسبت اس ستارے کی طرف کرتے۔ بعض صحابہ کرامؓ نے بھی معلوم ہونے سے قبل اس کو ذکر کیا تو سخت تنبیہ کے ساتھ ان کو منع کر دیا گیا۔

## باب ۳۳۶: تَحْرِیمُ قَوْلِهِ لِمُسْلِمٍ يَا كَافِرٌ

۱۷۳۴: عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "إِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِأَخِيهِ يَا كَافِرٌ فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا ، فَإِنْ كَانَ كَمَا قَالَ وَإِلَّا رَجَعَتْ عَلَيْهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

## باب ۳۳۷: کسی مسلمان کو اے کافر کہنا حرام ہے

۱۷۳۴: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب کوئی آدمی اپنے بھائی کو اے کافر کہتا ہے تو اس کلمے کو ان دونوں میں سے ایک لے کر لوٹتا ہے اگر وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ اس نے کہا تو وہ کافر ہے وگرنہ کفر کا کلمہ کہنے والے کی طرف لوٹ آتا ہے۔" (بخاری اور مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الادب، باب من کفر اخاه من غیر تأویل و مسلم فی الایمان، باب بیان حال ایمان من قال لأخیه المسلم یا کافر۔

**اللتخات:** الرجل: مکلف خواہ مرد ہو یا عورت۔ باء: بھائی کے مقصد میں ملوث ہو کر لوٹنا۔ فان کان کما قال: اگر وہ واقعہ میں کافر تھا تو کہنے والا مجرم نہ ہو۔ والا: اور اگر وہ کافر نہ تھا۔ رجعت علیہ: تو کافر کا فتویٰ اسی پر لوٹ آئے گا۔

۱۷۳۵: وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "مَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْكَفْرِ أَوْ قَالَ عَدُوَّ اللَّهِ وَلَيْسَ كَذَلِكَ إِلَّا حَارَ عَلَيْهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۳۵: حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "جس نے کسی مسلمان کو کافر کہہ کر پکارا یا عدو اللہ کہا اور وہ اس طرح نہیں تھا تو وہ کلمہ اس پر لوٹ آئے گا۔" (بخاری اور مسلم)

**حَارَ:** معنی لوٹنا۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الادب، باب ما ينهى السباب واللعن، بلفظ مقارب لهذا اللفظ۔

**اللتخات:** دعا رجلاً بالكفر: اس کو کافر کہہ کر پکارا یا کفر والی صفت اسکے متعلق ذکر۔ لیس كذلك: تو وہ کافر یا اللہ کا دشمن نہ بنے گا۔ حار علیہ: تو آواز دینے والے یا بیان کرنے والے پر کفر لوٹے گا۔

**فوائد:** (۱) کسی مسلمان کو کافر کہنا یا ایسا لفظ بولنا جس میں کفر کا مفہوم ہو حرام ہے (۲) جس نے کسی مسلمان کو کافر کہا اور بلا دلیل اسکے کفر کا معتقد ہوا تو وہ خود کافر ہوا کیونکہ اس نے ایمان کو کفر قرار دیا۔

## باب ۳۳۷: النَّهْيُ عَنِ الْفُحْشِ بَدَاءِ

## باب ۳۳۸: فحش و بدکلامی

## اللِّسَانِ!

## کی ممانعت

۱۷۳۶: عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ ، وَلَا اللَّعَّانِ ، وَلَا الْفَاحِشِ ، وَلَا الْبَذِي" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

۱۷۳۶: حضرت مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مؤمن نہ طعنہ دینے والا نہ لعنت کرنے والا نہ بدگوئی کرنے والا اور نہ فحش گوئی کرنے والا ہوتا ہے۔" (ترمذی)

حدیث حسن ہے۔



**تخریج:** رواہ الترمذی فی ابواب البر و الصلة باب ما جاء فی اللعنة۔

**اللَّعْنَاتُ** : لیس المؤمن کامل الایمان۔ الطعان : یہ طعن سے مبالغہ ہے نسب میں عیب نکالنا یا مذمت کرنا۔ اللعان : یہ لعن سے مبالغہ ہے۔ لعنت رحمت سے دور کرنے کو کہتے ہیں مراد یہ ہے کہ دوسروں کو ملعون کہنا۔ الفاحش : یہ فحش سے ہے بری بات کو کہتے ہیں۔ البذی : یہ بداء سے ہے وہ گفتگو میں حماقت و بے حیائی کی باتیں کرنا خواہ اس کی بات سچی ہو۔

**فوائد:** (۱) کمال ایمان مذموم اخلاق سے علیحدگی اور اخلاق حمیدہ سے مزین ہونے سے حاصل ہوتا ہے۔ (۲) لعن طعن سب و شتم اور فحش گوئی سے دور رہنے کی تاکید کی گئی کیونکہ یہ نقص ایمان کی دلیل ہے۔

۱۷۳۷ : وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ :  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : "مَا كَانَ الْفُحْشُ فِي شَيْءٍ إِلَّا شَانَهُ ، وَمَا كَانَ الْحَيَاءُ فِي شَيْءٍ إِلَّا زَانَهُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيثٌ حَسَنٌ۔  
۱۷۳۷ : حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : "فحش گوئی جس چیز میں ہوتی ہے اس کو عیب دار کرتی اور حیا جس چیز میں ہوتی ہے اس کو زینت دیتی ہے۔" (ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

**تخریج:** رواہ الترمذی فی ابواب البر و الصلة باب ما جاء فی الفحش و التفحش۔

**اللَّعْنَاتُ** : ماکان : جو پایا جائے۔ شانہ : یہ شین سے نقص و عیب کو کہتے ہیں۔ زانہ : یہ زین سے زینت اور یہ شین کا عکس ہے۔ **فوائد:** (۱) فحش باتیں ترک کرنے پر برا بیچنے کیا گیا کیونکہ بدگوئی ہر عیب دار اور ناقص چیز میں مبتلا ہوتا ہے۔ (۲) حیا سے اپنے آپ کو مزین کرنے کی ترغیب دی کیونکہ یہ انسان کو قابل ملامت افعال ترک کراتا ہے اور حیا دار آدمی عیب و نقص کے اختیار کرنے سے اپنے دامن کو بچائے گا۔

**بَابُ** : گفتگو میں بناوٹ کرنا اور

باچھیں کھولنا، قدرت کلام ظاہر کرنے کے لئے

تکلف کرنا اور غیر مانوس الفاظ

اور اعراب کی

باریکیاں وغیرہ سے عوام کو مخاطب کرنے کی کراہت

۱۷۳۸ : حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا : "معاملات میں مبالغہ کرنے والے ہلاک ہو گئے" یہ بات تین مرتبہ فرمائی۔ (مسلم)

مُتَطَّعُونَ : معاملات میں مبالغہ کرنا۔

۳۲۸ : بَابُ كَرَاهَةِ التَّغْيِيرِ فِي

الْكَلَامِ وَالتَّشْدُّقِ فِيهِ وَتَكْلُفِ

الْفَصَاحَةِ وَاسْتِعْمَالِ وَحْشِيِّ اللُّغَةِ

وَدَقَائِقِ الْأَعْرَابِ فِي مُخَاطَبَةِ

الْعَوَامِ وَنَحْوِهِمْ

۱۷۳۸ : عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ

النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : "هَلَكَ الْمُتَطَّعُونَ" قَالَهَا

ثَلَاثًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"الْمُتَطَّعُونَ : الْمُبَالِغُونَ فِي الْأُمُورِ۔

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب العلم باب هلك المتطعون۔

اللتخات: المتطعون: علامہ خطابی فرماتے ہیں کہ بحث میں تعمق و تکلف اختیار کرنے والے غیر مقصود چیزوں میں گھسنے والے ان چیزوں میں مصروف ہونے والے جن تک لوگوں کی عقلیں نہیں پہنچتیں۔ علامہ ابن اثیر نہایت میں فرماتے ہیں کلام میں گہرائی اور غلو اختیار کرنے والے اور چبا چبا کر باتیں کرنے والے۔ یہ لفظ نطع سے نکلا ہے اور وہ منہ کے بالائی غار کو کہتے ہیں۔ پھر ہر قولی اور فعلی گہرائی میں استعمال ہونے لگا۔ حدیث میں اس جملہ کو تین بار نفرت دلانے کے لئے دہرایا گیا۔

ہواشد: (۱) قول و فعل میں غلو کرنے سے نفرت دلائی گئی اور ایسے امور کے اختیار کرنے کا حکم دیا مناسب انداز سے چلنے والے ہوں اور ان میں تکلف کی ضرورت نہ ہو۔

۱۷۳۹: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو ابْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "إِنَّ اللَّهَ يُبْغِضُ الْبَلِغَ مِنَ الرِّجَالِ الَّذِي يَتَخَلَّلُ بِلِسَانِهِ كَمَا تَتَخَلَّلُ الْبَقْرَةُ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

۱۷۳۹: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ اس آدمی کو برا جانتے ہیں جو بلاغت کا اظہار کرتے ہوئے اپنی زبان کو اس طرح متحرک کرتا ہے جس طرح گائیں اپنی زبان کو حرکت دیتی ہے" (یعنی تصنع اختیار کرتے ہیں)۔ (ابوداؤد) ترمذی حدیث حسن۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی کتاب الادب، باب ماجاء فی المتشندق فی الکلام و الترمذی فی ابواب الادب، باب ماجاء فی الفصاحة البیان۔

اللتخات: يتخلل بلسانه كما يتخلل البقرة: کلام میں اس طرح باچھیں کھولتا ہے اور اسکو پیٹتا ہے جس طرح گھائے گھاس کو اپنی زبان سے پیٹتی ہے۔

۱۷۴۰: وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "إِنَّ مِنْ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ، وَأَقْرَبَكُمْ مِنِّي مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَمَةِ أَحْسَنُكُمْ أَخْلَاقًا، وَإِنَّ أَبْغَضَكُمْ إِلَيَّ، وَأَبْعَدَكُمْ مِنِّي يَوْمَ الْقِيَمَةِ، الشَّرَّارُونَ وَالْمُتَفَهِّقُونَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ - وَقَدْ سَبَقَ شَرْحُهُ فِي بَابِ حُسْنِ الْخُلُقِ۔

۱۷۴۰: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بے شک قیامت کے دن تم میں سے میرے سب سے زیادہ قریب مجلس والے وہ لوگ ہوں گے جو اخلاق میں زیادہ اچھے ہیں اور تم میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ اور قیامت کے دن مجھ سے زیادہ دور وہ لوگ ہوں گے جو باچھیں کھول کر باتیں کرنے والے، تکلف سے باتیں کرنے والے اور منہ بھر کر باتیں کرنے والے ہیں۔ (ترمذی) حدیث حسن ہے۔ اس کی تشریح کے باب حسن خلق میں گزر چکی ہے۔

تخریج: رواہ الترمذی فی ابواب البر و الصلة، باب ماجاء فی معالی الاخلاق۔

اللتخات: الشَّرَّارُونَ: جمع ثورره ہے اور وہ کثرت کلام کو کہتے ہیں اور اس کو تکلف سے دہرانا۔ المتشديقون: جمع متشديق ہے تشدیق سے ہے وضاحت کے لئے باچھ کھولنا، اشدق منہ کی ایک جانب کو کہتے ہیں اور تقعر کا لفظ بھی اسی طرح ہے گلا پھاڑ کر بات کرنا۔ المتفہقون: جمع متفہق وہ شخص جو منہ بھر کر کلام کرے اور منہ کو کھولے اور یہ فہق سے ہے اس کا معنی بھرنا ہے۔

ہواشد: (۱) کلام میں باچھیں کھولنے اور منہ بھر کر کلام کثرت سے کلام بغیر طلب ترک کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی۔ روایات کا ظاہر تو

حرمت پر دلالت کرتا ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور اسکو رسوا کرنے کا سبب ہے اور رسول اللہ ﷺ سے قیامت کے دن اس کی دوری کا ذریعہ ہیں۔ یہ دوری محرومی و تذلیل کے لئے ہوگی اور قیامت کے دن تذلیل اسی کی ہوگی جس نے کسی حرام کا ارتکاب کیا ہوگا۔ (۲) مسلم پر لازم ہے کہ وہ اپنی عادت و طبیعت کے مطابق گفتگو کرے اور فصاحت ظاہر کرنے کے لئے منہ پھاڑ کر اور اپنی بلاغت اور قادر الکلامی جتلانے کے لئے تکلف سے نکام نہ لے۔ زیادہ مناسب یہ ہے کہ کلام و بیان واضح کرے اور عام فہم کلمات استعمال کرے۔ (۳) مسلمان کے کمال اخلاق میں سے یہ ہے کہ اپنی کلام اور بات میں تواضع سے کام لے۔

### ۳۳۹: بَابُ كَرَاهَةِ قَوْلِهِ

#### خَبَثُ نَفْسِي

۱۷۴۱: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ خَبَثُ نَفْسِي، وَلَكِنْ لِيَقُلْ لِقِسْتُ نَفْسِي" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

قَالَ الْعُلَمَاءُ: مَعْنَى خَبَثُ غَبِثْتُ، وَهُوَ مَعْنَى "لِقِسْتُ" وَلَكِنْ كَرِهَ لَفْظُ الْخُبْثِ.

۱۷۴۱: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے کوئی شخص ہرگز یہ لفظ نہ کہے: میرا نفس خبیث ہو گیا ہے بلکہ یوں کہے میرا نفس غافل ہو گیا ہے۔ (بخاری و مسلم) علماء نے فرمایا کہ "خبث" کا معنی یہ ہے کہ نفس کا سکون غارت ہو گیا ہے اور یہی معنی "لقست" کا ہے لیکن صرف خباثت کے لفظ کو نا پسندیدہ سمجھا ہے۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی الادب باب لا یقل خبث نفسی و مسلم فی کتاب الادب من الالفاظ باب کراہۃ قول الانسان خبث نفس۔

**ہوائد:** مسلمان کے لئے مکروہ ہے کہ اپنے نفس کو خباثت سے موصوف کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو عزت دی یہ اس روایت میں بات کے آداب اور اچھے الفاظ کے استعمال اور بری کلام ترک کرنے پر آمادہ کیا گیا ہے۔

### ۳۴۰: بَابُ كَرَاهَةِ تَسْمِيَةِ

#### الْعِنَبِ كَرْمًا

۱۷۴۲: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَا تُسَمُّوا الْعِنَبَ الْكُرْمَ فَإِنَّ الْكُرْمَ الْمُسْلِمَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَهَذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ - وَفِي رِوَايَةٍ: فَإِنَّمَا الْكُرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ - وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ: "يَقُولُونَ الْكُرْمُ إِنَّمَا الْكُرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ".

۱۷۴۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "انگور کو کرم نہ کہو کرم تو مسلمان ہے۔" (بخاری و مسلم)

یہ مسلم کے الفاظ ہیں اور اس کی ایک روایت میں ہے کہ کرم مؤمن کا دل ہے۔

دونوں کی روایت میں ہے لوگ کہتے ہیں الکرم: بے شک وہ تو مؤمن کا دل ہے۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الادب باب قول النبی ﷺ انما الکرم قلب المؤمن و مسلم فی کتاب الادب من

الالفاظ باب کراہۃ تسمیۃ الغیب کرمًا۔

اللَّغَائِثُ: لا تسموا: اس کا نام مت رکھو یعنی اس پر اس لفظ کا اطلاق نہ کیا کرو۔ فان الکرم المسلم: کرم سے نکلے ہوئے لفظ کا حقدار مسلمان ہے۔ ومثله: اسی طرح انما الکرم قلب المؤمن کا مطلب ہے۔

۱۷۴۳: وَعَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "لَا تَقُولُوا الْكُرْمُ وَلَكِنْ  
قُولُوا: الْعِنَبُ وَالْحَبْلَةُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
۱۷۴۴: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم کرم مت کہو بلکہ انگور کو العنب اور حبل  
کہہ کر پکارا کرو"۔ (مسلم)

"الْحَبْلَةُ" بِفَتْحِ الْحَاءِ وَالْبَاءِ وَيُقَالُ  
أَيْضًا بِسُكُونِ الْبَاءِ۔  
الْحَبْلَةُ: انگور کی تیل

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الادب من الالفاظ باب کراہیۃ تسمیۃ العنب کرمًا۔

اللَّغَائِثُ: الْحَبْلَةُ: انگور کی تیل۔

فوائد: (۱) انگور کو کرم کہنا مکروہ ہے۔ یہاں نبی کریمؐ کی تازیانی کے لئے ہے کیونکہ لغت میں کرم کا لفظ اس کے لئے مستعمل ہے۔ یہ لفظ  
انگور کو کچھ ایسی تعریف مہیا کرتا ہے جو نیک مؤمن کی خصوصیات میں سے ہے۔ اسی لئے اس سے روک دیا گیا اور ایسا نام تجویز کیا گیا جس  
میں تعریف نہ ہو اور نام کی تعین کے سوا کوئی زائد وصف نہ ہو۔ علامہ ابن جوزیؒ نے جامع المسانیہ میں فرمایا کرم نام رکھنے سے اس لئے  
روکا گیا کیونکہ عرب اس کو کرم اس لئے کہتے تھے کہ شراب پینے والوں کے دل میں سخاوت کی لہر پیدا کرتی تھی۔ تو شراب کی مذمت کی تاکید  
کرتے ہوئے ایسے مدحیہ الفاظ کو انگور کے لئے استعمال کرنے سے روکا گیا۔ (۲) اس سے یہ بات واضح ہوئی کہ مؤمن کا دل اس نام کا  
زیادہ حقدار ہے کیونکہ اس میں نور ایمان پایا جاتا ہے ابن عسکان نے اسی طرح نقل کیا۔

بَابُ: کسی آدمی کو کسی عورت کے اوصاف

۳۳۱: بَابُ النَّهْيِ عَنْ وَصْفِ

غرض شرعی کے علاوہ

مَحَاسِنِ الْمَرْأَةِ لِرَجُلٍ إِلَّا أَنْ

بیان کرنے کی ممانعت ہے

يُحْتَاجُ إِلَى ذَلِكَ لِغُرُضٍ شَرْعِيٍّ

غرض شرعی نکاح وغیرہ ہے

كِنَايَةٍ عَنْهَا وَنَحْوِهَا

۱۷۴۳: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول  
اللہ ﷺ نے فرمایا: "کوئی عورت دوسری عورت کے متعلق اپنے  
خاوند کو اس کے اوصاف اس طرح بیان نہ کرے کہ گویا وہ اس کو دیکھ  
رہا ہے"۔ (بخاری و مسلم)

۱۷۴۴: عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ  
: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَا تُبَاشِرُ الْمَرْأَةَ  
الْمَرْأَةَ فَتَصِفَهَا لِزَوْجِهَا كَأَنَّهُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا"  
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

تخریج: رواہ البخاری فی النکاح باب لا تبشر المرأة المرأة۔

اللَّغَائِثُ: لا تبشر: یہ تباشرہ سے ہے اصل میں تو التقاء البشرتین کو کہتے ہیں یعنی دو چیزوں کا ملنا اور چمڑے کی طرف دیکھنے  
سے بھی کنایہ ہوتا ہے مگر یہاں اصل کنایہ دونوں مراد ہیں۔ مطلب یہ ہوا کہ نہ تو اس کی طرف دیکھو اور نہ اس کے چمڑے کو چھو اپنے چمڑے

سے اس طرح کہ اس کی نرمی اور گداز تمہیں محسوس ہو اور اس کے ظاہری اور باطنی محاسن معلوم ہوں۔ کمانہ بینظر الیہا: دقتی وصف بیان کرنے کی وجہ سے گویا وہ اس کو دیکھ رہا ہے۔

**فوائد:** (۱) کسی عورت کے محاسن کسی اجنبی کے سامنے بیان نہ کرنے چاہیں کیونکہ وصف دیکھنے اور مشاہدہ کرنا کے حکم میں ہے۔ اجنبی آدمی کو غیر محرم عورت کو دیکھنا اور نظر کرنا حرام ہے۔ اس ممانعت میں حکمت یہ ہے کہ کہیں وہ عورت اس مرد کے دل میں پسند آ جائے اور وہ فتنہ میں مبتلا ہو جائے۔ بعض اوقات بیان کرنے والی عورت اس کی بیوی ہوتی ہے تو ممکن ہے کہ اس کو طلاق دے کر اس عورت کی طرف راغب ہو جائے۔ اس میں بے شمار مفاسد ہیں جن کا انجام خطرناک ہے۔ (۲) ایسے اوصاف کا ذکر نہ کرنا چاہئے جو دونوں جنسوں میں فتنہ کو ابھارنے والے ہوں۔ درحقیقت یہ مفاسد کی روک تھام کے لئے کیا گیا البتہ نکاح کا ارادہ ہو تو وہ صورت مستثنیٰ ہے۔ (۳) مسلمان عورتوں پر لازم ہے کہ نیکی اختیار کریں۔ اپنی زینت اور خوبصورتی کے مقامات ان عورتوں کے سامنے نہ ظاہر کریں جو ان کے محاسن اپنے خاوندوں کے سامنے بیان کرنے سے باز نہ رہیں گی۔

۳۴۴: بَابُ كَرَاهَةِ قَوْلِ الْإِنْسَانِ :  
اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي إِنْ شِئْتَ بَلْ يَجْزِمُ

بَابُ: انسان کو یہ کہنا مکروہ ہے کہ اے اللہ اگر تو چاہتا ہے  
تو مجھے بخش دے بلکہ کہے

ضرور بخش دے

بِالطَّلَبِ

۱۷۴۵: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي إِنْ شِئْتَ: اللَّهُمَّ ارْحَمْنِي إِنْ شِئْتَ لِيَعْزِمَ الْمَسْأَلَةَ فَإِنَّهُ لَا مُكْرَهَ لَهُ» - وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: وَلَكِنْ لِيَعْزِمَ وَلِيُعْظِمَ الرَّغْبَةَ فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى لَا يَتَعَاطَمُهُ شَيْءٌ أَعْطَاهُ.

۱۷۴۶: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ:

۱۷۴۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کوئی شخص ہرگز اس طرح نہ کہے کہ اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھے معاف کر دے اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھ پر رحم فرما۔ سوال پختہ یقین کے ساتھ کرے اس لئے کہ اللہ کو مجبور کرنے والا کوئی نہیں۔ اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ پختہ عزم کے ساتھ اور پوری رغبت کے ساتھ طلب کرے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا کا دے دینا کچھ بڑی چیز نہیں ہے۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی الدعوات، باب لیعزم المسألة و مسلم فی کتاب الدعاء، باب العزم بالدعاء۔

**التَّخَارُجَاتُ:** لیعزم المسألة: علماء نے فرمایا عزم المسألة کا مطلب یہ ہے کہ اس کی طلب اور یقین میں کمزوری نہ دکھائے اور مشیت کے ساتھ معلق بھی نہ کرے۔ بعض نے کہا کہ اس کا مطلب قبولیت کے متعلق احسن ظن رکھنا ہے۔ نہایہ میں ہے کہ قطعیت اور یقین سے دعا کرے۔ لا مکرہ لہ: تعلیق سے ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ مشیت کا استعمال اس کے متعلق ہوتا ہے جس کی طرف اکراہ کی نسبت کی جا سکتی ہوتا کہ اس سے بات کو ہلکا کرنے کیلئے دیا جائے اور یہ ظاہر ہو جائے کہ یہ چیز اس سے اسکی رضا مندی کے بغیر طلب نہیں کی جا سکتی اور ذات باری تعالیٰ اس سے پاک و بری ہے۔ و لیعزم و یعظم الرغبة: پختہ ارادہ کرے۔ بہت بڑی رغبت اختیار کرے اور اپنے مطلوب کے حاصل کرنے میں مبالغہ کرے۔ لا یتعاطم شیء اعطاء: کوئی دنیا یا آخرت کا مطلوب نہیں جس کو دنیا اللہ تعالیٰ کے لئے مشکل ہو۔

۱۷۴۶: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ



رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : "إِذَا دَعَا أَحَدُكُمْ فَلْيُعْزِمِ الْمَسْأَلَةَ وَلَا يَقُولَنَّ : اَللّٰهُمَّ اِنْ شِئْتَ فَاعْطِنِيْ فَإِنَّهُ لَا مُسْتَكْرَةَ لَهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص دعا کرے تو پختہ یقین سے سوال کرے اور یہ ہرگز نہ کہے کہ اے اللہ اگر تو چاہتا ہے تو مجھے دے دے کیونکہ اسے کوئی مجبور کرنے والا نہیں۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الدعوات، باب لیعزم المسألة و مسلم فی کتاب الدعاء، باب العزم بالدعاء۔

**فوائد:** (۱) اللہ تعالیٰ سے طلب و دعا میں یقین کامل ہونا چاہئے اور اللہ کی مشیت پر مطلوب کو معلق نہ کرے یہ مکروہ ہے کیونکہ اس میں مطلوب کے حصول میں بے نیازی کا ابہام پایا جاتا ہے اور اس کام مطلب یہ ہوا کہ اس کے ہاں اس کا حصول اور عدم حصول برابر ہے نیز وہ مطلوب مند سے بے نیاز ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی تخفیف لازم آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ پر زبردستی کون کر سکتا ہے اور اس پر کائنات کی کون سی چیز مشکل ہے۔ (۲) علامہ ابن عبد البر فرماتے ہیں کسی کو اس طرح کہنا جائز نہیں اللہم اعطنی ان شئت وغیرہ ذلک خواہ امور دینیہ سے متعلق ہو یا دنیوی سے کیونکہ یہ ناممکن کلام ہے۔ اس کے کہنے کی کوئی وجہ نہیں اللہ تعالیٰ تو جو چاہتے ہیں کرتے ہیں اور یہاں کراہت اس وقت ہے جب کہ استغناء سمجھ کر یہ الفاظ کہے جائیں اور اگر پھر بھی ایسے الفاظ بطور تبرک کے کہے تو کراہت نہ ہوگی اگرچہ پھر بھی ایسے الفاظ نہ لانا ہی اولیٰ افضل ہے۔ (۳) دعا میں خوب کوشش کرنی چاہئے اور طلب میں زاری کرنے چاہئے خواہ دنیا کی خیر ہو یا آخرت کی اور قبولیت کی امید ساتھ ساتھ ہو اور اس کی رحمت سے قطعاً مایوسی نہ ہونی چاہئے کیونکہ وہ سخی ہے کسی سائل کو مسترد نہیں فرماتا۔ (۴) جو اللہ تعالیٰ کے کسی حق میں اپنی طرف سے کوتاہی پائے تو یہ کوتاہی اس کو دعا سے رکاوٹ نہ بننی چاہئے کیونکہ وہ معاف کرنے والا مہربان ہیں۔ البتہ اپنی کوتاہی کو دور کرنے کی ضرورت کوشش کرے۔

بَابُ: جَوَاللّٰہِ اَوْ فُلَانٍ چاہے

کہنے کی کراہت

۳۳۳: بَابُ كَرَاهَةِ قَوْلِ مَا

شَاءَ اللَّهُ وَشَاءَ فُلَانٌ!

۱۷۴۷: عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نَبِيٍّ اَكْرَمَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے روایت کرتے ہیں: "اس طرح مت کہہ کہ جو اللہ اور فلان چاہے بلکہ اس طرح کہہ کہ جو اللہ چاہے پھر جو فلان چاہے۔" (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

۱۷۴۷: عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نَبِيٍّ اَكْرَمَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے روایت کرتے ہیں: "اس طرح مت کہہ کہ جو اللہ اور فلان چاہے بلکہ اس طرح کہہ کہ جو اللہ چاہے پھر جو فلان چاہے۔" (ابوداؤد) صحیح سند کے ساتھ۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی کتاب الادب، باب ما لا یقال بحیث نفسی۔

**فوائد:** (۱) اللہ تعالیٰ کی مشیت اور انسان کی مشیت کو دوا و عطف سے ذکر کرنے کی کراہت ثابت ہو رہی ہے کیونکہ یہ اس سے وقت مشیت میں مشارکت کا وہم ہوتا ہے۔ حالانکہ دونوں میں بہت بڑا فرق ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی مشیت ازلی اور قدیم ہے اور بندے کی مشیت حادث و ممکن ہے (۲) ثم کے حرف عطف کرنے میں کراہت نہیں کیونکہ وہ ترتیب و تراضی کے لئے بنایا گیا ہے یعنی مشیت انسان یہاں اللہ تعالیٰ کی مشیت کے بعد واقع ہوگی۔ (۳) ضروری ہے کہ لوگوں کو ان کی عبادات کی تصحیح کی جائے مثلاً لیس لنا الا اللہ وانت اعتمدنا انا اللہ وعلیک ان عبادات کو ثم کے ساتھ لانا چاہئے۔

بَابُ: عِشَاءُ کی نماز کے بعد

۳۳۵: بَابُ كَرَاهَةِ الْحَدِيثِ

## بَعْدَ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ

وَالْمُرَادُ بِهِ الْحَدِيثُ الَّذِي يَكُونُ مُبَاحًا فِي غَيْرِ هَذَا الْوَقْتِ وَفَعَلَهُ وَتَرَكُهُ سَوَاءٌ ، فَأَمَّا الْحَدِيثُ الْمُحَرَّمُ أَوْ الْمَكْرُوهُ فِي غَيْرِ هَذَا الْوَقْتِ فَهُوَ فِي هَذَا الْوَقْتِ أَشَدُّ تَحْرِيمًا وَكَرَاهَةً - وَأَمَّا الْحَدِيثُ فِي الْخَيْرِ كَمَذَآكِرَةِ الْعِلْمِ وَحِكَايَاتِ الصَّالِحِينَ ، وَمَكَارِمِ الْأَخْلَاقِ ، وَالْحَدِيثُ مَعَ الصَّيْفِ ، وَمَعَ طَالِبِ حَاجَةٍ ، وَنَحْوِ ذَلِكَ ، فَلَا كَرَاهَةَ فِيهِ بَلْ هُوَ مُسْتَحَبٌّ ، وَكَذَا الْحَدِيثُ لِعُذْرِ وَعَارِضٍ لَا كَرَاهَةَ فِيهِ وَقَدْ تَطَاهَرَتِ الْأَحَادِيثُ الصَّحِيحَةُ عَلَى كُلِّ مَا ذَكَرْتُهُ۔

۱۷۴۸ : عَنْ أَبِي بَرُزَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَ الْعِشَاءِ وَالْحَدِيثُ بَعْدَهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

## گفتگو کی ممانعت

مراد اس سے وہ بات چیت ہے جو اس وقت کے علاوہ دوسرے اوقات میں درست ہو اور اس کا کرنا اور چھوڑنا برابر ہو۔ رہی ناجائز یا مکروہ بات تو وہ دوسرے وقت میں تو ناجائز ہے ہی اس وقت اس کی حرمت اور ناپسندیدگی مزید بڑھ جائے گی۔ رہی بھلائی کی باتیں جیسے علمی مذاکرات، نیک لوگوں کی حکایتیں، اہل اخلاق کی باتیں، مہمان کے ساتھ گفتگو، ضرورت مند کے ساتھ بات چیت وغیرہ تو اس میں کوئی کراہت نہیں ہے بلکہ یہ مستحب ہے۔ اسی طرح عذر کی وجہ سے کوئی کراہت نہیں ہے یا عارضے کی وجہ سے کوئی بات اس میں بھی کوئی کراہت نہیں اور بہت ساری احادیث میں یہ باتیں ثابت ہیں۔

۱۷۴۸ : حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عشاء سے پہلے سونے کو اور اس کے بعد بات چیت کو ناپسند فرماتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب مواقیب الصلاة، باب ما یکرہ من النوم قبل العشاء و مسلم فی کتاب المساجد، باب استحباب التکبیر بالصبح۔

**اللتخانی:** قبل العشاء: نماز عشاء سے پہلے۔ الکلام المباح علی ما ذکر بعدها: عشاء کی نماز کے بعد اس کے وقت میں۔ **فوائد:** (۱) نماز عشاء کے ادا کرنے سے پہلے سونا اس لئے مکروہ قرار دیا گیا کیونکہ بسا اوقات انسان فجر سے پہلے بیدار نہیں ہو سکتا اس طرح نماز عشاء فوت ہو جاتی ہے۔ (۲) عشاء کی نماز کے بعد سونا چاہئے اور اپنے آپ کو مباح کلام میں مشغول نہ کرنا چاہئے کیونکہ بسا اوقات یہ قیام لیل میں بیدار نہ ہونے کا باعث بن جاتا ہے یا نماز صبح کی فضیلت اول وقت میں ادا کرنے کی فوت ہو جاتی ہے۔ یا نماز فجر ہی سرے سے فوت ہو جاتی ہے اور اس سے بڑھ کر بات یہ ہے کہ اس دن کا اختتام افضل الاعمال نماز پر ہونا چاہئے۔ اس لئے عشاء پڑھ کر سو جائے۔ (۳) کلام مباح کی طرح ہر غرض شرعی سے خالی عمل یہی حکم رکھتا ہے۔ البتہ لہو و لعب اور جو چیزیں نماز کو فوت کرنے کے باعث بننے والی ہوں وہ تو حرام ہیں کیونکہ وہ جان بوجھ کر وقت سے مؤخر کرنے کے مترادف ہے۔

۱۷۴۹ : حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی کے آخری ایام میں عشاء کی نماز پڑھائی۔ جب سلام پھیرا تو فرمایا تمہارے خیال میں یہ کون سی رات ہے؟ فرمایا: ”بے شک سو سال کے آخر میں ان میں سے کوئی بھی شخص

۱۷۴۹ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى الْعِشَاءُ فِي آخِرِ حَيَاتِهِ فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ : ”أَرَأَيْتُمْ لَيْلَتَكُمْ هَذِهِ؟ فَإِنَّ عَلَى رَأْسِ مِائَةِ سَنَةٍ لَا يَبْقَى مِمَّنْ هُوَ عَلَى

نہیں رہے گا جو اس وقت زمین پر ہے۔ (بخاری و مسلم)

ظَهَرَ الْأَرْضِ الْيَوْمَ أَحَدٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

**تخریج:** ارواہ البخاری فی کتاب العلم باب السمر فی العلم و مسلم فی کتاب فضائل الصحابة باب قوله ﷺ لا تاتی مائة سنة و علی الارض نفس۔

**اللغزات:** آخر حیاتہ: زندگی کے آخری ایام اور بعض روایات میں ہے کہ وفات سے ایک ماہ قبل کی بات۔ اور ایتکم: مجھے بتلاؤ یہ استفہام بھی ہے۔ مائة سنة: اس رات کے بعد جو سو سال آئیں گے۔ ممن هو علی ظہر الارض: بعض نے کہا عام لوگ مراد ہیں۔ بعض نے کہا جنہوں نے آپ کو دیکھا وہ مراد ہیں اور وہ مراد ہیں جو آپ کو پہنچاتے ہیں اور یہ اسی طرح ہوا جس طرح آپ ﷺ نے خبر دی تھی۔ تحریر و ضبط کے مطابق موجود میں سب سے آخری ابو الطفیل عامر بن واثلہ تھے۔ اس بات پر علماء کا اتفاق ہے کہ یہ صحابہ کرام میں سب سے آخر میں فوت ہوئے حاصل اقوال یہ نکلے گا کہ یہ ان کی وفات ۱۰ھ میں ہوئی اور یہ اس ارشاد کے بعد سو سال کا اختتامی سال ہے۔

۱۷۵۰: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُمْ انْتَبَرُوا النَّبِيَّ ﷺ فَجَاءَ قَرِيبًا مِنْ شَطْرِ اللَّيْلِ فَصَلَّى بِهِمْ يَعْينِي الْعِشَاءُ قَالَ: ثُمَّ خَطَبَنَا فَقَالَ: "أَلَا إِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا ثُمَّ رَقَدُوا، وَأَنْتُمْ لَنْ تَزَالُوا فِي صَلَوةٍ مَا أَنْتَظَرْتُمْ الصَّلَوةَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۷۵۰: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضور ﷺ کا انتظار کیا۔ آپ رات کا آدھا حصہ گزرنے کے بعد تشریف لائے اور ہمیں خطبہ دیا جس میں فرمایا: ”خبردار! بے شک پچھ لوگوں نے نماز پڑھی پھر وہ سو گئے اور تم اس وقت سے نماز ہی کے اندر ہو جب سے تم انتظار کر رہے ہو۔“ (بخاری)

**تخریج:** ارواہ البخاری قبل باب مواقیت الصلاة و فضلها باب السمر فی الفقه و الخیر العشاء۔

**اللغزات:** شطر الليل: نصف رات۔ فی صلاة: ان کو نماز کا اجڑل جائے گا۔ ما انتظرتم: تمہارے انتظار کا زمانہ۔ **فوائد:** (۱) بات کرنے کا جواز بلکہ نماز عشاء کے بعد اس کا مستحب ہونا۔ جب وہ خیر و بھلائی کی بات ہو اور اس میں شرعی مصلحت ہو مثلاً تعلیم و تعظیم جو احادیث میں ہے اور اس میں سے وہ باتیں جن کو مصنف نے ذکر کیا اور بیوی سے بات چیت بنی مذاق اس کے اکرام اور مانوس کرنے اور مہربانی ظاہر کرنے کے لئے۔ (۲) دوسری روایت میں آپ ﷺ کے معجزے کا ذکر ہے اور آپ ﷺ نے جس طرح خبر دی اسی طرح واقعہ ہوا۔ (۳) تیسری روایت میں مسجد کی طرف جلدی جانے پر آمادہ کیا گیا اور نماز کا انتظار کرنے پر آمادہ کیا گیا تاکہ زیادہ سے زیادہ اجر و ثواب حاصل ہو۔

**بَابُ:** جب مرد عورت کو اپنے بستر پر بلائے تو

عذر شرعی کے بغیر اس کے

نہ جانے کی حرمت

۲۳۶: بَابُ تَحْرِيمِ امْتِنَاعِ الْمَرْأَةِ

مِنْ فِرَاشِ زَوْجِهَا إِذَا دَعَاَهَا وَلَمْ

يَكُنْ لَهَا عُدْرٌ شَرْعِيٌّ

۱۷۵۱: حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: ”جب کوئی شخص اپنی بیوی کو اپنے بستر کی طرف بلائے اور وہ انکار کر

۱۷۵۱: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "إِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ

إِلَى فِرَاشِهِ فَأَبَتْ فَبَاتَ غَضْبَانَ عَلَيْهَا لَعْنَتُهَا  
الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تَصْبِحَ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ - وَفِي  
رواية حتى ترجع۔  
دے پس خاوند اس پر ناراضگی کی حالت میں رات گزارے تو اس  
عورت پر صبح تک فرشتے لعنت کرتے ہیں۔ (بخاری و مسلم) اور  
ایک روایت میں ہے خاوند کے بستر پر لوٹنے تک کے الفاظ ہیں۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی بدء الخلق باب اذا قال احدکم آمین الخ و مسلم فی کتاب النکاح باب تحريم امتناعها  
عن فراش زوجها۔

**اللَّغَوَاتُ:** فراشه: ساتھ لیٹنے کے لئے بعض نے کہا یہ جماع سے کنایہ ہے۔ فابت: اس نے انکار کر دیا وہ نہ گئی۔ لعنتها الملائكة:  
فرشتے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری کی اس کیلئے دعا کرتے ہیں۔ یہ مستحق سزا ہونے سے کنایہ ہے۔ تصبح: اپنی انکار کو ترک کر کے اس  
کے پاس چلی جائے جیسا کہ دوسری روایت میں ہے۔ صبح سے تعبیر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ عام طور پر بستر کی طرف دعوت رات کے اوقات  
میں ہی ہوتی ہے۔

**فوائد:** (۱) خاوند کے بیوی پر کچھ حقوق ہیں جن میں عورت کا رکاوٹ ڈالنا حرام ہے۔ (۲) عورت کا فرض ہے کہ جب خاوند اس کو بستر  
پر سونے اور فطری حاجت کے لئے بلائے تو وہ اس کو قبول کرے اور بلا عذر شرعی مثلاً مرض وغیرہ اس کو اس سے باز رہنا جائز نہیں یا حیض کی  
حالت میں ہو یا فرضی عبادت میں مصروف ہو مثلاً روزہ رمضان۔ (۳) اگر بلا عذر شرعی عورت باز رہی تو اللہ کی طرف سے سزا اور فرشتوں  
کی لعنت کی حقدار ٹھہرے گی مگر جب وہ اس بات کو قبول کر لے۔ رات کی تخصیص اس وجہ سے ہے کہ اس میں رغبت زیادہ ہوتی ہے اسلئے  
اس کی بات کو قبول کرنا بھی واجب ہے۔ (۴) اگر عورت کو معلوم ہو کہ اس کا خاوند رک جانے سے ناراض نہ ہوگا تو حکم نہ لگے گا۔ البتہ اولیٰ و  
افضل پھر بھی یہی ہے کہ وہ اس کی بات کو مانے تاکہ محبت و الفت و مہربانی میں اضافہ ہو۔

۳۳۷: بَابُ تَحْرِيمِ صَوْمِ الْمَرْأَةِ

تَطَوُّعًا وَزَوْجُهَا حَاضِرًا إِلَّا بِإِذْنِهِ

۱۷۵۲: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ  
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "لَا يَحِلُّ لِلْمَرْأَةِ أَنْ  
تَصُومَ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ" وَلَا تَأْذَنُ  
فِي بَيْتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
۱۷۵۲: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا:  
"کسی عورت کیلئے حلال نہیں کہ خاوند کی موجودگی میں اس کی اجازت  
کے بغیر (نفل روزہ رکھے) نہ ہی اس کے لئے اجازت ہے کہ اس کی  
اجازت کے بغیر کسی کو گھر میں آنے دے۔" (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی النکاح باب لا تأذن المرأة فی بیت زوجها و مسلم فی کتاب الزکاة باب ما اتفق العبد من  
مال مولاه۔

**اللَّغَوَاتُ:** تصوم: نفل روزہ جو واجب نہیں۔ شاہد: موجود غیر مسافر۔ لا تأذن فی بیتہ: اپنے گھر میں داخلے کی اجازت نہ دے۔  
**فوائد:** (۱) بیوی کے لئے ایسی نوافل میں سے اختیار کرنا جائز نہیں جو خاوند کو حق تمتع سے باز کر دے جب کہ خاوند موجود ہو اور وہ اس کی  
اجازت نہ دیتا ہو کیونکہ نفل سے خاوند کا حق مقدم ہے کیونکہ تمتع میں اس کی عزت و عصمت کی حفاظت ہے جو کہ نفلوں سے مقدم ہے اگر اس  
نے نفل شروع کر دیئے تو خاوند کو اس کے نفل تڑوانا جائز ہے۔ (۲) عورت کے لئے ناجائز ہے کہ وہ خاوند کے گھر میں ان کو داخل کر لے  
جن کو خاوند پسند نہ کرتا ہو۔ خواہ وہ عورت کے محرم ہی کیوں نہ ہوں البتہ اگر خاوند فعلًا یا قولًا اجازت دے دے۔

۳۳۸: بَابُ تَحْرِيمِ رَفْعِ الْمَأْمُومِ رَأْسَهُ مِنْ

بَابُ: امام سے قبل مقتدی کو اپنا سر سجدہ

الرُّكُوعِ أَوْ السُّجُودِ قَبْلَ الْإِمَامِ

یا رکوع سے اٹھانے کی حرمت

۱۷۵۳: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ:

۱۷۵۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی

”أَمَّا يَخْشَى أَحَدُكُمْ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ قَبْلَ

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم میں سے وہ شخص جو اپنا سر امام سے پہلے

الْإِمَامِ أَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ رَأْسَهُ رَأْسَ حِمَارٍ أَوْ

اٹھاتا ہے کیا وہ نہیں ڈرتا کہ اللہ اس کے سر کو گدھے کا سر بنادے یا اللہ

يَجْعَلَ اللَّهُ صُورَتَهُ صُورَةَ حِمَارٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ-

اس کی شکل کو گدھے کی شکل بنادے۔“۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی ابواب صلاة الجماعة، باب اثم من رفع راسه قبل الامام و مسلم فی الصلاة، باب النهی عن سبق الامام برکوع او سجود و نحوها۔

اللُّغَاتُ: اما: حروف ابتداء میں سے ہے اور حرف تنبیہ بھی ہے۔ بخشی: ایسا خوف جو اللہ تعالیٰ کی تعظیم سے ملا ہوا

ہو۔ یجعل: کردے ہو جائے۔ راسہ راس حمار او صورته صورة حمار: بعض نے کہا یہ کودن بنانے سے کنایہ ہے کہ کندہ بینی

میں گدھے جیسا ہو جائے بعض نے کہا ظاہر کے مطابق اسکو گدھا بنادیا جائے یہ بالکل ممکن ہے اس میں عقل کے خلاف کوئی بات نہیں اور نہ

ہی نقل اس کو مسترد کرتی ہے۔ اس کو علامہ ابن حجر عسقلانی نے اپنی معجم میں راجح قرار دے کر بعض واقعات بھی نقل کئے۔ اعاذنا اللہ تعالیٰ:

فوائد: (۱) عملاً امام سے کسی رکن میں سبقت کرنا حرام ہے مثلاً رکوع سجدہ یا قیام وغیرہ۔ اس کے حرام ہونے کی ثبوت و عید شدید ہے یہ

مسخ کی سزا سخت سزاؤں میں سے ہے۔ (۲) گناہ کے باوجود نماز درست ہوگی۔ امام احمد بن حنبل نے فرمایا صحیح نہ ہوگی۔ (۳) اس چیز کی

حرمت ذکر فرمائی جو یہ حرکت جان بوجھ کر حکم کو جانتے ہوئے کر لے۔ (۴) امام کی اتباع یہ کمال نماز میں سے ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں

جلد قبول ہونے والی ہے۔

۳۳۹: بَابُ كَرَاهَةِ وَضْعِ الْيَدِ عَلَى

بَابُ: نماز میں کوکھ (پہلو) پر

الْجَاوِصَةِ فِي الصَّلَاةِ

ہاتھ رکھنے کی حرمت

۱۷۵۴: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ

۱۷۵۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْخَصْرِ فِي

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں کوکھ پر ہاتھ رکھنے سے منع

الصَّلَاةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ-

فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی ابواب العمل فی الصلاة، باب الخصر فی الصلاة و مسلم فی کتاب المساجد و مواضع الصلاة، باب كراهة الاختصار فی الصلاة و اللفظ للبخاری۔

اللُّغَاتُ: الخصر: کولہا۔ خاصرہ کا بھی یہی معنی ہے۔ یہاں مراد صدر ہے کوہے پر ہاتھ رکھنا۔

فوائد: (۱) نمازوں میں کوکھ پر ہاتھ رکھنا مکروہ ہے کیونکہ یہ علامت تکبر ہے اس لئے حدیث میں اسکو اہل نار کا فعل قرار دیا گیا۔ طبرانی و

بیہقی۔ اگر عذر ہو تو کراہت جاتی رہتی ہے جیسا پہلو میں درد والا درد کی وجہ سے اپنا ہاتھ کھوکھ پر رکھے۔



۳۷۰: بَابُ كَرَاهَةِ الصَّلَاةِ بِحَضْرَةِ

الطَّعَامِ وَنَفْسُهُ تَتَوَقُّ إِلَيْهِ أَوْ مَعَ مُدَافَعَةِ

الْأَخْبَثَيْنِ وَهُمَا الْبُولُ وَالْغَائِطُ

۱۷۵۵: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "لَا صَلَاةَ بِحَضْرَةِ طَعَامٍ، وَلَا هُوَ يُدَافِعُهُ الْأَخْبَثَانِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

بَابُ: کھانے کی دل میں خواہش ہو تو کھانا آ جانے

اور

پیشاب و پاخانہ کی حاجت کے وقت نماز کی کراہت

۱۷۵۵: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ”کھانے کی موجودگی میں نماز درست نہیں اور نہ اس وقت جب کہ پیشاب و پاخانہ کی شدید حاجت ہو۔“ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب المسجد، باب کراهة الصلاة بحضرة الطعام۔

اللتخات: لا صلاة: یہی معنی نہیں ہے۔ ہرگز نماز نہ پڑھے۔ بحضرة طعام: کھانا آ جائے یا قریب ہو کھانے کی خواہش ہو اور اس کی خوشبو آ رہی ہو۔ یرافعه الاخبتان: بول براز کی حاجت ہو۔

فوائد: (۱) بھوک یا پیاس کی حالت میں کھانے یا مشروب کی موجودگی میں نماز کھانا کھانے سے پہلے مکروہ ہے کیونکہ اس میں نماز کا خشوع ختم ہو جائے گا اور غیر نماز میں دل مشغول ہوگا۔ (۲) پیشاب و پاخانہ کی حاجت ہو تو فراغت سے قبل نماز مکروہ ہے کیونکہ ذہن میں تشویش رہے اور یہ تشویش نماز کی خشوع سے مانع بن جائے گی۔ (۳) وقت تک ہو تو کراہت نہ ہوگی اور وسعت کی صورت میں کراہت قائم رہے گی۔

۳۷۱: بَابُ النَّهْيِ عَنْ رَفْعِ الْبَصَرِ

إِلَى السَّمَاءِ فِي الصَّلَاةِ

۱۷۵۶: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَرْفَعُونَ أَبْصَارَهُمْ إِلَى السَّمَاءِ فِي صَلَاتِهِمْ لِي فَأَشْتَدَّ قَوْلُهُ فِي ذَلِكَ حَتَّى قَالَ: لِيَسْتَهَنَّ عَنْ ذَلِكَ، أَوْ لِيُخْطَفَنَّ أَبْصَارُهُمْ! رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

تخریج: رواہ البخاری فی الاذان، باب رفع البصر الى السماء فی الصلاة۔

اللتخات: ما بال: کیا حال ہے۔ فاشتد قوله فی ذلك: آسمان کی طرف نگاہ اٹھانے میں آپ کا قول دوبارہ لوٹانے سے یا زبردستی میں مبالغے سے سخت ہوا۔

فوائد: (۱) نماز کے دوران آسمان کی طرف نگاہ اٹھانا مکروہ ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ نے اس پر اجماع نقل کیا ہے کیونکہ اس میں ادب کی مخالفت ہے اور عدم خشوع تو ظاہر ہے۔ (۲) نماز سے باہر یا سوچ و بچار کے وقت آسمان کی طرف نگاہ اٹھانا مستحب ہے۔

بَابُ: نماز میں آسمان کی طرف نظر

کرنے کی ممانعت

۱۷۵۶: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ان لوگوں کا کیا حال ہے کہ جو اپنی نماز میں اپنی آنکھیں (نگاہیں) آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں۔“ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس ارشاد کا لہجہ سخت کر لیا یہاں تک کہ فرمایا ”وہ اس حرکت سے باز آ جائیں ورنہ ان کی نظریں اُچک لی جائیں گی۔“ (بخاری)

## ۳۶۲: بَابُ كَرَاهَةِ الْإِلْتِفَاتِ فِي

## بَابُ: نماز میں بلا عذر متوجہ

## الصَّلَاةِ لِغَيْرِ عُدْرٍ

## ہونے کی کراہت

۱۷۵۷: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْإِلْتِفَاتِ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ: "هُوَ اخْتِلَاسٌ يَخْتَلِسُهُ الشَّيْطَانُ مِنْ صَلَاةِ الْعَبْدِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۱۷۵۷: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز میں ادھر ادھر دیکھنے کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا: "جھپٹ ہے جو شیطان بندے کی نماز میں سے اچک کر لے لیتا ہے"۔ (بخاری)

تخریج: برواہ البخاری فی الاذان باب الالتفات فی الصلاة۔

اللُّغَاتُ: الالتفات: میں ممانعت کی حکمت دریافت کی۔ اختلاس: غفلت میں کسی چیز کا اچکنا۔

۱۷۵۸: عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "إِيَّاكَ وَالْإِلْتِفَاتِ فِي الصَّلَاةِ فَإِنَّ الْإِلْتِفَاتِ فِي الصَّلَاةِ هَلَكَةٌ فَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ فِي التَّطَوُّعِ لَا فِي الْفَرِيضَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ."

۱۷۵۸: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم اپنے آپ کو نماز میں ادھر ادھر متوجہ کرنے سے بچاؤ۔ نماز میں ادھر ادھر توجہ ہلاکت ہے۔ اگر اس کے بغیر چارہ نہ ہو تو نفل میں اجازت ہے فرض میں نہیں"۔ (ترمذی)

حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج: برواہ الترمذی فی ابواب الصلاة باب ما ذكر فی الالتفات فی الصلاة۔

اللُّغَاتُ: إِيَّاكَ: میں تمہیں خبردار کرتا ہوں۔ ہلکة: ہلاکت کا سبب۔ لا بد: اس کے علاوہ چارہ کا نہیں۔ التطوع: نوافل۔

فوائد: (۱) نماز میں ادھر ادھر دیکھنے کی کراہت بتلائی کیونکہ یہ غفلت کی علامت ہے اور خشوع میں کمی کرنے والی ہے اس لئے یہ شیطان کا اچکنا ہے۔ وہ نماز کی غفلت کو غنیمت سمجھتا ہے اور یہ ہلاکت کا ذریعہ بھی ہے کیونکہ عبادت کے دوران وہ اللہ تعالیٰ سے منہ موڑنے والا ہے اور دوسرے شیطانی کی پیروی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ کہ مکروبات و معمولی قرار دینا اور ان میں مبتلا رہنا محرمات میں مبتلا کر دیتا اور اللہ تعالیٰ کے عذاب تک پہنچانے والا ہے۔ (۲) پھرے سے معمولی توجہ حرام نہیں کیونکہ اس میں کسی رکن کا ترک اور شرط کا چھوڑنا لازم نہیں آتا اور نہ کوئی ایسا نفل ہے جو نماز کو باطل یا حرام کرنے والا ہو۔ (۳) اگر متوجہ ہونا کسی عذر کی وجہ سے ہو تو الالتفات میں کراہت نہیں احادیث میں وارد ہے کہ آپ ﷺ نے غزوہ حنین میں رات کے وقت ایک جا سوس دشمن کے حالات دریافت کرنے کے لئے بھیجا۔ جب آپ ﷺ صبح کی نماز پڑھ رہے تھے تو اس کی وجہ سے توجہ فرمائی۔ (۴) نوافل میں ادھر ادھر توجہ میں کراہت کم ہے کیونکہ شریعت نے فرائض کا جتن اہتمام فرمایا نوافل کا اہتمام اس کی نسبت کم ہے۔ (۵) یہ تمام صورتیں جو کا ذکر ہوا ان کا یہ حکم اس وقت ہے جب کہ پھرے سے متوجہ ہو اور اگر سینے سے متوجہ ہو تو حرام ہے اس سے نماز باطل ہو جائے گی کیونکہ اس سے شرط نماز میں سے استقبال قبلہ والی شرط میں شدید خلل واقع ڈال دیا۔

## بَابُ: قبور کی طرف

## نماز کی ممانعت

## ۳۶۳: بَابُ النَّهْيِ عَنِ الصَّلَاةِ

## إِلَى الْقُبُورِ

۱۷۵۹: عَنْ أَبِي مَرْثَدَةَ كَنَازِ بْنِ الْحُصَيْنِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "لَا تُصَلُّوا إِلَى الْقُبُورِ، وَلَا تَجْلِسُوا عَلَيْهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
 ۱۷۵۹: حضرت ابو مرثدہ کناز بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ تم قبروں کی طرف رخ کر کے نماز نہ پڑھو اور نہ ان پر بیٹھو۔ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی الجنائز باب النهی عن الجلوس علی القبر و الصلاة الیه۔

**فوائد:** (۱) اگر قبر کی طرف منہ کرنے کا قصد ہو تو نماز حرام ہے اور اگر قصد نہیں ہے تو نماز مکروہ ہے جب کہ قبر اور اس کے درمیان کوئی آڑ نہ ہو جائے۔ (۲) قبر پر بیٹھنا حرام ہے کیونکہ اس میں انسان کی توہین ہے جس کو اللہ نے عزت دی۔ بیٹھنے کے ہم معنی چیزیں اسی کا حکم رکھتی ہیں۔ امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہمارے علماء فرماتے ہیں کہ قبر کو پختہ بنانا مکروہ ہے اور اس پر بیٹھنا نیک لگانا تکلیف بنانا سب حرام ہیں۔

**بَابُ: نمازی کے سامنے سے**

**گزرنے کی حرمت**

۲۷۴: بَابُ تَحْرِيمِ الْمُرُورِ بَيْنَ

يَدَيِ الْمُصَلِّي

۱۷۶۰: حضرت ابو جہیم عبد اللہ بن حارث بن صمد انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والا شخص یہ جان لے کہ اس کا کتنا گناہ ہے تو وہ چالیس (دن) تک کھڑا ہونا زیادہ بہتر سمجھے اس بات سے کہ وہ نمازی کے سامنے سے گزرے۔ راوی کہتے ہیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ چالیس دن فرمایا یا چالیس مہینے یا چالیس برس۔ (بخاری و مسلم)

۱۷۶۰: عَنْ أَبِي الْجُهَيْمِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الصِّمَّةِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي مَاذَا عَلَيْهِ لَكَانَ أَنْ يَقِفَ أَرْبَعِينَ خَيْرًا لَهُ مِنْ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ" قَالَ الرَّاَوِي: لَا أَدْرِي قَالَ أَرْبَعِينَ يَوْمًا أَوْ أَرْبَعِينَ شَهْرًا، أَوْ أَرْبَعِينَ سَنَةً، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی الصلاة باب اثم المار بین یدئ المصلی و مسلم فی الصلاة باب منع المار بین یدئ المصلی۔

**فوائد:** (۱) نمازی کے سامنے سے گزرنا حرام ہے۔ اگر مسجد ہو تو اس کے اور مسجد کے کی جگہ کے درمیان سے گزرنا حرام ہے اور اگر غیر مسجد ہو اور وہ سترہ کی طرف نماز پڑھ رہا ہو تو اس کے اور سترہ کے درمیان سے گزرنا حرام ہے اور اگر وہ سترہ ہو جو گڑھی ہوئی ہو اور کبھی کوئی آدمی اس کے سامنے نماز پڑھ رہا ہو تو وہ بھی سترہ ہے۔ یا خطا زمین پر کھینچنے والا ہو (مگر خط کا کوئی فائدہ نہ ہوگا جو سترے سے مقصود ہے) سترہ اس وقت معتبر ہوگا جب کہ اس کے اور سترہ کے درمیان تین ہاتھ سے زیادہ فاصلہ نہ ہو جو تقریباً ڈیڑھ میٹر بنے گا۔ اگر اس سے زیادہ ہے تو سترہ کے اندر سے گزرنا حرام نہیں اور اوپر والی تمام صورتوں میں نماز نفل و فرض کا کوئی فرق نہیں۔

**بَابُ: جب مؤذن نماز کی اقامت کہنی شروع کرے**

تو

مقتدی کے لئے

ہر قسم کے نوافل پڑھنے مکروہ ہیں

۲۷۵: بَابُ كَرَاهَةِ شُرُوعِ الْمَأْمُومِ

فِي نَافِلَةٍ بَعْدَ شُرُوعِ الْمُؤَذِّنِ فِي

إِقَامَةِ الصَّلَاةِ سِوَاءَ كَانَتِ النَّافِلَةُ

سُنَّةَ تِلْكَ الصَّلَاةِ أَوْ غَيْرَهَا

۱۷۶۱: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا صَلَاةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
 ۱۷۶۲: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا صَلَاةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
 ۱۷۶۳: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا صَلَاةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
 ۱۷۶۴: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا صَلَاةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب صلاة المسافرين، باب کراهة الشروع نافلة بعد شروع المودن۔

اللَّحَاقَاتُ: القیمت الصلاة: فرض نماز کی جماعت کھڑی ہو جائے۔ فلا صلاة: کوئی نماز درست نہیں۔ المكتوبة: وہ فرض نماز جس کے لئے اقامت کہی گئی ہے۔

فوائد: (۱) جب فرض نماز کی اقامت شروع ہو جائے یا اقامت قریب ہو تو نقلی نماز میں شروع ہونا مکروہ ہے۔ جمہور کے نزدیک یہ تمام نمازوں کا حکم ہے۔ امام ابو حنیفہ اور مالک رحمہما اللہ نے فرمایا کہ نماز صبح میں صبح کی سنن باوجود جماعت کھڑی ہو جانے کے ادا کر لینا چاہئے جب تک کہ رکعت اولیٰ کے فوت ہو جانے کا ڈر نہ ہو۔ اس ممانعت کی حکمت یہ ہے کہ کمال فرض کی نگہداشت ہو سکے اور وہ نماز کو اس طرح سے شروع کرے کہ تکبیر تحریرہ امام کے ساتھ فوت نہ ہونے پائے اور ائمہ کے اختلاف کے چکر سے بھی نکل آئے۔

۲۴۶: بَابُ كَرَاهَةِ تَخْصِصِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ بِصِيَامٍ أَوْ لَيْلَتِهِ بِصَلَاةٍ

قیام کے لئے خاص کرنے کی کراہت

۱۷۶۲: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "لَا تَخْصُوا لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ بِصِيَامٍ مِنْ بَيْنِ الْأَيَّامِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ فِي صَوْمٍ بِصَوْمِهِ أَحَدُكُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
 ۱۷۶۳: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "لَا تَخْصُوا لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ بِصِيَامٍ مِنْ بَيْنِ الْأَيَّامِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ فِي صَوْمٍ بِصَوْمِهِ أَحَدُكُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
 ۱۷۶۴: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "لَا تَخْصُوا لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ بِصِيَامٍ مِنْ بَيْنِ الْأَيَّامِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ فِي صَوْمٍ بِصَوْمِهِ أَحَدُكُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج: رواہ مسلم فی الصیام، باب کراهة صیام يوم الجمعة منفرداً۔

اللَّحَاقَاتُ: بقیام: قیام شرعی مراد ہے اور وہ نماز تہجد ہے۔ الا ان یکون فی صوم بوصومہ احدکم: مگر یہ کہ جمعہ کا اسکے عادی روزوں کے ایام میں آجائے یا نذر کے روزوں میں آجائے مثلاً جس نے ایک دن روزہ ایک دن افطار کی عادت بنالی ہو یا عاشورہ کے روزے رکھے یا اسی طرح ایام بیض کے روزے ہوں۔

۱۷۶۳: وَعَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "لَا يَصُومَنَّ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلَّا يَوْمًا قَبْلَهُ أَوْ بَعْدَهُ" مَتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
 ۱۷۶۴: وَعَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "لَا يَصُومَنَّ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلَّا يَوْمًا قَبْلَهُ أَوْ بَعْدَهُ" مَتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
 ۱۷۶۵: وَعَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "لَا يَصُومَنَّ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلَّا يَوْمًا قَبْلَهُ أَوْ بَعْدَهُ" مَتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

تخریج: رواہ البخاری فی الصوم، باب صوم يوم الجمعة و مسلم فی الصیام، باب کراهة صیام يوم الجمعة منفرداً۔

اللَّحَاقَاتُ: الا یوما قبله او بعده: مگر یہ کہ ایک دن اس سے پہلے یا بعد کا روزہ رکھ لے اور وہ جمعرات اور ہفتہ ہوں۔

۱۷۶۴: وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادٍ قَالَ: سَأَلْتُ

جَابِرًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ نَهَى النَّبِيَّ ﷺ عَنْ صَوْمِ الْجُمُعَةِ؟ قَالَ: نَعَمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کے دن کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا؟ انہوں نے فرمایا: ہاں۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی الصوم، باب صوم یوم الجمعة و مسلم فی الصیام، باب کراهة یوم الجمعة منفرداً اللُّغَاتُ: محمد بن عباد: یہ درمیانہ درجے کے ثقہ تابعین میں سے ہیں۔ یہ بنی مخزوم میں سے ہیں اور مکہ کے رہنے والے ہیں۔ صحاح ستہ نے ان سے روایت کی ہے۔ صوم یوم الجمعة: صرف جمع کا دن خاص کر کے روزہ رکھنا۔

۱۷۶۵: وَعَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ جُوَيْرِيَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهِيَ صَائِمَةٌ قَالَ: "أَصُمْتَ أَمْسٍ؟" قَالَتْ لَا قَالَ: "تُرِيدِينَ أَنْ تَصُومِي غَدًا؟" قَالَتْ لَا - قَالَ: "لَا فِطْرِي" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۱۷۶۵: حضرت ام المؤمنین جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کہتی ہیں نبی اکرم ﷺ ایک دن میرے پاس تشریف لائے جبکہ جمعہ کا دن تھا اور میں روزے سے تھی۔ آپ نے فرمایا کیا تو نے کل روزہ رکھا؟ تو ام المؤمنین نے جواب دیا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کل آئندہ تم روزہ رکھنے کا ارادہ رکھتی ہو؟ ام المؤمنین نے کہا نہیں۔ تو آپ نے فرمایا: "روزہ افطار کرلو"۔ (بخاری)

**تخریج:** رواہ البخاری فی اصولوم، باب صوم یوم الجمعة.

اللُّغَاتُ: امس: کل گزشتہ۔ غدا: کل آئندہ۔

**فوائد:** (۱) جمعہ کے دن کو روزے کے لئے اور اس کی رات کو قیام کے لئے خاص کرنا مکروہ ہے۔ علماء نے اس ممانعت کی کئی وجوہات بیان فرمائیں ہیں ان میں سب سے واضح تر یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ کی مخالفت کے لئے کیونکہ انہوں نے ہفتہ اور اتوار کو اپنی طرف سے خاص کر رکھا تھا تا کہ مسلمانوں کا طریق عبادت ان دونوں دنوں سے زیادہ عزت والے دن کے متعلق بالکل الگ تھلگ رہے۔ یہ ممانعت تحریمی نہیں بلکہ ممانعت کراہت ہی کے لئے ہوگی کیونکہ حرمت کی وجہ کوئی بھی پائی نہیں جاتی جیسا کہ عید الاضحیٰ کے روزہ میں اللہ تعالیٰ کی ضیافت سے اعراض لازم آتا ہے۔ (۲) دونوں حالتوں میں جمعہ کے دن کی کراہت نہ رہے گی مثلاً نذر وغیرہ کے روزوں میں جمعہ کے دن کا روزہ آگیا یا عشرہ ذی الحجہ کے روزوں میں اس کا روزہ آگیا۔ (۳) ایک دن قبل جمعرات کا روزہ اس کے ساتھ ملا لے یا ایک دن بعد ہفتہ کا روزہ اس کے ساتھ ملا لے۔ (۴) جس نے اکیلا جمعہ کا روزہ شروع کیا اس کو افطار کر لینا مستحب ہے۔

۴۷۷: بَابُ تَحْرِيمِ الْوِصَالِ فِي الصَّوْمِ وَهُوَ أَنْ يَصُومَ يَوْمَيْنِ أَوْ أَكْثَرَ وَلَا يَأْكُلَ وَلَا يَشْرَبَ بَيْنَهُمَا

بَابُ: روزے میں وصال کی حرمت اور وصال یہ ہے کہ

دو دن یا اس سے زیادہ دنوں کا روزہ رکھے

اور درمیان میں کچھ نہ کھائے پئے

۱۷۶۶: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْوِصَالِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۷۶۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال (مسلسل) کے روزے سے ممانعت فرمائی۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی الصوم، باب الوصال و باب التنکیل لمن اکثر من الوصال و مسلم فی الصیام، باب النہی

عن الوصال فی الصوم۔

۱۷۶۷: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْوِصَالِ، قَالُوا: إِنَّكَ تَوَاصِلُ؟ قَالَ: "إِنِّي لَسْتُ مِثْلَكُمْ، إِنِّي أُطْعَمُ وَأُسْقَى" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَهَذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ۔

۱۷۶۷: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وصال کے روزے سے منع فرمایا تو صحابہ نے عرض کیا کہ آپ ﷺ بھی تو مسلسل روزے رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”بے شک میں تم جیسا نہیں۔ بے شک مجھے کھلایا اور پلایا جاتا ہے۔“ بخاری و مسلم۔ بخاری کے لفظ ہیں۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی الصوم، باب الوصال و مسلم فی الصوم، باب النہی عن الوصال فی الصوم۔

**اللَّحَاقَاتُ:** انک تواصل: آپ ﷺ بھی تو وصال کرتے ہیں۔ یہ حکمت کے متعلق سوال ہے کہ ہمیں ممانعت فرمائی اور آپ ﷺ خود ملا کر روزہ رکھتے ہیں اور ہم تو آپ ﷺ کی اتباع سے مامور ہیں۔ لست مثلكم: مکلف ہونے اور طاقت کے لحاظ سے تم جیسا نہیں۔ انی اطعم و اسقی: مجھے کھلایا پلایا جاتا ہے۔ جمہور علماء نے فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ اس قوت سے کنایہ ہے جو کھانے پینے سے پیدا ہوتی ہے۔ مجھے اللہ تعالیٰ وہ قوت عنایت فرمادیتے ہیں۔ گویا میں کھلایا پلایا جاتا ہوں۔

**فوائد:** (۱) روزے میں وصال امت کے لئے جمہور کے نزدیک حرام ہے۔ (۲) نبی اکرم ﷺ کو تکلفی سلسلہ میں وہ خصوصیات حاصل ہیں جن کی بناء پر بعض اوقات آپ ﷺ پر کچھ چیزیں واجب ہوتی ہیں اور امت پر وہ واجب نہیں اور آپ ﷺ کے لئے کچھ ایسی چیزیں جائز ہیں جو دوسروں کے لئے جائز نہیں اور آپ ﷺ پر بعض چیزیں حرام ہیں مگر امت کے لئے وہ مباح ہیں یہ آپ ﷺ کے ابتلاء و شرف میں اضافہ کے لئے ہے۔ ان خصوصیات میں آپ ﷺ کی اقتداء درست نہیں۔ (۳) ملا کر مسلسل روزے رکھنا یہ آپ ﷺ کی خصوصیات میں سے ہے کیونکہ آپ ﷺ کو قوت و صبر اور برداشت کا وہ ملکہ عنایت کیا گیا جو دوسروں کو نہ ملا۔

### بَابُ: قَبْرِ پر بیٹھنے کی حرمت

۱۷۶۸: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَا تَجْلِسَ أَحَدُكُمْ عَلَى جَمْرَةٍ فَتَحْرِقَ ثِيَابَهُ فَتَخْلُصَ إِلَى جِلْدِهِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَجْلِسَ عَلَى قَبْرِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۷۶۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم میں سے کسی شخص کا انگارے پر بیٹھنا جو اس کے کپڑوں کو جلا ڈالے اور اس کا اثر اس کے چمڑے تک پہنچ جائے یہ بہتر ہے اس بات سے کہ وہ کسی قبر پر بیٹھے۔“ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی الجنائز، باب النہی عن الجلوس علی القبرہ والصلاة البہ۔

**اللَّحَاقَاتُ:** فتخلص: پہنچ جائے یا اس کی گرمی پہنچ جائے۔ خیر له: نقصان میں ان کی بہت کم ہے۔

**فوائد:** (۱) قبر پر بیٹھنا حرام ہے جیسا حدیث ۱۷۵۹ کی شرح میں گزر۔ علامہ ابن حجر عسقلانی نے کراہیت کو ترجیح دی یہ اور ممانعت والی شدید وعید کو اس بیٹھنے پر محمول کیا جو پیشاپ کرنے یا پاخانہ کے لئے ہو اور وہ بالاجماع حرام ہے (۲) مردوں کی قبور کا احترام کرنا چاہئے اور ان کی توہین نہ کرنی چاہئے اور نہ ان پر بیٹھنا چاہئے جس طرح کہ ان کی تعظیم میں بھی ان پر تعمیر کر کے چونا گچ لگا کر درست نہیں جیسا اگلے باب میں ہے۔



۳۴۹: بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَجْصِصِ

بَابُ: قبروں کو چونا گچ کرنے اور ان

القَبْرِ وَالْبِنَاءِ عَلَيْهِ

پر تعمیر کرنے کی ممانعت

۱۷۶۹: عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُجْصَّصَ الْقَبْرُ وَأَنْ يُقْعَدَ عَلَيْهِ، وَأَنْ يُنَى عَلَيْهِ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۷۶۹: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبر کو پختہ کرنے اور اس پر بیٹھنے اور اس پر عمارت بنانے سے منع فرمایا۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الخصال، باب النہی عن تجصیص البر والبناء علیہ۔

اللُّغَاتُ: تجصیص: چونا کرنا۔ یسّی علیہ: قبر پر قبہ وغیرہ بنانا۔

فوائد: (۱) قبر کو چونا گچ کرنا مکروہ ہے کیونکہ اس میں بلا فائدہ مال کو ضائع کرنا اور اُسراف کی حد تک پہنچ جائے تو یہ حرام ہے۔ مثلاً ملع اور زینت کرنا آج کل مزارات اولیاء اس کا نمودار نہیں۔ (۲) قبر پر تعمیر اس لئے مکروہ ہے کیونکہ اس میں تعظیم کا اشتباہ اور ضیاع مال ہے (۳) قبر پر بیٹھنا مکروہ ہے پہلے باب میں یہ گزرا۔

۳۵۰: بَابُ تَغْلِیْظِ تَحْرِیمِ اِبَاقِ

بَابُ: غلام کے اپنے آقا سے بھاگ

الْعَبْدِ مِنْ سَيِّدِهِ

جانے میں شدت حرمت

۱۷۷۰: عَنْ جَرِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "أَيُّمَا عَبْدٍ أَبَقَ فَقَدْ بَرِنْتُ مِنْهُ الذِّمَّةُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۷۷۰: حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو غلام بھاگ گیا اس سے اسلام کی ذمہ داری ختم ہوگئی۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الایمان، باب تسمیۃ العبد الابق کافراً

اللُّغَاتُ: عبد: غلام، مملوک۔ ابق: مالک کی خدمت سے بھاگ گیا۔ برنت منه الذمّة: اسلام کی ذمہ داری سے وہ نکل گیا۔

۱۷۷۱: وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: "إِذَا أَبَقَ الْعَبْدُ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِي رِوَايَةٍ: "فَقَدْ كَفَرَ".  
۱۷۷۱: حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جب غلام بھاگ جائے تو اس کی نماز قبول نہیں ہوتی" ایک روایت میں ہے کہ "اس نے گویا کفر کیا۔"

تخریج: رواہ مسلم فی الایمان، باب تسمیۃ العبد الابق کافراً

اللُّغَاتُ: لم تقبل له صلاة: اس کی نماز مقبول نہیں اس پر ثواب نہ ملے گا۔ فقد كفر: اس آقا کی ناشکری کی اور اس کا حق ادا نہ کیا یا اسلام کی نعمت کی ناشکری کی اگر اس نے فرار ہوئے تو حلال سمجھ کر کیا۔

فوائد: (۱) غلام کا بھاگنا حرام ہے کیونکہ اس میں وعدے کو توڑنا اور احسان کا انکار ہے اور چونکہ غلام نہیں اس لئے یہ سلسلہ نہیں (۲) جو خدمت وغیرہ کے عمل کو اپنے اوپر لازم کر لے تو اس کی اپنی ذمہ داری کی وفا کرنی ضروری ہے۔ (۳) احسان کے بدلے احسان پر آمادہ کیا گیا۔

### بَابُ: حدود میں سفارش کی حرمت

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: زنا کرنے والا مرد اور زانیہ دونوں میں سے ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ اور تمہیں اللہ کی اس حد کے نافذ کرنے میں ان کے متعلق نرمی نہیں آنی چاہئے اگر تم اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔ (النور)

### ۲۵۱: بَابُ تَحْرِيمِ الشَّفَاعَةِ فِي الْحُدُودِ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةً جَلْدَةٍ وَلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ﴾ [النور: ۲]

**حل الایات:** ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ دین میں پختگی اختیار کی جائے اس کے احکامات کو پورا کرنے میں خوب ہمت و کوشش سے کام لیا جائے۔

۱۷۷۲: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ قُرَيْشًا أَهَمَّهُمْ شَأْنُ الْمَرْأَةِ الْمَخْذُومَةِ الَّتِي سَرَقَتْ فَقَالُوا: مَنْ يُكَلِّمُ فِيهَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ؟ فَقَالُوا: وَمَنْ يَجْتَرِئُ عَلَيْهِ إِلَّا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حَبِيبُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَكَلَّمَهُ أُسَامَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "اتَّشَفَعُ فِي حَدِّ مَنْ حُدِّدَ اللَّهُ تَعَالَى؟" ثُمَّ قَامَ فَاخْتَطَبَ ثُمَّ قَالَ: "إِنَّمَا أَهْلَكَ الَّذِينَ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكَوهُ، وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ، وَإِيمُ اللَّهِ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ ﷺ سَرَقَتْ لَقُطِعَتْ يَدُهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَفِي رِوَايَةٍ: "فَتَلَوْنَ وَجْهَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ" فَقَالَ: "اتَّشَفَعُ فِي حَدِّ مَنْ حُدِّدَ اللَّهُ تَعَالَى؟" فَقَالَ أُسَامَةُ: اسْتَغْفِرْ لِي يَا رَسُولَ اللَّهِ - قَالَ ثُمَّ أَمَرَ بِتِلْكَ الْمَرْأَةِ فَقُطِعَتْ يَدُهَا.

۱۷۷۲: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قریش کو اس مخدومی عورت کا معاملہ جس نے چوری کی تھی بڑا اہم معلوم ہوا تو انہوں نے آپس میں کہا اس سلسلے میں رسول اللہ ﷺ سے کون کلام کرے؟ دوسروں نے کہا کوئی بھی اس کی جرأت سوائے اسامہ بن زید کے نہیں کرے گا۔ جو رسول اللہ ﷺ کے محبوب ہیں چنانچہ اسامہ نے بات کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اے اسامہ! کیا تو اللہ کی حدود میں سفارش کرتا ہے؟" پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور لوگوں کو خطاب فرمایا: "بے شک تم سے پہلے لوگ اس لئے ہلاک ہوئے کہ ان میں جب کوئی بڑے رتبے والا آدمی چوری کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے اور جب کمزور آدمی چوری کرتا تو اس پر حد قائم کر دیتے۔ اللہ کی قسم ہے اگر (میری بیٹی) فاطمہ بنت محمد ﷺ چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا۔" (بخاری و مسلم) ایک روایت میں ہے حضور کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور پھر آپ نے فرمایا: "کیا تم اے اسامہ! اللہ کی حدود میں سے ایک حد میں سفارش کرتے ہو؟" اسامہ نے کہا یا رسول اللہ میرے لئے استغفار فرمائیے۔ پھر اس عورت کے بارے میں حکم دیا چنانچہ اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی اوخر کتاب الانبیاء و رواہ ایضا فی الحدود باب کراهة الشفاعة فی الحد و مسلم فی کتاب الحدود باب قطع السارق و الشریف

**اللَّغَوَاتُ:** اہمیتہم: ان کو فکر میں مبتلا کر دیا۔ المخذومیہ: یہ بنی مخزوم کی طرف نسبت ہے یہ قریش قبیلہ کی ایک شاخ ہے اس عورت نے غزوہ فتح کے موقع پر ایک چادر اور کچھ زیور چرائے تھے۔ یجتري: جسارت کرنا۔ حب: محبوب۔ حد: شرع میں مقررہ سزا۔ فاختطبت: خطبہ دیا جس طرح بخاری کی روایت میں آیا ہے۔ الشریف: بلند مرتبہ والا۔ الضعیف: کمزور۔ فتلون: غیظ و غضب سے

چہرہ سرخ ہو گیا۔

**فوائد:** (۱) جب حد کا معاملہ محتاج عدالت تک پہنچ جائے تو سفارش ممنوع ہے۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ آدمی لوگوں کو تکلیف پہنچانے میں مشہور و معروف ہو اس کی مطلقاً شفاعت نہیں خواہ امام تک بات پہنچے یا نہ پہنچے۔ (۲) چوری کی حد میں عورتیں بھی مردوں کے ساتھ شامل ہیں۔ اسی طرح دوسری حدود میں۔ (۳) قوم میں خواہ کسی کا کتنا مرتبہ و مقام ہو مگر حد قائم کرنے کی صورت میں اس سے کسی رعایت و محبت کا معاملہ نہ ہوگا بشرطیکہ حد لازم ہو جائے۔ (۴) حدود میں سفارش قبول نہ کی جائے گی اور نہ تخفیف میں میانہ روی ہوگی۔ مقرر شدہ حدود نہ تبدیل ہو سکتی ہیں اور نہ تبدیل کوئی کر سکتا ہے۔ (۵) گزشتہ امتوں کے حالات سے عبرت حاصل کرنا ضروری ہے۔ (۶) حدیث میں حضرت اسامہؓ کا حضور ﷺ کی نگاہ میں مرتبہ ظاہر ہوتا ہے۔

**بَابُ: لوگوں کے راستے اور سائے**

اور پانی وغیرہ کے مقامات پر

پاخانہ کرنے کی ممانعت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”وہ لوگ جو کہ مومن مردوں اور عورتوں کو بغیر قصور کے ایذا پہنچاتے ہیں انہوں نے بہتان اور کھلے گناہ کو اٹھایا۔“ (الاحزاب: ۸۵)

۱۷۷۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دو چیزیں جو لعنت کا سبب ہیں ان سے بچو۔ صحابہ نے عرض کیا وہ چیزیں کیا ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: ”ایک راستے میں پاخانہ کرنا، دوسرا سایہ میں پاخانہ کرنا۔“ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الطہارۃ باب النہی عن تخلی فی الطرق۔

**اللَّعْنَاتُ:** اتقوا اللعنین: یہ ایسے کاموں سے بچو جو لوگوں کی لعنت کا باعث بنتے ہیں۔ بتخلی: پاخانہ کرے۔

**فوائد:** (۱) جمہور نے نبی کو کراہت تنزیہ قرار دیا ہے شیخ زکریا انصاری فرماتے ہیں کہ کراہت کو تحریمی قرار دینا مناسب نہیں کیونکہ اس سے لوگوں کو ایذا پہنچتی ہے اور ظاہر حدیث حرمت کو ظاہر کرتی ہے اور منقول ہے کہ کرنے والے کے مستحق لعنت ہونے کی وجہ سے یہ کبائر میں ہے۔ (۲) سایہ کے نیچے ممانعت اس وقت ہے جبکہ وہ جائز اجتماع کے لئے بنایا ہوا مقام ہو۔ اگر وہ مقام جو بازی، غیبت اور تفریق بین المسلمین کے لئے ہو تو پھر وہاں پیشاپ کرنے میں کوئی کراہت نہیں۔ جو سائے کا حکم ہے دھوپ والے مقام کا حکم سردیوں میں یہی ہے۔ (۳) اسلام نے نظافت کا بہت لحاظ رکھا اور امراض اور وباؤں سے حفاظت کا اہتمام کیا اور لوگوں کے شعور کی رعایت کی اور خیر پر ان کے اجتماع کا احترام برقرار رکھا۔

**بَابُ: کھڑے پانی میں پیشاپ**

وغیرہ کرنے کی ممانعت

**۳۵۳: بَابُ النِّہٰی عَنِ الْبُولِ وَنَحْوِہِ**

**فِی الْمَآءِ الرَّاکِدِ**

۱۷۷۴: عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى أَنْ يُبَالَ فِي الْمَاءِ الرَّائِدِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۷۷۵: عَنْ النَّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ رِوَايَةٍ عَنْ أَبِيهِ كَيْفَ قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "أَكُلْتُ وَلَدَكَ نَحَلْتُهُ مِثْلَ هَذَا؟" فَقَالَ: لَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "فَارْجِعْهُ" وَفِي رِوَايَةٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "أَفَعَلْتَ هَذَا بِوَلَدِكَ كُتِلَهُمْ؟" قَالَ: لَا - قَالَ: "اتَّقُوا اللَّهَ وَاعْدِلُوا فِي أَوْلَادِكُمْ" فَرَجَعَ أَبِي فَرَدَّ تِلْكَ الصَّدَقَةَ - وَفِي رِوَايَةٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "يَا بَشِيرُ أَلَيْكَ وَلَدٌ سِوَى هَذَا؟" فَقَالَ: نَعَمْ، قَالَ: "أَكُتْلَهُمْ وَهَبْتُ لَهُ مِثْلَ هَذَا؟" قَالَ: لَا، قَالَ: "فَلَا تُشْهِدْنِي إِذَا قَانِي لَا أَشْهَدُ عَلَى جَوْرٍ وَفِي رِوَايَةٍ: لَا تُشْهِدْنِي عَلَى جَوْرٍ" وَفِي رِوَايَةٍ: "أَشْهَدُ عَلَى هَذَا غَيْرِي؟" ثُمَّ قَالَ: "أَيْسُرُكَ أَنْ يَكُونُوا إِلَيْكَ فِي الْبِرِّ سَوَاءً؟" قَالَ بَلَى، قَالَ: "فَلَا إِذَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۷۴: عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى أَنْ يُبَالَ فِي الْمَاءِ الرَّائِدِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۷۷۵: عَنْ النَّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ رِوَايَةٍ عَنْ أَبِيهِ كَيْفَ قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "أَكُلْتُ وَلَدَكَ نَحَلْتُهُ مِثْلَ هَذَا؟" فَقَالَ: لَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "فَارْجِعْهُ" وَفِي رِوَايَةٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "أَفَعَلْتَ هَذَا بِوَلَدِكَ كُتِلَهُمْ؟" قَالَ: لَا - قَالَ: "اتَّقُوا اللَّهَ وَاعْدِلُوا فِي أَوْلَادِكُمْ" فَرَجَعَ أَبِي فَرَدَّ تِلْكَ الصَّدَقَةَ - وَفِي رِوَايَةٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "يَا بَشِيرُ أَلَيْكَ وَلَدٌ سِوَى هَذَا؟" فَقَالَ: نَعَمْ، قَالَ: "أَكُتْلَهُمْ وَهَبْتُ لَهُ مِثْلَ هَذَا؟" قَالَ: لَا، قَالَ: "فَلَا تُشْهِدْنِي إِذَا قَانِي لَا أَشْهَدُ عَلَى جَوْرٍ وَفِي رِوَايَةٍ: لَا تُشْهِدْنِي عَلَى جَوْرٍ" وَفِي رِوَايَةٍ: "أَشْهَدُ عَلَى هَذَا غَيْرِي؟" ثُمَّ قَالَ: "أَيْسُرُكَ أَنْ يَكُونُوا إِلَيْكَ فِي الْبِرِّ سَوَاءً؟" قَالَ بَلَى، قَالَ: "فَلَا إِذَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

**تخریج:** رواه مسلم في كتاب الطهارة، باب عن البول في الماء الداكد۔  
الذخائر: الداكد: نه چلنے والا پانی۔

**فوائد:** (۱) کھڑے پانی میں خواہ کثیر ہی ہو پیشاب کرنے کی ممانعت فرمائی۔ ممانعت اس وقت تو تنزیہی ہے جبکہ پانی اس کی ملکیت ہو یا اس کیلئے مباح ہو۔ جب پانی بہنے والا یا کسی دوسرے کی ملکیت ہو تو حرام ہے اور پاخانہ کی کراہت غلیظ شہید ہونے کی وجہ سے زیادہ ہے۔

۲۵۴: بَابُ كَرَاهَةِ تَفْضِيلِ الْوَالِدِ بَعْضَ أَوْلَادِهِ عَلَى بَعْضٍ فِي الْهَبَةِ

بَابُ كَرَاهَةِ تَفْضِيلِ الْوَالِدِ بَعْضَ أَوْلَادِهِ عَلَى بَعْضٍ فِي الْهَبَةِ

۱۷۷۵: عَنْ النَّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ رِوَايَةٍ عَنْ أَبِيهِ كَيْفَ قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "أَكُلْتُ وَلَدَكَ نَحَلْتُهُ مِثْلَ هَذَا؟" فَقَالَ: لَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "فَارْجِعْهُ" وَفِي رِوَايَةٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "أَفَعَلْتَ هَذَا بِوَلَدِكَ كُتِلَهُمْ؟" قَالَ: لَا - قَالَ: "اتَّقُوا اللَّهَ وَاعْدِلُوا فِي أَوْلَادِكُمْ" فَرَجَعَ أَبِي فَرَدَّ تِلْكَ الصَّدَقَةَ - وَفِي رِوَايَةٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "يَا بَشِيرُ أَلَيْكَ وَلَدٌ سِوَى هَذَا؟" فَقَالَ: نَعَمْ، قَالَ: "أَكُتْلَهُمْ وَهَبْتُ لَهُ مِثْلَ هَذَا؟" قَالَ: لَا، قَالَ: "فَلَا تُشْهِدْنِي إِذَا قَانِي لَا أَشْهَدُ عَلَى جَوْرٍ وَفِي رِوَايَةٍ: لَا تُشْهِدْنِي عَلَى جَوْرٍ" وَفِي رِوَايَةٍ: "أَشْهَدُ عَلَى هَذَا غَيْرِي؟" ثُمَّ قَالَ: "أَيْسُرُكَ أَنْ يَكُونُوا إِلَيْكَ فِي الْبِرِّ سَوَاءً؟" قَالَ بَلَى، قَالَ: "فَلَا إِذَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۷۵: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میرے والد مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے کر آئے اور عرض کیا میں نے اپنے اس بیٹے کو اپنا ایک غلام عطیہ دیا اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم نے اپنے سارے بیٹوں کو اس جیسا عطیہ دیا؟“ تو انہوں نے کہا نہیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس سے واپس لے لو“ اور ایک روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تو نے ایسا سارے لڑکوں کے ساتھ کیا ہے؟“ انہوں نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد میں انصاف کرو“۔ میرے والد لوٹ آئے اور وہ عطیہ واپس لے لیا۔ ایک روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے بشیر کیا تیرے اس کے سوا اور لڑکے بھی ہیں؟“ انہوں نے کہا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”کیا سب کو تو نے اس جیسا غلام دیا؟“ انہوں نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”پھر مجھے گواہ مت بناؤ میں ظلم پر گواہ نہیں بنتا“ اور ایک روایت میں ہے کہ ”مجھے ظلم پر گواہ مت بناؤ میرے علاوہ اور کسی کو گواہ بناؤ“۔ پھر فرمایا: ”کیا تجھے یہ بات پسند نہیں کہ تیرے ساتھ احسان میں سب برابر ہوں؟“ انہوں نے کہا کیوں نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”پھر ایسا مت کرو“۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواه البخاری في كتاب الهبة، باب الهبة للولد و باب الاشهاد في الهبة و مسلم في كتاب الهبات، باب

کراہۃ تفصیل بعض الاولاد فی الہبۃ۔

اللَّغَائِثُ: انی نحلّت: میں خاص کر کے دیا۔ فارجمعہ: اس کو واپس کر دیا۔ جور: ظلم۔

فوائد: (۱) تمام معاملات میں اسلام اور اسکے علماء کی طرف رجوع کی ضرورت ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہی حال تھا جب ان کو کسی معاملے میں اشکال پیدا ہوتا یا کسی چیز کو کرنا چاہتے۔ (۲) والدین پر لازم ہے کہ وہ اپنی اولاد کی رعایت میں انصاف سے کام لیں خواہ اولاد مذکر ہو یا مؤنث اور بعض اولاد کو بعض پر فضیلت نہ دیں کیونکہ اس سے ایسی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں جو خاندانوں کی جڑوں کو اکھیر دیتی ہیں۔

بَابُ: کسی میت پر تین دن سے زیادہ عورت سوگ

نہیں کر سکتی البتہ اپنے خاوند پر چار ماہ دس

دن تک سوگ کرے

۱۷۷۶: حضرت زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہتی ہیں کہ میں ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی جبکہ ان کے والد ابوسفیان بن حرب کی وفات ہوئی تو انہوں نے ایک خوشبو منگائی جس میں خلوق یا کسی اور خوشبو کی زردی تھی اور اس میں سے کچھ ایک لونڈی کو لگائی اور پھر اپنے رخساروں پر مل لی پھر کہا: ”اللہ کی قسم مجھے خوشبو کی ضرورت نہیں تھی سوائے اس کے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر فرماتے سنا کہ عورت کے لئے حلال نہیں جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو کہ وہ کسی میت پر تین راتوں سے زیادہ افسوس کرے مگر خاوند پر چار مہینے اور دس دن“۔ پھر میں زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گئی جبکہ ان کے بھائی نے وفات پائی تو انہوں نے خوشبو منگوائی اور پھر اس میں سے کچھ لگائی پھر کہا: ”خبردار! اللہ کی قسم مجھے خوشبو کی ضرورت نہیں تھی سوائے اس بات کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر فرماتے سنا کہ ایسی عورت کے لئے جائز نہیں جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو کہ وہ کسی میت پر تین راتوں سے زیادہ افسوس کرے مگر خاوند پر چار مہینے دس دن سوگ کرنا جائز ہے“۔ (بخاری و مسلم)

۲۵۵: بَابُ تَحْرِيمِ احْدَادِ الْمَرْأَةِ

عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ إِلَّا عَلَى

زَوْجِهَا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرَةَ أَيَّامٍ

۱۷۷۶: عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ قَالَتْ

دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ حَبِيبَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ حِينَ

تُوفِيَ أَبُوهَا أَبُو سَفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ رَضِيَ اللَّهُ

عَنْهُ فَدَعَتْ بِطِبِّ فِيهِ صُفْرَةً خَلُوقٍ أَوْ غَيْرِهِ،

فَدَهَنْتُ مِنْهُ جَارِيَةً ثُمَّ مَسَّتْ بِعَارِضِيهَا، ثُمَّ

قَالَتْ: وَاللَّهِ مَا لِي بِالطِّيبِ مِنْ حَاجَةٍ، غَيْرَ أَنِّي

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ عَلَى الْمِنْبَرِ: لَا

يَحِلُّ لِمَرْأَةٍ تُوْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُحَدَّ

عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ

أَشْهُرٍ وَعَشْرًا“ قَالَتْ زَيْنَبُ: ثُمَّ دَخَلْتُ عَلَى

زَيْنَبِ بِنْتِ جَحْشٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا حِينَ تُوَفِّيَ

أَخُوهَا فَدَعَتْ بِطِبِّ فَمَسَّتْ مِنْهُ ثُمَّ قَالَتْ: أَمَا

وَاللَّهِ مَا لِي بِالطِّيبِ مِنْ حَاجَةٍ، غَيْرَ أَنِّي

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ عَلَى الْمِنْبَرِ:

”لَا يَحِلُّ لِمَرْأَةٍ تُوْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ

أَنْ تُحَدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ إِلَّا عَلَى

زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الجنائز، باب المرأة علی زوجها، وفی کتاب الطلاق، باب تحد المرأة علی زوجها

اربعة اشهر و عشرة و رواه مسلم في كتاب الطلاق باب وجوب الاحداد في عدة الوفاة۔

**اللَّعْنَاتُ:** ام حبیبہ: ام المؤمنین رملہ بنت ابی سفیان صحابہ بن حرب امویہ ہیں۔ تراجم دیکھیں۔ خلوق: خوشبو میں جوان کی عادت تھی۔ تحیدہ: یہ احدث المرأة علی زوجها تحد و تحید سے موخوذ ہے جب وہ اپنے خاوند پر غم کرے اور غم کے کپڑے پہنے اور زینت کو چھوڑے۔ فوق ثلاث: تین رات سے زائد۔

**فوائد:** (۱) عورت کو خاوند کے علاوہ دوسرے کسی بھی رشتہ دار پر تین دن سے زیادہ صدمہ کرنے کی اجازت نہیں۔ (۲) عدت کے ایام میں عورت کو خاوند پر غم کرنا واجب ہے اور وہ چار ماہ دس دن رات ہیں۔ (۳) اس میں حکمت یہ ہے تاکہ رحم کی صفائی کا یقین ہو جائے اور عورت پر تہمت اور بدگمانی پیدا نہ ہو۔ (۴) شریعت نے عظیم خاوند کے حق کو بیوی پر اس کی وفات کے بعد بھی تسلیم کیا اور اسلام میں بیوی اور خاوند کے مضبوط تعلق کی اہمیت کو واضح کیا۔

**۲۵۶: بَابُ تَحْرِيمِ بَيْعِ الْحَاضِرِ لِلْبَادِي وَتَلَقِّي الرُّكْبَانِ وَالْبَيْعِ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ وَالْخُطْبَةِ عَلَى خُطْبَتِهِ إِلَّا أَنْ يَأْذَنَ أَوْ يَرُدَّ**

**بَابُ:** شہری کا دیہاتی کے لئے خریداری کرنا، قافلوں کو آگے جا کر ملنا اور مسلمان بھائی کی بیع پر بیع اور اس کی منگنی پر منگنی کرنے کی حرمت

مگر یہ کہ وہ اجازت دے یا رد کرے

۱۷۷۷: عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَبْعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَإِنْ كَانَ أَخَاهُ لِأَبِيهِ وَأُمِّهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۷۷: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ممانعت فرمائی کہ: ”کوئی شہری دیہاتی کے لئے سودا کرے خواہ اس کا وہ حقیقی بھائی ہی کیوں نہ ہو“۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواه البخاری فی کتاب البیوع باب لا یشتری حاضر لباد بالسمرۃ و مسلم فی البیوع باب تحريم بيع الحاضر للبادي۔

**اللَّعْنَاتُ:** الحاضر: شہر یا قصبہ میں مقیم۔ البادی: جنگل میں قیام پزیر۔ ان بیع لباد: کوئی دیہاتی ضرورت والا سامان لے کر شہر آئے تاکہ اس کو اسی دن کے بھاؤ سے فروخت کرے تو شہری تاجر اس کو کہے یہ میرے پاس چھوڑ دو میں اس کو تیرے لئے تدریجاً بیچ دوں گا۔ تو یہ حرکت حرام ہے کیونکہ اس میں اس کو نقصان پہنچتا ہے۔ اگر بدوی ایسا سامان لایا جس کی عام ضرورت نہیں پڑتی یا ضرورت تو پڑتی ہے مگر وہ چیز عام ملتی ہے اور وہ اس کو تدریجاً بیچنا چاہتا ہے تو شہری تاجر نے کہا میں تدریجاً فروخت کا ذمہ دار ہوں یا اس کو کہا موجودہ بھاؤ پر فروخت کرنے کے لئے تم مجھے وکیل بنا کر اختیار دے دو تو یہ بیع حرام نہیں۔

**فوائد:** (۱) شہری کی دیہاتی کے لئے بیع کرنے کی ممانعت کی گئی کیونکہ اس میں بھاؤ کا دھوکا ہے۔ اسی طرح اگر شہری سامان لایا اور دیہاتی نے اس کو اسی طرح لے لیا تو پھر حکم اسی طرح ہے۔ (۲) حدیث میں ممانعت حرمت کو ظاہر کر رہی ہے۔

۱۷۷۸: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَا تَتَلَقَّوْا السِّلَعَ حَتَّى يَهْبَطَ بِهَا إِلَى الْإِسْوَاقِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۷۸: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: ”تجارتی قافلے کے سامان کو آگے جا کر مت ملو یہاں تک کہ اس کو اتار کر بازاروں میں لایا جائے“۔ (بخاری و مسلم)



**تخریج:** رواہ البخاری فی البیوع، باب النہی عن تلقی الركبان و مسلم فی البیوع، باب تحريم تلقی الحلب۔  
**اللَّحَائِثُ:** السلع: فروخت کے لئے لایا جانے والا سامان یہاں تک کہ اس کو بازار میں لایا جائے۔ حتیٰ بمہبط بہا الی الاسواق: وہ سامان بازار میں آ کر بھاؤ معلوم ہو۔

**فوائد:** (۱) آگے جا کر ملنا حرام ہے اور حرمت کی شرط یہ ہے کہ آگے جا کر ملنے کی ممانعت بھی موجود ہو اور لانے والے کی طرف سے مطالبہ کے بغیر ہی آگے جانے والا خریدے اور شہر میں اس کے آنے اور بھاؤ کا معلوم کرنے سے پہلے ہی خرید لے خواہ اس نے آگے مل کر خریدنے کا ارادہ کیا ہو یا نہ جیسا کہ شکار کرنے نکلا اور قافلہ سے خرید لیا۔ (۲) حرمت میں حکمت یہ ہے کہ سامان والے کو نقصان پہنچانا اور دھوکا لازم آتا ہے جو کہ دونوں ممنوع ہیں۔

۱۷۷۹: وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَا تَتَلَقَّوْا الرُّكْبَانَ، وَلَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِّبَادٍ" فَقَالَ لَهُ طَاوُسٌ: مَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِّبَادٍ؟ قَالَ: "لَا يَكُونُ لَهُ سِمَسَارًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
 ۱۷۷۹: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم تجارتی قافلے کو آگے جا کر مت ملو اور کوئی شہری دیہاتی کے لئے سودا نہ کرے۔" طاؤس نے حضرت ابن عباسؓ سے پوچھا "سودا نہ کرنے کا مطلب کیا ہے؟" انہوں نے فرمایا کہ "وہ اس کا دلال نہ بنے۔" (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی البیوع، باب بیع حاضر لباء بغير اجر، وفي الاجارة، باب اجر السمسرة و مسلم فی البیوع، باب تحريم بيع الحاضر للبادی۔

**اللَّحَائِثُ:** دلال: خرید و فروخت کرنے والا۔  
**فوائد:** (۱) اس میں بھی قافلے کو آگے جا کر سودا کرنے شہری کی دیہاتی کے لئے خریداری کی حرمت ذکر کی گئی کیونکہ اس میں پہلی صورت میں قافلے والوں کو نقصان اور دوسری صورت میں لوگوں کو نقصان ہے اور اس کا بیان گزرا۔

۱۷۸۰: وَعَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِّبَادٍ، وَلَا تَتَّجِسُوا وَلَا يَبِيعَ الرَّجُلُ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ وَلَا يَخْطُبُ عَلَى خُطْبَةِ أَخِيهِ، وَلَا تَسْأَلِ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا لِتُكَفَّ مَا فِي إِنْثَاهَا وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ التَّلَقِّيِ وَأَنْ يَتَّاعَ الْمُهَاجِرُ لِلْأَعْرَابِيِّ، وَأَنْ تَشْتَرِكَ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا وَأَنْ يَسْتَأْمَ الرَّجُلُ عَلَى سَوْمِ أَخِيهِ، وَنَهَى عَنِ النَّجْشِ وَالتَّصْرِیَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
 ۱۷۸۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا "کوئی دیہاتی کسی شہری کے لئے سودا کرے" دھوکہ دینے کے لئے قیمت بڑھانے سے اپنے مسلمان بھائی کے سودے پر سودا کرنے سے اور منگنی پر منگنی کا پیغام دینے سے عورت کو اپنی مسلمان بہن کی طلاق کا سوال کرنے سے تاکہ جو اس کے برتن میں ہے وہ اپنے برتن میں پلٹ لے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ آپؐ نے قافلے کو آگے جا کر ملنے شہری کو دیہاتی کے لئے خریدنے عورت کو اپنی مسلمان بہن کی طلاق کی شرط لگانے آدمی کو اپنے بھائی کے سودے پر سودا کرنے دھوکہ دینے کے لئے قیمت بڑھانے اور کئی دن کا دودھ جمع کر کے فروخت سے منع فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی البیوع، باب هل یبیع حاضر لباء فی ابواب متفرقة غیرہ و مسلم فی البیوع، تحريم بيع

الرجل علی بیع اخیہ۔

**اللَّعْنَاتُ** : لاتناجشوا: اصل میں تتناجشوا تخفیف کے لئے ایک تاء کو حذف کر دیا۔ النجش: دوسرے کو دھوکا دینے کے لئے سامان کی قیمت بڑھانا خود خریدنا مقصود نہ ہو۔ لتکفاء: تاکہ اس کے برتن میں جو کچھ ہے وہ انڈیل لے۔ یہ اس کے ساتھ نکاح کے ساتھ کنایہ ہے یا اس کو وہ خرچہ اور عمدہ رہائش میسر ہو جائے جو اس مطلقہ کو حاصل ہے۔ التلقی: قافلہ کو آگے جا کر ملنا۔ یتاع المہاجر شہری للعراہی: دیہاتی جو فروخت کے لئے اپنا سامان شہر لا رہا ہو۔ ان یستام: بیع کی قیمت میں اضافہ کرے اس کے بعد رضامندی ہو چکی اور اس کی قیمت پر اتفاق ہو چکا۔ التصویۃ: دودھ والے جانور کا دودھ کئی ٹائم چھوڑنا تاکہ دودھ تھنوں میں زیادہ جمع ہو جائے اور مشتری اس کا دودھ زیادہ خیال کر کے رغبت سے خرید لے۔

**فوائد:** (۱) بیع کی ان مذکورہ صورتوں میں سے اس لئے منع کیا گیا کیونکہ ان میں ایذا دھوکا اور نقصان دی ہے۔ (۲) برائے صورت بیع سے منع کیا جس میں لوگوں کو تنگی اور نقصان دی پائی جائے۔ (۳) اسلام نے ایسی چیزوں سے دور رہنے کا حکم دیا جس سے خاندان مخالفت اور اختلاف پیدا ہوتا ہے دل کینے اور برائی سے بھر جاتے ہیں۔

۱۷۸۱: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ،  
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : لَا يَبِيعُ بَعْضُكُمْ  
عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ ، وَلَا يَخْطُبُ عَلَى خُطْبَةٍ  
أَخِيهِ إِلَّا أَنْ يَأْذَنَ لَهُ ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَهَذَا لَفْظُ  
مُسْلِمٍ۔

۱۷۸۱: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کوئی تم میں سے دوسرے بھائی کے سودے پر سودا نہ کرے اور نہ اپنے بھائی کے منگنی کے پیغام پر منگنی کا پیغام دے مگر یہ کہ وہ اجازت دے دے۔“ (بخاری و مسلم) یہ مسلم کے الفاظ ہیں۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی البیوع فی 'باب لا یبیع حاضر لبادیا سمسرة' وفی ابواب متفرقة غیرہ 'وفی النکاح' باب لا یخطب علی خطبۃ اخیہ و مسلم فی البیوع 'باب تحریم بیع الرجل علی بیع اخیہ۔

**اللَّعْنَاتُ** : عی خطبۃ اخیہ: منگنی کرنا۔ خطبہ: بات اور کلام آخر سے مراد عہد و حرمت والے بھائی پس مسلمان و ذمی دونوں کو شامل ہے۔ غالب استعمال کے طور پر اخ کا لفظ کہا گیا کیونکہ اس نے جند اتباع اور بات ماننے میں دعویٰ کیا۔

**فوائد:** (۱) بیع علی البیع کی ممانعت کی گئی جس کی وضاحت پہلے کر دی گئی۔ (۲) منگنی پر منگنی کرنے کی ممانعت کی گئی اس کی صورت یہ ہے کہ ایک آدمی کسی عورت کی طرف پیغام نکاح بھیجے اور وہ قبول کر لے دونوں کا نکاح پر اتفاق ہو جائے اور باہمی رضامندی ہو جائے یا رضامندی کی علامات ظاہر ہو جائیں اور صرف عقد نکاح باقی رہ جائے۔ پھر یہ دوسرا آئے اور اس تمام حالت کو جانتے ہوئے منگنی کا پیغام دے یہ حرام ہے اس لئے کہ اس میں تکلیف دینا، انقطاع پیدا کرنا لازم آتا ہے۔ اسلئے حدیث میں منگنی پر منگنی کی اباحت کو منگیترا قول کو چھوڑ دینے یا دوسرے منگیتر کے اجازت دینے پر مشروط فرمایا گیا۔ چھوڑنے کے مفہوم اور اجازت میں برائے صورت شامل ہے جس سے وہ معرض شمار ہو مثلاً زمانہ طویل گزر گیا یا اتنا زمانہ وہ غائب ہو گیا جس سے نقصان ہو رہا ہے۔ یا لڑکی والوں نے قبولیت سے رجوع کر لیا۔ (۳) کسی عورت کی منگنی کے پیغام کو قبول کرنا بھی حرام ہے جبکہ دوسری عورت کی منگنی کا سلسلہ اس کو معلوم ہو دونوں میں یکساں حکم ہے۔

۱۷۸۲: وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : "الْمُؤْمِنُ أَخُو  
الْمُؤْمِنِ ، فَلَا يَحِلُّ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَتَّاعَ عَلَى بَيْعِ

۱۷۸۲: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مؤمن مؤمن کا بھائی ہے کسی مؤمن کے لئے حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی کے سودے پر سودا کرے اور نہ یہ حلال

اَحِبُّهُ وَلَا يَخْطُبُ عَلَى خِطْبَةِ اَخِيهِ حَتَّى يَذَرَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
ہے کہ اپنے بھائی کی مگنی کے پیغام پر مگنی کا پیغام دے مگر یہ کہ وہ چھوڑ دے۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب النکاح باب تحریم الخطبة علی خطبة اخیه۔

فوائد: (۱) پہلی حدیث کے فوائد کہ مگنی پر مگنی اور بیع پر بیع حرام ہے۔ (۲) اسلام مسلمانوں میں باہمی الفت کا بہت خواہاں ہے۔ ان تفرقہ کو ناپسند کرتا اور دوسروں کی عزت کا نگہبان ہے۔

۴۵۷: بَابُ النَّهْيِ عَنْ اِضَاعَةِ الْمَالِ فِي غَيْرِ وُجُوهِهٖ الَّتِي اَذِنَ الشَّرْعُ فِيهَا  
بَابُ: شَرِيعَت نے جن مقامات پر مال خرچ کرنے کی اجازت دی ان کے علاوہ مقامات پر خرچ کر کے مال کو ضائع کرنے کی ممانعت

۱۷۸۳: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَرْضَى لَكُمْ ثَلَاثًا، وَيَكْرَهُ لَكُمْ ثَلَاثًا: فَبِرْضَى لَكُمْ أَنْ تَعْبُدُوهُ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَأَنْ تَعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا، وَيَكْرَهُ لَكُمْ قِيلَ وَقَالَ، وَكَثْرَةُ السُّؤَالِ، وَإِضَاعَةُ الْمَالِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ وَتَقَدَّمَ شَرْحُهُ۔  
۱۷۸۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہارے متعلق تین باتوں کو پسند اور تین باتوں کو ناپسند کرتا ہے۔ پس جن تین باتوں کو وہ تمہارے متعلق پسند کرتا ہے وہ یہ ہیں: (۱) تم ای ہی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کے شریک نہ ٹھہراؤ۔ (۲) تم اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے مل کر تھامے رکھو اور (۳) اختلاف و تفرقہ نہ ڈالو اور وہ تین ناپسندیدہ باتیں یہ ہیں: (۱) بے سود بحث و تکرار (۲) کثرت سے سوال کرنا (۳) مال کو بے فائدہ ضائع کرنا۔ (مسلم) اس کی شرح پہلے گزری۔

تخریج: اس حدیث کی روایت تخریج باب تحریم الحقوق رقم ۳۴۲ میں گزر چکی۔

اللَّغَائِبَاتِ: اَوْ اِنْ تَعْتَصِمُوا: مضبوطی سے تھام لو۔ بحبل اللہ: دین اور جماعت کو مضبوطی سے تھامنے سے کنایہ ہے۔ قیل و قال: غیر مفید کلام۔ کثرة السؤال: جھگڑے اور ضد کے طور پر غیر ضروری سوال۔ اِضَاعَةُ الْمَالِ: حرام راستوں میں مال کا اڑانا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مال کو گزراوقات کے انتظام کا ذریعہ بنایا اور زندگی کی بقا کا سبب بنایا ہے۔

فوائد: (۱) اللہ تعالیٰ وحدہ لا شریک کی مخالفت عبادت پر آمادہ کیا گیا جس میں کسی غیر کی ذرہ بھر شرکت نہ ہو اور دین کے احکامات کو مضبوطی سے تھامنے اور مسلمانوں کی وحدت کو باقی رکھنے پر برا بیچتہ کیا گیا۔ (۲) غیر مفید اور لافانی کلام کو ترک کرنے کا حکم دیا اور بہت زیادہ سوال جن کا کوئی فائدہ نہ ہو اس کے چھوڑنے کا حکم دیا۔ (۳) مال کو غیر مشروع طریق میں خرچ کرنے اور فضول بکھیرنے سے دور رہنے کا حکم فرمایا۔

۱۷۸۴: وَعَنْ وَرَّادٍ كَاتِبِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ فِي كِتَابِ اِلَى مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ فِي ذُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ  
۱۷۸۴: حضرت وراذ جو مغیرہ بن شعبہ کے کاتب تھے روایت کرتے ہیں کہ مجھے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف خط میں لکھوایا کہ نبی اکرم ﷺ ہر فرض نماز کے

آخر میں فرمایا کرتے تھے: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ..... ”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں بادشاہی اس کی ہے تمام تعریفیں اسی ہی کے لئے ہیں اور وہ ہر چیز پر قدرت والا ہے اے اللہ جو آپ دیں اس کا روکنے والا کوئی نہیں اور جو آپ روک دیں اس کا دینے والا کوئی نہیں اور کسی مرتبے والے کو اس کا مرتبہ تیرے مقابلے میں کام نہیں دے سکتا“ اور یہ بھی لکھا کہ ”رسول اللہ ﷺ قیل وقال‘ کثرت سوال ماؤں کی نافرمانی اور لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے سے منع فرماتے تھے“۔ (بخاری و مسلم) تشریح گزر چکی۔

مَكْتُوبَةٍ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ : اللَّهُمَّ لَا مَانَعَ لِمَا أَعْطَيْتَ ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ“ وَكُتِبَ إِلَيْهِ أَنَّهُ كَانَ يَنْهَى عَنْ قِيلَ وَقَالَ : وَاصَاعَةِ الْمَالِ ، وَكَثْرَةِ السُّؤَالِ وَكَانَ يَنْهَى عَنْ عُقُوقِ الْأَمْهَاتِ ، وَوَادِ الْبَنَاتِ ، وَمَنْعَ وَهَاتٍ ، مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ وَسَبَقَ شَرْحُهُ۔

تخریج: رواہ البخاری فی الرفاق‘ باب ما یکرہ من قیل و قال و مسلم افضیة‘ باب النهی کثرة المسائل۔

اللغزائن: دہر بعد پیچھے۔ ذا الجدد: حصہ اور غنی والا۔ عقوق الامہات: ان سے ایسا سلوک کیا جائے جس سے ان کو تکلیف ہو خواہ وہ کلام ہو یا فعل۔ واد البنات: بیٹیوں کو زندہ درگور کرنا۔ عرب کے لوگ جاہلیت کے زمانہ میں فقر و عار کی وجہ سے اس طرح کرتے تھے۔ ومنع: واجبات کی ادائیگی سے روکنا۔ وهات: جس چیز کا استحقاق نہ ہو اس کا مطالبہ کرنا یا سوال میں اصرار کرنا۔

فوائد: (۱) تدوین حدیث کا سلسلہ عہد صحابہ رضی اللہ عنہم سے شروع ہے۔ (۲) والدین کی نافرمانی سے منع کیا گیا۔ ماؤں کو خاص کرنے کی وجہ ان کی کمزوری اور حاجت مندی ہے اور عام طور پر نافرمانی انہی کی کی جاتی ہے۔ (۳) واجبات کی ادائیگی سے باز رہنے کی ممانعت کی گئی۔ حقوق اور غیر حقوق کے سوال میں اصرار کرنے سے روکا گیا۔

بَابُ: کسی مسلمان کی طرف ہتھیار وغیرہ سے اشارہ

کرنے کی ممانعت خواہ مزاحاً ہو یا قصداً

اور

ننگی تلوار لہرانے کی ممانعت

۱۷۸۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص دوسرے مسلمان کی طرف ہتھیار سے اشارہ نہ کرے۔ اس کو معلوم نہیں کہ شاید شیطان اس کے ہاتھ سے چلوادے جس سے وہ آگ کے گڑھے میں جا گرے“۔ (بخاری و مسلم) مسلم کی روایت میں یہ ہے کہ ابوالقاسم علی بن عیسیٰ نے فرمایا: ”جس نے اپنے مسلمان بھائی کی طرف کسی ہتھیار سے اشارہ کیا بے شک فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں۔ خواہ اس کا وہ

۲۵۸: بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْإِشَارَةِ إِلَى

مُسْلِمٍ بِسِلَاحٍ وَنَحْوِهِ سَوَاءً كَانَ

جَادًّا أَوْ مَازِحًا وَالنَّهْيُ عَنْ تَعَاطِي

السَّيْفِ مَسْلُولًا

۱۷۸۵: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ”لَا يُشْرُ أَحَدُكُمْ إِلَى أَخِيهِ بِالسِّلَاحِ فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي لَعَلَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ فِي يَدِهِ فَيَقَعُ فِي حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ ”وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ“ قَالَ: قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ: ”مَنْ أَشَارَ إِلَى أَخِيهِ بِحَدِيدَةٍ فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَلْعَنُهُ حَتَّى يَنْزِعَ وَإِنْ كَانَ

ماں باپ سے حقیقی بھائی ہو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول یَنْزِعُ اور کو عین مہملہ زاء مکسورہ نیز یَنْزِعُ عین معجمہ اس کے فتح کے ساتھ ضبط کیا گیا ہے معنی دونوں کا قریب قریب ہے عین مہملہ کی شکل میں معنی یہ ہے کہ وہ پھینکتا ہے اور عین معجمہ کی شکل میں پھینکنے اور فساد کرنے کا معنی ہے جب کہ ”نَزَعَ“ کا اصل معنی نیزہ مارنا اور فساد کرنا ہے۔

أَخَاهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، قَوْلُهُ ﷺ: ”يَنْزِعُ“ ضَبَطَ بِالْعَيْنِ الْمُهِمْلَةِ مَعَ كَسْرِ الزَّايِ وَبِالْفَيْنِ الْمُعْجَمَةِ مَعَ فَتْحِهَا وَمَعْنَاهُمَا مُتَقَارِبٌ وَمَعْنَاهُ بِالْمُهِمْلَةِ يَوْمِي، وَبِالْمُعْجَمَةِ أَيْضًا يَوْمِي وَيُفْسِدُ وَأَصْلُ النَّزْعِ: الطَّنُّ وَالْفَسَادُ۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الفتن، باب قول النبی ﷺ من حمل علينا السلاح فليس منا و مسلم وی کتاب البر، باب انہی الاشارة بالسلاح الی مسلم۔

**اللُّغَاتُ:** الی اخیه: مسلمان بھائی مراد ہے اور ذی بھی اسی حکم میں ہے۔ اس کو معاہدہ کی جوہ سے ڈرانا اور دھمکانا حرام ہے۔ بالسلاح: جس چیز سے میدان جنگ میں لڑائی کی جائے اور مذاہمت کی جائے۔ فیقع: وہ سونٹا ہوا ہتھیار گر پڑے۔ **فوائد:** (۱) اسلام نے انسان کی سلامتی بہت زیادہ حرص و خواہش کی ہے اور اسکی عظمت کی حفاظت میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہیں کیا۔ (۲) مسلمان کو مذاق و وقار سے ڈرانا ممنوع ہے کیونکہ اس کا ڈرانا حرام ہے۔ ممکن ہے ہتھیار اس سے سبقت کر جائے۔ اس حدیث کی تطبیق موجودہ حالات میں خود سمجھ آرہی ہے ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر ہتھیار چلانے کے خطرات ہی نہیں بلکہ کثرت سے واقعات شب و روزہ مشاہدہ میں آرہے ہیں۔

۱۷۸۶: وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُتَعَاطَى السِّيفُ مَسْلُولا، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ۔  
۱۷۸۶: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا کہ تلوار سانتی ہوئی (نگلی) پکڑائی جائے۔ (ابوداؤد ترمذی) حدیث حسن ہے۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی الجہاد، باب النہی ان يتعاطى السيف مسلولا و الترمذی فی ابواب الفتن، باب النہی عن تعاطى السيف مسلولا۔

**اللُّغَاتُ:** يتعاطى: لینا۔ مسلولا: نیام سے باہر سونتی ہوئی۔ **فوائد:** (۱) سونتی ہوئی تلوار پکڑنے کی کراہت ثابت ہو رہی ہے کیونکہ لینے والا بعض اوقات لینے میں غلطی کرتا ہے جس سے اس کا ہاتھ یا جسم کا کوئی حصہ زخمی ہو جاتا ہے۔ جس سے اس کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے اور فساد برپا ہو جاتا ہے۔ (۲) چاقو کا بھی تلوار والا حکم ہے۔ اس کو کھول نہ پھینکے اور دینا اس طریقہ سے چاہئے کہ تیز دھار پھل کو پچھلی جانب سے ہاتھ میں تھام کر دے اور دستہ جد کو پکڑ دانا ہو اس کی طرف رکھے تاکہ وہ دستے کو تھام لے۔

**بَابُ:** مسجد سے اذان کے بعد بغیر فرضی نماز ادا کئے

نکلنے کی کراہت مگر

۲۵۹: بَابُ كَرَاهَةِ الْخُرُوجِ مِنَ

الْمَسْجِدِ بَعْدَ الْآذَانِ إِلَّا لِعُدْرٍ

## حَتَّى يُصَلِّيَ الْمَكْتُوبَةَ

## عذر کی وجہ سے جائز ہے

۱۷۸۷: عَنْ أَبِي الشَّعَثَاءِ قَالَ: كُنَّا قُعُودًا مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي الْمَسْجِدِ، فَأَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْمَسْجِدِ يَمْشِي فَاتَّبَعَهُ أَبُو هُرَيْرَةَ بَصَرَةً حَتَّى خَرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ، فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: أَمَّا هَذَا فَقَدْ عَصَى أَبَا الْقَاسِمِ رضی اللہ عنہ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۷۸۷: حضرت ابی شعثاء کہتے ہیں کہ ہم ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ مؤذن نے اذان دی۔ مسجد سے ایک آدمی اٹھ کر چلنے لگا تو ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگاہ نے اس کو دیکھنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ مسجد سے نکل گیا۔ اس پر ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اس شخص نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی المساجد باب النہی عن الخروج من المسجد اذا اذن مؤذن۔

اللُّغَاتُ: قُعُودًا: جمع قاعده بیٹھے والا۔ فاتبعہ ابو ہریرہ بصرہ ابو ہریرہ کی نگاہ نے اس کا پیچھا کیا تا کہ اس کا مقصد دیکھیں۔  
فَوَافِدُ: (۱) مسجد کو اذان ہو جانے کے بعد فرض نماز کے ادا کرنے سے پہلے بلا عذر نکلتا مکروہ ہے کیونکہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ممانعت فرمائی اس کی خلاف ورزی ہو جاتی ہے۔

## ۳۶: بَابُ كَرَاهَةِ رَدِّ الرِّيحَانِ

## بَابُ: بلا عذر ریحان (خوشبو) کو مسترد

## لِغَيْرِ عُدْرٍ!

## کرنے کی کراہت

۱۷۸۸: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ عَرَضَ عَلَيْهِ رِيحَانٌ فَلَا يَرُدُّهُ، فَإِنَّهُ خَفِيفُ الْمَحْضَلِ طِيبُ الرِّيحِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۷۸۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس کو ریحان پیش کی جائے پس وہ اس کو واپس نہ کرے وہ ہلکی پھلکی چیز ہے عمدہ خوشبو والی ہے۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم کتاب اللفاظ باب استعمال لیسک و انه اطيب الطيب و كراهة رد الريحان و الطيب۔

اللُّغَاتُ: رِيحَانُ: خوشبودار نباتات اور طیب بھی اس کی طرح ہے۔ المحمل: اٹھائی۔

۱۷۸۹: وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يَرُدُّ الطِّيبَ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۷۸۹: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خوشبو کو واپس نہ فرماتے تھے۔ (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الہبة باب ما لا یرد من الہدیۃ۔

فَوَافِدُ: (۱) خوشبو کا عطیہ قبول کرنا مستحب ہے کیونکہ اس کے اٹھانے میں کوئی مشقت نہیں اور قبول کرنے میں کوئی احسان نہیں۔ (۲) خوشبو کا استعمال مستحب ہے اور دوستوں کا اس پر پیش کرنا بھی مستحب ہے۔ اس وقت جبکہ مجمع اور جماعت ہو تو استعمال کرنا زیادہ ضروری ہو جاتا ہے۔ (۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال اور اخلاق و خوشبو کی طرف رغبت میں ظاہر ہوتا ہے اور مسترد نہ کرنے میں۔

## ۳۶: بَابُ كَرَاهَةِ الْمَدْحِ

## بَابُ: منہ پر تعریف کرنا اس کے لئے مکروہ ہے



فِي الْوَجْهِ لِمَنْ خِيفَ عَلَيْهِ مَفْسَدَةٌ  
مِنْ اَعْجَابٍ وَنَحْوِهِ، وَجَوَازِهِ لِمَنْ  
أَمِنَ ذَلِكَ فِي حَقِّهِ!

جس کے خود پسندی میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہو

جس سے خود پسندی کا خطرہ نہ ہو

اس کے حق میں جائز ہے

۱۷۹۰: عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ رَجُلًا يُنْثَى  
عَلَى رَجُلٍ وَيُطْرِيهِ فِي الْمَدْحَةِ فَقَالَ:  
”أَهْلَكْتُمْ أَوْ قَطَعْتُمْ ظَهَرَ الرَّجُلِ“ مُتَّفَقٌ  
عَلَيْهِ.

۱۷۹۰: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی  
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو بنا کہ وہ ایک آدمی کی تعریف  
کر رہا ہے اور تعریف میں مبالغہ آمیزی سے کام لے رہا ہے۔ آپ  
نے فرمایا: ”تم نے اس آدمی کو ہلاک کر دیا“ یا ”تم نے اس آدمی کی  
کمر توڑ دی“۔ (بخاری و مسلم)

”وَالْإِطْرَاءُ الْمُبَالَغَةُ فِي الْمَدْحِ“

الْإِطْرَاءُ: تعریف میں مبالغہ۔

تخریج: رواہ البخاری فی الشهادات، باب ما یکرہ من الاطباء فی المدح و فی الادب، باب ما یکرہ من التمارح  
ومسلم فی الزهد، باب النهی عن المدح۔

اللُّغَاتُ: المارحة: ایک قسم کی تعریف۔ قطعتم ظهر الرجل: ہلاکت میں ڈالنے سے کٹا یہ ہے کیونکہ یہ خود پسندی پر آمادہ کرے  
گی جو کہ مہلک ہے۔

فوائد: (۱) ایک قسم کی تعریف کرنے کی ممانعت اور یہ اس کے لئے ہے جس کے غرور میں مبتلا ہونے کا خدشہ ہو اور خود پسندی کا شکار  
ہونے کا خطرہ ہو۔ اگر یہ بات نقصان نہ دے بلکہ فائدہ دے تو پھر اس میں کوئی حرج نہیں۔

۱۷۹۱: وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ  
رَجُلًا ذَكَرَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَأَثْنَى عَلَيْهِ رَجُلٌ  
خَيْرًا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ”وَيْحَكَ! قَطَعْتَ عُنُقَ  
صَاحِبِكَ“ بِقَوْلِهِ مِرَارًا ”إِنْ كَانَ أَحَدُكُمْ  
مَادِحًا لَا مَحَالَةَ فَلْيَقُلْ: أَحَبُّ كَذَا وَكَذَا  
إِنْ كَانَ يَرَى أَنَّهُ كَذَلِكَ وَحَسْبُهُ اللَّهُ، وَلَا  
يَزُكِّي عَلَى اللَّهِ أَحَدٌ“.

۱۷۹۱: حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی کا  
تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں کیا گیا پس ایک آدمی نے  
اس کی اچھی تعریف کی اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پر  
افسوس ہے کہ تم نے اپنے ساتھی کی گردن کاٹ دی۔ آپ نے اس کو  
کئی مرتبہ فرمایا اگر تم نے ہر صورت میں تعریف کرنی ہو تو یوں کہنا  
چاہئے کہ میرا گمان ہے کہ وہ ایسا ہے اگر وہ اس کو ایسا سمجھتا ہو۔ اس کا  
حساب اللہ کے سپرد ہے اور اللہ کے سامنے کوئی آدمی پاک بازی کا  
دعویٰ مت کرے۔ (بخاری و مسلم)

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

تخریج: رواہ البخاری فی الشهادات، باب اذا زكى رجل رجلا كفاه و فی الادب، باب ما یکرہ من التمارح و مسلم  
فی الزهد، باب النهی عن المدح۔

اللُّغَاتُ: وَيَحُكُ: یہ مفعول مطلق ہے۔ یہ کلمہ بطور شفقت کہا اس کے متعلق جو کسی ایسے کام میں مبتلا ہو جس کا مستحق نہ تھا۔ لا  
محالة: بہر حال۔ احسبه: میرے خیال میں۔ احسبه اللہ: ان کا محاسبہ کرے گا جو کچھ اس کی تعریف میں جانتا ہو اس میں جھوٹ نہ

بولے۔ اگر وہ اس کے خلاف گمان کرتا ہو تو گناہ میں مبتلا ہوگا۔ ولا یزکی: تعریف نہ کرے اور عیوب سے قطعی طور پر اس کی طہارت ب برأت نہ کرے۔

فوائد: (۱) لوگوں کی جھوٹی تعریف اس بات سے نہ کرے جو ان میں نہ ہو۔ اگر ان کی تعریف کرنے پر مجبور ہو تو غالب گمان کے ساتھ تعریف کرے کہ یہ بات میرے گمان میں ان میں پائی جاتی ہے اور اس طرح کہے میرا خیال ہے کیونکہ ان کی حقیقت حال کا علم تو اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔

۱۷۹۲: حضرت ہمام بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مقدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف کرنے لگا تو حضرت مقدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ قصداً گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور اس کے منہ میں کنکریاں ڈالنے لگے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا تمہیں کیا ہو گیا حضرت مقدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم تعریف میں مبالغہ کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے منہ میں مٹی ڈالو۔

یہ احادیث تو ممانعت کی ہیں اور بہت ساری صحیح احادیث اس کے جواز کی بھی ہیں علماء نے ان احادیث کو اس طرح جمع کیا کہ اگر مدوح شخص ایمان و یقین میں کامل ہو اور ریاضت نفس اور پوری معرفت بھی اس کو حاصل ہے وہ تعریف سے فتنے میں مبتلا نہ ہو اور وہ دھوکے میں پڑے اور نہ ہی اس کا نفس اس کے ساتھ کھیلے تو اس وقت تعریف منہ پر نہ حرام ہے نہ مکروہ اور اگر ان مذکورہ چیزوں میں کسی کا خطرہ ہو تو پھر سامنے تعریف کرنا منع ہے اور اس تفصیل پر احادیث مختلف جمع ہو جائیں گی۔ جواز کے بارے میں جو روایات ہیں ان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ ارشاد جو ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ ”مجھے اُمید ہے کہ تم ان لوگوں میں سے ہو جن کو جنت کے سب دروازوں میں سے پکارا جائے گا“۔ اور دوسری حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا ”تو ان لوگوں میں سے نہیں جو تکبر کی وجہ سے چادر ٹخنوں کے نیچے لٹکاتے ہیں“۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: ”جب شیطان تمہیں کسی راستے پر چلا دیکتا

۱۷۹۲: وَعَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ عَنِ الْمِقْدَادِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا جَعَلَ يَمْدَحُ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَعَمِدَ الْمِقْدَادُ فَجَنَأَ عَلَى رُكْبَتَيْهِ فَجَعَلَ يَخْتُو فِي وَجْهِهِ الْحَصْبَاءَ، فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ: مَا شَأْنُكَ؟ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "إِذَا رَأَيْتُمُ الْمَدَاحِينَ فَاحْشُوا فِي وُجُوهِهِمُ التُّرَابَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

فَهَذِهِ الْأَحَادِيثُ فِي النَّهْيِ، وَجَاءَ فِي الْإِبَاحَةِ أَحَادِيثُ كَثِيرَةٌ صَحِيحَةٌ - قَالَ الْعُلَمَاءُ: وَطَرِيقُ الْجَمْعِ بَيْنَ الْأَحَادِيثِ أَنَّ يُقَالُ: إِنْ كَانَ الْمَمْدُوحُ عِنْدَهُ كَمَالُ إِيْمَانٍ وَيَقِيْنٍ، وَرِيَاضَةُ نَفْسٍ، وَمَعْرِفَةٌ تَامَّةٌ بِحَيْثُ لَا يَفْتِنُ وَلَا يَفْتَرُّ بِذَلِكَ، وَلَا تَلْعَبُ بِهِ نَفْسُهُ، فَلَيْسَ بِحَرَامٍ وَلَا مَكْرُوْهِ، وَإِنْ خِيفَ عَلَيْهِ شَيْءٌ مِنْ هَذِهِ الْأُمُورِ كَرِهَ مَدْحُهُ فِي وَجْهِهِ كَرَاهَةً شَدِيْدَةً، وَعَلَى هَذَا التَّفْصِيْلِ تَنْزُلُ الْأَحَادِيثُ الْمُخْتَلِفَةُ فِي ذَلِكَ - وَمِمَّا جَاءَ فِي الْإِبَاحَةِ قَوْلُهُ ﷺ لِأَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: "أَرْجُوا أَنْ تَكُونُوا مِنْهُمْ" : أَيِ مِنَ الَّذِينَ يُدْعَوْنَ مِنْ جَمِيعِ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ لِدُخُولِهَا - وَفِي الْحَدِيثِ الْآخِرِ: "لَسْتُ مِنْهُمْ" : أَيِ لَسْتُ مِنَ الَّذِينَ يُسَبَّلُونَ أَرْزَهُمْ خِيَلَاءَ وَقَالَ لِعُمَرَ: "مَا

رَأَى الشَّيْطَانُ سَالِكًا فَجَا إِلَا سَلَكَ فَجَا غَيْرَ  
فَجَلَّكَ وَالْأَحَادِيثُ فِي الْإِبَاحَةِ كَثِيرَةٌ وَقَدْ  
ذَكَرْتُ جُمْلَةً مِّنْ أَطْرَافِهَا فِي كِتَابِ الْأَذْكَارِ -

ہے تو وہ اس راستے کو چھوڑ کر اور راستے اختیار کرتا ہے۔  
اس باب میں اباحت کے جواز کی بہت ساری روایات جن میں  
سے کچھ میں نے کتاب الاذکار میں ذکر کی ہیں۔

تخریج: رواہ مسلم فی الزہد باب النہی عن المدح۔

اللُّغَاثُ: عمد: قصد کیا۔ جثا: گھٹنوں کے بل بیٹھا۔ یحشو: وہ پھینکتا ہے۔ الحصباء: کنکریاں۔

ہواند: (۱) تعریف کرنے والوں کی بت کی طرف کان نہ لگانے چاہئیں اور ان کی تعریف پر ان کو بدلہ نہ دینا چاہئے۔ بعض نے کہا ان کو  
کنکریاں مارنا اور مٹی پھینکنا بھی جائز ہے۔ (۲) حقیقت میں یہ سر ذرائع کے باب سے ہے تاکہ تعریف جھوٹ اور کمائی کا ذریعہ نہ بن  
جائے اور ممدوح خود پسندی اور تکبر میں مبتلا ہو۔

### ۳۶۲: بَابُ كَرَاهَةِ الْخُرُوجِ

مِنْ بَلَدٍ وَقَعَ فِيهَا الْوَبَاءُ فِرَارًا مِنْهُ

وَكَرَاهَةِ الْقُدُومِ عَلَيْهِ!

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَأَيُّمَا تَكُونُوا يُدْرِكُكُمُ  
الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِي بُرُوجٍ مُّشِيدَةٍ﴾  
[النساء: ۷۸] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَلَا تَلْقُوا  
بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ [البقرة: ۱۹۵]

بَابُ: اس شہر سے فرار اختیار کرتے ہوئے نکلنے کی

کراہت (جہاں وباء واقع ہو جائے اور جہاں پہلے وباء

ہو وہاں آنے کی کراہت

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”جہاں بھی تم ہو گے موت تمہیں پالے گی۔  
خواہ تم مضبوط قلعہ میں ہو“۔ (النساء)  
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”تم اپنے آپ کو ہلاکت میں مت  
ڈالو“۔ (البقرة)

حل الایات: بروج: قلعے۔ مشیدہ: مضبوط بلند۔ التہلکۃ: ہلاکت۔

۱۷۹۳: وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا  
أَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ خَرَجَ  
إِلَى الشَّامِ حَتَّى إِذَا كَانَ بِسَرْعَ لَقِيَهُ امْرَأَةٌ  
الْأَجْنَادِ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ وَأَصْحَابُهُ -  
فَأَخْبَرُوهُ أَنَّ الْوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ - قَالَ ابْنُ  
عَبَّاسٍ: فَقَالَ لِي عُمَرُ: ادْعُ لِي الْمُهَاجِرِينَ  
الْأَوَّلِينَ، فَدَعَوْتُهُمْ فَاسْتَشَارَهُمْ وَأَخْبَرَهُمْ  
أَنَّ الْوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ فَاخْتَلَفُوا - فَقَالَ  
بَعْضُهُمْ خَرَجْتُ لِأَمْرٍ وَلَا نَرَى أَنْ تَرْجِعَ

۱۷۹۳: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ عمر بن  
خطاب جب شام کی طرف تشریف لے گئے جب آپ مقام سرع میں  
پہنچے تو آپ کو لشکروں کے امراء ابو عبیدہ اور ان کے اصحاب ملے۔  
انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی کہ شام میں وباء پھوٹ  
پڑی ہے۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا  
کہ مہاجرین اولین کو بلا لاؤ میں نے ان کو بلایا تو آپ نے ان سے  
مشورہ کیا کہ شام میں وباء پھیلی ہوئی ہے پس انہوں نے اختلاف کیا۔  
بعض نے کہا آپ ایک کام کے لئے نکلے ہیں ہم نہیں سمجھتے کہ آپ  
اس کام سے رجوع کریں۔ دوسروں نے کہا آپ کے پاس بقیہ لوگ  
اور اصحاب رسول ﷺ ہیں ہم نہیں خیال کرتے کہ آپ ان سے  
آگے بڑھ کر اس وباء میں جائیں۔ پھر آپ نے فرمایا تم میرے پاس

سے اٹھ جاؤ۔ پھر مجھے کہا کہ انصار کو بلاؤ پس میں نے ان کو بلایا اور آپ نے ان سے مشورہ طلب کیا وہ بھی مہاجرین کے راستے پر چلے اور اس طرح اختلاف کیا جیسا کہ انہوں نے کیا۔ پھر آپ نے فرمایا میرے پاس سے اٹھ جاؤ۔ پھر فرمایا: میرے پاس قریش کے بوڑھے لوگوں میں سے بلاؤ جنہوں نے فتح مکہ کے موقع پر ہجرت کی۔ میں نے ان کو بلایا ان میں سے دو آدمیوں نے بھی اختلاف کیا بلکہ سب نے کہا کہ ہماری رائے یہ ہے کہ آپ لوگوں کے ساتھ لوٹ جائیں اور اس وباء کی طرف آگے نہ بڑھیں۔ چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں اعلان کر دیا کہ ہم صبح واپسی کے لئے سوار ہوں گے تم بھی تیاری کر لو۔ اس پر ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کیا آپ اللہ کی تقدیر سے بھاگتے ہیں؟ تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کاش کہ یہ بات اے ابو عبیدہ تمہارے علاوہ کوئی اور کہتا (عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سے اختلاف ناپسند کرتے تھے)۔ آپ نے فرمایا: ہاں! ہم اللہ کی تقدیر کی طرف بھاگ رہے ہیں تم یہ بتلاؤ کہ اگر تمہارے پاس اونٹ ہوں اور وہ ایسی وادی میں اتریں کہ جس کے دو کنارے ہوں ایک سرسبز اور دوسرا قہرزدہ۔ کیا ایسا نہیں کہ اگر آپ اونٹوں کو سرسبز حصے میں چرائیں گے تو اللہ کی تقدیر سے چرائیں گے اور اگر آپ قحط زدہ حصہ میں جائیں تو اللہ کی تقدیر سے چرائیں گے۔ عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ اس دوران عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگئے جو اپنی کسی ضرورت کی وجہ سے غائب تھے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میرے پاس عبدالرحمن بن عوف ایک ایسی شخصیت معلوم ہوتے ہیں (یعنی شاید انہیں علم ہو) انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا جب تم کسی زمین کے بارے میں وباء کا سن لو تو وہاں مت جاؤ اور اگر وباء ایسے علاقے میں پھوٹ پڑے جہاں تم موجود ہو تو وہاں سے راہ فرار اختیار نہ کرو۔ پس عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اللہ کی تعریف کی کہ (ان کی رائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے کے مشابہ نکلی) اور آپ وہیں سے لوٹ آئے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْهُ - وَقَالَ بَعْضُهُمْ : مَعَكَ بَقِيَّةُ النَّاسِ وَأَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ وَلَا نَرَى أَنْ تُقَدِّمَهُمْ عَلَى هَذَا الْوَبَاءِ - فَقَالَ : ارْتَفِعُوا عَنِّي - ثُمَّ قَالَ : ادْعُ لِيَ الْأَنْصَارَ قَدْ عَوَّتُهُمْ فَاسْتَشَارَهُمْ فَلَسَكُوا سَبِيلَ الْمُهَاجِرِينَ وَاخْتَلَفُوا كَاخْتِلَافِهِمْ فَقَالَ : ارْتَفِعُوا عَنِّي - ثُمَّ قَالَ : ادْعُ لِيَ مَنْ كَانَ هَاهُنَا مِنْ مَشِيخَةِ قُرَيْشٍ مِنْ مُهَاجِرَةِ الْفَتْحِ ، قَدْ عَوَّتُهُمْ فَلَمْ يَخْتَلِفْ عَلَيْهِ مِنْهُمْ رَجُلَانِ فَقَالُوا : نَرَى أَنْ تَرْجِعَ بِالنَّاسِ وَلَا تُقَدِّمَهُمْ عَلَى هَذَا الْوَبَاءِ ، فَنَادَى عُمَرُ فِي النَّاسِ : إِنِّي مُصَبِّحٌ عَلَى طَهْرٍ فَاصْبَحُوا عَلَيْهِ ، فَقَالَ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ : اِفْرَارًا مِنْ قَدَرِ اللَّهِ؟ فَقَالَ عُمَرُ : لَوْ غَيْرُكَ قَالَهَا يَا أَبَا عُبَيْدَةَ! وَكَانَ عُمَرُ يَكْرَهُ خِلَافَةَ ، نَعَمْ نَفَرٌ مِنْ قَدَرِ اللَّهِ إِلَى قَدَرِ اللَّهِ ، أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ لَكَ إِبِلٌ فَهَبَطْتَ وَادِيًا لَهُ عُدْوَتَانِ أَحَدَاهُمَا خَصْبَةٌ وَالْأُخْرَى جَدْبَةٌ أَلَيْسَ إِنْ رَعَيْتَ الْخَصْبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللَّهِ ، وَإِنْ رَعَيْتَ الْجَدْبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللَّهِ؟ قَالَ : فَجَاءَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ وَكَانَ مَتَعِيًّا فِي بَعْضِ حَاجَتِهِ ، فَقَالَ : إِنْ عِنْدِي مِنْ هَذَا عِلْمًا ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ يَقُولُ : "إِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بَارِضٍ فَلَا تُقَدِّمُوا عَلَيْهِ ، وَإِذَا وَقَعَ بَارِضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ" ، فَحَمِدَ اللَّهُ تَعَالَى عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَأَنْصَرَفَ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ -

الْعُدُوَّةُ : وادی کا کہا۔

وَالْعُدُوَّةُ : جَانِبُ الْوَادِي۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الطب، باب ما یذکر فی الطاعون و مسلم فی کتاب السلام، باب الطاعون و الطیرۃ و الکھانۃ۔

اللَّغَاتُ : سرخ: حجاج شام کا ایک ٹھہرنے کا مقام ہے مدینہ سے اس کا فاصلہ تیرہ مرحلہ ہے۔ علامہ دامنی یہ جو کہ کی بستی ہے شام سے قریب ہے۔ الاخبار: علامہ نووی فرماتے ہیں یہ اہل شام کے پانچ شہر ہیں۔ فلسطین، اردن، دمشق، حمص، نسرین۔ الوباء: طاعون طاعون وہائی موت ہے موت میں مبتلا کرنے والا مرض ہے پھر اس کا نام طاعون رکھا گیا۔ المهاجرون الاولین جنہوں نے دونوں قیلوں کی طرف نماز ادا کی۔ الامر: دشمن سے لڑائی۔ سلکو اسبیل المهاجرون: اختلاف والے میں ان کے راستے کو اختیار کیا۔ مهاجرة الفتح: بعض نے کہا وہ لوگ جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے اسلام قبول کیا۔ بعض نے کہا جنہوں نے فتح مکہ کے موقع پر اسلام قبول کیا اور اس کے بعد ہجرت کی۔ مصبح علی ظہرہ: سفر کرنے اور لوٹنے والا ہوں۔ خصبة: گھاس اور چراگاہوں والی۔ جدبۃ: قحط زدہ جس میں چراگاہ نہ ہو۔

۱۷۹۴: وَعَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِذَا سَمِعْتُمُ الطَّاعُونَ بَارِضٍ فَلَا تَدْخُلُوهَا، وَإِذَا وَقَعَ بَارِضٌ وَأَنْتُمْ فِيهَا فَلَا تَخْرُجُوا مِنْهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۷۹۴: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم کسی زمین میں وبا پھیلنے کا سنو تو اس میں مت داخل ہو اور جب ایسی زمین میں واقع ہو جائے جہاں تم رہتے ہو تو وہاں سے مت نکلو"۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الطب، باب ما یذکر فی الطاعون و مسلم فی کتاب السلام، باب الطاعون و الطیرۃ و الکھانۃ۔

ہوائند: (۱) امام المسلمین کو شوریٰ سے عوام کے لئے مشورہ کرنا چاہئے۔ البتہ شوریٰ کی رائے امام پر لازم نہیں۔ (۲) جہاں وباء ہو وہاں داخلہ ممنوع ہے اور جہاں ہو وہاں سے بھاگنا مکروہ ہے۔ یہ بات حفظان صحت کے سلسلہ میں معروف ہے۔ یہ توکل علی اللہ کے منافی نہیں کیونکہ اسباب کو اختیار کرنا اور ہلاکت کے مقامات سے دور رہنا توکل علی اللہ کے نتائج میں سے ہے۔ (۳) مرض میں باذن اللہ تعدیہ اور انتشار ثابت ہے بذات خود بیماری میں تعدیہ نہیں ہے۔ (۴) انسان جو کچھ کرتا ہے اور جو کچھ چھوڑتا ہے یہ تمام کام اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے البتہ انسان اس بات کا ذمہ دار ہے کہ وہ خطرے کے مواقع سے بچتا رہے۔ (۵) قیاس مشروط و جائز ہے۔ (۶) امت کے قائدین اور حکام پر لازم ہے کہ وہ امت کو اس راستے پر چلا لیں جس میں امت کی سلامتی ہو اور تفریط میں انکو مبتلا نہ کریں یا ہلاکت کی طرف ان کو دھکیلیں۔

بَابُ: جادو کی حرمت میں شدت

۳۶۳: بَابُ التَّغْلِيظِ فِي

(نختی) کا بیان

تَحْرِيمِ السِّحْرِ

اللہ رب العزت فرماتے ہیں: "سلیمان علیہ السلام نے مطلق کفر کی بات نہیں کی بلکہ شیطان ہی کفر کرتے تھے کہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے"۔ (البقرة)

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَٰكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ﴾ [البقرة: ۱۰۲] الایۃ۔

**حل الایات:** وما کفر سلیمان: انہوں نے جادو نہیں کیا سحر کو تغلیظاً کفر سے تعبیر فرمایا کیونکہ وہ کفر تک پہنچانے والا ہے جبکہ وہ اسکو حلال سمجھے۔ السحر: اس کا طلاق لطافت اور جمال پر بھی ہوتا ہے۔ پس کہا جاتا ہے طبیعۃ ساحرة: اور کسی چیز کو اس شکل سے دوسری شکل میں بدلنے پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے اور یہ دیکھنے والے کے دیکھنے کا مطابق ہوتا ہے۔ بعض نے کہا سحر صرف تخیل ہے۔ اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ بعض نے کہا اس کی حقیقت تو عادت کے خلاف ہوتی ہے مگر اسکا مقابلہ ممکن ہے۔ سحر کبیرہ گناہ ہے بعض نے کہا کفر ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ساحر خیال کرتا ہے کہ جو کچھ وہ کر رہا ہے اس کو اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں کر سکتا پس یہ شرک باللہ کی قسم بن گئی۔

۱۷۹۵: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: "اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ" قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا هُنَّ؟ قَالَ: الشِّرْكُ بِاللَّهِ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَאَكْلُ الرِّبَا، وَאَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ، وَالتَّوَلَّى يَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
۱۷۹۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سات ہلاک کر دینے والی چیزوں سے بچو۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ کے ساتھ شرک کرنا، جادو کرنا، کسی کی جان کو قتل کرنا جس کو اللہ نے حرام کیا ہے البتہ حق کے ساتھ جائز ہے، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، میدان جنگ سے بھاگنا اور بھولی بھالی پاکدامن عورتوں پر تہمت لگانا"۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الوصایا فی: باب قول اللہ تعالیٰ ان الذین یاکلون اموال الیتیمی و رواہ فی: باب الحدود و المحاربین و مسلم فی کتاب الایمان باب بیان اکبر الکبائر۔

**اللَّعْنَاتُ:** الموبقات: ہلاکت میں ڈالنے والی۔ التولی: یوم الزحق: میدان جنگ سے بھاگنا۔ قذف المحصنات: پاک دامن پر تہمت زنا۔ الغافلات: بے حیائی سے بے خبر متہم کیا حالانکہ وہ اس سے بری الذمہ ہیں۔

**فوائد:** (۱) یہ امور اس لئے حرام ہیں کیونکہ یہ ایسے مہلکات سے ہیں جو عذاب کا باعث ہیں اس کا بیان باب اموال الیتیم میں گزرا۔ (۲) جادو کی حرمت میں شدت کا اندازہ تاکید کے لئے اختیار کیا۔

**بَابُ:** قرآن مجید کو کفار کے علاقوں کی طرف لے کر

سفر کرنے کی ممانعت جبکہ قرآن مجید کا دشمنوں

کے ہاتھ لگ جانے کا خطرہ ہو

۱۷۹۶: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم نے منع فرمایا کہ قرآن ساتھ لئے کر (اگر بے حرمتی کا خطرہ ہو تو) دشمن کی سرزمین کی طرف سفر کیا جائے۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الجہاد، باب السفر بالمصحف الی الارض العدو و مسلم فی کتاب الامارۃ، باب النهی ان یسافر بالمصحف الی الارض الکفار۔

**فوائد:** (۱) قرآن مجید کو ساتھ لے کر دشمنوں کے علاقوں کی طرف سفر کرنا حرام ہے۔ جبکہ خدشہ یا غالب گمان ہو کہ قرآن مجید انکے ہاتھوں میں آجائیگا اور یہ اسلئے تاکہ وہ قرآن کی توہین نہ کریں اور اگر امن ہو تو اسکو لے کر سفر کرنا مکروہ ہے۔ احتیاطاً اور سد ذرائع کے طور پر۔



۳۶۵: بَابُ تَحْرِيمِ اسْتِعْمَالِ اِنَاءِ

الذَّهَبِ وَاِنَاءِ الْفِضَّةِ فِي الْاَكْلِ

وَالشَّرْبِ وَالطَّهَارَةِ وَسَائِرِ وُجُوهِ

الْاِسْتِعْمَالِ

۱۷۹۷: عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "الَّذِي يَشْرَبُ فِي اِنِيَةِ

الْفِضَّةِ اِنَّمَا يَجْرُجُ فِي بَطْنِهِ نَارَ جَهَنَّمَ مُتَّفَقٌ

عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: "اِنَّ الَّذِي يَأْكُلُ اَوْ

يَشْرَبُ فِي اِنِيَةِ الْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ"۔

بَابُ: کھانے پینے

اور دیگر استعمالات میں سونے

اور

چاندی کے برتنوں کو استعمال میں لانے کی حرمت

۱۷۹۷: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جو شخص

چاندی کے برتن میں پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھرتا

ہے۔ (بخاری و مسلم)

مسلم کی روایت میں ہے کہ جو آدمی چاندی یا سونے کے برتن

میں کھاتا یا پیتا ہے۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الشربة باب انية الفضة و مسلم فی کتاب اللباس والزينة باب تحريم استعمال وفي الذهب والفضة۔

اللُّغَاتُ: بيجر جر: مصباح میں فرمایا کہ فلاں نے پانی حلق میں گھونٹ گھونٹ کر کے مسلسل ڈالا جب کہ وہ پانی مسلسل گھونٹ

گھونٹ کر کے آواز کے ساتھ حلق میں لے جائے۔ یہ جر جر کا لفظ اس غٹ غٹ کی آواز سے کنایہ ہے مراد اس سے آگ کا اس کے

پیٹ میں ڈالا جاتا ہے۔

۱۷۹۸: حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں موٹے ریشم اور باریک ریشم سونے

اور چاندی کے برتنوں میں پانی پینے سے منع کیا اور فرمایا کہ یہ

(چیزیں) ان کفار کے لئے دنیا میں ہیں اور تمہارے لئے جنت میں

ہوں گے۔ (بخاری و مسلم)

۱۷۹۸: وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:

اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَانَا عَنِ الْحَرِيرِ وَالْدِّيَاجِ

وَالشَّرْبِ فِي اِنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَقَالَ:

"هِنَّ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَهِيَ لَكُمْ فِي الْآخِرَةِ"

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بخاری اور مسلم کی روایت

میں یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ تم

موٹے ریشم کو مت پہنو اور سونے چاندی کے برتنوں میں پانی نہ پو

اور نہ اس کے پیالوں میں کھاؤ۔

وَفِي رِوَايَةٍ فِي الصَّحِيحَيْنِ عَنْ حُذَيْفَةَ

ﷺ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "لَا تَلْبَسُوا

الْحَرِيرَ وَلَا الدِّيَاجَ وَلَا تَشْرَبُوا فِي اِنِيَةِ

الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلَا تَأْكُلُوا فِي صَحَائِفِهَا"۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الاشربة باب الشرب فی انية الفضة و مسلم فی کتاب اللاب و الزينة باب تحريم استعمال اناء الذهب۔

اللُّغَاتُ: الدياج: ریشم کی ایک قسم ہے بعض نے کہا موٹا ریشم اور بعض نے کہا تانا و بانا جس کپڑے میں ریشم ہو۔ لہم: کفار کے

لئے۔ صحاف: جمع صحفہ کھانے کا برتن جس سے پانچ آدمی سیر ہوں۔

۱۷۹۹: وَعَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ: كُنْتُ مَعَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عِنْدَ نَقَرٍ مِنَ الْمَجُوسِ، فَجِئْتُ بِفَالُودَجٍ عَلَى إِثَاوٍ مِنْ فِضَّةٍ فَلَمْ يَأْكُلْهُ فَقِيلَ لَهُ: حَوَلْهُ، فَحَوَلَهُ عَلَى إِثَاوٍ مِنْ خَلْنَجٍ وَجِئْتُ بِهِ فَأَكَلَهُ رَوَاهُ السَّيْهِيُّ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ.

”الْخَلْنَجُ“: الْجَفَنَةُ.

تخریج: رواہ السیہی۔

۱۷۹۹: حضرت انس بن سیرین کہتے ہیں کہ میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ساتھ مجوس کے ایک گروہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اس دوران چاندی کے برتن میں فالودہ لایا گیا تو حضرت انس نے اسے نہ کھایا۔ اُن سے کہا گیا کہ آپ اس کو بدل دیں۔ انہوں نے لکڑی کے پیالے میں تبدیل کیا اور ان کے پاس لایا گیا تو انہوں نے کھا لیا۔ (بیہقی) صحیح سند کے ساتھ۔

الْخَلْنَجُ: پھیلا۔

الْخَلْنَجُ: فالودج: صلوئی کی ایک قسم۔ خلنج: ایک درخت کی لکڑی کا بنا ہوا برتن۔ الجفنة: یہ برتن صحفہ سے بڑا ہوتا ہے۔ فوامند: (۱) سونے چاندی کے برتنوں کا استعمال حرام ہے خواہ کھانے کے لئے ہو یا پینے کے لئے یا اور کسی استعمال میں لایا جائے کیونکہ اس میں تکبر اور بڑھائی ہے۔ اسی طرح ان برتنوں کو زینت کے لئے رکھنا بھی یہی حکم رکھتا ہے کیونکہ جس کا استعمال حرام ہو اسکا لینا اور بنانا حرام ہے۔ سونے کے برتنوں کا استعمال کبیرہ گناہوں میں سے ہے کیونکہ شدید وعید اس سلسلے میں وارد ہے۔ البتہ علماء نے عوتوں کے لئے سونے چاندی سے تزیین کو مستثنیٰ قرار دیا ہے اور مردوں کے لئے چاندی کی انگوٹھی کا استعمال۔ (۲) ریشم کی تمام اقسام حرام ہیں اور ہر وہ کپڑا جس کا اکثر حصہ ریشم ہو مردوں کے لئے استعمال حرام ہے کیونکہ اس میں تکبر اور ایسی نرمی ہے جو مردوں کی بہادری کے خلاف ہے۔ نیز اس میں کفار سے مشابہت ہے۔ البتہ جو آدمی کسی بیماری کی وجہ سے استعمال کرے اس میں کچھ حرج نہیں۔ (۳) کفار کے ساتھ کھانے پینے اور لباس میں مشابہت سے دور رہنے کا حکم دیا گیا۔ (۴) باقی اور قائم رہنے والے بدلے کو چھوڑ کر فنا ہونے والے بدلے پر رک جانا کس قدر محرومی ہے۔

## ۳۶۶: بَابُ تَحْرِيمِ لِبَاسِ

### الرَّجُلِ ثَوْبًا مَزْعُفَرًا

۱۸۰۰: عَنْ أَنَسِ بْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَتَزَعْفَرَ الرَّجُلُ "مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ".

۱۸۰۰: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرمؐ نے منع فرمایا کہ آدمی زعفران سے رنگے ہوئے کپڑے پہنیں۔ (بخاری اور مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب اللباس، باب التزعفر للرجال و مسلم فی کتاب اللباس، باب انہی عن التزعفر للرجال۔

الْخَلْنَجُ: يتزعفر: زعفران سے کپڑے کو رنگ دے۔ یا جسم پر زعفران جڑی بوٹی ہے۔

۱۸۰۱: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصف (زرد رنگ) سے رنگے ہوئے دو کپڑے مجھے پہنے ہوئے دیکھا۔ تو آپؐ نے فرمایا تیری والدہ نے ان کے پہنے کا حکم دیا؟ میں نے کہا: کیا میں ان کو دھو ڈالوں؟ فرمایا

۱۸۰۱: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو ابْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: رَأَى النَّبِيُّ ﷺ عَلَيَّ ثَوْبَيْنِ مُعْصَفَرَيْنِ فَقَالَ: "أَمَكَ أَمْرُكَ بِهَذَا؟" قُلْتُ: "أَغْسِلُهُمَا؟" قَالَ: "بَلْ"

أَحْرِقُهَا وَفِي رِوَايَةٍ فَقَالَ : "إِنَّ هَذَا مِنْ  
بَابِ الْكُفَّارِ فَلَا تَلْبَسْهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
بلکہ جلادو۔ ایک روایت میں ہے یہ کفار کے کپڑے ہیں۔ پس ان کو  
مت پہنو۔ (مسلم)

تخریج: برواہ مسلم فی کتاب اللباس باب النہی عن لبس الرجل الثوب السعفر۔

اللُّغَاتُ: معصفرین: عصفور سے رنگے ہوئے کپڑے یا عصفور معروف جڑی بوٹی ہے۔

ہوائند: (۱) زعفران سے رنگے ہوئے کپڑے یا عصفور سے رنگے ہوئے کپڑے مردوں کے لئے پہننے ممنوع ہیں۔ بعض علماء نے اسی  
نہی کو تحریم پر محمول کیا اور بعض نے کراہت پر اور نہی کی علت یہ ہے کہ یہ کپڑے عورتوں کے لئے زینت ہیں اور عورتوں کے ساتھ مشابہت  
مردوں کو جائز نہیں اور کفار کو ان کے پہننے کی عادت ہے اور کفار سے مشابہت بھی جائز نہیں اور نہ ان کی تقلید۔ (۲) مسلمان کو اپنے امتیازی  
شرعی لباس میں رہنا چاہئے کفار کی نقل و تقلید سے بچنا چاہئے۔

بَابُ: دن سے رات تک خاموش

۲۶۷: بَابُ النَّهْيِ عَنْ صُمْتٍ

رہنے کی ممانعت

يَوْمَ إِلَى اللَّيْلِ

۱۸۰۲: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے حضور صلی اللہ  
علیہ وسلم کا یہ ارشاد یاد ہے کہ بالغ ہونے کے بعد یتیمی نہیں اور دن  
سے رات تک خاموش ہونے کی حیثیت نہیں۔ (ابوداؤد)  
صحیح سند کے ساتھ۔

۱۸۰۲: عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ :  
حَفِظْتُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ : "لَا يُتَمَّ بَعْدَ  
اِحْتِلَامٍ وَلَا صُمَاتٍ يَوْمٌ إِلَى اللَّيْلِ" رَوَاهُ  
أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ۔

امام خطابی نے اس حدیث کی تشریح فرماتے ہیں کہ دور  
جاہلیت (قبل از اسلام) میں خاموشی عبادت سمجھی جاتی تھی جبکہ  
اسلام میں اس سے منع کر دیا گیا اور ذکر یا اچھی بات کا حکم دیا  
گیا۔

قَالَ الْخَطَّابِيُّ فِي تَفْسِيرِ هَذَا الْحَدِيثِ :  
كَانَ مِنْ نُسْكِ الْجَاهِلِيَّةِ الصُّمَاتُ فَتُحْوَى فِي  
الْإِسْلَامِ عَنْ ذَلِكَ وَأُمِرُوا بِالذِّكْرِ وَالْحَدِيثِ  
بِالنَّخْرِ۔

تخریج: برواہ ابو داؤد فی الوصایا باب ما جاء منی ینقطع الیتم۔

اللُّغَاتُ: لا یتیم: یتیم لغت میں اکیلا ہونا یتیم اصطلاح میں وہ بچہ جس کا والد فوت ہو جائے اور وہ نابالغ ہو۔ احتلام: مرد و عورت کا  
منی خارج ہونا یا بلوغ بالسن کا بھی یہی مطلب ہے۔ صمات: خاموشی اور کلام سے رکنا۔ نسلک الجاہلیہ: یہ زمانہ جاہلیت کی وہ  
عبادت ہے کس کو وہ تقرب الہی کا ذریعہ خیال کرتے تھے۔

۱۸۰۳: قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابو بکر صدیق رضی  
اللہ عنہ خمس قبیلے کی ایک عورت کے پاس آئے جس کو نہ نب کہا جاتا  
تھا۔ اس کو دیکھا کہ وہ بات نہیں کر رہی ہے۔ آپ نے فرمایا اسے کیا  
ہے کہ یہ بات نہیں کرتی؟ انہوں نے کہا کہ اس نے خاموش رہنے کا  
فیصلہ کیا ہے۔ آپ نے اس کو فرمایا: ثوابت کر یہ خاموشی اسلام میں

۱۸۰۳: وَعَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ قَالَ :  
دَخَلَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى  
امْرَأَةٍ مِنْ أَحْمَسَ يَقُولُ لَهَا زَيْبُ ، قَرَأَهَا لَا  
تَتَكَلَّمُ فَقَالَ مَا لَهَا لَا تَتَكَلَّمُ ؟ فَقَالُوا : حَجَّتْ  
مُصِمَّةً - فَقَالَ لَهَا : تَكَلِّمِي فَإِنَّ هَذَا لَا

يَحِلُّ هَذَا مِنْ عَمَلِ الْجَاهِلِيَّةِ! فَتَكَلَّمْتُ ، جائز نہیں بلکہ جاہلیت کا وطیرہ ہے پس اس نے بات چیت شروع کر دی۔ (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب بدء و الخلق باب ایام الجاهلیة۔

فوائد: (۱) بلوغت سے تیمی اور اس کے احکامات ختم ہو جاتے ہیں۔ اسلام میں خاموشی کوئی عبادت نہیں بلکہ حرام ہے۔ بہتر یہ ہے کہ اچھی کلام کی جائے مثلاً مہمان سے انس کی باتیں اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر حصول علم وغیرہ۔ فحش کلام ہو یا غیبت حرام ہے۔ اس سے باز رہنا ضروری ہے۔ (۲) جس خاموشی کی نذر مانی تو اس کو پوری کرنی ضروری نہیں کیونکہ یہ حکم شرع کے مخالف ہے۔

۳۶۸: بَابُ تَحْرِيمِ اِنْتِسَابِ

نکاح: اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف نسبت

الْاِنْسَانِ اِلَى غَيْرِ اَبِيهِ وَتَوَلِّيهِ غَيْرِ

اور اپنے آقا کے علاوہ دوسرے کی طرف غلامی

مَوَالِيهِ

کی نسبت کرنے کی حرمت

۱۸۰۴: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس آدمی نے دوسرے کے باپ کی طرف نسبت کی یہ جانتے ہوئے کہ وہ اس کا باپ نہیں پس جنت اس پر حرام ہے۔“

۱۸۰۴: عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ”مَنْ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ غَيْرُ أَبِيهِ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الفرائض باب من ادعی الی غیر ابيه و مسلم فی تاب الایمان باب حال ایمان من رغب عن ابيه۔

اللَّعْنَاتِ: ادعی: جھوٹی نسبت کی۔

۱۸۰۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اپنے باپوں سے اعراض نہ کرو جس نے اپنے باپ سے اعراض کیا تو وہ کفر ہے۔“ (بخاری و مسلم)

۱۸۰۵: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ”لَا تَرُغَبُوا عَنْ آبَائِكُمْ“ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ أَبِيهِ فَهُوَ كُفْرٌ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الفرائض باب من ادعی الی غیر ابيه و مسلم فی کتاب الایمان باب حال ایمان من رغب عن ابيه۔

فوائد: (۱) غیر باپ کی طرف نسبت کفر ہے۔ اگر کرنے والے نے یہ نسبت سمجھ کر کیا کہ یہ حرام ہے اور پھر اس نے اپنے باپ سے فقر کی وجہ سے یا غیر کی طرف نسبت کر کے جاہ حاصل کرنے کے لئے کی۔ (۲) اگر اس کو حلال و جائز تو نہیں سمجھتا تھا مگر پھر بھی غیر کی طرف نسبت کی تو یہ گناہ کبیرہ اور دخول نار کا سبب اور جنت کے ابتدائی داخلہ سے مانع ہے۔ (۳) اسلام انساب کا محافظ ہے اور والدین کا بیٹوں پر جو حق ہے اس کا احترام سکھاتا ہے۔

۱۸۰۶: حضرت یزید بن شریک بن طارق کہتے ہیں کہ میں نے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منبر پر خطبہ دیتے ہوئے دیکھا اور یہ فرماتے سنا۔

۱۸۰۶: وَعَنْ يَزِيدَ بْنِ شَرِيكِ ابْنِ طَارِقٍ قَالَ: رَأَيْتُ عَلِيًّا عَلَى الْمِنْبَرِ يَخُطُبُ

اللہ کی قسم ہمارے پاس کوئی کتاب نہیں جس کو ہم پڑھیں۔ سوائے کتاب اللہ کے اور وہ جو کہ اس صحیفے اور دستاویز میں ہیں پھر اس صحیفے کو پھیلا دیا تو اس میں اونٹوں کی عمریں اور نرخوں کے احکام تھے اور اس میں یہ بھی تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے ثور تک کا علاقہ مدینہ کا حرم ہے۔ جس نے اس میں کوئی نئی چیز ایجاد کی یا کسی بدعتی کو پناہ دی اس پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی فرض عبادت اور نقلی عبادت بھی قبول نہیں فرمائیں گے۔ مسلمان کا عہد ایک ہے۔ جس کے ساتھ ان کا ایک ادنیٰ آدمی کوشش کرتا ہے جس نے کسی مسلمان کا عہد توڑ دیا۔ اس پر اللہ اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی فرضی یا نقلی عبادت قبول نہیں فرمائیں گے۔ جس نے دوسرے باپ کی طرف نسبت کی یا اپنے آقاؤں کو چھوڑ کر کسی اور کی طرف نسبت کی۔ اس پر اللہ اور اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ قیامت کے دن اللہ اس کی فرض و نقل کو قبول نہ کریں گے۔ (بخاری و مسلم)

ذِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ سے مراد عہد اور امانت ہے۔

أَخْفَرُ: اس نے وعدہ توڑا۔

صَرَفُ: توبہ۔

عِنْدَ الْبُضِّ: حیلہ۔ عدل: فدیہ

فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: لَا وَاللَّهِ مَا عِنْدَنَا مِنْ كِتَابٍ نَقْرُؤُهُ إِلَّا كِتَابَ اللَّهِ وَمَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ فَتَشْرَاهَا فَإِذَا فِيهَا أَسْنَانُ الْإِبِلِ وَأَشْيَاءُ مِنَ الْجَرَاحَاتِ وَفِيهَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "الْمَدِينَةُ حَرَمٌ مَا بَيْنَ عَمْرِ إِلَى تَوْرٍ فَمَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا أَوْ آوَى مُحِدًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا، ذِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ وَاحِدَةٌ يَسْعَى بِهَا أَذْنَاهُمْ، فَمَنْ أَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا، وَمَنْ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ أَوْ انْتَمَى إِلَى غَيْرِ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ "ذِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ": أَيُ عَهْدِهِمْ وَأَمَانَتِهِمْ - "وَأَخْفَرَهُ": نَقَضَ عَهْدَهُ - "وَالصَّرْفُ": التَّوْبَةُ، وَقِيلَ الْحِيلَةُ - "وَالْعَدْلُ": الْفِدَاءُ۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الفرائض، باب اثم من تبرأ من موالیه وی فی الحزیه و الاعتصام مسلم فی کتاب العنق، باب تحریم تولی العتیق غیر موالیه و فی کتاب الحج، باب فضل المدینہ۔

الاسنان: اسنان الابل، اونٹوں کی عمروں کا بیان جو قتل کی دیت دیئے جاتے ہیں۔ غیر: مدینہ کے قریب ایک پہاڑ۔ تور: جبل احد کے پچھلی طرف ایک چھوٹا پہاڑ۔ احداث: فیہا حدیث: دین کے خلاف کسی بدعت کا ارتکاب کیا یا مسلمانوں کی ایذا کا باعث بنا۔

لعنة الله: اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور کر دیا۔ واشیاء من الجراحات: شرعی احکام جو حرم مکہ میں شکار کے مسائل میں مشتمل ہیں جن میں کفارہ مقرر ہے۔ انتمى الى غیر موالیه: اس نے دعویٰ کیا کہ وہ فلاں کا آزاد کردہ ہے حالانکہ اس کو دوسروں نے آزاد کیا تھا۔

ہو اند: (۱) اس روایت میں حضرت علیؑ کی زبان سے اس بات کو جھٹلایا گیا کہ میری طرف یہ نسبت غلط ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے کچھ ایسی خاص باتیں بتلائی جن کو اور کوئی نہ جانتا تھا یا میرے بارے میں وعدہ خلافت کیا۔ (۲) حرم مدینہ جبل غیر سے ثور تک ہے۔ اس میں شکار مار نہیں جاسکتا اور نہ ہی درخت کاٹا جاسکتا ہے اور نہ ہی کوئی مشرک و کافر داخل ہو سکتا ہے جیسا کہ مکہ مکرمہ میں لیکن اگر کوئی ایسا کرے تو اس

پرفدیہ نہیں۔ البتہ کلی شکار پرفدیہ دینا پڑے گا۔ (۳) مدینہ میں معصیت بڑا گناہ ہے۔ علامہ سمہودی کہتے ہیں کہ صغیرہ گناہ مدینہ میں کبیرہ بن جاتا ہے۔ (۴) کبیرہ گناہ کرنے والوں پر کسی شخص کی تعیین کے بغیر لعنت کرنا جائز ہے۔ (۵) جوان گناہوں پر بغیر توبہ مر جائے گا اور وہ ان کو حلال سمجھنے والا تھا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے کسی فرض و نفل کو قبول نہ فرمائیں گے۔ (۶) نسب میں اپنے علاوہ دوسرے کی طرف نسبت شدید حرام ہے۔ اسی طرح آزاد کردہ غلام کو دوسروں کی طرف نسبت۔

۱۸۰۷: وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "لَيْسَ مِنْ رَجُلٍ ادَّعَى لِبَغِيْرِ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُهُ إِلَّا كَفَرَ - وَمَنْ ادَّعَى مَا لَيْسَ لَهُ فَلَيْسَ مِنَّا وَلْيَتَّبِعُوا مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ - وَمَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْكُفْرِ أَوْ قَالَ عَدُوَّ اللَّهِ وَلَيْسَ كَذَلِكَ إِلَّا حَارَ عَلَيْهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ - وَهَذَا لَفْظُ رِوَايَةِ مُسْلِمٍ.

۱۸۰۷: حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جس آدمی نے جانتے ہوئے دوسرے باپ کی طرف نسبت کی اس نے کفر کیا۔ جس نے کسی ایسی چیز کا دعویٰ کیا جو اس کی نہیں تو وہ ہم میں سے نہیں وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنا لے۔ جس نے کسی آدمی کو کافر کہہ کر پکارا یا دشمن اللہ کہا اور وہ ایسا نہیں تھا تو یہ دشنام اس کی طرف لوٹ آئے گا۔ (بخاری و مسلم) یہ مسلم کے الفاظ ہیں۔

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب المناقب، باب حدثنا ابو معمر عن ابی ذرؓ انه سمع الحدیث و مسلم فی کتاب الایمان، باب بیان حال من رغب عن ربیہ۔

اللَّخَائِثُ: يتبعوا مقعده: آگ میں ٹھکانہ نہ بنالے۔ حار علیہ: اس کی طرف لوٹ آئے گا اور وہ اپنی بات کا دوسرے سے زیادہ حقدار ہے۔ دعا رجلا بالكفر: اس کو یا کافر کہا۔

فوائد: گزشتہ فوائد سمیت (۱) مسلمانوں پر کفر کی تہمت لگانا حرام یا ان کو اللہ کے دشمن کہنا حرام ہے جس نے اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ ایسا سلوک کیا تو وہ اس بات کی بہ نسبت زیادہ حقدار ہے اس میں ایسی باتوں سے بچنے کے لئے انتہائی زبردست ہے۔

۳۶۹: بَابُ التَّحْذِيرِ مِنْ ارْتِكَابِ مَا

نَهَى اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَرَسُولُهُ ﷺ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿فَلْيُحَذِّرِ الدِّينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ [النور: ۶۳] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَيُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ﴾ [آل عمران: ۲۸] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿إِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ﴾ [البروج: ۱۲] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَكَذَلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرْآنَ وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ﴾ [هود: ۱۰۲]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”چاہئے کہ وہ لوگ ڈرتے رہیں جو اللہ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں کہ کہیں ان کو اللہ کی طرف سے آزمائش یا دردناک عذاب نہ پہنچ جائے۔“ (النور) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی ذات سے ڈراتے ہیں۔“ (آل عمران) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”بے شک تیرے رب کی پکڑ بڑی سخت ہے۔“ (البروج) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اسی طرح تیرے رب کی پکڑ بڑی سخت ہے جبکہ وہ بستیوں کو پکڑتا ہے اس حال میں کہ وہ ظالم ہوں۔ بے شک تیرے رب کی پکڑ سخت ہے دردناک ہے۔“ (ہود)



**حل الایات:** فتنہ: امتحان۔ بخدر کم: تمہیں ڈراتے ہیں۔ نفسہ: اسکی طرف سے ہونے والے عذاب سے۔ بطش ربك: اپنے دشمنوں کو سختی سے پکڑنا۔

۱۸۰۸: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَغَارُ وَغَيْرُهُ إِلَهٌ أَنْ يَأْتِيَ الْمَرْءَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
۱۸۰۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ غیرت والے ہیں اور اللہ کی غیرت یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "بے شک اللہ کو غیرت آتی ہے اور اللہ کی غیرت یہ ہے کہ آدمی وہ کام کرے جو اللہ نے اس پر حرام کیا ہے۔" (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب النکاح باب الغیرۃ و مسلم فی کتاب التوبۃ باب غیرۃ مع اختلاف فی اللفظ۔  
**اللَّغَاتُ:** یغار: وہ فواحش سے روکتا ہے۔

**فوائد:** (۱) اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کو حرام کیا اور فواحش میں مبتلا ہونے سے بچنا چاہئے کیونکہ جس نے ایسا کیا اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی حرمتوں کی توہین پر غضبناک ہوتے ہیں۔

۳۷: بَابُ مَا يَقُولُهُ وَيَفْعَلُهُ مَنْ ارْتَكَبَ مِنْهَا عَنْهُ

ارتکب منہا عنہ

اس کو کیا کرے اور کہے  
اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "اگر شیطان کی چوک اللہ کی نافرمانی پر ابھارے تو اللہ کی پناہ طلب کرو۔" (فصلت)  
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "بے شک وہ لوگ جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا جب ان میں سے کسی شخص کو شخص شیطان کا دوسرہ پہنچ جاتا ہے تو وہ ہوشیار ہو جاتے ہیں اور اسی وقت ہی وہ دیکھنے لگتے ہیں" (الاعراف)  
اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "اور وہ لوگ جب کوئی بے حیائی ان سے ہو جاتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں۔ پھر وہ اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں اور اللہ کے سوا گناہوں کو بخشے گا کون اور انہوں نے اصرار نہ کیا حالانکہ وہ جانتے ہیں۔ ان کا بدلہ ان کے رب کے ہاں بخشش ہے اور ایسے باغات جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے کام کرنے والوں کا بدلہ خوب ہے۔" (آل عمران)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "اور تم سب اللہ کی بارگاہ سے اٹھے تو توبہ کرو۔ تاکہ تم فلاح پاؤ۔" (النور)

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَمَا يَنْزَعُكَ مِنَ الشَّيْطَانِ تَزُغُ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ﴾ [فصلت: ۳۶]  
وَقَالَ تَعَالَى: ﴿إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُمْ مُبْصِرُونَ﴾ [الاعراف: ۲۰۱] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَنْ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ وَلَمْ يُبْصِرُوا عَلَىٰ مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ أُولَٰئِكَ جَزَاؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَجَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ﴾ [آل عمران: ۱۳۵] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ [النور: ۳۱]

**حل الایات:** ينزعك: اس کی طرف سے فساد کا دوسرہ پہنچے۔ نزغ: دوسرہ۔ فاستعذ: اس کے شر سے پناہ طلب

کر۔ مسہم: ان کو پہنچتا ہے طائف: شیطانی دوسرہ۔ فاحشہ: کبیرہ گناہ جیسے زنا۔ استغفروا: اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرو۔ لم یصروا: قائم نہ رہے اور اپنے گناہوں پر استمرار نہ کیا۔

۱۸۰۹: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِي حَلْفِهِ بِاللَّاتِ وَالْعُزَّى لَلْبَلِّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ تَعَالَى أَمْرُكَ، فَلْيَتَصَدَّقْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۸۰۹: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا جس نے قسم اٹھائی اور یوں کہا۔ لات و عزی کی قسم تو اس کو چاہئے کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہے اور جس نے قسم اٹھائی اپنے ساتھی کی خاطر اس کو چاہئے کہ یوں کہے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اور جس نے اپنے ساتھی کو کہا: آؤ جو اکھیلیں تو اسے چاہئے کہ وہ صدقہ کرے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب التفسیر فی التفسیر سورة النجم و رواہ فی کتاب الادب والاستیذان والایمان و مسلم فی الایمان، باب من حلف باللات و العزی۔

اللَّاتُ: اللات: یہ طائف میں ثقیف کا بت تھا۔ العزی: رادی نخلہ میں قریش اور بنی کنانہ کا بت۔ اقامرک: میں شیرے ساتھ جو اکھیلیں ہوں۔ القمار: جو۔

فوائد: (۱) بتوں کی قسم اٹھانا حرام ہے اور اس سے آدمی ایمان سے خارج ہو جاتا ہے۔ ایسے انسان پر لازم ہے کہ وہ تجدید ایمان کرے۔ (۲) جوئے کی طرف دعوت دینا حرام ہے اس کفارہ تجدید توبہ ہے اور جلدی صدقہ پیش کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿الْحَسَنَاتُ يَذْهَبُ السَّيِّئَاتُ...﴾ بے شک نیکیاں برائیوں کو لے جاتی اور دور کرتی ہیں۔

۱۸۱۰: عَنِ النَّوَاسِ بْنِ سَمْعَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الدَّجَالَ ذَاتَ عَدَاةٍ فَحَفِضَ فِيهِ وَرَكَعَ حَتَّى طَنَّاهُ فِي طَائِفَةِ النَّخْلِ، فَلَمَّا رُحْنَا إِلَيْهِ عَرَفَ ذَلِكَ مِنَّا، فَقَالَ: "مَا شَأْنُكُمْ؟" قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ذَكَرْتَ الدَّجَالَ الْعَدَاةَ فَحَفِضْتَ فِيهِ وَرَكَعْتَ حَتَّى طَنَّاهُ فِي طَائِفَةِ النَّخْلِ فَقَالَ: غَيْرُ الدَّجَالِ أَخَوْنِي عَلَيْكُمْ، إِنْ يَخْرُجُ وَإِنَّا نَخْرُجُ لَكُمْ فَاتَا حَاجِبَهُ دُونَكُمْ، وَإِنْ يَخْرُجُ وَلَسْتُ فِيكُمْ فَأَمَرُوا حَاجِبَهُ نَفْسِهِ، وَاللَّهِ خَلِيفَتِي عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ، إِنَّهُ شَابٌّ قَطَطٌ عَيْنُهُ طَالِبَةٌ كَاتِبَتِ أَشْبَهُهُ بِعَبْدِ الْعَزَّى بْنِ قُطَيْبٍ، فَمَنْ أَدْرَكَهُ مِنْكُمْ فَلْيَقْرَأْ عَلَيْهِ فَوَاتِحَ سُورَةِ الْكُحُفِ، إِنَّهُ خَارِجٌ حُلَّةً بَيْنَ الشَّامِ وَالْعِرَاقِ

۱۸۱۰: حضرت نواس بن سمانؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ایک صبح دجال کا ذکر فرمایا تو کبھی اس کو حقیر اور کبھی اس کو بہت بڑا بتایا یہاں تک کہ ہم نے خیال کیا کہ وہ وہ شاید کھجوروں کے جھنڈ میں ہے کہ جب ہم شام کے وقت آپ کے پاس پہنچے تو آپ نے ہم میں اس کا اثر دیکھا۔ آپ نے فرمایا تمہارا کیا حال ہے؟ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے صبح دجال کا ذکر کیا تو کبھی آپ نے اس کو بڑا حقیر اور کبھی اس کو اونچا دکھایا یہاں تک کہ ہم نے محسوس کیا کہ وہ تو ان کھجوروں کے جھنڈ میں موجود ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا مجھے تمہارے بارے میں دجال کے غیر کا زیادہ خوف ہے اگر میری موجودگی میں دجال کا ظہور ہو گیا تو تمہاری طرف سے میں اس کا مقابلہ کروں گا اور اگر میری غیر موجودگی میں اس کا خروج ہوا تو پھر ہر شخص اپنے نفس کا دفاع کرنے والا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ میری طرف سے ہر مسلمان پر جانشین ہوگا۔ (یاد رکھو) وہ دجال نو جوان اور گھنگھریالے بالوں والا ہے۔ اس کی ایک آنکھ ابھرنے والی ہے۔ گویا اس کو عبد العزیٰ بن قلعن سے

تشبیہ دیتا ہوں۔ جو آدمی اس کو پالے تو اس کو چاہئے کہ وہ سورۃ کہف کی ابتدائی آیات پڑھے وہ عراق اور شام کے درمیانی راستے پر ظاہر ہوگا۔ وہ دائیں اور بائیں جانب فساد پھیلانے گا۔ اے اللہ کے بندو! تم ثابت قدم رہنا، ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ زمین میں کتنا عرصہ ٹھہرے گا؟ آپ نے فرمایا ۴۰ دن جن میں ایک دن سال کے برابر اور دوسرا دن مہینے کے برابر اور تیسرا دن جمعہ کے برابر اور اس کے باقی دن تمہارے دنوں کے مشابہ ہوں گے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ دن جو سال کے برابر ہے کیا اس میں ایک دن کی نمازیں پڑھ لینا ہمیں کفایت کرے گا؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں تمہیں اس دن کی مقدار کا اندازہ لگانا ہوگا“۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ زمین میں کتنی تیزی سے چلے گا؟ آپ نے فرمایا: بارش کی طرح جس کو پیچھے سے ہوا دھکیل رہی ہو چنانچہ اس کا گزرا ایک قوم کے پاس سے ہوگا پس ان کو دعوت دے گا وہ اس پر ایمان لائیں گے پھر وہ آسمان کو حکم دے گا۔ پس وہ بارش برسائے گا اور زمین کو حکم دے گا تو وہ نباتات اُگائے گی اور ان کے چرنے والے جانور شام کو ان کی طرف واپس لوٹیں گے تو ان کے گوبان پہلے سے زیادہ لمبے اور ان کے تھن پہلے سے زائد بھرے ہوئے ہوں گے اور ان کے پہلو وسیع ہوں گے۔ پھر وہ کچھ اور لوگوں کے پاس آئے گا اور ان کو دعوت دے گا وہ اس کی دعوت کو مسترد کر دیں گے۔ وہ جس وقت ان سے لوٹے گا تو وہ قحط سالی کا شکار ہو جائیں گے۔ ان کے ہاتھوں میں مال ذرا بھر نہیں رہے گا۔ اس کا گزرو پرانے پر ہوگا تو وہ اس ویرانے کو کہے گا کہ اپنے خزانے نکال دے تو اس زمین کے خزانے اس طرح اس کا پیچھا کریں گے جیسے شہد کی کھیاں اپنے سردار کے پیچھے۔ پھر وہ ایک کافل آدمی کو دعوت دے گا اور تلوار سے ضرب لگا کر اس کو دو ٹکڑے کر دے گا جیسے تیر انداز کا نشانہ پھر اس کو بلائے گا تو وہ اس کی طرف اس حالت میں متوجہ ہوگا کہ اس کا چہرہ چمک رہا ہوگا اور وہ ہنس رہا ہوگا۔ اسی دوران اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم کو بھیج دیں گے۔ چنانچہ وہ دشمن کے مشرقی سفید کنارے کے پاس زرد رنگ کی چادریں پہنے اتریں گے اس حال میں کہ ان کے ہاتھ دو فرشتوں کے پروں پر ہوں گے۔

فَعَاثَ يَمِينًا وَعَاثَ شِمَالًا ، يَا عِبَادَ اللَّهِ فَاقْبُوا قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا لُبُّهُ فِي الْأَرْضِ؟ قَالَ : ”أَرْبَعُونَ يَوْمًا : يَوْمٌ كَسَنَةٌ ، وَيَوْمٌ كَشْهَرٌ ، وَيَوْمٌ كَجُمُعَةٍ ، وَسَائِرُ أَيَّامِهِ كَأَيَّامِكُمْ“ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَلِذَلِكَ الْيَوْمُ الَّذِي كَسَنَتْهُ اتَّكُفِينَا لَهُ صَلَوةٌ يَوْمٌ؟ قَالَ : ”لَا أَقْدِرُوا لَهُ قَلْبَرَةٌ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا إِسْرَاعُهُ فِي الْأَرْضِ؟ قَالَ : كَالْغَيْثِ اسْتَدْبَرَتْهُ الرِّيحُ فَيَأْتِي عَلَى الْقَوْمِ فَيَدْعُوهُمْ فَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَجِيبُونَ لَهُ فَيَأْمُرُ السَّمَاءَ فَيُمْطِرُهَا وَالْأَرْضُ فَتَبْتَ فَيَرْوَحُ عَلَيْهِمْ سَارِحَتُهُمْ أَطْوَلَ مَا كَانَتْ ذُرَى وَأَسْبَغَتْ ضُرُوعًا وَأَمَدَهُ خَوَاصِرَ ، ثُمَّ يَأْتِي الْقَوْمَ فَيَدْعُوهُمْ فَيُرَدُّونَ عَلَيْهِ قَوْلُهُ فَيَنْصَرِفُ عَنْهُمْ فَيُصْبِحُونَ مُمَحِلِينَ لَيْسَ بِأَيْدِيهِمْ شَيْءٌ مِّنْ أَمْوَالِهِمْ وَيَمُرُّ بِالْخَرِيبَةِ فَيَقُولُ لَهَا : أَخْرِجِي كُنُوزَكَ فَتَبْعُهُ كُنُوزُهَا كَيْفَ سَبَبِ النَّحْلِ ، ثُمَّ يَدْعُوا رَجُلًا مُمْتَلِنًا شَبَابًا فَيَضْرِبُهُ بِالسَّيْفِ فَيَقْطَعُهُ جَزَلَتَيْنِ رَمِيَةً الْفَرَضِ ثُمَّ يَدْعُوهُ فَيَقْبِلُ ، وَيَهْلُلُ وَجْهَهُ بِضُحْكَ ، فَيَنْتَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ بَعَثَ اللَّهُ تَعَالَى الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ فَيَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِيَّ دِمَشْقَ بَيْنَ مَهْرُودَتَيْنِ ، وَاضِعًا كَفَّهُ عَلَى أَجْنَحَةِ مَلَكَينِ ، إِذْ طَاطَأَ رَأْسَهُ فَطَرَ وَإِذَا رَفَعَهُ تَحَدَّرَ مِنْهُ جُمَانٌ كَاللُّوْلُو فَلَا يَحِلُّ لِكَافِرٍ يَجِدُ رِيحَ نَفْسِهِ إِلَّا مَاتَ ، وَنَفْسُهُ يَنْتَهِي إِلَى حَيْثُ يَنْتَهِي طَرَفُهُ ، فَيَطْلُبُهُ حَتَّى يَدْرِكَهُ بِبَابٍ لِّدِّ لِيَقْتُلَهُ ثُمَّ يَأْتِي

جب سر جھکائیں گے تو اس سے قطرے نپکیں گے اور جب سر اٹھائیں گے تو چاندی کے موتیوں کی طرف قطرے گریں گے۔ ان کے سانس کی ہوا جس کافر کو پہنچے گی تو وہ مر جائے گا اور ان کا سانس وہاں تک پہنچے گا جہاں تک ان کی نگاہ پہنچے گی۔ پس وہ دجال کو تلاش کریں گے یہاں تک کہ بابلہ کے پاس اس کو پا کر قتل کر دیں گے۔ پھر عیسیٰ ایک ایسی قوم کے پاس آئیں گے جن کو اللہ تعالیٰ نے دجال سے محفوظ رکھا پس آپ ان کے چہروں پر ہاتھ پھیریں گے اور جنت میں ان کے درجات کی بات بتلائیں گے۔ وہ ایسی حالت میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ان کی طرف وحی کرے گا کہ میں نے اپنے ان بندوں کو نکالا ہے کہ کسی کو ان سے لڑائی کی طاقت نہیں۔ پس تو میرے بندوں کو طور کی طرف لے جا کر ان کی حفاظت کر۔ اللہ تعالیٰ یا جوج ماجوج کو بھیجیں گے اس حال میں کہ وہ بندی سے پھسلنے والے ہوں گے۔ ان کا پہلا گروہ بحیرہ طبریہ پر گزرے گا تو اس کا سارا پانی پی جائے گا اور پچھلا گروہ آئے گا تو وہ کہے گا یہاں کبھی پانی ہوتا تھا۔ اللہ کے پیغمبر عیسیٰ اور ان کے ساتھی محصور ہوں گے یہاں تک کہ ایک تیل کا سران کے نزدیک تمہارے آج کے سو دینار سے زیادہ بہتر ہوگا۔ اللہ کے پیغمبران کے ساتھی اللہ کی طرف رغبت کریں گے تو اللہ تعالیٰ یا جوج ماجوج کی گردنوں میں ایک کیڑا پیدا فرمائیں گے جس سے وہ تمام اس طرح موت کا شکار ہو جائیں گے جیسے ایک نفس مرتا ہے۔ پھر عیسیٰ اور ان کے ساتھی زمین پر اتریں گے اور وہ زمین پر ایک بالشت جگہ نہیں پائیں گے جو ان کی (لاشوں کی) گندگی اور بدبو سے خالی ہو۔ اللہ کے نبی اور ان کے اصحاب اللہ کی طرف رجوع کریں گے تو اللہ تعالیٰ کچھ پرندے بھیجیں گے جن کی گردن بختی اونٹ کی طرح ہوگی وہ ان کو اٹھا کر اس جگہ پھینک دیں گے جہاں اللہ چاہے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ بارش بھیجیں گے جس سے کوئی گہرا اور کوئی حصہ خالی نہیں رہے گا۔ وہ بارش زمین کو دھو کر چکنی چٹان کی طرح کر دے گی پھر زمین کو کہا جائیگا تو اپنے پھل اُگا اور برکت لوٹا۔ چنانچہ ایک جماعت انا کو کھا سکے گی اور اس کے چھلکے سے کام لے سکے گی اور دودھ میں برکت کر دی جائیگی۔ یہاں تک کہ ایک دودھ دینے والی

عِیْسٰی قَوْلًا قَدْ عَصَمَهُمُ اللّٰهُ مِنْهُ فَيَمْسَحُ عَنْ وُجُوهِهِمْ وَيَخْدِتُ بَدْرَجَاتِهِمْ فِي الْجَنَّةِ ، فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ اِذْ اَوْحٰى اللّٰهُ تَعَالٰى اِلٰى عِیْسٰى اِنِّیْ قَدْ اَخْرَجْتُ عِبَادًا لِّیْ لَا یَدَانِ لِاَحَدٍ بِقَاتِلِهِمْ فَعَزَّزْتُ عِبَادِیْ اِلٰى الطُّورِ ، وَیَبْعَثُ اللّٰهُ یَاجُوجَ وَمَاجُوجَ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ یَنْسِلُوْنَ ، فَيَمُرُّ اَوَّانِلُهُمْ عَلٰی بُحَیْرَةٍ طَبْرِیَّةٍ فَيَشْرَبُوْنَ مَا فِیْهَا وَیَمُرُّ اٰخِرُهُمْ فِیَقُولُوْنَ لَقَدْ كَانَ بِهٰذِهِ مَرَّةٍ مَّاءٌ ، وَیُحْضَرُ نَبِیُّ اللّٰهِ عِیْسٰی وَاَصْحَابُهُ حَتّٰی یَكُوْنُ رَاسُ الطُّورِ لِاَحَدِهِمْ خَبْرًا مِنْ مَّائَةِ دِیْنَارٍ لِاَحَدِكُمْ الْیَوْمَ ، فَبَرَّغَبُ نَبِیُّ اللّٰهِ عِیْسٰی وَاَصْحَابُهُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اِلٰى اللّٰهِ تَعَالٰى ، فَبُرْسِلَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَیْهِمُ التَّغْفُ فِی رِقَابِهِمْ فِیُصْبِحُوْنَ قَرْمِیْ كَمَوْبِ نَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ یَهْبِطُ نَبِیُّ اللّٰهِ عِیْسٰی وَاَصْحَابُهُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اِلٰى الْاَرْضِ فَلَا یَجِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ مَوْضِعَ شِبْرِ اِلَّا مَلَأَهُ زَهْمُهُمْ وَنَسْتُهُمْ ، فَبَرَّغَبُ نَبِیُّ اللّٰهِ عِیْسٰی وَاَصْحَابُهُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اِلٰى اللّٰهِ تَعَالٰى ، فَبُرْسِلَ اللّٰهُ تَعَالٰى طَبْرًا كَاَعْنَابِ الْبُخْتِ فَتَحْمِلُهُمْ فَتَطْرَحُهُمْ حَيْثُ شَاءَ اللّٰهُ ، ثُمَّ یُرْسِلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مَطَرًا لَا یَكُنْ مِنْهُ بَیْتُ مَدْرٍ وَلَا وَبَرٍ فَبُغْسِلُ الْاَرْضُ حَتّٰی یَبْرُكَهَا كَالزَّلَقَةِ ، ثُمَّ یَقَالُ لِلْاَرْضِ اِنْتِیْ قَمَرِكِ ، وَرَدِّیْ بَرَكَتَكَ ، فِیَوْمَئِذٍ تَأْكُلُ الْعِصَابَةُ مِنَ الرُّمَانَةِ وَیَسْتَظِلُّوْنَ بِقُحْفِهَا وَیُبَارَكُ فِی الرِّسْلِ حَتّٰی اَنَّ اللِّقْحَةَ مِنَ الْاِبِلِ لَتَكْفِی الْفَنَامَ مِنَ النَّاسِ ، وَاللِّقْحَةَ مِنَ

اونٹنی لوگوں کی ایک بڑی جماعت کیلئے کافی ہوگی اور دودھ دینے والی گائے ایک قبیلے کو کافی ہو جائیگی۔ اسی دوران اللہ تعالیٰ پاکیزہ ہوا بھیجیں گے جو ان کی بغلوں کے نچلے حصے کو متاثر کرے گی جس سے ہر مسلمان کی روح قبض کر لی جائیگی اور شریر ترین لوگ رہ جائیں گے وہ آپس میں اس طرح جماع کریں گے جیسے گدھے سرعام کرتے ہیں اور ان پر قیامت قائم ہوگی۔

خَلَّةُ بَيْنَ الشَّامِ : شام و عراق کا درمیانی راستہ :

عَاثٌ : سخت فساد۔

الذَّرَى : کوہان۔

يَعَاسِبُ : شہد کی مکھی۔

جَزَلَتَيْنِ : دو ٹکڑے۔

الْعَرَضُ : وہ نشانہ جس کو تیر مارا جائے یعنی اس کو تیر کے نشانے

کی طرح پھینکے گا۔

الْمَهْرُودَةُ : دال مہملہ اور معجمہ دونوں کے ساتھ رنگے ہوئے

کپڑے کو کہتے ہیں۔

لَا يَدَانِ : طاقت نہیں۔

نَفْفٌ : کھیرا۔

فَرَسِيٌّ : مقتول۔

الزَّلَقَةُ : آئینہ جماعت۔

الْعَصَابَةُ : جماعت۔

الْبَنُّ : دودھ۔

الِلْفَحَّةُ : دودھ والی۔

فَنَامٌ : جماعت۔

الْفَحْدُ : قبیلہ سے چھوٹی جماعت یعنی خاندان کنبہ یا

گھرانہ۔

الْبَقَرِ لَتَكْفِي الْقَبِيلَةَ مِنَ النَّاسِ ، وَاللَّفْحَةُ مِنَ الْغَنَمِ لَتَكْفِي الْفَحْدَ مِنَ النَّاسِ فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ إِذْ بَعَثَ اللَّهُ تَعَالَى رِبْعًا طَيِّبَةً فَتَأْخُذُهُمْ تَحْتَ أَبْطَاهِمُ فَتَقْبِضُ رَوْحَ كُلِّ مُؤْمِنٍ وَكُلِّ مُسْلِمٍ ، وَيَهْلِي شِرَارُ النَّاسِ يَتَهَارَجُونَ فِيهَا تَهَارُجُ الْحُمُرِ فَعَلَيْهِمْ تَقْوَمُ السَّاعَةُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

قَوْلُهُ "خَلَّةٌ بَيْنَ الشَّامِ وَالْعِرَاقِ" : أَيْ

طَرِيقًا بَيْنَهُمَا وَقَوْلُهُ "عَاثٌ" بِالْعَيْنِ

الْمُهْمَلَةِ وَالنَّاءِ الْمُثَلَّثَةِ ، وَالْعَبْتُ : أَشَدُّ

الْفَسَادِ - "وَالذَّرَى" : الْأُسَيْمَةُ

"وَالْيَعَاسِبُ" : ذُكُورُ النَّحْلِ "وَجَزَلَتَيْنِ" :

أَيْ قِطْعَتَيْنِ "وَالْعَرَضُ" : الْهَدَفُ الَّذِي

يُرْمَى إِلَيْهِ بِالنُّشَابِ أَيْ يَرْمِيهِ رَمِيَّةٌ كَرَمِيَّةٌ

النُّشَابِ إِلَى الْهَدَفِ - "وَالْمَهْرُودَةُ"

بِالدَّالِ الْمُهْمَلَةِ وَالْمُعْجَمَةِ وَهِيَ : الْقَوْبُ

الْمَصْبُوغُ - قَوْلُهُ "لَا يَدَانِ" : أَيْ لَا طَاقَةَ :

"وَالنَّفْفُ" دَوْدٌ "وَفَرَسِيٌّ" جَمْعُ فَرَسٍ ،

وَهُوَ الْقَتِيلُ "وَالزَّلَقَةُ" : يَفْطَحُ الزَّاي وَاللَّامُ

وَالْقَافِ - وَرَوَى الزَّلَقَةُ بِضَمِّ الزَّايِ

وَأَسْكَانِ اللَّامِ وَبِالْفَاءِ وَهِيَ : الْمَرَاةُ

"وَالْعَصَابَةُ" الْجَمَاعَةُ "وَالرَّيْلُ" بِكَسْرِ

الرَّاءِ : اللَّبَنُ "وَالِلْفَحَّةُ" اللَّبُونُ - "وَالْفَنَامُ"

بِكَسْرِ الْفَاءِ وَبَعْدَهَا هَمْزَةٌ الْجَمَاعَةِ -

وَالْفَحْدُ مِنَ النَّاسِ : دُونُ الْقَبِيلَةِ۔

تخریج : رواہ مسلم فی الفتن باب ذکر الدجال وصفته و مابعده۔

الدَّجَالَاتُ : الدجال لغت میں کذاب کو کہتے ہیں۔ خفص و رفع : اس کی چھوٹائی اور بڑھائی کو بیان کیا اس کے فتنے کے خطرناک

ہونے کی وجہ سے بعض نے کہا آپ ﷺ نے اپنی آواز کو بلند کیا اور اسکے متعلق بات کرتے ہوئے آہستہ سے فرمایا حتی طساہ فی طائفہ



النخل: یہاں تک کہ ہم نے اس کو اتنا قریب سمجھا گویا وہ دینہ کی کھجوروں کے جھنڈ میں ہے۔ راحنا الیہ: اس کی طرف لوٹے۔ اخوفنی: مجھے زیادہ ڈرانے اور خوف زدہ کرنے والی چیز تمہارے متعلق دجال نہیں بلکہ دوسری چیزیں ہیں۔ حجبیجہ: اس سے لڑنے اور اس کی حجت کو ختم کرنے والا۔ فامروہ: ہر شخص۔ ققطط: گھنگھریالے بال۔ طافیہ: ظاہر ہونے والی ابھرنے والی۔ عبد العزی بن قطن: یہ خزاعہ قبیلہ کی ایک شاخ بنو مطلق کا ایک آدمی تھا جس کی کفر پر موت آئی۔ خلہ: راستہ یا جگہ شام و عراق کے درمیان۔ استدہ: ہر وہ الریح: اس کے بعد ہوا آئی جس نے اس کو خشک کر دیا یہ زمین میں جلد اس کے خراب ہونے سے کنایہ ہے۔ فتروج: پس شام کو لوٹیں گے۔ سارحتہم: اونٹ 'گائیں' بکریاں وغیرہ۔ اسبغہ: ضرورتاً: کثرت دودھ کی جوہ سے بھرے ہوئے اور لمبے۔ امده: خواصر: زیادہ سیر ہونے کی وجہ سے کوئیں کھنچی ہوئی۔ الحربة: ویرانہ۔ بدعور: جلا: بعض نے کہا وہ خضر علیہ السلام کو۔ طاطا: اسہ قطر: جب وہ اپنا سر جکھائیں گے اس سے قطرے ٹپکیں گے۔ تحدر منه جمان کالفلو: اس سے پانی گرے گا جو صفائی میں چاندی کے موتیوں جیسا ہوگا۔ الجمان: چاندی۔ فلا یحل لکافر یجد ریح نفسه الامات: جس کافر کو ان کے سانس کی ہوا پہنچے گی وہ مر جائے گا کیونکہ کسی کفر کے لئے اس کے علاوہ ممکن نہیں کہ وہ زندہ رہ جائے۔ ونفسه: سبب کفر مسبب مراد ہے۔ باب لد: یہ بیت المقدس کے قریب بستی ہے۔ فحور: جمع کرو اور طور کو ان کیلئے حفاظت کی جگہ بنادیں گے۔ یاجوج و ماجوج: دو بڑی جماعتیں ہیں۔ من کل حدب: ہر طرف سے۔ ینسلون: جلدی کرنے والے ہوں گے۔ طبرہ: یہ معروف ندی ہے۔ فلسطین میں بحر میت کے قریب ہے۔ یوغب: عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے اصحاب عاجزی اور دعا کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوں گے۔ زہمہم: بدبو۔ النخت: اونٹ۔ لایکن منہ چھپائے گا۔ مدر: سخت مٹی۔ تحفہا: اس کے چھلکے کی گہرائی اس کو کھوپڑی سے تشبیہ دی۔ یتھار جون: گدھوں کی طرح سرعام جماع کریں گے۔

۱۸۱۱: رَعْنُ رَبِيعِي بْنِ حِرَاشٍ قَالَ :  
انْطَلَقْتُ مَعَ أَبِي مَسْعُودٍ الْاَنْصَارِيِّ اِلَى  
حَذِيفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ فَقَالَ لَهُ  
أَبُو مَسْعُودٍ حَدَّثَنِي مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ  
اللَّهِ ﷺ فِي الدَّجَالِ قَالَ : إِنَّ الدَّجَالَ  
يَخْرُجُ ، وَإِنَّ مَعَهُ مَاءٌ وَنَارًا - فَأَمَّا الَّذِي  
يَرَاهُ النَّاسُ مَاءً فَنَارٌ تُحْرِقُ - وَأَمَّا الَّذِي  
يَرَاهُ النَّاسُ نَارًا فَمَاءٌ بَارِدٌ عَذْبٌ طَيِّبٌ -  
فَقَالَ أَبُو مَسْعُودٍ : وَأَنَا قَدْ سَمِعْتُهُ - مُتَّفَقٌ  
عَلَيْهِ -

۱۸۱۲: رَعْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو ابْنِ الْعَاصِ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ :

۱۸۱۱: حضرت ربیع بن حراش کہتے ہیں کہ میں حضرت ابو مسعود انصاری کے ساتھ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہم کی خدمت میں گئے۔ ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے ان کو کہا 'تم مجھ سے وہ بات بیان کرو جو تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دجال کے متعلق سنی ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بے شک دجال نکلے گا اور اس کے ساتھ آگ اور پانی ہوگا پھر جس کو لوگ دیکھنے میں پانی سمجھیں گے وہ جلانے والی آگ ہوگی اور جس کو لوگ آگ خیال کرتے ہوں گے وہ عمدہ ٹھنڈا میٹھا پانی ہوگا۔ اس پر ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا 'میں نے بھی یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الانبیاء، باب ما ذکر من بنی اسرائیل و فی الفتن، باب ذکر الدجال و مسلم فی الفتن، باب ذکر الدجال و صفته۔

۱۸۱۲: حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: "دجال میری امت میں نکلے گا اور چالیس تک



ٹھہرے گا۔ مجھے معلوم نہیں کہ آیا چالیس دن یا چالیس مہینے یا چالیس سال۔ پھر اللہ عیسیٰ بن مریم کو بھیجے گا وہ اسے تلاش کر کے ہلاک کر دیں گے۔ پھر لوگ سات سال تک اسی طرح رہیں گے کہ دو کے درمیان کوئی دشمنی کا نام و نشان نہ ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ شام کی جانب سے ایک ٹھنڈی ہوا بھیجیں گے جس سے کوئی ایک شخص جس کے دل میں ذرہ کی مقدار بھرا ایمان ہوگا وہ بھی باقی نہ رہے گا یہاں تک کہ اگر کوئی شخص پہاڑ کے درمیان میں بھی گھسا ہوگا تو بھی وہ ہوا اس پر داخل ہو کر اس کی روح قبض کر لے گی۔ پھر بدترین لوگ ہی باقی رہ جائیں گے جن میں شہوت کے اعتبار سے پرندوں جیسی تیزی اور ایک دوسرے کے تعاقب اور پیچھا کرنے میں درندوں جیسی خون خواری ہو گی۔ وہ کسی نیکی کو نیکی نہ سمجھیں گے اور نہ کسی برائی کو برائی خیال کریں گے۔ شیطان ان کے سامنے مثالی شکل بنا کر آئے گا اور کہے گا۔ تم میری بات کیوں نہیں مانتے؟ وہ لوگ کہیں گے تو کس چیز کا حکم دیتا ہے؟ پس وہ انہیں بتوں کی عبادت کا حکم دے گا۔ اس کے باوجود ان کے ہاں رزق کی فراوانی ہوگی اور زندگی عیش و آرام سے گزرے گی۔ پھر صور میں پھونک مار دی جائے گی جو بھی اس کی آواز سنے گا۔ اپنی گردن کبھی اس کی طرف جھکائے گا اور کبھی اوپر اٹھائے گا اور سب سے پہلا شخص جو اس آواز کو سنے گا وہ ہوگا جو اپنے اونٹوں کے حوض کو لپ رہا ہوگا۔ وہ اس سے بے ہوش ہو کر گر پڑے گا اور دوسرے لوگ بھی۔ پھر اللہ بارش بھیجے گا یا اتارے گا جو پھوار جیسی ہو گی جس سے انسانی اجسام اُگیں گے۔ پھر دوسری مرتبہ صور پھونکا جائے گا تو اسی وقت لوگ کھڑے ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہوں گے۔ پھر کہا جائے گا۔ اے لوگو! اپنے رب کی طرف آؤ (فرشتوں کو کہا جائے گا) ان کو کھڑا کرو اور ان سے باز پرس کی جائے گی۔ پھر کہا جائے گا ان میں سے جہنمیوں کا گروہ نکال لو۔ پس فرشتوں کی طرف سے عرض کیا جائے گا کتنوں میں کتنے؟ تو حکم ہوگا ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے (۹۹۹)۔ پس یہی دن ہوگا۔ (جو غم کی وجہ سے) بچوں کو بوڑھا کر دے گا اور یہی دن ہوگا جب پنڈلی کھولی جائے گی (مسلم)

”يَخْرُجُ الدَّجَالُ فِي أُمَّتِي فَيَمُكُّثُ أَرْبَعِينَ لَا أَدْرِي أَرْبَعِينَ يَوْمًا أَوْ أَرْبَعِينَ شَهْرًا أَوْ أَرْبَعِينَ عَامًا، فَيَعْتُ اللَّهُ تَعَالَى عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ لِيُطْلِبَهُ فَيُهْلِكُهُ ثُمَّ يَمُكُّثُ النَّاسُ سَبْعَ سِنِينَ لَيْسَ بَيْنَ الثَّانِي عَدَاوَةٌ، ثُمَّ يُرْسِلُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ رِيحًا بَارِدَةً مِنْ قَبْلِ الشَّامِ فَلَا يَبْقَى عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ أَحَدٌ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ أَوْ إِيْمَانٍ إِلَّا لَبِطَتْهُ حَتَّى لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ دَخَلَ فِي كَبِدِ جَبَلٍ لَدَخَلَتْهُ عَلَيْهِ حَتَّى تَقْبِضَهُ فَيَبْقَى شِرَارُ النَّاسِ فِي خِيفَةِ الطَّيْرِ وَأَحْلَامِ السَّبَاعِ لَا يَعْرِفُونَ مَعْرُوفًا وَلَا يُنْكِرُونَ مُنْكَرًا، فَيَمَثِّلُ لَهُمُ الشَّيْطَانُ فَيَقُولُ: أَلَا تَسْتَجِيبُونَ؟ فَيَقُولُونَ فَمَا تَأْمُرُنَا؟ فَيَأْمُرُهُمْ بِعِبَادَةِ الْأَوْثَانِ، وَهُمْ فِي ذَلِكَ دَارَ رِزْقِهِمْ حَسَنٌ عَيْشُهُمْ، ثُمَّ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ فَلَا يَسْمَعُهُ أَحَدٌ إِلَّا أَصْفَى لَبَنًا وَرَفَعَ لَبَنًا، وَأَوَّلُ مَنْ يَسْمَعُهُ رَجُلٌ يَلُوطُ حَوْضَ إِبِلِهِ فَيَصْعَقُ وَيَصْعَقُ النَّاسُ حَوْلَهُ، ثُمَّ يُرْسِلُ اللَّهُ أَوْ قَالَ يُنْزِلُ اللَّهُ - مَطَرًا كَأَنَّهُ الطَّلُّ أَوْ الظَّلُّ فَتَنْبُتُ مِنْهُ أَحْشَادُ النَّاسِ، ثُمَّ يُنْفَخُ فِيهِ أُخْرَى فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ، ثُمَّ يَقُولُ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ هَلُمَّ إِلَى رَبِّكُمْ، وَفَقَوْهُمْ إِنَّهُمْ مَصْخُولُونَ ثُمَّ يَقَالُ: أَخْرِجُوا بَعَثَ النَّارَ فَيَقَالُ: مِنْ كَمْ؟ فَيَقَالُ مِنْ كُلِّ أَلْفٍ تِسْعَ مِائَةٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِينَ، فَذَلِكَ يَوْمٌ يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيبًا، وَذَلِكَ يَوْمٌ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

”الَّتِي“ صَفْحَةُ الْعَنَقِ وَمَعْنَاهُ

يَضَعُ صَحْفَةً عَنْقِهِ وَيَرْقُوعُ صَفْحَتَهُ  
الْيَتُّ: گردن کی طرف۔ گردن کا ایک کنارہ رکھے گا اور دوسرا  
اٹھائے گا۔

تخریج: رواہ مسلم فی الفتن باب فی الدجال وهو اھون علی اللہ عزوجل۔

اللَّخَائِثُ: یمکت الناس سبع سنین: عیسیٰ علیہ السلام کے بعد عیسیٰ علیہ السلام زمین میں چالیس سال رہیں گے۔ مکہ جبل:  
پہاڑ کا درمیان۔ فی خفة الھیر و احلام السباع: فساد و شر کی طرف تیزی کرنے والے ہوں گے جس طرح پرندہ اڑتا ہے اور ایک  
دوسرے کے پیچھے پڑنے میں پرانے درندوں کی طرح ہوں گے۔ الاحلام: جمع علم حوصلہ اطمینان۔ اصغی لیتنا: اپنی گردن کی جانب  
ادھر مائل کرے۔ یلوط: درست کرے گا۔ الطل: ہلکی بارش۔ یکشف عن ساق: یہ جسم کٹا رہا ہے۔ معاملات کے حقائق اور خوف و ڈر  
کی سختیاں ظاہر کر دی جائیں گی۔

۱۸۱۳: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَيْسَ مِنْ بَلَدٍ إِلَّا سَبْطُوهُ الدَّجَالُ إِلَّا مَكَّةَ وَالْمَدِينَةَ، وَلَيْسَ نَقَبٌ مِنْ أَنْقَابِهِمَا إِلَّا عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ صَافِّينَ تَحْرُسُهُمَا" فَيَنْزِلُ بِالسَّبْخَةِ فَيَرْجِفُ الْمَدِينَةَ ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ يُخْرِجُ اللَّهُ مِنْهَا كُلَّ كَافِرٍ وَمُنَافِقٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
۱۸۱۳: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کوئی شہر ایسا نہیں کہ جس کو دجال روندے گا مگر مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ۔ ان کے ہر پہاڑی راستے پر فرشتے صفیں باندھے ان کی حفاظت کر رہے ہوں گے پس وہ مدینہ میں ریتلی زمین پر اترے گا تو مدینہ تین زلزلوں سے لرز جائے گا۔ جن سے اللہ تعالیٰ ہر کافر اور منافق کو مدینہ سے نکال باہر کریں گے۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الفتن باب الدجال وهو اھون علی اللہ عزوجل۔

اللَّخَائِثُ: نقب: سوراخ اور گزرگاہ۔ امبحة: ایسی ریت والی زمین جو اپنی نمکینی کی وجہ سے کچھ بھی نہ اگائے۔  
۱۸۱۴: وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ: "يَتَّبِعُ الدَّجَالُ مِنْ يَهُودٍ إِصْبَهَانَ سَعُونَ أَلْفًا عَلَيْهِمُ الطَّيَالِسَةُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
۱۸۱۴: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اصبہان کے ستر ہزار یہودی جن پر سبز رنگ کے جے ہوں گے وہ دجال کی اتباع کریں گے۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الفتن باب فی بقية عن احادیث الدجال۔

اللَّخَائِثُ: اصبہان: یہ ایران موجودہ کا ایک شہر ہے۔ الطیالسة: جمع طیلسان: وہ نئی روئی کے کپڑوں کو کہتے ہیں۔  
۱۸۱۵: وَعَنْ أُمِّ شَرِيكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا سَمِعَتْ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: "لَيُفْرَنَ النَّاسُ مِنَ الدَّجَالِ فِي الْجِبَالِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
۱۸۱۵: حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "لوگ دجال سے بھاگ کر پہاڑوں میں پناہ گزیں ہوں گے۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الفتن باب فی بقية من احادیث الدجال۔

اللَّخَائِثُ: لیفرن: وہ نفرت و کراہت بھاگ جائیں گے۔  
۱۸۱۶: وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں

نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”آدم علیہ السلام کی پیدائش سے لے کر قیامت کے قائم ہونے تک دجال کے فتنے سے بڑھ کر کوئی فتنہ خطرناک نہیں۔“ (مسلم)

عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ”مَا بَيْنَ خَلْقِ آدَمَ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ أَمْرٌ أَكْبَرُ مِنَ الدَّجَالِ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج: رواہ مسلم فی الفتن باب فی بقیۃ من احادیث الدجال۔

۱۸۱۷: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”دجال نکلے گا تو اس کی طرف ایک مومن جائے گا۔ پس اس کی دجال کے پیرے داروں سے ملاقات ہوگی وہ اس سے پوچھیں گے تو کہاں جا رہا ہے؟ وہ کہے گا میں اس شخص کی طرف جا رہا ہوں جس نے خروج کیا ہے یعنی دجال۔ وہ کہیں گے کیا تو ہمارے رب پر ایمان نہیں لاتا؟ وہ مومن کہے گا ہمارے رب کی ذات میں تو خفاء نہیں (بلکہ وہ قدرتوں سے ظاہر ہے) وہ آپس میں کہیں گے کہ اس کو قتل کر دو۔ پھر وہ ایک دوسرے سے کہیں گے کہ کیا تمہارے رب نے اس کی اجازت کے بغیر قتل کرنے سے منع نہیں کر رکھا؟ چنانچہ وہ اسے دجال کے پاس لے آئیں گے۔ جب مومن اسے دیکھے گا تو کہے گا یہی وہ دجال ہے۔ جس کا رسول اللہ ﷺ نے ذکر کیا ہے۔ دجال ان کے متعلق حکم دے گا۔ اس کو پیٹ کے بل لٹا دو۔ پھر کہے گا اس کو پکڑو اور اس کے سر پر زخم لگاؤ۔ پھر اس کی پیٹھ اور پیٹ پر ضربات سے چپٹا کر دیا جائے گا۔ پھر اس سے دجال کہے گا کیا تُو مجھ پر ایمان لاتا ہے؟ وہ جواب دے گا تو مسیح کذاب ہے۔ چنانچہ اس کے متعلق حکم دیا جائے گا اور اس کو آرے کے ساتھ دو ٹکڑوں میں چیر دیا جائے گا۔ پھر دجال دونوں ٹکڑوں کے درمیان چلے گا۔ پھر اسے حکم دے گا تو وہ سیدھا کھڑا ہو جائے گا۔ دجال اس سے پوچھے گا کیا تُو مجھ پر ایمان لاتا ہے؟ پس وہ جواب دے گا میری تیرے متعلق بصیرت میں اضافہ ہوا ہے۔ پھر وہ مومن کہے گا۔ اے لوگو! میرے بعد یہ کسی کو قتل نہ کر سکے گا۔ پس دجال اس کو پکڑ کر ذبح کرنا چاہے گا مگر اللہ تعالیٰ اس کی گردن اور ہنسی کے درمیانی حصے کو تاننا بنا دے گا لہذا دجال اس کے قتل کا کوئی راستہ نہیں پائے گا۔ تو دجال اس کے ہاتھوں اور پاؤں سے پکڑ کر آگ میں پھینک دے گا۔

۱۸۱۷: وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ”يَخْرُجُ الدَّجَالُ فَيَتَوَجَّهُ قِبَلَهُ رَجُلٌ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فَيَتَلَقَّاهُ الْمُسَالِحُ مَسَالِحُ الدَّجَالِ - فَيَقُولُونَ لَهُ إِلَى آيْنَ تَعِمِدُ فَيَقُولُ: أَعِمِدُ إِلَى هَذَا الَّذِي خَرَجَ - فَيَقُولُونَ لَهُ أَوْ مَا تُؤْمِنُ بِرَبِّنَا؟ فَيَقُولُ: مَا بِرَبِّنَا خَفَاءٌ! فَيَقُولُونَ: اقْتُلُوهُ فَيَقُولُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: أَلَيْسَ قَدْ نَهَاكُمُ رَبُّكُمْ أَنْ تَقْتُلُوا أَحَدًا دُونَهُ فَيَنْطَلِقُونَ بِهِ إِلَى الدَّجَالِ، فَإِذَا رَأَاهُ الْمُؤْمِنُ قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ هَذَا الدَّجَالَ الَّذِي ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَيَأْمُرُ الدَّجَالُ بِهِ فَيَشَبَّحُ فَيَقُولُ: خُذُوهُ وَشَجُّوهُ، فَيُوسَعُ ظَهْرُهُ وَبَطْنُهُ ضَرْبًا، فَيَقُولُ: أَوْ مَا تُؤْمِنُ بِي فَيَقُولُ أَنْتَ الْمَسِيحُ الْكَذَّابُ! فَيُؤْمَرُ بِهِ فَيُؤْشَرُ بِالْمِنْشَارِ مِنْ مَفْرِقِهِ حَتَّى يَفْرَقَ بَيْنَ رِجْلَيْهِ، ثُمَّ يَمْشِي الدَّجَالُ بَيْنَ الْقِطْعَتَيْنِ، ثُمَّ يَقُولُ لَهُ قُمْ فَيَسْتَوِي قَائِمًا، ثُمَّ يَقُولُ لَهُ أَتُؤْمِنُ بِي؟ فَيَقُولُ مَا أَرَدْتُ فَيْكَ إِلَّا بِصِيرَةٍ، ثُمَّ يَقُولُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ لَا يَفْعَلُ بَعْدِي بِأَحَدٍ مِنَ النَّاسِ، فَيَأْخُذُهُ الدَّجَالُ لِيَذْبَحَهُ فَيَجْعَلُ اللَّهُ مَا بَيْنَ رَقَبَتِهِ إِلَى تَرْقُوتِهِ نُحَاسًا فَلَا يَسْتَطِيعُ إِلَيْهِ سَبِيلًا فَيَأْخُذُهُ بِيَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ فَيَقْدِفُ بِهِ، فَيَحْسَبُ النَّاسُ

لوگ سمجھیں گے کہ اس نے اس کو آگ میں پھینکا ہے مگر حقیقت میں وہ جنت میں ڈالا گیا۔ پس رسول اللہ نے فرمایا یہ شخص رتبہ العالمین کے ہاں شہادت میں اس زمانے کے لوگوں میں سب سے بڑا ہوگا۔ (مسلم) بخاری نے بھی اسی کے ہم معنی بعض حصے کو روایت کیا ہے۔  
المسالح پیہریدار اور جاسوس۔

أَنَّهُ قَدَفَهُ إِلَى النَّارِ وَإِنَّمَا الْيَقَى فِي الْجَنَّةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "هَذَا أَكْثَرُ النَّاسِ شَهَادَةً عِنْدَ رَبِّ الْعَالَمِينَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَرَوَى الْبُخَارِيُّ بَعْضَهُ بِمَعْنَاهُ "الْمَسَالِحُ" الْخُفْرَاءُ وَالطَّلَانُ.

**تخریج:** برواہ مسلم فی الفتن باب صفة الدجال و تحریر المسالین علیہ و البخاری فی الفتن باب لا بدخل الدجال المسالین و فضائل المسالین۔

**اللغات:** رجل بعض نے کہا وہ خضر ہوں گے (مگر کسی صحیح روایت سے اس بات کا قطعاً کوئی ثبوت نہیں ملتا)۔ تعمد: وہ قصد کرے گا۔ یسبح شبحوہ: سر اور چہرے کے زخم کو کہتے ہیں۔ یوشر بالمنشار: آرے سے تیرا دیہ جائے گا۔ مفرقہ: درمیان سرمانگ کی جگہ۔ ترفوقہ: ہنسل کی بڈی سینے اور کندھے کے درمیان والی بڈی۔ نحاسا: حقیقتہً تانبا بنادیا جانے کا بھی احتمال ہے یا ذبح پر قدرت نہ ہونے سے کہنا یہ ہے۔

۱۸۱۸: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دجال کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے جتنا میں نے پوچھا اتنا اور کسی نے نہیں پوچھا اور آپ نے مجھ سے فرمایا وہ تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ میں نے عرض کیا لوگ کہتے ہیں کہ اس کے ساتھ رویوں کا پہاڑ اور پانی کی نہر ہوگی۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ ایمان کو بچالین ان کے ہاں اس سے بھی زیادہ آسان ہے۔ (بخاری و مسلم)

۱۸۱۸: وَعَنِ الْمَغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: مَا سَأَلَ أَحَدٌ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الدَّجَالِ أَكْثَرَ مِمَّا سَأَلْتُهُ، وَإِنَّهُ قَالَ لِي: "مَا يَصُرُّكَ" قُلْتُ: إِنَّهُمْ يَقُولُونَ: إِنَّ مَعَهُ جَبَلٌ خُبْرٌ وَنَهْرٌ مَاءٍ، قَالَ: "هُوَ أَهْوَنُ عَلَى اللَّهِ مِنْ ذَلِكَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

**تخریج:** برواہ البخاری فی الفتن باب ذکر الدجال و مسلم فی الفتن باب هو اھون علی اللہ عزوجل۔  
**اللغات:** هو اھون علی اللہ من ذلك: کہا گیا کہ اس کا معنی یہ ہے کہ دجال اس سے بھی زیادہ حقیر زیادہ ذلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مال کو جو اس کے پاس ہے اس کی سچائی کی علامت بنادے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے جھوٹ کی علامت کو اس کے نقص اور قبیح کل میں ظاہر کر دیا۔

۱۸۱۹: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی پیغمبر ایسا نہیں گذرا جس نے اپنی امت کو جھوٹے کانے سے نہ ڈرایا ہو۔ خبردار بے شک وہ کانا ہے اور بلاشبہ تمہارا رب کانا نہیں اور اس کی آنکھوں کے درمیان کاف رکھا ہوا ہے۔ (بخاری و مسلم)

۱۸۱۹: وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَقَدْ أُنْذِرَ أُمَّهُ الْأَعْوَرُ الْكَذَّابُ، إِلَّا إِنَّهُ أَعْوَرُ وَإِنَّ رَبَّكُمْ عَزَّوَجَلَّ لَيْسَ بِأَعْوَرَ، مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

**تخریج:** برواہ البخاری فی الفتن باب ذکر الدجال و مسلم فی الفتن باب ذکر الدجال و صفة مامعہ۔

۱۸۲۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

۱۸۲۰: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ

سچائی نے فرمایا: ”کیا تم کو وہ بات دجال کے بارے میں نہ بتاؤں؟ جو کسی پیغمبر نے اپنی امت کو نہیں بتائی؟ بلاشبہ وہ کانا ہے اور اس کے ساتھ جنت اور دوزخ جیسی چیز ہوگی پس جس کو وہ جنت کے گا وہ آگ ہوگی۔“ (بخاری و مسلم)

اللہ ﷻ: ”أَلَا أُحَدِّثُكُمْ حَدِيثًا عَنِ الدَّجَالِ مَا حَدَّثَ بِهِ نَبِيٌّ قَوْمَهُ: إِنَّهُ أَعْوَرُ وَإِنَّهُ يَجِيءُ مَعَهُ بِمِثَالِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَأَلْبِسِي يَقُولُ إِنَّهَا الْجَنَّةُ هِيَ النَّارُ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

**تخریج:** رواه البخاری فی الانبیاء باب قوله تعالى: ولقد ارسلنا نوحا الی قومه... وروى مسلم فی النفس کتاب ذکر الدجال و صفته معامعه۔

۱۸۲۱: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا لوگوں کے درمیان تذکرہ فرما ہوئے ارشاد فرمایا: ”اب شک اللہ تعالیٰ کانا نہیں۔“ خج واریح دجال دائیں آنکھ سے کانا ہے اس کی آنکھ دیا ابھرنے والا انور ہے۔“ (بخاری و مسلم)

۱۸۲۱: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ذَكَرَ الدَّجَالَ بَيْنَ ظَهْرَانِي النَّاسِ فَقَالَ: ”إِنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ إِلَّا إِنْ الْمَسِيحَ الدَّجَالَ أَعْوَرَ الْعَيْنِ الْيُمْنَى كَمَا كَانَ عَيْنُهُ طَافِيَةً“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

**تخریج:** رواه البخاری فی النفس کتاب ذکر الدجال و فی الانبیاء و التفسیر و مسلم و الامامان اب ذکر المسیح من مریح و المسیح الدجال و فی النفس کتاب ذکر الدجال۔

**اللَّحَاقَاتُ:** بین ظہرائی الناس لوگوں کے سامنے ان کی موجودگی ہیں۔

**فوائد:** دجال کے ظاہر ہونے کا ثبوت اور اس کی علامت کا تذکرہ اور اس کے فساد پھیلانے کا زمانہ اور یہی علیہ السلام کا نزول اور قتل دجال ان احادیث کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ جن میں سے اس کے ظہور کی قطعیت ثابت ہوتی ہے۔ ان احادیث کے ہوتے ہوئے اس میں شک کا کوئی دخل نہیں۔ ائمہ محمد سعید رمضان بوطی نے دجال کے متعلق تفصیلی بحث اپنی کتاب ”کبری البقیات“ میں ذکر کی ہے ہم ذیل کے اقتباسات اس سے نقل کر رہے ہیں۔

(۱) دجال اصلاً ایک یہودی آدمی ہے جس کو دجال اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس کا جہوت اور جہل انتہائی زیادہ ہے اور حق و باطل کے ساتھ ملانے میں اسکو فرق عادت کے طور پر قدرت حاصل ہے۔ (۲) وہ مشرق کی جانب سے ظاہر ہوگا۔ لوگوں کے درمیان صلاح و استقامت کا دعویٰ کر ہوگا پھر الوہیت کا دعویٰ کر دے گا۔ (۳) اس کی دعوت پر بہت سے لوگ قبولیت اختیار کریں گے جن کی اکثریت یہودیت ہوگی۔ اس کے متعلق احادیث تمام سنت کی کتابوں میں وارد ہیں ان میں فرمایا گیا اور اطاعات مہیا کی گئیں اور اس کے ایسے حالات ذکر کئے کہ اس کے ظہور میں کسی کو شک کی مجال نہیں۔ (۴) علامہ ابن حجر مستقلاً رحمة اللہ علیہ فرمایا کہ ”ترجمہ کہو کہ کس طرح کھلی نشانیاں اس کے ہاتھ پر ظاہر کریں۔ مثلاً مردوں کو زندہ کرنا حالانکہ یہ ان بڑی علامات میں سے ہے جو دعوت کی ہوتی ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کے ہاتھ پر اس قسم کی باتوں کا ظہور لوگوں کی آزمائش کے لئے ہوگا۔ اس لئے کہ لوگوں کے پاس اس کے باطل ہونے واضح دلائل موجود ہیں مثلاً کانا ہونا اس کی پیشانی پر کافی لکھا ہوا ہونا پس اس کا دعویٰ کفر کی علامات کے ساتھ ملنے والا ہوگا اور ذاتی نقص ظاہر کر رہا ہے۔ اگر وہ معبود ہوتا تو اپنے چہرے سے اس نقص کو دور کر لیتا جب وہ لوگوں کو اس بات کی طرف بلائے گا کہ وہ ان کا رب ہے تو معمولی عقل والا بھی یہ جانے سے روٹیں سکتا کہ وہ دوسرے کی خلقت کو کیا درست کرے گا جبکہ وہ اپنا نقص دور نہیں کر سکتا۔ (۵) اس سے یہ بات ظاہر ہوتی کہ دجال ایک خطرناک لوگوں کے لئے عظیم خطرہ ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح فرمایا اور فرمایا کہ اس کو لاش خرق و عادت ظاہر

کرنے کی قدرت نہ دی جاتی اور زمین کے غلات اور ارزاق کی چابیاں نہ دی جاتی تو وہ فتنہ نہ ہوتا۔ (۲) جب یہ تمام باتیں معلوم ہو چکیں تو اچھی طرح سمجھ لو کہ دجال کا معاملہ یہ امور غیبیہ میں سے ہے اور رہے گا۔ عقلی بحث اس عقدہ کو کھولنے کے لئے جو نصوص صحیحہ کے ذریعہ بتلایا گیا ہے بالکل بے کار ہے کام نہیں دے سکتی اس لئے کہ ان میں سے کسی چیز کو سمجھنے کیلئے صرف عقل کا اکیلا راستہ یقینی اطلاعات ہیں۔ اگر یہ اخبار وحیہ نہ وارد ہوتیں تو ہم اسکے وجود کا تصور بھی نہ کر سکتے تھے چہ جائیکہ اسکے ظہور کے ایمان و اعتقاد رکھیں۔ (۷) جب اس کے ظہور کا وقت قریب آئے گا (یہ علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے) اور وہ لوگوں کے سامنے ظاہر ہوگا۔ اس وقت اس کا معاملہ غیب سے ظہور میں آکر حسی بن جائے گا کہ جس کو ہاتھ سے چھوا جاسکے گا۔ (۸) آخر میں ہم عرض کرتے ہیں کہ جن امور غیبیہ کے متعلق صحیح اخبار وارد ہوں ان پر ایمان لانا ضروری ہے۔ عقلی ثبوت کی طرف جھکنے کی ضرورت نہیں کیونکہ عقلی احکام کی بنیاد حس اور مشاہدہ ہے۔ مشاہدہ ضرورۃً عام غیب کے پیچھے جو کچھ ہے اسکی نفی نہیں کرتا۔ عالم غیب میں وہ کچھ ہے جس کی عقل حد بندی نہیں کر سکتی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان ایمان والوں کی تعریف فرمائی جو غیب پر ایمان لانے والے ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ﴾ وہ جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں۔

۱۸۲۲: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يُقَاتِلَ الْمُسْلِمُونَ الْيَهُودَ حَتَّى يَخْتَبِيَ الْيَهُودِيُّ مِنْ وَرَاءِ الْحَجَرِ وَالشَّجَرِ فَيَقُولُ الْحَجَرِ وَالشَّجَرِ: يَا مُسْلِمُ هَذَا يَهُودِيٌّ خَلْفِي نَعَالَ فَاقْتُلْهُ إِلَّا الْغُرْقَدَ فَإِنَّهُ مِنْ شَجَرِ الْيَهُودِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۸۲۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ مسلمان یہودیوں سے جنگ کریں گے۔ یہودی پتھروں اور درختوں کے پیچھے چھپ جائیں گے تو پتھر اور درخت مسلمان کو کہے گا یہ میرے پیچھے یہودی ہے۔ آ اور اس کو قتل کر دے۔ سوائے غرقہ نانی درخت کے کہ یہ یہودیوں کا درخت ہے۔" (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی الجہاد، باب قتال الیہود و مسلم فی الفتن، باب لا تقوم الساعة حتی یمر الرجل بقبر الرجل فیتمنی ان یکون من البلاء مکان المیت۔

**اللتخانات:** الغرقہ: بیتا لمقد کے علاقہ میں مشہور کانٹے دار درخت ہے۔

**فوائد:** (۱) یہود سے مسلمانوں کی لڑائی اور ان پر غلبہ کا تذکرہ ہے۔ یہ بھی ان اخبار غیبیہ میں سے ہے جن پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اس کا وقوع یقینی ہے جیسا کہ نبی ﷺ نے خبر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے زمانے کو جاننے والے ہیں۔ (۲) درختوں کو بولنا، پتھروں کو کلام کرنا اور ان کے پیچھے چھپنے والے یہودی کی اطلاع دینا۔ یہ قدرت باری تعالیٰ کے لئے کچھ بھی ناممکن نہیں کہ انہیں بولنے و اطلاع دینے کی طاقت پیدا کر دے۔

۱۸۲۳: وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتَّى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِالْقَبْرِ فَيَتَمَرَّغُ عَلَيْهِ فَيَقُولُ: يَا لَيْتَنِي مَكَانَ صَاحِبِ هَذَا الْقَبْرِ وَلَيْسَ بِهِ الدِّينُ" مَا بِهِ إِلَّا الْبَلَاءُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۸۲۳: حضرت ابو ہریرہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: "مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی یہاں تک کہ آدمی کا گزر قبر کے پاس سے ہوگا تو وہ آدمی اس قبر پر لوٹ پوٹ ہو کر کہے گا۔ کاش کہ میں اس قبر والے کی جگہ ہوتا اور یہ بات دین کی حفاظت کی غرض سے نہیں ہوگی بلکہ اس کا سبب دنیا کی مصیبت ہوگی۔" (بخاری و مسلم)



**تخریج:** رواہ البخاری فی الفتن باب لا تقوم الساعة حتی یغط اهل القبور و مسلم فی الفتن باب لا تقول الساعة حتی یسر الرجل بقبر الرجل۔

**اللَّخَائِذُ:** یتمرغ: مٹی میں لت پت ہوگا۔ لیس بہ الدین: وہ موت کی تمنا کسی دینی سبب کی وجہ سے نہ کرے گا۔ بلکہ مصائب و مشقتوں کی وجہ سے کرے گا۔

**فوائد:** (۱) شرور و گناہ کا اضافہ اور مصائب و آفات کا پھیلنا اس قدر زیادہ ہوگا کہ آدمی تمنا کرے گا کہ وہ مر چکا ہوتا اور یہ آپ ﷺ کی اطلاعات میں سے ہے جو آخری زمانہ میں واقع ہوں گی (بلکہ فتنہ کی شدت کے زمانہ میں اب بھی اس کا کچھ کچھ ظہور ہوتا ہے)

۱۸۲۴: وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَحْسِرَ الْفُرَاتُ عَنْ جَبَلٍ مِّنْ ذَهَبٍ يُقْتَلُ عَلَيْهِ فَيُقْتَلُ مِنْ كُلِّ مِائَةِ تِسْعَةٌ وَتَسْعُونَ - فَيَقُولُ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ: لَعَلِّي أَن أَكُونَ أَنَا أَنْجُوا" وَفِي رِوَايَةٍ: يُوْشِكُ أَنْ يَحْسِرَ الْفُرَاتُ عَنْ كَنْزٍ مِّنْ ذَهَبٍ فَمَنْ حَصَرَهُ فَلَا يَأْخُذُ مِنْهُ شَيْئًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۸۲۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ فرات سے سونے کا ایک پہاڑ ظاہر ہو اس پر لڑائی ہوگی اور ہر سو میں سے ننانوے آدمی قتل ہوں گے جن میں سے ہر ایک یہی کہتا ہوگا شاید کہ میں نجات پاؤں" اور ایک روایت میں یہ ہے کہ "قریب ہے کہ فرات سے سونے کا ایک بڑا خزانہ ظاہر ہو جو آدمی اس وقت موجود ہو اس میں سے ذرہ بھر بھی نہ لے"۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی الفتن باب خروج النار و مسلم فی الفتن باب لا تقوم الساعة حتی یحسر الفرات عن جبل من ذهب۔

**اللَّخَائِذُ:** یحسر: کھل جائے گا۔ یہ اس کے پانی کے ختم ہونے کی وجہ سے ہوگا۔

**فوائد:** (۱) یہ مستقبل کی اطلاعات میں سے ہے اور امر غیبی ہے جس کی حقیقت نہیں کھلی۔ جب یہ معاملہ واقع ہوگا تو اس کی حقیقت کھلے گی۔ مسلمان کو تسلیم اور انتظار وقوع کے سوا کوئی چارہ کار نہیں۔ (۲) اس مال سے دور رہنا ضروری ہے کیونکہ کوئی چیز اس میں سے سوائے لڑائی کے حاصل نہ ہوگی اس لئے سلامتی دور رہنے میں ہے۔

۱۸۲۵: وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "يَتْرَكُونَ الْمَدِينَةَ عَلَى خَيْرِ مَا كَانَتْ لَا يَغْشَاهَا إِلَّا الْعَوَاقِبُ يُرِيدُ عَوَاقِبَ السَّبَاعِ وَالطَّيْرِ" وَآخِرُ مَنْ يُحْسِرُ رَاعِيَانِ مِنْ مُزَيْنَةَ يُرِيدَانِ الْمَدِينَةَ يَنْعَقَانِ بِنَعْمِهِمَا فَيَجِدَانِهَا دُحُونًا، حَتَّى إِذَا بَلَغَا نَبِيَّةَ الْوَدَاعِ خَرَا عَلَى وَجُوهِهِمَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۸۲۵: حضرت ابو ہریرہ رسول اللہ سے نقل کرتے ہیں: "لوگ مدینہ کو ہر قسم کی سہولت ہونے کے باوجود چھوڑ دیں گے اور وہاں عوانی کا مسکن بن جائے گا۔ عوانی سے مراد درندے اور پرندے ہیں۔ آخری وہ آدمی جن پر قیامت قائم ہوگی وہ مزینہ قبیلے کے دو چرواہے ہوں گے جو مدینہ کی طرف رخ کئے اپنی بکریوں کو ہانک کر لا رہے ہوں گے کہ اسے وحشیوں کا مسکن پا کر واپس لوٹیں گے۔ وہ چلتے ہوئے ثنیۃ الوداع تک پہنچیں گے تو منہ کے بل گر پڑیں گے"۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی فضائل المدینہ باب رغب عن المدینہ و مسلم فی الحج باب فی المدینہ حین یترکھا

اہلہا۔

اللَّغَائِثُ لَا يَغْشَاهَا: اس کا قصد نہ کرے گا۔ یسحاق: بیچ رہے ہوں گے۔ وحوش: جنگلی جانوروں والا ہو جائے گا کیونکہ لوگوں سے خالی ہو جائے گا۔ یا بکریاں وحشی جانوروں کی طرح ہو جائیں گی کیونکہ لوگ غائب ہو جائیں گے۔ ثنیۃ الوداع: الوداع کرنے کے لئے لوگ اس گھاٹی تک آتے تھے۔

فوائد: (۱) مستقبل کے متعلق خبر ہے۔ یہ بھی معاملہ ہے جیسا کہ تمہیں معلوم ہے کہ یہ غوم نبوت اور اخبار غیبیہ سے ہے۔ لوگ قیامت کے قریب مدینہ کو چھوڑ جائیں گے اور شہوات کی خاطر دوسرے شہروں کی طرف ہجرت کر جائیں گے۔ حالانکہ وہ ان دنوں بہترین اور پاکیزہ شہروں میں سے ہوگا۔ (۲) قاضی عیاض رحمۃ اللہ فرماتے ہیں یہ پہلے زمانے میں ہوا اور ختم ہو چکا یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ہے کہ مدینہ کے احسن و طیب ہونے کے باوجود خلافت عاق و شام منتقل کی گئی اور اس وقت کے باوجود مدینہ دین و دنیا کے اعتبار سے دنیا سے سب سے بہتر شہر تھا۔ دین میں اس لئے کہ علماء وہاں کثرت سے تھا اور دنیا میں اس لئے وہاں عمارات اور کھیتیاں اور خوشحالی کو دور دورہ تھا۔ (دنیا کا مقصد سکون ہے تو مدینہ میں پہنچ کر جو سکون کی فضالمتی ہے وہ مکہ کے علاوہ اور کسی جگہ نہیں)۔

۱۸۲۶: وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "يَكُونُ خَلِيفَةُ مَنْ خُلِفَانِكُمْ فِي آخِرِ الزَّمَانِ يَحْتَوَا الْمَالَ وَلَا يَعُدُّهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
۱۸۲۷: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ایک خلیفہ تمہاری طرف آخری زمانے میں ہوگا جو مال اپنے دونوں ہاتھوں سے چلو بھر کے دے گا اور اس کو شمار نہیں کرے گا۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الفتن باب لا تقوم الساعة حتی یسر الرحمن یسر الرحمن فیسنی۔

اللَّغَائِثُ: یحتمل کثرت سے مال دینا ہے۔ ولا بعدہ: اس کو شمار نہیں کرتا نہ کثرت کی وجہ سے نہ تنہا ہے۔  
فوائد: (۱) آخری زمانہ میں مال کثرت سے ہو جائے گا۔ کہ خلفاء مال بغیر آخرت اور شمار کے دیں گے۔ اس کا حقیقی مفہوم تو اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کیونکہ آپ تو وحی سے خبر دینے والے ہیں۔

۱۸۲۷: وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "لَيَكُنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَطُوفُ الرَّجُلُ فِيهِ بِالصَّدَقَةِ مِنَ الذَّهَبِ فَلَا يَجِدُ أَحَدًا يَأْخُذُهَا مِنْهُ، وَيُرَى الرَّجُلُ الْوَاحِدُ يَتَّبِعُهُ أَرْبَعُونَ امْرَأَةً يَلْدُنَ بِهِ مِنْ قَلِيلَةِ الرِّجَالِ وَكَثْرَةِ النِّسَاءِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
۱۸۲۷: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ جس میں آدمی سونے کے مال کا صدقہ لے کر چکر لگاتا پھرے گا مگر کوئی اسے قبول کرنے والا نہیں ہوگا اور ایک آدمی دیکھا جائے گا کہ چالیس چالیس عورتیں اس کی پناہ میں اس کے پیچھے ہوں گی اور اس کا سبب آدمیوں کی کمی اور عورتوں کی کثرت ہوگی۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی الزکاة باب الترغیب فی الصدقة قبل ان یوجد من لا یقبلہا۔

اللَّغَائِثُ: یلذن بہ: اس کی پناہ حفاظت میں ہوں گی۔  
فوائد: یہ حدیث نبوت کی علامات میں سے ہے۔ اس لئے لوگوں میں مال کی کثرت ہونا ضروری ہے یہاں تک کہ صدقہ قبول کرنے والا نہ ملے گا اور آدمیوں کی قلت اور عورتوں کی کثرت کا ہونا بھی ضروری ہے یا تو مردوں کو ہلاک کرنے والی لڑائیوں کی وجہ سے یا عورتوں کی پیدائش کثرت سے ہوگی۔ (اس کا ظہور موجود دنیا کے حالات کو دیکھ کر سامنے آ رہا ہے)۔ بین الاقوامی اندازوں کے مطابق تمام دنیا

میں عورتوں کی اس وقت تعداد ۵۳۵۲ فیصد سے بھی زائد ہے۔

۱۸۲۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک آدمی نے دوسرے سے زمین خریدی۔ زمین کے خریدار نے اس زمین میں سے ایک گھڑا پایا جس میں سونا (بھرا ہوا) تھا۔ پس اُس نے اس شخص کو کہا جس سے زمین خریدی تھی تو اپنا سونا لے لے۔ بے شک میں نے تجھ سے زمین خریدی تھی سونا نہیں۔ زمین کے مالک نے کہا میں نے تجھے زمین سب کچھ سمیت بیچی۔ دونوں نے ایک آدمی کو فیصل بنایا۔ اس شخص نے جس کو فیصل بنایا گیا ان سے کہا کہ تمہاری اولاد ہے۔ ان میں سے ایک نے کہا میرا ایک لڑکا ہے۔ دوسرے نے کہا میری ایک لڑکی ہے۔ اس فیصلہ کرنے والے نے کہا کہ اس لڑکے کا نکاح اس لڑکی سے کر دو اور ان دونوں پر اس سونے کو خرچ کر دو۔ چنانچہ انہوں نے اسی طرح کر دیا۔ (بخاری و مسلم)

۱۸۲۸: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "اشْتَرَى رَجُلٌ مِنْ رَجُلٍ عَقَارًا فَوَجَدَ الَّذِي اشْتَرَى الْعَقَارَ فِي عَقَارِهِ جَرَّةً فِيهَا ذَهَبٌ، فَقَالَ لَهُ الَّذِي اشْتَرَى الْعَقَارَ: خُذْ ذَهَبَكَ إِنَّمَا اشْتَرَيْتُ مِنْكَ الْأَرْضَ وَلَمْ أَشْتَرِ الذَّهَبَ، وَقَالَ الَّذِي لَهُ الْأَرْضُ: إِنَّمَا بَعْتُكَ الْأَرْضَ وَمَا فِيهَا، فَتَحَاكَمَا إِلَى رَجُلٍ، فَقَالَ الَّذِي تَحَاكَمَا إِلَيْهِ: الْكُفَّاءُ وَلَدًا، قَالَ أَحَدُهُمَا لِي غُلَامٌ، وَقَالَ الْآخَرُ لِي جَارِيَةٌ، قَالَ: أَنْكِحَا الْغُلَامَ الْجَارِيَةَ، وَأَنْفِقَا عَلَى أَنْفُسِهِمَا مِنْهُ فَتَصَرَّفَا، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی النبیاء قبل باب المناقب و مسلم فی الاقصیۃ باب استحباب اصلاح الحاکم من الحصین۔  
**اللعائن:** عقار: ہرقائم رہنے والی ملکیت کو کہتے ہیں مثلاً گھرباغ وغیرہ۔

**ہوائند:** (۱) نیکی و تقویٰ کی فضیلت ذکر کی گئی اور مشتبه مال کو چھوڑنے کا افضل ہونا بتلایا گیا۔ اس روایت میں ما قبل اور اسلام جو شرائع تھیں انکے احکامات ذکر کئے گئے۔ یہ احکامات ہمارے لئے نہیں ہماری شریعت میں گھڑا جو بائع کا مدفون ہو وہ مطلقاً بیع میں داخل نہیں کیونکہ وہ جنس بیع میں سے نہیں اور اگر ہوزمانہ جاہلیت کا مدفون نہ ہو تو اس کا حکم نقطہ کا ہے۔ جس کا پانے والا ایک سال تک اس کی شہرت و اعلان کرے گا۔ پھر اس کو ملک میں رکھا جائے گا اگر اس کے بعد مالک معلوم ہو گیا۔ تو اسکے سپرد کر دے اور اگر معلوم نہ ہو۔ کا تو اس کا حکم ضائع ہونے والے مال کا ہے بیت المال کے سپرد کر دے گا۔

۱۸۲۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "دو عورتیں تھیں جن کے ساتھ ان کے بیٹے تھے۔ بھیڑیا آیا اور انکے کے بیٹے کو لے گیا۔ ایک نے ان میں سے دوسری کو کہا وہ تمہارا بیٹا لے گیا۔ دوسری نے کہا وہ تمہارا بیٹا لے گیا۔ دونوں نے فیصلہ حضرت داؤد علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے اس بچے کا فیصلہ بڑی کے حق میں کر دیا۔ وہ دونوں نکل کر سلیمان بن داؤد علیہ السلام کے پاس آئیں اور اس کی انہیں اطلاع دی تو اس پر انہوں نے کہا۔ میرے پاس چا تو لے آؤ۔ میں

۱۸۲۹: وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "كَانَتِ امْرَأَتَانِ مَعَهُمَا ابْنَاهُمَا جَاءَ الذِّئْبُ فَذَهَبَ بِأَبْنٍ أَحَدَهُمَا فَقَالَتْ: لِصَاحِبَتِهَا: إِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكَ وَقَالَتِ الْآخَرَى: إِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكَ، فَتَحَاكَمَا إِلَى دَاوُدَ ﷺ، فَقَضَى بِهِ لِلْكُبْرَى، فَخَرَجَتَا عَلَى سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ ﷺ، فَخَبَرَتْهُ فَقَالَ: اتُّنِي بِالسَّكِينِ أَشُقُّهُ

بَيْنَهُمَا فَقَالَتِ الصُّغْرَى: لَا تَفْعَلْ رَحِمَكَ اللَّهُ، هُوَ ابْنُهَا فَقَضَى بِهِ لِلصُّغْرَى: مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

اس کو دونوں کے درمیان دو ٹکڑے کر دیتا ہوں۔ چھوٹی کہنے لگی، اللہ آپ کا بھلا کرے ایسا مت کریں وہ اسی کا بیٹا ہے۔ پس سلیمان علیہ السلام نے چھوٹی کے لئے اس کا فیصلہ کر دیا۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی الفرائض، باب اذا دعت المرأة ابنا و مسلم فی الاقضية، باب اختلاف المجتہدین۔

**فوائد:** (۱) علامہ ابن عسلاں فرماتے ہیں کہ اس واقعہ سے معلوم ہو کہ فطانت و فہم خدا داد عطیات ہیں اسکا چھوٹے بڑے ہونے سے تعلق نہیں۔ (۲) انبیاء علیہم السلام کو اجتہاد سے کوئی حکم دینا جائز ہے۔ اگرچہ نص کا وجود وحی کے ذریعہ ان کے ہاں پایا جانا ممکن ہے۔ اس اجتہاد سے انکا اجراء اور بڑھے گانیز انکا اجتہاد خطا سے معصوم ہے کیونکہ وہ باطل پر رہ ہی نہیں سکتے۔ (اگر اجتہاد میں کوئی چیز کم رہ جائے گی تو فوراً وحی سے بتلا دی جائے گی)۔ (۳) حق کی تلاش قرآن اور مختلف ذرائع سے جائز ہے۔ اس میں اجتہاد کا اجتہاد سے ٹوٹنا لازم نہیں آتا کیونکہ جائز ہے اور ہو سکتا ہے کہ بڑی نے چھوٹی کے لئے اقرار کر لیا ہو۔

۱۸۳۰: وَعَنْ مُرْدَاسٍ الْأَسْلَمِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "يَذْهَبُ الصَّالِحُونَ الْأَوَّلُ فَلِأَوَّلٍ، وَيَبْقَى حِفَالَةُ كَحِفَالَةِ الشَّعِيرِ، أَوْ التَّمْرِ لَا يَبَالِيهِمُ اللَّهُ بَالَةً" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۸۳۰: حضرت مرداس اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نیک لوگ ایک ایک کر کے چلے جائیں گے اور جو یا کھجور کے بھوسے کی طرح کے لوگ رہ جائیں گے۔ جن کی اللہ پاک کو کچھ بھی پرواہ نہ ہوگی۔"

(بخاری)

**تخریج:** رواہ البخاری فی الغازی فی غزوة الحديبية۔

**اللَّحَائِثُ:** حِفَالَةُ: ہر چیز بچا کچھاردی حصہ۔ لا یبالیہم اللہ بالہ: نہ ان کا وزن بلند کریں گے اور ان کا مرتبہ قائم کریں گے۔

**فوائد:** (۱) نیکوں کی موت قیامت کے نشانات میں سے ہے۔ (۲) اہل خیر کی اقتداء کرنے چاہئے اور ان کی مخالفت سے بچنا چاہئے تاکہ انسان کہیں ان لوگوں میں سے نہ بن جائے جن کی اللہ تعالیٰ کو پرواہ نہ ہوگی۔ (۳) آخری زمانہ میں اہل خیر چھٹ جائیں گے یہاں تک کہ جاہل لوگ رہ جائیں گے جن پر قیامت قائم ہوگی۔

۱۸۳۱: وَعَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ الزُّرَقِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ جِبْرِيلُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَا تَعْلَمُونَ أَهْلَ بَدْرٍ فَبَيْنَكُمْ؟ قَالَ: "مِنْ أَفْضَلِ الْمُسْلِمِينَ" أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا قَالَ: وَكَذَلِكَ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

۱۸۳۱: حضرت رفاعہ بن رافع زرقی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جبرائیل امین نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور کہا: تم اپنے میں اہل بدر کو کیسا شمار کرتے ہو؟ آپ نے فرمایا: "سب مسلمانوں میں افضل" یا اسی طرح کا کوئی لفظ آپ نے فرمایا۔ جبرائیل کہنے لگے اسی طرح وہ فرشتے بھی جو بدر میں حاضر ہوئے تھے وہ فرشتوں میں افضل شمار ہوتے ہیں۔ (بخاری)

**تخریج:** رواہ البخاری فی فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب شہود الملائكة بدرا۔

**فوائد:** (۱) ان صحابہ کرام کا مرتبہ جو بدر میں حاضر ہوئے۔ (۲) ان ملائکہ علیہم السلام کی فضیلت جو بدر میں حاضر ہوئے۔ قرآن مجید میں فرشتوں کی بدر میں حاضری ذکر کی گئی ہے۔ ان کی لڑائی کے متعلق اختلاف ہے۔ رائج بات یہی ہے کہ بدر میں انہوں نے لڑائی کی اور اسکے علاوہ غزوہ میں لڑائی نہیں کی۔

۱۸۳۲: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: ”جب اللہ کسی قوم پر (عام) عذاب اتارتے ہیں تو یہ ان سب کو پہنچتا ہے جو ان میں موجود ہوتے ہیں۔ پھر ان کی بعثت ان کے اعمال کے مطابق ہوگی۔“ (بخاری و مسلم)

۱۸۳۲: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِذَا أَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى بِقَوْمٍ عَذَابًا أَصَابَ الْعَذَابُ مَنْ كَانَ فِيهِمْ ثُمَّ يُعَذَّبُ عَلَى أَعْمَالِهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

**تخریج:** رواہ البخاری فی الفتن باب اذا انزل الله بقوم عذابا و مسلم فی کتاب النجاة باب اثبات الحساب۔

**فوائد:** (۱) عذاب جب اتر پڑتا ہے تک فاسق اور نیک ہر دو اپنی لپیٹ میں لیتا ہے۔ لیکن قیامت کے دن ان کی بعثت ان کی نيات اور اعمال کے مطابق ہوگی۔ (۲) گناہ کرنے والوں اور اس پر خاموشی اختیار کرنے والوں کے پاس بیٹھنے سے خبردار کیا گیا (تاکہ ان کے ساتھ عذاب کا لقمہ نہ بن جائے۔)

۱۸۳۳: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک کھجور کا تنا تھا۔ جس کے پاس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ میں سہارا لے کر کھڑے ہوتے۔ جب منبر بنا دیا گیا تو ہم نے اس ستون سے دس ماہ کی گھا بن اونٹنی جیسی آواز سنی یہاں تک کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر سے اتر کر اپنا ہاتھ اس پر رکھا۔ پس وہ پرسکون ہو گیا۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ جب جمعہ کا دن آیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھے تو کھجور کے اس تنے نے چیخ ماری جس کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دیا کرتے تھے۔ قریب تھا کہ وہ پھٹ جاتا۔ ایک روایت میں ہے کہ اس نے بچی جیسی چیخ ماری پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اترے اور اس کو پکڑا اور اپنے ساتھ نکال دیا۔ وہ اس بچے کی طرح سکریاں لینے لگا جس کو خاموش کرایا جائے۔ یہاں تک کہ وہ خاموش ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”یہ اس لئے کہ یہ ذکر سنا کرتا تھا۔“ (بخاری)

۱۸۳۳: وَعَنِ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ جَذْعٌ يَقُومُ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ يُعْنِي فِي الْخُطْبَةِ - فَلَمَّا وُضِعَ الْمِنْبَرُ سَمِعْنَا لِلْجَذْعِ مِثْلَ صَوْتِ الْعِشَارِ حَتَّى نَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهِ فَسَكَنَ وَفِي رِوَايَةٍ: فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَعَدَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ فَصَاحَتِ النَّخْلَةُ الَّتِي كَانَ يَخْطُبُ عَنْهَا حَتَّى كَادَتْ أَنْ تَنْشَقَّ - وَفِي رِوَايَةٍ: فَصَاحَتْ صِيَاحَ الصَّبِيِّ، فَنَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى أَخَذَهَا فَضَمَّهَا إِلَيْهِ فَجَعَلَتْ تَيْنًا اَيْنَنَ الصَّبِيِّ الَّذِي يُسَكُّ حَتَّى اسْتَقَرَّتْ قَالَ: ”بَكَتْ عَلَى مَا كَانَتْ تَسْمَعُ مِنَ الذِّكْرِ“ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب المناقب باب علامات النبوة و فی غیرہ۔

**اللغزات:** جذع: کھجور کا تنا۔ وضع المنبر: مسجد نبوی میں جب منبر رکھا گیا بعض نے کہا یہ ۷۷ میں ہوا۔ بعض نے ۸۷ کہا۔ العشاء: جمع عشاء دس ماہ کی گا بھن اونٹنی۔ تن: آواز نکالنا۔

**فوائد:** (۱) علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ نے فرمایا حدیث دلالت کر رہی ہے کہ کبھی اللہ تعالیٰ جمادات میں حیوان ہی نہیں اعلیٰ حیوان کی طرح شعور پیدا کر دیتے ہیں۔ یہ حدیث معجزہ نبوی ﷺ ہے۔ (۲) علامہ بیہقی رحمۃ اللہ نے فرمایا حنین جذع کا واقعہ اس ظاہر امور میں سے جس کو خلف نے سلف سے مسلسل نقل کیا ہے۔

۱۸۳۴: حضرت ابی ثعلبہ حشنی جرثوم بن ناسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت

۱۸۳۴: وَعَنِ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُسَيْنِيِّ جُرْثُومٍ

بْنِ نَاشِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى فَرَضَ فَرَائِضَ فَلَا تُضَيَعُوهَا، وَحَدَّ حُدُودًا فَلَا تَعْتَدُوهَا، وَحَرَّمَ أَشْيَاءَ فَلَا تَنْتَهِكُوهَا وَسَكَّتَ عَنْ أَشْيَاءَ رَحْمَةً لَكُمْ غَيْرَ نِسْيَانٍ فَلَا تَبْهَتُوا عَنْهَا" حَدِيثٌ حَسَنٌ رَوَاهُ الدَّارِقُطْنِيُّ وَغَيْرُهُ۔

کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے کچھ فرائض مقرر کئے ہیں پس ان کو ہرگز ضائع نہ کرو اور کچھ حدود مقرر کی ہیں پس ان سے آگے نہ بڑھو اور کچھ چیزوں کو حرام کیا ہے پس اس کی حرمت کو مت توڑو اور کچھ چیزوں سے رحمت کے طور پر خاموشی اختیار فرمائی ہے۔ بھول کر ان کو نہیں چھوڑا پس ان میں کریمت کرو۔ (دارقطنی وغیرہ) حدیث حسن ہے۔

تخریج: رواہ الدارقطنی ص ۵۰۲

اللِّغَاتُ: فلا تضیعوها: اس کو ضائع مت کرو۔ خواہ چھوڑ کر یا ان میں خلل ڈال کر۔ وحد حدودا: اور حد بندیاں کر دیں مثلاً صبح کے فرض دو رکعت و روزہ صبح صادق اور غروب آفتاب کے درمیان یا ممنوعہ امور کو متعین کر دیا اور ان کی سزائیں طے کر دیں۔ فلا تعتدوها: تم ان پر اضافہ کر کے ان سے تجاوز نہ کرو۔ علامہ زمخشری کشاف میں فرماتے ہیں کہ حدود اللہ کے اوامر و نواہی اور احکام ہیں۔ فلا تنتهکوها: ان میں مبتلا نہ ہو و سکت عن اشیاء: ان میں کچھ امور کو چھوڑ دیا ان میں وجود حرمت کا حکم نہیں پس وہ شرعاً اپنی اباحت اصلیہ پر قائم ہیں۔

فوائد: (۱) اللہ تعالیٰ نے جو اپنے بندوں کے لئے جس طرح مشروع کیا اس کو اسی طرح لازم پکڑنا چاہئے۔ (۲) سوال میں زیادہ کریمہ کر کرنے کو مکروہ قرار دیا گیا۔ خصوصاً اس چیز کے متعلق تھا۔ (اب بھی زیادہ فقہی باریکیاں دریافت کرنا اپنے اوپر حکم کو مشکل کر دیتا ہے) ۱۸۳۵: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ سَبْعَ غَزَوَاتٍ نَأْكُلُ مَعَهُ الْجَرَادَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ ۱۸۳۵: حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ کے ساتھ سات غزوات میں شرکت کی۔ ہم آپ کے ساتھ کھانے میں مکڑی استعمال کرتے رہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الذبائح باب اكل الجراد و مسلم فی الصيد باب اناحة الجراد

اللِّغَاتُ: الجراد: اسم جنس جمع ہے اس کا واحد جرادة ہے۔ یہ نرمادہ پر بولا جاتا ہے۔ ابن درید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جراد کو جراد اس لئے کہا جاتا ہے کہ زمین کو سبز و کھا کر خالی کر دیتی ہے۔ فوائد: (۱) مکری کا کھانا حلال جس طرح بھی مر جائے۔

۱۸۳۶: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ مَرَّتَيْنِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ ۱۸۳۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مومن ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا۔" (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الادب باب لا يلدغ المؤمن من جحر مرتين و مسلم فی الزهد باب لا يلدغ المؤمن من جحر مرتين۔

اللِّغَاتُ: لا يلدغ: ڈسا نہیں جاتا۔ مراد تکلیف نہیں دیا جاتا۔ جحر: سوراخ مراد جگہ ہے۔ حدیث کا معنی نے کہا یہ ہے کہ مومن



کیلئے مناسب نہیں کہ ایک جگہ سے دوسرے اس کو تکلیف پہنچے۔ اسکی فطانت و احتیاط سے۔

**فوائد:** (۱) معاملات میں احتیاط حاضر دماغی ضروری ہے تاکہ دشمن کی طرف سے اسکو دھوکہ نہ ہو یا اس کے نفس اور دنیا کی طرف سے دھوکہ نہ ہو۔

۱۸۳۷: وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "ثَلَاثَةٌ لَا يَكْلِمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ" رَجُلٌ عَلَى فَضْلِ مَاءٍ بِالْفَلَاةِ يَمْنَعُهُ مِنْ ابْنِ السَّبِيلِ، وَرَجُلٌ بَايَعَ رَجُلًا سِلْعَةً بَعْدَ الْعَصْرِ فَخَلَفَ بِاللَّهِ لَأَخَذَهَا بَكْذَا وَكَذًا فَصَدَّقَهُ وَهُوَ عَلَى غَيْرِ ذَلِكَ، وَرَجُلٌ بَايَعَ إِمَامًا لَا يَبِيعُهُ إِلَّا لِدُنْيَا فَإِنْ أَعْطَاهُ مِنْهَا فَي وَإِنْ لَمْ يُعْطِهِ مِنْهَا لَمْ يَفِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۸۳۷: حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: "تین آدمی ایسے ہی جن سے اللہ قیامت کے دن (رحمت سے) کلام نہ فرمائیں گے نہ (شفقت سے) ان کی طرف دیکھیں گے نہ ان کو پاک کریں گے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا: (۱) وہ آدمی کہ ویرانہ میں اس کے پاس بچا ہوا پانی تھا مگر اس نے مسافر کو اس سے روک دیا۔ (۲) جس نے کسی آدمی کے ہاتھ عصر کے بعد سامان فروخت کیا اور اللہ کی قسم اٹھائی کہ اس نے اسی قیمت پر لیا ہے۔ پس خریدار نے اس کو سچا جانا حالانکہ وہ اس کے برعکس تھا۔ (۳) جس نے کسی امیر کی بیعت دینوی مفاد کی خاطر کی۔ پھر اس امیر نے اگر دنیاوی توفیق کی وگرنہ بے وفائی کی۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی الشہادۃ و المساقات و الاحکام باب من بايع رجلا لا يبايعه الا للدنيا و مسلم فی الايمان باب غلط تحريم اسبال الازار و بيان الثلاثة الذين لا يكلمهم الله يوم القيامة۔

**الذَّخَائِرُ:** ثلاثة: تین قسم کے لوگ ہیں۔ لا يكلمهم: نرمی اور شفقت والا کلام نہ فرمائیں گے۔ لا ينظر اليهم: رحمت کی نظر سے ان کو نہ دیکھیں گے۔ لا يزكّٰيهم: ان کو گناہوں سے پاک نہ کرے گا۔ فضل ماء: ضرورت سے زائد پانی۔ ابن سبيل: مسافر۔ بعد العصر: اسکو خاص طور پر ذکر کیا کیونکہ فرشتوں دن رات کے اس میں جمع ہونے کی وجہ سے زیادہ شرف والی ہے۔ بايع اماما: نصرت کا معاہدہ کیا اور اس کی اطاعت میں داخل ہونے کا عہد کیا۔

**فوائد:** یہ اعمال حرام ہیں اور کبیرہ گناہ ہیں کیونکہ اس میں لوگوں پر تنگی اور اللہ تعالیٰ کے نام کی توہین ہے۔ حرام مال کا کھانا اور امام المسلمین کے ساتھ غداری و دھوکا ہے۔

۱۸۳۸: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: دونوں نفخوں کے درمیان چالیس کا فاصلہ ہوگا۔ لوگوں نے کہا: اے ابو ہریرہ کیا چالیس دن؟ کہا: مجھے معلوم نہیں۔ لوگوں نے دوبارہ کہا: کیا چالیس سال۔ کہا: مجھے معلوم نہیں۔ لوگوں نے کہا: کیا چالیس مہینے؟ جواب دیا: مجھے معلوم نہیں اور انسان کے جسم کی ہر چیز بوسیدہ ہو جائے گی سوائے دم کی ہڈی کے۔ اسی سے انسان کی تخلیق ہوگی۔ پھر اللہ آسمان سے بارش اتاریں گے۔ پس انسان

۱۸۳۸: وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "بَيْنَ النَّفْخَتَيْنِ أَرْبَعُونَ" قَالُوا: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَرْبَعُونَ يَوْمًا؟ قَالَ: أَيْتٌ، قَالُوا: أَرْبَعُونَ سَنَةً؟ قَالَ: أَيْتٌ - قَالُوا: أَرْبَعُونَ شَهْرًا؟ قَالَ: أَيْتٌ وَيَبْلَى كُلُّ شَيْءٍ مِنَ الْإِنْسَانِ إِلَّا عَجَبَ ذَنْبِهِ، فِيهِ يَرْكَبُ الْخَلْقُ، ثُمَّ يَنْزِلُ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَيَنْبُتُونَ كَمَا يَنْبُتُ

البَقْلُ“ متفق علیہ۔ اس طرح زمین سے اُگیں گے جس طرح بہری۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی التفسیر فی تفسیر سورة الزمر و مسلم فی الفتن باب النفختین۔

**اللُّغَاتُ:** النفختین: نفخہ صغریٰ یعنی بے حوشی والا نفخہ اور اٹھنے کا نفخہ۔ ابیت: میں انکار کر رہا ہوں کہ میں اس کی تعیین کے متعلق کوئی قطعی بات کہوں حالانکہ یہ بات تصریح کے ساتھ وارد ہے کہ وہ چالیس سال ہوں گے۔ عجب الذنب: پشت کی پٹلی جانب نرم ہڈی سے ریزہ کی ہڈی کا مبرہ ہے۔ یہی باقی رہ جاتا ہے تاکہ انسان کی ترکیب کو لوٹایا جائے۔ البقل: ہر بہر نبات۔

**فوائد:** (۱) دونوں نفخوں کے درمیان چالیس سال کا فاصلہ ہوگا۔ لوگ فوت کے بعد فنا ہو جاتے ہیں صرف ریزہ کی ہڈی کا آخری مبرہ باقی رہتا ہے وہ فنا نہیں ہوتا۔ یہ عام لوگوں کے لئے ہے۔ انبیاء علیہم السلام اور شہداء اور جن کا استثناء کیا گیا ان کا جسم اسی طرح تروتازہ رہتا ہے۔ (۲) اس میں اعادہ کی کیفیت ذکر کی گئی جو کہ امور غیبیہ میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ہی علم ہے کہ اس کی حقیقت کس طرح وقوع پذیر ہوگی۔

۱۸۳۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ ایک مجلس میں بیان فرما رہے تھے کہ ایک دیہاتی آیا اور کہنے لگا: قیامت کب آئے گی؟ آپ نے اپنا بیان جاری رکھا۔ پس بعض لوگوں نے کہا آپ نے سن تو لیا جو اعرابی نے کہا مگر اس کی بات کو ناپسند فرمایا اور بعض نے کہا بلکہ آپ نے بنا ہی نہیں۔ جب آپ اپنی گفتگو مکمل فرما چکے تو فرمایا۔ قیامت کے متعلق پوچھنے والا کہاں ہے؟ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں یہاں موجود ہوں۔ آپ نے فرمایا: جب امانت ضائع کی جائے تو قیامت کا انتظار کر۔ اس نے پوچھا: اس کے ضائع ہونے سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: ”جب معاملہ نا اہل کے سپرد کیا جائے تو تو قیامت کا انتظار کر“۔ (بخاری)

۱۸۳۹: وَعَنْهُ قَالَ: بَيْنَمَا النَّبِيُّ ﷺ فِي مَجْلِسٍ يُحَدِّثُ الْقَوْمَ جَاءَهُ أَعْرَابِي فَقَالَ: مَتَى السَّاعَةُ؟ فَمَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُحَدِّثُ - فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: سَمِعَ مَا قَالَ فَكُورَةٌ مَا قَالَ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: بَلْ لَمْ يَسْمَعْ، حَتَّى إِذَا قُضِيَ حَدِيثُهُ قَالَ: ”أَيْنَ السَّائِلُ عَنِ السَّاعَةِ؟“ قَالَ: هَا أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ - قَالَ: ”إِذَا ضُيِّعَتِ الْأَمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ“ قَالَ: كَيْفَ إِضَاعَتُهَا قَالَ: ”إِذَا وُسِّدَ الْأَمْرُ إِلَى غَيْرِ أَهْلِهِ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ“ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب العلم باب من سئل علما و هو مشغول فی حدیثہ قائم اجاب المسائل۔

**اللُّغَاتُ:** الساعة: قیامت و سد: غیر مستحق کے حوالہ کیا جائے گا۔

**فوائد:** (۱) امانت کے ضائع ہونے کی شکل یہ بھی ہے کہ معاملات و اعمال کی ذمہ داریاں ان لوگوں کے سپرد ہوں جو ان کے لائق نہ ہوں کیونکہ اس میں حقوق کے عہدہ جات اور فتاویٰ میں بنیاد بنایا جائے۔ (۲) حدیث میں قیامت کی ایک نشانی یہ بھی بتلائی گئی کہ چھوٹوں کے پاس علم ڈھونڈا جائے۔

۱۸۴۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”حاکم تمہیں نماز پڑھائیں گے اگر وہ درست پڑھائیں تو تمہارے لئے اجر اور ان کے لئے بھی اجر۔ اگر وہ غلطی

۱۸۴۰: وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ”يُصَلُّونَ لَكُمْ فَإِنْ أَصَابُوا فَلَكُمْ وَلَهُمْ وَإِنْ أَخْطَأُوا فَلَكُمْ وَعَلَيْهِمْ“ رَوَاهُ

البخاری۔ کریں تو تمہارے لئے اجر اور ان کے لئے بوجھ۔

تخریج: رواہ البخاری فی الاذان، باب اذالم يتم الامام و اتم من خلفه۔

اللَّحَائِشُ: یصلون لکم: انہ جو تمہیں نماز پڑھائیں۔ فلکم: تمہارے لئے اجر۔ ولہم: ان کے لئے بھی اجر۔ وعلیہم: اگر غلطی کرے تو تمہارے اجر ان کے بوجھ و گناہ۔

فوائد: (۱) قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ جاہل امام مسلمانوں کی نماز میں امامت کروائیں گے اور ان کی زندگی کے معاملات میں راہنمائی کریں گے۔ پس جو عبادت وہ درست ادا کریں اور کرائیں تو اس کا ان کو اجر ملے گا اور ان کا ساتھ ہوگا ان کو بھی اجر ملے گا اور اگر وہ غلطی کریں تو پھر ان پر صرف گناہ ہوگا جس گناہ کا وہ ارتکاب کریں گے۔

۱۸۴۱: وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ "كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ" قَالَ: خَيْرُ النَّاسِ لِلنَّاسِ يَأْتُونَ بِهِمْ فِي السَّلَاسِلِ فِي أَعْنَاقِهِمْ حَتَّى يَدْخُلُوا فِي الْإِسْلَامِ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ﴾ والی آیت کی تفسیر کے سلسلے میں کہ لوگوں میں سب سے بہتر وہ لوگ ہوں گے جو لوگوں کو ان کی گردنوں میں زنجیریں ڈال کر لائیں گے۔ یہاں تک کہ وہ اسلام میں داخل ہو جائیں۔ (بخاری)

تخریج: رواہ البخاری فی التفسیر سورہ آل عمران۔

اللَّحَائِشُ: اخرجت للناس: ان کے لئے ظاہر کی گئی۔ قاتون فی السلاسل: قیدی بنا کر ان کو لایا جائے گا۔

۱۸۴۲: وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "عَجَبَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ مِنْ قَوْمٍ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ فِي السَّلَاسِلِ" رَوَاهُمَا الْبُخَارِيُّ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس قوم پر تعجب کا اظہار فرماتے ہیں جو جنت میں زنجیروں میں جکڑے ہوئے داخل ہوں گے۔ بخاری نے ان کو روایت کیا، اس کا معنی اس کو قید کیا جانا ہے۔ پھر وہ اسلام قبول کر لیتے ہیں اور جنت میں داخل ہو جاتے ہیں۔

تخریج: رواہ البخاری فی الجہاد، باب الاسارى فی السلاسل۔

فوائد: (۱) اصحاب رسول ﷺ کے افضل امت ہونے کی وجہ میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ قیدیوں کو قید کر کے لائیں اور ان کو اسلام لانے پے آمادہ کریں پس وہ جنت میں داخل ہونے تک پہنچ جائیں (یعنی اسلام قبول کر کے جنت کے مستحق ہو جائیں) یہ انعامات الہیہ اور اس کا فضل جو ان پر ہوا اس کی انتہاء ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَمِنْ زَحْزَحٍ عَنِ النَّارِ وَ ادْخُلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ﴾

۱۸۴۳: وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "أَحَبُّ الْبِلَادِ إِلَى اللَّهِ مَسَاجِدُهَا وَأَبْغَضُ الْبِلَادِ إِلَى اللَّهِ أَسْوَاقُهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کے نزدیک علاقوں میں سب سے بہتر مقامات مسجدیں ہیں اور علاقوں کے سب سے ناپسندیدہ مقامات بازار ہیں۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی المساجد، باب فضل الجلوس فی مصلاه بعد الصبح و فضل المساجد۔

فوائد: (۱) مساجد کا احترام اور ان کا مقام و مرتبہ کہ وہ ایسے گھر ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کیا جاتا ہے۔ ان میں نماز ادا کی

جاتی ہے اور قرآن مجید پڑھا جاتا ہے۔ (۲) بازاروں کو اللہ تعالیٰ ناپسند فرماتے ہیں کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ سے غافل کرنے والے مقامات ہیں اور دھوکے ملاوٹ، جھوٹی قسمیں کھانے کے مقامات ہیں اور شاذ و نادر ہی بازار ان باتوں سے خالی رہتے ہیں کراہت مکان کی وجہ سے نہیں بلکہ ان افعال کی وجہ سے ہے جو ان مقامات پر پائے جاتے ہیں ان کے واقع ہونے سے بچنا مقصود ہے۔

۱۸۴۴: وَعَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ مَنْ قَوْلُهُ قَالَ: لَا تَكُونَنَّ إِنْ اسْتَطَعْتَ أَوَّلَ مَنْ يَدْخُلُ السُّوقَ وَلَا آخِرَ مَنْ يَخْرُجُ مِنْهَا. فَإِنَّهَا مَعْرَكَةُ الشَّيْطَانِ وَبِهَا يَنْصَبُ رَأْيَتَهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ هَكَذَا. وَرَوَاهُ الْبَرْقَانِيُّ فِي صَحِيحِهِ عَنْ سَلْمَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَا تَكُنْ أَوَّلَ مَنْ يَدْخُلُ السُّوقَ وَلَا آخِرَ مَنْ يَخْرُجُ مِنْهَا. فِيهَا بَاضَ الشَّيْطَانُ وَفَرَّخَ.

۱۸۴۴: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اگر تجھ سے ہو سکے تو ”ثو سب سے پہلا بازار میں داخل ہونے والا نہ بن اور نہ سب سے آخر میں نکلنے والا بن کیونکہ بازار شیطان کے اڈے ہیں اور انہی میں شیطان اپنے جھنڈے گاڑتا ہے۔ (مسلم)

علامہ برقانی نے اپنی صحیح میں سلمان سے اس طرح روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ثو بازار میں سب سے پہلے داخل نہ ہو اور نہ سب سے آخر میں نکلنے والا بن۔ بازار میں شیطان اڈے دیتا ہے اور بچے دیتا ہے۔“

**تخریج:** برواہ مسلم فی فضائل الصحابة باب من فضائل ام سلمہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا۔

**اللحانات:** باض الشیطان و فرخ: یہ کنایہ ہے اس بات سے کہ بازار گناہ، فسق، دھوکا بازی کے مقامات ہیں اور شیطان ان باتوں کا قلم دیتا ہے اور ان کے متعلق وسوسہ اندازی کرتا ہے۔

**فوائد:** (۱) زیادہ بازاروں میں آنا جانا مکروہ ہے کیونکہ کثرت سے بازار جانے والا گناہ میں حاضر ہونے کے قریب قریب تر ہونے سے الگ نہیں رہ سکتا ہے۔

۱۸۴۵: وَعَنْ عَاصِمِ الْأَحْوَلِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَرْجِسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ: يَا رَسُولَ اللَّهِ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ - قَالَ: وَلَكَ قَالَ عَاصِمٌ فَقُلْتُ لَهُ: اسْتَغْفِرْ لَكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ: نَعَمْ - وَلَكَ - ثُمَّ تَلَا هَذِهِ الْآيَةَ: "وَاسْتَغْفِرْ لِدُنْيِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۱۸۴۵: حضرت عاصم احول نے عبد اللہ بن سرجس سے نقل کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مغفرت فرمائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور تیری بھی۔ عاصم کہتے ہیں میں نے عبد اللہ سے کہا کیا تیرے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے استغفار کیا ہے؟ (کیا آپ نے کہا) اور تیرے لئے بھی اور پھر یہ آیت پڑھی اور استغفار کرنا تو اپنی لغزش پر اور مؤمن مردوں اور عورتوں کے لئے۔ (مسلم)

**تخریج:** برواہ مسلم فی کتب الفضائل باب اثبات خاتم النبوة و صفته و محله من جسمہ علیہ السلام۔

**فوائد:** (۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مغفرت کی دعا جائز ہے۔ یہ حقیقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا اظہار اور ان پر اپنی عنایات کو بتلانا ہے ورنہ وہ تو معصوم ہیں ان کے ذمہ کوئی گناہ ہے ہی نہیں۔ (۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکارم اخلاق کو ذرا یاد کیا کہ نیکی کا بدلہ اس کی مثل سے عنایت فرماتے ہیں۔

۱۸۴۶: وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ

۱۸۴۶: حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ

اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : " اِنَّ مِمَّا اَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ الْاُولٰى : اِذَا لَمْ تَسْتَحْ فَاصْنَعْ مَا يَشْنُ " رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔  
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”پہلی نبوت کے کلام میں سے جو لوگوں نے پایا وہ یہ ہے‘ جب تو حیا نہیں کرتا تو جو چاہے کر۔“ (بخاری)

**تخریج:** برواہ البخاری فی النبیاء و الادب‘ باب اذا لم تستح فاصنع ما شئت۔

**اللّٰحَظَاتُ:** ان مما ادرك الناس من كلام النبوة اولى: نبوت اولی کی جن باتوں کو لوگ نے محفوظ پایا یعنی انبیاء علیہم السلام کے مبادی علوم میں سے جن کو لوگوں نے پایا اور جان لیا۔

**فوائد:** (۱) جس آدمی میں حیا والی عادت نہ رہے تو اس نے حلال و حرام کے ہر فعل کو گویا حلال قرار دے دیا کیونکہ کوئی ایسی روک باقی نہیں رہی جو اس کو روک سکے۔ یہ امر بمعنی خبر ہے۔ بعض نے کہا امر بمعنی تہدید و ڈراوا ہے۔ بعض نے اس طرح معنی کیا جب تم کسی کام کا ارادہ کرو اور وہ ان کاموں میں سے ہے جن میں اللہ تعالیٰ سے حیا نہیں کی جاتی اور نہ لوگوں سے شرم محسوس کی جاتی ہے تو اس کو کرو ورنہ نہیں۔ اس صورت میں امر اباحت کے لئے ہے۔

۱۸۴۷۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : " اَوَّلُ مَا يَقْضَىٰ بَيْنَ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فِي الدِّمَاءِ " مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
۱۸۴۷: حضرت عبداللہ بن مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا سب سے پہلا فیصلہ قیامت کے دن خونوں کے متعلق ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** برواہ البخاری فی اول الذبیات و الرقاق‘ باب الخصاص يوم القيامة و مسلم فی القيامة‘ باب المجازاة‘ بالا ماء فی الاخرة و انها لو ما يقضى فيه۔

**فوائد:** (۱) نفس انسانی کے محترم و معزز ہونے کی عظمت بتلائی گئی اور اس کی دشمنی کس قدر خطرناک ہے اس کو بیان کر دیا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بندوں کے اعمال میں سے جس کا سب سے پہلے حساب لیں گے وہ خون بہانا اور ناحق قتل کرنا ہوگا۔ (۲) یہ اس ارشاد کے خلاف نہیں جس میں یہ فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا کیونکہ پہلے سے مراد حقوق العباد ہیں اور دوسرے ارشاد کا مطلب حقوق اللہ اور انکی عبادات ہیں۔

۱۸۴۸۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خُلِقَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُورٍ وَخُلِقَ الْجَانُّ مِنْ مَّارِجٍ مِنْ نَّارٍ وَخُلِقَ آدَمُ مِمَّا وُصِفَ لَكُمْ " رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
۱۸۴۸: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ملائکہ نور سے بنائے گئے اور جنات آگ کے شعلے سے اور آدم اس سے جو تمہیں بیان کیا گیا“ (یعنی مٹی سے)۔ (مسلم)

**تخریج:** برواہ مسلمہ فی الزهد‘ باب فی احادیث متفرقة۔

**اللّٰحَظَاتُ:** الملائكة: نورانی لطیف جسم ہیں جو مختلف شکلیں بدلنے کی قدرت رکھتے ہیں۔ الجن: جنس جن میں جس کا یہ نام ہے اور ایلیس جنات میں سے تھا۔ جیسا قرآن مجید میں وارد ہے۔ مارج: شعلہ یعنی ایسی آگ جس میں دھواں نہ ہو۔ مما ووصف لكم: جو تمہیں بیان کیا گیا یعنی مٹی۔

**فوائد:** (۱) عام ملائکہ عالم انس جن کو پیدائش کو بیان فرمایا۔ (۲) مخلوقات میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کے مظاہر ذکر فرمائے کہ اللہ تعالیٰ جو چاہتے ہیں اور جب چاہتے ہیں اور جس چیز کو چاہتے ہیں بناتے ہیں۔ ساری عظمتیں اور بڑائیاں اس ہی کے لائق ہیں۔ وہ ہر چیز پر کامل

قدرت رکھتے ہیں اور جو چاہتے ہیں وہ کرتے ہیں جن باتوں کی آپ ﷺ نے خبر دی ان پر ایمان لانا ضروری ہے۔

۱۸۴۹: وَعَنْهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ خُلُقُ نَبِيِّ اللَّهِ ﷺ الْقُرْآنَ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ فِي جُمْلَةِ حَدِيثِ طَوِيلٍ۔  
۱۸۴۹: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق قرآن تھے۔ مسلم نے بھی حدیث کے سلسلے میں یہ بیان فرمایا۔

تخریج: رواہ مسلم فی المسافرین باب جامع صلاة اللیل و من نام عنه او مرض۔

ہوائند: (۱) آپ ﷺ کے کمال اخلاق کو بیان فرمایا کہ آپ ﷺ کا چال چلن قرآن مجید کا زندہ نمونہ تھا۔ آپ ﷺ اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام قرار دیتے اور اسکے آداب و اوامر کو بجالاتے اور اس کے حدود میں سے کسی کی خلاف ورزی نہ فرماتے۔

۱۸۵۰: وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللَّهِ أَحَبَّ اللَّهُ لِقَاءَهُ وَ مَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللَّهِ كَرِهَ اللَّهُ لِقَاءَهُ" فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَكْرَاهِيَةُ الْمَوْتِ فَكُلُّنَا نَكْرَهُ الْمَوْتَ؟ قَالَ: "لَيْسَ كَذَلِكَ، وَلَكِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا بُشِّرَ بِرَحْمَةِ اللَّهِ وَرِضْوَانِهِ وَجَنَّتِهِ أَحَبَّ لِقَاءَ اللَّهِ فَأَحَبَّ اللَّهُ لِقَاءَهُ، وَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا بُشِّرَ بِعَذَابِ اللَّهِ وَسَخَطِهِ كَرِهَ لِقَاءَ اللَّهِ وَكَرِهَ اللَّهُ لِقَاءَهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
۱۸۵۰: حضرت عائشہ نبی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو اللہ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور جو اللہ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اللہ اس کی ملاقات کو ناپسند کرتے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا اس سے مراد موت کو ناپسند کرنا ہے؟ ہم تو سارے ہی موت کو ناپسند کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ایسا نہیں بلکہ جب مؤمن کو اللہ کی رحمت اور اس کی رضا مندی اور جنت کی خوشخبری دی جاتی ہے تو وہ اللہ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور کافر کو جب اللہ کے عذاب اور اس کی ناراضگی کی بشارت دی جاتی ہے تو وہ اس کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔" (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الذکر و الدعاء باب من احب لقاء الله احب الله لقاء۔

ہوائند: (۱) عادات پر قائم رہنا اور ان کی عادت ڈالنا اور ان میں اخلاص اختیار کرنا چاہئے۔ (۲) مؤمن نزع کے وقت اس چیز کی خوشخبری پاتا ہے جو آئندہ آخرت کی نعمتیں اور مہربانیاں اس کو میسر ہونے والی ہیں۔

۱۸۵۱: وَعَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ صَفِيَّةَ بِنْتِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ مَعَنَا فَاتَتْهُ أَرْوَرُهُ لَيْلًا فَحَدَّثَنِي ثُمَّ قُمْتُ لِأَنْقَلِبَ فَقَامَ مَعِيَ لِيَقْلِبَنِي، فَمَرَّ رَجُلَانِ مِنَ الْأَنْصَارِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَلَمَّا رَأَى النَّبِيُّ ﷺ أَسْرَعَا - فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ "عَلَى رِسْلِكُمَا إِنِّهَا صَفِيَّةُ بِنْتُ حُصَيْنٍ" فَقَالَا: سُبْحَانَ اللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ: "إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنْ ابْنِ آدَمَ مَجْرَى الدَّمِ، وَإِنِّي خَشِيتُ أَنْ

۱۸۵۱: حضرت ام المؤمنین صفیہ بنت حسی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ اعتکاف میں تھے تو میں رات کو آپ کی زیارت کے لئے حاضر ہوئی۔ میں آپ سے بات چیت کے بعد جب واپسی کے لئے کھڑی ہوئی تو آپ بھی مجھے رخصت کرنے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اسی دوران میں دو انصاری آدمیوں کا گزر ہوا۔ پس جب انہوں نے حضور ﷺ کو دیکھا تو جلدی قدم اٹھائے۔ اس پر نبی اکرم ﷺ نے ان کو مخاطب ہو کر فرمایا: "ٹھہر جاؤ" یہ صفیہ بنت حسی ہے۔ دونوں نے کہا: سبحان اللہ یا رسول اللہ (کیا ہم آپ کے متعلق بدگمانی کر سکتے ہیں) پس آپ نے فرمایا: "شیطان انسان کی



يَقْذِفُ فِي قُلُوبِكُمَا شَرًّا أَوْ قَالَ شَيْئًا مُتَّفَقٌ رگوں میں اس طرح دوڑتا ہے جس طرح خون۔ مجھے خطرہ ہے کہ کہیں تمہارے دلوں میں وہ کوئی خیال نہ ڈال دے۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی الاعتکاف باب هل یخرج المعتکف الحوائج الی باب السجدة و مسلم فی کتاب السلام باب بیان انه یستحب لمن روی خالیا بامرأة و کانت زوجته او محرما ان یقول هذه فلانة لی دفع عن السوء به۔  
**اللَّخَائِذُ:** لا نقلب: تاکہ میں مکان پر واپس لوٹ آؤں۔ لیقلبنی: تاکہ مجھے رخصت کریں۔ علی و سلکما: تم دونوں رک جاؤں۔ مجوی الدم: کثرت اغواء اور وساوس سے کنایہ ہے۔ یقذف: وہ ڈالے گا۔

**فوائد:** (۱) علامہ ابن حجر نے فتح الباری میں فرمایا اس حدیث کے کچھ فوائد ہیں: (۱) بدظنی کے مقام پر اپنے آپ کو پیش نہیں کرنا چاہئے اور شیطان کی مکاریوں سے بچنا چاہئے۔ (۲) علامہ ابن دقیق العید نے فرمایا علماء اور ان کی اقتداء کرنے کے لئے جائز نہیں کہ وہ کوئی ایسا کام کریں جو بدظنی کا باعث ہو۔ اگرچہ ان کیلئے نکلنے کا راستہ ہو کیونکہ ان کا یہ فعل بدظنی کا باعث بنے گا اور لوگ ان کے علم سے فائدہ اٹھانا بند کر دیں گے۔ (۳) حافظ فرماتے ہیں کہ روایات سے حاصل یہ ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے انکی طرف بدگمانی کی نسبت نہیں فرمائی کیونکہ آپ کو ان کی ایمانی قوت کا یقین تھا بلکہ ان کے بارے میں یہ خطرہ محسوس کیا کہ شیطان ان کے دل میں وسوسہ اندازی کرے اس لئے کہ وہ غیر معصوم ہیں اور بسا اوقات یہ وسوسہ ہلاک کن بھی ہو سکتا ہے۔ پس آپ ﷺ نے ان کو مبتلا ہونے سے پہلے خبردار کر دیا اور بعد والے لوگوں کو ایسی صورت حالات کے وقت صحیح عمل کی تعلیم دے دی۔ امام شافعی نے اسی طرح فرمایا۔

۱۸۵۲: وَعَنْ أَبِي الْفَضْلِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَلَزِمْتُ أَنَا وَأَبُوسُفْيَانَ ابْنَ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَلَمْ نَفَارِقْهُ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى بَغْلَةٍ لَهُ بَيْضَاءُ فَلَمَّا اتَّقَى الْمُسْلِمُونَ وَالْمُشْرِكُونَ وَلَّى الْمُسْلِمُونَ مَذِيرِينَ فَطَفِقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَرْكُضُ بَغْلَتَهُ قَبْلَ الْكُفَّارِ وَأَنَا أَخِذْتُ بِلِجَامِ بَغْلَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَكْفَهَا إِرَادَةً أَنْ لَا تُسْرِعَ وَأَبُوسُفْيَانُ أَخَذَ بِرِكَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "أَيُّ عَبَّاسٍ نَادِ أَصْحَابَ السَّمُرَةِ؟ قَالَ الْعَبَّاسُ وَكَانَ رَجُلًا صَنِيتًا فَقُلْتُ بِأَعْلَى صَوْتِي أَيْنَ أَصْحَابُ السَّمُرَةِ؟ قَوْلَ اللَّهِ لَكَأَنَّ عَظْفَتَهُمْ حِينَ سَمِعُوا صَوْتِي عَظْفَةُ الْبَقْرِ عَلَى

۱۸۵۲: حضرت ابی الفضل عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حنین کے دن حاضر ہوا۔ میں اور ابوسفیان بن حارث نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لازم پکڑا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہ ہوئے۔ اس حال میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سفید خچر پر سوار تھے۔ جب مسلمانوں اور مشرکوں کا آمنا سامنا ہوا تو مسلمان پیٹھ پھیر کر چل دیئے (کفار کے حملے کے باعث منتشر ہو گئے) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفار کی طرف بڑھنے کے لئے اپنے خچر کو ایڑھ لگانے لگے۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر کی لگام پکڑے ہوئے اسے روکے ہوئے تھا کہ وہ تیز نہ چلے اور ابوسفیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکاب پکڑے ہوئے تھے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عباس کیکر کے درخت کے نیچے بیعت کرنے والوں کو آواز دو۔ عباس (رضی اللہ عنہ) بلند آواز والے آدمی تھے۔ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی بلند آواز میں کہا: کہاں ہیں درخت کے نیچے بیعت کرنے والے؟ پس اللہ کی قسم میری آواز سن کر ان کا مڑنا اسی طرح

تھا جیسے گائے اپنے بچوں کی طرف مڑتی ہے۔ پس یہ کہتے ہوئے لیجئے ہم حاضر لیجئے ہم حاضر۔ پھر انہوں نے اور کفار نے آپس میں لڑائی کی۔ اس دن انصار یہ کہہ رہے تھے۔ اے انصار کے گروہ! اے انصار کے گروہ! پھر بنو حارث بن خزرج پر یہ دعوت محدود ہو گئی۔ پس رسول اللہ ﷺ اپنے خچر پر سوار اپنی گردن کو بلند کر کے ان کی لڑائی کو دیکھ رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہی وقت لڑائی کے زور پکڑنے کا ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکریاں لی اور ان کفار کے چہرے پر پھینک دیں۔ اور فرمایا: رب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی قسم ہے وہ کفار شکست کھا گئے۔ حالانکہ میں دیکھ رہا تھا کہ لڑائی تو اپنی اسی ہیئت پر ہے جو میں نے پہلی دیکھی۔ پس اللہ کی قسم کنکریاں پھینکے جانے کی دیر تھی کہ میں نے ان کی قوت کی دھار کو کند ہوتے دیکھا اور ان کا معاملہ پیٹھ پھیرنے تک پہنچ گیا۔ (مسلم)

الْوَطِيسُ: تنور۔ مقصد یہ ہے کہ لڑائی میں شدت پیدا ہو گئی تھی۔

جَدَّهُمْ: دھار سے مراد ان کی جنگی صلاحیت ہے۔

أَوْلَادِهَا - فَقَالُوا: يَا لَيْلِكَ يَا لَيْلِكَ فَاقْتُلُوهُمْ وَالْكَفَّارَ، وَالذَّعْوَةُ فِي الْأَنْصَارِ، يَقُولُونَ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ ثُمَّ قَصُرَتِ الدَّعْوَةُ عَلَى بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ فَنَظَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى بَغْلَتِهِ كَالْمُتَطَاوِلِ عَلَيْهَا إِلَى قِتَالِهِمْ فَقَالَ: "هَذَا حِينَ حَمَى الْوَطِيسُ" ثُمَّ أَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَصِيَّاتٍ فَرَمَى بِهِنَّ وَجُوهَ الْكَفَّارِ ثُمَّ قَالَ: "انْهَزْمُوا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ" فَذَهَبَتْ أَنْظَرُ فَإِذَا الْقِتَالُ عَلَى هَيْئَتِهِ فِيمَا أَرَى، فَوَاللَّهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَمَاهُمْ بِحَصَايَتِهِ فَمَا زِلْتُ أَرَى حَدَّهُمْ كَلِيلًا: وَأَمْرَهُمْ مُدْبِرًا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

"الْوَطِيسُ": التَّنُورُ - وَمَعْنَاهُ اسْتَدَّتِ الْحَرْبُ - وَقَوْلُهُ: "جَدَّهُمْ" هُوَ بِالْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ: أَيُ بَأْسُهُمْ۔

تخریج: رواہ مسلم فی السغاری باب غزوہ حنین۔

اللُّغَاثُ: حنین: عرفات کے قریب جگہ ہے۔ جہاں مسلمانوں اور ہوازن کے درمیان شوال ۸ھ میں غزوہ حنین پیش آیا۔ یہ کھنڈ بغلہ: اس کو ایڑ مار رہے تھے تاکہ جلد چلتے پر اس کو آمادہ کریں۔ اصحاب اسمرہ: وہ صحابہ رضی اللہ عنہم جنہوں نے ۶ھ میں حدیبیہ میں درخت کے نیچے بیعت کی جبکہ مشرکین مکہ نے ان کو روک دیا جس کے نتیجہ میں صلح حدیبیہ ہوئی۔ عطفتم: متوجہ ہونا اور لوٹنا۔ صینا: بلند آواز جو دور سے سنے۔ عطفۃ البقر: جلدی لوٹنے والے نبی اکرم ﷺ کی طرف متوجہ ہونے میں گائے کے اپنے پچھڑے کی طرف لوٹنے سے تشبیہ دی۔ یا لیلک: یا رسول حاضر حاضر۔ یا معشر: مردوں کی جماعت۔ کلیلہ: کمزور کند۔

فوائد: (۱) جہاد میں رسول اللہ ﷺ کی ثابت قدمی اور بہادری اور دشمنوں پر آپ ﷺ نے ایک مٹھی کنکریاں پھینکیں جس کو اللہ تعالیٰ نے ان کی شکست کا ذریعہ بنا کر پیغمبر کا معجزہ ظاہر فرمایا۔ (۲) صحابہ کرامؓ نے جو نبی حضرت عباسؓ کی آواز کو سنا تو فوراً اس کی تعمیل کے لئے آگے بڑھے۔ (۳) بھاگنے والوں میں اکثریت کے بھاگنے کی وجہ دشمنوں کی طرف غیر متوقع اچانک تیر اندازی تھی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ ادب سکھایا گیا کہ کثرت تعداد پر گھمنڈ نہ کرنا چاہئے جبکہ ان میں سے بعض کے دل میں بارہ ہزار کی تعداد پر گھمنڈ پیدا ہو گیا تھا۔ (۴) سپہ سالار کو شجاعت و بہادری میں نمونہ ہونا چاہئے تاکہ لشکر لڑائی میں اس کی بات کو قبول کریں اور میدان کارزار میں جم کر رہیں۔

۱۸۵۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے لوگو! بے شک اللہ پاک ہیں وہ

۱۸۵۳: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ

پاک کے علاوہ کسی چیز کو قبول نہیں فرماتا اور اللہ نے مومنوں کو اسی بات کا حکم دیا جس کا حکم اپنے رسولوں کو دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ﴾ ”اے ایمان والو! جو ہم نے تمہیں روزی دی ہے اس میں سے پاکیزہ چیزوں کو کھاؤ۔“ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی کا ذکر کیا جو لمبا چوڑا سفر کرتا ہے پراگندہ اور غبار آلود حالت میں اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف یا رب یا رب کہہ کر دراز کرتا ہے حالانکہ اس کا کھانا بھی حرام پینا بھی حرام اسے حرام کی غذا بھی ملی۔ اس کی دعا پھر کس طرح قبول ہو۔ (مسلم)

اللَّهُ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا ، وَإِنَّ اللَّهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِينَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِينَ - فَقَالَ تَعَالَى : ”يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا وَقَالَ تَعَالَى مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلُ يُطِيلُ السَّفَرَ أَشْعَثَ أَغْبَرَ يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ : يَا رَبِّ يَا رَبِّ وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ ، وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ ، وَغُذِيَ بِالْحَرَامِ ، فَانْتَبَى يَسْتَجَابُ لِذَلِكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

**تخریج:** رواه مسلم فی الزکاة، باب قبول الصدقة من الکسب الطیب۔

**اللَّحَاقَاتُ:** ان اللہ طیب: نقائص سے پاک۔ لا یقبل الا طیباً: حلال کی کمائی سے اپنا تقرب کرتا ہے۔ یطیل السفر: عبادت میں لمبے سفر اختیار کرنا مثلاً حج و جہاد۔ اشعر: پراگندہ بال۔ اغبر: غبار آلود چہرہ۔ فانی: یہاں۔ ابھی بمعنی کیف ہے یعنی کیسے۔ **فوائد:** (۱) اللہ تعالیٰ کی صفات کمال والی ہیں حرام کمائی سے کئے جانے والی صدقات کو قبول نہیں کرتے۔ (۲) انبیاء علیہم السلام اور مومن احکام دین میں برابر ہیں۔ سوائے ان باتوں کے جو ان کی خصوصیات میں سے ہیں۔ (۳) جائز اور حلال کمائی سے صدقات دینا مباح ہے۔ (۴) مال حرام کا کھانا دعا کے غیر مقبول ہونے کا سبب ہے۔ پاکیزہ رزق قبولیت دعا کا سبب ہے۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ دعا کے دوبارہ ہیں اکل الحلال اور صدق الحال۔ حلال روزی اور سچی بات۔

۱۸۵۴: وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ”ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ : شَيْخٌ زَانٍ ، وَمَلِكٌ كَذَّابٌ ، وَغَائِلٌ مُسْتَكْبِرٌ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
”الْغَائِلُ“ : الْفَقِيرُ۔

۱۸۵۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین آدمی ایسے ہیں جن سے اللہ کلام نہ فرمائیں گے نہ ان کو پاک کریں گے نہ ان کی طرف دیکھیں گے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے: (۱) زانی، (۲) جھوٹا بادشاہ (۳) متکبر فقیر۔ (مسلم)

الْغَائِلُ: فقير۔

**تخریج:** رواه مسلم فی الايمان باب غلط تحريم اسبال الازار و بيان الثلاثة الذين لا يكلمهم الله يوم القيامة۔  
**اللَّحَاقَاتُ:** ثلاثة: تین قسم کے لوگ۔ لا يزكّیہم: ان کو گناہوں سے پاک نہ کرے گا۔ لا ينظر الیہم: رحمت کی نگاہ ان پر نہ فرمائے گا۔

**فوائد:** (۱) تین قسم کے لوگ اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں۔ (۲) قاضی عیاض فرماتے ہیں ان تین اقسام کو خاص طور پر وعید سنانے کی وجہ یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک نے گناہ کو بلا کسی ضرورت کے اختیار کیا حالانکہ گناہ کا داعیہ بھی ان کے ہاں انتہائی ضعیف و کمزور تھا۔ گناہ پر ان کا یہ اقدام عناد و ضد اور حقوق باری تعالیٰ کے ساتھ توہین کے مترادف بن گیا یا انہوں نے قصد اس معصیت کا ارتکاب کیا۔

۱۸۵۵: وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ: "سَيِّحَانُ وَجَيْحَانُ وَالْفُرَاتُ وَالنَّيْلُ كُلٌّ مِنْ أَنْهَارِ الْجَنَّةِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
 ۱۸۵۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سیحان، جیحان اور فرات اور نیل یہ چاروں جنت کے دریا ہیں۔" (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الجنة باب ما فی الدنيا من النار الجنة۔

**اللُّغَاتُ:** سیحان و جیحان: بعض نے کہا یہ سیحون و جیحون ہیں یہ خراسان کا علاقہ کے دریا ہیں۔ بعض نے کہا سیحون ہند میں اور جیحون خراسان میں ہے۔ الفرات: شام و جزیرہ کے درمیان دریا کا نام ہے۔ النیل: دریائے نیل۔  
**فوائد:** (۱) ان دریاؤں کے فضیلت ذکر کی گئی۔ شاید ان کی فضیلت کا اظہار اس طرح واقع ہوا کہ ان کا پانی شاندار ہے اور ان کے ارد گرد اسلام خوب پھیلا تو گو یہ جنت کے پانی سے مشابہ ہوئے۔ (۲) علامہ سیوطی رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ مراد اس سے حقیقی معنی ہے کہ ان کا مادہ جنت سے ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوقات کی حقیقت کا علم ہے۔

۱۸۵۶: وَعَنْهُ قَالَ: أَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِيَدَيَّ فَقَالَ: "خَلَقَ اللَّهُ التُّرْبَةَ يَوْمَ السَّبْتِ، وَخَلَقَ فِيهَا الْجِبَالَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ، وَخَلَقَ الشَّجَرَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ، وَخَلَقَ الْمَكْرُوهَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ، وَخَلَقَ النَّارَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ، وَخَلَقَ الدَّوَابَّ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ، وَخَلَقَ آدَمَ ﷺ بَعْدَ الْعَصْرِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فِي اِحْرٍ سَاعَةٍ مِنَ النَّهَارِ فِيمَا بَيْنَ الْعَصْرِ إِلَى اللَّيْلِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
 ۱۸۵۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: "اللہ نے مٹی کو ہفت کے دن پیدا فرمایا اور پہاڑوں کو اس میں اتوار کے دن اور درخت سوموار کے دن اور ناپسندیدہ چیزوں کو منگل کے دن نور کو بدھ کے دن پیدا فرمایا اور اس میں چوپایوں کو جمعرات کے دن پیدا فرمایا اور حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام مخلوق کے آخر میں جمعہ کے دن عصر کے بعد دن کی آخری ساعت میں عصر سے رات تک کے وقت میں پیدا فرمایا۔" (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب صفۃ القيامة و الجنة او النار باب ابتداء الخلق و خلق آدم عليه السلام۔

**فوائد:** بعض مخلوقات کی تخلیق ترتیب ذکر کی گئی۔ البتہ قطعیت کو زمانے کی حقیقت پر چھوڑنا اولیٰ و اعلیٰ ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۸۵۷: وَعَنْ أَبِي سُلَيْمَانَ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَقَدْ انْقَطَعَتْ فِي يَدَيَّ يَوْمَ مَوْتِهِ تِسْعَةُ أَسْيَافٍ فَمَا بَقِيَ فِي يَدَيَّ إِلَّا صَحِيفَةٌ يَمَانِيَّةٌ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔  
 ۱۸۵۷: ابو سلیمان خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے ہاتھ میں (جنگ) موتہ کے دن نو تلواریں ٹوٹیں اور صرف چھوٹی یعنی تلوار میرے ہاتھ میں باقی رہی۔ (بخاری)

**تخریج:** رواہ البخاری فی المغازی باب غزوة موتة

**اللُّغَاتُ:** موتہ: شام کے قریب ایک جگہ ہے جہاں غزوہ موتہ پیش آیا۔ صحیفہ: یمانی تلوار

**فوائد:** (۱) سید خالد بن ولید کی فضیلت اور میدان کارزار میں ان کی ثابت قدمی اور بے مثال شجاعت و بہادری۔

۱۸۵۸: وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں

عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : "إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ، وَإِذَا حَكَمَ وَاجْتَهَدَ فَأَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "جب حاکم نے حکم کے لئے اجتہاد کیا اور وہ اجتہاد درست ہو گیا، تو اس کو دو اجر ملیں گے اور جب حاکم نے اجتہاد کیا اور اس میں غلطی کی تو اس کو ایک اجر ملے گا۔" (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الاعتصام، باب اجر الحاکم اذا اجتهد فاصاب او اخطاء و مسلم فی الاقضية، باب بیان اجر الحاکم اذا اجتهد فاصاب او اخطاء۔

اللُّغَاتُ: حکم: فیصلہ کرنا۔ فاجتهد: حکم کو سمجھنے کے لئے پوری محنت صرف کی۔

فوائد: (۱) مجتہد اگر اہل اجتہاد درست نکالا تو دو ثواب ملیں گے ایک اجتہاد کا اجر اور دوسرا اس کے صحیح بات پالنے کا اجر اور اگر اس سے خطا ہو گئی تو اس کو اجتہاد کا اجر ملے گا اور اس کی غلطی یا درستگی اللہ تعالیٰ کے ہاں قائم و ثابت رہنے والی ہے اگرچہ اس کی نگاہ میں اس کا فیصلہ درست ہے۔

۱۸۵۹: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : "الْحُمَّى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ قَابِرُ دُوهَا بِالْمَاءِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۸۵۹: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بخار جہنم کی بھڑک ہے پس اس کو پانی سے ٹھنڈا کرو۔" (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی بدء الخلق، باب صفة النار و مسلم فی السلام، باب نکل داء دواء و استحباب التدوی۔

اللُّغَاتُ: فیح جہنم: جہنم کی شدید گرمی۔

فوائد: (۱) مستحب یہ ہے کہ بخار زدہ کے چہرہ اور اعضاء پر ٹھنڈا پانی ڈالا جائے اور یہ طب نبوی میں سے ہے بخار کی بعض اقسام میں مریض کی حرارت کو مائی نرم کرتا ہے۔ (ایلوپتھی میں۔ مائت مسلم ہو چکی)

۱۸۶۰: وَعَنْهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : "مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صَوْمٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيَّهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۸۶۰: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص فوت ہو گیا اور اس کے ذمے روزہ تھا تو اس کا ولی اس کی طرف سے روزہ رکھے۔" (بخاری و مسلم) پسندیدہ

وَالْمُخْتَارُ جَوَازُ الصَّوْمِ عَمَّنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صَوْمٌ لِهَذَا الْحَدِيثِ وَالْمُرَادُ بِالْوَلِيِّ الْقَرِيبُ وَإِنَّمَا كَانَ أَوْ غَيْرَ وَارِثٍ.

بات یہ ہے کہ جس کے ذمے روزے ہوں اور وہ فوت ہو جائے تو اس کی طرف سے روزہ رکھنا جائز ہے۔ مراد ولی سے قریبی رشتہ دار ہے خواہ وہ وارث ہو یا نہ ہو۔

تخریج: رواہ البخاری فی الصوم، باب من مات و علیہ صوم و مسلم فی الصوم، باب قضاء الصوم علی الميت۔

فوائد: (۱) ولی کیلئے جائز ہے کہ وہ اپنے قریبی کی موت کے بد جبکہ اسکے ذمہ روزے ہوں تو اسکے بدلے میں روزے رکھے۔ (۲) اگر چاہے تو ہر روز کے بدلے اس کے ترکہ میں سے ایک مدغلہ دے اور روزہ نہیں رکھ سکتا مگر یہ کہ مرنے والے کی اجازت سے۔

۱۸۶۱: وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكِ ابْنِ الطُّفَيْلِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا حَدَّثَتْ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ

۱۸۶۱: عوف بن مالک بن طفیل بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتایا گیا کہ عبد اللہ بن زبیر نے اس عطیے کے بارے میں جو

حضرت عائشہ کو دیا گیا تھا (اور حضرت عائشہ نے اس کو تقسیم کر دیا تھا) تو عبد اللہ بن زبیر نے کہ اللہ کی قسم عائشہ (میری خالہ) ضرور ان کاموں سے باز آ جائے ورنہ میں ان پر پابندی عائد کر دوں گا۔ حضرت عائشہ نے پوچھا کیا عبد اللہ نے واقعی یہ بات کہی ہے؟ کہا جی ہاں۔ عائشہ نے فرمایا اللہ کی قسم میں نے نذر مان لی ہے کہ میں عبد اللہ سے کبھی کلام نہیں کروں گی۔ جب قطع تعلق کی مدت طویل ہو گئی تو ابن زبیر نے اس کے لئے سفارش کروائی۔ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ اس معاملے میں نہ سفارش مانوں گی اور نہ ہی اپنی نذر توڑنے کا گناہ کروں گی۔ جب یہ بات عبد اللہ بن زبیر پر سخت تکلیف دہ ہوئی تو انہوں نے حضرت مسور بن مخرمہ اور عبد الرحمن بن اسود سے بات چیت کی ان سے کہا کہ میں تم دونوں کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ تم مجھے ضرور حضرت عائشہ کی خدمت میں لے چلو اس لئے کہ ان کے لئے یہ جائز نہیں کہ میرے ساتھ قطع رحمی کی نذر مانیں۔ مسور اور عبد الرحمن ابن زبیر کو ساتھ لے کر حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے اس طرح اجازت طلب کی۔ آپ پر سلام اور اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں۔ کیا ہم اندر آ جائیں؟ حضرت عائشہ کہا آ جاؤ۔ انہوں نے کہا کیا ہم سب۔ حضرت عائشہ نے کہا ہاں۔ حضرت عائشہ کو یہ علم نہ ہوا کہ عبد اللہ بھی ان کے ساتھ ہیں۔ تو جب وہ سب داخل ہو گئے تو عبد اللہ اپنی خالہ سے لپٹ گئے اور انہیں قسمیں دینے اور رونے لگے اور پردے کے باہر مسور اور عبد الرحمن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو قسمیں دینے لگے کہ وہ ان سے ضرور بات کر لیں۔ حضرت عائشہ نے یہ بات قبول کر لی۔ وہ دونوں کہنے لگے نبی ﷺ نے قطع تعلق سے منع فرمایا ہے۔ جیسا کہ آپؐ جانتی ہیں کہ کسی مسلمان کے لئے یہ حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین راتوں سے زیادہ چھوڑے۔ جب انہوں نے حضرت عائشہ کے سامنے نصیحت اور وعظ کی بہت سی باتیں کی تو حضرت عائشہ بھی ان کو روتے ہوئے نصیحت کرنے لگیں اور فرمانے لگیں میں نے تو نذر مانی ہے اور نذر کا معاملہ بڑا سخت ہے۔ وہ دونوں حضرت عائشہ سے اصرار کرتے رہے یہاں

اللہ بن الزبیر رَضِيَ اللہ عَنْہُمَا قَالَ فِی بَیْعٍ اَوْ عَطَاءٍ اَعْطَتْهُ عَائِشَةُ رَضِيَ اللہ تَعَالٰی عَنْہَا : وَاللّٰہِ لَتَنْتَهِیَنَّ عَائِشَةُ اَوْ لَا حُجْرَ عَلَیْہَا - قَالَتْ : اَهُوَ قَالَ هَذَا؟ قَالُوا : نَعَمْ - قَالَتْ : هُوَ لِلّٰہِ عَلَیَّ نَذْرٌ اَنْ لَا اُكَلِّمَ ابْنَ الزُّبَیْرِ اَبَدًا ، فَاسْتَشْفَعَ ابْنُ الزُّبَیْرِ اِلَیْہَا حِیْنَ طَالَتْ الْهِجْرَةُ فَقَالَتْ : لَا وَاللّٰہِ لَا اُسْفَعُ فِیْہِ اَبَدًا ، وَلَا اَتَحْنِثُ اِلَی نَذْرِی فَلَمَّا طَالَ ذَلِکَ عَلَی ابْنِ الزُّبَیْرِ کَلَّمَ الْمِسُورَ بْنَ مَخْرَمَةَ ، وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ ابْنَ الْاَسْوَدِ ابْنَ عَبْدِ یَغُوْثٍ وَقَالَ لَہُمَا : اَنْشَدُکُمَا اللّٰہَ لَمَّا اَدْخَلْتُمَانِیْ عَلَی عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰہ عَنْہَا فَاِنَّہَا لَا یَحِلُّ لَہَا اَنْ تَنْذِرَ قَطِیْعَتِیْ فَاَقْبَلَ بِہِ الْمِسُورُ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ حَتّٰی اسْتَاذَنَا عَلَی عَائِشَةَ فَقَالَا : اَلْسَلَامُ عَلَیْکَ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہُ اَدْخُلْ؟ قَالَتْ عَائِشَةُ اَدْخُلُوا قَالُوا : کُلُّنَا؟ قَالَتْ : نَعَمْ اَدْخُلُوا کُلُّکُمْ ، وَلَا تَعْلَمُ اَنْ مَعَهُمَا ابْنُ الزُّبَیْرِ فَلَمَّا دَخَلُوا دَخَلَ ابْنُ الزُّبَیْرِ الْحِجَابَ فَاعْتَقَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰہ عَنْہَا وَطَفِقَ یُنَادِیْہَا وَیَبْکِیْ ، وَطَفِقَ الْمِسُورُ ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ یُنَادِیْہَا اِلَّا کَلَمَتْہُ وَقَبِلَتْ مِنْہُ ، وَیَقُولَانِ : اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ نَهٰی عَمَّا قَدْ عَلِمْتَ مِنَ الْهِجْرَةِ ، وَلَا یَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ یَّهْجَرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَیَالٍ - فَلَمَّا اَکْثَرُوا عَلَی عَائِشَةَ مِنَ التَّذْکِرَةِ وَالتَّحْرِیجِ طَفِقَتْ تُذْکِرُہُمَا وَتَبْکِیْ ، وَتَقُولُ : اِنِّیْ نَذَرْتُ وَالنَّذْرُ شَدِیْدٌ فَلَمْ یَزَالَا بِہَا حَتّٰی کَلَمَتْ ابْنَ الزُّبَیْرِ وَاعْتَقَتْ فِی نَذْرِہَا ذَلِکَ اَرْبَعِیْنَ



رَقَبَةً وَكَانَتْ تَذْكُرُ نَذْرَهَا بَعْدَ ذَلِكَ فَتَبْكِي حَتَّى تَبْلُ دُمُوعُهَا خِمَارَهَا ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

تک کہ انہوں نے ابن زبیر سے بات کر لی۔ اور نذر کے کفارے میں چالیس گردنیں آزاد کیں۔ بعد میں جب کبھی وہ اس نذر کو یاد کرتیں تو اتنا روتیں کہ ان کے آنسو ان کی اوڑھنی کو تر کر دیتے۔ (بخاری)

**تخریج:** رواہ البخاری فی الادب باب الحجرۃ و قول رسول اللہ ﷺ لا یحل لرجل ان یتجر الخاء فوق ثلاث۔  
**الذخائر:** لا حجرن علیہا: اس کے مال میں تصرف ضرور منع کروں گا۔ لا اشفع: میں کسی کی سفارش نہیں کرتا۔ لا تحنت: میں اپنی نذر گناہ گار نہیں ہوتا۔ یناشدہا: ان سے عبد اللہ کے متعلق رضا مندی طلب کر رہے تھے۔ خمارھا: سر و سینہ پوش۔  
**فوائد:** (۱) اللہ تعالیٰ کی خاطر ترک تعلق تین دن سے زیادہ جائز ہے۔ البتہ کسی دینی غرض سے جائز نہیں۔ (۲) حضرت عائشہؓ سے اجازت مانگی کہ وہ ان کے مال کو روک لے۔ اس لئے کہ عائشہؓ اپنے اموال کے بیچنے اور صدقہ کرنے میں بہت نرمی اختیار کرنے والی تھیں۔ (۳) معصیت کی نذر جائز نہیں۔ نذر کا کفارہ قسم کا ہی کفارہ ہے جبکہ نذر پوری نہ کرے وہ گردن آزاد کرنا دس مساکین کو کھانا یا ان کو کپڑے دینا۔ اگر تینوں کی طاقت نہ ہو تو تین دن کے روزے رکھے۔

۱۸۶۲: وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَرَجَ إِلَى قَتْلَى أُحُدٍ فَصَلَّى عَلَيْهِمْ بَعْدَ ثَمَانِ سِنِينَ كَالْمُودِعِ لِلْأَحْيَاءِ وَالْأَمْوَاتِ ثُمَّ طَلَعَ إِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: "إِنِّي بَيْنَ أَيْدِيكُمْ فَرَطٌ وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ وَإِنَّ مَوْعِدَكُمْ الْحَوْضُ ، وَإِنِّي لَا أَنْظَرُ إِلَيْهِ مِنْ مَقَامِي هَذَا ، وَإِنِّي لَسْتُ أَخْشَى عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا وَلَكِنْ أَخْشَى عَلَيْكُمْ الدُّنْيَا أَنْ تَنَافَسُوهَا" قَالَ فَكَانَتْ آخِرَ نَظَرِهِ نَظَرْتُهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
 ۱۸۶۲: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقتولین اُحد کی طرف تشریف لے گئے اور آٹھ سال بعد ان کے لئے اس طرح دعا فرمائی جیسے کوئی زندوں اور مردوں کو الوداع کہتا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لائے اور فرمایا: "میں تم سے آگے جانے والا ہوں اور میں تم پر گواہ ہوں گا۔ تمہارے ساتھ وعدے کی جگہ حوض ہے اور میں اس کو اپنے اس مقام پر دیکھ رہا ہوں۔ خبردار! مجھے تمہارے بارے میں شرک کا خطرہ نہیں لیکن خدشہ اس بات کا ہے کہ تم دنیا میں ایک دوسرے کے مقابلے میں رغبت کرنے لگو۔" حضرت عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں یہ آخری نگاہ تھی جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ڈالی۔ (بخاری و مسلم)

وَفِي رِوَايَةٍ: "وَلَكِنِّي أَخْشَى عَلَيْكُمْ الدُّنْيَا أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا ، وَتَقْتُلُوا فَتَهْلِكُوا كَمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ قَالَ عُقْبَةُ فَكَانَ آخِرَ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ۔ وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ: "إِنِّي فَرَطٌ لَكُمْ وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ وَإِنِّي وَاللَّهِ لَا أَنْظَرُ إِلَى حَوْضِي الْآنَ ، وَإِنِّي أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ أَوْ مَفَاتِيحَ الْأَرْضِ ، وَإِنِّي وَاللَّهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا

ایک اور روایت میں ہے کہ مجھے تمہارے بارے میں دنیا کا خطرہ ہے کہ اس میں رغبت کرنے لگو آپس میں اس کی وجہ سے لڑنے لگو اور اس طرح ہلاک ہو جاؤ جس طرح تم سے پہلے ہلاک ہوئے۔ یہ آخری دیدار تھا جو میں نے منبر پر آپ کا کیا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ میں تم سے آگے جانے والا ہوں اور میں تم پر گواہ ہوں گا اللہ کی قسم میں اپنے حوض کو اب دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئیں یا زمین کی چابیاں دی گئیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ

بُعْدِي وَلَكِنْ أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا“  
 وَالْمُرَادُ بِالصَّلَاةِ عَلَى قُلِّي أَحَدٍ: الدُّعَاءُ لَهُمْ  
 ‘لَا الصَّلَاةُ الْمَعْرُوفَةُ۔  
 کی قسم تمہارے بارے میں یہ مجھے خطرہ نہیں کہ تم میرے بعد شرک میں  
 مبتلا ہو جاؤ گے لیکن مجھے خطرہ یہ ہے کہ تم دنیا میں رغبت کرنے لگو۔  
 مقتولینِ اُحد پر صلوٰۃ کا معنی دعا ہے۔ نہ کہ معروف نماز جنازہ۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الجنائز باب الصلاة علی الشہید و مسلم فی الفضائل باب اثبات حوض نبینا ﷺ و صفاته۔

**الذخائر:** فرط: تم سے سبقت کرنے والا استقبالی۔

**فوائد:** (۱) رسول اللہ ﷺ کے لئے کشف کا ثبوت جبکہ آپ ﷺ نے اپنے اس کھڑے ہونے کی جگہ سے اس کو جنت میں دیکھ لیا۔  
 (۲) حوض کا ثبوت۔ (۳) اسلام کے ہمیشہ باقی رہنے اور مسلمانوں کی اکثریت کے اس پر قائم رہنے کا بیان۔ (۴) قبور کی زیارت کر کے  
 قبر والوں کے لئے دعا کرنی چاہئے۔ (۵) آپ ﷺ کا دنیا سے زبرد و بے رغبتی جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو زمین کی چابیوں پر اختیار دیا  
 اور اس کے دروازے آپ ﷺ پر کھول دیئے مگر آپ ﷺ نے قانیہ پر باقیہ کو ترجیح دی۔

۱۸۶۳: وَعَنْ أَبِي زَيْدٍ عَمْرِو بْنِ أَخْطَبِ  
 الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّى بِنَا  
 رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْفَجْرَ وَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَ  
 حَتَّى حَضَرَتِ الْعَصْرُ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلَّى، ثُمَّ  
 صَعِدَ الْمِنْبَرَ حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَأَخْبَرَنَا  
 مَا كَانَ وَمَا هُوَ كَانٍ، فَأَعْلَمْنَا أَحْفَظْنَا، رَوَاهُ  
 مُسْلِمٌ۔  
 ۱۸۶۳: حضرت ابو زید عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ  
 نے فجر کی نماز پڑھائی اور منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ پھر ہمیں خطبہ دیا  
 یہاں تک کہ ظہر کا وقت ہو گیا نماز پڑھائی اور پھر منبر پر چڑھ کر خطبہ  
 دیا یہاں تک کہ عصر کا وقت ہو گیا۔ نماز پڑھائی اور پھر منبر پر چڑھ کر  
 خطبہ دیا یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔ پس جو کچھ ہوا اور جو ہونے  
 والا تھا اسکی ہمیں اطلاع دی۔ ہم میں سب سے بڑے علم والے وہی  
 ہیں جو ان باتوں کو سب سے زیادہ یاد کرنے والے ہیں۔ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی النفس باب اخبار النبی ﷺ فی ما سکون الی قیام الساعة۔

**فوائد:** (۱) آپ ﷺ نے اپنی امت کی تعلیم کے سلسلہ میں جس کی برائے دینی معاملے میں جس کی امت کو ضرورت پیش آئی اور  
 گزشتہ لوگوں کے ذریعہ ان کو نصیحت کی اور اس شر کے متعلق ان کو خبردار کیا جو آئندہ زمانہ میں ان پر اترنے والا تھا۔ (۲) لوگوں میں زیادہ  
 علم والے وہ لوگ ہیں جو علم کو زیادہ یاد رکھنے والے کتاب اللہ اور سنت نبی ﷺ کو زیادہ محفوظ کرنے والے ہوں۔

۱۸۶۴: وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ:  
 قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: مَنْ نَذَرَ أَنْ يُطِيعَ اللَّهَ فَلْيُطِعهُ  
 وَمَنْ نَذَرَ أَنْ يَعْصِيَ اللَّهَ فَلَا يَعْصِهْ، رَوَاهُ  
 الْبُخَارِيُّ۔  
 ۱۸۶۴: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ  
 نے فرمایا: ‘جو آدمی یہ نذر مانے کہ وہ اللہ کی اطاعت کرے گا تو اس  
 کو اطاعت کرنی چاہئے اور جو یہ نذر مانے کہ وہ اللہ کی نافرمانی کرے  
 گا تو وہ اللہ کی نافرمانی نہ کرے۔‘ (بخاری)

**تخریج:** رواہ البخاری فی الايمان باب النذر فی الطاعة۔

**فوائد:** نذر کو پورا کرنا واجب ہے جبکہ وہ نذر طاعت اللہ کی ہو اور جب معصیت کی نذر ہو تو ہو منعقد ہی نہ ہوگی۔

۱۸۶۵: وَعَنْ أُمِّ شَرِيكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ  
 ۱۸۶۵: حضرت ام شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَهَا بِقَتْلِ الْأَوْزَاعِ وَقَالَ :  
 "كَانَ يَنْفُخُ عَلَى إِبْرَاهِيمَ -  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے چھپکلیوں کے مارنے کا حکم دیا  
 اور فرمایا یہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آگ پر پھونکے مارتی  
 متفق علیہ تھیں۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی بدء الخلق، باب خیر مال المسلم غنم یتبع بها شعث الجبال ومسلم فی السلام، باب  
 استحباب قتل الوزع

**اللَّغَائِثُ:** الألو زاع: جمع وزغ یہ ایک موذی جاندار ہے۔

۱۸۶۶: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ  
 اللَّهِ ﷺ: "مَنْ قَتَلَ وَزْعَةً فِي أَوَّلِ ضَرْبَةٍ فَلَهُ  
 كَذَا وَكَذَا حَسَنَةً، وَمَنْ قَتَلَهَا فِي الضَّرْبَةِ  
 الثَّانِيَةِ فَلَهُ كَذَا وَكَذَا حَسَنَةً دُونَ الْأُولَى،  
 وَإِنْ قَتَلَهَا فِي الضَّرْبَةِ الثَّالِثَةِ فَلَهُ كَذَا وَكَذَا  
 حَسَنَةً" وَفِي رِوَايَةٍ: "مَنْ قَتَلَ وَزْعًا فِي أَوَّلِ  
 ضَرْبَةٍ كُتِبَ لَهُ مِائَةٌ حَسَنَةٍ، وَفِي الثَّانِيَةِ دُونَ  
 ذَلِكَ، وَفِي الثَّالِثَةِ دُونَ ذَلِكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
 قَالَ أَهْلُ اللَّغَةِ: الْوَزْعُ الْعِظَامُ مِنْ سَامٍ  
 أَبْرَصَ۔  
 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے چھپکلی کو پہلی ضرب میں مارا اس  
 کو اتنی اتنی نیکیاں ہیں اور جو دوسری ضرب میں مارے اس کو اتنی اتنی  
 نیکیاں پہلی سے کم اور اگر اس کو تین ضربوں میں مارا تو اس کو اتنی اتنی  
 نیکیاں۔ ایک اور روایت میں یہ ہے کہ جس نے چھپکلی کو پہلی ضرب  
 میں مارا اس کے لئے سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جس نے دوسری  
 ضرب میں مارا اس کو اس سے کم اور جس نے تیسری ضرب میں میں  
 مارا اس کو اس سے کم۔ (مسلم)  
 اہل لغت فرماتے ہیں کہ الْوَزْعُ: سام ابرص کی قسم کا بڑا  
 جانور (کرلا) ہے۔

**تخریج:** رواہ مسلم فی السلام، باب استحباب قتل الوزع۔

**قوائد:** (۱) وزغ کا قتل کرنا مستحب ہے اور پہلی ضرب ہی اتنی قوت سے مارنی چاہئے کہ وہ مر جائے اور تمام حشرات الارض کا قتل کرنا  
 بھی اسی طرح مستحب ہے مثلاً بچھو سانپ وغیرہ۔ (۲) ابراہیم علیہ السلام کے لئے آگ کو دھونکنا یہ حقیقت واقعی ہے اگرچہ اس کے اس  
 حقیر عمل کا کچھ زیادہ اثر نہیں ہوا۔ ممکن ہے کہ نبی آدم کو ایذا اور تکلیف پہنچانے سے کنایہ ہو۔

۱۸۶۷: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ  
 رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "قَالَ رَجُلٌ لَا تَصَدَّقَنَّ  
 بِصَدَقَةٍ، فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ فَوَضَعَهَا فِي يَدِ  
 سَارِقٍ فَأَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ تُصَدِّقُ اللَّيْلَةُ  
 عَلَى سَارِقٍ! فَقَالَ: اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ  
 لَا تَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ فَوَضَعَهَا  
 فِي يَدِ زَانِيَةٍ فَأَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ تُصَدِّقُ  
 اللَّيْلَةُ عَلَى زَانِيَةٍ! فَقَالَ: اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ  
 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ  
 ﷺ نے فرمایا کہ ایک آدمی نے کہا۔ آج میں ضرور صدقہ کروں گا  
 پس وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا اور اس کو ایک چور کے ہاتھ میں رکھ دیا۔  
 صبح کو لوگ باتیں کر رہے تھے آج رات ایک چور کو صدقہ دیا گیا۔ اس  
 نے کہا اے اللہ تمام تعریفیں تیرے لئے ہیں۔ میں آج پھر صدقہ  
 کروں گا۔ وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا تو اس کو ایک زانیہ غورت کے ہاتھ  
 پر رکھ دیا۔ صبح کو لوگ باتیں کرنے لگے کہ آج رات ایک زانیہ پر  
 صدقہ کیا گیا۔ اس نے کہا اے اللہ تمام تعریفیں تیرے لئے ہیں۔

عَلَى زَانِيَةٍ لَا تَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ  
بِصَدَقَتِهِ فَوَضَعَهَا فِي يَدِ غَنِيِّ فَأَصْبَحُوا  
يَتَحَدَّثُونَ تُصَدِّقُ اللَّيْلَةَ عَلَى غَنِيِّ فَقَالَ :  
اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلَى سَارِقٍ وَعَلَى زَانِيَةٍ  
وَعَلَى غَنِيٍّ ، فَأَتَى فَقِيلَ لَهُ : أَمَّا صَدَقَتُكَ  
عَلَى سَارِقٍ فَلَعَلَّهُ أَنْ يُسْتَعْفَ عَنْ سَرِقَتِهِ ،  
وَأَمَّا الزَّانِيَةُ فَلَعَلَّهَا تَسْتَعْفُ عَنْ زِنَاهَا  
وَأَمَّا الْغَنِيُّ فَلَعَلَّهُ اللَّهُ أَنْ يَتَّعِبَ فَيُنْفِقَ مِمَّا  
آتَاهُ اللَّهُ ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ بِلَفْظِهِ وَمُسْلِمٌ  
بِمَعْنَاهُ .

بدکار عورت پر صدقہ ہو گیا۔ میں آج رات پھر ضرور صدقہ کروں گا۔  
وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا اس کو ایک مالدار کے ہاتھ میں دے دیا۔ صبح کو  
لوگ باتیں کرنے لگے کہ آج رات مالدار کو صدقہ دیا گیا۔ اس نے  
کہا اے اللہ! تمام تعریفیں آپ کے لئے ہیں۔ صدقہ چور کو پہنچ گیا،  
زانیہ کے ہاتھ میں آیا اور مالدار کو مل گیا۔ اس کو خواب دکھایا گیا جس  
میں کہا گیا کہ تیرا صدقہ چور پر قبول ہو گیا۔ اس لئے کہ شاید وہ چوری  
سے باز آئے اور زانیہ پر قبول ہو گیا شاید کہ وہ زنا سے پاک بازی  
اختیار کرے اور غنی پر بھی قبول ہو گیا شاید کہ وہ عبرت حاصل کرے  
اور اپنے دیئے ہوئے مال میں سے خرچ کرے۔ بخاری نے ان  
لفظوں سے بیان کیا اور مسلم نے اسی معنی کو روایت کی۔

**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الزکاة باب اذا تصدق علی غنی و هو لا یعلم و مسلم فی الزکاة باب ثبوت اجر  
المتصدق و ان وقعت الصدقة فی ید غیر اهلها۔

**الْمُخَابَرَاتُ:** قال رجل: یک آدمی نے کہا جو ان لوگوں میں سے تھا جو زمانہ اسلام سے پہلے تھا۔ فقیل له: خواب میں اسکو بتلایا گیا  
**فوائد:** (۱) صدقہ کرنے والوں کو ان کی نیت کے مطابق اجر ملتا ہے اگرچہ صدقہ اس آدمی کے ہاتھ میں آئے جو اسکا مستحق نہ ہو جب  
تک کہ ان کا حال معلوم ہو نہ ہو یا اچھا مقصد سامنے ہو۔ (۲) اس میں کوئی شبہ نہیں کہ رشتہ داروں اور ضرورت مندوں میں جو اچھے لوگ  
ہوں ان پر صدقہ کرنا دوسروں پر صدقہ کرنے سے افضل ہے۔

۱۸۶۸: حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ ہم ایک دعوت میں رسول  
اللہ کے ساتھ تھے۔ آپ کے لئے دستی کا گوشت پیش کیا گیا اور یہ  
گوشت آپ کو پسند تھا۔ پس آپ دانتوں سے توڑ توڑ کر کھانے لگے  
اور فرمانے لگے میں قیامت کے دن لوگوں کا سردار ہوں گا۔ کیا تمہیں  
معلوم ہے کہ وہ کس طرح ہوگا؟ اللہ تعالیٰ پہلوں اور پچھلوں کو ایک  
میدان میں جمع فرمائیں گے تاکہ دیکھنے والا ان سب کو دیکھ سکے اور  
دعوت دینے والے کی بات سن سکیں اور سورج لوگوں کے قریب ہوگا۔  
لوگوں کو غم اور بے چینی اس حد تک ہوگی جس کی وہ طاقت اور  
برداشت نہ رکھیں گے۔ لوگ کہیں گے کیا تم اس تکلیف کو دیکھ رہے ہو  
جس میں تم مبتلا ہو کہ وہ کس حد تک پہنچی ہوئی ہے۔ کیا تم نہیں غور کرتے  
کسی ایسے شخص کے بارے میں جو تمہارے لئے تمہارے رب کے  
ہاں سفارش کرے۔ پس وہ ایک دوسرے کو کہیں گے۔ تمہارے والد

۱۸۶۸: وَعَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي دَعْوَةٍ فَرَفَعَ إِلَيْهِ الذَّرَاعُ  
، وَكَانَتْ تُعْجِبُهُ فَهَسَ مِنْهَا نَهْسَةً وَقَالَ :  
”أَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، هَلْ تَذَرُونَنِي مِمَّ؟  
ذَلِكَ يَجْمَعُ اللَّهُ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ فِي صَعِيدٍ  
وَاحِدٍ فَيَنْظُرُهُمُ النَّاطِرُ ، وَيُسْمِعُهُمُ الدَّاعِي ،  
وَتَذْنُو مِنْهُمْ الشَّمْسُ فَيَبْلُغُ النَّاسُ مِنَ الْغَمِّ  
وَالْكَرْبِ مَا لَا يُطْبِقُونَ وَلَا يَحْتَمِلُونَ ،  
فَيَقُولُ النَّاسُ : أَلَا تَرَوْنَ مَا أَنْتُمْ فِيهِ إِلَى مَا  
بَلَّغَكُمْ ، أَلَا تَنْظُرُونَ مَنْ يَشْفَعُ لَكُمْ إِلَى  
رَبِّكُمْ؟ فَيَقُولُ بَعْضُ النَّاسِ لِبَعْضٍ : أَبُوكُمْ  
آدَمُ فَيَاثُونَهُ فَيَقُولُونَ : يَا آدَمُ أَنْتَ أَبُو الْبَشَرِ ،

آدم ہیں۔ وہ سب ان کے پاس آئیں گے اور کہیں گے کہ اے آدم تو سب انسانوں کا باپ ہے۔ تجھے اللہ نے اپنے ہاتھ سے بنایا اور اپنی طرف سے روح پھونکی اور فرشتوں کو اس نے حکم دیا۔ پس انہوں نے تمہیں سجدہ کیا اور تمہیں جنت میں ٹھہرایا۔ کیا آپ ہمارے لئے اپنے رب سے سفارش نہیں کریں گے۔ کیا آپ اس تکلیف کو نہیں دیکھ رہے کہ جس میں ہم مبتلا ہیں اور جس حد تک ہم پہنچے ہوئے ہیں۔ پس وہ فرمائیں گے بے شک میرا رب آج کے دن اتنا سخت غصے میں ہے کہ نہ اس سے پہلے ناراض ہوا اور نہ ہی بعد میں وہ اس طرح ناراض ہوگا۔ اس نے مجھے درخت سے روکا پس مجھ سے نافرمانی ہو گئی۔ مجھے اپنی جان کی فکر ہے۔ مجھے اپنی جان کی فکر ہے۔ مجھے اپنی جان کی فکر ہے۔ میرے علاوہ اور کسی کے پاس جاؤ۔ تم نوح کے پاس جاؤ۔ پس وہ سب لوگ نوح کے پاس جائیں گے اور کہیں گے اے نوح! آپ زمین پر پہلے رسول ہیں اور اللہ نے آپ کو شکر گزار بندہ فرمایا۔ کیا آپ نہیں دیکھ رہے جس مصیبت میں ہم مبتلا ہیں اور جس حد تک ہم پہنچے ہوئے ہیں۔ کیا آپ ہمارے لئے اپنے رب کے ہاں سفارش نہیں کرتے؟ وہ فرمائیں گے آج کے دن بے شک میرا رب اتنا غضبناک ہے کہ نہ اس سے پہلے غضبناک ہوا اور نہ بعد میں ہوگا۔ اس نے مجھے دعوت دینے کے لئے کہا۔ میں نے وہ دعوت اپنی قوم کو دی۔ میری جان میری جان میری جان۔ تم ابراہیم کے پاس جاؤ اور وہ ابراہیم کے پاس جا کر کہیں گے۔ اے ابراہیم تو اللہ کا پیغمبر ہے اور اہل زمین میں اس کا خلیل ہے۔ ہمارے لئے اپنے رب سے سفارش کر دو۔ کیا تم اس مصیبت کو نہیں دیکھتے جس میں ہم مبتلا ہیں۔ وہ انہیں فرمائیں گے۔ بے شک میرا رب آج کے دن اتنا غضبناک ہے کہ نہ وہ پہلے اتنا غضبناک ہوا اور نہ بعد میں ہوگا۔ میں نے تین باتیں ایسے کہی تھیں جو واقعہ کے خلاف تھیں۔ مجھے تو اپنی فکر ہے اپنی فکر اور اپنی فکر۔ تم میرے علاوہ اور کسی کے پاس جاؤ۔ تم موسیٰ کے پاس جاؤ۔ پس وہ موسیٰ کے پاس آئیں گے اور کہیں گے۔ اے موسیٰ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغامات اور کلام کے ساتھ

خَلَقَكَ اللَّهُ بِيدِهِ ، وَنَفَخَ فِيكَ مِنْ رُوحِهِ ،  
وَأَمَرَ الْمَلَائِكَةَ فَسَجَدُوا لَكَ وَأَسْكَنَكَ  
الْجَنَّةَ ، أَلَا تَشْفَعُ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلَا تَرَى إِلَى مَا  
نَحْنُ فِيهِ وَمَا بَلَّغْنَا؟ فَقَالَ : إِنَّ رَبِّي غَضِبَ  
غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ ، وَلَا يَغْضَبُ  
بَعْدَهُ مِثْلَهُ ، وَإِنَّهُ نَهَانِي عَنِ الشَّجَرَةِ  
فَعَصَيْتُ : نَفْسِي نَفْسِي أَذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي :  
أَذْهَبُوا إِلَى نُوحٍ - فَيَأْتُونَ نُوحًا فَيَقُولُونَ يَا  
نُوحُ : أَنْتَ أَوَّلُ الرُّسُلِ إِلَى الْأَرْضِ ، وَقَدْ  
سَمَّاكَ اللَّهُ عَبْدًا شَكُورًا ، أَلَا تَرَى إِلَى مَا  
نَحْنُ فِيهِ ، إِلَى تَرَى إِلَى مَا بَلَّغْنَا؟ أَلَا تَشْفَعُ  
لَنَا إِلَى رَبِّكَ؟ فَيَقُولُ : إِنَّ رَبِّي غَضِبَ الْيَوْمَ  
غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ  
مِثْلَهُ ، وَإِنَّهُ قَدْ كَانَتْ لِي دَعْوَةٌ دَعَوْتُ بِهَا  
عَلَى قَوْمِي : نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي أَذْهَبُوا  
إِلَى غَيْرِي : أَذْهَبُوا إِلَى إِبْرَاهِيمَ فَيَقُولُونَ : يَا  
إِبْرَاهِيمُ أَنْتَ نَبِيُّ اللَّهِ وَخَلِيلُهُ مِنْ أَهْلِ  
الْأَرْضِ ، اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ ، أَلَا تَرَى إِلَى مَا  
نَحْنُ فِيهِ؟ فَيَقُولُ لَهُمْ : إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ  
الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ  
بَعْدَهُ مِثْلَهُ۔

وَأَنِّي كُنْتُ كَذَبْتُ ثَلَاثَ كَذِبَاتٍ ،  
نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي أَذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي :  
أَذْهَبُوا إِلَى مُوسَى ، فَيَأْتُونَ مُوسَى فَيَقُولُونَ :  
يَا مُوسَى أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ ، فَصَلِّكَ اللَّهُ  
بِرِسَالَاتِهِ وَبِكَلَامِهِ عَلَى النَّاسِ ، اشْفَعْ لَنَا إِلَى  
رَبِّكَ ، أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ؟ فَيَقُولُ إِنَّ  
رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ



مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَإِنِّي قَدْ قُلْتُ  
نَفْسًا لَمْ أَوْ مَرِّ بِقَتْلِهَا نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي  
اَذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي : اَذْهَبُوا إِلَى عِيسَى -  
فَيَا تُونَ عِيسَى فَيَقُولُونَ : يَا عِيسَى أَنْتَ  
رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ الْكَاثِرُ إِلَى مَرِيَمَ وَرُوحُ  
مِنْهُ ، وَكَلِمَتُ النَّاسِ فِي الْمَهْدِ اشْفَعْ لَنَا إِلَى  
رَبِّكَ ، أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ؟ فَيَقُولُ  
عِيسَى : إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ  
يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ ،  
وَلَمْ يَذْكُرْ ذَنْبًا ، نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي ،  
اَذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي اَذْهَبُوا إِلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " وَفِي رِوَايَةٍ " فَيَا تُونِي  
فَيَقُولُونَ يَا مُحَمَّدُ أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ ، وَقَدْ غَفَرَ  
اللَّهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ ، اشْفَعْ  
لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ؟  
فَانْطَلِقْ فَاتَّبِعْ تَحْتَ الْعَرْشِ فَاقْعَ سَاجِدًا  
لِرَبِّي ، ثُمَّ يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَى مِنْ مَحَامِدِهِ  
وَحُسْنِ الثَّنَاءِ عَلَيْهِ شَيْئًا لَمْ يَفْتَحْهُ عَلَى أَحَدٍ  
قَبْلِي ثُمَّ يَقَالُ يَا مُحَمَّدُ ارْقِعْ رَأْسَكَ سَلْ  
تُعْطَا ، وَاشْفَعْ تُشْفَعْ ، فَارْقِعْ رَأْسِي فَأَقُولُ  
أُمِّي يَا رَبِّ ، أُمِّي يَا رَبِّ ، أُمِّي يَا رَبِّ -  
فَيَقَالُ : يَا مُحَمَّدُ ادْخُلْ مِنْ أُمَّتِكَ مَنْ لَا  
حِسَابَ عَلَيْهِمْ مِنَ الْبَابِ الْأَيْمَنِ مِنَ الْبَابِ  
الْجَنَّةِ وَهُمْ شُرَكَاءُ النَّاسِ فِيمَا سَرَى ذَلِكَ  
مِنَ الْبَابِ - ثُمَّ قَالَ : وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ  
إِنَّ مَا بَيْنَ الْمِصْرَاعَيْنِ مِنْ مَصَارِيعِ الْجَنَّةِ  
كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَهَجَرَ أَوْ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ

آپ کو خاص کیا۔ آپ ہمارے لئے اپنے رب کے پاس سفارش  
کریں۔ کیا آپ اس پریشانی کو نہیں دیکھتے جس میں ہم مبتلا ہیں؟ وہ  
فرمائیں گے۔ بے شک میرا رب آج کے دن اتنا ناراض ہے نہ اس  
سے پہلے اتنا ناراض ہوا اور نہ اس کے بعد ہوگا۔ بے شک میں نے تو  
ایک جان کو مار دیا تھا جس کے قتل کا مجھ کو حکم نہ تھا۔ مجھے تو اپنی فکر ہے  
اپنی فکر اور اپنی فکر۔ تم میرے علاوہ اور کسی کے پاس جاؤ۔ تم عیسیٰ کے  
پاس جاؤ۔ پھر وہ عیسیٰ کے پاس جائیں گے اور کہیں گے: اے عیسیٰ! تو  
اللہ کا رسول اور کلمہ ہے جس کو اس نے مریم کی طرف ڈالا اور اس کی  
طرف سے آئی ہوئی روح ہے تو نے پنگوڑے میں کلام کیا۔ ہمارے  
لئے اپنے رب سے سفارش کرو۔ کیا تم اس پریشانی کو نہیں دیکھتے جس  
میں آج ہم مبتلا ہیں؟ پس عیسیٰ فرمائیں گے۔ بے شک میرا رب آج  
کے دن اتنا ناراض ہے کہ نہ اس سے پہلے کبھی اتنا ناراض ہوا اور نہ  
بعد میں ہوگا۔ وہ کسی لغزش کا ذکر نہیں فرمائیں گے۔ مجھے تو اپنی پڑی  
ہے مجھے تو اپنی پڑی ہے اور اپنی۔ تم میرے علاوہ اور کسی کے پاس  
جاؤ۔ تم محمدؐ کے پاس جاؤ۔ پس وہ محمدؐ کے پاس آئیں گے اور ایک  
روایت میں ہے کہ وہ میرے پاس آئیں گے۔ پھر کہیں گے اے محمدؐ  
آپ اللہ کے رسول ہیں، انبیاء کے خاتم ہیں، اللہ نے آپ کے اگلے  
پچھلے گناہ معاف کر دیئے۔ آپ ہمارے لئے اپنے رب کی بارگاہ  
میں سفارش کریں۔ کیا آپ نہیں دیکھ رہے جس مصیبت میں ہم مبتلا  
ہیں؟ پس میں چل کر عرش کے نیچے آؤں گا اور اپنے رب کی بارگاہ  
میں سجدے میں پڑ جاؤں گا۔ پھر اللہ مجھ پر اپنی ایسی تعریفیں اور عمدہ  
ثنائیں کھولے گا جو آج تک مجھ سے پہلے کسی پر نہیں کھولی گئیں۔ پھر کہا  
جائے گا اے محمدؐ! سراٹھاؤ اور سوال کرو۔ سوال پورا کیا جائے گا۔  
سفارش کرو، سفارش قبول کی جائے گی۔ پس میں اپنا سراٹھاؤں گا اور  
کہوں گا اے میرے رب میری امت، میری امت، اے میرے  
رب۔ پس کہا جائے گا اے محمدؐ اپنی امت میں سے بلا حساب والوں کو  
دائیں جانب والے دروازے سے جنت میں داخل کر لو اور میرے  
امتی لوگوں کے ساتھ دوسرے دروازوں میں بھی شریک ہوں گے۔



وَبُصْرَى مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
اللہ کی قسم! دو کواڑوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہوگا جتنا مکہ اور حجر کے درمیان۔ یا فرمایا مکہ اور بصری کے درمیان۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی التفسیر سورۃ الاسراء و فی کتاب النبیاء باب قوله تعالیٰ انا ارسلنا نوحا و مسلما فی الایمان باب ادنیٰ اهل الجنة منزلة فیہا۔

**الدُّعَاۤئُ:** دعوة: کھانا۔ بعجبہ: پسند آتا، قاضی عیاض فرماتے ہیں آپ دستی کو پسند فرماتے یہ پک جاتی اور نرم ہو جاتی ہے۔ اس کی لذت خوب ہے اور ذائقہ شاندار ہے اور گندگی کے مقام سے دور ہے۔ دانتوں سے اس کے گوشت کو توڑا۔ سید الناس: آدم اور دیگر انبیاء علیہم السلام سمیت تمام لوگوں کے سردار ہوں گے۔ صعید: زمین۔ تدنو: قریب ہونا۔ الغم: غم و رنج۔ الکرب: تنگی۔ فجعد و الک: یہ سجدہ عبادت نہ تھا بلکہ سجدہ شکر تھا۔ سجدہ میں عبادت فقط اللہ تعالیٰ ہی کی ذات کے لئے خاص ہے۔ کذبت ثلاثہ کذبات: تین خلاف ظاہر باتیں کہیں (۱) انی سقیم: میں بیمار ہوں۔ (۲) قللولہ بل فعلہ: بلکہ اس کو بڑے نے کیا اور سارہ کو کہتا کہ یہ میری بہن ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ تینوں گناہ نہیں۔ انی سقیم کا معنی عنقریب میں بیمار ہونے والا ہوں۔ فعلہ کبیر ہم: ان کے بڑے نے کیا اگر بت بولتے۔ واختی: یعنی اسلام کے اعتبار سے بہن لیکن چونکہ صورت یہ کذب تھے۔ اس لئے ان کو کذب کہا اور ان کو گناہ شمار کیا اور اپنے نفس کے متعلق اسی سے ڈر گئے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جو جتنا زیادہ اللہ کو پہچاننے والا اور مرتبہ میں زیادہ قریب ہے۔ اتنا ہی اس کو خطرہ اور خوف بڑا ہے۔ اسی طرح تمام انبیاء علیہم السلام کی طرف جو خطائیں منسوب کی گئیں۔ اول الرسل: طوفان کے بعد پہلے۔ لفقہ کانت لی دعوة: میں نے ایک دعا کی تھی۔ دب لا تذر علی الارض من الکافرین دیار: اے اللہ اے ایک کافر بسنے والا زمین پر نہ چھوڑ۔ قتل نفسا: قوم فرعون سے ایک قبیلے کا قتل کیا۔ انت کلمتہ: تو اللہ تعالیٰ کے کلمہ کن سے پیدا ہوا۔ روح منہ: اس کے حکم سے آئی ہوئی روح۔ المہد: بچپن۔ العرش: بادشاہ کی چارپائی و تخت وہ اللہ تعالیٰ کی عظیم مخلوق ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی حقیقت کو جانتے ہیں۔ محامدہ: اچھے اوصاف سے اس کی تعریف۔ من لاحساب علیہم: جن کا کوئی حساب نہ ہوگا اور ان کی تعداد ستر ہزار ہے۔ من الابواب: جنت کے آٹھوں دروازے۔ المصر اعین: کواڑ۔ ہجر: بحرین کا ایک شہر۔ بصری: حوران کے علاقہ دمشق سے جنوب میں ایک شہر ہے۔

**فوائد:** (۱) نبی اکرم ﷺ کی فضیلت کا ثبوت اور اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ ﷺ کے مرتبہ کی بلندی اور قیامت کے دن شفاعت کا ثبوت اور محشر کے موقف کی شدت و سختی بندوں پر ذکر کی گئی۔ (۲) حضرات انبیاء و رسل علیہم السلام کے توسل اور استشفاع کا قیامت کے دن ان سے جواز۔ (۳) معاصی کا ثبوت رسولوں کے سلسلہ میں اپنے ظاہری معنی میں نہیں بلکہ وہ ”حسنات الابراہر سینات المقربین“ کی قسم میں سے ہے۔ ورنہ انبیاء علیہم الصلوٰات والسلام تو گناہوں سے معصوم ہیں اور جو ان کی طرف منسوب ہے وہ انہوں نے تویل و اجتہاد سے کیا۔ انبیاء علیہم الصلوٰات والسلام سے لغزش تو سرزد ہو سکتی ہے اگرچہ اس پر بھی استمرار و دوام نہیں اور نہ اصرار ہے جو کچھ انہوں نے کیا اس کو معصیت ان کے قدر و منزلت اور اللہ تعالیٰ کی باگاہ میں مرتبے و مقام کی وجہ سے کہا گیا۔

۱۸۶۹: وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: جَاءَ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِأَمِّ إِسْمَاعِيلَ وَبِابْنَيْهَا إِسْمَاعِيلَ وَهِيَ تَرْضَعُهُ حَتَّى وَضَعَهَا عِنْدَ الْبَيْتِ عِنْدَ دَوْحَةٍ فَوْقَ زُمَرٍ فِي أَعْلَى ۱۸۶۹: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ابراہیم اپنے بیٹے اسماعیل اور ان کی والدہ کو لے چل دیئے جبکہ وہ دودھ پیتے بچے تھے اور ان کو بیت اللہ کے نزدیک ٹھہرایا۔ یہاں تک کہ ایک بڑے درخت کے نیچے زمزم اور مسجد حرام کے بالائی حصہ کی

جگہ میں ان کی رہائش کا انتظام کیا۔ ان جگہوں میں کوئی تنفس موجود نہ تھا اور نہ ہی وہاں پانی کا نام و نشان تھا۔ ان دونوں کو وہاں اتار کر ان کے پاس ایک کھجور کی تھیلی اور ایک مشک جس میں کچھ پانی تھا، ابراہیم علیہ السلام پیچھے مڑ کر چل دیے۔ اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ان کے پیچھے گئیں اور کہا اے ابراہیم کہاں جا رہے ہو کیا ہمیں اس وادی میں چھوڑے جا رہے ہو جس میں کوئی غم خوار ساتھی ہے اور نہ کوئی چیز؟ انہوں نے یہ بات کئی مرتبہ دہرائی لیکن ابراہیم علیہ السلام ان کی طرف توجہ نہ فرمائی۔ بالآخر ہاجرہ نے ان کو کہا کیا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے؟ ابراہیم علیہ السلام نے کہا جی ہاں۔ تب ہاجرہ نے کہا پھر وہ ہمیں ضائع نہ کرے گا۔ اس کے بعد وہ واپس لوٹ آئیں۔ ابراہیم علیہ السلام چلتے رہے یہاں تک کہ تشنہ کے پاس پہنچے۔ جہاں وہ ان کو نہ دیکھتے تھے تو آپ نے اپنا رخ بیت اللہ کی طرف کیا اور ہاتھ اٹھا کر یہ دعائیں کی۔ ”اے میرے رب میں نے اپنی اولاد کو ایسی وادی میں ٹھہرایا جس میں کھیتی نہیں.....“ اسماعیل کی والدہ اپنے بیٹے اسماعیل کو دودھ پلاتی رہیں اور خود پانی پیتی رہیں یہاں تک کہ مشک کا پانی ختم ہو گیا۔ وہ خود بھی پیاس محسوس کر رہی تھیں اور یہ بھی دیکھ رہی تھیں کہ بیٹا بھی پیاس کی وجہ سے بلبلا رہا یا زمین میں لوٹ رہا ہے۔ وہ اس منظر کو ناپسند کرتے ہوئے چل دیں۔ انہوں نے اس جگہ سے سب سے زیادہ قریب صفا کے پہاڑ کو پایا پس وہ اس پر کھڑی ہو گئیں اور وادی کی طرف رخ کر کے دیکھنے لگیں کہ کوئی انسان نظر آئے لیکن بے سود۔ وہ صفا سے اتری اور وادی تک پہنچیں۔ پھر اپنی قمیص کا کنارہ اٹھا کر ایک مصیبت زدہ شخص کی مانند دوڑ کر وادی کو عبور کیا پھر مروہ پر آئیں اور اس پر کھڑی ہو گئیں اور دیکھا کہ کوئی انسان نظر آئے لیکن کسی کو نہ پایا۔ یہ انہوں نے سات مرتبہ دہرایا۔ انہوں نے یہ سات مرتبہ کیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اس لئے لوگ صفا مروہ کے درمیان سعی کرتے ہیں جب وہ مروہ پر چڑھ گئیں تو انہوں نے ایک آواز سنی تو اپنے آپ کو کہنے لگیں خاموش! پھر انہوں نے کان لگایا تو دوبارہ وہ

الْمُسْجِدِ وَلَيْسَ بِمَكَّةَ يَوْمَئِذٍ أَحَدٌ وَلَيْسَ بِهَا مَاءٌ فَوَضَعُهُمَا هُنَاكَ وَوَضَعَ عِنْدَهُمَا جِرَابًا فِيهِ تَمْرٌ وَسِقَاءٌ فِيهِ مَاءٌ ، ثُمَّ قَفَى إِبْرَاهِيمُ مُنْطَلِقًا فَبِعَثَهُ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ فَقَالَتْ : يَا إِبْرَاهِيمُ أَيْنَ تَذْهَبُ وَتَتْرُكُنَا بِهَذَا الْوَادِي الَّذِي لَيْسَ فِيهِ آبٌ وَلَا شَيْءٌ ؟ فَقَالَتْ لَهُ ذَلِكَ مَرَارًا وَجَعَلَ لَا يُلْتَفِتُ إِلَيْهَا - قَالَتْ لَهُ : اللَّهُ أَمَرَكَ بِهَذَا؟ قَالَ : نَعَمْ - قَالَتْ إِذَا لَا يُضَيِّعُنَا ، ثُمَّ رَجَعَتْ فَأَنْطَلَقَ إِبْرَاهِيمُ ﷺ حَتَّى إِذَا كَانَ عِنْدَ النَّبِيَّةِ حَيْثُ لَا يَرَوْنَهُ اسْتَقْبَلَ بِوَجْهِهِ الْبَيْتِ ثُمَّ دَعَا بِهَوْلَاءِ الدَّعَوَاتِ فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ : رَبِّ إِنِّي أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ حَتَّى بَلَغَ ”يَشْكُرُونَ“ وَجَعَلْتُ أُمُّ إِسْمَاعِيلُ تُرْضِعُ إِسْمَاعِيلَ وَتَشْرَبُ مِنْ ذَلِكَ الْمَاءِ حَتَّى إِذَا لَفِدَ مَا فِي السِّقَاءِ عَطِشْتُ وَعَطِشَ ابْنُهَا وَجَعَلْتُ تَنْظُرُ إِلَيْهِ يَتَلَوَّى - أَوْ قَالَ يَتَلَبَّطُ فَأَنْطَلَقْتُ كَرَاهِيَةً أَنْ تَنْظُرَ إِلَيْهِ فَوَجَدَتِ الصَّفَا أَقْرَبَ جَبَلٍ فِي الْأَرْضِ يَلِيهَا فَقَامَتْ عَلَيْهِ ، ثُمَّ اسْتَقْبَلَتِ الْوَادِي تَنْظُرُ هَلْ تَرَى أَحَدًا؟ فَلَمْ تَرَ أَحَدًا ، فَهَبَطَتْ مِنَ الصَّفَا حَتَّى إِذَا بَلَغَتِ الْوَادِي رَفَعَتْ طَرَفَ دِرْعِهَا ثُمَّ سَعَتْ سَعَى الْإِنْسَانِ الْمَجْهُودِ حَتَّى جَاوَزَتِ الْوَادِي ، ثُمَّ أَتَتِ الْمَرْوَةَ فَقَامَتْ عَلَيْهَا فَتَنَظَّرَتْ هَلْ تَرَى أَحَدًا؟ فَلَمْ تَرَ أَحَدًا ، فَقَعَلَتْ ذَلِكَ سَبْعَ مَرَّاتٍ - قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ :

”فَلِذَلِكَ سَعَى النَّاسُ بَيْنَهُمَا“ فَلَمَّا أَشْرَفَتْ عَلَى الْمَرْوَةِ سَمِعَتْ صَوْتًا فَقَالَتْ: صَهْ - تُرِيدُ نَفْسَهَا - ثُمَّ تَسَمَّعَتْ فَسَمِعَتْ أَيْضًا فَقَالَتْ: قَدْ أَسْمَعْتُ إِنْ كَانَ عِنْدَكَ غَوَاثُ فَأَعِثْ، فَإِذَا هِيَ بِالْمَلِكِ عِنْدَ مَوْضِعِ زَمْزَمَ فَبَحَثَ بِعَقَبِهِ - أَوْ قَالَ بِجَنَاحِهِ - حَتَّى ظَهَرَ الْمَاءُ، فَجَعَلَتْ تُحَوِّضُهُ وَتَقُولُ بِيَدِهَا هَكَذَا، وَجَعَلَتْ تُعْرِفُ الْمَاءَ فِي بِقَائِهَا وَهُوَ يَقُورُ بَعْدَ مَا تُعْرِفُ، وَفِي رِوَايَةٍ: يَقْدِرُ مَا تُعْرِفُ - قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ”رَحِمَ اللَّهُ أُمَّ إِسْمَاعِيلَ لَوْ تَرَكَتْ زَمْزَمَ - أَوْ قَالَ لَوْ لَمْ تُعْرِفْ مِنَ الْمَاءِ - لَكَانَتْ زَمْزَمُ عَيْنًا مَعِينًا“ قَالَ فَشَرِبْتُ وَأَرْضَعْتُ وَلَدَهَا فَقَالَ لَهَا الْمَلِكُ: لَا تَخَافُوا الصَّيْعَةَ فَإِنَّ هَهُنَا بَيْتًا لِلَّهِ بَيْنَهُ هَذَا الْغُلَامُ وَأَبُوهُ، وَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضَيِّعُ أَهْلَهُ، وَكَانَ الْبَيْتُ مُرْتَفِعًا مِّنَ الْأَرْضِ كَالرَّابِيَةِ تَأْتِيهِ السُّيُولُ فَتَأْخُذُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ، فَكَانَتْ كَذَلِكَ حَتَّى مَرَّتْ بِهِمْ رُقُقَةٌ مِّنْ جُرْهُمُ أَوْ أَهْلُ بَيْتٍ مِّنْ جُرْهُمُ مُقْبِلِينَ مِنْ طَرِيقٍ كَذَاءٍ، فَتَزَلُّوا فِي أَسْفَلِ مَكَّةَ، فَرَأَوْا طَائِرَ عَائِفًا فَقَالُوا إِنَّ هَذَا الطَّائِرَ لَيَدُورُ عَلَى مَاءٍ لِّعَهْدِنَا بِهِذَا الْوَادِي وَمَا فِيهِ مَاءٌ، فَأَرْسَلُوا جَرِيًّا أَوْ جَرِيَيْنِ فَإِذَا هُم بِالْمَاءِ فَرَجَعُوا فَأَخْبَرُوهُمْ فَأَقْبَلُوا وَأُمُّ إِسْمَاعِيلَ عِنْدَ الْمَاءِ فَقَالُوا: أَتَأْذِنِينَ لَنَا أَنْ نَنْزِلَ عِنْدَكَ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، وَلَكِنْ لَا حَقَّ لَكُمْ فِي الْمَاءِ قَالُوا: نَعَمْ“ قَالَ

آواز سنی۔ اس پر انہوں نے کہا کہ تو نے آواز تو سنا دی اگر تیرے پاس کوئی معادنت کا سلسلہ ہے (تو سامنے آ) پس اسی لمحہ فرشتہ زم زم کی جگہ کے پاس تھا۔ پس اس نے اپنی ایڑی یا پر سے کریدا۔ یہاں تک کہ پانی ظاہر ہو گیا ہاجرہ اس کے گرد حوض بنانے لگیں اور اپنے ہاتھ سے اس طرح کرنے لگیں اور پانی کو چلو میں لے کر مشک میں ڈالنے لگیں وہ پانی جتنا چلو سے لیتی اتنا ہی پانی نیچے سے جوش مارتا اور ایک روایت میں ہے کہ جتنا وہ چلو میں لیتی اتنا وہ جوش مارتا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ اسماعیل کی والدہ پر رحم کرے۔ اگر وہ زم زم کو چھوڑ دیتی یا پانی کے چلو نہ بھرتیں تو زم زم ایک بہتا ہو چشمہ ہوتا۔ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں حضرت ہاجرہ نے پیا اور اپنے بیٹے کو پلایا۔ فرشتے نے اس کو کہا تم ضائع ہونے کا خوف مت کرو۔ یہاں اللہ کا ایک گھر ہے جس کی تعمیر یہ لڑکا اور اس کا والد کرے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ اس گھر والوں کو ضائع نہیں کرتے۔ بیت اللہ کی جگہ زمین سے نیلے کی طرف بلند تھی۔ سیلاب آ کر اس کے دائیں اور بائیں جانب سے گزر جاتا یہاں تک کہ بنو جرہم کا ایک گروہ وہاں سے گزرا یا ان کا ایک گھرانہ کدا کے راستے ادھر سے ہو کر گزرا۔ وہ مکہ کی نجلی جانب اترے تو انہوں نے ایک پرندہ منڈلاتا ہوا دیکھا۔ انہوں نے کہا یہ پرندہ پانی پر چکر لگا رہا ہے۔ ہمیں تو زمانہ گزر گیا اس وادی میں کوئی پانی نہیں۔ چنانچہ انہوں نے ایک یا دو قاصدوں کو بھیجا۔ پس انہوں نے پانی پا کر لوٹ کر قافلے کو پانی کی اطلاع دی۔ وہ ادھر متوجہ ہوئے جبکہ اسماعیل کی والدہ پانی کے پاس تھیں اور کہنے لگے کیا تم ہمیں اجازت دیتی ہو کہ ہم تمہارے قریب اتریں۔ انہوں نے کہا ہاں لیکن پانی پر تمہارا کوئی حق نہ ہوگا۔ انہوں نے اس کو تسلیم کر لیا۔ نبی اکرم نے فرمایا یہ بات حضرت اسماعیل کی والدہ کی مرضی کے مطابق ہوئی وہ مانوسیت پسند تھیں۔ وہ پانی کے پاس اتر پڑے اور انہوں نے اپنے اہل کی طرف پیغام بھیجا پس وہ بھی ان کے پاس آ کر مقیم ہو گئے۔ یہاں تک کہ جب وہاں کئی گھر ہو گئے اور لڑکا جوان ہو گیا اور ان سے عربی سیکھ

لی۔ آپ ان میں سب سے زیادہ نفیس اور جوانی میں عیب دل پسند تھے جب بالغ ہو گئے تو انہوں نے اپنے خاندان میں سے ایک عورت سے ان کا نکاح کر دیا اور حضرت اسماعیل کی والدہ فوت ہو گئیں۔ پس ابراہیم علیہ السلام اسماعیل کی شادی کے بعد تشریف لائے تاکہ اپنی چھوڑی ہوئی چیزوں کو دیکھیں۔ اسماعیل کو نہ پا کر ان کی بیوی سے ان کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا وہ ہمارے لئے روزی کی تلاش میں گئے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ ہمارے لئے شکار کرنے گئے ہیں۔ پھر اس سے ان کے گزر اوقات اور عام حالت پوچھی۔ اس نے کہا ہم بری حالت، تنگی اور سختی میں ہیں اور ان کے پاس شکایت کی۔ آپ نے فرمایا جب تمہارا خاوند آجائے تو ان کو سلام کہنا اور یہ کہنا کہ اپنے دروازے کی چوکت بدلے۔ جب اسماعیل آئے تو انہوں نے کوئی چیز گویا محسوس کی۔ پھر انہوں نے کہا کیا تمہارے پاس کوئی آیا تھا؟ کہنے لگی جی ہاں۔ اس اس شکل کے ایک بزرگ آئے تھے اور انہوں نے تمہارے بارے میں پوچھا۔ پس میں نے ان کو اطلاع دی پھر انہوں نے مجھ سے پوچھا گزر اوقات کیسا ہے؟ پس میں نے ان کو بتلایا کہ ہم مشقت اور تکلیف میں ہیں۔ تو اسماعیل نے کہا کیا انہوں نے کسی چیز کی تمہیں نصیحت کی؟ اس نے کہا جی ہاں مجھے یہ حکم دیا کہ میں تمہیں سلام کہوں اور دروازے کی چوکت بدلنے کے لئے تمہیں کہوں۔ اسماعیل نے کہا وہ میرے والد تھے انہوں نے مجھے حکم دیا کہ میں تم سے جدائی اختیار کروں۔ پس اس کو طلاق دے دی اور انہیں میں سے ایک دوسری عورت سے نکاح کیا۔ پس ابراہیم جتنا اللہ نے چاہا ٹھہرے رہے پھر اس کے بعد ان کے پاس تشریف لائے اسماعیل کو نہ پایا۔ ان کی بیوی کے پاس تشریف لا کر ان کے بارے میں پوچھا۔ اس نے کہا وہ ہمارے لئے رزق کی تلاش کرنے گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا تم کس حال میں ہو اور تمہاری زندگی اور گزران کیسا ہے؟ تو اس نے کہا ہم خیریت اور وسعت میں ہیں اور اللہ کی تعریف کی تو ابراہیم نے سوال کیا کیا چیز کھاتے ہو؟ اس نے کہا گوشت! تمہارا مشروب کیا ہے؟ کہا پانی۔

ابن عباس قال النبی ﷺ قال لقی ذلک ام اسماعیل ، وهی تحب الانس ، فنزلوا فارسلوا الی اهلهم فنزلوا معهم ، حتی اذا كانوا بها اهل ابیات وشب الغلام وتعلم العربیة منهم وانفسهم واعجبهم حين شب ، فلما ادرك زوجته امرأة منهم وماتت ام اسماعیل ، فجاء ابراهیم بعد ما تزوج اسماعیل يطالع ترکته فلم يجد اسماعیل ، فسأل امرأته عنه فقالت : خرج یتغی لنا - وفی رواية : یصید لنا - ثم سألها عن عیشهم وهیتهم ، فقالت : نحن بشر ، نحن فی ضیق وشدة ، وشکت الیہ - قال : فاذا جاء زوجك اقرنی علیہ السلام وقولی له یغیر عتبه بابہ - فلما جاء اسماعیل کانه انس شینا فقال : هل جاءکم من احد؟ قالت : نعم جاءنا شیخ کذا رکذا فسألنا عنک فاخبرته فسألنی : کیف عیشنا فاخبرته انا فی جهد وشدة قال : فهل اوصاک بشیء؟ قالت : نعم امرنی ان افارقک ، الحقی باهلك - فطلقها وتزوج منهم اخری ، فلیت عنهم ابراهیم ما شاء الله ثم اتاهم بعد فلم يجدہ فدخل علی امرأته فسأل عنه - قالت : خرج یتغی لنا - قال کیف انتم ، وسألها عن عیشهم وهیتهم - فقالت نحن بخیر وسعة واثنت علی الله ، فقال : فما طعامکم؟ قالت اللحم - قال : فما شرابکم؟ قالت : الماء - قال : اللهم بارک

ابراہیم نے دعا کی اے اللہ ان کے گوشت اور پانی میں برکت نازل فرما۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا: ”اس دن ان کے پاس ایک دانہ بھی نہ تھا اگر ہوتا تو آپ اس کے لئے بھی دعا فرماتے۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ یہ دونوں چیزیں مکہ کے علاوہ ان دونوں پر کوئی گزر نہیں کر سکتا اور نہ اس کو موافق آتی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ابراہیم آئے تو انہوں نے فرمایا اسماعیل کہاں ہیں؟ ان کی بیوی نے کہا وہ شکار کرنے گئے ہیں ان کی بیوی نے کہا آپ ہمارے پاس تشریف نہیں رکھتے کہ کھائیں پیئیں۔ آپ نے فرمایا تمہارا کھانا پینا کیا ہے تو اس نے کہا ہمارا کھانا گوشت اور مشروب پانی ہے۔ تو آپ نے دعا فرمائی اے اللہ! ان کے کھانے اور مشروب میں برکت نازل فرما۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ ابوالقاسمؑ نے فرمایا: ”یہ ابراہیم کی دعا کی برکت ہے۔“ ابراہیم نے فرمایا: ”جب تمہارا خاوند آجائے تو ان کو میرا سلام کہنا۔ اور ان کو کہہ دینا کہ وہ اپنے دروازے کی چوکھٹ قائم رکھے۔ حضرت اسماعیل واپس آئے تو کہا کیا تمہارے پاس کوئی آیا ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں ہمارے پاس ایک خوبصورت شکل والے شیخ آئے تھے اور ان کی تعریف بیان کی چنانچہ انہوں نے مجھ سے تمہارے بارے میں پوچھا تو میں نے ان کو اس کی اطلاع دی پھر انہوں نے مجھ سے پوچھا ہمارا گزران کیسا ہے۔ میں نے ان کو بتلایا کہ ہم خیریت سے ہیں۔ انہوں نے کہا کیا انہوں تمہیں کسی چیز کی نصیحت فرمائی؟ اس نے کہا جی ہاں۔ وہ تمہیں سلام کہتے تھے اور حکم دیتے تھے کہ دروازے کی چوکھٹ کو قائم رکھو۔ اسماعیل نے فرمایا وہ میرے والد تھے اور تو چوکھٹ ہے۔ انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ تمہیں باقی رکھوں۔ پھر ابراہیم ان سے جتنا اللہ نے چاہا رکھے پھر اس کے بعد تشریف لائے۔ اس حال میں کہ اسماعیل زم زم کے قریب ایک درخت کے نیچے تیر بنا رہے تھے۔ جب ان کو دیکھا تو اٹھ کر ان کی خدمت میں پہنچے اور اسی طرح کیا جس طرح والد کا بیٹا احترام کرتا ہے اور انہوں نے اسی طرح شفقت کی جس طرح والد بیٹے کے ساتھ شفقت کرتا ہے۔ ابراہیم نے کہا: اے اسماعیل اللہ نے مجھے ایک

لَهُمْ فِي اللَّحْمِ وَالْمَاءِ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ”وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ يَوْمَئِذٍ حُبٌّ وَلَوْ كَانَ لَهُمْ دَعَاءُ لَهُمْ فِيهِ“ قَالَ: فَهُمَا لَا يَخْلُوَا عَلَيْهِمَا أَحَدٌ بِغَيْرِ مَحْكَةٍ إِلَّا لَمْ يُوَافِقَاهُ ، وَفِي رِوَايَةٍ فَجَاءَ فَقَالَ: آيْنَ إِسْمَاعِيلُ؟ فَقَالَتْ امْرَأَتُهُ: ذَهَبَ بِصِيدٍ ، فَقَالَتْ امْرَأَتُهُ: أَلَا تَنْزِلُ فَتَطْعَمَ وَتَشْرِبَ قَالَ: وَمَا طَعَامُكُمْ وَمَا شَرَابُكُمْ؟ قَالَتْ: طَعَامُنَا اللَّحْمُ وَشَرَابُنَا الْمَاءُ - قَالَ: اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي طَعَامِهِمْ وَشَرَابِهِمْ - قَالَ: فَقَالَ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ ”بَرَكَتُهُ دَعْوَةُ إِبْرَاهِيمَ“ قَالَ فَإِذَا جَاءَ زَوْجُكَ فَاقْرَأْنِي عَلَيْهِ السَّلَامَ وَمُرِّيهِ يُثَبِّتُ عَتَبَةَ بَابِهِ - فَلَمَّا جَاءَ إِسْمَاعِيلُ قَالَ: هَلْ آتَاكُمْ مِنْ أَحَدٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ آتَانَا شَيْخٌ حَسَنُ الْهَيْئَةِ وَأَنْتَ عَلَيْهِ ، فَسَأَلَنِي عَنْكَ فَأَخْبَرْتُهُ ، فَسَأَلَنِي كَيْفَ عَيْشُنَا فَأَخْبَرْتُهُ أَنَا بِخَيْرٍ - قَالَ فَأَوْصَاكَ بِشَيْءٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَيَأْمُرُكَ أَنْ تُثَبِّتَ عَتَبَةَ بَابِكَ - قَالَ: ذَاكَ أَبِي ، وَأَنْتِ الْعَتَبَةُ أَمَرَنِي أَنْ أُمْسِكَكَ ، ثُمَّ لَبِثَ عَنْهُمْ مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ جَاءَ بَعْدَ ذَلِكَ وَإِسْمَاعِيلُ يَبْرِي نَبْلًا لَهُ تَحْتَ دَوْحَةٍ قَرِيبًا مِنْ زَمْزَمَ ، فَلَمَّا رَأَاهُ قَامَ إِلَيْهِ فَصَنَعَ كَمَا يَصْنَعُ الْوَالِدُ بِالْوَلَدِ وَالْوَلَدُ بِالْوَالِدِ قَالَ: يَا إِسْمَاعِيلُ إِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي بِأَمْرٍ ، قَالَ: فَأَصْنَعْ مَا أَمَرَكَ رَبُّكَ؟ قَالَ: وَتُعِينَنِي قَالَ: وَأُعِينُكَ - قَالَ: فَإِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي أَنْ آيِسَ بَيْتًا هَهُنَا وَأَشَارَ إِلَيَّ أَكْمَةً مُرْتَفِعَةً عَلَى مَا حَوْلَهَا ، فَعِنْدَ ذَلِكَ رَفَعَ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ



بات کا حکم دیا ہے۔ اسماعیل نے جواب دیا۔ آپ وہ کر ڈالئے جو آپ کے رب نے آپ کو حکم دیا ہے۔ ابراہیم نے فرمایا: اس میں کیا تم میری اعانت کرو گے۔ جواب دیا میں آپ کی اعانت کروں گا۔ ابراہیم نے فرمایا: پس اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں یہاں ایک گھر بناؤں اور ایک ٹیلے کی طرف اشارہ کیا جو اپنے ارد گرد کی زمین سے بلند تھا۔ پس اس وقت انہوں نے بیت اللہ کی بنیادوں کو بلند کیا۔

اسماعیل پتھر لاتے اور ابراہیم تعمیر کرتے تھے۔ یہاں تک کہ جب دیواریں بلند ہو گئیں تو اسماعیل یہ پتھر لائے اور اس کو رکھا اور اس پر کھڑے ہوئے کمر عمارت بنانے لگے۔ اسماعیل ان کو پتھر پکڑا دیتے تھے اور وہ دونوں یہ دعا کرتے تھے: ”اے ہمارے رب ہم سے یہ قبول کر بے شک تو ہر بات سننے والا اور جاننے والا ہے“۔ ایک اور روایت میں یہ ہے کہ ابراہیم اسماعیل اور ام اسماعیل کو لے کر چلے اس حال میں کہ ان کے پاس پانی کا مشکیزہ تھا جس میں پانی تھا۔ ام اسماعیل اس مشکیزہ میں سے پانی پیتی رہیں اور بچے کو دودھ پلاتی رہیں۔ یہاں تک کہ وہ مکہ میں پہنچے تو ان کو درخت کے نیچے اتار کر ابراہیم اپنے وطن فلسطین واپس لوٹے لگے تو ام اسماعیل نے ان کا پیچھا کیا جب مقام کداء میں پہنچے تو ام اسماعیل نے ان کو آواز دی۔ اے ابراہیم! کس کے پاس آپ ہمیں چھوڑ کر جاتے ہیں؟ تو ابراہیم نے کہا اللہ کے۔ تو ام اسماعیل نے کہا میں اللہ تعالیٰ پر راضی ہوں۔ پس وہ لوٹ آئیں اور اس مشکیزہ سے خود پیتی رہیں اور بچے کو دودھ پلاتی رہیں۔ یہاں تک کہ جب پانی ختم ہو گیا۔ میں جا کر دیکھتی ہوں اگر کوئی انسان نظر آجائے! حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ وہ جا کر صفا پر چڑھ گئیں اور خوب اچھی طرح دیکھا کہ کیا کوئی انسان نظر آتا ہے؟ مگر کسی انسان کو نہ پایا۔ جب وادی میں پہنچیں تو دوڑ کر مروہ پر آئیں اور کئی چکر انہوں نے اس طرح لگائے۔ پھر کہنے لگیں۔ میں بچے کو جا کر دیکھتی ہوں کہ اس کا کیا حال ہے۔ گئیں اور بچے کو دیکھا تو وہ اپنی اس حالت میں تھا گویا وہ موت کی تیاری میں ہے۔ پھر ان کے دل کو قرار نہ آیا اور کہنے لگیں اگر میں جا کر دیکھوں شاید کسی کو دیکھ پاؤں۔

فَجَعَلَ إِسْمَاعِيلُ بَابِي بِالْحِجَارَةِ وَإِبْرَاهِيمُ يَبْنِي حَتَّى إِذَا ارْتَفَعَ الْبِنَاءُ جَاءَ بِهَذَا الْحَجَرِ فَوَضَعَهُ لَهُ فَقَامَ عَلَيْهِ وَهُوَ يَبْنِي وَإِسْمَاعِيلُ يَنَادِي لَهُ الْحِجَارَةَ وَهُمَا يَقُولَانِ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔

وَفِي رِوَايَةٍ : إِنَّ إِبْرَاهِيمَ خَرَجَ بِإِسْمَاعِيلَ وَأُمِّ إِسْمَاعِيلَ مَعَهُمْ شَنَّةً فِيهَا مَاءٌ فَجَعَلَتْ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ تَشْرِبُ مِنَ الشَّنَّةِ فَيَدِرُّ لَبْنُهَا عَلَى صَبِيهَا حَتَّى قَدِمَ مَكَّةَ فَوَضَعَهَا تَحْتَ دَوْحَةٍ ثُمَّ رَجَعَ إِبْرَاهِيمُ إِلَى أَهْلِهِ فَاتَّبَعَتْهُ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ حَتَّى لَمَّا بَلَغُوا كَدَاءً نَادَتْهُ مِنْ وَرَائِهِ يَا إِبْرَاهِيمُ إِلَى مَنْ تَتْرُكُنَا قَالَ : إِلَى اللَّهِ ، قَالَتْ : رَضِيتُ بِاللَّهِ فَرَجَعْتُ وَجَعَلْتُ تَشْرِبُ مِنَ الشَّنَّةِ وَيَدِرُّ لَبْنُهَا عَلَى صَبِيهَا حَتَّى لَمَّا فَنِيَ الْمَاءُ قَالَتْ : لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ لَعَلِّي أَحْسُ أَحَدًا - قَالَ - فَذَهَبَتْ فَصَعِدَتِ الصَّفَا فَظَنَرْتُ وَنَظَرْتُ هَلْ تُحِسُّ أَحَدًا فَلَمْ تُحِسَّ أَحَدًا فَلَمَّا بَلَغَتِ الرَّادِيَّ وَسَعَتْ وَآتَتْ الْمَرْوَةَ وَفَعَلَتْ ذَلِكَ أَشْرَاطًا ثُمَّ قَالَتْ : لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ مَا فَعَلَ الصَّبِيُّ فَذَهَبَتْ فَظَنَرْتُ فَإِذَا هُوَ عَلَى حَالِهِ كَأَنَّهُ يُشْعُ لِلْمَوْتِ فَلَمْ تُقِرَّهَا نَفْسُهَا فَقَالَتْ : لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ لَعَلِّي أَحْسُ أَحَدًا ، فَذَهَبَتْ فَصَعِدَتِ الصَّفَا فَظَنَرْتُ ، فَلَمْ تُحِسَّ أَحَدًا حَتَّى اتَّمَّتْ سَبْعًا ثُمَّ قَالَتْ : لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ مَا فَعَلَ ، فَإِذَا هِيَ بِصَوْتٍ فَقَالَتْ :



پھر وہ گئیں اور صفا پر چڑھ گئیں اور خوب غور سے دیکھا مگر کسی کو نہ پایا۔ یہاں تک کہ انہوں نے سات چکر پورے کر لئے۔ پھر کہنے لگیں کہ میں جا کر دیکھوں کہ بچے کا کیا حال ہے؟ اچانک اس نے ایک آواز سنی تو اس سے کہا اگر تمہارے پاس کچھ بھلائی ہے تو تعاون کرو! پس جبرائیل نے اپنی ایڑی کی نوک زمین پر ماری جس سے پانی پھوٹ پڑا۔ ام اسماعیل گھبرا گئیں اور پانی ہتھیلیوں سے مشکیزے میں ڈالنے لگیں۔ (بخاری) بخاری نے ان روایات کو ذکر کیا ہے۔  
الدُّوْحَةُ : بڑا درخت۔ قَفًی : منہ پھیرا۔ الْجَرِيُّ : قاصد۔  
الْفُی : پایا۔ یُنْشَعُ : موت کے لمحات میں سانس لینا۔

أَعِثُّ إِنْ كَانَ عِنْدَكَ خَيْرٌ ، فَإِذَا جَبُرْتُ فَقَالَ بِعَقِبِهِ هَكَذَا ، وَغَمَزَ بِعَقِبِهِ عَلَى الْأَرْضِ فَانْبَقَّ الْمَاءُ فَدِهَشَتْ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ فَجَعَلَتْ تَحْفِنُ - وَذَكَرَ الْحَدِيثَ بِطَوِيلِهِ ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ بِهَذِهِ الرِّوَايَاتِ وَكُلِّهَا - "الدُّوْحَةُ" الشَّجَرَةُ الْكَبِيرَةُ - قَوْلُهُ "قَفًی" أَيْ : وَلَّى - "وَالْجَرِيُّ" الرَّسُولُ - "وَالْفُی" مَعْنَاهُ : وَجَدَ قَوْلُهُ "يُنْشَعُ" : أَيْ : يَشْهَقُ -

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب الانبیاء، باب یزفون النسلان فی المشی۔

اللُّغَاتُ : ام اسماعیل: اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ان کا نام ہاجرہ تھا۔ وہ قطیفی تھیں جن کو مصر کے بادشاہ سارہ کی خدمت کے لئے معبد کیا۔ پس ابراہیم علیہ السلام نے ان سے نکاح کر لیا۔ جرابا: چمڑے کا ایک برتن۔ سقاء: دودھ اور پانی کا برتن۔ الفیہ: پہاڑ میں راستہ یہ پہاڑی راستہ حجوں کے پاس تھا۔ المحرم: وہ مقام جس کے آس پاس شکار حرام ہو۔ درخت کا کاٹنا اور اسکے پاس لڑائی کرنا بھی حرام ہے۔ تھری: ناکل ہونا اور جلدی کرنا۔ یتلبط: لت پت ہونا اور اپنے آپ کو زمین پر مارنا اس کام معنی لوٹ پوٹ ہونا۔ الصفا: جبل ابوقیس کے ایک طرف میں واقع ہونے والی چٹان۔ استقلت الوادی: مکہ کا سامنا کرنا۔ طرف درعھا: قمیص کی ایک جانب۔ لا مجھو: وہ تھکا ہوا جس کو تھکاوٹ پہنچ جائے۔ المروہ: صفا کے بالمقابل چٹان جن کے درمیان وادی ہے وہ وادی کے درمیان دوڑتی اور صفا و مروہ کے قریب چلتی ہیں کیونکہ جب وہ اتریں تو ان کا بیٹا ان سے چھپ جاتا تو جلدی سے بلندی پر چڑھتیں تاکہ بیٹے پر نگاہ پڑے۔ صہ: تو خاموش ہو۔ واسمعت: میں نے آواز سن لی۔ آواز والے کو مخاطب ہو کر فرمایا معاونت کرو اگر تمہارے پاس پانی ہے۔ تحوضہ: اس کو حوض بنانے لگیں۔ بغور: تیزی سے اگلنے لگا۔ عینا معینا: زمین پر ظاہر جاری ہونے والا چشمہ۔ کان البیت: بیت اللہ والا مقام کیونکہ اس وقت تک کوئی نشان تک نہ تھا۔ الراہیہ: زمین سے بلند ٹیلہ۔ جوہم: عربی قبیلہ ہے۔ جرم: قطعان کا بیٹا۔ عانفا: پانی کے گرد چکر لگانے والے تھے۔ انفسہم: ان میں سب سے زیادہ فوقیت والے ان کی رغبت ان میں بڑھ گئی۔ ادرك: بالغ ہوئے۔ بطالع ترکتہ: جو کچھ چھوڑ کر گئے اس کی چھان بین فرمانے لگے۔ بغیر عتبه: بابۃ: یہ طلاق سے کنایہ ہے۔ عورت کو کنایہ۔ عتبد الباب: یعنی دروازے کی چوکھٹ کہا کیونکہ وہ دروازے کی حفاظت کرتی ہے۔ گھر کے اندر کی چیزوں کی نگرانی کرتی ہے۔ آنس: محسوس کیا۔ فھما لا یخلو علیھا احد بغیر مکہ الالم یوافقاہ: ان دو چیزوں کو مکہ کے علاوہ اگر کوئی استعمال کرے تو اس کو موافق نہیں آتیں بلکہ صحت کو مضرت پہنچتی ہیں۔ یبری بیلا: وہ تیر بنا رہے تھے۔ نبل: تیر میں پھل اور پر لگانے کے بغیر جو تیر ہو۔ اکمة: ٹیلا۔ القواعد: بنیادیں۔ بهذا الحجر: وہ پتھر جس پر ابراہیم علیہ السلام نے کھڑے ہو کر کعبہ کی تعمیر کی۔ شنة: چمڑے کا برتن۔ غمز: نیزہ مارہ۔ تحقن: وہ اپنے دونوں ہاتھ ملائے بھر رہی تھیں۔

فوائد: (۱) آنحضرت ﷺ کی نبوت ثابت ہو رہی ہے کہ آپ ﷺ نے بذریعہ وحی اس بات کی خبر دی جس کا علم نہ تھا۔ (۲) انبیاء علیہم السلام اپنی اولاد و ازواج کی قربانی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کس قدر جلدی کرنے والے ہیں۔ (۳) دعا کے وقت

مستحب یہ ہے کہ آدمی قبلہ رو ہو مکہ شریف اور بیت اللہ کی فضیلت کو ذکر کر دیا۔ (۴) ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کے بیت اللہ کی تعمیر کئے کا ثبوت۔ (۵) زندگی کے مختلف حالات میں اکتاہٹ کا اظہار ناپسند ہے بلکہ ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ادا کرنا چاہئے۔ (۶) اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کو نافذ کرنے کے لئے باپ بیٹے کو جلدی کرنی چاہئے اگر وہ معصیت کا کام نہ کرے۔ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو حکم دیا کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے دیں جب انہوں نے اس عورت کے متعلق اندازہ لگایا کہ وہ تقدیر الہی سے اکتاہٹ کا اظہار کر رہی ہے اور اس کا سبب یہ تھا کہ کہیں یہ بات بیٹے میں سرایت نہ کر جائے۔ (۷) صفا و مروہ کے درمیان سعی کے مشروع ہونے کی حکمت بتائی گئی۔ (۸) طاعات و عبادات میں نیک و صالح لوگوں کی اقتداء اختیار کرنی چاہئے اور دنیا اور اس کی زینت پر اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کو ترجیح دینی چاہئے۔

۱۸۷۰: وَعَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ  
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "الْكُمُتَةُ مِنَ الْمَنِّ"  
وَمَا وَهَّاءُ شِفَاءً لِلْعَيْنِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
۱۸۷۰: حضرت سعید بن زید سے روایت ہے کہ میں نے رسول صلی  
اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ کھمبی بھی من کی قسم میں سے ہے اور اس کا  
پانی آنکھ کے لئے شفاء ہے۔ (بخاری و مسلم)

تخریج: رواہ البخاری فی الطب باب المن شفا للعين و مسلم فی الاشربة باب فضل الکماء و مداواة العين بها۔

اللَّعْنَانِ: المن: وہ کھانا جو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر اتارا۔

فوائد: (۱) دوا علاج کرنا جائز ہے۔ (۲) کھمبی کا پانی جب عملی طریقے پر استعمال کیا جائے تو ہو اللہ تعالیٰ کے حکم سے آنکھ کی بعض  
امراض کے لئے شفاء ہے اور یہ باب طب نبوی میں سے ہے۔

# کِتَابُ الْإِسْتِغْفَارِ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”آپ بخشش مانگئے اپنی لغزش کی۔“  
 (محمد) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”اللہ سے استغفار کریں کہ بے شک  
 اللہ بخشنے والے رحم کرنے والے ہیں۔“ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”  
 پس تسبیح بیان کیجئے اپنے رب کی حمد کے ساتھ اور اس سے استغفار کیجئے  
 بے شک وہ رجوع فرمانے والا ہے۔“ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”ان  
 لوگوں کیلئے جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا انکے رب کے ہاں باغات ہیں۔“  
 ..... ”اور وہ سحری کے وقت استغفار کرنے والے ہیں۔“ (آل عمران)  
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”جو آدمی کوئی برائی کرے یا اپنے نفس پر ظلم  
 کرے پھر وہ اللہ سے معافی مانگے تو وہ اللہ کو بخشنے والا اور رحم کرنے  
 والا پائے گا۔“ (نساء)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اور اللہ تعالیٰ ان کو عذاب دینے والے نہیں  
 جب تک کہ آپ ان میں ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کو عذاب نہیں دے گا  
 جب تک کہ وہ بخشش مانگنے والے ہیں۔“ (انفال)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”اور وہ لوگ جب ان سے کوئی برائی ہو  
 جائے یا اپنے اوپر ظلم کر بیٹھتے ہیں وہ اللہ کو یاد کرتے ہیں پھر اپنے  
 گناہوں کی معافی مانگتے ہیں اور اللہ کے سوا کوئی گناہوں کو بخشنے والا  
 نہیں۔ اور انہوں نے اصرار نہیں کیا جو کچھ انہوں نے کیا اس حال  
 میں کہ وہ جانتے ہیں۔“ (آل عمران) آیات اس سلسلے میں بہت اور  
 معروف ہیں۔

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى : ﴿وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ﴾  
 [محمد: ۱۹] وَقَالَ تَعَالَى : ﴿وَاسْتَغْفِرِ اللَّهُ  
 إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا﴾ [النساء: ۱۰۶]  
 وَقَالَ تَعَالَى : ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ  
 إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا﴾ [النصر: ۳] وَقَالَ تَعَالَى :  
 ﴿لِلَّذِينَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّاتٌ ..... إِلَى قَوْلِهِ  
 عَزَّ وَجَلَّ ..... وَالْمُسْتَغْفِرِينَ بِالْأَسْحَارِ﴾  
 آل عمران: ۱۵] وَقَالَ تَعَالَى : ﴿وَمَنْ يَعْمَلْ  
 سُوءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللَّهَ يَجِدِ  
 اللَّهَ غَفُورًا رَحِيمًا﴾ [النساء: ۱۱۰] وَقَالَ  
 تَعَالَى : ﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ  
 وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ﴾  
 [الأنفال: ۳۳]

وَقَالَ تَعَالَى : ﴿وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ  
 ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا  
 لِذُنُوبِهِمْ وَمَنْ يَغْفِرِ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ وَلَمْ  
 يُصِرُّوا عَلَى مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ﴾

[آل عمران: ۱۳۵]

وَالْآيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيرَةٌ مَعْلُومَةٌ.

حل الایات: استغفر اللہ: اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی بخشش مانگو۔ الاسحار: جمع سحرات کا آخری حصہ طلوع فجر تک۔ یہ قبولیت  
 دراکا وقت ہے۔ اس آیت میں گناہگار کو توبہ پر آمادہ کیا گیا کہ وہ اپنے گناہ کو بڑا نہ سمجھے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل و غفو کے مقابلے میں اس کا  
 گناہ چھوٹا سا ہے۔ فاحشہ: انتہائی برائی بعض نے کہا کبیرہ گناہ۔ ولم یصرروا: اپنے گناہوں پر قائم نہ رہے۔ یہ آیت بتلا رہی ہے کہ

استغفار مقبول ہونے کی شرط ترک گناہ ہے۔

۱۸۷۱: وَعَنِ الْأَعْرَبِ الْمُزَنِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "إِنَّهُ لَيَعَانُ عَلَى قَلْبِي" وَإِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللَّهَ فِي الْيَوْمِ مِائَةً مَرَّةً" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
 ۱۸۷۱: حضرت اعز مزی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میرے دل پر بھی بعض اوقات پردہ سا آ جاتا ہے اور میں دن میں سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔" (مسلم)

**تخریج:** برواہ مسلمہ فی کتاب الباب استجاب الاستغفار والا استکثار منه۔

**اللغات:** اللہ: شان و حالت یہ ہے۔ لیغان: بادل۔ غیث السماء: کہا جاتا ہے جبکہ بادل چھا جائے۔ علامہ ابن اثیر: یہ میں فرماتے ہیں اس سے مراد وہ بھل ہے جس سے کوئی بشر خالی نہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف مشغول رہتا۔ اگر کسی وقت میں کوئی بشری عارضہ پیش آتا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشغول کر دیتا مثلاً امت و ملت کے امور اور ان کی مصلحتیں وغیرہ تو ان کو ذنب و تقصیر شمار کرتے پس اپنے آپ سے توبہ کرنا، استغفار کے لئے فارغ فرماتے۔ بعض نے کہا غین کی حقیقت یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کمال کے درجات میں روز بروز ترقی فرمانے والے تھے۔ جب اسی درجے پر چڑھ جاتے اور اس سے نیچے والے درجے کی طرف نظر جاتی تو دل میں اس سے تنگی محسوس ہوتی اس کو غین فرمایا۔

**فوائد:** (۱) امت کی تعظیم کے لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کثرت سے استغفار و در نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو معصوم تھے اور اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدم و متا کر لغزشوں کی معاف فرمادیا تھا۔ (۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کو اور موکدہ کر دیا کہ کبھی کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوا می ذکر سے معمولی تھکن پیش آ جاتی۔

۱۸۷۲: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "وَاللَّهِ إِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللَّهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ أَكْثَرَ مِنْ سَبْعِينَ مَرَّةً" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔  
 ۱۸۷۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "اللہ کی قسم میں اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں اور اس کی طرف دن میں ستر مرتبہ سے زیادہ رجوع کرتا ہوں۔" (بخاری)

**تخریج:** برواہ البخاری فی الدعوات: باب استغفار النبی ﷺ فی اليوم و لیلہ۔

**فوائد:** (۱) کثرت سے استغفار کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ ہے استغفار کی کوئی قیمت نہیں اگر آدمی گناہ سے باز نہ آئے۔

۱۸۷۳: وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ لَمْ تُذْنِبُوا لَذَهَبَ اللَّهُ تَعَالَى بِكُمْ وَلَجَاءَ بِقَوْمٍ يُذْذِبُونَ فَيَسْتَغْفِرُونَ اللَّهَ تَعَالَى فَيَغْفِرُ لَهُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
 ۱۸۷۳: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ تمہیں ختم کر کے ایسے لوگ لے آئے جو گناہ کریں پھر اللہ تعالیٰ سے استغفار کریں پس اللہ ان کو معاف فرمائے گا۔" (مسلم)

**تخریج:** برواہ مسلمہ فی کتاب التوبہ: باب سقوط الذنوب بالاستغفار توبہ۔

**اللغات:** نفسی بیدہ: میری روح اس کے قدرت کے قبضہ میں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی تعظیم کے لئے یہ قسم کثرت سے

اٹھاتے تھے۔ اس قسم سے اپنی عبودیت تاکید کے ساتھ بارگاہ الہی میں پیش کرتے۔

**فوائد:** (۱) توبہ پر آمادہ کیا گیا اور گناہ کو خیر باد کہنے کی تاکید کی۔ (۲) ہر مسلمان کی شان یہ ہے کہ استغفار کرے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پناہ طلب کرے اور اس میں جس قدر ہو سکے جلدی کرے کیونکہ بندے اور رب کے درمیان یہی تعلق ہے۔

۱۸۷۴: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا نَعُدُّ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الْمَجْلِسِ الْوَاحِدِ مِائَةَ مَرَّةٍ: "رَبِّ اغْفِرْ لِي وَتُبْ عَلَيَّ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔  
۱۸۷۵: وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ لَزِمَ الْإِسْتِغْفَارَ جَعَلَ اللَّهُ لَهُ مِنْ كُلِّ ضَيْقٍ مَخْرَجًا وَمِنْ كُلِّ هَمٍّ فَرَجًا وَرَزَقَهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ۔

۱۸۷۶: وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ قَالَ: أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَاتَّوَبُ إِلَيْهِ غُفِرَتْ ذُنُوبُهُ وَإِنْ كَانَ قَدْ قَرَّ مِنَ الرَّحْفِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالْحَاكِمُ

۱۸۷۷: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہم ایک مجلس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سو مرتبہ استغفار شمار کرتے۔ ان الفاظ میں: "اے میرے رب مجھے بخش دے مجھ پر رجوع فرما بے شک تو رجوع فرمانے والا مہربان ہے۔" (ابوداؤد ترمذی) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی الصلاة باب الاستغفار والترمذی فی ابواب الدعوات باب ما جاء یقول اذا رأى مبتلی۔  
**فوائد:** (۱) آپ ﷺ کا انتہائی خضوع ذکر کیا گیا۔ حدیث میں ہے کہ دعا کا ادب یہ ہے کہ دعا والا دعا کو اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے جو مناسب ہو اس پر ختم کرے۔ (۲) جب اللہ تعالیٰ سے مغفرت و رحمت مانگے تو اس طرح کہے انک انت التواب الرحیم کہ آپ توبہ قبول کرنے والے مہربان ہیں جب دینوی یا اخروی بدلہ مانگے تو کہے انک انت الجواد الکریم کہ آپ بڑے بخشنے والے ہیں۔

۱۸۷۵: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے استغفار کی پابندی کی اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر تنگی سے نکلنے کا راستہ فرما دیتے ہیں اور ہر غم سے کشادگی عنایت فرماتے ہیں اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دیتے ہیں جس کا اس کو گمان بھی نہیں ہوتا۔" (ابوداؤد)

**تخریج:** رواہ ابو داؤد فی الصلاة باب الاستغفار۔  
**اللحاحات:** لزوم الاستغفار کو کثرت و دوام سے استغفار کرے۔ من کل ضیق عوجا: ہر سختی میں نجات کا راستہ ہے اور اللہ اس طرح کہ وہ اس پر نری اور حفاظت فرمائے گا۔ ومن کل هم فرجا: ہر غم میں وہ چیز جو اس سبب کو زائل کر دے اور نجات و سرور کا سبب کھول دے۔ من حیث لا یحتسب: یعنی کامیابی اس کو اس مقام پر پہنچائے کہ وہ جہاں سے نہ توقع ہو اور انتظار اچانک ملنے والی خوشی زیادہ ہوتی ہے۔

**فوائد:** (۱) استغفار اور اس پر ہمیشگی کا نتیجہ استغفار کرنے والے کے حق میں نکلتا اور دنیا و آخرت میں اس کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

۱۸۷۶: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے یہ کلمات کہے: أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَاتَّوَبُ إِلَيْهِ غُفِرَتْ ذُنُوبُهُ وَإِنْ كَانَ قَدْ قَرَّ مِنَ الرَّحْفِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالْحَاكِمُ

۱۸۷۷: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے یہ کلمات کہے: أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَاتَّوَبُ إِلَيْهِ غُفِرَتْ ذُنُوبُهُ وَإِنْ كَانَ قَدْ قَرَّ مِنَ الرَّحْفِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالْحَاكِمُ

۱۸۷۸: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے یہ کلمات کہے: أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَاتَّوَبُ إِلَيْهِ غُفِرَتْ ذُنُوبُهُ وَإِنْ كَانَ قَدْ قَرَّ مِنَ الرَّحْفِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالْحَاكِمُ

وَقَالَ: حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ  
ہیں اگرچہ وہ جہاد سے بھاگا ہو۔ (ابوداؤد ترمذی)  
حاکم نے کہا یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔  
وَمُسْلِمٍ۔

تخریج: رواہ ابو داؤد فی الصلوۃ، باب الاستغفار، و الترمذی فی الصلوۃ، باب فی الاستغفار رقم والحاکم فی المستدرک و معنی علی شرط البخاری و مسلم ای توفرت فی رجال سند الشروط بشرطها البخاری و مسلم۔

اللَّغَوَاتُ: الحی: یہ حیات سے صفت مشبہ ہے۔ یہ ذاتی و ازلی صفت ہے یہ تقاضا کرتی ہے کہ اس کا موصوف اس صفات سے متصف ہو۔ القیوم: جو ہمیشہ اپنی مخلوق کی تدبیر اور حفاظت کو قائم و دائم رکھنے والا ہو۔ فر من الزحف: میدان جنگ سے بھاگا۔

فوائد: (۱) استغفار کی فضیلت ذکر کی خصوصاً جبکہ معصیت ہو جائے (۲) علامہ ابن عسلاں فرماتے ہیں کہ غفرت ذنوبہ و ان کان قد فر من الزحف کا معنی یہ ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے حق کے سلسلے میں اس کے تمام صغیرہ گناہ معاف کر دیئے اگرچہ اس سے کہا کہ اس کا ارتکاب ہوا ہے۔ (۳) گناہ و معصیت سے سچے دل کے ساتھ غلطی کی استغفار کے ساتھ ضروری ہے۔

۱۸۷۷: وَعَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَيِّدُ الْأَسْتَغْفَارِ أَنْ يَقُولُ الْعَبْدُ: اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبِّي، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ..... اے اللہ! تو میرا رب ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو نے مجھے پیدا کیا میں تیرا بندہ ہوں اور میں آپ کے عہد اور وعدے پر اپنی طاقت کے مطابق قائم ہوں۔ میں آپ کی اس شر سے پناہ مانگتا ہوں جو میرے عمل میں ہے اور میں ان نعمتوں کا اقرار کرتا ہوں جو آپ نے مجھ پر کیں اور میں اپنے گناہوں کا بھی اعتراف کرتا ہوں پس تو مجھے بخش دے اس لئے کہ تیرے سوا کوئی اور گناہوں کو بخشے والا نہیں۔ جس نے یہ کلمات دن میں یقین کے ساتھ پڑھے اور وہ شام سے پہلے اسی دن فوت ہو گیا تو وہ جنتی ہے اور جس نے رات کے وقت یہ یقین کر کے ان کو پڑھا پھر صبح سے پہلے اس کی موت آگئی تو وہ بھی جنتی ہے۔ (مسلم)

”أَبُو“ بَيَاءٌ مَضْمُونَةٌ ثُمَّ وَاوٍ وَهَمْزَةٌ مَمْدُودَةٌ وَمَعْنَاهُ أَفْرُ وَأَعْتَرَفُ۔  
اس کی موت آگئی تو وہ بھی جنتی ہے۔ (مسلم)  
”أَبُو“: میں اقرار اور اعتراف کرتا ہوں

تخریج: رواہ البخاری فی الدعوات، باب افضل الاستغفار۔

اللَّغَوَاتُ: سید الاستغفار: ابن عسلاں نے علامہ طیبی رحمۃ اللہ سے نقل کیا کہ یہ دعا توبہ کے تمام مقاصد کو جامع ہے اس لئے اس کو سید الاستغفار کہا گیا اور یہی وہ مرکزی چیز ہے جس کا حاجات میں قصد کیا جاتا ہے اور معاملات میں اس کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ من شر ما صنعت: یعنی اسکے شر سے جو میں نے گناہ کیا جو عذاب اور معصیت اس پر مرتب ہونے والی ہے اس سے پناہ مانگتا ہوں۔ موقنا: خالص دل سے۔

فوائد: (۱) استغفار کی قبولیت کے لئے نیت کی درستی اور توجہ کا اللہ تعالیٰ کی طرف ہونا شرط ہے۔ (۲) ابن ابی حمزہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں اس حدیث میں عمدہ معانی اور شاندار الفاظ اس لائق ہیں کہ اس کو سید الاستغفار کہا جاتے۔ اس میں الوہیت کا اللہ وحدہ کے ساتھ اقرار اور



اس کی خالقیت کا اعتراف ہے اور اس وعدے کا اقرار ہے جو بندے سے لیا گیا اور اس کی امید ہے اس کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا اور اس جنایت کے شر سے جس کا نفس کے خلاف بندہ ارتکاب کرتا ہے۔ ان سے پناہ طلب کی گئی اور نعمتوں کی نسبت ان کے موجد کی طرف کی گئی ہے اور گناہ کی نسبت اپنی ذات کی طرف ہے۔ مغفرت کی طرف رغبت کا اظہار اور آخر میں اس بات کا اعتراف ہے کہ اس پر قدرت اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔

۱۸۷۸ : وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَتْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلَاتِهِ اسْتَغْفَرَ اللَّهُ ثَلَاثًا وَقَالَ : "اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ" قِيلَ لِلْأَوْزَاعِيِّ ، وَهُوَ أَحَدُ رَوَاتِهِ - كَيْفَ الْإِسْتِغْفَارُ؟ قَالَ : يَقُولُ اسْتَغْفِرُ اللَّهَ ، اسْتَغْفِرُ اللَّهَ ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

۱۸۷۸ : حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنی نماز سے فارغ ہوتے تو تین دفعہ استغفار فرماتے اور یہ دعا پڑھتے : "اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ" اے اللہ تو سلامتی دینے والا ہے اور تیری طرف سے سلامتی مل سکتی ہے اے جلال و اکرام والے تو بڑی برکتوں والا ہے۔ اس حدیث کے ایک راوی امام اوزاعی سے پوچھا گیا استغفار کس طرح تھا۔ انہوں نے کہا یوں فرماتے : اسْتَغْفِرُ اللَّهَ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی المساجد باب استحباب الذکر بعد الصلاة

**اللَّحَنَاتِ** : اخف من صلاته : سلام پھیر اور اس سے رخ موزا۔ انت السلام : ہر نقص سے امن و سلامتی کا صدر کرنے والا تو ہی ہے۔ یا ذا الجلال : اے عظمت والے اور ناقص سے پاک۔ والا کرام : اے کرم و غفور والے یہ جمال کی صفت میں سے ہے۔

**فوائد:** (۱) مستحب یہ ہے کہ اس صیغہ کے ساتھ نماز کے بعد استغفار کیا جائے۔

۱۸۷۹ : وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ : كَانَتْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُكْثِرُ أَنْ يَقُولَ قَبْلَ مَوْتِهِ : "سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ اسْتَغْفِرُ اللَّهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

۱۸۷۹ : حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات سے پہلے یہ کلمات بہت پڑھتے تھے : "سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ اسْتَغْفِرُ اللَّهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ" (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی التفسیر باب تفسیر سورة اذا جاء و فی ابواب اخرى و مسلم فی الصلاة بما یقال فی الركوع السجود۔

**فوائد:** (۱) آخری عمر میں زیادہ سے زیادہ بھلائی جمع کرنی چاہئے تاکہ ارشاد الہی کی تعمیل ہو جائے۔ فسبح بحمد ربك و استغفره انہ کان توابا (۲) اقتداء رسول اللہ ﷺ کے پیش نظر یہ بہت مناسب ہے۔ (۳) استغفار کے بعد توبہ کا ذکر درحقیقت اس کے مضمون کی تاکید کے لئے اور یہ بات ظاہر کرنے کے لئے کہ استغفار کا اثر حاصل کرنے کے لئے توبہ کا خالص طور پر اعتبار ہے۔

۱۸۸۰ : وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : "قَالَ اللَّهُ تَعَالَى : يَا آدَمُ إِنَّكَ مَا دَعَوْتَنِي وَرَجَوْتَنِي غَفَرْتُ لَكَ عَلَى مَا كَانَ مِنْكَ وَلَا

۱۸۸۰ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں : "اے آدم کے بیٹے جب تو مجھے پکارتا اور مجھ سے اُمید لگاتا ہے تو میں تیرے سارے گناہ بخش دوں تو مجھے کوئی پرواہ نہیں اے آدم کے بیٹے خواہ تیرے گناہ

آسمان کی بلندی تک پہنچ جائیں پھر تو مجھ سے استغفار کرتا ہے تو میں تجھے بخش دوں گا۔ مجھے کوئی پرواہ نہیں اے آدم کے بیٹے اگر زمین بھر گناہوں کے ساتھ تو میرے پاس آئے پھر تو مجھے اس حال میں ملے کہ تو نے مجھے میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرایا ہو تو میں زمین بھر مغفرت کے ساتھ تجھے ملوں گا۔ (ترمذی)

حدیث حسن ہے۔

عَنَانَ السَّمَاءِ : نے عین کے فتح کے ساتھ بیان کیا گیا کہ اس سے مراد بادل ہیں اور بعض نے کہا ہے اس کا معنی ہے جو چیز تیرے سامنے ظاہر ہو جائے۔

قُرَابُ الْأَرْضِ : جو زمین کے بھرتے کی مقدار ہوں۔

أَبَالِي يَا ابْنَ آدَمَ لَوْ بَلَغَتْ ذُنُوبُكَ عَنَانَ السَّمَاءِ ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِي غَفَرْتُ لَكَ وَلَا أَبَالِي يَا ابْنَ آدَمَ إِنَّكَ لَوْ اتَّبَعْتَنِي بِقُرَابِ الْأَرْضِ خَطَايَا ثُمَّ لَقَبَيْتَنِي لَا تُشْرِكُ بِي شَيْئًا لَا تَبُحُّكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ

”عَنَانَ السَّمَاءِ“ بِفَتْحِ الْعَيْنِ قِيلَ هُوَ السَّحَابُ ، وَقِيلَ هُوَ مَا عَنَ لَكَ مِنْهَا ، أَيْ ظَهَرَ - ”وَقُرَابُ الْأَرْضِ“ بِضَمِّ الْقَافِ ، وَرَوَى بِكُسْرِهَا وَضَمِّ أَشْهَدَ وَهُوَ مَا يُقَارِبُ مِلْنَهَا۔

تخریج : رواہ الترمذی فی ابواب الادعوات : باب غفران الذنوب مہمما عطمت۔

اللُّغَاثُ : ماد دعوتی ما مصدر ظرفیہ ہے۔ تمہارے دعا کرنے کے زمانہ میں۔ ورجوتی و افعالیہ ہے معنی یہ کہ اس حال میں کہ تو میری امید کر کے مجھے پکارتا ہے اور عاطفہ بھی ہو سکتا ہے یعنی تیرا مجھے پکارنا اور امید کرنا۔ الرجاء خیر کی امید اور اس کے قریب واقع ہونے کی امید۔ ولا ابالی میں نہ تیرے گناہوں کو زیادہ کروں گا اور نہ ان کی کثرت سمجھوں گا۔ خواہ کتنے ہی زیادہ ہوں۔ کوئی چیز بھی بڑھائی میں مجھ سے آگے نہیں نکل سکتی اور الا ابالی کا معنی اور میرا دل اس میں مشغول نہ ہوگا یعنی مجھے اس کی پرواہ نہیں۔

فوائد : (۱) اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت وسیع ہے۔ خود ارشاد باری تعالیٰ ہے : ﴿يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ اسرفوا على انفسهم لا تقنطوا من رحمتي اللہ﴾ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنے نفسوں پر زیادتی کی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مویاس نہ ہو۔ بے شک اللہ تمام گناہوں کو بخش دے گا۔ بے شک وہی بخشہ رحیم کرنے والے ہیں۔ (۲) شرک کے علاوہ گناہوں کی معافی کے لئے بھی اللہ پر ایمان شرط ہے کیونکہ یہ واصل ہے جس پر اطاعت کی قبولیت اور گناہ کی مغفرت کا دار و مدار ہے۔ (۳) کامل استغفار وہ ہے جس کا ثمرہ مغفرت ہو اور وہ استغفار ایسا ہے جس کے ساتھ گناہ کا اصرار نہیں ہوتا۔ اسلئے کہ اس صورت میں خالص توبہ احوار علی۔

۱۸۸۱ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا : ”اے عورتو! تم صدقہ کرو اور کثرت سے استغفار کرو۔ میں نے جہنم میں عورتوں کی کثرت دیکھی ہے۔“ ان میں سے ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم عورتوں کے زیادہ جہنم میں جانے کا کیا سبب ہے؟ فرمایا : تم لعنت بہت زیادہ کرتی ہو۔ خاوندوں کی نافرمانی کرتی ہو۔ میں نے کوئی نہیں دیکھا جو تمہاری طرح ناقص عقل و دین ہو کر عقل والوں پر غالب آ جاتی ہو۔ ایک عورت نے کہا عقل و دین کے نقصان کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا : ”دو

۱۸۸۱ : وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : ”يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ ، وَاسْكُرْنَ مِنَ الْإِسْتِغْفَارِ فَإِنِّي رَأَيْتُكُنَّ اسْكُرْنَ أَهْلَ النَّارِ“ قَالَتْ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ : مَا لَنَا اسْكُرْنَ أَهْلَ النَّارِ؟ قَالَ : ”تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ ، وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ مَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتٍ عَقْلٍ وَدِينٍ أَغْلَبَ لِدَيْ لُبٍ مِنْكُنَّ“ قَالَتْ : مَا نَقْصَانُ الْعَقْلِ وَالْدِّينِ؟ قَالَ : ”شَهَادَةُ امْرَأَتَيْنِ بِشَهَادَةِ

رَجُلٍ ، وَتَمَكُّثُ الْآيَامِ لَا تُصَلِّيَ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ عورتوں کی گواہی کو ایک مراد کے برابر قرار دیا گیا اور کئی دن بغیر نماز کے رہتی ہو۔ (مسلم)

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الایمان ، باب نقصان الایمان بنقص الطاعات و رواہ البخاری فی کتاب الحيض ، باب ترك الحائض الصوم مع تغاير فی بعض اللفاظ۔

اللَّغَاتُ: راتیں اکثر اہل النار: مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے معراج کی رات عورتوں کو زیادہ جہنم میں دکھلایا۔ حدیث ابن عباس میں وارد ہے کہ مجھے جہنم کا نظارہ کرایا گیا تو میں نے جہنم میں عورتوں کی کثرت دیکھی۔ تکفرون العشیر: خاوند کے حقوق کا انکار کرتی ہو۔ لذی لب: عقلمند: شہادۃ امراتین بشہادۃ رجل: دو عورتوں کی شہادت ایک مرد کے برابر ہے کیونکہ عورت معاملات مالیہ سے دور رہتی ہے اور دیگر گھر کے کاموں میں مصروف ہوتی اور مہربانی کا اثر اس پر شدید ہوتا ہے اور اس میں شبہ ہیں کہ تجربہ اور جلد تاثر نقصان عقل کی علامت ہے۔ جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے خبر دی ہے۔ تمکث الایام لا تصلی: بخاری کی روایت میں یہ الفاظ ہیں۔ ایس اذا حضرت لم تصل ولم تصم: کیا ایسا نہیں کہ حیض میں وہ نہ نماز پڑھتی ہے اور نہ روزہ رکھتی ہے۔ قلن بلی قال فذلك نقصان دینہا: انہوں نے کہا کیوں نہیں! تو اس کے دین کا نقصان ہے اور یہ ظاہر ہے عورت روزہ قضا کرتی ہے نماز نہیں۔

فوائد: (۱) عورتوں کو صدقہ پر آمادہ کیا اور کثرت سے استغفار پر متوجہ فرمایا کیونکہ صدقہ و استغفار عذاب کو دور کرتے اور گناہوں کو مٹاتے ہیں۔ (۲) نبی اکرم ﷺ کو وعظ کہنا ظاہر کرتا ہے کہ اسلام کو عورت کے سلسلہ میں کس قدر اہتمام ہے۔ (۳) نعمتوں کا انکار اور بد کلامی مثلاً لعنت و سب و شتم یہ سب حرام ہیں۔ (۴) عقل بھی زیادتی اور نقصان کو قبول کرتی ہے اور دین اور ایمان بھی گھٹتا بڑھتا ہے۔

## ۳۸۷: بَابُ بَيَانِ مَا أَعَدَّ اللَّهُ تَعَالَى

### لِلْمُؤْمِنِينَ فِي الْجَنَّةِ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى : ﴿إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ أَدْخُلُوهَا بِسَلَامٍ أَمِينٍ وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غَلٍ إِخْوَانًا عَلَى سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ لَا يَمَسُّهُمْ فِيهَا نَصَبٌ وَمَا هُمْ مِنْهَا بِمُخْرَجِينَ﴾ [الحجر: ۴۵] وَقَالَ تَعَالَى : ﴿يَا عِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَا أَنْتُمْ تَحْزَنُونَ﴾ الَّذِينَ آمَنُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا مُسْلِمِينَ ، اَدْخُلُوا الْجَنَّةَ أَنْتُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُونَ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِنْ ذَهَبٍ وَأَكْوَابٍ وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ وَأَنْتُمْ فِيهَا خَالِدُونَ وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ، لَكُمْ

## بَابُ: ان چیزوں کا بیان جو اللہ تعالیٰ نے

### ایمانداروں کے لئے جنت میں تیار فرمائی ہیں

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”بے شک تقویٰ والے باغوں اور چشموں میں ہوں گے (حکم ہوگا) تم داخل ہو جاؤ۔ سلامتی کے ساتھ اس حال میں کہ تم امن سے رہو گے اور ہم ان کے دلوں میں سے ایک دوسرے کے متعلق کینہ کھینچ لیں گے۔ وہ بھائی بھائی بن کر ایک دوسرے کے مقابل تختوں پر بیٹھے ہوں گے۔ ان کو ان جنتوں میں نہ تھکاوٹ پہنچے گی اور نہ ان کو جنت سے نکالا جائے گا۔“ (الحجر) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اے میرے بندو! آج تم پر نہ خوف ہوگا اور نہ تم غمگین ہو گے۔ وہ لوگ جو ہماری آیات پر ایمان لائے اور وہ مسلمان تھے۔ تم اور تمہاری بیویاں جنت میں داخل ہو جاؤ وہاں تمہیں خوشی کا سامان میسر ہوگا۔ ان پر سونے کی رکابیاں اور پیالوں کا دور چلایا جائے گا اور اس میں ان کو وہ ملے گا جو ان کے نفس چاہیں گے اور جس سے ان کی آنکھیں لذت اندوز ہوں اور (ان کو کہا جائے گا) تم ان میں ہمیشہ

فِيهَا فَائِزَةٌ كَثِيرَةٌ مِنْهَا تَأْكُلُونَ ﴿٦٨﴾ [الزحرف: ۶۸] وَقَالَ تَعَالَى : ﴿إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي مَقَامٍ أَمِينٍ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ يَلْبَسُونَ مِنْ سُندُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُتَقَابِلِينَ كَذَلِكَ وَزَوَّجْنَاهُمْ بِحُورٍ عِينٍ يَدْعُونَ فِيهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ آمِينَ لَا يَذُوقُونَ فِيهَا الْمَوْتَ إِلَّا الْمَوْتَةَ الْأُولَى وَوَقَّعَهُمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ فَضْلًا مِّن رَّبِّكَ ذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾ [الدخان: ۱۵۱] وَقَالَ تَعَالَى : ﴿إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ عَلَى الْأَرَائِكِ يُنظَرُونَ تَعْرِفُ فِي وُجُوهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيمِ يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيْقٍ مَّخْتُومٍ خِتَامُهُ مِسْكٌ وَفِي ذَلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ وَمِزَاجُهُ مِّن تَسْنِيمٍ عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُونَ﴾

[المطففين: ۲۲]

وَالْآيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيرَةٌ مَّعْلُومَةٌ۔

آیات اس باب میں معروف و مشہور ہیں۔

رہو۔ یہی وہ جنت ہے جس کا تمہیں وارث بنایا گیا۔ ان اعمال کی وجہ سے جو تم کیا کرتے تھے۔ تمہارے لئے اس جنت میں کثرت سے میوے ہوں گے۔ جن کو تم کھاؤ گے۔ (الزحرف) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”بے شک متقی لوگ امن والے مقام باغات اور چشموں میں ہوں گے۔ وہ باریک اور موٹا ریشم پہنیں گے وہ ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہوں گے اس میں ہر قسم کے پھل امن و سکون سے منگوائیں گے۔ اس جنت میں وہ موت کا مزہ نہ چکھیں گے مگر وہ پہلی موت جو آچکی اور ان کو (اللہ) جہنم کے عذاب سے بچائیں گے۔ یہ (سب) تیرے رب کا فضل ہے اور یہی بڑی کامیابی ہے۔“ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”بے شک نیک لوگ نعمتوں میں تختوں پر بیٹھے دیکھ رہے ہوں گے۔ انکے چہروں پر تم آرام و راحت کی تروتازگی محسوس کرو گے اور ان کو مہر شدہ خالص شراب پلائی جائے گی جس پر مشک کی مہر ہوگی اور رغبت کرنے والوں کو ایسی ہی چیزوں کے بارے رغبت کرنی چاہئے اور اس شراب میں تسنیم کی آمیزش ہوگی یہ ایک شاندار چشمہ ہے جس سے مقرب لوگ پین گے۔ (المطففين)

حل الايات: عیون: نہریں (چشمے)۔ غل: کینہ و دشمنی۔ متقابلین: ایک دوسرے کے آمنے سامنے ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہوں گے یہ انس کی دلیل ہے۔ نصب: تھکاوٹ و عاجزی۔ الزحرف: یا عباد: یہ محبت سے آواز دینے کا طرز ہے۔ یا عبادی: تمہارا کو تخفیف کے لئے حذف کر دیا۔ تحیرون: تم سرور ہو گے جس کا اثر ظاہر ہوگا۔ بصحاف: جمع صحفہ کھانے کے برتن۔ اکواب: جمع کوب اس برتن کو کہا جاتا ہے جس کا دستہ نہ ہو۔ تلذذ الاعین: اس کے مشاہدے سے خوش ہوں۔ فی مقام امین: اس امن کے مقام پر ہوں گے جہاں کا رہنے والا ہر تکلیف سے محفوظ ہوتا ہے۔ سندس: باریک ریشم۔ استبرق: موٹا ریشم۔ حور: کا معنی صاف ستھری سفید عورتیں جو جنت میں پیدا کی گئیں۔ عین کا معنی بڑی آنکھوں والیاں۔ یدعون فیہا: وہ طلب کریں گے اور حکم کریں گے۔ الا المونة الاولى: استثناء منقطع ہے تقدیر عبارت یہ ہے۔ لیکن انہوں نے موت کا ذائقہ دنیا میں چکھا ہے رہی جنت تو اس میں موت نہیں بلکہ ابدی زندگی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو بچائیں گے اور ان کی حفاظت و نگہبانی فرمائیں گے۔ الارائک: تخت و چارپائیاں۔ نصرۃ انعم: نعمتوں کی رونق تروتازگی۔ رحيق: عمدہ قسم کی شراب۔ مختوم: اس کے برتن مہر شدہ ہوں گے یہاں تک کہ ان کو ابرار کھولیں گے۔ ختامہ مسک: اس کے برتن کا تلچٹ کستوری ہوگا مٹی کا نہ ہوگا بعض نے کہا الختام بمعنی خاتمہ اور انتہاء ہے۔ آخر میں برتن میں کستوری بچ جائے گی۔ میتنافس: سبقت کریں۔ مزاجہ: جس کو ملایا جاتا ہے۔ تسنیم: جنت عالیہ کا ایک چشمہ ہے۔

۱۸۸۲: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی

۱۸۸۲: وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "يَأْكُلُ أَهْلُ الْجَنَّةِ فِيهَا، وَيَشْرَبُونَ، وَلَا يَتَغَوَّطُونَ، وَلَا يَمْتَخِطُونَ، وَلَا يَبُولُونَ، وَلَكِنْ طَعَامُهُمْ ذَاكَ جُشَاءٌ كَرُشِحِ الْمِسْكِ - يُلْهَمُونَ التَّسْبِيحَ، وَالتَّكْبِيرَ، كَمَا يُلْهَمُونَ النَّفْسَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اہل جنت جنت میں کھائیں گے، پیئیں گے اور نہ ان کو قضاے حاجت کی ضرورت نہ ہوگی نہ ناک سے رینٹ نکلے گی اور نہ وہ پیشاب کی حاجت محسوس کریں گے لیکن ان کا کھانا ایک ڈکار کی صورت میں ہضم ہوگا جو مشک کے پینے کی طرح ہوگا۔ ان کی تسبیح و تکبیر ان کے دل میں ڈالی جائے گی جیسے کہ سانس ڈالا جاتا ہے۔" (مسلم)

تخریج: رواہ فی کتاب الجنۃ باب فی صفات الجنۃ و اہلہا۔

الذَّخَائِرُ: لا یتغوطون وہ کھا کر پاخانہ نہ کریں گے۔ لا یمتخطون: انکے ناک سے رینٹ نہ چلے گی۔ جشاء: ڈکار۔ کرشیح المسک: ان کے جسم سے عمدہ خوشبو نپکے گی جس طرح مشک کی خوشبو ہوتی ہے۔ کما یلہمون النفس: ذکر بلا تکلف سانس کی طرح جاری ہوگی۔ علامہ قرطبی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں تشبیہ کی وجہ یہ ہے کہ انسانی سانس لیتے ہوئے کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ ان کا سانس لینا تو لازم ہے۔ پس ان کے سانس کو تسنیم بنادیا اور وجہ اس کی یہ ہے کہ ان کے دل معرفت ربانی سے منور ہوں گے اور ان کی محبت سے پر ہوں گے اور جو کسی چیز سے محبت ہو وہ اس کا ذکر بہت کرتا ہے۔

فوائد: (۱) اس روایت میں اہل جنت کے حالات اور ان کے لئے قائم رہنے والی نعمتیں بتائیں اور کامل ابدی زندگی عنایت فرمائی۔ (۲) اہل جنت کا چکانا انتہائی لطیف و معتدل ہوگا۔ اس میں فضلہ ہوگا ہی نہیں بلکہ اس سے عمدہ خوشبو پیدا ہوگی۔ (۳) اہل جنت ذکر اللہ سے لذت حاصل کریں گے اور وہ ذکر ان کی زبانوں پر اس طرح جاری ہوگا جس طرح سانس چلتا ہے۔

۱۸۸۳: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: أَعَدَدْتُ لِعِبَادِي الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ، وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ، وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ - وَأَقْرَأُوا إِن شِئْتُمْ "فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۸۸۳: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ فرماتے ہیں: "میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ کچھ تیار کر رکھا ہے جو کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل میں اس کا خیال پیدا ہوا اور اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو: ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ﴾ کوئی نفس نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے کیا کیا چھپا رکھا ہے جو ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا باعث ہوگا۔"

تخریج: رواہ البخاری فی کتاب بدء الخلق، باب ما جاء فی صفة الجنۃ و فی کتاب التفسیر تفسیر السجدہ و مسلم فی اوائل کتاب الجنۃ و صفتہا۔

الذَّخَائِرُ: اعدادت: میں نے تیار کی۔ ولا خطر: نہ گزرا۔ قروا ان شئتم: اس حدیث قدسی کا مصداق آیت رقم سورہ سجدہ میں موجود ہے۔ نفس: کا لفظ نکرہ ہے جو سیاق نشی ہونے کی وجہ سے عموم کا فائدہ دے گا ہر ایک جس کو نفس کہا جاسکے مراد ہوگا۔ من قرۃ اعین: جو آنکھوں کو خوش کر دے۔

فوائد: جنت کی نعمتوں کا کمال ذکر کیا گیا کہ اہل جنت ایسی خوشیاں پائیں گے جو اضطراب و گد لے پن سے خالی ہوں گی۔

۱۸۸۴: وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ۱۸۸۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

اللہ نے ارشاد فرمایا: ”پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا ان کے چہرے چاند کی طرح ہوں گے جو چودھویں کی رات ہوتا ہے پھر وہ لوگ جو ان کے قریب ہوں گے وہ آسمان کے روشن ترین ستارے کی طرح ہوں گے جو آسمان میں چمک رہا ہو۔ نہ پیشاپ کریں گے نہ پاخانہ کریں نہ تھوکیں گے اور نہ ناک بہے گی۔ ان کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی اور ان کا پسینہ کستوری جیسا ہوگا۔ ان کی انگلیٹھیاں عود جیسی خوشبودار لکڑی سے ہوں گی۔ انکی بیویاں بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں ہوں گی اور سب ایک ہی قد پر اپنے باپ آدم کی شکل و صورت کے ساتھ (۶۰) ہاتھ بلند ہو گئے۔“ (بخاری و مسلم)

اور بخاری کی روایت میں ہے کہ ان کے برتن سونے کے ہوں گے اور ان کا پسینہ کستوری کا ہوگا اور ہر ایک کی کم از کم دو بیویاں ہوں گی جن کی پنڈلی کا مغز حسن کے سبب گوشت سے نظر آئے گا ان میں اختلاف نہ ہوگا نہ باہمی بغض ہوگا اور ان کے دل ایک آدمی کے دل جیسے ہوں گے۔ صبح و شام اللہ تعالیٰ کی تسبیح کریں گے۔

علیٰ خلقی رجلی: بعض محدثین نے اس لفظ کو خا کے فتح اور لام کے سکون کے ساتھ اور بعض نے ان دونوں کے پیش کے ساتھ روایت کیا ہے اور یہ دونوں صحیح ہیں۔

”أَوَّلُ زُمْرَةٍ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ عَلَى أَشَدِّ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَاءِ إِضَاءَةً لَا يُولُونَ وَلَا يَتَفَوِّطُونَ، وَلَا يَتَفَلُونَ، وَلَا يَمْتَحِطُونَ - أَمْشَاطُهُمُ الذَّهَبُ، وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ، وَمَجَامِرُهُمُ الْآلُوءَةُ - عَوْدُ الطِّيبِ - أَزْوَاجُهُمُ الْحُرُرُ الْعَيْنُ، عَلَى خَلْقِ رَجُلٍ وَاحِدٍ عَلَى صُورَةِ أَبِيهِمْ آدَمَ سِتُونَ ذِرَاعًا فِي السَّمَاءِ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ وَ مُسْلِمٍ: أَيْتُهُمْ فِيهَا الذَّهَبُ، وَرَشْحُهُمْ فِيهَا الْمِسْكُ، وَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ زَوْجَتَانِ يُرَى مَخَّ سَاقِيهِمَا مِنْ وَرَاءِ اللَّحْمِ مِنَ الْحُسْنِ - لَا اخْتِلَافَ بَيْنَهُمْ، وَلَا تَبَاغُضَ: قُلُوبُهُمْ قَلْبُ رَجُلٍ وَاحِدٍ يُسَبِّحُونَ اللَّهَ بِكُرَّةٍ وَعَشِيًّا“

قَوْلُهُ ”عَلَى خَلْقِ رَجُلٍ“ رَوَاهُ بَعْضُهُمْ بِفَتْحِ الْخَاءِ وَأَسْكَانِ اللَّامِ وَبَعْضُهُمْ بِضَمِّهِمَا وَكَلَاهُمَا صَحِيحٌ۔

**تخریج:** رواه البخاری فی کتاب بدء الخلق، باب ما جاء فی صفة الجنة و فی النبیاء، باب خلق آدم و ذریته و مسلم کتاب الجنة، باب اول زمرة تدخل الجنة۔

**اللغات:** زمرة: جماعت۔ لیلۃ البدر: چودھویں رات کا چاند چاند سے مشابہت روشنی اور چمک میں دی گئی۔ کوكب دری: انتہائی روشن ستارہ۔ لا يتفلون: تھوک نہ پھینکیں گے۔ مجامیرہم: جمع مجمرۃ انگلیٹھی اس کو مجمرہ اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ یہ کوئلے رکھنے کی جگہ ہے۔ الدلوة: سعود کی وہ لکڑی جو انگلیٹھی میں رکھی جائے اور وہ دھونی دے۔ رشحہم: وہ پسینہ جو ان کے جسم سے ٹپکے گا۔ مع سوفہما: ہڈی کا گودا امر اس سے انتہائی صفائی ہے۔ سوفہما: جمع ساق پنڈلی پیر سے گھٹنے تک کا حصہ۔

**فوائد:** (۱) اہل جنت سے تمام صفات کی نفی کر دی گئی۔ (۲) علامہ قرطبی نے فرمایا کہ اہل جنت کے انعام کھانا، پینا، پہننا، خوشبو لگانا یہ بھوک کی تکلیف یا پیاس یا جسم کے کھلنے یا بدبو کی وجہ سے نہ ہوں گے بلکہ یہ قسمائیں ہیں (۳) علامہ نووی نے فرمایا اہل جنت کے نزدیک اہل جنت کی نعمتیں دنیا کی نعمتوں کی طرح ہوں گی۔ البتہ انکے درمیان لذت کا فرق ہوگا اور کتاب و سنت سے ثابت ہے کہ ان نعمتوں کا انقطاع نہیں۔ (۴) اہل جنت کے مابین باہمی حسد اور اختلاف نہ ہوگا کیونکہ انکے دل اخلاق قبیح حرکات سے پاک ہوں گے۔



۱۸۸۵ : حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ”موسیٰؑ نے رب سے سوال کیا کہ جنت میں کتر درجہ کا جنتی کیسا ہوگا؟ اللہ نے فرمایا: ”وہ آدمی جو اس وقت آئے گا کہ جنت والے جنت میں داخل کئے جا چکیں گے۔ پس اس سے کہا جائے گا تو جنت میں داخل ہو جا۔ وہ کہے گا اے میرے رب! میں کس طرح داخل ہوں جبکہ لوگ اپنے مکانات میں جا چکے اور انہوں نے جو کچھ لینا تھا وہ لے چکے؟ پھر اس کو کہا جائے گا کہ کیا تو پسند کرتا ہے کہ تجھے دنیا کے ایک بادشاہ جتنا ملک دے دیا جائے؟ اس پر وہ کہے گا میں راضی ہوں۔ اللہ فرمائیں گے۔ تجھے اتنا اور اس کے چار مثل اور دے دیا وہ پانچویں میں مرتبہ کہے گا۔ اے میرے رب میں راضی ہوں۔ پھر اللہ فرمائیں گے یہ اور اس سے دس گنا اور دیا (مزید) تمہیں وہ بھی دیا جس کی تمہارے دل میں خواہش ہے اور تیری آنکھیں جس سے لذت اندوز ہوں۔ وہ کہے گا میرے رب میں راضی ہوں۔ موسیٰؑ نے عرض کیا: اے رب جنت میں سب سے اعلیٰ مرتبہ والا کیسا ہوگا۔ فرمایا: ”وہ لوگ ہیں جن کی عزت کو اپنے بابرکت ہاتھ سے ثابت کیا اور اس پر مہر لگا دی۔ پس کسی آنکھ نے اس کو نہیں دیکھا، کسی کان نے نہیں سنا حتیٰ کہ اس کا خیال بھی کسی دل میں نہیں آیا۔“ (مسلم)

اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ : ”سَأَلَ مُوسَى ﷺ رَبَّهُ : مَا أَذْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً؟ قَالَ : هُوَ رَجُلٌ يَجِيءُ بَعْدَ مَا أُدْخِلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ فَيَقَالُ لَهُ : ادْخُلِ الْجَنَّةَ فَيَقُولُ : أَيُّ رَبِّ كَيْفَ وَقَدْ نَزَلَ النَّاسُ مَنَازِلَهُمْ ، وَأَخَذُوا أَخْدَاتِهِمْ؟ فَيَقَالُ لَهُ : أَتَرْضَى أَنْ يَكُونَ لَكَ مِثْلُ مُلْكِ مُلْكٍ مِنْ مُلُوكِ الدُّنْيَا؟ فَيَقُولُ : رَضِيتُ رَبِّ - فَيَقُولُ : لَكَ ذَلِكَ وَمِثْلُهُ وَمِثْلُهُ وَمِثْلُهُ فَيَقُولُ فِي الْخَامِسَةِ : رَضِيتُ رَبِّ فَيَقُولُ : هَذَا لَكَ وَعَشْرَةٌ أَمْثَالِهِ وَلَكَ مَا اشْتَهَتْ نَفْسُكَ ، وَلَذَّتْ عَيْنُكَ - فَيَقُولُ : رَضِيتُ رَبِّ قَالَ رَبِّ فَأَعْلَاهُمْ مَنْزِلَةً؟ قَالَ أُولَئِكَ الَّذِينَ أَرَدْتُ عَرَسْتُ كَرَامَتَهُمْ بِيَدِي وَخَتَمْتُ عَلَيْهَا قَلَمَ تَرْعِينَ ، وَلَمْ تَسْمَعْ أُذُنٌ ، وَلَمْ يَخْطُرْ عَلَى قَلْبٍ بَشَرٌ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

تخریج: رواہ مسلم فی کتاب الایمان باب انی الجنة منزله فیہا۔

اللُّغَاثَاتِ : ما ادنی: جو اس نے اتارا۔ اخذوا اخذاتہم: جنت کی نعمتیں اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے تیار کیں۔ رب: حرف نداء کو حذف کر دیا رب کے ذکر کی طرف مسارعہ کی وجہ سے۔ قال: موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا غرست کرامتہم بیدی: میں نے محض اپنی قدرت کے ساتھ کسی فرشتے یا اور کسی واسطے کے بغیر ان کی عزت کو زیادہ کرنے کے لئے۔ ختمت علیہا: تکریم میں مزید اضافہ کے لئے تاکہ اور کوئی دیکھ نہ سکے۔

فوائد: (۱) اللہ تعالیٰ کے کرم اور وسعت رحمت کو بیان کر دیا۔ (۲) اہل جنت کے مرتبہ کو بیان کیا کہ ان میں سب سے کم درجے والے جنتی کو دنیا کے بڑے بادشاہ سے کئی گنا زیادہ دیا جائے گا۔

۱۸۸۶ : حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بے شک میں اس آخری آدمی کو جو آگ سے سب سے آخر میں نکلے گا اچھی طرح جانتا ہوں یا جنت میں سب سے آخر میں داخل ہونے والے کو جانتا ہوں۔ وہ آدمی آگ سے گھٹنوں کے بل

۱۸۸۶ : وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : إِنِّي لَا أَعْلَمُ آخِرَ أَهْلِ النَّارِ خُرُوجًا مِنْهَا ، وَآخِرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولًا الْجَنَّةَ : رَجُلٌ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ حَبْوًا

نکلے گا۔ پس اللہ فرمائیں گے جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ۔ وہ جنت کے پاس آئے گا۔ پھر اس کو خیال پیدا ہوگا کہ جنت تو بھر چکی وہ واپس لوٹ کر جائے گا اور کہے گا اے میرے رب! جنت کو میں نے بھرا ہوا پایا۔ پس اللہ اسے فرمائیں گے جاؤ اور جنت میں داخل ہو جا۔ وہ پھر جنت کے پاس آئے گا اور خیال کرے گا کہ وہ تو بھری ہوئی ہے۔ پھر لوٹ جائے گا اور عرض کرے گا۔ اے رب! میں نے اس کو بھرا ہوا پایا۔ پس اللہ فرمائیں گے: تم جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ، تجھے دنیا اور اس کے دس گنا برابر دے دیا یا بے شک تجھے دس گنا دنیا کے برابر دیا۔ پس وہ کہے گا کیا آپ میرے ساتھ مذاق کرتے ہیں یا میرے ساتھ ہنسی کرتے ہیں حالانکہ آپ مالک الملک ہیں؟۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کو اس مقام پر اتنا ہنستے ہوئے دیکھا کہ آپ کی ڈاڑھیں ظاہر ہو گئیں۔ پس آپ فرماتے تھے یہ سب سے ادنیٰ درجہ کا جنتی ہے۔ (بخاری و مسلم)

فَيَقُولُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ لَهُ: إِذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَيَأْتِيهَا فَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهَا مَلَأَى ، فَيَرْجِعُ فَيَقُولُ: يَا رَبِّ وَجَدْتُهَا مَلَأَى؟ فَيَقُولُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ لَهُ: إِذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ ، فَيَأْتِيهَا فَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهَا مَلَأَى ، فَيَرْجِعُ فَيَقُولُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ لَهُ: إِذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ ، فَإِنَّ لَكَ مِثْلَ الدُّنْيَا وَعَشْرَةَ أَمْثَالِهَا أَوْ إِنَّ لَكَ مِثْلَ عَشْرَةِ أَمْثَالِ الدُّنْيَا- فَيَقُولُ: أَتَسْخَرُ مِنِّي ، أَوْ تَضْحَكُ مِنِّي وَأَنْتَ الْمَلِكُ قَالَ: فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ضَحِكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ فَكَانَ يَقُولُ: "ذَلِكَ أَوْفَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ-

**تخریج:** رواه البخاری فی کتاب الرقاق، باب صفة الجنة و النار و فی التوحید و مسلم فی الايمان، باب آخر اهل الناس خروجا۔

**اللَّخَائِذُ:** حبوا: گھسٹ کر۔ نواجذہ: آپ کی آخری داڑھیں، مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ خوب ہنسے اور یہ بات معلوم و معروف ہے آپ ﷺ عموماً تبسم فرماتے جس سے تبسم والے دانت ہی ظاہر ہوتے اور جب ہسنے کا مقام و موقعہ تو آپ ﷺ ہنسے۔  
**فوائد:** (۱) جنت والوں میں سب سے کم درجہ کے جنتی دنیا کی تمام نعمتوں سے دس گنا نعمتیں پائے گا۔

۱۸۸۷: وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ قَالَ: "إِنَّ لِلْمُؤْمِنِ فِي الْجَنَّةِ لَحِيمَةً مِّنْ لُّلُوفٍ وَاحِدَةٍ مَّجْوَةٍ طُولُهَا فِي السَّمَاءِ سِتُونَ مِيلًا ، لِلْمُؤْمِنِ فِيهَا أَهْلُونَ يَطُوفُ عَلَيْهِمُ الْمُؤْمِنُونَ وَلَا يَرَى بَعْضُهُمْ بَعْضًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ "الْمِيلُ" سِتَّةُ آلَافٍ ذِرَاعٍ۔  
۱۸۸۷: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بے شک مؤمن کے لئے کھوکھلے موتی کا خیمہ ہوگا جس کی طوالت ساٹھ میل ہوگی اور اس میں مؤمن کے گھر والے ہوں گے جن پر وہ چکر لگائے گا اور وہ ایک دوسرے کو نہ دیکھیں گے۔" (بخاری و مسلم)  
الْمِيلُ: چھ ہزار باتھ کا ہوتا ہے۔

**تخریج:** رواه البخاری فی بدء الخلق، باب صفة الجنة و فی تفسیر سورہ الرحمن و فی التوحید و مسلم فی کتاب الجنة، باب صفة خيام الجنة۔

**اللَّخَائِذُ:** الجیمۃ: بدوں کے گھروں میں ایک مربع گھر۔ مجوفۃ: خالی کھوکھا۔ لاہری بعضہم بعضا: اس خیمہ میں بہت وسعت کی وجہ سے اور اس کے رہنے والوں کے بہت دور ہونے کی وجہ سے۔

۱۸۸۸: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جنت میں ایک درخت ہوگا اگر عمدہ اپلی کمر والے تیز گھوڑے کا سوار سو سال بھی چلے تو اس کے سایہ کو سو سال تک طے نہ کر سکے۔“ (بخاری و مسلم)

ان دونوں نے اس روایت کو بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ سوار سو سال اس کے سائے میں چلتا رہے گا پھر بھی اس کو ختم نہ کر سکے گا۔

۱۸۸۸: وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "إِنَّ فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةً يَسِيرُ الرَّائِبُ الْجَوَادُ الْمُضْمَرُ السَّرِيعَ مِائَةَ سَنَةٍ مَا يَقْطَعُهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَرَوَاهُ فِي الصَّحِيحَيْنِ أَيْضًا مِنْ رِوَايَةِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: يَسِيرُ الرَّائِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ سَنَةٍ مَا يَقْطَعُهَا.

**تخریج:** برواد البخاری فی الرفاق باب صفة الجنة و النار و مسلمہ فی کتاب الجنة باب صفة الجنة و النار۔  
**اللغات:** الجواد: تلی کرو والا گھوڑا۔ ضامر: اس گھوڑے کو کہتے ہیں جس کو چرا ڈال کر مونا تازہ کیا جائے تم بقتدر خوراک چار کم کر کے کمرے میں باندھ کر اور جھول ڈال دیے جائیں تاکہ حرارت سے اس کو پسینہ آجائے اور اس کو گوشت ہلکا پھلکا ہو کر دوڑ کے قابل ہو جائے۔ ما یطعمها: اس کے بہت زیادہ بڑے اور دھنچے ہوئے کی وجہ سے اس کو طے نہ کر سکے گا۔ فی ظلها: اسکی شاخوں کے نیچے درندہ جنت میں نہ سورج ہے اور نہ حرارت و گرمی۔ امام راغب فرماتے ہیں ظل کا لفظ فنی کی نسبت عام ہے رات کے سایہ کو ظل اللیل کہتے ہیں اس طرح ہر وہ جگہ جہاں دھوپ نہ پہنچے۔ مگر اسکو فنی اس وقت کہیں گے جب دھوپ زائل ہو۔ اس طرح عزت نعمت رفائیت اور حراست کو بھی ظل کہتے ہیں۔ تمہارا ان کو ظل ضلیل سے تعبیر کرتے ہیں۔

**فوائد:** (۱) جنت کے درختوں کی عظمت ذکر کر کے اللہ تعالیٰ نے اپنے عظیم فضل اور قدرت کو ظاہر فرمایا جو اپنے بندوں پر وہ فرمانے والے ہیں کہ جنت میں وہ سعادت والی زندگی گزاریں اور جنت بطور ثواب کے عنایت فرمائیں جس کی نعمتوں اور طویل و عریض سایوں والے درختوں سے وہ فائدہ اٹھائیں۔ تمام تعریفیں اسی ہی کے لئے اور فضل و احسان بھی۔

۱۸۸۹: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل جنت اپنے سے بلند درجہ والے بالانشینوں کو اس طرح دیکھیں گے جس طرح مشرق و مغرب کے افق پر چمکدار ستارے کو دیکھتے ہیں۔ یہ فرق ان کے درمیان فضیلت کی وجہ سے ہوگا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! یہ بلند مراتب تو انبیاء علیہم السلام کو ہی حاصل ہو سکیں گے۔ دوسرے لوگ تو ان تک نہ پہنچ سکیں گے؟ آپ نے فرمایا: ”کیوں نہیں؟ مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے ان لوگوں کو بھی ملیں گے جنہوں نے انبیاء علیہم السلام کی تصدیق کی اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے۔“ (بخاری و مسلم)

۱۸۸۹: وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ لَيَرَوْنَ أَهْلَ الْغُرَفِ مِنْ فَوْقِهِمْ كَمَا تَرَوْنَ الْكَوْكَبَ الذَّرِّيَّ الْغَائِبَ فِي الْأَفْقِ مِنَ الْمَشْرِقِ أَوْ الْمَغْرِبِ لِتَفَاضُلِ مَا بَيْنَهُمْ" قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تِلْكَ مَنَازِلُ الْأَنْبِيَاءِ لَا يَلْفُهَا غَيْرُهُمْ قَالَ: بَلَى وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ رَجُلٌ آمَنُوا بِاللَّهِ وَصَدَّقُوا الْمُرْسَلِينَ۔

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

**تخریج:** برواد البخاری فی بدء الخلق باب صفة الجنة و مسلمہ فی کتاب الجنة باب صفة الجنة۔  
**اللغات:** لیراءون: دیکھتے اور مشاہدہ کرتے ہیں۔ الغایر: آسمان میں چڑھنے والے۔  
**فوائد:** (۱) اہل جنت اپنے درجات کے لحاظ سے مختلف مقامات میں ہوں گے یہاں تک کہ بلند درجات والے نیچے والوں کو ستاروں

کی مانند نظر آئیں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ہم درجات عند اللہ الایۃ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کے درجات ہیں۔ (۲) صالح مؤمن انبیاء علیہم الصلوٰات والسلام کے درجات تک اپنے ایمان اور رسولوں کی سچی تصدیق کی بنا پر پہنچیں گے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہیں بھی انہی میں سے کر دیں۔ آمین۔

۱۸۹۰ : وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : لِقَابُ قَوْسٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِمَّا تَطْلُعُ عَلَيْهِ الشَّمْسُ أَوْ تَغْرُبُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
۱۸۹۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کہ جنت میں ایک کمان کے برابر جگہ اس تمام جہاں سے بہتر ہے جس پر سورج کی شعاعیں طلوع ہوتی یا غروب ہوتی ہیں۔“ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی بدء الخلق باب ما جاء فی صفة الجنة و فی تفسیر سورہ الواقعة و مسلم فی الجنة شجرة۔

**اللُّغَاتُ:** لقاب قوس: کمان کے قبضہ اور گوشہ کے درمیان کا فاصلہ ہر کمان کی دو قلابیں ہوتی ہیں۔  
**فوائد:** (۱) جنت کی فضیلت ذکر فرمائی گئی ہے جنت چھوٹی جگہ انتی دنیا جس پر سورج طلوع و غروب ہوتا ہے اس سے بہتر ہے اور وجہ یہ ہے کہ جنت ہمیشہ رہنے والی اور دنیا فنا ہونے والی ہے۔

۱۸۹۱ : وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : " إِنْ فِي الْجَنَّةِ سُوقًا يَأْتُونَهَا كُلُّ جُمُعَةٍ ، فَتَهْبُ رِيحُ الشَّمَالِ فَتَحْتُوا فِي وُجُوهِهِمْ وَثِيَابِهِمْ فَيَزْدَادُونَ حُسْنًا وَجَمَالًا ، فَيَرْجِعُونَ إِلَى أَهْلِيهِمْ وَقَدْ أَزْدَادُوا حُسْنًا وَجَمَالًا فَيَقُولُ لَهُمْ أَهْلُهُمْ : وَاللَّهِ لَقَدْ أَزْدَدْتُمْ بَعْدَنَا حُسْنًا وَجَمَالًا " رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
۱۸۹۱: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بے شک جنت میں ایک بازار ہوگا جس میں لوگ ہر جمعہ کو جایا کریں گے۔ پس شمال سے ہوا چلے گی جو ان کے چہروں اور کپڑوں میں خوشبو بکھیر دے گی جس سے ان کے حسن و خوبصورتی میں اضافہ ہو جائے۔ پھر وہ لوٹ کر اپنے اپنے گھروں کو آئیں گے تو اس حالت میں کہ ان کا حسن و جمال بڑھ چکا ہوگا۔ ان کے گھر والے کہیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! تم ہمارے میں حسن و خوبی میں بڑھ گئے ہو۔“ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الجنة باب فی سوق الجنة۔

**اللُّغَاتُ:** سوق: سوق کا لفظ مونث و مذکر دونوں طرح کی فصیح لغت ہے۔ اس مقام کو کہتے ہیں کہاں لوگ اپنے منافع اور مصالح کے تبادلے کے لئے جمع ہوں۔ سوق الجنة: اہل جنت کا ایک جگہ اجتماع جہاں سے وہ اپنی پسند کی چیزیں بلا کسی بدل کے لے لیں گے۔ ریح الشمال: شمال کی جانب سے آنے والی قبلہ والی جانب سے چلنے والی ہوا۔ جنت کی ہوا کو شمال سے تعبیر اس لئے کیا گیا کیونکہ اہل عرب کے ہاں بارش والی ہوا اسی جانب سے آتی تھی۔ کذا قال القاضی عیاض رحمۃ اللہ تحنوا: بکھیرنا۔

**فوائد:** (۱) اہل جنت کے حسن اور ان کی نعمتوں اور محبت و اخوت میں اضافے اور تبادلے کا ذکر فرمایا گیا ہے۔

۱۸۹۲ : وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : " إِنْ أَهْلَ الْجَنَّةِ  
۱۸۹۲: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بے شک جنتی ایک دوسرے کے

کَیْتَرَاءُ وَنَ الْغُرُفِ فِی الْجَنَّةِ کَمَا تَرَاءُ وَنَ الْکُؤُکَبِ فِی السَّمَاءِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔  
مکانات کو اس طرح دیکھیں گے جس طرح تم آسمان پر ستارے کو دیکھتے ہو۔ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی الرقاق باب صفة الجنة و النار و مسلم فی الجنة باب ترائی اهل الجنة۔

**اللُّغَاتُ:** لَیْتَرَاءُ وَنَ: ضرور مشاہدہ کریں گے۔

**فوائد:** حدیث ۱۸۸۹ کے فوائد ملاحظہ کریں۔

۱۸۹۳: وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ شَهِدْتُ مِنْ النَّبِيِّ ﷺ مَجْلِسًا رُصِفَ فِيهِ الْجَنَّةُ حَتَّى انْتَهَى ثُمَّ قَالَ فِي آخِرِ حَدِيثِهِ: "فِيهَا مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ، وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ، وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبٍ بَشَرٍ، ثُمَّ قَرَأَ: "تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنْ الْمَصَاحِجِ" إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى "فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ۔

۱۸۹۳: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ایک مجلس میں حاضر تھا جس میں آپؐ نے جنت کی تعریف فرمائی۔ یہاں تک کہ آپؐ گفتگو سے فارغ ہوئے۔ پھر اس حدیث کے آخر میں ہے۔ آپؐ نے فرمایا: "اس میں وہ کچھ ہوگا جو کسی آنکھ نے نہیں دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل میں اس کا خیال پیدا ہوا۔ پھر یہ آیات پڑھی: "جنت میں وہ لوگ جائیں گے جن کے پہلو..... کوئی جان نہیں جانتی جو ان کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک پوشیدہ کی گئی ہے" تک پڑھی۔ (بخاری)

**تخریج:** رواہ قال فی التعلیق علی جامع الاصول لم یجدہ فی البخاری من حدیث سہل بن سعد و ذکر الشیخ عبدلاعی

النابلسی فی ذخائر الحواریت و نسبه لمسلم فقط و هو عند مسلم فی اول کتاب الجنة و صفة عیسیٰ و اہلہا۔

**اللُّغَاتُ:** حَتَّى انْتَهَى: آپؐ اپنی بات سے فارغ ہوئے۔ ثُمَّ قَرَأَ: پھر یہ آیت پڑھی سورہ سجدہ رقم ۱۲ تتجافى جنوبہم اور دور رہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے ان کے پہلو۔ عَنِ الْمَصَاحِجِ: قربِ اعین: خوشی اور مسرت کے اسباب۔

**فوائد:** (۱) نیک کاموں پر ابھارنے کے لئے آپؐ کا ثواب کی خوشخبری دینا مذکور ہے۔ (۲) جنت کی فضیلت بتلائی گئی کہ دنیا کی تمام چیزیں بھی جنت کی نعمت کا مقابلہ تو درکنار ساتھ بھی نہیں مل سکتیں۔

۱۸۹۴: وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ يَنَادِي مُنَادٍ: إِنَّ لَكُمْ أَنْ تَحْيَوْا فَلَا تَمُوتُوا أَبَدًا، وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَصِحُّوا فَلَا تَسْقُمُوا أَبَدًا، وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَشَبَّوْا فَلَا تَهْرَمُوا أَبَدًا، وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَنْعَمُوا فَلَا تَبَاسُوا أَبَدًا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۹۴: حضرت ابوسعید اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب اہل جنت جنت میں داخل ہو جائیں گے تو ایک نداء دینے والا نداء دے گا۔ بے شک تم نے ہمیشہ جینا ہی جینا ہے تم پر کبھی موت نہ آئے گی۔ تم ہمیشہ صحت مند رہو گے اور کبھی بیمار نہیں ہو گے۔ تم ہمیشہ جوان رہو گے اور تم پر کبھی بڑھاپا نہ آئے گا۔ تم ہمیشہ نعمتوں میں رہو گے اور کبھی تم پر تنگی نہ آئے گی۔" (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الجنة باب دوام نعيم اهل الجنة۔

**اللُّغَاتُ:** فَلَا تَسْقُمُوا: تم بیمار نہ ہو گے۔ فَلَا تَهْرَمُوا: تم بڑھے نہ ہو گے۔ فَلَا تَبَاسُوا: تم پیر نہ ہو گے۔

حالت کو کہتے ہیں وہ موت کی طرف طبعی بیماری ہے جس کا کوئی علاج نہیں۔ تنعموا! نعمتیں اور سعادتیں پاؤ گے۔ لاتبا سوا! یہ بوس سے ہے وہ جسمانی تکلیف اور بد بختی کو کہتے ہیں۔

**فوائد:** (۱) جنت کی نعمتوں کا دنیا سے تفاوت فرق ہے۔ جنت کی نعمتیں نہ تبدیلی والی نہ بچہ سے والی یا ختم ہونے والی۔ نہ وہاں بیماری نہ بڑھا پائے نہ دنیا کی نعمتیں نہ دائمی نہ کھوں اور پریشانیوں سے پر۔

۱۸۹۵ : وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : "إِنَّ أَذْنِي مَقْعِدِ أَحَدِكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ أَنْ يَقُولَ لَهُ تَمَنَّى فَيَتَمَنَّى وَيَتَمَنَّى فَيَقُولُ لَهُ : هَلْ تَمَنَيْتَ؟ فَيَقُولُ : نَعَمْ فَيَقُولُ لَهُ : فَإِنَّ لَكَ مَا تَمَنَيْتَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔  
 ۱۸۹۵ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جنت میں ادنیٰ جنتی کا مرتبہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اس سے ارشاد فرمائے گا تمنا کرو۔ پس وہ تمنا کرے گا۔ پھر تمنا کرے گا۔ پس اللہ تعالیٰ اس کو فرمائیں گے تو نے تمنا کر لی؟ وہ کہے گا جی ہاں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے پس بے شک تیرے لئے وہ سب کچھ ہے جو تو نے تمنا کی اور اتنا ہی اور بھی۔" (مسلم)

**تخریج:** برواہ مسلم فی کتاب الايمان: باب معرفة جذع البریة۔

**اللغات:** مقعد احکم: جنت میں مکان۔ ان يقول له: اللہ تعالیٰ اس کو فرمائیں گے۔ تمن: تو تمنا کر۔ مصباح میں ہے تمنیت کذا میں نے اس طرح تمنا کی۔ بخش نے کہا یہ المنی سے لیا گیا جس کا معنی اندازہ ہے اس طرح کہ مرتبہ والا اس کے حصول کی قدرت رکھتے ہیں۔ المنیہ اور الامنیہ: اس سے اسم ہیں۔ هل تمنیت: کا معنی یہ ہے کیا تم نے پورا لے لیا جس کی تو تمنا رکھتا تھا۔  
**فوائد:** (۱) اہل جنت پر اللہ تعالیٰ کے کرم عیم کا حال اور پھر جو وہ تمنا کریں گے۔ اس سے کئی گنا زیادہ ان کو دیا جائے گا۔ (۲) جنت کی نعمتیں کسی ایک چیز میں منحصر نہیں بلکہ مؤمن وہاں جو تمنا کرے گا وہی پالے گا اور جس چیز کی اس کے دل میں خواہش پیدا ہوگی بطور فضل و سخاوت کے اور بطور کرم و مہربانی کے اللہ تعالیٰ سے میسر ہو جائے گا۔

۱۸۹۶ : وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : "إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ لِأَهْلِ الْجَنَّةِ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ فَيَقُولُونَ لَكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ ، وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ - فَيَقُولُ : هَلْ رَضِيتُمْ؟ فَيَقُولُونَ : وَمَا لَنَا لَا نَرْضَى يَا رَبَّنَا وَقَدْ أَعْطَيْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ - فَيَقُولُ إِلَّا أُعْطِينَا أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ؟ فَيَقُولُونَ : وَآيُ شَيْءٍ أَفْضَلُ مِنْ ذَلِكَ؟ فَيَقُولُ أُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِي فَلَا أَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهُ أَبَدًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔  
 ۱۸۹۶ : حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بے شک اللہ تعالیٰ جنت والوں کو فرمائیں گے اے جنتیو! پس وہ عرض کریں گے: لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ ، وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ" اے ہمارے رب ہم حاضر ہیں تمام بھلائی آپ کے دست قدرت میں ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کیا تم راضی ہو؟ وہ عرض کریں گے ہم کیوں راضی نہ ہوں اے ہمارے رب! آپ نے ہمیں وہ کچھ دے دیا جو تیری مخلوق میں سے کسی کو نہیں ملا۔ پس اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کیا میں تمہیں اس سے افضل چیز نہ دے دو؟ پس وہ کہیں گے کون سی چیز اس سے افضل ہے؟ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میں نے تمہارے لئے اپنی رضامندی لازم کر دی۔ پس میں تم پر کبھی اس کے بعد ناراض نہ ہوں گا۔" (بخاری و مسلم)



**تخریج:** رواہ البخاری فی کتاب الرقاق باب صفة الجنة و النار و فی کتاب التوحید باب کلام الرب مع اهل الجنة و مسلم فی کتاب الجنة باب احلال و الرضوان علی اهل الجنة۔

**اللغزات:** لیلک ربنا و سعدیک اے اللہ ہم حاضر ہم حاضر۔ سعادتوں کے بعد سعادتیں یہ دونوں لفظ کثرت و تعدد کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ احل: میں نے حلال کر دی میں اتاروں گا۔ فلا اسخط: میں ناراض نہ ہوں گا۔

**فوائد:** اس میں اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کو خطاب فرما کر اپنا خصوصی فضل ذکر فرمایا اور عمدہ وعدے فرما کر اس میں اضافہ کر دیا۔

۱۸۹۷: وَعَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَنَظَرَ إِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَقَالَ: إِنَّكُمْ سَتَرُونَ رَبَّكُمْ وَعَيَانًا كَمَا تَرُونَ هَذَا الْقَمَرَ لَا تَضَامُونَ فِي رُؤْيَيْهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

۱۸۹۷: حضرت جریر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: ”ہم رسول اللہ کے پاس تھے کہ آپ نے چودھویں کے چاند کی طرف دیکھا اور فرمایا: ”بے شک تم اپنے رب کو کھلی آنکھوں سے اسی طرح دیکھو گے جس طرح تم اس چاند کو دیکھتے ہو۔ کہ اس کے دیکھنے میں تمہیں وقت و تکلیف (بھیڑ وغیرہ) کی نہیں۔“ (بخاری و مسلم)

**تخریج:** رواہ البخاری فی مواقیب الصلاة باب فضل صلاة العصر و العصر۔

**اللغزات:** عیانا: سامنے۔ مفاعله: صیغہ تجلی و ظہور میں مبالغہ کو ظاہر کرنے کے لئے لایا گیا۔ لا تتضامون: تمہیں کو بھیڑ کی تنگی محسوس نہیں ہوتی جب تم اس کو دیکھتے ہو۔

**فوائد:** (۱) نماز فجر کی فضیلت گزشتہ فائدہ کی طرح ذکر کی گئی۔ (۲) مومن جنت میں دیدار خداوندی کی نعمت پالیں گے مگر وہ رویت بغیر کسی کیفیت اور کسی چیز پر انحصار کرنے کے بغیر ور بلاشبہ و تمثیل ہوگی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَجُوهٌ يُّوْمُنُذِ نَاضِرَةٌ رِيَّانًا نَاطِرَةٌ﴾ کہ کچھ چہرے تروتازہ اپنے رب کے دیدار میں مصروف ہوں گے۔ (۳) امام مالک رحمۃ اللہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا دیدار دنیا میں نہیں ہو سکتا کیونکہ دنیا فانی اور اللہ تعالیٰ باقی ہیں اور باقی کو فانی کے ساتھ دیکھا نہیں جاسکتا۔ پس جب آخرت میں ہوگا تو باقی رہنے والی آنکھیں دی جائیں گی جو باقی کو باقی سے دیکھیں گی۔

۱۸۹۸: وَعَنْ صُهَيْبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ يَقُولُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: تُرِيدُونَ شَيْئًا أَرِيدُكُمْ؟ فَيَقُولُونَ: أَلَمْ نَبِضْ وَجُوهَنَا؟ أَلَمْ تَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ وَتُنَجِّنَا مِنَ النَّارِ؟ فَيُكْشَفُ الْحِجَابُ فَمَا أُعْطُوا شَيْئًا أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِنَ النَّظَرِ إِلَى رَبِّهِمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

۱۸۹۸: حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب جنتی جنت میں داخل ہو چکیں گے۔“ تو پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: کیا تم کسی اور چیز کو چاہتے ہو جس کا میں اضافہ کروں؟ وہ عرض کریں گے: کیا آپ نے ہمارے چہروں کو سفید نہیں کر دیا؟ کیا آپ نے ہمیں جنت میں داخل نہیں کر دیا اور آگ سے نہیں بچا لیا؟ پھر اللہ تعالیٰ حجابات کو ہٹا دیں گے پس لوگوں کو اب تک کوئی چیز نہیں دی گئی جو اتنی محبوب ہو جتنا اپنے رب کو دیکھنا۔“ (مسلم)

**تخریج:** رواہ مسلم فی کتاب الایمان باب اثبات روية المومن ربهم فی الآخرة۔

**اللغزات:** تریدون: یہاں ہمزہ استفہام کا محذوف ہے تریدوں: کیا تم چاہتے ہو۔ فیکشف الحجاب: وہ حجاب جو مخلوق کے لئے بنایا گیا تا کہ وہ دنیا میں اس کو نہ دیکھیں۔ مگر آخرت میں وہ اٹھا دیا۔

**فوائد:** (۱) اہل جنت سے حجاب دور کر دیا جائے گا۔ جس سے وہ اپنے رب جل شانہ کی زیارت کر سکیں گے۔ اہل ایمان کے لئے یہ

روایت جنت میں ثابت ہے۔ لیکن کفار کو اس نعمت سے محروم کر دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کلا انہم عن ربہم یومئذ لمحجوبون لایہ علامہ ابن عسلاں بیہ فرماتے ہیں امام نووی بیہ نے کتاب کو اس روایت پر ختم فرمایا کیونکہ اس میں ایمان والوں کیلئے عزت کا اثاب ہے جو ایمان والوں کو دیدار ہی کی صورت میں میسر آئے گی اور کافر اس سے محروم کر دیئے جائیں گے ارشاد الہی ہے: کلا انہم عن ربہم لمحجوبون۔۔۔ (۲) علامہ ابن عسلاں رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ نووی نے اپنی کتاب کو اس حدیث پر ختم فرمایا کہ اس میں اشارہ کر دیا کہ ایمان والوں کو خاتمہ اس اکرام سے ہوگا جو ان کو باری تعالیٰ کی طرف سے عنایت ہو پس مناسب معلوم ہوا کہ میں بھی اپنی اس عمل خیر کا خاتمہ اسی خاتمہ باحسن النعم والی روایت سے کروں تاکہ حسن خاتمہ کی دلیل بن جاوے۔ الحمد للہ رب العالمین اولاً و آخراً۔

### قَالَ اللَّهُ تَعَالَى :

### اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

”بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اعمال صالحہ کئے۔ ان کا رب ان کی رہنمائی ان کے ایمان کی وجہ سے ان جنات کی طرف فرمائیں گے جو نعمتوں والی ہیں۔ ان کی پکار اس میں سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ ہوگی اور ان کا تحفہ اس میں سلام ہوگا اور ان کی آخری پکار یہ ہوگی کہ تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے ہیں۔

تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہماری اس کی طرف راہنمائی فرمائی اور ہم اس قابل نہ تھے کہ راہ پا سکیں اگر اللہ ہمیں ہدایت نہ دیتے۔ اے اللہ محمد پر رحمت نازل فرما جو آپ کے بندے اور رسول نبی اُمی ہیں اور آل محمد اور ان کی ازواج مطہرات اور ان کی اولاد پر رحمتیں نازل فرما جس طرح آپ نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر رحمتیں نازل فرمائیں اور برکتیں نازل فرما محمد پر جو نبی اُمی ہیں اور ان کی آل اور ازواج مطہرات اور ان کی اولاد پر برکت نازل فرما جس طرح آپ نے برکت اتاری ابراہیم اور آل ابراہیم پر جہانوں میں۔ بے شک آپ تعریفوں والے بزرگیوں والے ہیں۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ يَهْدِيهِمْ رَبُّهُمْ بِإِيمَانِهِمْ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ دَعَوَاهُمْ فِيهَا سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلَامٌ ، وَآخِرُ دَعْوَاهُمْ أَنْ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ  
الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللَّهُ : اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ - وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ فِي الْعَالَمِينَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

قَالَ مُؤَلَّفُهُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ ”فَرَعْتُ مِنْهُ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ رَابِعَ شَهْرِ رَمَضَانَ سَنَةَ سَبْعِينَ وَبَسَتْ مَائَةٌ بِمَشَقِّ

امام نووی بیہ فرماتے ہیں میں سوموار ۴ رمضان المبارک ۶۷۰ ہجری کو دمشق میں اس کی تصنیف سے فارغ ہوا۔

تَمَّتِ الْكِتَابُ بِعَوْنِ اللَّهِ تَعَالَى وَجَمِيلِ تَوْفِيقِهِ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ  
میں اس کتاب کے ترجمہ کی ان سطور سے لیلۃ الجمعہ ۱۸ رمضان المبارک ۱۴۲۱ ہجری کو فارغ ہوا اللہ تعالیٰ قبول و منظور فرمائے اور ناشر خالد مقبول اور ان کے والدین دنیا و آخرت کی عظیم کامیابیاں عنایت فرمائے اور ان کی اس سعی جمیلہ کو قبول فرمائے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

## ۳۷۳: باب تراجم الرواة من الرجال و النساء

## الرجال

ملاحظات: یہاں ان تراجم کا تذکرہ کیا گیا ہے، امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے جن کا تذکرہ سند میں کیا ہے۔ البتہ متن حدیث کے دوران آنے والے روات کے حالات شرح حدیث میں ذکر کر دیئے یا بعض کی طرف اشارہ کر دیا اگر ان کے حالات بھی مل جائیں تو فہما و نعمت۔

## ( الف )

ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف رحمۃ اللہ: زہرہ قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں۔ جلیل القدر تابعین میں سے ہیں۔ علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ نے تقریب میں فرمایا کہ بعض کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ان کی روایت و سماع ہر دو ثابت ہیں۔ ان کی وفات ۹۵ھ میں ہوئی۔ امام بخاری، مسلم، ابوداؤد و نسائی اور ابن ماجہ نے ان سے روایت نقل کی ہے۔

أبی بن کعب رضی اللہ عنہ: بن قیس بن عبید، یہ خزرج قبیلہ کی شاخ بنو نجار سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ اسلام سے قبل ہی پڑھنا لکھنا جانتے تھے۔ یہ اسلام لائے تو نبی اکرم ﷺ نے ان کو کاتبین وحی میں شامل فرمایا۔ یہ بدر و احد تمام لڑائیوں میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر رہے۔ مدینہ منورہ میں ان کی وفات ۳۰ھ میں ہوئی۔ احادیث کی کتابوں میں ان کی ۱۶۴ روایات ہیں۔ ان کی کنیت ابوالمزہر تھی۔

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما: بن حارث، یہ رسول اللہ ﷺ کے غلام ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کو ان سے اور ان کے والد سے بہت پیار تھا۔ اسی لئے ان کو محبوب رسول کہا جاتا ہے۔ ان کی والدہ ام ایمن برکت حبشیہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ یہ آپ کی لونڈی تھیں اور انہوں نے آپ کی پرورش کی۔ رسول اللہ ﷺ نے اسامہ بن زید کو اس لشکر کا امیر بنایا جس میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ اس لشکر کو شام کی طرف جانے کا حکم دیا۔ جب آپ کی بیماری میں شدت آگئی تو آپ نے لشکر اسامہ کو روانہ کرنے کا حکم دیا۔ آپ کی وفات کے بعد اس لشکر کو روانہ کیا گیا۔ ان کی وفات ۵۴ھ میں ہوئی اور مدینہ منورہ میں دفن کئے گئے۔ احادیث کے ذخیرہ میں ان کی ایک سو اٹھائیس (۱۲۸) روایات ہیں۔

اسامہ بن عمیر ہذلی رضی اللہ عنہ: یہ بصرہ کے رہنے والے صحابی ہیں۔ ان سے صرف سات روایات مروی ہیں۔ ان کے بیٹے ابوالحیج نے فقط ان سے روایت نقل کی ہے۔

اسلم مولیٰ رسول اللہ (ﷺ) رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو رافع تھی یہ احد و خندق اور ان کے بعد والے تمام

معمر کوں میں حاضر رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کا نکاح اپنی نوٹدی سلمیٰ رضی اللہ عنہا سے کر دیا تھا۔ ان سے عبید اللہ بن ابی رافع پیدا ہوئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے قبل انہوں نے مدینہ میں وفات پائی۔ ان کی مرویات کی تعداد ۶۸ ہے۔

اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما: عبد اللہ بن ابی قحافہ عثمان بن عامر یہ خاندان قریش کی فضیلت والی صحابیات میں سے ہیں۔ یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باپ کی طرف سے بہن لگتی ہیں اور یہ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی والدہ محترمہ ہیں۔ یہ انتہائی فصیح و بلیغ، حاضر دماغ، صاحب عقل و فہم تھیں۔ یہ شعر کہتی تھیں۔ ان کے خاوند زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے ان کو طلاق دے دی تھی۔ پھر انہوں نے بقیہ ایام حیات اپنے بیٹے عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ گزارے یہاں تک کہ وہ مقتول ہوئے۔ ان کے مقتول ہونے کے بعد ان کی نظر جاتی رہی۔ ان کی وفات مکہ مکرمہ میں ۷۳ھ میں ہوئی۔ ان کا نام ذات النطاقین معروف ہوا کیونکہ انہوں نے اپنے چمکے کو پھاڑ کر اس کھانے والے تھیلے کا منہ باندھا جو سفر ہجرت کے لئے تیار کیا گیا تھا۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے ان کو جنت میں دو نطاق ملنے کی خوشخبری دی۔ ذخیرہ احادیث میں ان کی مرویات کی تعداد چھپن (۵۶) احادیث ہیں۔

اسماء بنت یزید انصار یہ رضی اللہ عنہا: بن سکن بن رافع بن امری القیس، یہ بنو شہل سے تعلق رکھتی تھیں۔ یہ عورتوں کی خطیبہ تھیں۔ یہ جنگ یرموک میں شریک ہوئیں اور بنفس نفیس انہوں نے نو کفار کو اپنے خیمے کی چوب سے ہلاک کیا۔ نبی اکرم ﷺ سے ایک سو اکیاسی (۱۸۱) روایات انہوں نے نقل کی ہیں۔

اسود بن یزید رحمۃ اللہ: بن قیس نخعی ابو عمرو کوفی، یہ تابعی ہیں۔ ان کے متعلق امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ نے فرمایا عمدہ پختہ راوی ہیں ان کے ثقہ اور صاحب عظمت ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔ ان کے متعلق مروی ہے کہ انہوں نے اسی حج کئے۔ یہ ہر دورات میں ایک قرآن مجید ختم کرتے۔ انہوں نے حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت عائشہ، حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی۔ ان کی وفات ۷۴ھ میں ہوئی۔

أسید بن ابی أسید رحمۃ اللہ: یہ مدینہ منورہ کے رہنے والے ہیں، جلیل القدر تابعین میں سے ہیں۔ انہوں نے اپنے والد یزید جن کی کنیت ابو اسید ہے روایت نقل کی نیز عبد اللہ بن ابی قحافہ سے بھی اور ان سے ابن جریج اور سلیمان بن بلال نے روایت لی ہے۔ ان کی وفات منصور عباسی کی خلافت کے اوائل میں ہوئی۔

اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ: بن سماک بن عتیک، ان کا تعلق اوس قبیلہ سے ہے۔ ان کی کنیت ابو یحییٰ ہے۔ یہ ان معروف صحابہ میں سے ہیں جو زمانہ جاہلیت و اسلام میں شرفاء میں شمار ہوتے تھے۔ یہ عقلاء عرب میں سے ایک تھے صاحب الرائے تھے۔ بیعت عقبہ ثانیہ کے موقع پر ستر صحابہ میں یہ بھی شامل تھے۔ بارہ نقباء میں سے تھے۔ احد کے میدان میں ان کو سات زخم آئے۔ میدان میں آخر تک ثابت قدم رہے۔ مدینہ منورہ میں ۲۰ھ میں وفات پائی۔ کتب احادیث میں ان کی

مرویات کی تعداد اٹھارہ (۱۸) ہے۔

أسید بن عمر رضی اللہ عنہ: ان کو ابن جابر بھی کہا جاتا ہے۔ علامہ ابن اثیر أسد الغابہ میں رقم طراز ہیں کہ یہ ابن عمرو کندی سلولی ہیں اور بعض نے کہا دریکہ ہیں اور بعض نے شیبانی بتایا۔ یہ صحابی ہیں رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت ان کی عمر دس سال تھی۔ حجاج کے زمانہ تک زندہ رہے۔ نبی اکرم ﷺ سے دو روایتیں نقل کی ہیں۔

أم کلثوم عقبہ رضی اللہ عنہا: بن ابی معیط یہ مکہ میں اسلام لائیں اس وقت تک عورتوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کا سلسلہ شروع نہ کیا تھا۔ انہوں نے ۷ھ میں صلح حدیبیہ کے زمانہ میں مدینہ کی طرف ہجرت کی اور انہی کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی: **وَإِذَا جَاءَ كُمْ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ** رسول اللہ ﷺ سے دس روایت انہوں نے روایت کی ہیں۔

أمیہ بن نخشی رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ یہ مدینہ منورہ کے رہنے والے ہیں قبیلہ بنو خزاعہ سے ان کا تعلق ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے ایک روایت بسم اللہ کے متعلق انہوں نے نقل کی ہے۔ وہ روایت بخاری و مسلم دونوں میں موجود ہے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ: یہ انصار مدینہ کے مشہور قبیلہ خزرج سے تعلق رکھتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے خادم خاص ہیں۔ خدمت کی ذمہ داری دس سال کی عمر تک سنبھالی اور دس سال تک خدمت میں رہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کی کنیت ابو حمزہ تجویز فرمائی۔ ان کی والدہ محترمہ مشہور صحابیہ ام سلیم رضی اللہ عنہا ہیں۔ آپ نے حضرت انس کے لئے دعا فرمائی: **اللھم اکثر ماله و ولده و باریک له و ادخله الجنة** اے اللہ اس کے مال و اولاد میں اضافہ فرما اور اس کو برکت عنایت فرما اور اس کو جنت میں داخل فرما۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کثیر المال صحابہ میں سے تھے۔ جب ان کی وفات ہوئی تو ان کی اولاد دو در اولاد کی تعداد ایک سو بیس سے زائد تھی۔ انہوں نے سو سال سے زائد عمر پائی۔ بصرہ میں ۹۲ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ احادیث کی کتابوں میں ان کی مرویات کی تعداد ۲۸۶ ہے۔

أوس بن اوس رضی اللہ عنہ: یہ صحابی ہیں جنہوں نے دمشق میں سکونت اختیار کی۔ وہیں ان کی مسجد اور گھر ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے دو حدیثیں انہوں نے روایت کی ہیں جن کو ترمذی ابن ماجہ نے نقل کیا ہے۔

ایاس بن ثعلبہ ابو امامہ انصاری رضی اللہ عنہ: یہ قبیلہ خزرج کی شاخ بنو حارثہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ سلسلہ نسب ثعلبہ بن حارث بن خزرج ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے تین احادیث انہوں نے روایت کی ہیں۔

ایاس بن عبد اللہ رحمۃ اللہ: بن زیاب یہ دوس قبیلہ سے ہیں۔ یہ مکہ میں وارد ہو کر مقیم ہو گئے۔ ان سے عبد اللہ یا عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فقط روایت لی ہے۔ ابن خبان رحمۃ اللہ نے ان ثقات تابعین میں شمار کیا ہے۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے کہا کہ ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ ایک حدیث ان سے مروی ہے۔

(الباء)

براء بن عازب (ابوعمارہ) رضی اللہ عنہ: بن حارث خزرجی یہ ان قائدین صحابہ میں سے ہیں جن کے ہاتھ پر عظیم فتوحات ہوئیں۔ چھوٹی عمر میں اسلام لائے اور پندرہ غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے۔ سب سے پہلا غزوہ جس میں شریک ہوئے وہ غزوہ خندق ہے۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ نے ان کو اپنے زمانہ خلافت میں رے (فارس) کا حاکم مقرر فرمایا۔ انہوں نے ابھر پر حملہ کر کے اس کو فتح کر لیا اور پھر قزوین پر قابض ہو گئے۔ پھر وہاں سے زنجان کی طرف کوچ کیا اور زور و قوت سے اس کو فتح کر لیا۔ ۱۷ھ میں مصعب بن زبیر کے زمانہ میں وفات پائی۔ بخاری و مسلم میں ان کی روایات ۳۰۵ ہیں۔

بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ: بن عبد اللہ بن حارث اسلمی۔ یہ بدر سے قبل اسلام لائے مگر بدر میں شرکت نہ کی۔ بعض نے کہا یہ بدر کے بعد اسلام لائے اور غزوہ خیبر میں شریک ہوئے۔ ۶۲ھ میں مرو کے مقام پر وفات پائی۔ یہ خراسان میں فوت ہونے والے صحابہ میں آخری صحابی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ سے ۷۷ روایات بیان کی ہیں۔

بشیر بن قیس تغلہبی رحمۃ اللہ: یہ اہل قنسرین میں سے ہیں۔ جلیل القدر تابعین میں سے ہیں۔ کثیر الصدق ہیں۔ ابو داؤد نے ان کی روایات نقل کی ہیں۔ یہ حضرت ابو دراء رضی اللہ عنہ سے فیض صحبت حاصل کرنے والوں میں سے تھے۔ ان سے ان کے بیٹے قیس نے روایت کی ہے۔

بشیر بن عبد الحمید رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو لہبہ اوسی ہے اور یہ اسی سے مشہور ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے قبل وفات پائی۔ رسول اللہ ﷺ سے پندرہ روایات انہوں نے روایت کی ہیں۔

بلال بن رباح رضی اللہ عنہ: یہ حبشی تہی ہیں۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو خرید کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت کے لئے وقف کر دیا۔ یہ مؤذن رسول ﷺ ہیں۔ یہ قدیم اسلام و ہجرات ہیں۔ یہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کی خاطر بے شمار تکالیف اٹھانی پڑیں اور انہوں نے ان تکالیف پر صبر کیا۔ یہ بدر و احد غرضیکہ تمام معرکوں میں شریک رہے۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد جہاد کے لئے شام تشریف لے گئے اور وفات تک وہیں مقیم رہے۔ ان کی وفات ۲۰ھ میں واقع ہوئی۔ احادیث کی کتابوں میں ان کی مرویات کی تعداد ۴۴ ہے۔

بلال بن حارث مزی رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو عبد الرحمن ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مزینہ کے وفد میں ۵ھ میں حاضر ہوئے۔ فتح مکہ میں شریک تھے۔ یہ مزینہ کا جھنڈا اٹھائے ہوئے تھے۔ بصرہ میں سکونت اختیار کی۔ ۶۰ھ میں وفات پائی۔ رسول اللہ ﷺ سے آٹھ (۸) احادیث روایت کی ہیں۔



## ( النساء )

تمیم بن اوس الداری رضی اللہ عنہ: بن خارجہ ان کی کنیت ابو رقیہ ہے۔ ان کی نسبت دار بن ہانی کی طرف کی جاتی ہے۔ جو قبیلہ نخع سے تھے۔ یہ ۹ھ میں اسلام لائے۔ یہ مدینہ میں رہائش پزیر تھے پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد شام میں منتقل ہو گئے اور بیت المقدس میں رہائش اختیار کی۔ یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے مسجد نبوی میں چراغ جلایا۔ فلسطین میں ۴۰ھ میں وفات پائی۔ بخاری و مسلم میں ان کی ۱۸ روایات ہیں۔

تمیم بن أسید رضی اللہ عنہ: بن عبد العزیٰ یہ بنو خزاعہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ اسلام لائے تو نبی اکرم ﷺ نے ان کو حرم کی حدود کی تجدید کا حکم فرمایا تو انہوں نے حدود کے ان پتھروں میں سے جو اکھڑ چکے تھے، کو نئے سرے سے گاڑ کر درست کر دیا۔ یہ مکہ میں مقیم رہے۔ رسول اللہ ﷺ سے اٹھارہ (۱۸) روایات انہوں نے نقل کی ہیں۔

## ( النساء )

ثابت بن اسلم بنانی رحمۃ اللہ: یہ جلیل القدر تابعین میں سے ہیں۔ ان کی کنیت ابو محمد بصری ہے۔ یہ زیادہ تر حضرت انس سے روایت کرتے ہیں۔ عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن مفضل اور بہت سارے تابعین سے روایت نقل کرتے ہیں۔ امام احمد اور نسائی اور عیسیٰ نے ان کو ثقہ قرار دیا۔ ان کی وفات ۱۲۷ھ میں ہوئی۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ۲۵۰ احادیث نقل کیں ہیں۔

ثابت بن ضحاک انصاری رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو زید ہے۔ یہ بیعت رضوان میں شریک ہونے والے صحابہ میں سے ہیں۔ یہ ہجرت کے چھٹے سال حدیبیہ میں تھے۔ قریباً ۷۷ھ فتنہ ابن زبیر کے زمانہ میں ان کی وفات ہوئی۔ ثوبان بن بجد رضی اللہ عنہ: یہ رسول اللہ ﷺ کے آزادہ کردہ غلام ہیں۔ ان کی کنیت ابو عبد اللہ اور اصلی وطن مکہ اور یمن کے درمیان مقام سرات ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو خرید کر آزاد کر دیا اور پھر یہ وفات تک رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لگے رہے۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد یہ حمص چلے گئے اور وہاں مکان بنایا اور ۵۴ھ میں وہیں وفات پائی۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے ایک سو اٹھائیس (۱۲۸) احادیث نقل کی ہیں۔

## ( البصیر )

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ: بن جنادہ السوائی یہ بنو زہرہ کے حلیف ہیں۔ یہ اور ان کے والد دونوں صحابی ہیں۔ کوفہ میں مقیم ہو گئے ۷۴ھ میں جب بشر کی عراق پر گورنری تھی تو ان کی وفات ہوئی۔ احادیث کی کتابوں میں ۱۴۶ روایات لکھی ہوئی ملتی ہیں۔

جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ: خزرجی سلمیٰ ان کی کنیت ابو عبد اللہ ہے ہجرت سے پہلے اسلام لائے اور اپنے

والد کے ساتھ بیعت عقبہ میں حاضر ہوئے جبکہ ان کی مرنچھوٹی تھی۔ صحیح مسلم میں خود ان کی روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ انیس غزوات میں حصہ لیا۔ میں بدر واحد میں موجود نہیں تھا کیونکہ میرے والد نے مجھے روک دیا۔ جب میرے والد احد میں شہید ہو گئے تو پھر میں کسی غزوہ میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نہیں رہا۔ یہ کثیر الروایات صحابہ میں سے ہیں۔ ۱۱۵۴۰ احادیث ان سے مروی ہیں ۷۷۴ میں انہوں نے مدینہ منورہ میں وفات پائی۔

جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ: جیمکی ان کی نسبت جیم بن عمرو بن تمیم بصری کی طرف ہے۔ ان کی کنیت ابو جری ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے کئی روایات انہوں نے نقل کی ہیں؛ البتہ بخاری و مسلم میں ان کی کوئی روایت موجود نہیں۔

جبلہ بن تحیم رحمۃ اللہ تعالیٰ: تمیمی کوئی، یہ تابعین میں سے ہیں۔ حضرت معاویہ اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے انہوں نے روایات لی ہیں۔ شعبہ اور ثوری رحمۃ اللہ نے ان کی روایات لی ہیں۔ قطان بن معین ابو حاتم اور نسائی نے ان کو ثقہ قرار دیا۔ ان کی وفات ۱۲۵ھ میں ہوئی۔

جبیر بن معطم رضی اللہ عنہ: بن عدی بن نوفل بن عبد مناف القرشی، ان کی کنیت ابو عدی ہے یہ قریش کے علماء اور سرداروں میں سے تھے۔ یہ قریش اور عرب کے ماہر نسابوں میں سے تھے ان کی وفات مدینہ منورہ میں ۵۹ھ میں ہوئی انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک سو ساٹھ (۱۶۰) احادیث نقل کی ہیں۔

جریر بن عبداللہ الحلبی رضی اللہ عنہ: بن جابر یہ قبیلہ جبیلہ سے تعلق رکھتے تھے اور ان کی کنیت ابو عمرو تھی۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات سے یہ چالیس روز پہلے ایمان لائے۔ یہ انتہائی خوبصورت تھے۔ یہ جاہلیت اور اسلام دونوں میں اپنی قوم کے سردار تھے۔ عراق کی لڑائیوں میں ان کا بہت بڑا حصہ ہے۔ ۵۱ھ میں انہوں نے وفات پائی۔

جندب بن عبداللہ الحلبی رضی اللہ عنہ: بن عبداللہ بن سفیان بن علقم، یہ قبیلہ جبیلہ کی ایک شاخ ہے ان کو رسول اللہ کی کچھ صحبت حاصل ہے۔ ان کی کنیت ابو عبداللہ تھی۔ کوفہ میں پہلے رہائش اختیار کی پھر بصرہ میں منتقل ہو گئے۔ یہ بصرہ میں معصب بن زبیر کے ساتھ آئے۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے ۱۴۳ احادیث نقل کی ہیں۔

جندب بن جنادہ رضی اللہ عنہ: بن سفیان بن عبید، یہ قبیلہ بنی غفار سے تعلق رکھتے ہیں جو کنانہ بن خزیمہ کی اولاد تھے۔ ان کی کنیت ابو ذر ہے۔ یہ قدیم الاسلام صحابہ میں سے ہیں۔ خود ان کی روایت ہے کہ میں پانچواں مسلمان تھا۔ سچائی میں ان کی مثال بیان کی جاتی ہے اور یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو اسلام والا سلام کیا۔ ان کی وفات ۳۲ھ میں مقام رمضرمیں ہوئی۔ احادیث کی کتابوں میں ۲۸۱ روایات ان سے نقل ہو کر آئی ہیں۔

جرثوم بن ناشرشمی رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو ثعلبہ ہے۔ یہ اپنی کنیت کے ساتھ مشہور ہیں ان کے والد کے نام میں اختلاف ہے۔ بعض نے کہا جرثوم ہے بعض نے کہا جرثومہ ہے اور بعض نے کہا جرثم یا جرہم ہے۔ ان کی وفات ۷۵ھ میں ہوئی۔ بعض نے کہا امیر معاویہ کی خلافت کی ابتداء میں ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے چالیس

احادیث نقل کی ہیں۔

جو یہ بنت حارث رضی اللہ عنہا: ابن ابی ضرار مصطلقیہ، یہ ام المؤمنین ہیں اور ان سے کچھ روایات امام بخاری نے نقل کی ہیں جن میں دو حدیثیں بخاری کی منفرد ہیں اور مسلم نے دو حدیثیں نقل کی ہیں۔ ان سے عبد اللہ بن سباق اور ایک جماعت نے روایات لی ہیں۔ ان کی وفات ۵۶ھ میں ہوئی۔

(الحاء)

حارث بن ربیع رضی اللہ عنہ: انصار خزرجی سلمیٰ ان کی کنیت ابو قتادہ ہے۔ یہ فارس رسول اللہ ﷺ ان کی کنیت نام سے زیادہ معروف ہیں یہ احد اور اس کے بعد والے تمام غزوات میں حاضر ہوئے۔ ۵۴ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ بعض نے کہا کہ انہوں نے خلاف علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں کوفہ میں وفات پائی۔

حارث بن عاصم اشعری رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو مالک ہے۔ ان کی نسبت قبیلہ اشعر کی طرف ہے جو یمن کا معروف قبیلہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اشعرین کے ساتھ حاضر ہوئے۔ عام طور پر شامیین میں شمار ہوتے ہیں۔ حضرت فاروق اعظم کے زمانہ میں طاعون کے ذریعہ شہید ہوئے۔ نبی اکرم ﷺ سے ستائیس احادیث انہوں نے روایت کی ہیں۔

حارث بن عوف رضی اللہ عنہ لیشی: یہ اپنی کنیت ابو واقد کے ساتھ مشہور ہیں۔ ان کے اپنے نام اور والد کے نام میں اختلاف ہے بعض نے کہا عوف بن حارث ہے اور بعض نے کہا حارث بن مالک بتایا۔ غزوہ فتح مکہ میں شریک ہوئے۔ ان کے ہاتھ میں بنو ضمرہ بنو لیث اور بنو سعد بکر بن عبد مناة کا جھنڈا تھا۔ ۶۸ھ میں مکہ مکرمہ میں وفات پائی۔ رسول اللہ ﷺ سے ۱۲۴ احادیث انہوں نے روایت کی ہیں۔

حارث بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ: یہ عبید اللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کے ماں جائے بھائی ہیں۔ ان سے ابو اسحاق بنی نے روایت نقل کی اور ان سے عمران بن ابی انس نے روایت کی ہے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک روایت بیان کی ہے۔

حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما: حذیل بن جابر العبسی الیمان حضرت حذیل کا لقب ہے۔ یہ بہادر فاتح والیوں میں سے تھے۔ منافقین کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے ان کو وہ نام بتائے تھے جو اور کسی کو نہ بتائے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو مدائن کا گورنر بنایا۔ وہیں ان کی ۳۶ھ میں وفات ہوئی۔ ذخیرہ احادیث میں ان کی مرویات کی تعداد ۲۵۵ ہے۔

حسن بصری رحمۃ اللہ: بن یسار بصری یہ اکابر تابعین میں سے ہیں۔ اہل بصرہ کے امام تھے۔ اپنے زمانے کے اساطین علم میں سے تھے۔ ان کو بیک وقت قدرت نے علم، فقہ، نصاحت، بہادری، زہد جیسی عمدہ صفات کو جمع کر دیا تھا۔ مدینہ میں ان کی ولادت ہوئی اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی نگرانی میں پروان چڑھے۔ پھر بصرہ میں سکونت

اختیار کی اور وہیں ۱۱ھ میں وفات پائی۔

حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما: الباشی القرشی، ان کی کنیت ابو محمد تھی۔ یہ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے فرزند ہیں۔ پیدائش ان کی مدینہ منورہ میں ہوئی اور بیت نبوت میں پرورش پائی۔ یہ بڑے ذی عقل، حوصلہ مند، بھلائی کے خواہاں، انتہائی فصیح و بلیغ اور فی البدیہہ عمدہ گفتگو کرنے والے تھے۔ اہل عراق نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ان سے بیعت کی۔ عرصہ چھ ماہ کے بعد انہوں نے مسلمانوں کو باہمی خون ریزی سے بچانے کے لئے حضرت معاویہ سے صلح کر لی اور خلافت سے چند شرائط کے ساتھ دست برداری اختیار فرمائی۔ ۴۱ھ میں تمام مسلمانوں کا ایک خلیفہ پر اتفاق ہوا۔ اسی لئے اس سال کا نام عام الجماعة رکھا گیا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں ۵۰ھ میں وفات پائی اور بقیع میں مدفون ہوئے۔ انہوں نے اپنے نانا رسول اللہ ﷺ سے ۱۱۳ احادیث روایت کی ہیں۔

حصین بن وحوح رضی اللہ عنہ: یہ انصاری مدنی صحابی ہیں۔ ان سے ایک روایت منقول ہے۔ سعید انصاری نے ان سے روایت نقل کی ہے۔ علامہ ابن کلبی رحمۃ اللہ کا بیان ہے کہ یہ جنگ قادسیہ میں شریک تھے۔ ان ہی سے طلحہ بن براء رضی اللہ عنہ کا واقعہ منقول ہے۔

حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا: یہ قبیلہ بنو عدی سے ہیں۔ ان کی کنیت اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی والدہ کا نام زینب بنت فطعون ہے۔ یہ مہاجرہ عورتوں میں سے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی زوجیت میں آنے سے قبل یہ خنیس بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ کے عقد میں تھیں۔ بدر میں زخمی ہوئے اور مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ رسول اللہ ﷺ نے ۲ھ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بعد ان سے نکاح کیا۔ ان کی وفات ۴۱ھ میں ہوئی۔ انہوں نے ساٹھ (۶۰) احادیث رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہیں۔

حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ: بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ، یہ قریشی الاصل ہیں۔ ام المؤمنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے ہیں۔ بعثت سے قبل اور بعد آپ کے مخلص رفقاء میں سے تھے۔ مدینہ منورہ میں ۳۸ھ میں وفات ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ سے چالیس (۴۰) احادیث ان کی روایت سے آئی ہیں۔ ان کی کنیت ابو خالد تھی۔

حمید بن عبدالرحمن رحمۃ اللہ: بن عوف الزہری المدنی، یہ جلیل القدر ثقہ تابعین میں سے ہیں۔ انہوں نے اپنی والدہ ام کلثوم بنت عقبہ اور اپنے ماموں عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت لی ہے اور ان کے بیٹے عبدالرحمن اور بھتیجے سعد اور زہری نے ان سے روایت نقل کی ہے۔ ۱۰۵ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

حظلمہ بن ربیع رضی اللہ عنہ: ان کو الکاتب اور ابو ربیع کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ ان کے دادا صیف التیمی ہیں۔ ان کو حظلمہ کاتب اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے کاتبین وحی میں شامل تھے۔ یہ اکثم بن صیفی کے بھتیجے ہیں۔ جنگ قادسیہ میں شرکت کی اور کوفہ میں اقامت اختیار کی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں ۴۵ھ میں

وفات پائی۔

حیان بن حصن رحمۃ اللہ: ان کا لقب ابوالتیاح ہے۔ یہ کوفہ کے رہنے والے ہیں۔ قبیلہ بنو اسد سے تعلق رکھتے ہیں۔ درمیانے درجے کے تابعین میں سے ہیں۔ انہوں نے حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے روایت لی ہے۔ ان کے دونوں بیٹے منصور جری اور شعبی رحمہم اللہ نے ان سے روایت نقل کی ہے۔ ابن حبان نے ان کو ثقات میں شمار کیا ہے۔

( الجاء )

خالد بن عمیر عدوی رحمۃ اللہ: یہ بصرہ کے رہنے والے ہیں۔ تابعی ہیں انہوں نے عقبہ بن غزو ان سے روایت کی ہے اور ان سے حمید بن بلال نے روایت لی ہے۔ ابن حبان نے ان کا ذکر ثقات میں کیا ہے۔

خالد بن زید رضی اللہ عنہ: بن کلیب بن شعلبہ انصاری یہ بنی نجار سے ہیں۔ ابویوب ان کی کنیت ہے۔ اسی سے زیادہ معروف ہیں۔ یہ بیعت عقبہ میں حاضر تھے۔ تمام غزوات میں بنفس نفیس حصہ لیا۔ یہ صابر متقی غزوات و جہاد کو پسند کرنے والے تھے۔ بنی امیہ کے زمانہ تک زندہ رہے اور یزید بن معاویہ کے ساتھ غزوہ قسطنطنیہ میں حصہ لیا۔ یہ ۵۲ھ کا زمانہ تھا اور وہیں وفات پا کر دفن ہوئے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک سو پچپن (۱۵۵) احادیث روایت کی ہیں۔

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ: بن مغیرہ مخزومی قرشی ان کا لقب سیف اللہ ہے۔ یہ عظیم الشان فاتح صحابی ہیں۔ فتح مکہ سے قبل اسلام لائے۔ رسول اللہ ﷺ بہت خوش ہوئے اور ان کو گھوڑ سوار دستے کا ذمہ دار بنایا۔ جب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے ان کو قتال مرتدین کے لئے منتخب فرمایا۔ پھر ان کو عراق بھیجا پھر شام معرکہ یرموک کی قیادت انہی کے پاس تھی۔ یہ ہمیشہ کامیاب، فصیح و بلیغ خطیب تھے۔ انہوں نے حمص میں وفات پائی اور بعض نے کہا ۲۱ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ احادیث کے ذخائر میں ان سے اٹھارہ (۱۸) روایات مروی ہیں۔

خباب بن ارت رضی اللہ عنہ: بن جندلہ بن سعد تمیمی ان کی کنیت ابو یحییٰ ہے۔ یہ سابقین اولین صحابہ میں سے ہیں۔ انہوں نے مکہ میں سب سے قبل اظہار اسلام کیا تو مشرکین نے ان کو ضعیف سمجھ کر تکالیف دیں تاکہ یہ دین سے واپس لوٹ جائے۔ انہوں نے اس وقت تک ان مصائب پر صبر کیا تا آنکہ ہجرت کا حکم ہو گیا۔ چنانچہ انہوں نے تمام غزوات میں شرکت کی۔ انہوں نے ۳۲ روایات نقل کی ہیں۔

خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ: بن اخرم بن شداد بن عمرو بن فاتک یہ صحابی ہیں صلح حدیبیہ کے موقع پر موجود تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں رقبہ کے مقام پر وفات پائی۔ رسول اللہ ﷺ سے ۱۰ روایات نقل کی ہیں۔ ان کی مرویات کو سنن اربعہ کے مصنفین سے نقل کیا ہے۔

خولہ بنت عامر انصاریہ رضی اللہ عنہا: ان کی کنیت ام محمد ہے۔ یہ حضرت حمزہ بن عبد المطلب کے نکاح میں تھیں۔ جب وہ غزوہ احد میں شہید ہو گئے تو انہوں نے نعمان بن عجمان انصاری زرقی رضی اللہ عنہ سے عقد کیا۔ رسول اللہ ﷺ

سے انہوں نے ۱۸ احادیث روایت کی ہیں۔

خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا: بن امیہ سلمیہ یہ حضرت عثمان بن مظعون کی زوجہ ہیں۔ ان کو ام شریک بھی کہا جاتا ہے۔ یہ وہ عورت ہے جس نے اپنا آپ رسول اللہ ﷺ کو بہہ کر دیا۔ رسول اللہ سے انہوں نے پندرہ (۱۵) روایات نقل کی ہیں۔ ایک روایت میں مسلم منفرد ہیں انہوں نے ان سے ایک ہی روایت نقل کی ہے۔

خویلہ بن عمرو خزاعی رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو شریح ہے۔ نام میں اختلاف ہے بعض نے خویلہ بن عمرو بعض نے عمرو بن خویلہ بعض نے کعب بن عمرو بعض نے بانی بن عمرو کہا ہے۔ فتح مکہ سے پہلے اسلام لائے۔ فتح مکہ کے دن انہوں نے بنی کعب خزاعہ کا ایک جھنڈا اٹھایا ہوا تھا۔ یہ عقل مند ترین لوگوں میں سے تھے۔ مدینہ منورہ میں ۶۸ھ میں انہوں نے وفات پائی۔

#### (الرابع)

رافع بن معلی رضی اللہ عنہ: انصاری زرقی ان کا لقب ابو سعید ہے۔ نام میں اختلاف ہے۔ بعض نے سعد بن عمارہ اور بعض نے عمارہ بن سعید بعض نے عامر بن مسعود کہا ہے۔ یہ اہل حبشہ میں سے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے دو روایتیں نقل کی ہیں۔ ان سے عبد اللہ بن مرہم اور انہوں نے روایت کی ہے۔

ربیع بن حراش رحمۃ اللہ علیہ: ان کی کنیت ابو مریم کوفی ہے۔ یہ جنس القدر تابعین میں سے ہیں۔ حارثہ بن ابی سلمیہ نے فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بہت عاجزی کرنے والے تھے۔ انہوں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ ۱۰۰ھ میں انہوں نے وفات پائی۔

ربیعہ بن کعب اور سلمی رضی اللہ عنہ: یہ اہل حجاز میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کی کنیت ابو فراس ہے۔ یہی وہ صحابی ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے رفاقت جنت کا سوال کیا تو آپ نے فرمایا: ”کثرت جود سے میری معاونت کرو“۔ یہ اصحاب صفہ میں سے تھے۔ سفر و حضر میں حضور اقدس ﷺ کے ساتھ رہتے تھے۔ ان کی وفات مدینہ میں ۶۳ھ میں ہوئی۔

ربیعہ بن یزید رحمۃ اللہ: ان کی کنیت ابو شعیب دمشقی القصر الایادی ہے۔ یہ بڑے علماء میں سے تھے۔ انہوں نے واصلہ اور عبد اللہ دلمی اور جبیر بن نصیر سے روایت لی ہے اور عبد اللہ بن عمر اور نعمان بن بشیر سے مرسل روایات نقل کی ہیں۔ ابن یونس کہتے ہیں ۱۲۳ھ میں حادثہ قتل سے اس دار فانی کو چھوڑا۔

رفاعہ تیمی رضی اللہ عنہ: یہ تیم بن عبد مناف بن ادویہ تیم الرباب کہلاتے ہیں۔ ان کی کنیت ابو دمس ہے۔ ابن سعد فرماتے ہیں انہوں نے افریقہ میں وفات پائی۔ ابو داؤد ترمذی نسائی نے ان کی روایت کو نقل کیا ہے۔

رفاعہ بن رافع زرقی رضی اللہ عنہ: یہ انصار قبیلہ کے خاندان بنو زریق کی طرف منسوب ہیں۔ یہ خود بھی صحابی ہیں اور ان کے والد بھی صحابی ہیں۔ بیت عقبہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں موجود تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہجرت



احد خندق، بیعت رضوان بلکہ تمام غزوات میں حاضر رہے۔ حضرت معاویہ کی خلافت کے زمانہ میں وفات پائی۔ چوبیس (۲۴) روایات ان سے مروی ہیں۔

رملہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا: قرشیہ امویہ یہ سابقات فی الاسلام میں سے ہیں۔ اپنے خاوند عبید اللہ بن جحش کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ حبشہ پہنچ کر وہ نصرانی ہو کر مر گیا۔ یہ اسلام پر ثابت قدم رہیں رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف نکاح کا پیغام حبشہ میں ہی بھیجا۔ نجاشی نے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے پیغام نکاح اور مہر ادا کیا۔ مہر چار سو درہم تھے۔ پھر ان کو تیار کر کے مدینہ منورہ کی طرف ۷ھ میں روانہ کر دیا۔ ان کی وفات ۴۲ھ میں ہوئی۔ ایک سو پینسٹھ (۱۶۵) احادیث انہوں نے روایت کی ہیں۔

### ( الزاء )

زبیر بن عدی رحمۃ اللہ: ان کی کنیت ابو عدی ہے یہ رے (فارس) کے قاضی تھے۔ جلیل القدر تابعین میں سے ہیں۔ انہوں نے حضرت انس، معرور بن سوید، ابو وائل رضی اللہ عنہم سے روایات لی ہیں۔ ان سے اسماعیل بن خالد، ابو اسحاق سمیع اور ثوری رحمہم اللہ نے روایت لی ہے۔ ان کو امام احمد نے ثقہ قرار دیا۔ اسی طرح ابن معین اور عجل نے ان کی توثیق کی ہے۔ بخاری کہتے ہیں کہ ان کی وفات رے میں ۱۲۱ھ میں ہوئی۔

زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ: بن خویلد اسدی قرشی، ان کی کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ یہ بڑے بہادر اور عشرہ مبشرہ میں سے ایک تھے۔ یہ وہ پہلے مسلمان ہیں جنہوں نے اسلام کے لئے اپنی تلوار سونپی۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔ یہ بدر، احد وغیرہ تمام معرکوں میں حاضر رہے۔ یہ جنگ یرموک میں گھڑ سواروں کے دستہ کے نگران تھے۔ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے میدان میں ثابت قدمی کے لئے بیٹریاں پہن لیں تھیں۔ ان کو ابن جرmoz نے جنگ جمل کے دن ۳۶ھ میں شہید کر دیا۔ احادیث کی کتابوں میں اڑتیس (۳۸) روایات ان سے مروی ہیں۔

زر بن حبیش رحمۃ اللہ: یہ جلیل القدر تابعی ہیں۔ انہوں نے زمانہ جاہلیت پایا۔ حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے روایت سنی۔ ان کی وفات ۸۲ھ میں ہوئی جبکہ ان کی عمر ۱۲۰ سال تھی۔

زیادہ بن علاقہ رحمۃ اللہ: ثعلبی، ابو مالک کوفی، یہ تابعی ہیں۔ اپنے چچا قطبہ بن مالک اور جریر بن جلی، اسامہ بن شریک سے انہوں نے روایت لی ہے اور ان سے اعمش، معر، شعبہ وغیرہم رحمہم اللہ نے روایت لی ہے۔ ابن معین، نسائی نے ان کو ثقہ قرار دیا اور ابو حاتم نے صدوق کہا۔ ان کی وفات ۱۳۵ھ میں ہوئی۔

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ: جزرجی انصاری، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سترہ غزوات میں شرکت کی۔ جنگ صفین میں علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ ۶۸ھ میں کوفہ میں وفات پائی۔ احادیث کی کتابوں میں ان کی ستر (۷۰) روایات ہیں۔

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ: بن ضحاک انصاری مخزرجی ابو خارجہ ان کی کنیت ہے۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے کاتبین وحی میں سے تھے۔ مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ مکہ میں پروان چڑھے۔ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کی جبکہ ان کی عمر ۱۱ سال تھی۔ یہ دین کے عالم اور فقیہ تھے۔ انہوں نے گیارہ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا۔ یہ انصار مدینہ میں سے ہیں۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں موجود حفاظ قرآن میں سے ایک تھے۔ انہوں نے قرآن مجید کو جمع کرنے کی خدمت ابو بکر صدیق کے زمانہ میں انجام دی۔ ۴۵ھ میں وفات پائی کتب احادیث میں بانوے (۹۲) روایات ان سے مروی ہیں۔ خط کشیدہ عبارت فہم سے بعید ہے یہ ناسخ کی غلطی ہے۔ حالات کی تصحیح بین القوسین لکھ دی گئی ہے۔

زید بن سہل رضی اللہ عنہ: بن اسود بن حرام بن عمرو بخاری المدنی، یہ بدر اور دیگر تمام معرکوں میں شریک رہے۔ یہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے چچا ہیں۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ حضرت ابو طلحہ نے حنین کے دن بیس کفار کو قتل کیا۔ اُحد کے دن بھی بڑی آزمائش سے گزرے۔ ان کا وہ ہاتھ شل ہو گیا جس کو رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کے لئے بطور ڈھال کے استعمال کیا۔ یہ اپنی کنیت ابو طلحہ کے ساتھ زیادہ معروف ہیں۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے بعد چالیس سال زندگی گزاری۔ سوائے عیدین اور ایام تشریق کے کبھی روزہ نہیں چھوڑا۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں غزوات میں مصروفیت کی وجہ سے روزہ نہ رکھتے تھے۔ کتب احادیث میں ان سے بانوے (۹۲) احادیث مروی ہیں۔

زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ: یہ صحابی رسول اللہ ﷺ حدیبیہ میں حاضر ہوئے۔ جہینہ قبیلہ کا جھنڈا فتح مکہ کے دن ان کے پاس تھا۔ مدینہ منورہ میں ۷۸ھ میں وفات پائی۔ رسول اللہ ﷺ سے اکیاسی (۸۱) احادیث ان کی روایت سے وارد ہیں۔

زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا: بن رباب اسدیہ، یہ اسد خزیمہ سے تعلق رکھتی ہیں یہ زید بن حارثہ کی زوجہ محترمہ تھیں ان کا نام برہ تھا۔ زید رضی اللہ عنہ نے ان کو طلاق دے دی تو نبی اکرم ﷺ نے ان سے شادی کی اور ان کا نام زینب رکھا۔ ۲۰ھ میں وفات پائی۔ نبی اکرم ﷺ سے گیارہ (۱۱) احادیث روایت کی ہیں۔ یہ ام المؤمنین ہیں۔

زینب بنت ابی سلمہ مخزومیہ رضی اللہ عنہا: یہ صحابیہ ہیں۔ صحیح بخاری میں دو حدیثیں ان سے مروی ہیں۔ صحیح مسلم میں ایک روایت ہے۔ ان کے بیٹے ابو عبیدہ بن عبد اللہ اور علی بن الحسین نے ان سے روایت نقل کی۔ ان کی وفات ۷۳ھ میں ہوئی۔

زینب بنت عبد اللہ ثقفیہ رضی اللہ عنہا: یہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی ہیں۔ ان سے آٹھ (۸) احادیث مروی ہیں جن میں سے ایک روایت پر بخاری و مسلم متفق ہیں اور ایک روایت پر دونوں منفرد ہیں ان سے ابو عبیدہ جو ان کے بیٹے ہیں نے اور بسر بن سعید نے روایت لی ہے۔

(البعین)

سائب بن یزید رضی اللہ عنہ: بن سعید بن ثمامہ کندی، امام زہری فرماتے ہیں کہ یہ ازد میں سے تھے۔ ان کا شمار کنانہ میں کیا جاتا ہے۔ یہ تمرکندی کے بھانجے ہیں۔ ان کی کئی احادیث ہیں۔

سالم بن عبد اللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ: یہ القرشی العدوی ہیں۔ ان کی کنیت ابو عمر ہے مدینہ منورہ کے رہنے والے تابعین میں ان کا شمار ہے۔ یہ بڑے فقیہ، امام زاہد، عابد ہیں ان کی اقتدائیت و جلالت اور زہد و عالی مرتبت پر سب کا اتفاق ہے۔ عبد اللہ بن المبارک نے جن فقہاء کو شمار کیا یہ ان میں سے ایک ہیں۔ ۱۰۶ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ سمرہ بن معبد جہنی رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو ثریہ ہے۔ خندق اور اس کے بعد والے تمام غزوات میں شرکت کی۔ رسول اللہ ﷺ سے انہیں (۱۹) احادیث انہوں نے روایات کی ہیں۔ احادیث متبعہ میں مسلم منفرد ہیں۔ ان کے ربیع نے ان سے روایت نقل کی ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخر میں انہوں نے وفات پائی۔

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ: مالک بن اہیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی القرشی الزہری ابو اسحاق ان کی کنیت ہے۔ یہ ان صحابہ میں سے ہیں جو امیر بنائے گئے۔ یہ عراق اور مدائن کسریٰ کے فاتح ہیں۔ ان چھ صحابہ میں سے ہیں جن کو فاروق اعظم نے اپنے بعد خلافت کے لئے چنا۔ یہ قدیم الاسلام لوگوں میں سے ہیں۔ غزوات میں اکثر نبی اکرم ﷺ کی حفاظت پر ان کی ڈیوٹی ہوتی۔ یہ معرکہ بدر اور اسلامی غزوات میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ رہے۔ ان کو فارس الاسلام کہا جاتا ہے۔ یہ مہاجرین اولین میں سے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو عادی ”اللہم سد درفہ و اجب دعوتہ“ آئے اللہ ان کے نشانے کو درست فرما اور ان کی دعا کو قبول فرما۔ نبی اکرم ﷺ سے ۲۷۰ روایات انہوں نے نقل کی ہیں۔ انہوں نے مقام عقیق میں اپنے محل میں وفات پائی۔ پھر آپ کو مدینہ منورہ میں دفن کیا گیا۔ اس وقت ۵۵ھ کا زمانہ تھا۔

سعد بن مالک بن سنان خدری رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو سعید الخدری معروف ہے۔ خدرہ خزرج قبیلے کی ایک شاخ ہے۔ ان کو نو عمری کی وجہ سے اُحد کے دن واپس کر دیا گیا۔ غزوہ اُحد میں ان کے والد شہید ہو گئے۔ اس کے بعد انہوں نے بارہ غزوات رسول اللہ ﷺ کی معیت میں کئے۔ یہ عالم اور فقیہ صحابہ میں سے تھے۔ ان کی وفات ۶۲ھ میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔ احادیث کی کتابوں میں ان سے ۱۱۷۰ احادیث مروی ہیں۔

سعید بن حارث رحمۃ اللہ: بن ابو سعید بن المعلى الانصاری، یہ مدینہ کے قاضی اور جلیل القدر تابعی ہیں۔ انہوں نے ابو ہریرہ، ابو سعید اور جابر رضی اللہ عنہم سے روایت لی اور ان سے عمرو بن الحارث اور فلیح بن سلیمان نے روایت لی ہے۔ یحییٰ بن معین نے ان کے متعلق مشہور کا لفظ لکھا ہے۔

سعید بن زید رضی اللہ عنہ: بن عمرو بن نفیل القرشی العدوی، ابو الاغور کنیت ہے۔ ان دس صحابہ میں سے ہیں جن کو جنت

کی اکٹھی خوشخبری دی گئی۔ یہ عمر بن الخطاب کے چچا زاد بھائی ہیں۔ حضرت عمر کی بہن فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ان کی شادی ہوئی۔ فاطمہ بنت خطاب نے اپنے والد زید کے ساتھ اسلام قبول کیا اور فاطمہ کا اسلام لانے کا سبب بن گیا۔ سعید رضی اللہ عنہ مہاجرین اولین میں سے تھے۔ بدر کے بعد تمام لڑائیوں میں حاضر رہے۔ جنگ یرموک اور محاصرہ دمشق میں بھی شامل تھے۔ ۵۰ھ میں وفات پائی ۲۸ (اڑتالیس) احادیث رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے روایت کی ہیں۔ سعید بن عبد العزیز رحمۃ اللہ: بن ابی یحییٰ تنوخی ان کی کنیت ابو محمد دمشقی ہے۔ یہ بڑے فقیہ ہیں۔ ابن معین اور ابو حاتم اور نسائی نے ان کو ثقہ قرار دیا۔ حاکم نے کہا اہل شام میں ان کا وہی مقام ہے جو امام مالک کا اہل مدینہ میں ہے۔ ان کی وفات بقول ابن سعد ۱۶۷ھ میں ہوئی۔

سعید مقبری رحمۃ اللہ: بن ابی سعید کیسان ان کی کنیت ابو سعید ہے۔ یہ سقہ ہے اور مدینہ منورہ کے کبار تابعین میں سے ہیں۔ انہوں نے حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مرسل روایت کی ہے۔ ان سے حدیث کے ۱۶۶ نمونے روایت کیے ہیں۔

سفیان بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ: بن ابی ربیعہ بن حارث بن مالک بن حطیط بن جثم ثقفی طائفی، یہ صحابی ہیں اور ان سے روایات بھی آئی ہیں۔ حضرت عمر بن خطاب کی طرف سے طائف کے عامل تھے۔

سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ: بن اوس ظہری بصری، یہ صحابی ہیں اور ان سے کئی احادیث ہیں۔ بخاری نے ان کی ایک روایت منفرد ذکر کی ہے۔ ان سے محمد بن سیرین اور ام ہزبل نے روایت کی ہے۔ پیغمبر ﷺ سے انہوں نے تیرہ (۱۳) احادیث روایت کی ہیں۔

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ: قدیم الاسلام صحابہ میں سے ہیں۔ اصل میں یہ اصفہان کے مجوسی ہیں۔ بڑی لمبی عمر پائی۔ پہلے پہل غزوہ خندق میں شریک ہوئے۔ انہیں نے خندق کھودنے کا مشورہ دیا۔ اس کے بعد کسی بھی غزوہ میں پیچھے نہیں رہے۔ یہ زاہد عالم فاضل صحابہ میں سے تھے۔ عراق میں رہائش اختیار کی اور اپنے ہاتھ سے کھجور کے پتوں کی چیزیں بناتے اور اسی پر گزارا کرتے۔ مدائن میں انہوں نے ۳۶ھ میں وفات پائی جبکہ یہ مدائن کے گورنر تھے۔ احادیث کی کتابوں میں ساٹھ (۶۰) روایات ان سے منقول ہیں۔

سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ: یہ سلمہ بن عمرو بن اکوع بن سنان اسلمی، ان کی نسبت دادا کی طرف ہے۔ ان کی کنیت ابو مسلم ہے۔ بیعت رضوان کے موقع پر حدیبیہ میں موجود تھے۔ یہ بہادر تیر انداز احسان کرنے والے اور فضیلت والے تھے۔ سات غزوات میں حضور ﷺ کے ساتھ شرکت کی۔ دوڑ میں گھوڑے سے آگے نکل جاتے۔ مدینہ میں ۷۲ھ میں وفات پائی۔ حدیث کی کتابوں میں ستر (۷۷) روایات ان سے منقول ہیں۔

سلیم بن اسود رحمۃ اللہ: بن حظلہ محاربہ کوفی، ان کی کنیت ابو سعثاء انہوں نے حضرت عمر، حضرت عبد اللہ بن مسعود،

حذیفہ ابوذر رضی اللہ عنہم سے روایت لی ہے اور ان سے اشعث ابراہیم نخعی نے روایت لی ہے۔ ابن معین اور عجل اور نسائی نے ان کو ثقہ کہا ہے۔ ان کی وفات ۸۲ھ میں ہوئی۔

سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ: بن جون بن ابی جون عبدالعزی بن منقذ سلولی جزاعی ان کی کنیت ابو مطرف ہے۔ یہ قائدین سردار صحابہ میں سے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ صفین و جمل میں شامل تھے۔ کوفہ میں رہائش اختیار کی۔ پھر یہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہم سے خط و کتابت کی مگر ان سے پیچھے رہے اور ان کے خون کا بدلہ لینے کے لئے انہوں نے خروج کیا اور التوائین نامی جماعت کی قیادت انہی کے پاس تھی۔ ان توائین کی تعداد پانچ ہزار تھی۔ ان کو توائین اس لئے کہا جاتا ہے کہ انہوں نے حضرت حسین کو بلا کر خود ان کی مدد نہ کی مگر ان کے قتل کے بعد جب احساس ہوا تو بدلے کے لئے اٹھے اور سابقہ غلطی سے توبہ کر لی۔ چنانچہ سلیمان اور عبید اللہ بن زیاد کے درمیان کئی معرکے پیش آئے جن میں سلیمان عین الوردہ کے معرکے میں کام آئے یہ ۶۵ھ کا واقعہ ہے۔ پیغمبر ﷺ سے انہوں نے پندرہ (۱۵) احادیث روایت کی ہیں۔

سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ: فزاری ان کی کنیت ابوسعید ہے۔ چھوٹی عمر میں ان کے والد فوت ہو گئے۔ ان کی والدہ ان کو مدینہ لے آئیں اور ایک انصاری نے ان سے نکاح کر لیا۔ یہ ان کی کفالت میں رہے۔ یہاں تک کہ جوان ہوئے۔ کہا گیا کہ ان کو احد میں شرکت کی اجازت دینی گئی۔ بصرہ میں اقامت اختیار کی۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ اور ابن سیرین اور فضلاء بصرہ ان کی بہت تعریف کرتے تھے۔ ۵۹ھ میں بصرہ میں وفات پائی۔ رسول اللہ ﷺ سے سو (۱۰۰) روایات انہوں نے نقل کی ہیں۔

سہل بن ابی حمزہ رضی اللہ عنہ: عبداللہ بن ساعدہ ان کی کنیت ابو یحییٰ ہے۔ بعض ابو محمد بتلائی ہے۔ یہ مدنی ہیں نبی اکرم ﷺ کی وفات کے وقت ان کی عمر ۸ سال تھی رسول اللہ ﷺ سے کئی باتیں انہوں نے یاد کیں احادیث کی کتابوں میں پچیس (۲۵) روایات ان سے مروی ہیں۔

سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ: بن وہب انصاری ان کی کنیت ابوسعید ہے۔ یہ سابقین صحابہ میں سے تھے۔ بدر میں حاضر ہوئے اور احد میں ثابت قدم رہنے والی جماعت میں سے تھے۔ تمام معرکوں میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے درمیان مواخات کرادی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے واقعہ جمل کے بعد بصرہ کا حاکم بنایا۔ پھر یہ صفین میں ان کے ساتھ تھے۔ ۳۸ھ میں کوفہ میں وفات پائی۔ چالیس (۴۰) احادیث ان سے مروی ہیں۔

سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ: انصاری خزرجی ان کی کنیت ابو العباس ہے۔ یہ اور ان کے والد دونوں صحابی ہیں۔ ان کا نام حزن تھا۔ حضور ﷺ نے ان کا نام سہل رکھا۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت ان کی عمر پندرہ سال

تھی۔ یہ طویل العمر صحابی ہیں۔ انہوں نے حجاج بن یوسف ثقفی کا زمانہ پایا۔ ۸۸ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ اس وقت ان کی عمر سو سال سے متجاوز تھی۔

سہل بن عمرو رضی اللہ عنہ: یہ ابن الحظلیہ کے نام سے معروف ہیں۔ بعض نے کہا کہ نام سہل بن ربیع بن عمرو انصاری المعروف بابن الحظیلہ ہیں۔ یہ بیعت رضوان میں شامل صحابہ میں سے ہیں۔ بہت زیادہ ذکر اور نقلی نماز پڑھتے تھے جس کی وجہ سے لوگوں سے الگ رہتے۔ انہوں نے دمشق میں رہائش اختیار کی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی زمانہ میں وفات پائی۔ ان کا کوئی بیٹا نہ تھا۔ یہ کہا کرتے تھے کہ میری اولاد کا ہونا تمام دنیا سے زیادہ مجھے محبوب ہے۔

سوید بن قیس رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو صفوان ہے۔ انہوں نے تین روایتیں رسول اللہ ﷺ سے نقل کی ہیں۔ سماک نے ان سے ایک روایت صحیحین میں روایت کی ہے۔

سوید بن مقرن رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو علی مزی ہے۔ کوفہ میں رہائش اختیار کی۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے چھ (۶) احادیث روایت کی ہیں۔ ایک حدیث میں مسلم منفرد ہے۔ ان سے ان کے بیٹے معاویہ اور ہلال بن سیاف و دوسروں نے روایت لی ہے۔

#### ( النسب )

شداود بن اوس رضی اللہ عنہ: بن ثابت خزرجی انصاری ان کی کنیت ابو یعلیٰ ہے۔ یہ فاروق اعظم کے امراء اور والیوں میں سے تھے۔ حمص کے امیر رہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے موقع پر علیحدگی اختیار کر لی اور عبادت کی طرف متوجہ ہوئے۔ یہ بڑے فصیح، حوصلہ مند اور عقل مند تھے۔ بیت المقدس میں ۵۸ھ میں وفات پائی۔ احادیث کی کتابوں میں پچاس (۵۰) احادیث ان سے مروی ہیں۔

شرید بن سوید رضی اللہ عنہ: ثقفی یہ بیعت رضوان میں شامل افراد میں سے تھے۔ ان کی کئی احادیث جن میں سے دو کو مسلم نے منفرداً بیان کیا اور ان سے ان کے بیٹے عمرو اور ابوسلمہ بن عبد الرحمن نے روایت لی ہے۔ ابوداؤد اور نسائی نے ان کی احادیث کی تخریج کی ہے۔

شریح بن حصائی رحمۃ اللہ: بن مذحجی ان کی کنیت ابوالمقدام یمنی ہے۔ کوفہ میں رہائش اختیار کی علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بڑے دوستوں میں سے ہیں۔ انہوں نے اپنے والد سے روایات نقل کی ہیں اور اسی طرح حضرت عمر اور ہلال رضی اللہ عنہم سے بھی۔ ان سے ان کے بیٹے المقدام اور شععی اور حکم بن عقبہ نے روایت لی ہے۔ ابن معین نے ان کو ثقہ کہا اور ابو حاتم جستانی نے کہا یہ ۷۸ھ میں قتل ہوئے۔

شفیق بن سلمہ رحمۃ اللہ: یہ جلیل القدر تابعی ہیں۔ یہ آل خضرمی کے مولا ہیں۔ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت لی ہے اور بیان کی اور حضرت ابوبکر، عمر و عثمان و معاذ بن جبل وغیرہ رضی اللہ عنہم سے روایت لی ہے۔ ابن معین



کہتے ہیں کہ یہ ثقہ ہیں ان کے متعلق پوچھ گچھ کی ضرورت نہیں۔ ان کی وفات ۶۲ھ میں ہوئی۔  
 شفیق بن عبد اللہ رحمۃ اللہ: جلیل القدر تابعی ہیں۔ آل خضریٰ کے مولا ہیں۔ حضرت انس سے روایت نقل کی ہیں اور  
 ان سے یحییٰ قطان اور وکیع نے روایت لی ہے اور ابن معین نے ان کو ثقہ قرار دیا۔ علامہ نووی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں ان کے  
 باعظمت ہونے پر اتفاق ہے۔

شکل بن حمید رضی اللہ عنہ: عیسیٰ کوئی یہ صحابی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے ایک روایت بیان کی ہے۔  
 شہر بن جوشب رحمۃ اللہ: یہ اسماء بنت یزید بن سکن کے مولیٰ ہیں۔ ان کی کنیت ابو سعید شامی ہے۔ انہوں نے تمیم داری  
 اور سلمان سے مرسل روایات بیان کی ہیں اور اپنے موالی اسماء ابن عباس ام سلمہ و جابر رضی اللہ عنہم سے روایت نقل کی  
 ہے۔ ابن معین اور احمد نے ان کی توثیق کی ہے۔ ان کی وفات ۱۰۰ھ میں ہوئی۔

#### (الصار)

صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ: لیشی حجازی یہ صحابی ہیں ان کی وفات خلافت صدیقی میں ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ سے  
 انہوں نے تیرہ روایت نقل کی ہیں۔

صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ: مرادی کوئی یہ صحابی ہیں انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بارہ غزوات میں  
 شرکت کی۔ ان کی عظمت کا اس سے اندازہ لگائیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان سے روایت لی ہے۔  
 کتب احادیث میں ان سے ۲۱ روایات منقول ہیں۔

صفیہ بنت حمی بن اخطب رضی اللہ عنہا: اسرائیلیہ ام المؤمنین ان کی کئی احادیث ہیں ان میں سے ایک پر بخاری و  
 مسلم کا اتفاق ہے۔ ان سے علی بن حسین رحمۃ اللہ اور اسحاق بن عبد الحارث سے روایت لی ہیں۔ ۳۵ھ میں خلافت علی  
 رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ان کا انتقال ہوا۔

صفیہ بنت ابی عبید رحمہما اللہ: یہ ابو عبید وہی ابن مسعود ثقفی ہیں۔ یہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی زوجہ ہیں۔ یہ ثقہ اور  
 اکابر تابعین میں سے ہیں ان سے بخاری نے باب الادب میں مسلم ابو داؤد اور ابن ماجہ نے روایت لی ہے۔

صحیب بن سنان رومی رضی اللہ عنہ: بن مالک یہ بنی نمر بن قاسط سے ہیں ان کی کنیت ابو یحییٰ ہے۔ ان کو رومی اس  
 لئے کہا جاتا ہے۔ اس لئے کہ رومیوں نے ان کو بچپن میں گرفتار کر لیا۔ پس ان میں پرورش پائی زبان میں لکنت تھی۔ ان  
 سے بنی کلب کے ایک آدمی نے خرید لیا اور ان کو مکہ لے آیا۔ اس سے عبد اللہ بن جد مال تہمی نے خرید کر آزاد کر دیا۔ یہ مکہ  
 میں مقیم ہو گئے تجارت کرتے تھے جب اسلام ظاہر ہوا تو اسلام لے آئے۔ واقعی کہتے ہیں کہ یہ اور عمار ایک ہی دن  
 مسلمان ہوئے۔ ان کا اسلام لانا تیس سے کچھ زائد آدمیوں کے بعد تھا۔ یہ ان کمزور لوگوں میں سے تھے۔ جن کو تکالیف  
 پہنچائیں گئیں۔ (کیونکہ ان کی کوئی قبائلی حمایت نہ تھی) انہوں نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہجرت کی۔ نبی

اکرم ﷺ کے ساتھ تمام معرکوں میں حاضر رہے۔ ان کی وفات ۳۸ھ مدینہ منورہ میں ہوئی۔ احادیث کی کتابوں میں ۳۰۷ روایات ان سے مروی ہیں۔

صحیح بن حرب رضی اللہ عنہ: بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف، یہ ابوسفیان کی کنیت سے معروف ہیں۔ جاہلیت کے زمانہ میں قریش کے سرداروں میں سے تھے۔ یہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے والد ہیں جو دولت امویہ کے بانی ہیں۔ ۸ھ میں فتح مکہ کے دن اسلام لائے۔ اسلام لانے کے بعد اس کی خاطر خوب مشقتیں برداشت کیں۔ غزوہ خنین اور طائف میں موجود تھے۔ ایک آنکھ طائف کے دن تیر لگنے سے جاتی رہی اور یرموک کی لڑائی میں دوسری آنکھ بھی اللہ تعالیٰ کے راستہ میں چلی گئی۔ ان کی وفات ۳۱ھ میں مدینہ منورہ یا شام میں ہوئی۔

صحیح بن وداعہ الغامدی رضی اللہ عنہ: ان کی نسبت از د قبیلہ کی شاخ غامد کی طرف کی جاتی ہے۔ یہ حجازی ہیں طائف میں رہائش اختیار کی ان سے عمار بن حدید نے روایت نقل کی اور سنن اربعہ کے مصنفین نے ان کی روایات کی تخریج کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے دو (۲) احادیث مروی ہیں۔

صدی بن عجلان رضی اللہ عنہ: بن وہب الباہلی، ان کی کنیت ابو امامہ ہے۔ یہ صفین کی جنگ میں علی رضی اللہ عنہ کی حمایت میں تھے۔ شام میں سکونت اختیار کی حمص کی سرزمین میں ۸۱ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے اڑھائی سو (۲۵۰) روایات نقل کی ہیں۔

#### (الطاء)

طارق بن اشیم رضی اللہ عنہ: بن مسعود اشجعی کوفی، یہ سعد بن طارق اور ابو مالک کے والد ہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے چار (۴) احادیث روایت کی ہیں۔

طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ: بن عبد شمس بن سلمہ البجلی، ان کی کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ یہ غازیوں میں سے ہیں۔ انہوں نے حضور اقدس ﷺ کو بچپن میں پایا۔ خلافت صدیقی و فاروقی میں ۳۳ غزوات میں شرکت کی۔ کوفہ میں رہائش اختیار کی۔ انہوں نے دیگر صحابہ اور خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم سے چار (۴) احادیث روایت کی ہیں۔ ان کی وفات ۸۳ھ میں ہوئی۔

طارق بن علی رضی اللہ عنہ: بن منذر بن قیس شحیمی، یہ صحابی ہیں اور قیس بن طلق کے والد ہیں۔ ان کی کنیت ابو علی ہے۔ یہ ان لوگوں میں سے تھے جو یمامہ سے آنے والوں میں شامل تھے اور اسلام لے آئے تھے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک سو چودہ (۱۱۴) احادیث روایت کی ہیں۔

طخفہ غفاری رضی اللہ عنہ: بن قیس، ان کے نام میں اختلاف ہے۔ ایک حدیث ان سے مروی ہے جس کی سند میں ناقدین نے اضطراب بتایا۔ وہ حدیث پیٹ کے بل سونے کی ممانعت کے سلسلہ میں ہے۔

طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ: بن عثمان بن عمرو بن کعب تہمی، ان کی کنیت ابو محمد ہے۔ یہ مکی و مدنی صحابی ہیں۔ یہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تبلیغ سے اسلام لائے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو طلحہ الخیر کا لقب دیا۔ یہ اُحد اور اس کے بعد والے تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ یوم جمل میں شہادت پائی ۳۶ھ تھا۔ احادیث کی کتابوں میں ان کی اڑتیس (۳۸) احادیث مروی ہیں۔

طلحہ بن براء بن عمیرہ رضی اللہ عنہ: بن ویرہ بلوی انصاری، یہ بنی عمرو بن عوف کے حلیف ہیں۔ ان کی مرض وفات میں حضور ﷺ ان کی تیمارداری کے لئے تشریف لائے اور ان کے دفن کے بعد ان کے لئے دعا فرمائی۔ اللہم ال طلحہ وانت تضحک الیہ و هو یضحک الیک ”اے اللہ طلحہ تجھ سے ملے اس حال میں کہ وہ آپ سے خوش اور آپ اس سے خوش ہوں۔“

طفیل بن ابی بن کعب رحمۃ اللہ: یہ مدنی تابعی ہیں۔ ان کی کنیت ابو البطن تھی کیونکہ ان کا پیٹ بڑا تھا۔ انہوں نے اپنے والد ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایات نقل کی ہیں۔ ابن سعد اور عجمی اور ابن حبان نے ان کو ثقہ تسلیم کیا ہے۔

#### (الظباء)

ظالم بن عمرو: یہ ابوالاسود الدیلی کی کنیت سے زیادہ معروف ہیں بعض نے ان کا نام عمرو بن سفیان ذکر کیا ہے۔ یہ بصرہ کے قاضی رہے۔ بڑے جلیل القدر فاضل ثقہ تابعی ہیں۔ ان کی وفات ۶۹ھ میں ہوئی۔ تمام نے ان سے روایت لی ہے۔ (یہ حضرت علی اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے خصوصی شاگردوں میں سے ہیں) انہوں نے جاہلیت و اسلام دونوں زمانے دیکھے ہیں۔

#### (المبیین)

عائذ بن عمرو مدنی رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو ہبیرہ ہے۔ یہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے درخت کے نیچے رسول ﷺ حدیبیہ کے دن بیعت کی۔ بصرہ میں سکونت اختیار کی اور وہاں گھر بنایا۔ عبید اللہ بن زیاد کی حکومت کے زمانہ میں وفات پائی۔ یہ بلند آواز والے صحابہ میں سے تھے۔

عائذ بن عبید اللہ بن عمر رحمۃ اللہ: ان کی کنیت ابو ادریس خولانی ہے۔ جلیل القدر فقیہ تابعی ہیں۔ یہ اہل دمشق کے واعظ اور قصہ گو تھے۔ یہ عبدالملک کی خلافت کا زمانہ تھا۔ عبدالملک نے دمشق میں ان کو قضاء کا ذمہ دار بنایا۔ علامہ ذہبی فرماتے ہیں کہ یہ اہل شام کے علماء میں سے تھے۔ ان کی وفات ۸۰ھ میں ہوئی۔

عائشہ بنت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہا: ام المؤمنین یہ عورتوں میں سب سے زیادہ علم والی اور فقیہہ تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ میں ان سے شادی کی جبکہ ان کی عمر ۶ سال تھی اور شوال ۲ھ میں حضور ﷺ کے گھر آ بسیں جبکہ ان کی عمر

۸ سال تھی۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت ان کی عمر ۱۸ سال تھی۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد چالیس سال زندہ رہیں اور ۵۷ھ میں وفات پائی۔

عابس بن ربیعہ رحمۃ اللہ: بن عامر غطفی نخعی کوفی، یہ عبید الرحمن بن عابس کے والد ہیں۔ یہ اکابر تابعین میں سے ہیں انہوں نے جاہلیت و اسلام کا زمانہ پایا۔

عاصم احول رحمۃ اللہ: یہ ابن سلیمان ہیں۔ ان کی کنیت ابو عبد الرحمن ہے۔ یہ بصرہ کے رہنے والے ثقہ تابعین میں سے ہیں۔ یہ درمیانہ درجہ کے تابعی ہیں۔ ۱۴۰ھ کے بعد وفات پائی۔ ان سے تمام نے حدیث لی ہے۔

عامر بن عبد اللہ بن جراح رضی اللہ عنہ: یہ اپنی کنیت ابو عبیدہ سے زیادہ معروف ہیں۔ الفہری قریشی ہیں۔ قائدین امراء میں سے ہیں۔ شام کے علاقہ کو انہوں نے فتح کیا۔ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ سابقین فی الاسلام میں ہیں۔ تمام لڑائیوں میں حضور ﷺ کے ساتھ رہے۔ آپ ﷺ نے ان کو امین ہذا الامۃ کا لقب عنایت فرمایا۔ طاعون عمواس میں شہید ہوئے اور غور بیان میں ۱۸ھ میں تدفین ہوئی۔ کتب احادیث میں ان سے چودہ (۱۴) احادیث مروی ہیں۔ عامر بن اسامہ ہذلی رحمۃ اللہ: ان کی کنیت ابو السلیح ہے۔ بعض نے کہا کہ نام عمر بن اسامہ ہذلی ہے۔ یہ تابعی ہیں۔ انہوں نے اپنے والد اسامہ بن ہذلی سے روایات لی ہیں۔

عامر بن ابو موسیٰ رحمۃ اللہ: ان کی کنیت ابو بردہ ہے۔ یہ کوفہ کے قاضی ہیں۔ ان کے نام میں اختلاف ہے۔ بعض حارث اور بعض نے عامر بتلایا۔ انہوں نے اپنے باپ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ حضرت علیؓ زبیر اور حذیفہ رضی اللہ عنہم سے روایت لی ہے اور ان سے ان کے بیٹے عبد اللہ، یوسف، سعید اور بلال وغیرہ نے ان سے روایت لی ہے۔ اکثر نے ان کو ثقہ قرار دیا۔ ۱۰۳ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ: بن قیس انصاری خزرجی ان کی کنیت ابو الولید ہے۔ یہ ان لوگوں میں سے ایک تھے جنہوں نے منیٰ میں رسول اللہ ﷺ کے دست اقدس پر بیعت عقبہ کی۔ یہ نقباء میں سے ایک تھے۔ یہ بدر اور دیگر تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ہم رکاب رہے۔ یہ بڑے طاقتور بہادر بہت زیادہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں بے باک تھے۔ ان کی وفات ۳۴ھ میں بیت المقدس میں ہوئی۔

عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ: بن ہاشم بن عبد مناف، ان کی کنیت ابو الفضل ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے چچا ہیں۔ جاہلیت و اسلام میں اکابر میں شامل تھے۔ خلفاء عباسین کے جد امجد ہیں۔ جاہلیت میں بیت اللہ میں سقایہ کی خدمت ان کے ذمہ تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس پر ان کو برقرار رکھا۔ ہجرت سے قبل اسلام لائے۔ اپنے اسلام کو چھپائے رکھا۔ مکہ میں اقامت اختیار کی اور مشرکین کی اطلاعات رسول اللہ ﷺ کو لکھتے رہے۔ پھر فتح مکہ سے قبل مدینہ کی طرف ہجرت کی اور غزوہ حنین اور غزوہ فتح مکہ میں ہم رکابی کا شرف ان کو حاصل ہوا۔ ان کی وفات مدینہ منورہ میں ۳۲ھ میں ہوئی۔ ۳۵

احادیث رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے روایت کی ہیں۔

عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ: یہ اپنے لقب ابو موسیٰ اشعری کے ساتھ زیادہ معروف ہیں۔ اشعرین کا ایک معروف قبیلہ ہے۔ یہ ہجرت سے پہلے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لائے اور پھر حبشہ کی طرف ہجرت کی اور جعفر اور ان کے اصحاب کے ساتھ اشعرین کے ایک دفد میں خیبر کے بعد مدینہ منور آئے۔ رسول اللہ ﷺ ان کا اکرام و احترام فرماتے۔ آپ نے فرمایا: ((اوتیت مزار امن مزار امیر)) داؤدؑ اے ابو موسیٰ تمہیں داؤد کی سروں میں سے ایک سردی گئی ہے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ۳۶۰ روایات نقل کی ہیں۔ ۴۴ھ میں کوفہ میں وفات پائی۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ: بن عبدالمطلب البہاشمی ان کی کنیت ابو العباس ان کا لقب ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد بھائی ہیں۔ ہجرت سے تین قبل مکہ میں پیدا ہوئے۔ جبکہ مسلمان اور رسول اللہ ﷺ شعب ابی طالب میں محصور تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی اللھم قفھ فی الدین و علمہ التاویل کہ اے اللہ اس کو دین کی سمجھ عنایت فرما اور بات کو ٹھکانے لگانے کا علم عنایت فرما۔ عمر بن خطاب ان کو اپنی مجلس میں قریب بٹھاتے اور ان کے کثیر علم اور بڑی عقل سے فائدہ اور مشورہ میں مدد لیتے۔ ان کی وفات ۷۷ھ طائف میں پیش آئی وہیں ان کی تدفین ہوئی۔

عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما: ان کی کنیت ابو عبد الرحمن تھی یہ بعثت کے دوسرے سال پیدا ہوئے اور اپنے والد کے ساتھ چھوٹی عمر میں اسلام قبول کیا جبکہ ابھی بلوغت کو بھی نہ پہنچے تھے اور اپنے والد اور والدہ کے ساتھ ہجرت کی جبکہ ان کی عمر گیارہ برس تھی۔ احد و بدر میں حضور ﷺ نے شفقت کے طور پر چھوٹی عمر کی وجہ سے واپس کر دیا اور پندرہ سال کی عمر سے قبل جہاد میں قبول نہ فرمایا۔ یہ غزوہ خندق میں پہلے پہل حاضر ہوئے۔ پھر کسی غزوہ میں پیچھے نہ رہے یہ ان چھ صحابہ کرام میں سے ہیں جن کی روایات بہت کثرت سے ہیں۔ ابو ہریرہؓ ابن عمرؓ انسؓ جابرؓ عباسؓ عائشہ رضی اللہ عنہم ان سے ۱۶۳۰ روایات مروی ہیں۔ ان کی وفات ۷۳ھ میں ہوئی۔

عبداللہ بن کعب: بن مالک انصاری اسلمی۔ علامہ ابن اثیر نے اسد الغابہ میں ذکر کیا کہ ان کو احمد عسکری نے ان لوگوں میں لکھا ہے جو نبی اکرم ﷺ سے ملے ہیں۔ یہ کعب کے مسجد کی طرف لے جانے والے تھے۔ ان کے علاوہ دوسرے بیٹے عبد الرحمن اور عبید اللہ بھی تھے کیونکہ کعب رضی اللہ عنہ کی نظر ختم ہو گئی تھی۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ: ہزلی ان کی کنیت ابو عبد الرحمن ہے۔ یہ سابقین فی الاسلام میں سے ہیں۔ یہ سات میں سے چھٹے اسلام لانے والے تھے۔ یہ بڑے علماء صحابہ میں سے تھے۔ انہوں نے پہلے حبشہ پھر مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ تمام غزوات میں آپ کی معیت میں رہے۔ رسول اللہ ﷺ ان سے بہت قربت رکھتے تھے۔ خلافت فاروقی میں کوفہ کے قاضی القضاۃ اور بیت المال کے افسر تھے اور خلافت عثمانی کے ابتدائی زمانہ میں بھی۔ پھر مدینہ واپس لوٹے اور وہیں ۳۲ھ

میں وفات پائی۔

عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما: ابو اوفی کا نام علقمہ بن خالد اسلمی اور کنیت ابو ابراہیم ہے۔ عبداللہ اور اس کے والد دونوں صحابی ہیں۔ عبداللہ نے بیعت رضوان میں حضور ﷺ کی بیعت کی۔ خیر اور اس کے بعد والی ساری لڑائیوں میں حاضر رہے۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد کوفہ میں آئے اور وہیں ۸۶ھ میں وفات پائی۔ احادیث کی کتابوں میں پچانوے (۹۵) احادیث ان سے مروی ہیں۔

عبداللہ بن ابی قحافہ رضی اللہ عنہما: ابو قحافہ کا نام عثمان بن عامر بن کعب التیمی القریشی ہے۔ یہ خلفاء راشدین میں پہلے شخص ہیں اور پہلی ہستی ہیں جنہوں نے حضور ﷺ پر سب سے پہلے ایمان قبول کیا۔ یہ اپنی کنیت ابو بکر صدیق کے ساتھ زیادہ مشہور ہیں۔ مکہ میں پیدا ہوئے اور سادات قریش کی حیثیت سے ہی پرورش پائی۔ قبائل عرب کے انساب حالات اور سیاست سے مکمل واقفیت رکھتے تھے۔ نبوت کے زمانہ میں بڑی عظیم و جلیل خدمات سرانجام دیں۔ تمام لڑائیوں میں حاضر رہے اور بڑی بڑی تکالیف برداشت کیں اور اپنے تمام مال اشارۂ نبوت پر صرف کر دیئے اور اپنی مدت خلافت جو کہ دو سال تین مہینے رہی۔ مرتدین سے سخت لڑائیاں لڑیں اور شام کے علاقے کو فتح کیا اور عراق کا بہت بڑا حصہ فتح کر لیا۔ مدینہ منورہ میں ۱۳ھ میں وفات پائی۔ احادیث کی کتابوں میں ایک سو بیالیس (۱۳۲) روایات آپ سے مروی ہیں۔ عبداللہ بن بسر اسلمی رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو صفوان ہے۔ بعض کہتے ہیں ابو بسر ہے۔ یہ بنی مازن بن منصور سے ہیں یہ ان صحابہ میں سے ہیں جنہوں نے دو قبلوں کی طرف نماز پڑھی۔ ۸۸ھ حمض میں وفات پائی۔ شام میں سب سے آخری صحابی وفات کے لحاظ سے یہی ہیں۔ احادیث کی کتابوں میں پچاس (۵۰) روایات ان سے آئی ہیں۔

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سہمی قریشی: یہ اپنے باپ سے قبل اسلام لائے۔ یہ بہت زیادہ عبادت اور علم والے صحابہ میں سے تھے۔ یہ جاہلیت میں لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے آپ کے ارشادات لکھنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے اجازت مرحمت فرمائی۔ یہ تمام غزوات و حروب میں شامل ہوتے اور دو تلواریں سے لڑتے تھے۔ یہ موک کے دن اپنے والد کا جھنڈا بلند کیا۔ صفین کی لڑائی میں حضرت امیر معاویہ کے ساتھ حاضر ہوئے۔ تھوڑی مدت کے لئے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو کوفہ کا امیر بنایا۔ ان کی وفات ۶۵ھ میں ہوئی۔ احادیث کی کتابوں میں سات صد (۷۰۰) احادیث ان سے مروی ہیں۔

عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ: یہ مزینہ قبیلہ سے تھے۔ یہ بیعت رضوان والے صحابہ میں سے ہیں۔ انہوں نے مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کی پھر یہ ان دس میں سے ایک تھے۔ جن کو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بصرہ میں دین کے احکام سکھانے بھیجا۔ یہ بصرہ میں منتقل ہو گئے اور وہیں ۵۷ھ میں وفات پائی۔ رسول ﷺ سے انہوں نے ۴۳ روایات بیان کی ہیں۔



عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما: بن عوام قرشی اسدی ان کی کنیت ابو خبیب ہے۔ اپنے زمانہ میں قریش کے شہسوار تھے۔ ہجرت کے بعد مدینہ میں یہ پیدا ہوئے۔ افریقہ کی فتح میں شامل تھے۔ جو حضرت عثمان رضی اللہ کی خلافت میں ہوئی۔ ۶۴ھ میں ان سے بیعت خلافت لی گئی نو سال تک خلافت رہی۔ پھر ان کے اور حجاج بن یوسف کے درمیان کئی معرکے پیش آئے۔ جن میں بالآخر ۷۳ھ میں عبداللہ مکہ میں شہید ہو گئے۔ احادیث کی کتابوں میں ان سے ۳۳ روایات مروی ہیں۔

عبداللہ بن زمرہ رضی اللہ عنہ: بن اسود بن مطلب بن اسد بن عبد العزی الاسدی یہ اشراف قریش میں سے تھے۔ یہ پیغمبر علیہ السلام سے اجازت لے کر حاضر ہوئے۔ عبداللہ عثمان رضی اللہ عنہ کے محاصرہ کے دوران شہید ہو گئے۔ انہوں نے دو حدیثیں روایت کی ہیں۔

عبداللہ بن دینار رحمۃ اللہ: ان کی کنیت ابو عبد الرحمن قرشی عدوی ہے۔ یہ عمر بن خطاب کے مولیٰ ہیں۔ انہوں نے عبداللہ بن عمر اور انس اور ایک کثیر جماعت صحابہ سے حدیث سنی خود ان کے بیٹے عبد الرحمن اور یحییٰ انصاری اور سہیل اور ربیعہ رای اور موسیٰ بن عقبہ وغیرہم نے سنا۔ ان کے ثقہ ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔ ان کی وفات ۱۲ھ میں ہوئی۔

عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ: بن عوف بن کعب عامری شعی جرش بصری ہیں۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ۶ احادیث روایات کی ہیں۔ مسلم ایک روایت میں بخاری سے منفرد ہیں۔

عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ: بن عاصم انصاری مدنی یہ صحابی ہیں۔ احد میں اور اس کے بعد والے تمام معرکوں میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک رہے انہوں نے مسلمانہ کذاب کو یمامہ کے دن قتل کیا۔ بعض نے کہا یہ اور وحشی اس کے قتل میں شریک ہیں۔ حرہ کے دن شہید ہوئے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کئی احادیث روایت کی ہیں۔

عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ: بن حارث اسرائیلی ان کی کنیت ابو یوسف ہے۔ مدینہ منورہ میں آپ کی تشریف کے بعد اسلام لائے تو ان کا نام حصین تھا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام عبداللہ رکھا۔ بیت المقدس کی فتح میں یہ فاروق اعظم کے ہم رکاب تھے اور جابیہ میں بھی شریک تھے۔ جب علی و معاویہ رضی اللہ عنہما کا اختلاف ہوا تو انہوں نے علیحدگی اختیار کی۔ ۴۳ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ رسول اللہ ﷺ سے پچیس (۲۵) احادیث روایات کی ہیں۔

عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب القرشی البہاشمی: ان کی والدہ اسماء بنت عمیس خثعمیہ ہیں۔ یہ اپنے والد کے ساتھ حدیبیہ سے مدینہ میں آئے۔ یہ اور محمد بن ابی بکر اور یحییٰ بن علی ماں کی طرف سے حقیقی بھائی ہیں۔ ان کی وفات ۸۰ھ میں ہوئی۔ پچیس (۲۵) روایات ان سے مروی ہیں۔

عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ: مزیٰ ان کی نسبت مزینہ کی طرف کی جاتی ہے۔ یہ بنی خزوم کے حلیف تھے۔ بصرہ میں اقامت اختیار کی۔ ان کی احادیث کو صحاح ستہ والوں نے تخریج کیا۔ سترہ (۱۷) احادیث ان سے مروی ہیں اور ان سے عثمان بن حکیم اور عاصم الاحول اور قتادہ نے روایت لی ہے۔

عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابی صعصعہ رحمۃ اللہ: مازنی انصاری، جلیل القدر تابعین میں سے ہیں۔ ان سے ان کے بیٹے عبدالرحمن اور محمد نے بیان کیا۔ یہ ثقہ ہیں۔ ان سے بخاری، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے روایات لی ہیں۔

عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو عبدالرحمن مخزومی ہے۔ یہ اہل مکہ کے قاری ہیں۔ ذہبی کہتے ہیں کہ ان کو صحبت حاصل ہے۔ انہوں نے ابی بن کعب سے پڑھا ان سے مجاہد عطاء نے روایت لی ان کی وفات قتال عبداللہ بن الزبیر کے دوران ہوئی۔ سات (۷) احادیث ان سے مروی ہیں۔

عبداللہ بن خبیب رضی اللہ عنہما: جہنی، یہ انصار کے حلیف ہیں۔ یہ اوران کے والد صحابی ہیں۔ ان کو اہل مدینہ میں سے شمار کیا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے تیرہ (۱۳) احادیث روایت کی ہیں۔ ان سے ان کے بیٹوں معاذ اور عبداللہ نے روایت بیان کی ہے۔

عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ: ابن الصمہ انصاری ان کی کنیت ابو الجحیم ہے۔ یہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے بھانجے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے دو روایتیں بیان کیں جو کہ دونوں بخاری و مسلم میں ہیں۔

عبدالرحمن بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو حمید ہے۔ اس سے یہ معروف ہیں۔ ان کے نام میں اختلاف ہے۔ بعض نے منذر بن سعد بتلایا۔ اہل مدینہ میں ان کا شمار ہے۔ خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ کے آخر میں وفات پائی۔

عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ: بن عوف بن الحارث، ان کی کنیت ابو محمد ہے۔ القرظی الزہری ہیں۔ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ یہ سابقین فی الاسلام میں سے ہیں۔ یہ ان چھ افراد میں سے ہیں جن کے درمیان عمر رضی اللہ عنہ نے خلافت کو دائر فرمایا تھا۔ بدر احد اور تمام لڑائیوں میں حاضر رہے۔ احد کے دن ۲۱ زخم آئے۔ یہ تجارت کرتے تھے۔ ان کے پاس بہت سال مال تھا۔ یہ بہت بخئی تھے۔ انہوں نے ایک ہی دن میں ۳۰ غلام آزاد کئے اور ایک دن وہ قافہ جو ستر اونٹوں پر مشتمل تھا گندم، آٹا، غلہ اٹھائے ہوئے تھے۔ جب ان کی وفات کا وقت آیا تو وصیت فرمائی کہ ایک ہزار گھوڑے، پچاس ہزار دینار اللہ تعالیٰ کی راستہ میں صرف کئے جائیں۔ ۳۲ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ انہوں نے ۶۵ احادیث روایت کی ہیں۔

عبدالرحمن بن صخر الدوسی رضی اللہ عنہ: یہ اپنی کنیت ابو ہریرہ کے ساتھ معروف ہیں۔ یہ محبوب صحابی ہیں۔ خیبر والے سال اسلام قبول کیا اور اس میں شرکت کی۔ پھر حضور ﷺ کی خدمت کو لازم کر لیا۔ حضور علیہ السلام کی دعا کی برکت سے یہ صحابہ کرام میں بڑے حافظہ والے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو علم اور حدیث کی طرف بہت راغب پایا اور اس کی اپنی زبان مبارک سے گواہی دی۔ ۵۷ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ احادیث کی کتابوں میں ۵۳۷ روایات مروی ہیں۔

عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ: بن حبیب بن عبد شمس القرشی، کنیت ابوسعید ہے۔ قائدین امراء صحابہ میں سے ہیں۔ فتح مکہ کے دن اسلام لائے۔ غزوہ موتہ میں حاضر تھے۔ بصرہ میں سکونت اختیار کی۔ بھتان اور کابل وغیرہ کے علاقے فتح کئے اور بھتان کے گورنر رہے۔ خراسان کی لڑائیوں میں شرکت کی۔ ۵۰ھ میں بصرہ میں وفات پائی۔ ان سے ۱۴ روایات منقول ہیں۔

عبدالرحمن بن جبر رضی اللہ عنہ: بن عمرو بن زید بن جثم بن مجدہ انصاری، ان کی کنیت ابو عبس ہے۔ جلیل القدر صحابی ہیں بدر میں موجود تھے۔ پانچ روایات ان سے مروی ہیں۔ ایک روایت میں بخاری مسلم سے منفرد ہیں۔ ان سے عباہ بن رفاع نے روایت لی ہے۔ ۳۴ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ عبدالرحمن بن شماسہ رحمۃ اللہ: مہری، ان کی کنیت ابو عمرو المصری ہے۔ جلیل القدر تابعین میں سے ہیں۔ انہوں نے زید بن ثابت اور ابو ذر سے روایت لی ہے۔ ان کو علامہ بکلی اور ابن حبان نے ثقہ قرار دیا۔ ابن بکیر کہتے ہیں کہ سو سال کی عمر کے بعد ان کی وفات ہوئی۔

عبید اللہ بن زیاد: بن ایہ یہ فاتح والی ہیں اور عرب کے بہادروں میں سے ہیں۔ بصرہ میں پیدا ہوئے۔ یہ اپنے والد کے ساتھ ہی تھے جب کہ وہ عراق میں فوت ہوئے۔ انہوں نے شام جانے کا ارادہ کیا تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو ۵۳ھ میں خراسان کا گورنر بنا دیا۔ یہ خراسان میں دو سال تک رہے۔ پھر ۶۰ھ میں ان کو بصرہ کا حاکم بنا دیا۔ ان کو موصل کے علاقہ خازر میں ۶۷ھ میں ابن اشتر نے قتل کیا۔

عبید اللہ بن محسن انصاری خطمی رضی اللہ عنہ: انہوں نے پیغمبر ﷺ سے صرف ایک روایت نقل کی ہے اور ان کے بیٹے سلمہ نے ان سے روایت لی ہے۔

عثمان بن مالک بن عمر بن عجلان انصاری کزرجی سلمی رضی اللہ عنہ: یہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے بدر میں شرکت کی۔ ابن اسیر کہتے ہیں کہ ابن اسحاق کے علاوہ باقی تمام نے ان کو بدری شمار کیا۔ بخاری و مسلم نے ان کی روایت لی۔ یہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فوت ہوئے۔ یہ اپنی قوم کی دیتوں کے معاملے کے وفات تک ذمہ دار تھے۔

عتبہ بن غزو ان بن جابر وہیب حارثی مازنی رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ یہ بصرہ کے بانیوں میں سے ہیں۔ یہ سابقین بالاسلام میں سے ہیں۔ حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ پھر بدر میں شرکت کی۔ پھر قادیسیہ میں شرکت کی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بصرہ کا والی بنا دیا۔ ۷۱ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ نبی اکرم ﷺ سے چار (۴) احادیث انہوں نے نقل کی ہیں۔

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ: اموی قرشی، خلفاء راشدین میں سے تیسرے خلیفہ ہیں اور عشرہ مبشرہ میں سے ہیں یہ ان بڑی شخصیتوں میں سے ہیں جن کی وجہ سے اسلام کو ظہور کے بعد عزت ملی۔ یہ مکہ میں پیدا ہوئے۔ بعثت کے بعد جلد اسلام لائے۔ جاہلیت میں شریف اور مالدار تھے۔ ان کا عظیم الشان عمل اپنے خاص مال سے جیش عسرہ کی تیاری ہے۔ ان کے زمانہ خلافت میں بہت سارے علاقے فتح ہوئے۔ مدینہ منورہ میں ان کا باغیوں نے محاصرہ کیا اور قرآن پڑھنے کی حالت میں ۳۵ھ میں ان کو شہید کر دیا۔ نبی اکرم ﷺ سے انہوں نے ایک سو چھیالیس (۱۴۶) احادیث روایت کی ہیں۔

عثمان بن ابی العاص ثقفی الطائفی رضی اللہ عنہ: یہ مشہور صحابی ہیں۔ وفد ثقیف کے ساتھ اسلام لائے۔ پیغمبر ﷺ نے ان کو طائف کا عامل بنایا۔ حضرت امیر معاویہ کی خلافت کے زمانہ میں بصرہ میں وفات پائی۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے نو (۹) احادیث نقل کی ہیں۔

عدی بن ابی حاتم طائی رضی اللہ عنہ: یہ رسول اللہ ﷺ کی خلافت میں ۹ھ شعبان میں حاضر ہوئے اور اسلام لائے اور ان کا اسلام اچھا رہا۔ جب حضور ﷺ کی وفات ہو گئی۔ تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس ارتداد کے زمانہ میں اپنی قوم کے صدقات لے کر حاضر ہوئے۔ یہ اپنی قوم میں شریف سخی اور قابل احترام تھے اور دوسرے بھی ان کا احترام کرتے تھے۔ یہ انہی سے ہی روایت ہے: ما دخل علی وقت صلوٰۃ الا نأ مشناق علیہا۔ کہ مجھ پر جب بھی نماز کا وقت آتا ہے تو میں پہلے سے اس کا مشناق ہوتا ہوں ان کا انتقال ۶۷ھ میں ہوا۔ احادیث کی کتابوں میں چھیانوے (۶۶) روایتیں ان سے مروی ہیں۔

عدی بن عمیرہ بن فروہ کنذی رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو زرارہ ہے۔ یہ کوفہ میں مقیم ہو گئے پھر وہاں سے حران میں منتقل ہو گئے۔ پھر ۴۰ھ میں کوفہ میں وفات پائی۔ احادیث کی کتابوں میں ۱۰ روایتیں ان سے آئی ہیں۔

العرباض بن ساریہ سلمی رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو نجیم ہے۔ ان سے عبداللہ بن عمرو اور جبیر بن نفیل اور خالد بن معدان نے ان سے روایت لی ہیں۔ شام میں انہوں نے رہائش اختیار کی ان کی وفات ۷۵ھ میں ہوئی۔

عروہ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ: بن عوام اسدی، ان کی کنیت ابو عبداللہ مدنی ہے۔ مدینہ کے سات فقہاء میں سے ہیں اور تابعین علماء میں سے ایک ہیں۔ انہوں نے والد والدہ سے روایت لی ہے اور اپنی خالہ عائشہ ام المؤمنین اور علی اور محمد بن مسلمہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم ابن سعد نے کہا یہ ثقہ عالم ہیں۔ بہت زیادہ احادیث جاننے والے فقیہ اور قابل اعتماد ہیں۔ ہر رات قرآن کا چوتھا حصہ پڑھتے۔ ۹۲ھ میں انہوں نے وفات پائی۔

عروہ بارتقی رضی اللہ عنہ: بن ابی جہد اسدی، یہ صحابی کوفہ میں مقیم ہو گئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے قاضی

رہے۔ یہ کوفہ کے اولین قاضی تھے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں تیاری کے طور پر گھوڑے پالنے والے تھے۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے تیرہ (۱۳) روایات نقل کی ہیں۔

عروہ بن عامر رحمۃ اللہ: یہ مکی ہیں۔ ان کے صحابی ہونے کے متعلق اختلاف ہے۔ ان کی (طیرہ) شگون کے متعلق روایات ہیں۔ ابن حبان نے ان کا تذکرہ ثقہ تابعین میں کیا ہے۔ تمام اصحاب سنن نے ان سے روایت لی ہے۔

عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ: یہ ابو محمد قرشی ہیں۔ یہ قریش کے مولیٰ ہیں، مکی ہیں۔ بڑے علماء میں سے ایک ہیں۔ انہوں نے حضرت عائشہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت لی ہے۔ خود ان سے امام اوزاعی، ابن جریج، ابو حنیفہ اور لیث بن سعد نے روایت لی ہے۔ اصحابہ ستہ نے ان سے حدیث نکالی ہے۔ ان کی عمر اسی (۸۰) برس ہوئی۔ وفات ۱۱۴ھ میں ہوئی۔

عطیہ بن عروہ سعدی رضی اللہ عنہ: یہ شام میں اقامت اختیار کرنے والے صحابہ میں سے ہیں۔ ان سے ان کے بیٹے محمد اور ربیعہ بن یزید نے روایت کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے تین روایات لی ہیں۔

عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ خزرجی بدری: یہ عقبہ ثانیہ میں ستر افراد کے ساتھ حاضر ہوئے۔ یہ عمر میں ان سب سے چھوٹے تھے۔ بدر میں رہائش اختیار کی اور بدر میں شرکت کی۔ اُحد اور اس کے بعد والے معرکوں میں شرکت کی۔ پھر کوفہ میں اقامت اختیار کر کے وہیں مکان بنایا۔ ۴۱ھ میں وفات پائی۔ ان کی کنیت ابو مسعود مشہور ہے۔ ان سے احادیث کی کتابوں میں ایک سو دو (۱۰۲) احادیث مروی ہیں۔

عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ: بن عامر قرشی نوفلی، ان کی کنیت ابو سروہ ہے۔ فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے اور یہی وہ شخص ہیں جنہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ اپنی بیوی کو چھوڑ دیں کیونکہ انہوں نے اس کے ساتھ دودھ پیا ہے۔

عقبہ بن عامر الجہنی رضی اللہ عنہ: بن عباس القضاہی یہ عظیم الشان صحابی ہیں۔ شریف امراء میں سے تھے۔ بڑے قاری فرائض کے ماہر اور شاعر تھے۔ غزوہ بحر کی ذمہ داری ان پر ڈالی گئی۔ براہ راست فتح شام میں شریک ہوئے۔ فتح دمشق کی خوش خبری حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس یہی لے کر گئے۔ دمشق میں رہائش اختیار کی۔ پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے والی بن کر مصر منتقل ہو گئے۔ ۵۸ھ میں وہیں وفات پائی۔ پچپن (۵۵) احادیث ان سے مروی ہیں۔

عامر بن یاسر رضی اللہ عنہ: بن عامر کنانی مذہبی عسائی قحطانی، ان کی کنیت ابو الیقظان ہے۔ یہ صاحب رائے بہادر حکام میں سے تھے۔ یہ سابقین فی اسلام میں ہیں۔ انہوں نے اسلام کو اپنے والد یاسر اور والدہ سمیعہ کے ساتھ ظاہر کیا۔ پھر بدر احد خندق بیعت رضوان میں شرکت کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو کوفہ کا حاکم بنایا۔ جمل اور صفین میں یہ حضرت علی

رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ ۳۷ھ صفین میں شہید ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ سے باسٹھ (۶۲) روایتیں نقل کی ہیں۔

عمارہ بن رویۃ رضی اللہ عنہ ثقفی: یہ بن خشم بن ثقیف سے ہیں۔ ان کے بیٹے ابوبکر و ابواسحاق البیعی وغیرہ سے روایت کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے نو (۹) احادیث روایت کی ہیں۔

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ: جزاعی کعبی، ان کی کنیت ابونجیر ہے۔ خیبر والے سال اسلام لائے۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوات میں شرکت کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بصرہ میں تعلیم دینے کے لئے روانہ فرمایا۔ یہ مستجاب الدعوات لوگوں میں سے تھے۔ فتنہ میں یکسور ہے۔ بصرہ میں ۵۲ھ میں وفات پائی۔ احادیث کی کتابوں میں ایک سواستی (۱۸۰) روایات ان سے مروی ہیں۔

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ: بن نفیل بن عبد العزی بن رباح بن عبد اللہ بن قرط بن زاح بن عدی بن کعب بن غالب قرشی عدوی، ان کی کنیت ابو حفص ہے۔ یہ خلیفہ ثانی ہیں، امیر المؤمنین ان کا لقب ہوا۔ ان کا اسلام لانا کفار پر مذہبی کامیابی تھی۔ مسلمانوں کو بڑی تنکیوں سے کشادگی دی۔ یہ بعثت کے چھٹے سال اسلام لائے۔ انہوں نے سرعام ہجرت کی۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تمام غزوات میں شرکت کی۔ ۱۳ھ میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد کے مطابق ان کی بیعت خلافت ہوئی۔ ان کے زمانہ میں عظیم الشان فتوحات ہوئیں۔ ۲۳ھ میں ان کو شہید کر دیا گیا۔ ابولؤلؤء مجوسی نے ان کو نیزہ مارا جب کہ فجر کی نماز پڑھا رہے تھے۔

عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ: بن عبد اللہ بن عبد الاسعد قرشی مخزومی، ان کی کنیت ابو حفص ہے۔ ان کی والدہ ام سلمہ ام المؤمنین ہیں۔ یہ سرزمین حبشہ میں پیدا ہوئے۔ آپ ﷺ کے زیر پرورش رہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو بحرین و فارس کا حاکم بنایا۔ ۸۳ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ احادیث کی کتابوں میں بارہ (۱۲) احادیث ان سے مروی ہیں۔

عمر و بن الاحوص رضی اللہ عنہ: بن جعفر بن کلاب الجعفی الکلابی۔ ابن اثیر فرماتے ہیں کہ بقول ابو عمر یہ جعفی کلابی ہیں۔ میں ان کو نہیں پہچانتا۔ ان کی نسبت کلاب جثم کی طرف نہیں اور نہ ہی کلاب کے بعد ثابت ہے۔ احوص بن جعفر بن کلاب نسب مشہور ہے۔ شاید کہ یہ جثم کے حلیف ہونے کی وجہ سے ان کی طرف منسوب ہوئے۔ ان سے ان کے بیٹے سلیمان سے روایت لی ہے۔ احادیث کی کتابوں میں ان کی دو روایات ملتی ہیں۔ یہ صحابی ہیں۔

عمر و بن شعیب رحمۃ اللہ علیہ بن محمد بن عبد اللہ بن عمرو بن عاص وائل سہمی: ان کی کنیت ابوابراہیم مدنی ہے۔ یہ طائف میں مقیم ہوئے۔ یہ اپنے والد اور دادا سے روایت کرتے ہیں۔ طاؤس اور ربیع بنت معوذ سے روایت بھی لیتے



ہیں۔ ان سے عمرو بن دینار اور قتادہ اور زہری اور ایوب وغیرہ نے روایت لی ہے۔ نسائی نے ان کو ثقہ کہا ان کی وفات ۱۱۰ھ میں ہوئی۔

عمرو بن عبسی سلمی رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو نجیع ہے۔ یہ صالح صحابی ہیں۔ چوتھے نمبر پر اسلام لائے۔ مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ مدینہ خندق کے بعد آئے اور پھر وہیں سکونت اختیار کی۔ پھر شام میں منتقل ہو گئے۔ حمص میں رہائش پذیر ہوئے اور وہیں وفات پائی۔ انہوں نے اڑتیس (۳۸) روایات آپ سے نقل کی ہیں۔

عمرو بن عوف انصاری رضی اللہ عنہ: یہ بنی عامر بن قوی کے معابد ہیں۔ بدر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شرکت کی۔ ان سے ایک روایت مروی ہے ان سے مسور بن محرمہ نے روایت نقل کی ہے۔

عمرو بن الحارث رضی اللہ عنہ: بن ابی ضرار خزاعی مصطلق، یہ ام المؤمنین جویریہ بنت حارث کے بھائی ہیں۔ یہ بہت کم بات کرنے والے تھے۔ ۵۰ھ تک باقی رہے۔ بخاری نے ان کی حدیث نکالی اور ایک میں مسلم منفرد ہیں۔

عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ: نمری، ان کی نسبت نمر بن قاسط کی طرف ہے۔ العبدی بعض نے کہا گویا عبدالقیس کی طرف نسبت ہے۔ یہ مشہور صحابی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کی کئی احادیث انہوں نے روایت کی جن کو بخاری نے نکالا۔ ان کی صفات اس سے خود ظاہر ہوتی ہیں کہ زبان نبوت نے ان کی تعریف فرمائی۔ ان میں کامل ایمان، پختہ یقین، غناء نفس خیر کی خواہش کثرت سے پائی جاتی تھی جبکہ ان کے بارے میں کہا گیا واکل افواہا الی ما جعل اللہ فی قلوبہم من الغنی الخیر فیہم عمرو بن تغلب۔

عمرو بن سعد الانصاری رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو کبشہ ہے۔ یہ شامیین میں شمار ہوتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے چالیس روایات نقل کی ہیں۔ جن کی علامہ مزی نے ”الاطراف“ میں ذکر کیا ہے۔ البتہ بخاری و مسلم میں ان کی کوئی روایت نہیں ہے۔

عمرو بن حدیث رضی اللہ عنہ: عمرو بن عثمان بن عبید اللہ بن عمر بن مخزوم کوئی، ان کی کنیت ابو سعید ہے۔ صحابی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے ۱۸ روایات نقل کی ہیں۔ دو احادیث میں مسلم منفرد ہیں۔ بخاری نے کہا ان کی وفات ۸۵ھ میں ہوئی۔

عمرو بن قیس رضی اللہ عنہ: یہ اپنی کنیت ابن ام مکتوم سے معروف ہیں۔ بعض نے ان کا نام عبداللہ بتایا۔ نووی کہتے ہیں کہ ان کا اصل نام عمرو ہے۔ یہ مؤذن رسول اللہ ﷺ ہیں۔ یہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے ماموں زاد بھائی ہیں۔ مدینہ کی طرف رسول اللہ ﷺ سے پہلے ہجرت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو مختلف غزوات کے مواقع پر تیرہ مرتبہ مدینہ

میں اپنا نائب بنایا۔ قادسیہ میں شریک ہو کر شہادت پائی۔ یہی وہ نابینا ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿عَبَسَ وَ تَوَلَّى اَنْ جَاءَهُ الْاَعْمٰی﴾ ان سے تین روایات مروی ہیں۔

عمر و بن عطاء رحمۃ اللہ: بن ابی جوار یہ تابعی ہیں۔ صدوق ہیں۔ مسلم و ابوداؤد نے ان کی روایت لی ہے۔

عمر و بن اخطب الانصاری رضی اللہ عنہ: جلیل القدر صحابی ہیں۔ ان کی کنیت ابو اخطب ہے۔ تیرہ غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعا دی۔ ان سے چار احادیث مروی ہیں۔ ان کی عمر ۱۲۰ سال ہوئی۔ ان کے سر میں چند سفید بال تھے۔ یہ آپ کی دعا کی برکت تھی۔ ”اللہم جملہ“ مسلم اور اصحاب سنن اربعہ نے ان سے روایت لی ہیں۔

عمر و بن عاص رضی اللہ عنہ: بن وائل سہمی قرشی، یہ عبداللہ کے والد ہیں۔ صحابی اور مصر کے فاتح ہیں۔ صلح حدیبیہ کے دوران مسلمان ہوئے۔ آپ ﷺ نے غزوہ ذات السلاسل میں ان کو امیر بنایا۔ پھر عثمان کا ان کو والی بنایا۔ پھر یہ ان امراء میں سے تھے جنہوں نے شام میں حصہ لیا۔ حضرت علی و معاویہ رضی اللہ عنہما کے فتنہ میں یہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو ۳۸ھ میں مصر کا والی بنایا۔ وہیں ۴۲ھ میں انہوں نے وفات پائی۔ کتب احادیث میں ۳۹ روایات ان سے مروی ہیں۔

عمر و بن مرہ بن عبس جہنی رضی اللہ عنہ: ان کو اسدی بھی کہا جاتا ہے۔ بعض ازدی کہتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آئے۔ اکثر معرکوں میں آپ کے ساتھ شریک ہوئے۔ آپ سے ایک روایت مروی ہے۔

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ: بن عبدالمطلب ہاشمی قرشی، کنیت ابوالحسن ہے۔ خلیفہ رابع ہیں۔ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد اور داماد ہیں۔ بڑے بہادر، عظیم الشان خطیب، قضاء کے ماہر۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ کے بعد سب سے پہلے اسلام لائے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ۳۵ھ میں خلیفہ ہوئے۔ کوفہ میں اقامت اختیار کی اور اس کو دار الخلافت بنایا۔ ۴۰ھ تک دار الخلافہ رہا۔ عبدالرحمن بن ملجم مرادی خارجی نے ان پر تلوار کا وار کیا جبکہ یہ صبح کی نماز کے لئے نکلے۔ وہ وار آپ کی پیشانی پر کاری ضرب سے لگا جس سے آپ جانبر نہ ہو سکے۔

علی بن ربیعہ رحمۃ اللہ: بن زہلہ ابوالہی، ان کی کنیت ابو مغیرہ کوفی ہے۔ یہ ثقہ ہیں۔ بڑے تابعین میں سے ہیں۔ انہوں نے علی و سلمان رضی اللہ عنہما سے روایت لی ہے۔ ان سے حاکم اور ابواسحاق نے روایت کی ہے۔ بخاری و مسلم میں ان کی روایت سے ایک حدیث ہے۔

عوف بن مالک طفیل رحمۃ اللہ: بن سحر زروی، یہ وسط درجے کے تابعین میں سے ہیں۔ یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

کے رضيع ہیں۔

عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ: غطفانی، ان کی کنیت ابو عبد الرحمن ہے۔ صحابی ہیں، فتح مکہ میں شرکت کی۔ یہ اپنی قوم کا جھنڈا اٹھاتے تھے۔ دمشق میں رہائش اختیار کی۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے سڑسٹھ (۶۷) احادیث روایت کی ہیں۔

عویمیر بن عامر رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو درداء ہے۔ انصاری خزرجی ہیں۔ تھوڑے سے بعد میں اسلام لائے جبکہ گھروالے پہلے اسلام لا چکے تھے۔ اسلام پر ثابت قدم رہے۔ یہ فقیہ عامل اور عقل مند تھے۔ آپ ﷺ نے ان کے بارے میں فرمایا عویمیر میری امت کا حکیم ہے۔ احد کے بعد والے تمام معرکوں میں شرکت کی۔ خلافت عثمانی میں دمشق کے قاضی رہے۔ ۳۲ھ میں وفات پائی۔ کتب احادیث میں ایک سو نو اسی (۱۷۹) احادیث انہوں نے روایت کی ہیں۔

عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ تميمی مجاشعی: یہ بصرہ میں مقیم ہونے والے صحابی ہیں۔ یہ بصرہ والوں میں شمار ہوتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے ۳۰ روایات انہوں نے روایت کی ہیں۔

#### ( الفاء )

فاختہ بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا: قرشی ہاشمیہ یہ صحابیہ ہیں۔ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حقیقی بہن ہیں۔ ان کی روایت کو جماعت نے کیا ہے۔ بخاری و مسلم میں دو روایتیں ہیں۔ ان کے بیٹے جعد اور پوتے جعدہ اور عودہ نے روایت لی اور ایک جماعت نے ان سے روایت لی ہے۔ ان کی وفات حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں وفات ہوئی۔

فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہ: بن خالد اکبر بن وہب بن ثعلبہ فہری قرشی، یہ ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ کی بہن ہیں۔ یہ اول مہاجرات صحابیات میں سے ہیں۔ یہ وافر عقل اور کمال والی ہیں۔ ان سے چونتیس (۳۴) احادیث مروی ہیں۔ ان سے کبار تابعین نے روایات نقل کی ہیں۔

فضالہ بن عبید انصاری: الاوسی، ان کی کنیت ابو محمد ہے۔ یہ احد اور بیعت رضوان میں شریک ہوئے۔ دمشق کے والی بنے۔ نبی اکرم ﷺ سے ایک حدیث روایت کی ہے۔ ۵۳ھ میں وفات پائی۔

#### ( الفاف )

قاسم بن محمد رحمۃ اللہ: بن ابوبکر صدیق قرشی تمیمی، حافظ ابن حجر نے فرمایا وہ ثقہ ہیں۔ مدینہ کے فقہاء میں سے ایک ہیں۔ یہ کبار تابعین میں سے ہیں۔ ۱۰۶ھ میں وفات پائی۔ اصحاب ستہ نے ان سے روایت لی ہے۔

قبیصہ بن مخارق رضی اللہ عنہ: بن عبد اللہ بن شداد عامری، یہ صحابی ہیں۔ وفد کی صورت میں رسول اللہ ﷺ کی خلافت میں حاضر ہوئے اور اسلام لائے۔ ان سے چھ (۶) احادیث مروی ہیں۔ بصری میں رہائش اختیار کی اور مسلم ابو داؤد اور نسائی نے ان سے روایت لی ہے۔

قنادہ بن ملحسان رضی اللہ عنہ: قیسی، بصرہ میں مقیم ہوئے ان کے بیٹے عبد الملک نے ان سے روایت لی ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے دو روایتیں کی ہیں۔

قنادہ بن عامر دو سی رحمۃ اللہ: کنیت ابو الخطاب ہے۔ بصرہ کے رہنے والے ہیں۔ نابینا تھے۔ اسلام کے عظیم ائمہ میں سے تھے۔ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ اور سعید بن مسیب اور ابن سیرین وغیرہ سے روایت لی ہے۔ ابن مسیب کہتے ہیں کہ ہمارے پاس قنادہ میں سے زیادہ حافظہ والا کوئی عراقی نہیں آیا۔ ۷۱۱ھ میں وفات پائی۔

قطبہ بن مالک رضی اللہ عنہ تغلی: یہ صحابی ہیں۔ کوفہ میں رہائش اختیار کی۔ رسول اللہ ﷺ سے دو روایتیں نقل کی ہیں۔ ان سے ان کے بھتیجے زیادہ بن علاقہ نے فقط روایت لی ہے۔

قیس بن بشیر تغلی رحمۃ اللہ: یہ شامی ہیں۔ ابن حجر تقریب میں فرماتے ہیں کہ یہ مقبول ہیں۔ یہ صغارتا بعین کے ہم عصر تھے۔ ان سے ابو داؤد نے ان سے روایت لی ہے۔ ابو حاتم نے کہا کہ یہ اس کی روایت لینے میں حرج محسوس نہیں کرتا۔

قیس بن حازم رحمۃ اللہ: بجلی، حمصی ہیں۔ ان کی کنیت ابو عبد اللہ کوفی ہے۔ کبار تابعین میں سے ہیں۔ انہوں نے جاہلیت کا زمانہ پایا اور بیعت کے لئے حاضر ہوئے تو آپ کی وفات ہو چکی تھی۔ انہوں نے حضرت ابو بکر، عمر، عثمان و علی رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے۔ ابن معین اور یعقوب بن شیبہ نے ان کو ثقہ قرار دیا۔ ان کی وفات ۹۸ھ میں ہوئی۔

قیسلہ بنت مخرمہ رضی اللہ عنہا: عنبریہ، یہ صحابیہ ہیں۔ مہاجرات سے ہیں۔ ان کی بھی روایت ہے کہ جس میں مذکور ہے کہ یہ حبیب بن ازہر کی بیوی تھیں۔ اس کے ہاں بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ خاوند فوت ہو گیا تو ان کی بیٹیوں کو عمر بن ایوب بن ازہر نے چھین لیا۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اس کی شکایت لے کر حاضر ہوئیں۔

### ( الکاف )

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ: بن کعب انصاری سلمی، بیعت عقبہ میں حاضر ہوئے۔ دیگر معرکوں میں بھی شامل ہوئے۔ مگر بدر و جوک میں حاضر نہ تھے۔ احد میں گیارہ زخم کھائے۔ یہ پیغمبر ﷺ کے شعراء میں سے ایک تھے۔ زبان و ہاتھ سے جہاد کرنے والے مجاہد تین ہیں۔ حسان بن ثابت، کعب بن مالک اور عبد اللہ بن رواحہ رسول اللہ ﷺ سے ایک

سواشی (۱۸۰) روایات نقل کی ہیں۔ بصرہ میں ۵۲ھ میں وفات پائی۔

کعب بن عیاض رضی اللہ عنہ: شامیین میں شمار ہوتے ہیں۔ ان سے جابر بن عبد اللہ نے روایت کی بعض نے کہا ان سے ام درداء رضی اللہ عنہا نے روایت کی ہے۔ ان سے ترمذی اور نسائی نے روایت لی ہے۔

کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ: بن امیہ بن عدی بن عبید بن حارث قضاعی ہملوی، یہ قواقل کے حلیف ہیں۔ ابو محمد مدنی ان کی کنیت ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے سینتالیس (۲۷) احادیث نقل کی ہیں۔ ان کے بیٹے محمد اسحاق عبد الملک نے ان سے روایت لی ہے۔ کوفہ میں رہائش اختیار کی۔ ۵۱ھ میں مدینہ میں وفات پائی۔

کبشہ بنت ثابت رضی اللہ عنہما: یہ ام ثابت ہیں۔ حسان بن ثابت کی بہن ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کے شعراء میں سے یہ بھی ایک ہیں۔ نبی اکرم ﷺ سے انہوں نے ایک روایت لی ہے۔ ان سے عبد الرحمن بن ابی عمرہ نے روایت لی ہے۔  
کلدہ بن حنبل رضی اللہ عنہ: یا ابن عبد اللہ بن حنبل یمانی، یہ صفوان بن امیہ کے بھائی ہیں۔ ان کے بھتیجے نے ان سے روایت لی ہے اور عمرو بن عبد اللہ بن صفوان سے۔

کناز بن حصین رضی اللہ عنہ: ابو مرثد ان کی کنیت ہے۔ یہ ابن یزوع غنوی ہیں۔ بنو عبد المطلب کے حلیف ہیں۔ یہ بدری ہیں اپنی کنیت سے معروف ہیں۔ ۱۲ھ میں وفات ہوئی۔ دو حدیثیں ان سے مروی ہیں۔ ان سے مسلم، ابو داؤد، ترمذی، نسائی نے روایت لی ہے۔

(السلام)

لقیط بن عامر رضی اللہ عنہ: بن صبرہ بن عبد اللہ بن منفق ابورزین، عقیلی ان کی کنیت ہے۔ بنو منفق کے وفد کے ساتھ آئے اور اسلام لائے۔ ان سے ان کے بیٹے عاصم اور بھتیجے وکیع بن عدس، عمرو بن اوس وغیرہ سے روایت لی۔ ان کو لقیط بن صبرہ کہا جاتا ہے۔ یہ نسبت دادا کی طرف ہے۔

(المیثم)

مالک بن ربیعہ ساعدی: ان کی کنیت ابو اسید ہے۔ ان کا نام عامر بن عوف بن حارثہ بن عمرو بن خزرج بن ساعدہ بن کعب خزرجی ساعدی ہے۔ یہ بدری صحابی ہیں۔ جلیل القدر صحابہ میں سے ہیں۔ ان کی وفات ۶۰ھ میں ہوئی۔ احادیث کی کتابوں میں اٹھائیس (۲۸) روایات ان سے منقول ہیں۔

مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ: ان کو ابن حارث کہتے ہیں۔ ان کی کنیت ابو سلیمان لیثی ہے۔ یہ اہل بصرہ میں سے

تھے۔ یہ اپنی قوم کے نوجوانوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے۔ آپؐ نے ان کو نماز کی تعلیم دی۔ ۹۴ھ میں بصرہ میں وفات پائی۔ پندرہ (۱۵) احادیث آپؐ سے روایت کی ہیں۔

مالک بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ: بن خالد بن مسلم کوئی کنڈی، یہ صحابی ہیں۔ مصر میں اقامت اختیار کی۔ حمص کے حاکم بنے۔ مروان بن حکم کے زمانہ میں وفات پائی۔ رسول اللہ ﷺ سے چار (۴) احادیث انہوں نے روایت کی ہیں۔

مالک بن عامر رحمۃ اللہ: ان کی کنیت ابو عطیہ ہے یا ابن ابی عامر وداعی ہمدانی، یہ تابعی ہیں۔ یہ عبداللہ بن مسعود اور ابو موسیٰ سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے ابو اسحاق، اعمش نے روایت نقل کی ہے۔ یہ کبار تابعین میں سے ہیں اور ثقہ ہیں۔ ۷۰ھ میں وفات پائی۔ بخاری و مسلم اور ابوداؤد و ترمذی نے ان سے روایت لی ہے۔

محبیۃ باہلیہ رحمۃ اللہ: اس نے اپنے والد سے روایت کی یا اپنے چچا سے۔ اس کا نام مذکور نہیں۔ محبیہ کے بارے میں اختلاف ہے کہ یہ نام مذکور ہے یا مونث کا۔

محمد بن سیرین رحمۃ اللہ: انصاری ان کے مولیٰ ہیں، ان کی کنیت ابو بکر بصری ہے۔ یہ تابعی ہیں۔ انہوں نے اپنے مولیٰ انس بن مالک، زید بن ثابت، عمران بن حصین، ابو ہریرہ، عائشہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے۔ یہ کبار تابعین سے ہیں۔ ان کے متعلق ابن سعد نے کہا یہ ثقہ، مامون و محفوظ بلند و عالی، امام فقیہ بہت علم والے ہیں۔ ایک دن روزہ اور ایک دن افطار فرماتے وفات ۱۱۰ھ میں ہوئی۔

محمد بن زید رحمۃ اللہ بن عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہم: یہ تابعی، ثقہ حافظ اور اوساط تابعین میں سے ہیں۔

محمد بن عباد رحمۃ اللہ: بن جعد مخزومی مکی، یہ ثقہ ہیں اوساط تابعین ان سے صحاح ستہ کے مصنفین نے روایات لی ہیں۔ مجرمہ عبیدی رحمۃ اللہ: عبدالقیس کی طرف ان کی نسبت ہے۔ بن ربیعہ بن نزار حالات والی کتب میں ان کا ذکر نہیں۔ ان کے بارے میں وضاحت نہیں کہ صحابی ہیں یا تابعی ہیں۔

مرداس اسلمی رضی اللہ عنہ: یہ صحابی ہیں۔ حدیبیہ میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی۔ یہ بہت کم روایات بیان کرنے والے ہیں۔ بخاری میں ان کی ایک روایت ہے۔ ان سے صرف قیس بن حازم نے روایت لی ہے۔

مرشد بن عبداللہ یزنی رحمۃ اللہ: ان کی کنیت ابو الخیر مصری ثقہ فقیہ ہیں۔ کبار تابعین سے ہیں وفات ۹۰ھ میں ہوئی۔ اصحاب ستہ نے ان سے روایت لی ہے۔



مسروق بن اجدع رحمۃ اللہ: بن مالک ہمدانی وداعی ابو عائشہ کوئی ان کی کنیت ہے۔ ثقہ تابعی ہیں۔ یہ مخضریٰ فقیہ عابد ہیں۔ اصحاب سنن نے ان سے روایت لی ہے۔

مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ: بن عمرو بن حنبل بن الاحب قرشی فہری ان کی والدہ وعد بنت جابر بن حنبل بن الاحب ہیں جو کہ کرز بن جابر کی بہن ہیں۔ بقول واقدی وفات نبوی کے وقت یہ بچے تھے۔ ان کے علاوہ نے کہا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا اور اس کو محفوظ کیا۔ پہلے کوفہ اور پھر مصر میں اقامت اختیار کی۔ سات روایات ان سے مروی ہیں۔ ایک روایت میں بخاری کی بجائے مسلم منفرد ہے۔

مصعب بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ: زہری ان کی کنیت ابو زرارہ لمدنی ہے۔ تابعی ہیں۔ انہوں نے اپنے والد حضرت علی اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت لی۔ ان سے ان کے بھتیجے اسماعیل بن محمد اور طلحہ بن مصرف اور ایک جماعت نے روایت لی ہے۔ ابن سعد کہتے ہیں کہ یہ ثقہ اور بہت روایات والے ہیں۔ وفات ۱۰۳ھ میں ہوئی۔

معاذ بن انس رضی اللہ عنہ: جہنی یہ صحابی ہیں مصر میں رہائش اختیار کی۔ ان سے ان کے بیٹے سہل نے روایت کی ہے۔ اس کا بہت بڑا نسخہ ہے۔ اس سے احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں روایات لی ہیں۔ اسی طرح ابو داؤد نسائی، ترمذی، ابن ماجہ اور دیگر ائمہ نے اپنی کتابوں میں روایات لی ہیں۔ انہوں نے ۳۰ روایات رسول اللہ ﷺ سے نقل کی ہیں۔

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ: انصاری خزرجی، کنیت ابو عبد الرحمن، امام مقدم ہیں حرام و حلال کے ماہر ہیں خود رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اعلم امتی بالحلل و الحرام معاذ بن جبل۔ یہ خوبصورت نوجوان تھے۔ حوصلہ سخاوت، حیاء میں انصار کے افضل ترین نوجوانوں سے تھے۔ ۱۸ سال کی عمر میں اسلام لائے۔ عقبہ بدر اور تمام معرکوں میں شرکت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو یمن کا والی مقرر فرمایا۔ ۱۸ھ میں یمن جوانی میں طاعون عمواس میں شہادت پائی۔ ان کی عمر ۳۳ سال تھی۔ رسول اللہ ﷺ سے ایک سوستاون (۱۵۷) روایات مروی ہیں۔

معاذہ بن عدویہ رحمہما اللہ: بنت عبد اللہ یہ صلہ بن الیشم کی بیوی ہیں۔ یہ اہل بصرہ سے تھیں ان کی کنیت ام الصہباء تھی۔ اوساط تابعین سے تھیں۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ کے پاس آمد و رفت تھی اور ان سے روایات بھی نقل کی ہیں۔ اصحاب ستہ نے ان کی روایات لی ہے۔

معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما: صحر بن حرب بن امیہ قرشی اموی، شام میں دولت امویہ کے بانی ہیں۔ مکہ میں پیدا ہوئے۔ ۸ھ مکہ کی فتح کے دن اسلام لائے۔ کتابت اور حساب کا علم سیکھا تو آپ نے اپنا کاتب ولی بنا دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے علاقہ اردن پھر دمشق کو جمع کر دیا۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے شام کا علاقہ بھی سپرد کر دیا۔ ۴۱ھ میں

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دستبرداری اختیار کی۔ پھر خلافت ۱۹ سال تک ان کے پاس رہی۔ دمشق میں ۶۰ھ میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔ احادیث کی کتابوں میں ایک سو بیس (۱۲۰) روایات ان سے مروی ہیں۔

معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ: ان کی نسبت بنو سلیم کی طرف ہے۔ جو عرب کا معروف قبیلہ ہے۔ مدینہ میں اقامت اختیار کی۔ رسول اللہ ﷺ سے تیرہ (۱۳) روایات مروی کی ہیں۔ ایک روایت میں مسلم منفرد ہیں۔ نووی کہتے ہیں ابو داؤد اور نسائی نے ان سے روایات لی ہیں۔

معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ: بن معاویہ بن قشیر بن کعب القشیری بصرہ میں اقامت اختیار کی۔ خراسان کی لڑائیوں میں شرکت کی اور وہیں وفات پائی۔ یہ صحابی ہیں جن سے کئی روایات مروی ہیں۔ بہز بن حکیم کے یہ دادا ہیں۔ ان سے ابن حکیم نے روایت لی۔ ابو داؤد نے کہا بہز بن حکیم بن معاویہ کی احادیث صحیح ہیں۔

معروہ بن سوید رحمۃ اللہ: اسدی ابو امیہ کوفی، ان کی کنیت ہے۔ ثقہ اور کبار تابعین میں سے ہیں۔ انہوں نے حضرت عمر ابن مسعود اور صحابہ کی جماعت رضی اللہ عنہم سے روایت لی ہے۔ ان سے واصل احمد بن اعمش نے روایت لی اور ابو حاتم نے ان کو ثقہ قرار دیا۔ انہوں نے ۱۲۰ سال عمر پائی۔

معن بن یزید بن اخص سلمی رضی اللہ عنہم: ان کی کنیت ابو یزید ہے۔ یہ خود اور ان کے والد اور دادا تمام صحابی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں ان کا مقام تھا فتح دمشق میں موجود تھے۔ کوفہ میں اقامت اختیار کی پھر مصر میں داخل ہوئے۔ پھر شام میں سکونت اختیار کی۔ صفین میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی معیت میں حاضر ہوئے اور واقعہ راہط میں ضحاک بن قیس کے ساتھ شریک ہوئے اور وہاں شہید ہوئے۔ اس وقت ۵۴ھ تھا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پندرہ (۱۵) احادیث روایت کی ہیں۔

معقل بن یسار رضی اللہ عنہ بن عبد اللہ مزی: ابو یعلیٰ کنیت ہے۔ حدیبیہ سے قبل اسلام لائے۔ یہ صحابی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کندہ سے حاضر ہوئے جو شام میں ہے۔ ان کی وفات ۸۷ھ میں ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ سے چونتیس (۳۴) روایات انہوں نے نقل کی ہیں۔

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ: بن ابی عامر ثقفی، ان کی کنیت ابو محمد ہے۔ حدیبیہ میں حاضر ہوئے۔ خندق کے زمانہ میں اسلام لائے۔ یمامہ یرموک اور قادسیہ کے معرکوں میں شریک ہوئے۔ بڑے عقل مند ذہین و فطین، ادیب سمجھا رہ گہری سوچ والے تھے۔ ۵۰ھ میں وفات پائی۔ ان سے ایک سو چھتیس (۱۳۶) احادیث مروی ہیں۔

مقداد بن معدی کرب رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو کریمہ ہے۔ یہ کندہ قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ ان لوگوں میں سے تھے جو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں شام کے مقام کندہ سے آئے تھے (کندہ درحقیقت قبیلے کا نام ہے) ان کی وفات ۸۷ھ میں ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ سے چار سو سینتالیس (۴۴۷) احادیث روایت کی ہیں۔

مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ: بن عمرو بن ثعلبہ بہرانی کنندی، ان کی کنیت ابو معبد ہے۔ یہ صحابی ہیں۔ یہ مقداد بن عمرو ہیں۔ نووی نے کہا یہ مقداد بن اسود ہیں کیونکہ وہ اسود بن عبد یغوث زہری کی گود میں زیر پرورش تھے۔ اس نے ان کو منہی بنا لیا۔ وہ سابقین فی الاسلام میں سے تھے انہوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ پھر مدینہ کی طرف ہجرت کی اور تمام لڑائیوں میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ رہے۔ وفات ۴۳ھ میں ہوئی۔ بیالیس (۴۲) احادیث رسول اللہ ﷺ سے مروی ہیں۔

میمون بن ابی حارث رحمۃ اللہ: ربیع، ان کی کنیت ابو نصر کوئی ہے۔ حافظ ابن حجر سے تقریب میں ان کو صدوق کہا اور کہا یہ بہت ارسال کرنے والے تھے۔ طبقہ ثالثہ کے تابعی ہیں۔ ۸۳ھ میں واقعہ جاحم میں وفات پائی۔

میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا: بن حزن بن بحیر بن ہرام بن رویہ بن عبد اللہ بن ہلال عامریہ ہلالیہ، یہ ام المؤمنین ہیں۔ ان سے ابن عباس، یزید بن الاصم اور جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم نے روایت کی۔ زہری نے کہا کہ انہوں نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بطور بہہ پیش کیا۔ ۵۱ھ میں وفات پائی۔ چھیالیس (۴۶) احادیث ان سے مروی ہیں۔

#### ( النون )

نافع غدوی رحمۃ اللہ علیہ: ابو عبد اللہ مدنی، عظیم الشان تابعین سے ہیں۔ اپنے مولیٰ عبد اللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما، ابی لبابہ، ابو ہریرہ، عائشہ رضی اللہ عنہم اور ان کے علاوہ بھی بہت سے اصحاب سے روایت کی ہے۔ بخاری نے کہا ان کی سند سب سے زیادہ صحیح ہے۔ مالک عن نافع عن ابن عمر ان سے ان کے بیٹے ابو بکر اور عمر اور ایوب اور ابن جریج و مالک وغیرہم نے روایت لی ہے۔ وفات ۱۲۰ھ میں ہوئی۔

نافع بن جبیر رحمۃ اللہ: بن مطعم، یہ جلیل القدر تابعی ہیں۔ شریف اور فتویٰ دینے والے ہیں۔ اصحاب کتب ستہ نے ان سے روایت لی ہے۔ ان کی وفات ۹۹ھ میں ہوئی۔

نزال بن سبرہ رحمۃ اللہ عامری: ہلالی، یہ جلیل القدر تابعین سے ہیں۔ بعض نے کہا یہ صحابی ہیں انہوں نے حضرت ابو بکر، عثمان رضی اللہ عنہما سے روایت لی ہے اور ان سے شعبی اور ضحاک نے روایت لی ہے۔ عجلی نے کہا کہ یہ ثقہ ہیں۔

نسبہ بنت کعب انصاریہ رضی اللہ عنہا: ان کا نام نسبہ تصغیر کے ساتھ ہے۔ بعض نے فعلیہ کا وزن مانا ہے۔ یہ مدینہ کی رہنے والی ہیں پھر بصرہ میں اقامت اختیار کی۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں (میتاں) میت عورتوں کو غسل دیتی تھیں۔ ام عمارہ اور ان کا نسب ایک ہے۔ ام عطیہ لقب معروف ہے۔ چالیس (۴۰) احادیث ان سے مروی ہیں۔

نصلہ بن عبید اسلمی رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو برزہ ہے۔ یہ اپنی کنیت میں منفرد ہیں۔ صحابہ میں اور کسی کی یہ کنیت نہیں تھی۔ شروع میں اسلام لائے۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ فتح مکہ میں شرکت کی۔ بصرہ میں اقامت اختیار کی ان کے بیٹے وہیں تھے۔ پھر غزوہ خراساں میں شمولیت اختیار کی۔ بعض نے کہا یہ بصرہ واپس لوٹ آئے۔ ۶۰ھ میں وہیں وفات پائی۔ چھیالیس (۴۶) روایات رسول اللہ ﷺ سے مروی ہیں۔

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ: انصاری خزرجی ہیں۔ ان کے والد اور والدہ بھی صحابہ ہیں۔ شام کے مقام نعمان میں رہائش اختیار کی۔ کوفہ کی امارت پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے مقرر ہوئے۔ پھر حضرت معاویہ نے ان کو حمص میں منتقل کر دیا۔ ۶۴ھ میں وہیں شہید ہوئے۔ احادیث کی کتابوں میں ایک سو چودہ (۱۱۴) روایات ان سے مروی ہیں۔

نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ: بن عائد مزنی، ان کی کنیت ابو عمرو ہے۔ بعض نے کہا ابو حکیم ہے۔ یہ معروف صحابی ہیں۔ ۲۱ھ میں نہادند کے مقام پر شہید ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ سے چھ (۶) احادیث روایت کی ہیں۔

نضیع بن حارث ثقفی رضی اللہ عنہ: یہ اہل طائف میں سے ہیں اور صحابی رسول ہیں۔ ان کو ابو بکرہ بھی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ انہوں نے طائف کے قلعہ سے ایک جوان ادنث نبی اکرم ﷺ کی طرف لٹکایا۔ یہ یوم جمل وصفین میں الگ تھلگ رہے۔ ۵۲ھ میں بصرہ میں وفات پائی۔ احادیث کی کتابوں میں ایک سو بیس (۱۳۲) روایات ان سے منقول ہیں۔

نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ: بن خالد بن عمرو عامری کسلائی، یہ صحابی ہیں۔ شامی صحابہ میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کے والد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے تو آپ نے ان کے لئے دعا فرمائی۔ نواس رضی اللہ عنہ نے سترہ (۱۷) روایات رسول اللہ ﷺ سے نقل کی ہیں۔

### (السہاء)

ہشام بن حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ: بن خویلد قرشی اسدی، یہ صحابی ہیں۔ فتح مکہ کے دن اسلام لائے۔ یہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں معروف تھے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایسی بات پہنچی جو حکیم کو ناپسند ہوتی تو وہ فرماتے جب تک میں اور حکیم باقی ہیں یہ کام نہ ہوگا۔ ۱۵ھ کے بعد وفات پائی۔ رسول اللہ ﷺ سے کئی احادیث روایات کی ہیں۔ مسلم ایک روایت میں منفرد ہے۔

ہند بن امیہ رضی اللہ عنہا: قرشیہ مخزومیہ، ان کی کنیت ام سلمہ ہے۔ یہ امہات المؤمنین میں سے ہیں۔ ۴۲ھ میں ان سے شادی ہوئی۔ یہ عورتوں میں اخلاق و عقل کے اعتبار سے کامل تھیں۔ ۶۲ھ میں مدینہ میں وفات پائی۔ احادیث کی کئی

کتابوں میں تین سوانحتر (۳۷۸) روایات ان سے مروی ہیں۔

ہمام بن حارث رحمۃ اللہ: بن قیس بن عمرو نخعی کوفی، یہ عابد اور ثقہ عالم ہیں۔ کبار تابعین میں سے ہیں۔ ۶۵ھ میں وفات پائی۔ ان سے بہت سے لوگوں نے روایت لی ہے۔

### (الواثو)

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابوہیدہ ہے یہ حضرمی ہیں۔ حضرموت کے سرداروں میں سے ہیں۔ ان کے والد وہاں کے بادشاہوں میں سے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے تو آپ نے ان کو مرحبا کہی اور اپنی چادر مبارک ان کے لئے بچھا دی اور اپنے ساتھ بٹھایا اور دعا فرمائی: اللھم بارک فی وائل ولده "اے اللہ وائل اور اس کی اولاد میں برکت عنایت فرما" حضرموت کے سرداروں پر آپ نے ان کو نگران مقرر فرمایا اور ان کو قطعہ زمین عنایت فرمایا۔ یہ فتوحات میں حاضر ہوتے۔ کوفہ میں رہائش اختیار کی۔ ۵۰ھ میں وہاں وفات پائی۔ اکہتر (۱۷) احادیث ان سے مروی ہیں۔

وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ: بن مالک بن عبید اسدی، یہ صحابی ہیں۔ ۹ھ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہ بہت زیادہ رونے والے تھے ان کے آنسو رکتے نہ تھے۔ رقبہ میں رہائش اختیار کی اور وہاں وفات پائی۔ گیارہ (۱۱) احادیث رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہیں۔

واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابواسقع ہے۔ یہ کنانی لیشی ہیں۔ یہ اس وقت اسلام لائے جب آپ تبوک کے لئے پابہ رکاب تھے۔ یہ آپ کے ساتھ غزوہ تبوک میں شامل ہوئے۔ پھر فتح دمشق و حمص میں شامل تھے۔ یہ مدینہ کے اصحاب صفہ میں شامل تھے۔ ۸۶ھ میں دمشق کے مقام پر وفات ہوئی۔ ان سے ایک سو چھپن (۱۵۶) احادیث مروی ہیں۔

وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ: یہ حبشی ہیں، کنیت ابو دسمہ ہے۔ بنی نوفل کے مولیٰ ہیں۔ یہ مکہ کے سیاہ قام لوگوں میں سے تھے۔ یہ حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے قاتل ہیں۔ اہل طائف کے وفد کی معیت میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ قتل مسلمہ کذاب میں بھی شریک تھے۔ یرموک میں موجود رہے۔ پھر حمص میں سکونت اختیار کی۔ ۲۵ھ میں وہاں وفات پائی۔ رسول اللہ ﷺ سے پینتالیس (۲۵) احادیث انہوں نے روایت کی ہیں۔

وہب بن عبد اللہ سواکی رضی اللہ عنہ: ان کی کنیت ابو حنیفہ ہے۔ یہ صغار صحابہ میں سے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت بلوغت کی عمر کو نہ پہنچے تھے۔ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان کو بیت المال کا نگران بنایا یہ علی رضی اللہ عنہ کے بڑے ساتھیوں میں سے تھے۔ ۷۴ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ سے پینتالیس (۲۵) احادیث انہوں نے روایت کی ہیں۔

وارد کاتب مغیرہ رحمۃ اللہ: مغیرہ بن شعبہ کے مولیٰ اور کاتب ہیں انہوں نے اپنے آقا حضرت مغیرہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے قاسم بن مغیرہ اور رجاء بن حیوۃ سے روایت لی ہے۔ ان کو ابن حبان نے ثقہ قرار دیا۔

(الباء)

یزید بن شریک بن طارق رحمۃ اللہ: تمیمی کوئی ہیں۔ یہ ثقہ تابعی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے جاہلیت کا زمانہ پایا۔ یہ کبار تابعین میں سے ہیں۔ یہ عبدالملک کی خلافت میں فوت ہوئے۔ تمام نے ان سے روایات لی ہیں۔

یزید بن حیان رحمۃ اللہ: تمیمی کوئی، حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ نے فرمایا یہ ثقہ ہیں۔ چوتھے طبقہ کے تابعین سے ہیں۔ تابعین میں ان کا درجہ درمیانہ ہے۔ ان سے مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے روایت لی ہے۔

یعیش بن طحفہ رحمۃ اللہ علیہ: غفاری، ان کی نسبت بنو غفار کی طرف ہے۔ یہ ابوذر رضی اللہ عنہ کا قبیلہ ہے۔ تابعی ہیں۔ اپنے والد طحفہ سے انہوں نے پیٹ کے بل سونے کی ممانعت والی روایت نقل کی ہے۔

کنیت کے لحاظ سے جو تراجم ذکر کئے گئے وہ مندرجہ بالا ناموں کے تحت درج ہو چکے ہیں۔

#### فیس عرف بابین فلان

ابن شماسہ: ان کا نام عبدالرحمن بن شماسہ ہے۔ ترجمہ حرف ع میں دیکھیں۔

ابن الحنظلیہ: ان کا نام ہبل بن عمرو ہے۔ ان کے حالات س میں دیکھیں۔

ابن عمر: ان کا نام عبداللہ ہے۔ یہ عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کے بیٹے ہیں۔ حالات حرف ع میں ملاحظہ ہوں۔

ابن مسعود: نام عبداللہ ہے، حالات حرف ع میں ملاحظہ ہوں۔

#### سراجہ السخر جبین

احمد بن حسین بن علی رحمۃ اللہ: ان کی کنیت ابو بکر بیہقی ہے۔ یہ ائمہ حدیث میں سے ہیں۔ یہ حرد و جرد میں پیدا ہوئے۔

نیشاپور کے شہر بیہق کی ایک بستی ہے۔ سن ولادت ۴۵۸ھ ہے۔ پھر جہانہ جو ان کا شہر تھا وہاں منتقل ہوئے۔ ان کی تصانیف میں السنن الکبریٰ اور دلائل النبوة اور الجامع المصنف فی شعب الایمان۔

احمد بن محمد بن احمد بن طالب ابو بکر المعروف بالبرقانی: یہ واکلی عالم ہیں۔ یہ مسلک حنبلی کے عالم تھے۔ یہ مرد کے رہنے والے ہیں۔ بغداد میں پیدا ہوئے اور طلب علم میں پرورش پائی۔ علم کے لئے بڑے سفر کئے۔ ۲۸ ماہ تک معتمد نے ان کو اپنے ساتھ رکھا کیونکہ یہ خلق قرآن کے قائل نہ تھے۔ انہوں نے حدیث میں مسند تصنیف کی جو تیس ہزار احادیث پر مشتمل ہے۔ ۲۴۱ھ میں وفات پائی۔

احمد بن محمد بن احمد بن غالب ابو بکر المعروف بالبرقانی: یہ خوارزمی عالم حدیث ہیں۔ بغداد کو وطن بنایا اور وہاں



۳۲۵ھ میں وفات پائی۔ ان کی بھی ایک مسند ہے۔ اس میں وہ احادیث بھی ہیں جو بخاری و مسلم میں ہیں۔ نیز انہوں نے سفیان ثوری اور شعبہ اور ایوب اور دیگر ائمہ احادیث کی روایات جمع کی ہیں۔ وفات تک تصنیف میں مشغول رہے۔

احمد بن عمرو بن عبدالحق بزاز ابو بکر: اہل بصرہ میں سے حافظ الحدیث ہیں۔ رملہ میں ۲۹۲ھ میں وفات پائی۔ ان کی دو مسندیں ہیں۔ ایک کا نام البر الزاکر اور دوسرے کا نام البحر الصغیر ہے۔

حمہ بن محمد بن ابراہیم بن الخطاب البستی ابو سلیمان الخطابی: یہ بڑے فقیہ محدث ہیں۔ یہ اہل بست سے ہیں جو کابل کے علاقہ میں ہے۔ یہ زید بن خطاب رضی اللہ عنہ کی نسل سے ہیں۔ ان کی کتاب معارج السنن ہے جو سنن ابی داؤد کی شرح ہے۔ وفات ۳۸۸ھ میں ہوئی۔

سلیمان بن اشعث بن اسحاق بن بشیر از دی بختانی ابو داؤد: اپنے زمانہ کے امام الحدیث ہیں۔ یہ بختان کے رہنے والے ہیں۔ وفات ۲۷۵ھ میں بصرہ میں ہوئی۔ ان کی کتاب ابو داؤد صحاح ستہ میں سے ہے۔ اس میں ۲۸۰۰ احادیث ذکر کی ہیں۔

عبداللہ بن زبیر حمیدی اسدی ابو بکر المعروف حمیدی: حدیث کے ائمہ میں سے ایک ہیں۔ یہ اہل مکہ میں سے ہیں۔ وہاں سے امام شافعی کے ساتھ مصر کی طرف سفر کیا اور وفات تک ان کے ساتھ رہے۔ پھر مکہ میں واپس آئے اور فتویٰ دینے لگے۔ یہ امام بخاری کے شیخ ہیں۔ بخاری نے ان سے پچھتر (۷۵) روایات لی ہیں۔ مسلم نے ان کا تذکرہ اپنے مقدمہ میں کیا ہے۔ ۲۱۹ھ مکہ میں وفات ہوئی۔ ان کی مسند الحمیدی کے نام سے معروف ہے۔

عبداللہ بن عبدالرحمن بن فضل بن بہرام تمیمی دارمی: یہ سمرقندی ہیں اور ابو محمد کنیت ہے۔ یہ حفاظ حدیث میں سے ہیں۔ یہ عاقل فاضل مفسر اور فقیہ ہیں۔ انہوں نے سمرقند میں علم حدیث و آثار کو نمایاں کیا۔ ان کی تصانیف میں السنن الدارمی ہے۔

علی بن عمر بن احمد بن مہدی ابو الحسن دارقطنی شافعی: یہ اپنے وقت کے امام حدیث ہیں۔ انہوں نے سب سے پہلے قراءت پر تصنیف کی اور اس کے ابواب بنائے۔ بغداد کے محلہ دارقطن میں ان کی پیدائش ہوئی۔ وفات ۸۳۵ھ میں پائی تصانیف میں سنن دارقطنی ہے۔

مالک بن انس بن مالک اصحی حمید امام مالک: ابو عبداللہ کنیت امام دارالہجرت ائمہ اربعہ میں سے ایک ہیں۔ مالکیہ کی نسبت ان کی طرف ہے۔ ولادت و وفات مدینہ میں ہوئی۔ دین میں مضبوط اور امراء سے دور رہنے والے تھے۔ منصور نے ان سے سوال کیا کہ وہ ایک کتاب لکھ دیں جو لوگوں کو عمل پر آمادہ کرے۔ انہوں نے الموطا تصنیف فرمائی۔

محمد بن اسماعیل بن ابراہیم مغیرہ بخاری: ابو عبداللہ کنیت ہے۔ یہ اسلام کے عالم ہیں۔ حافظ حدیث ہیں۔ بخارا میں پیدا ہوئے۔ طلب حدیث میں طول طویل اسفار کئے۔ خراساں، عراق، مصر، شام گئے۔ ایک ہزار مشائخ سے چھ لاکھ

احادیث سنی اور ان سے صحیح بخاری کا انتخاب کیا اور جس روایت کو پختہ پایا۔ ان کی کتاب حدیث کی سب سے زیادہ قابل اعتماد کتاب ہے۔ بخاری نے خرمنک جو سمرقند کی بستی ہے ۳۵۶ھ میں وفات پائی۔

محمد بن عیسیٰ بن سورہ اسلمی بوعلی ترمذی: ابو عیسیٰ کنیت حدیث میں جامع کتاب کے مصنف ہیں۔ علماء و حفاظ حدیث میں سے ہیں۔ یہ ترمذ کے رہنے والے ہیں جو نہر جیوں پر واقع ہے۔ بخاری کے شاگرد ہیں۔ حفظ میں ضرب المثل تھے۔ ترمذ میں ۲۷۹ھ میں وفات پائی۔

محمد بن یزید ربیع قزوینی ابو عبد اللہ ابن ماجہ: علم حدیث کے ایک امام ہیں۔ اہل قزوین میں سے ہیں۔ انہوں نے بصرہ، بغداد، شام، مصر اور حجاز اور رے کا سفر کیا تا کہ حدیث حاصل کریں۔ اپنی کتاب سنن ابن ماجہ تصنیف کی۔ یہ صحاح ستہ میں سے ہے۔

مسلم بن حجاج بن مسلم قشیری نیشاپوری ابو حسین امام مسلم: ابو حسین کنیت ہے یہ حافظ الحدیث ہیں۔ ائمہ محدثین سے ہیں۔ نیشاپور میں پیدا ہوئے اور حجاز، مصر، شام، عراق کے سفر کئے۔ نیشاپور کے مضافات میں ۲۶۱ھ میں وفات پائی۔ ان کی مشہور کتاب صحیح مسلم ہے۔ اس میں بارہ ہزار احادیث کو جمع کیا۔ حدیث میں جن کتابوں پر دار و مدار ہے یہ ان میں سے ایک ہے۔ امام نووی اور دیگر بہت سے علماء نے اس کی شروح لکھی ہیں۔

یحییٰ بن بکیر بن عبد الرحمن تمیمی خنظلی ابوزکریا حاکم نیشاپوری: حدیث کے امام ہیں۔ پرہیزگار ثقہ ہیں۔ اپنے زمانہ کے عظیم علماء میں سے تھے۔ بڑے عبادت گزار پختہ یقین والے تھے۔ وفات ۲۲۶ھ میں ہوئی۔

(الحمد لله (والله اعلم)

تمت التراجم لاصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم و تابعیہم رحمہم اللہ علیہم

اللہم احشرنا فی زمرةہم یوم القیامة لیلة الجمعة ۲۷ من شہر ذی الحجة ۱۴۲۱ھ آمین